

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶
۹۲۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.tl

sabelesakina@gmail.com

نفس المہموم

مولف
رئیس المحدثین آقائی شیخ عباس قمی اعلیٰ الشہ مقام

مترجم
حمزہ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب
اعلیٰ الشہ مقام

پیش کش: سید محمد شہیر عباس

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ — رتہ منہ، ضلع جھنگ

مجلہ حقوق دائمی بحق السید محمد شہر عباس محفوظ ہیں

نام کتاب _____ نفس المہموم
 مؤلف _____ آقان شیخ عباس قمی اعلیٰ اللہ مقامہ
 مترجم _____ علامہ سید صفدر حسین نعمانی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ
 نظر ثانی _____ مولانا بختیار الحسن سنواری
 پیش کش _____ سید محمد شہر عباس
 سال طباعت _____ بار اول ۱۹۹۰ء / بمطابق ۱۴۱۱ھ ہجری
 تعداد _____ ۵۰۰
 مطبع _____
 ہدیہ _____
 ناشر _____ ولی العصر ٹرسٹ رتہ مہ ضلع جھنگ

_____ سٹاکٹ _____

افتخار مکتب ڈیپو (جسٹڈ) اسلام پورہ لاہور

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مقتل کی مشہور و معروف کتاب **نفس المصوم** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب حاج شیخ عباس قمی اعلیٰ الشہادۃ کی تصنیف شدہ ہے جو مفاتیح الجنان، سفینۃ البحار، فرائد رضویہ وغیرہ کئی مشہور و معروف کتب کے مصنف ہیں۔ ان کی تعریف کرنا سورتِ کرم پر اراغ دکھانے کے مانند ہے۔ علمِ حدیث میں ان کی بے شمار تصانیف موجود ہیں۔ جو عالمِ تشیع کے لئے مایہ افتخار ہیں۔ دوسرا ہمیں اس بات کا فخر بھی حاصل ہے کہ محمد الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب اعلیٰ الشہادۃ سابق پرنسپل جامعہ المنتظر نے اپنی بہت سی مصروفیات کے بعد اس کتاب کا ترجمہ بکمال مہربانی فرمایا تھا اور اندازہ ہے کہ ولی العصر ٹرسٹ کا کام دیکھتے ہوئے حدیثِ ترجمہ کر کے عنایت فرمایا تھا۔ یہ آجکل کے مادی دور میں ایک انہونی سی بات ہے۔ ادارہ علامہ صاحب معرفت کا تہ دل سے شکر گزار اور ممنون ہے۔ ہماری بد قسمتی کہ اتوار تین دسمبر ۱۹۸۹ء محسنِ ملت قبلہ سید صفدر حسین نجفی اعلیٰ الشہادۃ انتقال فرما گئے۔ کیونکہ کتبِ مکمل ہو چکی تھی اس لئے نظر ثانی پر کافی دیر لگی۔ آخر میں قبلہ صاحب

مرحوم کے عزیز علامہ سید بختیار الحق سبزواری نے زحمت فرمائی اور کتاب مذکورہ کو نہ صرف دوبارہ پڑھا بلکہ اس کی فہرست بھی تیار کی۔ ادارہ قبلہ سبزواری کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم بوسیۃ چہارہ معصومین محسن ملت قبلہ سید صفدر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور مومنین سے دعا ہے کہ قبلہ مرحوم کے لئے ایک بار سورۃ الحمد شریف اور تین بار قل شریف تلاوت کریں۔

jabir.abbas@yahoo.com

انتساب

میں یہ کتاب شریک الحسین حضرت زینب کبریٰ سلام
اللہ علیہا کی بارگاہ اقدس میں بطور عقیدت پیش کرتا ہوں
مجھے اُمید ہے کہ میری یہ حقیر سی کوشش ثانی زہراء کے
حضور میں شرف قبولیت حاصل کرے گی۔



تہذیب

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۸۴	پہلی فصل	۱۳	ماخذ کتاب
۸۴	مرگ معاویہ	۱۶	مقدمہ
۹۱	دوسری فصل	۱۶	(ولادتِ امام حسینؑ)
۹۱	حاکم مدینہ اور امام حسینؑ	۲۳	پہلا باب
۹۹	تیسری فصل	۲۳	(فضائل و مناقب)
۹۹	امام کا قبر رسول و مادر و برادر سے الوداع	۲۴	پہلی فصل
۱۰۹	چوتھی فصل	۲۴	مختصر مناقب آنحضرتؐ
۱۰۹	سفر مکہ از مدینہ	۴۱	دوسری فصل
۱۱۵	پانچویں فصل	۴۱	چالیس احادیث گریز کے بارے میں
۱۱۵	ردائگی حضرت مسلم بن عقیل	۸۴	دوسرا باب
۱۲۲	چھٹی فصل	۸۴	واقعات بیعت یرید
۱۲۲	امام کا اشراف بصرہ کے نام خط		
۱۳۰	ساتویں فصل		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۶۴	تیرھویں فصل	۱۳۰	ابن زیاد کا کوٹہ پہنچنا
۲۶۴	سید الشہداء سے ملاقات	۱۳۵	آٹھویں فصل
۲۶۸	امام حسین کا خطبہ بڑھنا	۱۳۵	شہادت حضرت مسلم و حضرت ہانی
۲۶۸	چودھویں فصل	۱۴۵	نویں فصل
۲۶۸	امام کی عبید اللہ بن جریج سے ملاقات	۱۴۵	شہادت حضرت میثم بن تمار
۲۸۹	پندرھویں فصل	۱۸۴	شہادت حضرت رشید عسکری
۲۸۹	امام حسین کی عمر بن قیس سے گفتگو	۱۹۰	شہادت حضرت بن حجر عدی
	ادرامام کا کہ بلا پہنچنا	۲۰۶	شہادت عمرو بن معق
۲۹۳	سولھویں فصل	۲۱۵	شہادت حضرت کیل بن زیاد نخعی
۲۹۳	زین کربلا پر نزول امام	۲۱۶	دسویں فصل
۳۰۱	عمر بن سعد کا کہ بلا پر حاکم بننا	۲۱۶	شہادت فرزندان حضرت مسلم
۳۰۸	حبیب بن مظاہر کی تجویز	۲۲۹	گیارھویں فصل
۳۱۰	یزید بن حصین ہمدانی کی پانی کیلے	۲۲۹	امام حسین کا عزم عراق
	کوشش	۲۴۲	بارھویں فصل
۳۱۳	امام کی عمر بن سعد سے ملاقات	۲۴۳	عراق کی طرف روانگی
۳۱۴	سترھویں فصل	۲۴۶	عمرو بن سعید کا خط
۳۱۴	شمر کا کہ بلا پہنچنا اور اس کی کاروائی	۲۵۰	امام حسین کا اہل کوٹہ کی طرف خط
۳۲۳	اٹھارھویں فصل	۲۵۴	امام کی زبیر بن قیس سے ملاقات
۳۲۳	شب عاشورہ	۲۵۸	امام کو شہادت مسلم کی خبر پہنچنا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۹۱	شہادت حضرت حنین یزیدؓ	۳۲۹	غلام کے عقب میں خندق کھودنا
۳۹۲	شہادت حضرت زبیر بن عقیل		اور اس میں آگ بھلانا۔
۳۹۳	شہادت حضرت نافع بن ہلال	۳۳۱	امام کا بی بی کو ملاسم دینا
۳۹۴	شہادت عبداللہ اور عبدالرحمن	۳۳۲	عقب عاشورہ
	غفارین۔	۳۳۳	انیسویں فصل
۴۰۱	شہادت حضرت غنظلہ بن سعد	۳۳۴	روز عاشورہ
۴۰۲	شہادت شوزب اور عباسؓ	۳۳۵	انکبوت ابن سعد کا نام خطاب
۴۰۳	شہادت ابو شعثا رکندیؓ	۳۳۶	امام حسین کا اصل کوہ سے خطاب
۴۰۴	ایک جماعت کی شہادت	۳۳۷	بیسویں فصل
۴۰۵	شہادت سوید بن عمرو	۳۳۸	جنگ کی کیفیت اور اس کا نتیجہ
۴۰۶	شہادت دحبیب کلبی	۳۳۹	حسین علیہ السلام کی شہادت
۴۰۷	شہادت چند اور اصحاب حسینؓ	۳۴۰	حنین یزید کا امام کی طرف رجوع کرنا
۴۰۸	شہادت حضرت جون	۳۴۱	عبداللہ بن عمر کلبی کی شہادت
۴۰۹	انیسویں فصل	۳۴۲	امام کا ابی حوزہ کو نفرین کرنا
۴۱۰	خاندانہ رسول کا جہاد	۳۴۳	شہادت حضرت بریر بن خضیر
۴۱۱	شہادت حضرت علی اکبرؓ	۳۴۴	شہادت عمرو بن قرط انصاری۔
۴۱۲	شہادت شہداء خاندان رسولؐ	۳۴۵	شہادت حضرت سلمہ بن عوسجہؓ
۴۱۳	شہادت حضرت عون بن عبداللہ	۳۴۶	عمر سعدؓ کے بھائی
	بن جعفر۔	۳۴۷	شہادت حبیب ابن مخطارؓ

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۱۷	دوسری فصل	۴۴۴	شہادت حضرت محمد بن عبداللہ
۵۱۷	ستارچی خیام		بن جعفر
۵۲۱	تیسری فصل	۴۴۵	شہدار خاندان عقیل
۵۲۱	خیام پر لوٹ مار	۴۴۵	شہادت عبدالرحمن بن عقیل
۵۲۶	چوتھی فصل	۴۴۶	شہادت جعفر بن عقیل
۵۲۶	واقعات عصر عاشور	۴۴۷	شہادت عبداللہ اکبر بن عقیل
۵۳۱	پانچویں فصل	۴۴۷	شہادت محمد بن ابوسعید بن عقیل
۵۳۱	روایتی اہل بیتؑ کے بلائے کوفہ	۴۴۹	شہادت حضرت قاسم بن الحسن
۵۳۵	چھٹی فصل	۴۵۴	شہادت اولاد امیر المومنینؑ
۵۳۵	دفن امام حسینؑ و شہداء کربلا	۴۶۰	شہادت حضرت عباسؑ علمدار
۵۳۸	خطاب ابن عباسؑ دام سلمیٰؑ	۴۶۲	تذیل
۵۴۲	ساتویں فصل	۴۶۹	بانیسویں فصل
۵۴۲	کوفہ میں درود اہل بیت	۴۶۹	شہادت امام حسینؑ اور طفل شیرخوار
۵۴۲	خطبہ بی بی زینبؑ مدہ کوفہ	"	دوبارہ وداع امام حسینؑ از اہل بیت
۵۴۷	خطبہ امام زین العابدینؑ در کوفہ	۴۸۰	شہادت امام حسینؑ علیہ السلام
۵۴۹	خطبہ فاطمہ صغریٰؑ	۵۱۳	تیسرا باب
۵۵۳	خطبہ بی بی آتم کلثومؑ		پہلی فصل
۵۵۴	روایت مسلم جصاص	۵۱۳	واقعات بعد از شہادت امام حسینؑ
۵۵۸	آٹھویں فصل	۵۱۳	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۴۱۶	دربارِ یزید میں خطبہ بی بی زینبؑ	۵۵۸	دردِ اہل بیت دربارِ ابن زیاد
۴۲۲	ابن عباسؓ کا سرزنش نامہ بنام زیدؑ	۵۶۰	یزید بن ارقم
۴۲۸	خطبہ علی بن الحسین	۵۶۲	ابن زیاد کو فاسور
۴۳۹	دخترِ صفیرِ امام حسینؑ کا جواب	۵۶۶	گفتگو امام زین العابدینؑ
۴۵۰	چودھویں فصل	۵۷۰	نویں فصل
۴۵۰	اہلِ حرم کی مدینہ واپسی	۵۷۰	شہادتِ جملہ لشکرِ عقیف
۴۶۸	باب چہارم	۵۷۵	خوانہ بن حکم
۴۶۸	(کائنات کا فوضہ دگر ہے)	۵۷۷	دسویں فصل
۴۶۸	پہلی فصل	۵۸۱	خبرِ شہادتِ امام حسینؑ کا مدینہ پہنچانا
۴۶۸	آسمان وزمین کا گریہ کرنا	۵۸۱	خطبہ ابن زبیر در مکتہ
۴۸۵	دوسری فصل	۵۸۲	گیارہویں فصل
۴۸۵	ملائکہ کا فوضہ دگر ہے کرنا	۵۸۳	پاکیزہ سرول کا شام بیجا مانا
۴۹۰	تیسری فصل	۵۹۲	بارہویں فصل
۴۹۰	بیخات کا فوضہ وزاری کرنا	۵۹۲	راہِ شام کے واقعات
۴۹۹	باب پنجم	۵۹۷	تیرہویں فصل
۴۹۹	فضائلِ اولادِ امام حسینؑ اور ان پر	۵۹۷	دردِ اہل بیت در شام
۴۹۹	ظلم و ستم	۵۹۹	سہل بن سعد کی خبر
		۶۰۱	باب الساعات اور ترمین شہر
		۶۰۲	دربارِ یزید ملعون

۸۴۷	دوسری فصل	۴۹۹	پہلی فصل
۸۴۷	شجاعتِ امام حسینؑ	۴۹۹	ادلہ اور ازواجِ امام حسینؑ
۸۵۵	تیسری فصل	۷۰۹	دوسری فصل
۸۵۵	حالاتِ اصحابِ امام حسینؑ	۷۰۹	فضائلِ زیارتِ سید الشہداءؑ
۸۶۴	چوتھی فصل	۷۳۰	تیسری فصل
۸۶۴	بہترین عمل	۷۳۰	قبرِ امامِ یحکمہؑ کے مظالم
۸۷۰	پانچویں فصل	۷۴۰	خاتمہ
۸۷۰	شعرا کی قصیدہ خوانی		
۸۷۲	بشارتِ حضرتؑ	۷۴۵	حالاتِ سلیمان بن صرد و توابین اور
۸۸۱	چھٹی فصل	۷۵۰	مختار کا خروج کرنا اور انتقام لینا
۸۸۱	جزعِ فزع	۷۵۰	مختار کا کوفہ آنا
۸۸۷	ساتویں فصل	۷۵۸	سلیمان اور توابین کا قیام کرنا
۸۸۷	نصرتِ ابوطالبؑ	۷۷۵	کوفہ میں مختار کا قیام
۸۹۳	آٹھویں فصل	۷۸۱	مختار سے ابراہیم کا ملنا
۸۹۳	مصائبِ کربلا کے اثرات	۸۰۳	قاتلانِ امام حسینؑ سے انتقام
۹۰۵	تقسیمِ فرائض بی بی فاطمہؑ	۸۲۵	ابراہیم بن اشتر کی ابن زیاد سے جنگ
۹۰۹	نویں فصل	۸۲۶	ابن زیاد ملعون کا قتل ہونا
۹۰۹	خانوادہ پیغمبرؐ	۸۳۷	پہلی فصل
		۸۴۷	مناقبِ امام حسینؑ

	۱۲	فہرست	
۹۱۷	خسہ حالت	۹۱۳	دسویں فصل
۹۱۹	چند ایک فوائد	۹۱۳	بعد از کریلا
۹۲۶	مؤلف کا مختصر تعارف	۹۱۷	گیارہویں فصل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي يعلم عييج الوحوش في الغلوت و معاصي
العباد في المخلات و اختلاف التينان في البحار الغامرات و تلاطم الماء
بانرياح العاصفات و الصلوة و السلام على سيد الكائنات و افضل
اهل الارض و السموات محمد المبعوث بالمعجزات الباهرات و الايات
البيئات و على آل الطاهرين المظلومين مصايح الظلمات و عصم
الامة من الهلكات سيما الامام المظلوم الشهيد قتيل
العبيرات و اسير الكربات حسين مصباح الهدى
و سفينة النجاة۔

مؤلف کتاب پروردگار کی حمد و تعریف اور پیغمبرِ بخارا اور آلِ اہلبار پر درود و
سلام اور اس کتاب کی تالیف کے سبب کو ذکر کرنے کے بعد اپنے مدارک
و ماخذ کہ جس سے اس کتاب کے مطالب منقول ہیں ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے
میں نے معتبر کتب سے فراہم کیا ہے کہ جن پر اعتماد کرنا چاہیے اور جن سے استناد کرنا
چاہیے۔ ان کتب کی فہرست درج ذیل ہے۔

کتاب ارشاد تالیف شیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان جو مفید کے لقب سے
مشہور ہیں کہ جن کی وفات شہر بغداد میں ۳۱۳ھ میں ہوئی۔

کتاب مہوت علی قلی الطغوف تالیف سید رضی الدین ابو القاسم علی بن موسیٰ
بن جعفر بن طاووس جن کی وفات بغداد ہی میں ۷۲۳ھ میں ہوئی۔

کتاب تاریخ طبری جو محمد بن جریر طبری کی ہے جس کی وفات بغداد میں ۲۳۰ھ میں ہوئی ہے۔

کتاب تاریخ کامل جو مؤرخ نسیہ حافظ عزیز الدین ابوالحسن علی بن محمد جو ابن اثیر جزیری کے لقب سے مشہور اور اس کی وفات موصل میں ۶۳۰ھ میں ہوئی ہے۔
مقاتل الطالبین مؤرخ ادیب علی بن الحسین اموی کی کتاب جو ابوالفرج اصفہانی کے لقب سے مشہور اور بغداد میں ۳۵۶ھ میں فوت ہوا ہے۔

مروج الذهب و معادن الجواہر جو ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی کی تالیف پاس جو ابوالفرج کا معاصر ہے۔

تذکرہ خواص الامت فی معرفۃ الائمۃ ابوالمنظر یوسف بن قزداغلی بغدادی کی جو سلطان جوزی کے لقب سے مشہور اور دمشق میں وفات پائی اور جبل تالیوں میں دفن ہے۔

مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی کی اور الفضل المہمہ فی معرفۃ الائمۃ نور الدین علی بن محمد مکی کی جو ابن صباغ مکی کے لقب سے مشہور اور ۸۵۵ھ میں فوت ہوا ہے۔

کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ ہذاؤ الدین ابوالحسن علی بن عیسیٰ ارطلی امامی جو ۶۷۵ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوا۔

العقد الفرید شہاب الدین ابو عمر احمد بن محمد قرطبی اندلسی مکی کی جو ابن عبد ربہ کے لقب سے مشہور اور ۳۲۵ھ میں فوت ہوا ہے۔

کتاب الاستحاج علی اہل اللجاج احمد بن علی بن طالب طبری کی جو ابن شہر آشوب کے استلاء تھے۔

کتاب مناقب رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب سردی مازندرانى جن کی وفات
عرب میں ۷۳۵ھ میں ہوئی اور جبل جویشن میں شہر السقط نامی مشہور مقام کے قریب
دفن ہوئے۔

روضۃ الواعظین ابو علی محمد بن حسن بن علی فارسی جو قال نیشاپوری کے لقب سے
مشہور اور ابن شہر آشوب کے اساتذہ میں سے ہے۔

مشر الاخوان نجم الدین جعفر بن محمد علی جوان نما کے لقب سے مشہور اور علامہ
علی کے استاد تھے (رحمہما اللہ)۔

کامل بہائی فی السقیفہ عماد الدین حسن بن علی محمد طبری کی جو محقق اور علامہ کے ہمسفر
تھے اور یہ کتاب بہاؤ الدین محمد بن شمس الدین جوینی کے لیے کہ جو صاحب دیوان کے
لقب سے مشہور تھا تالیف کی اور ۷۳۵ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔
روضۃ الصفا فی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفاء جو محمد بن خاوند شاہ کی ہے
جس کی وفات ۷۳۵ھ میں ہوئی۔

تسلیۃ المجالس محمد بن ابوطالب حسینی حائری وغیرہ دوسری کتب مقاتل سے اور
اس آخری کتاب سے میں دسویں سہار کے واسطے سے نقل کرتا ہوں اور مقتل ہشام
بن سائب کیسی سے تذکرہ سہا اور تاریخ طبری کے واسطے سے اور مقتل ابی مخنف
سے طبری کے واسطے سے نقل کرتا ہوں۔

سید بن طاووس کو میں سید سے اور ابن اثیر کو جویری سے اور محمد بن جریر طبری کو
طبری تعبیر کرتا ہوں۔

ابو مخنف کو آزادبی سے تعبیر کرتا ہوں تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ میں نے اس کو
اس مقتل سے کہ جو ابو مخنف کے نام سے مشہور اور دسویں سہار میں چھپا ہے نقل کیا ہے

کیونکہ میرے نزدیک ثابت اور محقق ہو چکا ہے کہ یہ مقل مشہور ابو مخنف یا کسی دوسرے معتبر مؤرخ کا نہیں ہے اور جو چیزیں مقل میں ملے کہ جسے کسی دوسرے نے نقل نہ کیا ہو وہ قابل اعتماد نہیں ہے۔

باقی رہا ابو مخنف لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف از دی غامدی وہ در بزرگان اصحاب خبر میں سے ہے اور اس نے بہت سی کتب سیرت و تاریخ تالیف کی ہیں کہ جن میں سے کتاب مقل الحین بھی ہے کہ جس سے علماء بہت کچھ نقل کرتے ہیں اور اکثر یکہ زیادہ مقل کے بارے میں تاریخ طبری کے منقولات مقل ابی مخنف سے لیے گئے ہیں۔ اور جو شخص اس مشہور مقل کا اس سے مقابلہ کرے جسے طبری نے نقل کیا ہے اور اس میں تامل و غور کرے تو جان لینا چاہیے کہ یہ مقل اس کا نہیں ہے۔

میں نے اس کتاب کو چند ابواب اور خاتمہ پر مرتب کیا ہے اور مقدمہ ابواب سے پہلے پیش کیا ہے اور اس کا نام میں نے نفس الہوم فی مصیبت سیدنا الحسین المظلوم صلوٰۃ اللہ الملک الحمی القیوم تجریز کیا ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کتاب کو مکمل کرنے کی توفیق دے اور اس کو آخر تک پہنچانے کی سعادت میں کامیاب کرے۔ میری توفیق تو صرف اللہ کی طرف سے ہے اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹتا ہوں۔

مقدمہ

ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام

علماء حدیث اور عام و خاص کے ارباب تازنخ کا حضرت ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی ولادت کے دن ہجریہ اور سال میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ تین شعبان بعض اس کی پانچ کہتے ہیں بعض جمادی الاول کی پانچ ہجرت کے چوتھے سال میں، اور بعض نے کہا کہ ربیع الاول کے آخر میں ہجرت کے تیسرے سال اور اس قول کو شیخ ابو جعفر طوسی رحمۃ اللہ نے تہذیب میں اور شیخ شہید نے دروس میں اختیار کیا ہے اس روایت کے مطابق کہ جسے ثقۃ الاسلام کلینی عطر اللہ مرقدہ نے حضرت ابو عبد اللہ صادق سے روایت کیا ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کے درمیان ایک لہر اور ان دو اماموں کی ولادت کے درمیان چھ ماہ اور دس دن کا فاصلہ تھا۔ مؤلف کتاب کہتا ہے کہ لہر سے مراد اقل لہر کی مدت ہے کہ جو دس دن ہوتا ہے اور امام حسنؑ کی ولادت پندرہ رمضان بدر کے سال یعنی ہجرت کے دوسرے سال میں ہوئی۔ اور یہ بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ حسن و حسین علیہما السلام کی ولادت کے درمیان صرف ایک لہر تھا اور امام حسین علیہ السلام کی مدت حمل چھ ماہ تھی۔

مناقب شہر آشوب میں کتاب انوار سے نقل کیا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے پیغمبر اکرمؐ کو امام حسین علیہ السلام کی محلِ ولادت کی تہنیت و مبارک باد دی اور ان کی شہادت و قتل ہونے کی تعزیت کہی جنابِ ناطقہ کو یہ معلوم ہوا اور ان پر گراں گزرا تو یہ آیت:

حملتہ امہ کرھا و عورتوں کا حمل (غموماً) نو ماہ کا ہوتا
وصفتہ کرھا و حملہ و ہے اور کوئی بچہ حضرت عیسیٰ
فصالہ ثلاثون شہرا۔ اور امام حسینؑ کے علاوہ چھ ماہ
میں پیدا نہیں ہوا۔

مؤلف کتاب کہتے ہیں کہ ہم قوی احتمال دیتے ہیں کہ اصل روایت حضرت یحییٰؑ اور امام حسینؑ ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ اور امام حسینؑ بہت سی چیزوں میں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں منجملہ ان کے مدتِ حمل ہے روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰؑ کی مدتِ حمل چھ ماہ تھی باقی رہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدتِ حمل تو وہ بہت سی روایات کے مطابق نو گھنٹے تھی اور ہر ساعت و گھنٹہ ایک ہمینہ کے متعادلہ میں اور اعتبار بھی اس سے مناسبت رکھتا ہے صدقؑ اپنی سند کے ساتھ صفیہ بنت عبدالمطلبؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حسینؑ اپنی والدہ گرامی کے بطن سے پیدا ہوئے تو میں ان کی والدہ کی پرستار اور رکھ بھال کرتی تھی پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا اے بھوپھی میرے بیٹے کو میرے پاس لے آئے میں نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے اسے ابھی تک پاک نہیں کیا فرمایا اے بھوپھی میرے بیٹے کو آپ اسے پاک کریں گی یہ تو وہ ہے جس کو خدا نے پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے سچے رسول اللہؐ کو دے دیا تو حضرت نے اپنی زبان

اس کے منہ میں دی اور امام حسینؑ رسول خدا کی زبان چوستے رہے۔ صفیہ کہتی ہیں کہ میں گمان نہیں کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دودھ دھند کے علاوہ کوئی اور غذا انہیں دے رہے ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ بچہ نے پیشاب کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انہیں میرے حوالہ کر دیا جب کہ آپ گویہ فرما رہے تھے اسے میرے بیٹے خدا لعنت کرے اسی قوم پر جو تجھے قتل کرے گی تو آپ نے فرمایا بنی امیہ لعنہم اللہ ایک ستم کار و ظالم گروہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور حضرت علی بن الحسین (زین العابدین) سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے کان میں ان کی ولادت کے دن اذان کہی اور دوسری روایت میں ہے کہ ساتویں دن دودھ ابلج یعنی سفید سیاہی مائل گوسفندوں کا عقیقہ کیا اور دایہ کو ایک ران ایک دینار کے ساتھ دی اور اس وقت ان کے سر کے بال منڈوائے گئے اور ان کے دزن کے برابر چاندی صدقہ کی اور ان کے سر پر خلوق سے جو کہ ایک قسم کا عطر ہے سے معطر کیا۔

اور ثقہ الاسلام کلینی نے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے علاوہ اور کسی عورت کا دودھ نہیں پیا انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آتے آپ اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں رکھتے اور وہ اس قدر اس کو چوستے کہ دو یا تین ان کے لیے کافی ہوتا پس حسینؑ کا گوشت اور خون رسول خدا کے گوشت اور خون سے آگاہ ہے۔

صدق عطر اللہ مرقدہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے تھے کہ جب حسین بن علی علیہما السلام پیدا ہوئے تو خدا تعالیٰ نے جب جبرائیل کو حکم دیا کہ خدا کی جانب سے اور اپنی طرف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تہنیت اور مبارک باد دینے کے لیے ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہو پس جبرائیل نازل ہوئے تو ایک جزیرہ سے گزرے وہاں ایک فرشتہ تھا فطرس نامی جو حاملین (عرش یا احکام) میں سے تھا خدا نے اسے کسی امر کے انجام دینے کے لیے مقرر کیا اس کے انجام دینے میں اس سے سستی ہو گئی تو خدا نے اس کے پردہاں توڑ دیئے اور اس جزیرہ میں پھینک دیا اس نے سات سو سال خدا کی عبادت کی یہاں تک کہ حسین بن علی علیہما السلام پیدا ہوئے اس فرشتے نے جبرائیل سے کہا کہاں کا ارادہ ہے۔ جبرائیل نے کہا خدا نے محمدؐ کو ایک فرزند عنایت کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے کہ انہیں خدا کی جانب سے اور اپنی طرف سے تہنیت اور مبارکباد تو اس نے کہا جبرائیل مجھے بھی اٹھا کر اپنے ساتھ لے چلو شاید حضرت محمدؐ میرے لیے دعا کریں تو جبرائیل نے اسے اٹھالیا جب نیا کم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خدا کی جانب سے اور اپنی طرف سے تہنیت کہی اُس کے بعد فطرس کی حالت بیان کی رسول خداؐ نے فرمایا اپنے بدن کو حسین بن علی علیہما السلام کے جسم سے ملا اور اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے رسول خدا آپ کی اُمت اس فرزند کو قتل کرے گی اور اس انعام و احسان کی حکامات و بدلہ مجھ پر واجب و لازم ہے لہذا کوئی شخص آنجناب کی زیارت نہیں کرے گا مگر یہ کہ میں اسے آگاہ کروں گا اور کوئی کرنے والا ان پر سلام نہیں کرے گا مگر یہ کہ میں اس کا سلام ان تک پہنچاؤں گا اور کوئی شخص ان پر صلوٰۃ وورد (یا نماز) نہیں پڑھے گا مگر یہ کہ میں اسے آپ تک پہنچاؤں اور

ابلاغ کروں گا یہ کہہ کر اوپر چلا گیا اور دوسری روایت میں ہے اپنی جگہ اور ڈیوٹی پر عود چل گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا (من مشی) مجھ حبیب کون ہے کہ میں حسین بن علیؑ دغا طے کا آزاد شدہ ہوں کہ جن کے نانا احمد حاشر (میدان حشر کے مختار) ہیں۔
صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

شیخ طوسی نے مصباح میں روایت کی ہے کہ قاسم بن علاء ہمدانی دکیل حضرت ابو محمد (حسن عسکری) علیہ السلام کی طرف توقیع (خط امام زمانہ) خارج ہوئی کہ مولانا (ہمارے) آقا و سرور حسین بن علی علیہما السلام جمعرات کے دن تین شعبان کو پیدا ہوئے لہذا اس دن رزہ رکھو اور یہ دغا پڑھو۔ اللهم انی استعذک بحق المولود فی هذا السوم اور اس دعا میں ہے۔

وعاف فطرس بمہدہ فطر نے تو ان کے گہوارے سے
فتحن عاٹذ ون بقبہ پناہ لی اور ہم ان کے بعد ان
من بعدہ۔ کی قبر سے پناہ لیتے ہیں۔

سید کتاب مہون میں کہتے ہیں آسمانوں میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں رہا جو پیغمبر کی خدمت میں نازل نہ ہوا ہو ہر ایک نے اگر آپ پر سلام پیش کیا اور حسینؑ کے تعزیت کہی اور آنحضرت کو اس ثواب کو خبر دی جو امام حسینؑ کو عطا ہو گا۔ اور ان کی تربت رسول خدا کی خدمت میں پیش کی اور آنحضرت فرماتے :

اللهم اخذل من خدا یا جو حسینؑ کے ساتھ چھوڑے
خذلہ و اقتل من تو بھی اس کا ساتھ چھوڑ دے اور
قتلہ ولا تمتعہ جو اسے قتل کرے تو اسے قتل کرنا
بما طلبہ۔ اور اسے اس چیز سے فائدہ نہ

اٹھانے دینا کہ جو وہ حسین کے
قتل سے چاہتا ہے۔

ابن شہر آشوب مناقب میں کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن
جبریل نازل ہوئے اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اس حالت میں پایا کہ وہ
سوئی ہوئی ہیں اور امام حسین علیہ السلام بچوں کی عادت کے مطابق بے تاب کر رہے
ہیں تو جبریل بیٹھ کر انہیں رونے سے پہلے رہے یہاں تک کہ ان کی والدہ
بیدار ہوئیں اور رسول اللہ نے انہیں اس سے آگاہ کیا۔

سید سمرانی مدینۃ المعجزین میں روایت کرتے ہیں شرجیل بن البوعوف سے
کہ اس نے کہا کہ بیب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو فردوس اعلیٰ سے ایک
فرشتہ نازل ہوا اور دریائے اعظم میں گیا اور آسمانوں و زمین کے اقطار و المراف
میں بند آواز میں منادی کی اسے خدا کے بند و خزن و ملال کے لباس پہنوا اور
غم و اندوہ کا اظہار کرو کیونکہ فاطمہ کا فرزند و بسند بوجہ و مظلوم ہو گیا ہے۔

پہلا باب

فضائل و مناقب

امام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب اور ان پر گریہ کرنے کے ثواب انہیں
قتل کرنے اور ان سے جنگ کرنے والوں پر لعنت کرنے کے بارے میں اور ان
اجار و روایات کے بیان میں کہ جو آپ کی شہادت کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں، اس
میں دو تفصیلیں ہیں۔

پہلی فصل

مختصر مناقب آنحضرتؐ

آپ کے مناقب اس قدر ظاہر و شہور ہیں کہ خاصہ اور عامہ میں سے کوئی بھی ان کا منکر نہیں ہو سکتا ایسا کیوں نہ ہو جب کہ مجدد و شرف نے آپ کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا نسب کے لحاظ سے آپ کے نانا محمد مصطفیٰ آپ کے والد علی رضی آپ کی نانی خدیجہ الکبریٰ اور آپ کی مادر گرامی فاطمہ زہرا اور آپ کے بھائی حسن مجتبیٰ اور آپ کے چچا جعفر طیار اور آپ کی اولاد ائمہ اطہار خاندان ہاشم میں سے منتخب و اختیار تھے (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

لقد ظهرت فلا تنفى على
 احد الا على ائمه لا
 يبصر القمرا -
 ہر ایک پر تیرا نور ظاہر ہے
 سوائے اس نابینا کے کہ جو چاند
 کو دیکھ نہیں سکتا۔

زیارت ناجیہ مقدسہ میں امام عصر علیہ السلام آپ کے اوصاف شریقہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

و فی الزحمر رضی	آپ جو کچھ ذمہ داریاں اپنے
الستم، ظاہر	کدے پر لیتے انہیں پورے
الکرم متہجداً فی	طور پر پورا کرنے والے پندہ
الظلم قویم الطرائق،	خصائل دعاوات والے جن کا
کریم الخلائق	کرم ظاہر تاریکیوں میں نمازہر
عظیم السوابق شریف	شب پڑھنے والے جن کے راستے
النسب منیف الحسب	سیدھے تھے جن کے عادات و
رفیع الرتب، کثیر	اخلاق کریمانہ تھے جن کے کریمانہ
المناقب محمود	عظیم تھے جن کا نسب شریف اور
الضرائب جزیل	حب بلند تھا بہت سے فضائل
المواہب حلیم	مناقب کے مالک تھے قابل تعریف
رشید، منیب جواد	عادات رکھتے تھے۔ بہت زماہ
علیم امام شہید،	مواہب و احسان کرنے والے
اواہ منیب، حبیب	علیم دبر دبار اور ہدایت یافتہ
مہیب کان للرسول	اللہ کی طرف لوٹنے والے جو لوگ
ولدًا وللقرات	تھے بہت زیادہ علم رکھنے والے
بسندًا و للامة	امام اور شہید تھے بہت زیادہ اہل
عصداً فی الطاعة	بھرنے والے بارگاہ الہی کی طرف
مجتہداً حافظاً	رجوع کرنے والے تمام کے محبوب
للعہد و الميثاق	ہونے کے باوجود صاحب مصیبت

ناکباً عن سبل
 الفساق باذلا
 للمجہور طویل
 الركوع والسجود
 زاهدًا فی الدنیا
 زهد الراحل عنها
 ناظرًا الیہا بعین
 المستوحشین
 منها۔
 دبدبہ تھے رسول اکرم کے فرزند
 قرآن کی حقانیت کی سند امت
 اسلامی کے مددگار طاعت خدا
 میں مکن عہد و میثاق کی محافظت
 کرنے والے ناسق دفاجر لوگوں
 کے راستوں سے الگ جو کچھ ان
 کے پاس ہوتا اسے راہ خدا
 میں خرچ کرنے والے طویل
 رکوع و سجدے کرنے والے
 دنیا سے اس طرح پرہیز کرتے
 جیسے اس سے کوچ کرنے والا
 کہ تابے دنیا کی طرف اس سے
 وحشت کرنے والوں کی نگاہ
 سے دیکھتے۔

ویا عجباً منی احوال
 وصفہ وقد
 فنیت فیہ القراطیس
 والصحف۔
 مجھے اپنے آپ سے تعجب ہے
 کہ میں ایسے شخص کی تعریف کرنا پا رہا ہوں
 ہوں کہ کاغذ و دفتر جس میں ختم ہو
 گئے ہیں۔

کتاب فضل تراؤد ببحر کافی نیست کہ ترکنی سرانگشت و صفحہ
 بشمار۔

باقی رہی آپ کی شہادت تودہ اس طرح کی تھی کہ جب آپ نے عراق جانے کا قصد کیا تو تو عبید اللہ بن زیاد نے بہت سے لشکر آپ کے مقابلہ کے لیے بھیجے تیس ہزار سوار و پیادہ پے درپے آئے یہاں تک کہ آپ کا محاصرہ کر لیا اور تمام اطراف و جوانب آپ پر بند کر دیے باوجود اس کے بہت بڑی تعداد اور مکمل ہتھیاروں کے آپ سے چاہا کہ ابن زیاد کے حکم پر تنزل کریں اور نزیہ کی بیعت کر لیں اور اگر انکار کیا تو پھر جنگ کے لیے آمادہ ہو جائیگی کہ جو رگ سیات و حمل الوریہ کو قطع کر دے اور ارواح کو محل اعلیٰ تک پہنچائے اور اسکا دھونک پر ڈال دے تو آپ نے اپنے نانا اور باپ کی متابعت کی اور ذلت پر راضی نہ ہوئے اور حیمت و غیرت کا لوگوں کو درس دیا اور زیرِ خیموت کا انتخاب کیا پس آپ خود آپ کے بھائی اور اہل بیت جنگ کے لیے کھڑے ہوئے اور قتل ہونے کو نزیہ کی متابعت پر ترجیح دی اور اسی یسوم کسینہ گردہ نے انہیں روک لیا اور ان پر تیر برسائے شردنا کر دیے اور حسین پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے اور ان کے غزم و ارادہ کو کوئی کمزور نہ کر سکا اس کے پاؤں میدان جنگ میں پہاڑوں سے بھی مضبوط تھے اور ان کا دل جنگ و قتال کے ہوناک سے مضطرب نہیں ہوتا تھا اور آپ کی قوم دساتھیوں نے ابن زیاد کے لشکر کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور موت سے ہمکنار کیا اور کچھ کو زخمی کیا اور ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک قتل نہیں ہوا مگر یہ کہ ہجوم کرنے والوں میں سے بہت سوں کو قتل کیا اور پھر کہیں جا کر خود قتل ہوا اور استنجا شیرِ غضبناک کی مانند کسی پر حملہ نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ ضربِ شمشیر نے اس کا کام تمام کر دیتے تھے اور اسے فرشِ زمین پر ڈبیر کر دیتے تھے۔

مورخین نے ایک شخص سے کیا ہے کہ ایسا اس نے کہا،

الضرب و طحنت	اور تلوار کے وار کے مقابل میں
حنود الفجار و	ثابت قدم رہے اور فراق و
اقتحمت قسطل	فجار کے لشکر کو بیس کے رکھ
الغبار مجالدًا	دیا اور بلند ہونے والے
بذی الفقار کاندک	غبار میں ذوالفقار کے ساتھ
علی المختار فلما	جنگ کرتے ہوئے گھس گئے
راوہ ثابت الجاش	جب انہوں نے آپ کو مضبوط
غیر خائف و لا	ثابت قدم پایا کہ جس میں کوئی
حاس نصبر لك	خوف و ڈر نہیں تو انہوں نے
غواہل مکرهم	آپ کے لیے مکر و فریب کے
وقاتلوك بكيدهم	جال بچھا کے اور آپ سے
وشرهم وامر	اپنے پردھوکہ و فریب اور
اللعین جنوده	بڑے طریقے سے جنگ کی پس
فمنعوك الماء و	لعین نے اپنے شکروں کو
ورده وناجزوك	حکم دیا تو انہوں نے پانی کے
القتال و عاجلوك	گھاٹ کو آپ پر بند کر دیا اور
النزال و رشقوك	آپ کے مقابلہ میں جنگ کی
بالسہام والنبال	اور میدان میں جلدی آنے کے
وبسطوا اليك	لیے آپ کو پکارا اور آپ کو
اكت الاصل مرو	تیزوں اور نیزوں سے چھلنی کر دیا

لم ير أعوا لك
 ذماما ولا راقبولك
 فيك أنا مافي
 قتلهم أوليائك
 وينبهم ر حالك
 وانت مقدم في
 السموات و متحمل
 للذريات قد عجب
 من صبرك ملائكت
 السموات فاحدقوا
 بك من كل الجهات
 وانخزلك بالجراح
 وحالوا بينك
 وبين الروحاح ولم
 يبق لك ناصر
 وانت محتسب
 صابر تذب عن
 نسوتك و اولادك
 نكسوك عن جوادك
 فلهويت الحى

آپ کی طرف ظلم کے ہاتھ بڑھائے
 اور آپ سے یکے ہوئے عہد
 پیانوں کی رعایت نہ کی اور نہ
 ہی آپ کے مقابل میں آپ
 کے اولیاء کو قتل کرنے اور
 ان کے ساز و سامان کو لوٹنے
 میں گن ہوں کا خیال کیا اور آپ
 لشکروں کے گرد و غبار میں
 آگے بڑھے تھے اور اذیتوں
 اور مصائب کو برداشت کر
 رہے تھے آپ کے صبر کو
 دیکھ کر آسمانوں کے فرشتوں
 کو تعجب ہوا۔ پس ان ظالموں
 نے ہر طرف سے آپ کو گھیر
 لیا اور زخموں سے آپ کو
 گھائل کر دیا اور آپ کے اور
 کہیں چلے جانے کے در بیان
 حائل ہوئے اور آپ کا کوئی
 ناصر و مددگار باقی نہ رہا اور آپ
 اللہ کے حساب میں صبر کرتے

الارض جریحاً
 تطئوك الخیول
 بحوافرها و
 تعلوك الطغاة
 بیواترها قدر
 شح للموت
 جبینك واختلف
 بالانقباض و
 الانبساط شمالك
 و یعینك قدیر
 طرفنا خفیاً الی
 اهلك و بیئتك
 وقد شغلت
 بنفسك عن ولدك
 و اھالیك۔

ہوتے اپنے اہل حرم اور
 بچوں سے لشکر کو دور کر رہے
 تھے یہاں تک کہ انہوں نے
 گھوڑے سے اونڈھا کر کے
 اتار کر آپ زمین پر اس حالت
 میں زخمی ہو کر گر پڑے کہ گھوڑے
 آپ کو اپنے سینوں سے روند
 رہے تھے وہ سرکش دماغی آپ
 پر تلوار توڑے ہوئے تھے جب
 کہ آپ کی پیشانی موت کے پینہ
 سے تر تھی اور سر گرنے اور پھیلنے
 کی وجہ سے آپ کے دائیں اور
 بائیں میں فرق تھے آپ کبھی حیرت
 بھری نگاہ سے اپنی قیام گاہ اور
 گھر کی طرف اپنی آنکھ پھیرتے
 تھے جب کہ آپ اپنی آل و اولاد
 اور اہل حرم کی نسبت اپنے آپ
 میں مشغول کر دیے گئے تھے۔

باقی رہا آپ کے علوم تو معلوم رہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے علوم تکرار کرنے
 اور درس پڑھنے دپڑھانے پر موقوف نہیں تھے اور ان کے آج کے علوم کل کے علوم

رہا آپ کا جو دو کرم تو روایت ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے دونوں بیٹوں حسن و حسین علیہما السلام کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس بیماری کے زمانہ میں لے آئیں کہ جس میں آنحضرت نے رسلت فرمائی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں کوئی چیز انہیں اپنی صفات میں سے بطور ورثہ دیکھے تو آنحضرت نے فرمایا کہ حسن کے لیے میری ہیبت و بزرگی کی میراث ہے اور حسین کے لیے میری نجش اور شجاعت ہے۔

منہور روایت ہے کہ آنجناب ہمان کو دوست رکھتے تھے سوال کرنے والوں پر نجش کرتے اور صلہ فرماتے تھے فقر و مساکین پر انعام و اکرام فرماتے سائل کو عطا کرتے برہنہ کو لباس پہناتے بھوکے کو میر کرتے مقروض کا قرض ادا کرتے اور یتیم پر شفقت مہربانی فرماتے اور حاجت مند کی امانت کرتے جس وقت کوئی مال کے ان کے پاس آتا اسے تقسیم کر دیتے۔

ایک روایت ہے کہ جس وقت معاویہ مکہ میں گیا تو بہت سامال اور پارچے اور خلیق آپ کے لیے بھیجی تو حضرت نے انہیں قبول نہ کیا جو ان مردوں کی صفت اور اہل کرم کی طبیعت و مزاج ہے آپ کے افعال محاسن اخلاق کی گواہی دیتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ کرم کہ جس کی ایک قسم نجش ہے اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل اور ان کے لیے ثابت و محقق ہے جو کہ ان سے تعدی و تجاوز نہیں کرتا بلکہ ان میں بطور حقیقت اور دوسروں میں مجازاً تھا اسی لیے بنی ہاشم میں سے کسی شخص کی طرف سبیل کی نسبت دی گئی اس بنا پر کہ وہ جو دو سنخائیں بادلوں کے ساتھ و مقابلہ کرتے اور شجاعت میں شیروں سے۔

حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے شام والے اپنے خطبہ میں فرمایا ہیں علم، جود و سخا، فصاحت، شجاعت اور مومنوں کے دلوں میں دوستی وہ گہرے سمندر اور ابرار ہیں۔

فما کان خیر اتوہ ہر خیر و اچھے کام کو وہ بہا لائے
فانما قوارثہ ان کے آبار و اجداد کے آباء
اباء اباشمہ پہلے سے اس بات کے وارث
قبل۔ تھے۔

ان اخلاق کریمہ کو انہوں نے اپنا دین و ایمن بنا رکھا تھا اور ان کے لیے شرف و بزرگی کی انتہا تک پہنچے گا و سید و ذریعہ کیونکہ یہی حضرات امت کے پیشوا اور ملت کے رؤساء یہ لوگوں کے سردار اور بہترین عرب اور اولاد آدم کے برگزیدہ دنیا کے بادشاہ اور آخرت کے رہنما خدا کی رحمت میں بندوں پر اور زمین میں اس کے امین ہیں آخر کار ہر اچھائی کی نشانی انہیں سے ملتی ہے اور جلال و بزرگی کی علامات انہیں میں ظاہر ہو جیڑا ہیں ان کے بعد جو کوئی بھی جود و سخا سے متصف ہو اس نے ان کا اقتدار کی ہے اور ان کے راستہ پر چلا ہے وہ کس طرح اپنا مال انہیں بخشے گا جو جنگ کے وقت جان پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتا اور کسی طرح دنیا سے وہ آنکھ بند نہیں کرے گا جس نے آخرت کے لیے ہمت باندھی اور اس میں شک نہیں کہ جو شخص قاتل و جدال میں اپنی جان دینے کو تیار ہے وہ مال کی نسبت زیادہ بخشنے والا ہے۔ اور جو شخص زندگی میں رغبت نہ رکھتا ہو تو وہ خانی دنیا کے مال میں زیادہ بے رغبت ہوگا۔ شاعر کہتا ہے

یجود بالنفس ان ضن الجوادجا والجود بالنفس اقصى غاية المجود

ترجمہ: وہ اپنے نفس کی سخاوت کرتا ہے جہاں غمی وجود بخلی کرتا ہے اور نفس کی سخاوت کرنا جود و سخا کی انتہاء درجہ کمال ہے۔

اسی بنا پر کہتے ہیں کہ شجاعت وجود و سخا نے ایک ہی پستان سے دودھ پیا ہے اور ہمیشہ ایک دوسرے کے لازم و ملزوم رہے ہیں جس طرح کہ جڑ سے ہوتے ہیں لہذا ہر سچے والا جواں مرد شجاع ہے اور ہر شجاع جوان مرد بخشنے والا ہے اور یہ قاعدہ کلیہ الہی کہتا ہے۔

و اذا رايت ابا يزيد
في الندى ودعني و
مبدى غارة و قعيدا
ايفقت ان من السماح
شجاعة تدنى
و ان من الشجاعة
جوداً۔

جب تو ابو یزید کو مجلس میں
دیکھے یا میدان جنگ یا لوٹ مار
کی ابتداء کرتے ہوئے یا اس
سے لڑتے ہوئے تو تجھے یقین
ہو جائے گا کہ سخاوت کے
شجاعت قریب ہر ہی ہے
اور شجاعت سے جود و سخا۔

اور الہام شنبی کہتا ہے :-
قالوا الم تكف سباحة
حق بنى بيته على
الطرق فقلت ان
الفتى شجاعته
تربى في السحر
اصورة الفرق

انہوں نے کہا کیا اس کے لیے
اس کی شجاعت کافی نہیں ہے،
یہاں تک کہ اس نے اپنا گھر راستوں
پر بنالیا ہے تو میں نے کہا کہ جو لڑ
کی شجاعت اس کو نیکل میں خوف
کی شکل دکھاتی ہے اے سخی تو

کن لجة ایہا السماح
فقد امنہ سیفہ من
الفرق -
لہر و موج بن جا اسے تو اس
کی تلوار غرق ہونے سے مامون
بنا چکی ہے۔

اور کہتے ہیں کہ جواں مرد کا مل شجاع و بہادر ہوتا ہے اور بنمیل کا چہرہ معاویہ
نے بنی ہاشم کی جود و سخا سے اور آل زبیر کی شجاعت کے ساتھ اور بنی مخزوم
اور تبکر سے اور بنی امیہ کی علم و بردباری کے ساتھ تقریف کی یہ خبر امام حسن بن علی
تک و پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ خدا اسے قتل کرے اس نے چاہا کہ بنی ہاشم عطا و
بخشش کریں تاکہ اس کے محتاج ہو جائیں اور آل زبیر کی شجاعت و بہادری سے
تقریف کی ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو قتل کرانے کے لیے تیار کریں اور بنو مخزوم
تبکر کریں تاکہ لوگ انہیں دشمن رکھیں اور بنی امیہ شتم و بردباری کریں تاکہ لوگ ان
سے محبت و دوستی رکھیں۔

معاویہ نے کچھ باتیں سچ کہیں اگرچہ اس کی سچائی اس جیسوں سے بعید ہے
لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جھوٹا سچی بات کہتا ہے کیونکہ بخشش و عطا عیسا کہ اس
نے کیا ہے بنی ہاشم میں تھی بلکہ شجاعت و بردباری بھی تمام حالات میں ان میں موجود
تھی اور ان میں تمام لوگ انہیں کے پیرو نہیں اگر اچھے خصال باقی لوگوں میں متفرق
ہیں تو انہیں مجتمع ہیں۔

رہا آپ کی فصاحت، زہد، تواضع، اور عبادت تو اگر انہیں ہم ذکر کرتے
لیں تو اس رسالہ دکتا سچہ کی دفع سے ہم خارج ہو جائیں لہذا ان کے بجائے
ہم پیغمبر خدا کی ان سے محبت کے سلسلہ کی روایات ہم پیش کرتے ہیں۔
شیخ اجل محمد بن شہر آشوب نے مناقب میں ابن عمر سے ایک روایت نقل

کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ حسینؑ باہر نکلے جب کہ آپ کا پاؤں آپ کے جام میں الجھا اور گر پڑے اور رونے لگے تو پیغمبر منبر سے اتر آئے اور انہیں اٹھایا اور فرمایا خدا شیطان کو قتل کرے اور اولاد امتحان ہے اسکی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میں منبر سے اتر آیا مناقب میں ہے کہ ابوالسادات نے عترت کے فضائل میں نقل کیا ہے کہ زید بن ابوزیاد نے کہا کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے حجرے سے باہر نکلے اور فاطمہ کے گھر کے دروازے سے گزرے تو حسینؑ کے رونے کی آواز سنی فاطمہؑ سے فرمایا کیا نہیں معلوم نہیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

مناقب میں ہے کہ ابن ماجہ نے سنن میں اور زمری نے فائق میں نقل کیا ہے نبی اکرمؐ نے حسینؑ کو دیکھا کہ گلی میں بچوں سے کھیل رہے ہیں تو پیغمبر ان کے قریب آئے اور اپنا ایک ہاتھ دراز کیا اور حسینؑ ادھر ادھر بھاگ رہے تھے اور رسول خداؐ اس سے ہنستے تھے پھر آپؐ نے انہیں پکڑ لیا اور ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ لیا اور دوسرا ان کے سر کے اوپر اور ان کا سر اوپر کر کے ان سے بوسے لیے اور فرمایا: حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

حسین منی و امان من خدا تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھے

الحسین۔ اور حسینؑ اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔

مناقب میں عبدالرحمن بن ابولیلیؑ سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں رسول خداؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حسینؑ آئے اور نبی کی پشت پر کودنے اچھلنے لگے۔ الخ

نیز اسی کتاب میں لیث بن سعد کے احادیث میں سے مروی ہے کہ پیغمبر ایک دن نماز جماعت کو ارہے تھے جب کہ حسین چھوٹے بچے تھے آپ کے پاس بیٹھے تھے جب پیغمبر سجدہ کرتے تو حسین اگر ان کی پشت پر سوار ہو جاتے اور اپنے پاؤں ہلاتے اور صلّ صلّ کہتے جب سر اٹھانا چاہتے تو انہیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا دیتے پھر دوبارہ آپ سجدہ میں جاتے تو وہ آپ کی پشت پر سوار ہو جاتے اور صلّ صلّ کہتے اور اسی طرح کرتے رہتے یہاں تک کہ آنحضرت نماز سے فارغ ہو گئے۔

حاکم کی امالی سے روایت کی ہے کہ ابورافع نے کہا کہ میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ جسے "معاۃ" کھیل کہتے ہیں اور وہ پتھر کے ساتھ کھیل کھیلتا ہے جب میرا پتھر ان کے پتھر کو جا لگتا تو میں کہتا کہ مجھے اپنی پشت پر سوار کریں تو آپ کہتے کہ کیا اس کی پشت پر سوار ہو گا کہ جو رسول خدا کی پشت پر سوار ہوتا تھا تو میں انہیں چھوڑ دیتا اور جب ان کا پتھر میرے پتھر کو لگتا تو میں کہتا کہ میں بھی آپ کو اپنے کندھے پر نہیں اٹھایا جیسا کہ آپ نے انہیں اٹھایا تو آپ فرماتے کیا تو راضی نہیں ہے کہ اس بدن کو کندھے پر اٹھاؤ کہ جسے رسول خدا اٹھاتے تھے، تو میں انہیں اپنے اوپر سوار کر لیتا۔

اور اسی کتاب ہی میں حفص بن غیاث کے واسطے سے حضرت ابو عبد اللہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نماز میں تھے اور حسین ان کے پہلو میں کھڑے تھے تو رسول خدا نے تکبیر کہی اور حسین اچھی طرح تکبیر

۱۔ سواری کو چلانے کے لیے یہ لفظ کہے جاتے ہیں۔

کہہ کے تو رسول خداؐ نے دوبارہ تکبیر کہی اور حسینؑ نے ابھی طرح نہ کہی اسی طرح آنحضرتؐ تکبیر کہتے اور حسینؑ تکبیر کی تسرین کرتے اور ابھی طرح ادا نہ کرتے یہاں تک رسول خداؐ نے سات مرتبہ تکبیر کہی اور ساتویں تکبیر امام حسینؑ نے ابھی طرح ادا کی ابو عبد اللہؑ نے فرمایا کہ اس سے سات تکبیریں سنت قرار پائیں۔

یہ ساری کتاب میں تفسیر نقاش سے اس کی اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا اور آپ کا بیٹا ابراہیمؑ آپ کے بائیں دلوپر بیٹھا تھا اور حسینؑ بن علیؑ آپ کے دائیں دلوپر بیٹھے تھے اور آنحضرتؐ کبھی اس کے بوسے لیتے اور کبھی اس کے اچانک جبرئیل وحی کے ساتھ پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہوتے اور جب وحی کی حالت آپ سے ہر طرف ہوتی تو آپ نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ آپ کا پروردگار آپ پر سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان دونوں کو اکٹھا نہیں رہنے دوں گا ایک کو دوسرے کا فدیہ قرار دو پیغمبر نے ابراہیمؑ کی طرف دیکھا تو رو پڑے اور کہا اس کی والدہ ایک معمولی سی کینڑی ہے اگر وہ مر جائے تو میرے علاوہ کوئی اس پر گریہ نہیں کرے گا لیکن حسینؑ کی ماں فاطمہؑ ہے اور اس کا باپ علیؑ میرا چچا زاد بھائی اور میں خود اس پر زیادہ محزون ہوں جو کہ میرا گوشت و خون ہے اگر وہ رحلت کر جائے تو میری بیٹی اور میرا چچا زاد بھائی اور میں خود اس پر محزون ہوں گا اور میں اپنے حزن و ملال کو ان کے حزن و ملال پر انتخاب کرتا ہوں اے جبرئیل ابراہیمؑ رحلت کر جائے میں نے اسے حسینؑ کا فدیہ دیا اور اس کو اس پر قربان کر دیا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ تین دن کے بعد ابراہیمؑ کی رحلت ہو گئی اور پیغمبر

جب کبھی حین کو دیکھتے تو ان کی طرف آتے اور ان کے بوسہ لیتے اور انہیں سینہ سے لگاتے اور ان کے دانتوں کو چومتے اور کہتے اس کے قربان جاؤں کہ جس پر میں اپنے بیٹے ابراہیم کو فدا کیا ہوں۔

تعالیت عن مدح فابلیغ	تو مدح و ثنا سے بلند ہے زیادہ
خاطب بمدحک بین	فصح و بلیغ خطیب لوگوں کے
الناس اقصر قاصر	درمیان تیری مدح سے انتہائی
اذا طاف قوم فی	قاصر ہے۔ جب قوم مشاعر اور
المشاعر و الصفا	مفاہیر و مدح میں طواف و گردش
فقیرک رکعتی طاعتنا	کرے تو آپ کی قبر میرا رکن ہے
و مشاعری و ان	طواف کے طور پر اور مشاعر کے
ذخر الاقوام نسک	طور پر اگر لوگ ببادتوں کو اپنا
عبادة فحیک اوفی	ذخیرہ بناتے ہیں تو آپ کی محبت
عدتی و ذخاثری۔	زیادہ دامع ہے بطور تیار شدہ
	مال و اسباب کے۔

دوسری فصل

چالیس احادیث گریہ کے بارے میں

اما آسینے کھ مصیبت پر گریہ کرنے اور اللہ کے قاتلوں پر لعنت کرنے
کا ثواب ہے اور وہ روایات کہ جو آپ کے شہادت کے سلسلے میں وارد
ہوئے ہیں ان میں سے اس فصل میں ہم چالیس احادیث پر اکتفا
کرتے ہیں!

پہلی حدیث:

مختلف کتب مرحوم حاج شیخ عباس قمی کہتے ہیں کہ مجھے شیخ اجل محدث الحاج میرزا حسین نور اللہ تبریزی نے کچھ سے حدیث بیان کی عام کامل اجازہ کے ساتھ تمام ان کتب کے سلسلہ میں کہ جن کی روایت کا انہیں حق ہے اور ان کے اجازہ دینا ان کے لیے جائز ہے مجموعہ کے دن ۴ ماہ ربيع الاول ۱۳۲۲ھ کو مبارکہ میں فرات کے کنارے پل کے پاس شیخ امام معلم علماء اسلام الحاج شیخ مرتضیٰ انصاری سے شیخ جلیل جامع فضائل علمیہ و علمیہ الحاج ملا احمد زرقانی سے وحید العمر صاحب کرامت باہر السید محمد ہندی بحر العلوم قدہ سے شیخ العلماء مرجع الفقہاء استاد اکبر آقا محمد باقر سے ان کے والد معظم محقق سے مروج مذہب حق خاتم المحدثین مولانا محمد باقر مجلسی (رح) سے امام کے والد شیخ اجل جامع فنون عقیدہ و نقلیہ مولانا محمد تقی مجلسی سے شیخ الاسلام والمسلمین رئیس الفضلاء والمحققین شیخ محمد عالمی بیہاؤ الدین رفوع اللہ مقام سے ان کے والد محقق مدق حسین بن عبد الصمد عالمی سے شیخ امام خاتم فقہاء اسلام شیخ الامامہ و فائزہ و کاشغیرہ و نور الشریعہ شیخ زین العابدین جو شہید ثانی کے لقب سے مشہور ہیں قدس سرہ سے شیخ فاضل درع نور الدین علی بن عبدالحالی میسن نور اللہ رفوعہ سے شیخ سعید کامل المعی محمد بن داود جزینی عالمی رحمۃ اللہ سے شیخ ثقف جلیل علی بن الشہید رفیع اللہ درجۃ سے ان کے والد شیخ امام استاد فقیہ امام رئیس مذہب و ملت فخر شیعہ، تاج شریعہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن مکی شہید اعلیٰ الشہداء سے عالم محقق فاضل مدق وحید الاعصار فخر الاسلام سلطان العلماء منہجی الفضلاء ابو طالب محمد بن علامہ رفیع اللہ مقام سے ان کے والد شیخ اعظم وارث انبیاء و مرسلین

مروج شریعت خاتم النبیین آیہ اللہ فی العالمین اعلم العلماء مسلمین جبر اللہ رحمہ اللہ
 حمیت البدع ابو منصور حسن بن مطہر علی جو حقیقت لفظ علامہ کے ساتھ مشہور ہیں
 جزاء اللہ عن الاسلام خیر الجزاء سے شیخ اجل مدق ثبت افقہ فقہاء آفاق شیخ طائفہ
 سادہ ابوالقاسم نجم الدین جعفر بن سعید علی المعروف بمحقق شکر اللہ سعید سے یہ حسیب
 محدث ادیب نسابہ فخار بن محمد موسوی حارثی رہ سے شیخ فقیہ محدث و صاحب سیدہ الودین
 ابو الفضل شاذان بن جبریل قتی زبیل دارالبحرہ علی ہاجرہ الف صلوۃ و تہیہ سے شیخ فقیہ
 ثقہ عماد الدین ابو جعفر محمد بن ابوالقاسم بن محمد طبری آملی رضی اللہ عنہ سے شیخ ثقہ فقیہ ابو
 علی حسن بن محمد طوسی سے جو مفید ثانی سے ملقب ہیں ان کے والد رئیس طائفہ محی الریوم
 مدون علوم محقق اصول و فروع مہذب فنون معقول و مسموع ابو جعفر بن محمد حسن طوسی
 قدس اللہ تبارکہ الزکیہ سے شیخ اقدم اوثق علم حجة القرۃ و نحر الطائفہ مروج مذہب و
 دین و ارث علوم حصوین شیخ سعید ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان ملقب بمفید عطر اللہ
 مرقدہ سے شیخ جلیل محدث ناشر آثار النہد رئیس المحدثین المولود بدعار الامام شیخ صدوق
 ابو جعفر محمد بن علی بالویہ قتی سے شیخ جلیل ابوالقاسم محمد بن ماجہویہ قتی سے شیخ محدث
 نبیہ علی بن ابراہیم سے ان کے والد ابراہیم بن ہاشم سے ثقہ جلیل ریان بن شیبہ
 معتمد کے مامول سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں ابو الحسن رضا علیہ السلام کی
 خدمت میں محرم کی پہلی تاریخ کے دن حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا !
 اے شیبہ کے فرزند کیا تم روزے سے ہو میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے
 فرمایا یہ وہ دن ہے کہ جس میں زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور کہا
 رب ھب لی من لدنک
 یعنی اے میرے پروردگار
 ذریۃ طیبۃ افلح
 اپنے ہاں سے مجھے پاک پاکیزہ

سمیع الدعاء۔
ذريت واولاد وعطافراکہ توہی
دعا کے سننے والا ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور ملائکہ کو حکم دیا تو انہوں نے ذکر یا
اکو نداوی جب وہ محراب میں کھڑے تھے اور نماز پڑھ رہے تھے کہ خدا آپ کو خوشخبری
دیتا ہے یہی کہی کہ پس جو شخص اس دن روزہ رکھے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرے تو خدا
اس کی دعا کو قبول کرے گا جس طرح ذکر یا کی دعا قبول کی۔

پھر آپ نے فرمایا اسے شیب کے بیٹے محرم وہ مہینہ ہے کہ زمانہ جاہلیت
کے لوگ گزشتہ زمانہ میں اس کی حرمت کا خیال رکھتے تھے لیکن اس امت نے نہ تو
اس ماہ کی حرمت کو پہچانا اور نہ اپنے پیغمبر کی حرمت کو اور اس ماہ میں انہوں
نے آنحضرت کی ذریت کو شہید کیا اور ان کی خواتین کو اسیر کیا اور ان کے مال و
اسباب کو لوٹا خدا کبھی بھی انہیں نہیں بخشنے گا۔

اسے شیب کے بیٹے اگر کسی چیز کے لیے گریہ کرنا چاہتے ہو تو حسین بن
علی بن ابی طالبؑ کے لیے گریہ کرو کیونکہ انہیں انہوں نے گورقند کی مانند ذبح
کیا اور اٹھارہ جوان ان کے خاندان کے ان کے ساتھ شہید کر دیے۔ کہ جن
کی مثل و مانند روئے زمین میں نہیں تھی اور سات آسمان اور زمینیں آسمان کے
قتل ہونے پر گریہ کیاں ہوئیں اور چار ہزار فرشتے ان کی یاری و مدد کے لیے
نازل ہوئے لیکن انہیں آگ اس حالت میں پایا کہ آپ شہید ہو چکے تھے اب ان کی قبر
کے پاس بال پریشان اور گرد آلود رہتے ہیں یہاں تک کہ جب قائم علیہ السلام قیام
کریں گے تو یہ ان کے یار و انصار میں سے ہوں گے اور ان کا شمار و قمرہ یا ثلثات
الحسین (اے حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے والو)

اے شیب کے بیٹے میرے والد نے حدیث بیان کی ہے اپنے والد سے
اپنے دادا سے کہ جب میرے دادا حسین مارے گئے تو آسمان نے خون برسایا
سرخ رنگ بنار کے ساتھ۔

اے شیب کے بیٹے اگر حسین پراتنا گریہ کر دے کہ تمہارے آنسو تمہارے
دونوں رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدا تمہارے ہر گناہ کو معاف کر دے گا جو
تو نے کیا ہو چھڑا ہو کہ بڑا تھوڑا ہو یا زیادہ۔

اے فرزند شیب اگر تجھے اس بات میں خوشی محسوس ہو کہ خدا اسے اس
حالت میں ملاقات کرے تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو تو حسینؑ کی زیارت کر دے۔

اے فرزند شیب اگر یہ بات تجھے خوش کرتی ہے کہ جنت کے بنائے
ہوئے غرور (بالا خانوں) میں پیغمبر خدا اور ان کے اہل بیت کا تو ہمنشین ہو تو حسینؑ
کو شہید کرنے والوں پر لعنت بھیج۔

اے شیب کے فرزند اگر تجھے یہ بات مسرور و خوش کرے کہ تیرا ثواب
ان لوگوں کے ثواب کی مانند ہو کہ جو حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے تو جب تجھے
حسینؑ یاد آئیں تو کہہ :

یا لیتنی كنت معہ فافوز کاش میں ان کے ساتھ ہوتا
فوزاً عظیماً۔ تو عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوتا۔

اے فرزند شیب اگر تجھے اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ جنت کے
بلند درجات میں تو ہمارے ساتھ ہو تو ہمارے غم و اندہ میں محزون و مغموم ہو اور
ہماری خوشی میں خوشی و شادمان ہو اور تجھ پر لازم ہے ہم سے محبت و دوستی رکھنا کیونکہ
اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے تو خدا اسے اس پتھر کے ساتھ قیامت

میں عشاء کرے گا۔

دوسری حدیث :

سند متصل کے ساتھ شیخ مفید قدس روح سے ابن قولیہ سے ابن ولید سے صفار سے ابن ابوالخطا سے محمد بن اسماعیل سے صالح بن عقبہ سے ابوبارون مکون (نابینا) سے وہ کہتے ہیں میں حضرت امام ابو عبد اللہ (صادق علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا مجھے شعر سناؤ تو میں نے پڑھنا شروع کیا فرمایا اس طرح نہیں بلکہ جس طرح اپنے لیے پڑھتے ہو اور جس طرح آپ کی قبروں کے پاس جا کے مرثیہ پڑھتے ہو راوی کہتا ہے کہ میں نے پڑھا :

امر ما علی جدت
حسین کی قبر کے پاس سے

الحسین فقل للاعظم
گزرتے ہوئے ان کی پاکیزہ

الزکیۃ۔
ہڈیوں سے کہو۔

اور آنجناب گریہ فرما رہے تو میں خاموش ہو گیا فرمایا آگے چلو اور تمام اشعار پڑھو تو میں نے آخر تک یہ اشعار پڑھے تو اس وقت آپ نے فرمایا مزید پڑھو تو میں نے یہ مرثیہ پڑھا۔

یا محمد قومی فاند بنی مولائک
و علی الحسین فاسعدی بیکاک

اے فرزند کھڑی ہو جا اور اپنے مولا پر بندہ اور بندہ ادا ز سے گریہ کر

اور حسین پر گریہ کر کے سعادت حاصل (یامد کر)

ابوبارون کہتے ہیں آنجناب نے گریہ کیا اور آپ کے گھر کی اخواتین،

بے تاب ہو گئیں اور جب خاموش ہوئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابوبارون

جو شخص اہم حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھتے اور دس افراد کو رلائے تو اس کے لیے جنت ہے پھر آپ نے ایک ایک مرد اس میں سے کم کیا یہاں تک کہ ایک تک پہنچے اور فرمایا جو شخص آنجناب کے بارے میں شعر پڑھے اور ایک ہی شخص کو رلائے تو اس کے لیے جنت ہے پھر فرمایا اور جو شخص آپ کو یاد کرے ان پر گریہ کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔

مؤلف کہتے ہیں جو اشعار ابو ہریرہ نے پڑھے تھے وہ سب حیران کن ہیں جیسا کہ شیخ ابن عباس نے تفسیر میں کیا ہے۔

تیسری حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوق سے ان کے اسناد کے ساتھ جیسا کہ ابن عباس سے روایت کی ہے حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہ سے کہا اے رسول خدا کیا آپ عقیل کو دوست رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اس کو کئی محبتوں اور دوستیوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں ایک تو میں خود اسے دوست رکھتا ہوں اور دوسرا چونکہ ابو طالب اسے دوست رکھتے تھے اور اس کا بیٹا تیسرے بیٹے کی دوستی میں مارا جائے گا تو مومنین کی آنکھیں اس پہ آنسو بہائیں گی اور مقرب الہی فرشتے اس پر درود بھیجیں گے اس وقت رسول خدا روپڑے چنانچہ آپ کے آنسو پھاری ہوئے اور فرمایا خدا سے شکایت کرتا ہوں اس چیز کی جس سے میرے اہل بیت میرے بعد ملاقات کریں گے۔ (جن مصائب سے انہیں سامنا کرنا پڑے گا۔)

چوتھی حدیث :

سند متصل کے ساتھ شیخ ابوالقاسم بن قولویہ منداً منسج کر دین سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ (صادقؑ) نے مجھ سے فرمایا اے منسج تو عراق میں رہنے والے لوگوں میں سے ہوتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کو نہیں جاتا میں نے عرض کیا کہ نہیں کیونکہ میں بصرہ کا مشہور شخص ہوں اور ہمارے پاس اس خلیفہ کے ہوا دار (اور اس کی پارٹی کے لوگ) اور مختلف قبائل میں ہمارے بہت سے دشمن ہیں۔ ناجیوں اور دوسرے لوگوں میں سے لہذا میں مامون نہیں ہوں کہ وہ میرے حالات سلیمان کے بیٹوں کو بتا دیں جن کی وجہ سے وہ مجھے اُنا رو تکلیف دیں اور مجھ پر ظلم کریں۔

آپ نے فرمایا تو کیا تو ان چیزوں کو یاد کرتا ہے جو کچھ لوگوں نے امام مظلوم سے کیا میں نے کہا جی ہاں فرمایا کیا اس پر جزع و فزع کرتا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں خدا کی قسم اس طرح مجھے گریہ گلو گیر ہوتا ہے کہ میرے گھر والے اس کے آثار مجھ سے مشاہدہ کرتے ہیں اور میں کھانا کھانا چھوڑ دیتا ہوں اور یہ غم داندوہ میرے چہرہ پر ظاہر ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا خدا تیری آنکھ کے آنسو پر رحمت کرے البتہ تو ان لوگوں میں سے ہے کہ جو ہم پر جزع و فزع کرنے والے شمار ہوتے ہیں اور وہ کہ جو ہماری خوشی میں خوش اور ہماری غمی میں اندوہناک ہوتے ہیں اور جو ہمارے خوف کے دقت ڈرتے رہتے ہیں اور ہمارے امن و امان کی صورت میں مامون رہتے ہیں البتہ تو مرتے وقت ہمارے آباؤ اجداد کو اپنے پاس حاضر دیکھے گا کہ جو ملک الموت کو وصیت کریں گے تیرے بارے میں اور

موت کا فرشتہ تجھ پر اپنے فرزند پر مہربان ماں سے بھی زیادہ دلسوز و مہربان ہو گا تو اس وقت آپ رونے لگے اور میں بھی آپ کے ساتھ رونے لگا اور فرمایا حمد و ثناء ہے اس خدا کی جس نے ہمیں دوسری مخلوق پر فضیلت و برتری دی اپنی رحمت سے اور ہم اہل بیت کو رحمت کے ساتھ مخصوص کیا اپنے سمیع بے شک آسمان دزین گریہ کر رہے ہیں اس وقت سے کہ جب سے امیر المؤمنین علیہ السلام شہید ہوئے ہم پر دلسوزی کرتے ہوئے اور جن فرشتوں نے ہم پر گریہ کیا ہے وہ بہت ہیں اور ہمارے شہید ہونے کے وقت سے فرشتوں کے آنسو نہیں رکے اور کوئی شخص ہم پر اور اس چیز پر جو ہم پر نازل ہوئی دلسوزی و ہمدردی سے گریہ نہیں کرتا مگر یہ کہ خدا اس پر رحمت کرتا ہے اس سے پہلے کہ اس کی آنکھ سے آنسو نکلے اور اس کے رخسار پر جاری ہوں تو اگر ان میں سے ایک قطرہ جہنم میں جا پڑے تو اس کی حرارت و گرمی کو اس طرح خاموش کر دے کہ گویا دوزخ میں باقی ہی نہ ہے اور جس کا دل ہمارے لیے دکھی ہے۔ وہ اس دن خوش ہو گا جب ہمیں دیجھے گا موت کے وقت اس قسم کی خوشی کہ جو مسلسل اس کے دل میں رہے گی یہاں تک کہ کوڑے کے کنارے ہم پر وارد ہو گا اور حوض کوثر بھی خوش ہو گا۔ جب وہ ہمارے دوست و محب کو اپنے پاس دیکھے گا یہاں تک کہ انواع و اقسام کی خوراک اسے چھلکائے گا کہ پھر وہ حوض کے کنارے سے دور نہیں ہو گا۔ الحمد للہ

پانچویں حدیث!

سند متصل کے ساتھ شیخ ابوالقاسم بن قولویہ سے ان کی سند کے ساتھ عبد اللہ بن بکر سے روایت ہے کہ جس نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں کہا کہ میں نے امام



امام ابو عبد اللہ (صادق) علیہ السلام کی میت میں جج کیا اور عرض کیا اے فرزند رسول خدا اگر امام حسین علیہ السلام کی قبر میں شکاف کریں تو کیا انہیں ان کی قبر میں کوئی چیز ملے گی تو آپ نے فرمایا اے بکمر کے بیٹے تیرے سوالی بڑے ہیں بے شک حسین بن علی علیہ السلام نے اپنے باپ ماں اور بھائی کے ساتھ رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہم کی منزل میں ہیں اور وہ حضرات جناب کے ساتھ رزق کھانے اور نوازے چاتے ہیں اور آپ عرش کی دائیں جانب اس سے ملحق اور چپے ہوئے عرض کرتے ہیں اے میرے پروردگار جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر اور اپنے زائرین کی طرف دیکھتے ہیں اور انہیں ان کے اور ان کے باپ دادا کے ناموں کے ساتھ اور جو کچھ ان کے مال و اسباب میں ہے اسے اس سے زیادہ پہچانتے ہیں کہ جتنا ان میں سے کوئی شخص اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے اور آپ اس کی طرف دیکھتے ہیں کہ جو آپ پر گریہ کرتا ہے اور خدا سے اس کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے والد گرامی سے سوال کرتے ہیں کہ اس کے لیے طلب مغفرت کریں اور فرماتے ہیں اے گریہ کرنے والے اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ خدا نے تیرے لیے کیا کچھ چھپا اور آمادہ کیا ہے تو تو خوش و شادمان ہوگا اس سے زیادہ کہ جتنا تو محزون ہوا ہے اور آپ اس کے لیے ہر گناہ و خطا کے متعلق استغفار کریں گے۔

چھٹی حدیث :

سند متصل کے ساتھ شیخ جلیل رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ قمی عطر اللہ مرقدہ سے مسند ابوالحسن رضا سے منقول ہے آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے مصیبت کو یاد کرے اور اس چیز پر جو ان ظالموں نے ہم پر ظلم کیے ہیں گریہ کرے تو وہ ہمارے ساتھ

ہوگا ہمارے درجہ میں قیامت کے دن اور جو شخص ہماری مصیبت دوسروں کو یاد دلانے اور خود رونے اور دوسروں کو بھی رلانے تو اس کی آنکھ اس دن نہیں رونے گی جس دن سب کی آنکھیں رو رہی ہوں گی اور جو شخص اس مجلس میں بیٹھے کہ جس میں ہمارے امر کا ایثار ہوتا ہے تو اس کا دل نہیں مرے گا اس دن کہ جس دن سب دل مریں گے۔

ساتویں حدیث:

اپنی سند کے ساتھ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی سے مفید سے ابن قولیہ سے ان کے باپ سے سعد سے برقی سے سلیمان بن مسلم کندی سے ابن غزو ان سے عیسیٰ بن ابو منصور سے ابان بن تھلب سے ابو عبد اللہ (صادق) علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کسی غلگس کا آہ کھینچنا اس ظلم و ستم پر کہ جو ہم پر ہوا ہے تسبیح ہے اور ان کا غم و اندوہ عبادت ہے اور ہمارے راز کو چھپانے رکھنا راہ خدا میں جہاد ہے پھر آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کو سونے کے پانی کے ساتھ کھانا چاہیئے۔

آٹھویں حدیث:

اسی سند کے ساتھ شیخ فقیہ ابو القاسم بن قولیہ سے ان کی سند کے ساتھ ابن خاربہ سے ابو عبد اللہ (صادق) علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ حسین بن علیؑ نے فرمایا کہ حسین بن علیؑ نے فرمایا میں آنکھ کی آنسو کا قتل کیا ہوا ہوں میں حزن و ملال غم و اندوہ سے مارا گیا ہوں اور خدا پر لازم ہے کہ کوئی غلگس میری زیارت کو نہ آئے

مگر یہ کہ اس کو شاداں و خوشی کے ساتھ اس کے خاندان کی طرف پٹا دے۔

توہیل حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ الطائفہ قدہ سے مفید سے ابو عمرو عثمان دقاق سے
جعفر بن محمد بن مالک سے احمد بن یحییٰ اودسی سے مخول بن ابراہیم سے ربیع بن خضر
سے اس کے باپ سے حسین بن علی علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں
کہ جو اپنی آنکھ سے ہمارے لیے ایک قطرہ ٹپکائے یا فرمایا آنسو کا قطرہ گرائے مگر
یہ کہ خدا مدتوں اسے جنت میں جگہ دے گا احمد بن یحییٰ اودسی نے کہا میں نے آنجناب
کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا مخول بن ابراہیم نے اپنے باپ سے آپ سے روایت
کی ہے (گزشتہ عبارت) فرمایا ہاں میں نے کہا ہے اور اسی صورت میں اسناد
تیرے اور میرے درمیان ساقط ہو گئی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حقیقہ (مدتوں تک)
اس حدیث میں دوام سے کیا ہے۔

دوسری حدیث:

اپنی اسناد کے ساتھ ابن قولیہ سے ان کی اسناد کے ساتھ ابو عمارہ منشد سے
اس نے کہا کہ دن بھی حسین بن علی کا نام ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام کے سامنے نہیں
ایا جاتا تھا کہ اس دن آپ شام ہوئے تک شاداں و خوش ہوتے اور آپ فرمایا
کرتے تھے۔

یہی حسین پر مومن کی آنسو کے

الحسین عبرۃ کل

گرنے کا سبب ہے!

مؤمن۔

گیارہویں حدیث:

اپنی اسناد متصل کے ساتھ علی بن ابراہیم سے ان کے باپ سے ابن محبوب سے
 علامہ سے محمد سے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس مومن کی آنکھ
 سے اما حین کے شہید ہونے پر آنسو گر کر اس کے رخسار پر جاری ہو تو خدا اسے جنت
 کے غروں اور بالا خانوں میں جگہ دے گا کہ مدتوں وہ وہاں رہیں گے اور جس مومن کی آنکھ
 آنسو بہائے یہاں تک کہ وہ اس کے رخسار پر جاری ہو اس رنج و الم اور تکلیف و
 آزار کی بنا پر جو دشمن کی جانب سے ہیں پہنچی ہے دنیا میں تو خدا جنت میں سچائی و
 صدق کی منزل میں جگہ دے گا اور جو مومن ہماری راہ میں رنج و الم دیکھے اور اس کی آنکھ
 گریہ کرے یہاں تک کہ اس کے آنسو اس کے دونوں رخساروں پر بہنے لگے اس
 زحمت اس زحمت و رنج کی بنا پر کہ جو ہمارے متعلق اسے پہنچا ہے تو خدا قیامت
 کے دن کے رنج و زحمت کو اس کے چہرہ سے پھر دے گا اور خدا اسے اپنے غضب
 اور جہنم کی آگ سے امین و مومن قرار دے گا۔

بارہویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوق سے ان کے والد سے عبد اللہ بن جعفر حمیری
 سے احمد بن اسحاق بن سعد سے بکر بن محمد از دی سے ابو عبد اللہ (صادق) علیہ السلام
 سے روایت ہے کہ آپ نے فضیل سے فرمایا کیا تم (ایک دوسرے کے ساتھ) بیٹھتے
 اور ہماری حدیث کہتے ہو اس نے کہا جی ہاں آپ پر قربان جاؤں فرمایا میں ان
 میاں کو دوست رکھتا ہوں پس ہمارے امر کا ایجا کرو اے فضیل خدا رحم کرے اس پر

جو ہمارے امرا کا ایسا کرے اسے فضیل جو شخص ہمارا ذکر کرے یا جس کے پاس ہمارا ذکر کیا جائے پس اس کی آنکھ سے مکھی کے برابر آنسو نکلے تو خدا اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

تیسرا ہویں حدیث:

اپنی اسناد کے ساتھ شیخ صدوق سے ان کے اسناد کے ساتھ ابوعمارہ منشد سے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے آپ نے مجھے فرمایا اے ابوعمارہ کچھ اشعار حسین بن علیؑ کے مرتبہ میں میرے لیے پڑھو راوی کہتا ہے کہ میں نے اشعار پڑھے تو آنحضرتؐ نے گریہ کیا پھر میں نے پڑھے پھر آپ نے گریہ کیا خدا کی قسم میں مسلسل اشعار پڑھتا رہا اور آنحضرتؐ گریہ کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گریہ کی آواز نہ گھر کے اندر سے سنی پس آپ نے فرمایا اے ابوعمارہ جو شخص حسین بن علیؑ کے متعلق شعر پڑھے اور پچاس افراد کو لائے اس کے لیے جنت ہے اور جو شخص حسینؑ کے بارے میں اشعار پڑھے اور تیس افراد کو لائے اس کے لیے بہشت ہے اور جو ام حسینؑ کے بارے میں شعر پڑھے اور بیس افراد کو لائے تو اس کے لیے جنت ہے اور جو شخص حسینؑ کے بارے میں شعر پڑھے اور دس افراد کو لائے تو اس کے لیے جنت ہے اور جو شخص حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھے اور ایک آدمی کو لائے تو اس کے لیے بھی جنت ہے۔ اور جو شخص حسینؑ کے بارے میں شعر پڑھے کہ تباہی (روئے والے کی شکل بنائے) کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔

پتو دہول حدیث:

مذمت کے ساتھ جعفر بن قویہ سے ہارون بن موسیٰ تلکبری سے محمد بن عمر بن عبداللہ زبکشی سے نصر بن صباح سے ابن عیسیٰ سے یحییٰ بن عمران سے محمد بن سنان سے زید شام سے وہ کہتا ہے کہ میں ابو عبداللہ (صاوق) علیہ السلام کے پاس اہل کوفہ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا کہ جعفر بن عمان آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے اسے اپنے قریب بلایا اس وقت کہا اے جعفر اس نے عرض کیا بے شک خدا مجھے آپ پر قربان کرے فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ توحسینؑ کے مرثیہ میں شعر کہتا ہے اور اچھا کہتا ہے اس نے عرض کیا جی ہاں خدا مجھے آپ کا فدیہ قرار دے فرمایا تو پھر پڑھو اب میں نے کچھ اشعار پڑھے تو آپ نے گریہ کیا اور جو لوگ! آپ کے گرد بیٹھے تھے انہوں نے بھی گریہ کیا اور آپ کے چہرہ اور ریش مبارک پر آنسو جاری ہوئے اس وقت آپ نے فرمایا اے جعفر خدا کی قسم فرشتے حاضر ہوئے اور حسینؑ کے بارے میں تیرا کلام سنتے رہے اور انہوں نے گریہ کیا جس طرح کہ ہم نے گریہ کیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اور اس میں شک نہیں کہ خدا نے اسی وقت جنت تیرے لیے واجب کر دی ہے اور تجھے بخش دیا ہے، اے جعفر کیا اس سے زیادہ کہوں میں نے عرض کیا جی ہاں، اے میرے آقا و سرور فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو حسینؑ کے بارے میں اشعار کہے اور خود روئے اور دوسروں کو رلائے مگر یہ کہ خدا جنت اس پر واجب کر دے گا اور اس کو بخش دے گا۔

پندرہویں حدیث:

اور نہ متصل کے ساتھ شیخ صدوق سے ابن مسعود سے ابن عامر سے
اعش سے ابراہیم بن محمود سے روایت ہے اس نے کہا کہ حضرت امام رضاؑ نے
فرمایا کہ محرم ایک ایسا مہینہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اسی میں جنگ کرنا حرام
سمجھتے تھے لیکن ہمارا خون اس مہینہ میں صلال سمجھا گیا اور ہماری ہنس حرمت کی گئی
ہماری اولاد اور خواتین کو اسیر و قیدی بنایا گیا ہے۔ ہمارے خیموں کو آگ لگائی
گئی اور جو کچھ ان میں تھا اسے لوٹا گیا اور رسول خدا کی حرمت کی بھی ہمارے
بارے میں رعایت نہ کی گئی۔

حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے دن نے ہماری آنکھوں کو آزر دہ
کیا اور ہمارے آنسو جاری کیے۔ ہمارے عزت دار زمین کر بلا میں ذلیل و خوار
ہوئے اور بلاء مصیبت ہمیں نصیب ہوئی۔ معین دن تنگ پس گریہ کرنے والوں
کو حسینؑ پر گریہ کرنا چاہیے کیونکہ ان پر گریہ کرنا بڑے بڑے گناہ جھاڑ دیتا
ہے۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا جب ماہ محرم ہوتا تو میرے والد محترم کو
کوئی ہنستا ہوا نہ دیکھتا اور آپ پر غم و اندوہ غالب ہوتا یہاں تک کہ دس
دن گزر جاتے اور جب دسویں کا دن ہوتا وہ دن آپ کی مصیبت غم و اندوہ
اور گریہ کا ہوتا اور آپ فرماتے کہ یہ وہ دن ہے کہ جس دن حسینؑ کو شہید
کیا گیا۔

سولہویں حدیث :

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوق عطر اللہ مقدہ سے طالقانی سے احمد ہمدانی سے علی بن حسن فضال سے اس کے باپ سے حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا جو شخص عاشور کے دن اپنے حوائج و ضروریات کے پورا کرنے میں کوشش کو ترک کر دے خداوند تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے حوائج و ضروریات بر لائے گا۔

جس شخص کا عاشور کا دن مصیبت غم و اندوہ اور گریہ کا دن ہو خدا قیامت کا دن اس کی خوشی و سرور کا دن قرار دے گا اور اس کی آنکھ ہماری وجہ سے جنت میں ٹھنڈی ہوگی۔

اور جو شخص عاشور کے دن کو برکت کا دن قرار دے اور اپنے گھر کے لیے کوئی چیز ذخیرہ کرے تو خدا اس چیز کو اس کے لیے مبارک نہیں قرار دے گا اور وہ قیامت کے دن یزید، عبید اللہ بن زیاد اور عزن سعد لعنہم اللہ کے ساتھ محشور ہوگا درک اسفل جہنم میں۔

سترہویں حدیث :

اسناد متصل کے ساتھ صدوق سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ بن عمران نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا اور کہا اے میرے پروردگار میرا بھائی گزر گیا ہے اسے بخش دے ان کی جانب وحی آئی اے موسیٰ اگر تو اولین و آخرین کے لیے درخواست کرے تو میں قبول کر لوں گا سوائے حسینؑ

حسین بن علی کے قاتل کے کیونکہ میں ان کے قاتل سے ضرور انتقام لوں گا۔

اٹھارہویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ ابن قولیہ سے ان کی اسناد سے ابو عبد اللہ (صادق) سے آپ نے فرمایا کہ یحییٰ بن زکریا کا قاتل حزامزادہ اور امام حسین بن علی کا قاتل بھی حزامزادہ تھا اُسمان نے گریہ نہیں کیا مگر ان (یحییٰ و حسین) دونوں پر۔

انیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ ابن قولیہ سے اس کی اسناد سے داؤد رقی سے وہ کہتا ہے میں حضرت ابو عبد اللہ (صادق) کے پاس تھا آپ نے پانی مانگا جب پی لیا تو میں نے دیکھا کہ آپ پر گریہ طاری ہوا اور آپ کی آنکھیں آنسو سے پُر ہو گئیں، پھر فرمایا اے داؤد قد لعنت کرے قاتل حسین پر جو بندہ بھی پانی پیئے اور حسین کو یاد کرے اور آپ کے قاتل پر لعنت کرے تو خدا اس کے لیے ایک لاکھ حسنہ دے گی لکھتا ہے اور اس کے ایک لاکھ گناہ محو کرتا ہے اور ایک لاکھ درجہ اس کا مقام و منزلت اوپر لے جاتا ہے اور اس طرح ہے کہ گویا اس نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے اور خدا سے خرم و خوش دل دستور کر دے گا۔

بیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ ابن قولیہ سے محمد بن یعقوب کلینی سے اس کے اسناد کے ساتھ داؤد بن فرقہ سے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت ابو عبد اللہ (صادق) کے گھر

میں بیٹھا تھا تو میں نے (راعی) کبوتر دیکھا کہ وہ ہمہ کہ رہا ہے آنجناب نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے داؤد تو جانتا ہے کہ یہ پرندہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا بخدا نہیں فرمایا ام حسینؑ کے قاتلوں پر نفرین و لعنت کرتا ہے پس اپنے گھروں میں اس قسم کے کبوتر رکھو۔

اکیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ آیت اللہ علامہ (علی) سے خواجہ نصیر الدین طوسی سے شیخ برہان الدین قزویٰ جس نے ری میں سکونت کر لی تھی شیخ منتجب الدین علی بن عبد اللہ بن حسن علی ان کے باپ سے ان کے دادا سے شیخ کراچی سے انہوں نے کہا محمد بن عباس نے اپنی اسناد کے ساتھ حسن بن محبوب سے روایت کی ہے ان کی اسناد سے صدق سے دارم بن فرقد سے وہ کہتا ہے کہ حضرت ابو عبد اللہؑ نے فرمایا ہے کہ سورہ فجر کو فراتق ذوالفل میں پڑھو کیونکہ وہ ام حسینؑ بن علیؑ کا سورہ ہے اور اس کی طرف رغبت رکھا کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے پس ابو اسامہ نے آپ سے عرض کیا جو کہ اس مجلس میں حاضر تھا کس طرح یہ سورہ حسینؑ کے ساتھ مخصوص ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول کو تو نے سنا نہیں:

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُعْطَمَةُ - اے نفس مطمئن

اس سے مراد حسینؑ بن علیؑ ہیں وہ جناب ہیں صاحب نفس مطمئنہ راضیہ مرضیہ اور آل محمد علیہم السلام میں سے آپ کے ساتھی وہ ہیں کہ جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ سے راضی ہوں گے اور خدا بھی ان سے راضی ہوگا اور یہ سورہ مخصوص ہے حسینؑ بن علیؑ آپ کے شیعوں اور آل محمد علیہم السلام کے شیعوں کے ساتھ جو شخص سورۃ الفجر



کی تبادلت کرے وہ جنت میں ہمیشہ امام حسین بن علیؑ کے ساتھ رہے گا اور خدا غالب و حکیم ہے۔

بائیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ طوسی سے ان کی اسناد کے ساتھ محمد بن مسلم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر (باقرا) اور جعفر بن محمد علیہما السلام کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا نے حسین علیہ السلام سے شہید ہونے کے عوض اور بدلہ یہ دیا کہ امامت آپ کی ذریت میں ہے اور شفا آپ کی تربت میں ہے اور دعا کا قبول ہونا آپ کے قبہ کے نیچے ہے اور جن دنوں زائران کی زیارت جاتاہے اور واپس لوٹتا ہے۔ اس کی عمر میں حساب نہ ہو بلکہ محمد بن مسلم نے ابو عبد اللہ سے عرض کیا یہ سب کچھ تو آنحضرت کی وجہ سے لوگوں کو پہنچے گا خود آنجناب کے لیے کیا ہے فرمایا خدا انہیں اپنے پیغمبر کے ساتھ ملتی کرے گا لہذا وہ جناب آنحضرت کے ساتھ ہوں گے ان کے درجے اور منزلت میں اور پھر آپ نے اس آیت کی تبادلت فرمائی:

والذین آمنوا واتبعهم	جو لوگ ایمان اور ان کی ذریت
ذریعتهم بایمان	اور اولاد و ایمان میں ان کی پیروی
الحقنا بهم	کی تو ہم ان کی ذریت کو ان سے
ذریعتهم	ملتی کریں گے۔

تیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ احمد محقق سے محمد بن عبد اللہ بن زہرہ علی سے ابن

شہر آشوب سے احمد بن ابوطالب طبری سے کتاب احتجاج کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں سعد بن عبداللہ اشعری سے حضرت ہمدی سلام اللہ علیہ کے حضور میں شرفیاب ہونے کی حکایت میں ہے کہ (سعد نے) کہا مجھے کہیں کی تاویل کے بارے میں خبر دیکھئے تو حضرت نے فرمایا یہ حروف اخبار غیب میں سے ہیں کہ جن پر خدا نے اپنے بندے زکریا کو آگاہ کیا اور اس کی حکایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان کی اور یہ واقعہ اس طرح کہ حضرت زکریا نے خدا سے درخواست کی کہ انہیں بیچتے پاک کے ناموں کی تعلیم دے جبریل ان پر نازل ہوئے اور انہیں وہ نام سکھائے اور حضرت زکریا جس وقت محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ کا نام لیتے تو ان کا غم داندوہ برطرف اور نائی ہو جاتا، اور جب حسین علیہ السلام کا نام لیتے تو گریہ انہیں گلوگیر ہو جاتا ہے اور ان کا سانس اکھڑنے لگتا ہے ایک دن انہوں نے کہا اے میرے پروردگار کیا بات ہے جب میں انہیں سے دوچار افراد کا نام لیتا ہوں تو غم داندوہ سے مجھے تسلیت ہوتی ہے اور جب حسین علیہ السلام کو میں یاد کرتا ہوں تو میرے آنسو گرنے لگتے ہیں اور فریاد و نالہ بلند ہو جاتا ہے تو خدا تبارک و تعالیٰ نے انہیں خیر دی اور فرمایا کہ میں پس کاف نامہ سکھایا اور ہا عترت کی ہلاکت و تباہی کی اور یازید ہے کہ جس نے حسینؑ پر ظلم و ستم کیا اور عین عطش و پیاس سے اور ماد و سب و شکیائی ہے آنجناب کی۔

جب حضرت زکریا نے یہ سنا تو تین دن تک اپنی مسجد (عبادت گاہ) سے باہر نہ آئے اور لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا اور گریہ و فریاد نالہ کرتے رہے اور ان کا مرتبہ پڑھے کہ خداوند کیا تو اپنے بہترین خلق کو اس کے اس بچے فرزند کو مصیبت میں مبتلا کرے گا کیا اس قسم کی بلا مصیبت اس کے

گھر پر نازل کرے گا کیا علی وفا علیہا السلام کو سگوار سی کا لباس پہنائے گا اور اس کا غم و اندوہ ان کی منزل میں لے آئے گا پھر کہتے ہیں:

اے میرے خداوند مجھے ایک بیٹا عطا کر کہ جس سے بڑھاپے میں میری آنکھ ٹھنڈی اور روشن ہو جب مجھے فرزند دے تو مجھے اس کی محبت میں مبتلا کر دے اور پھر اس کی موت سے مجھے اندوہناک کر جیسا کہ تو نے اپنے حبیب محمدؐ کو ان کے فرزند کی وجہ سے اندوہناک کیا ہے پس خدا نے حضرت یحییٰ انہیں عطا کیا اور ان کی مصیبت میں انہیں مبتلا کیا اور حضرت یحییٰ کی مدت حل چھ ماہ تھی جیسا کہ حسینؑ کی مدت حل بھی چھ ماہ تھی!

جو بیسیویں حدیث:

اننا متصل کے ساتھ مددِ حق سے ان کی اماندگی کے ساتھ ابوالجوار دوسے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے راوی نے کہا کہ بنی کرم ام سلمہ کے گھر میرے تشریف فرما تھے کہ آپ نے ام سلمہ سے فرمایا کوئی شخص میرے پاس نہ آئے پاس ہی حسین آئے تو میں انہیں روک نہ سکی یہاں تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور ام سلمہ بھی ان کے پیچھے پیچھے دارو ہوئیں اچانک دیکھا کہ حسینؑ آنحضرت کے سینہ پر بیٹھے ہیں اور پیغمبر گریہ کر رہے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے کہ جسے الٹ پھیر رہے ہیں اس وقت آپ نے فرمایا اے ام سلمہ یہ ہیں جبریلؑ جو مجھے خبر دے رہے ہیں کہ یہ فرزند شہید کر دیا جائے گا اور یہ تربتؑ مٹی اس کے مقتل کی ہے اس کو اپنے پاس رکھو جس وقت یہ خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا حبیب (حسین) شہید ہو گیا ہے ام سلمہ نے عرض کیا اے رسول خدا سے دعا کیجئے

کہ وہ اس مصیبت کو اس سے دور کر دے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا سے یہ درخواست کی ہے لیکن اس نے میری طرف دھی کی ہے کہ شہادت کی بنا پر اس کا ایک ایسا درجہ ہے کہ جس تک مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچ سکے گا اور اس کے کچھ شیعہ ہیں کہ جو شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی اور حضرت ہمدانی حین کی ذریت داولاد میں سے ہیں پس کیا کہنا اس کا کہ جو حین کے دوستوں میں سے ہو اور آپ کا شیعہ ہو وہی ہیں خدا کی قسم قیامت کے دن کامیاب۔

پچیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوق سے اس کی اسناد کے ساتھ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے آپ نے فرمایا وہ اسماعیل کہ جسے خدا نے اپنی کتاب میں: واذکری الکتاب اسماعیل اندکان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً کے ساتھ بیان کیا ہے وہ اسماعیل حضرت ابراہیمؑ کے فرزند نہیں ہیں بلکہ وہ ایک دوسرے پیغمبر ہیں خدا کے پیغمبروں میں سے کہ جسے خدا نے مبعوث کیا اور ان کی قوم نے انہیں پکڑ کر ان کے سر اور چہرہ کا چڑا اتارا تو ایک فرشتہ آسمان کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ جل جلالہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ جو کچھ آپ کا جی چاہے فرائض کریں تو آسمان نے کہا میں اس کی جو کچھ حسین علیہ السلام سے کریں گے تنہا کرتا ہوں۔

چھبیسویں حدیث:

ابو جعفر طوسی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت زینب بنت جحش زوجہ پیغمبرؐ

سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں ایک دن پیغمبر اکرم میرے ہاں سوتے ہوئے تھے کہ حسینؑ اُگئے میں انہیں مشغول رکھنے کی کوشش کرتی کہ کہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار نہ کریں اچانک میں ان سے غافل ہوئی اور وہ کمرے میں داخل ہو گئے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے گئی میں نے انہیں اس حالت میں پایا کہ وہ پیغمبر کے شکم پر بیٹھے ہیں۔

پیغمبر وضو کر کے نماز پڑھتے تھے جب سجدہ میں گئے تو حسینؑ آنحضرت کی پشت پر بیٹھ گئے آپ اتنی دیر سجدے میں رہے کہ حسینؑ خود اتر آئے اور جب آپ کھڑے ہوئے تو حسینؑ ٹوٹ آئے اور پیغمبر نے حسینؑ کو اٹھایا یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہوئے پس پیغمبر نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور آپ کہتے تھے اے جبریلؑ مجھے دکھاؤ مجھے دکھاؤ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ راج میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایسا کام کیا کہ جو میں سنبھلے نہیں دیکھا تھا فرمایا ہاں جبریلؑ میرے پاس آئے اور مجھے حسینؑ کی تعزیت کہی اور بتایا کہ میری امت اسے قتل کرے گی اور سرخ مٹی بھی لایا۔

ستائیسویں حدیث :

ابن قولویہ نے اپنی اسناد کے ساتھ علیؑ بن ابی طالب سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا ایک دن رسول خداؐ لوگوں کو دیکھنے کے لیے آئے پس میرے کھانا ان کے پاس لے آیا اور ام ایمنؑ ایک ظرف کھجوروں کا ایک پیالہ دودھ لٹا اور مکھن (یا ملائی) ہمارے لیے ہدیہ لائی کہ جسے ہم نے آپؑ کے سامنے رکھا تاکہ آپؑ متبادل فرمائیں اور جب آپؑ فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہو گیا اور

آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا جائے جب آپ ہاتھ دھو چکے تو ہاتھوں کو تری چہرہ اقدس اور ریش مبارک پر ملی پھر آپ مسجد میں گھر کے ساتھ ہی سجدہ میں گئے اور بہت زیادہ گریہ کیا اور پھر سر اٹھایا اور ہم اہل بیت میں سے کسی نے جرات نہ کی کہ آپ سے پوچھے پس حسین کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ جا کر آنحضرت کے زانو پر بیٹھ گئے ان کا سر اپنے سینے سے چٹایا اور اپنی ٹھوڑی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر رکھی اور کہا اے بابا جان آپ کس بنا پر گریہ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میں نے تم لوگوں کو دیکھا اور تمہیں دیکھ کر میں مسرور اور خوش ہوا اس طرح کہ اس سے پہلے کبھی ایسا خوش نہیں ہوا تھا پس جبرائیل مجھ پر نازل ہوا اور مجھے خبر دی کہ تم لوگوں کو قتل کر دیا جائے گا اور تمہارے قتل ہونے کی جگہیں ایک دوسرے سے دور ہیں پس میں نے خدا کا شکر ادا کیا ہے اور اس سے تمہارے لیے خیر بھلائی چاہی ہے۔

حسینؑ نے کہا اے بابا جان پس ہماری قبروں کو کون دیکھے گا انکی زیارت کون کرے گا اور کون ہیں دیکھنے آئے گا اس دوری اور جدائی کے ہوتے ہوئے تو آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ گروہ کہ اس سے جن کا مقصد میرے ساتھ نجات کرنا اور وصل وصلہ کرنا ہو گا اور میں بھی موقع (حشر) میں انہیں دیکھنے جاؤں گا اور ان کے بازو پکڑ کر موقف کی ہوں کیوں اور شہداء سے انہیں رہائی دلاؤں گا۔

اٹھائیسویں حدیث:

نہ متصل کے ساتھ ابو عبد اللہ مفید (قدہ) سے کتاب ارشاد میں کہا ہے روایت کی ہے از داعی نے عبد اللہ بن شذاونے ام الفضل بنت حارث نے وہ کہتی ہے کہ میں رسول خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ کل رات

میں نے ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا وہ خواب بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے اس نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ ایک بدن سے ایک ٹکڑا کے میرے دامن میں رکھ دیا گیا ہے۔ رسول خدا نے فرمایا خبر ہے جو کچھ تو نے دیکھا ہے فاطمہ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا وہ تیرے دامن تربیت میں ہوگا پس فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حسین کو جنم دیا ام الفضل کہتی ہے وہ میرے دامن میں تھا جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا۔

پس ایک دن میں اسے رسول خدا کی خدمت میں لے کر گئی اچانک میری نگاہ آپ کی آنکھوں پر پڑی میں نے دیکھا کہ آنسو گر رہے ہیں میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا فرمایا جبرائیل میرے پاس آیا ہے اور بتایا ہے کہ میری امت میرے بیٹے کو قتل کرے گی اور سرخ رنگ کی مٹی بھر تربت دٹی لایا ہے۔

انتیسویں حدیث :

نہ متصل کے ساتھ شیخ مفید سے کتاب ارشاد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں سے باہر چلے گئے اور آپ کی غیبت نے طول کھینچا پھر آپ آئے تو بال پریشان اور آپ گدّا کو نچے اور آپ کی مٹی بند تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ میں آپ کو بال پریشان اور گدّا کو دیکھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا اس وقت رات رات مجھے عراق کی جگہ پرے لگنے کہ جسے کہلاتے ہیں اور وہاں میرے فرزند حسین اور میری اولاد اہل بیت کی ایک جماعت کی قتل گاہ بنے

دکھائی اور میں نے ان کا خون اٹھایا ہے اور اس وقت وہ میرے ہاتھ میں ہے اور آپ نے ہاتھ کھولا اور فرمایا اسے لے لو اور اس کو محفوظ رکھو پس میں نے آپ سے وہ چیز لے لی دیکھا کہ وہ ٹٹی ہے لیکن سرخ رنگ کی اور اسے میں نے ایک شیشی میں رکھ لیا اور اس کا سر باندھ دیا اور اس کو محفوظ رکھا جب حسینؑ عراق کی جانب گئے تو میں شیشی کو باہر نکالا کرتی اور ہر روز اور ہر شب اسے سوگھتی اور اس کو دیکھتی اور آنجناب کی مصیبت پر میں نے گریہ کرتی پس جب دس محرم کا دن ہوا اور یہ وہ دن ہے کہ جس میں حسینؑ مارے گئے اس کو دن کے پہلے حصے میں میں نے باہر نکالا تو وہی جوں کی توں تھی اور جب دن کے آخری حصے میں باہر نکالا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ تازہ سرخ خون ہے میں نے اپنے گھر میں فریاد بلند کی اور روتے لگی لیکن اپنے غم و اندہ کو پوشیدہ کر رکھا کہ کہیں دشمن مدینہ میں سن لیں اور خوشی کرنے میں جلدی کریں پس اس دن اور ہر وقت کو ہمیشہ اپنے دل میں محفوظ کر رکھا یہاں تک کہ آنجناب کی شہادت کی خبر لائے اور حقیقت آشکارا اور واضح ہوئی۔

تیسویں حدیث:

اسناد متصل کے ساتھ شیخ مفیدؒ سے کتاب ارشاد میں کہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دن آپ بیٹھے ہوئے تھے اور علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ آپ کے گرد جمع تھے تو آپ نے ان حضرات سے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب تم سب مارے جاؤ گے اور تمہاری قبریں ایک دوسرے سے دور ہوں گی تو حسینؑ نے عرض کیا کیا ہم طبعی موت سے رحلت کریں گے یا ہمیں قتل کیا جائے گا آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تم ظلم و ستم

سے قتل کیے جاؤ گے اور تہدا بھائی بھی جو رستم سے قتل کیا جائے گا۔

التیسویں حدیث :

مجلسی رحمۃ اللہ بھاری میں کہتے ہیں صاحب درثین نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَنَلَقَىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ - کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کے نام دیکھے اور جبریلؑ نے اپنی تلقین کی کہ کہو "یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی یا فاطمہ بحق فاطمہ یا محسن بحق الحسن والحسين ومنك الاحسان " جب انہوں نے حسینؑ کا نام لیا تو ان کے آنسو جاری ہو گئے اور ان کا دل ٹوٹ گیا اور کہا اے میرے بھائی جبریلؑ پانچویں کے ذکر کے وقت میرا دل ٹوٹ جاتا ہے اور میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جبریلؑ نے کہا آپ کے اس فرزند کو ایسی مصیبت لاحق ہوگی کہ جس کے مقابلے میں تمام مصائب، سچ اور چھوٹے ہوں گے آدمؑ نے کہا آپ کے اے بھائی وہ کون سی مصیبت ہے کہادہ پیاسہ صاف اور اکیلا ہو کر مارا جائے گا اور اس کا کوئی یار و صین و مددگار نہیں ہوگا کاش آپ اسے دیکھتے کہ وہ کہہ رہا ہے ہائے پیاس ہائے بے یار و مددگار یہاں تک کہ پیاس اس کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی مانند جائل ہو جائے گی پس کوئی اس کو جواب نہیں دے گا مگر تلواریں اور شربت شہادت نوش کرنے کا اور اسے گوشت کی مانند پس پشت فروغ کریں گے اور اس کا مال و اسباب دشمن لوٹ لیں گے اور واحد اس کے اور اس کے انصار کے سردوں کی شہرہاں میں تشہیر کریں گے جب ان کے ساتھ خواتین ہوں گی خداوند منان کے علم میں اسی طرح گزرے پس حضرت آدم اور جبریلؑ

اس طرح روئے کہ جیسے وہ مال روتی ہے کہ جس کا بیٹا مر جائے۔
 اور روایت ہوئی ہے بعض ثقافت اعتبار سے کہ عید کے دن حسن و حسین اپنے
 نانا کے حجرے میں داخل ہوئے اور عرض کیا نانا جان آج عید کا دن ہے اور عربوں
 کے بچوں نے رنگ دار کپڑے پہن رکھے ہیں اور نئے لباس زیب تن کیے ہوئے
 ہیں جب کہ ہمارے پاس نیا لباس نہیں ہے اس لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں،
 پس آپ نے ایک لمحہ ان کی حالت پر غور و تامل کیا اور روئے کہ گھر میں ان کے
 مناسب لباس نہیں تھا اور آپ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ انہیں ناامید کریں اور ان کا
 دل توڑیں پس اپنے پروردگار سے سوال کیا اور عرض کیا اے میرے خدا ان کا اور
 ان کی مادر گرامی کا دل نہ توڑا۔

پس جبرئیل نازل ہوئے اور ان کے ساتھ دو سفید صند تھے جنت کے
 حلوں اور لباسوں میں سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور ان سے کہا
 اے جو انسان جنت کے سردار یہ لباس کی جنہیں خیاط (درزی) قدرت نے تمہارے
 قدر و قیامت کے مطابق سیاہ ہے لے لو اور چونکہ ان خلعتوں کو شہزادوں نے سفید
 دیکھا عرض کیا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے عربوں کے بچوں نے تو رنگین لباس پہنتے ہوئے
 ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی ان کے معاملے کی سوچ میں سر نہ پیچے کھا
 جبرائیل نے عرض کیا اے محمد آپ دل خوش رکھیں اور آپ کی آنکھ روشن و ٹھنڈی
 ہو:

صانع صفة الله اللہ کے رنگ میں رنگنے والا

ان کے لیے اس کام کو انجام دے گا اور ان کے دل کو خوش کرے گا ہر اس
 رنگ سے کہ جو وہ چاہیں گے پس حکم دیجئے تاکہ طشت اور آفتاب لے آئیں یہ چیزیں

آگئیں تو جبرائیل پانی ڈالنے لگے اور پیغمبرؐ نے حق کی طرف رخ کیا اور فرمایا اے آنکھوں کے نور تم کس رنگ کا لباس چاہتے ہو آپ نے عرض کیا میں بنو رنگ کا لباس چاہتا ہوں تو پیغمبرؐ نے اس لباس کو پانی میں اپنے ہاتھ سے بھگوایا تو اس نے قدرت خدا سے بہترین بنو رنگ سے رنگ گیا زبرد کی مانند پیغمبرؐ نے اسے باہر نکالا اور حق کو دیا اور انہوں نے اسے پہن لیا پھر حسینؑ کا عہد و لباس طشت میں رکھا اور جبرائیل پانی ڈالنے لگے اور آنحضرتؐ نے حسینؑ کی طرف رخ کیا اور فرمایا کیا آنکھوں کی روشنی اور اس وقت حسینؑ پانچ سال کے تھے تم اپنا لباس کس رنگ کا چاہتے ہو تو انہوں نے عرض کیا نانا جان میں سرخ رنگ کا چاہتا ہوں پس پیغمبرؐ نے اسے اپنے ہاتھ سے پانی میں بھگوایا اور وہ لباس سرخ ہو گیا یا تو ک طرح تو حسینؑ نے اسے پہن لیا اور پیغمبرؑ اکرمؐ خوش ہوئے اور حسنؑ و حسینؑ بھی خوش و خرم اپنی والدہ کے پاس گئے جبرائیلؑ نے جب یہ حالت دیکھی تو روئے لگے پیغمبرؐ نے فرمایا اے جبرائیلؑ اس جیسے دن میں کہ جب میرے بچے خوش و شاداں ہیں آپ گریاں و غم ناک ہیں خدا کی قسم مجھے اس کے سبب سے آگاہ کرو جبرائیلؑ نے عرض کیا :

اے رسول خدا آپ کے میٹوں میں سے ہر ایک نے ایک رنگ انتخاب کیا ہے آخر کا حسنؑ کو زہر بلائیں گے اور اس کے اثر سے ان کا رنگ بنو ہو جائے گا اور حسینؑ کو (تیغ جفا سے) شہید کریں گے اور ذبح کریں گے اور ان کا بدن ان کے خون سے رنگین ہوگا تو پیغمبرؐ بھی رو پڑے اور آپ کے غم و اندوہ میں اضافہ ہوا

تیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھا اس وقت جب آپ صفین کی طرف جا رہے تھے جب مینوی میں فرات کے کنارے آپ نے نزول اجلال فرمایا تو بنداؤاز سے فرمایا اے ابن عباس کیا تم اس زمین کو پہچانتے ہو میں نے عرض کیا کہ میں نہیں پہچانتا اے امیر المؤمنین تو فرمایا کہ اگر تو بھی میری طرح اسے پہچانتا ہو تا تو گریہ کیے بغیر اس سے آگے نہ جانا۔

ابن عباس کہتے ہیں پس امیر المؤمنین نے اتنا گریہ کیا کہ آپ کی ریش مبارک تر ہو گئی اور انسو آپ کے سینہ پر گرنے لگے اور ہم بھی رونے لگے اور آپ فرماتے جاتے تھے ہائے ہائے آل ابوسفیان کو مجھ سے کیا سر دکاہ ال حرب کو مجھ سے کیا سر دکاہ جو کہ شیطان کے پیرو اور ادیا رکفر گردہ ہیں اے ابو عبد اللہ صبر و شکیبائی اختیار کرتیرا باپ ان لوگوں سے دہی کچھ دیکھے گا کہ جو کچھ تو دیکھے گا پھر آپ نے پانی منگوایا اور نماز کے لیے وضو کیا اور جتنا خدا نے چاہا نماز پڑھی پھر دوبارہ گفتگو کا آغاز کیا۔

گفتگو کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سو گئے دوبارہ اٹھے اور فرمایا اے ابن عباس میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں فرمایا جو کچھ میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے تجھ سے بیان نہ کروں میں نے عرض کیا آپ کو نیند آگئی تھی اور جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا ہے خیر ہے خیر ہے اے امیر المؤمنین آپ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے گویا کچھ مرد آسمان سے نازل ہوئے ہیں کہ جن کے ہاتھوں میں سفید علم ہے اور سفید وچک دار تنواریں حائل کیے ہوئے ہیں اور اس زمین کے گرد انہوں نے ایک خط کھینچا ہے اس وقت میں نے دیکھا ہے کہ ان کھجور کے درختوں کے

شاخیں زمین تک پہنچ رہی ہیں اور تازہ و سرخ خون میں غلطیاں ہوتی ہیں اور گویا میں اپنے فرزند اور بچہ اور بدن کے ٹکڑے کو دیکھتا ہوں کہ اس خون میں غرق شدہ فریاد کر رہے ہیں لیکن کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچاتا اور گویا سفید رنگ کے مرد آسمان سے اتر کر انہیں پکار کر کہتے ہیں اے آل رسول صبر و شکیبائی اختیار کرو کہ تم بدترین لوگوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اے ابابعد اللہ یہ جنت آپ کی مشتاق ہے پھر وہ مجھے تسلی دیتے اور مجھ سے تعزیت کرتے اور کہتے تھے اے ابوالحسن آپ کو خوشخبری ہو خدا آپ کی آنکھوں کو روشنی بخشنے اور ٹھنڈا کرے اس دن کہ جس میں لوگ پردہ رگاہ کے حکم سے قبروں سے اٹھیں گے بس میں بیدار ہو گیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں علیؑ کی جان ہے کہ صادق مصدق ابوالقاسم رسی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ میں اس زمین کو اس وقت دیکھوں گا کہ جب اہل نبی و سرکشی کی طرف نکلوں گا اور یہ زمین کرب و بلا ہے کہ جس میں حسینؑ اور سترہ افراد میری اور فاطمہؑ کی اولاد میں سے پیرِ دھاک ہوں گے اور یہ زمین آسمانوں میں مشہور و معروف زمین ہے۔

وہ زمین کربلا کو اس طرح یاد کرتے ہیں کہ جس طرح اہل زمین حرمین (مکہ و مدینہ) اور بیت المقدس کو یاد کرتے ہیں (الحديث)

تیسویں حدیث:

شیخ صدوق نے اسناد کے ساتھ ہر ثمر بن ابی سلم سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ مل کر ہم نے صفین کی جنگ کی جب ہم واپس لوٹے تو آپ کربلا میں اترے اور صبح کی نماز پڑھی

پھر مٹی بھر مٹی اٹھائی اور اسے سوکھا اور فرمایا افسوس ہے تیرے لیے اسے مٹی تجھ سے ایک گروہ محصور ہو گا جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو گا پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا کہ جو شیعیان علیؑ میں سے تھی اور اس سے کہا کہ یہی تجھ سے حدیث بیان نہ کروں ایک چیز کی تیرے مولا ابوالحسن سے وہ جناب کر بلا میں اترے اور نماز پڑھی پھر اس کی مٹی اٹھائی اور کہا افسوس ہے تیرے لیے اسے تربت تجھ سے ایک ایسا گروہ محصور ہو گا کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گیا اس خاتون نے کہا اے مرد امیر المؤمنین سوائے حق بات کے کچھ نہیں کہتے جب حسین علیہ السلام عراق میں آئے تو ہرگز نہ کہہ کر میں اس جماعت میں تھا کہ جسے عبید اللہ بن زیاد نے بھیجا تھا۔

جب میں نے اس جگہ اور ان دشتوں کو دیکھا تو وہ حدیث مجھے یاد آئی میں اپنے اونٹ پر بیٹھا اور حسینؑ کے پاس گیا اور ان پر سلام کیا اور جو کچھ میں نے ان کے والد بزرگوار سے سنا تھا اس منزل میں کہ جہاں حسینؑ اترے ہوئے تھے ان سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ ہے تو یا ہمارے خلاف میں نے عرض کیا نہ آپ کے ساتھ ہوں اور نہ ہی آپ کے برخلاف چھوڑے بچے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ عبید اللہ بن زیاد سے ان کے متعلق مجھے خوف ہے۔ فرمایا ایسی جگہ چلا جا کہ جہاں سے ہمارا مقتول تجھے نظر نہ آئے اور ہماری فریاد نہ سنے اور ہماری مدد نہ کرے۔ اسی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے جو شخص ہماری عزت کی فریاد نہ سنے اور ہماری مدد نہ کرے مگر یہ کہ خدا اسے منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔

چونتیسویں حدیث:

شیخ مفید نے ذکر یابن یحیی قطان سے فضیل بن زبیر سے ابوالمکم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنے علماء اور شیوخ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے خطبہ دیا اور اس خطبہ میں کہا کہ مجھ سے سوال کرو اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ خدا کی قسم تم نہیں پوچھو گے کسی گروہ کے متعلق کہ جس نے سو افراد کو گمراہ کیا ہے یا سو افراد کی رہنمائی کی ہے مگر یہ کہ میں نہیں خبر دوں گا کہ اس کا داعی اور مؤسس کون ہے اور کون اس کی تدبیر کرے گا قیامت تک پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ مجھے خبر دیجیے کہ میرے سردار و اڑھی میں کتنے بال ہیں امیر المؤمنینؑ نے فرمایا خدا کی قسم میرے خلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے اس چیز کے متعلق کہ جو تو نے مجھ سے پوچھی ہے اور تیرے سر کے بال کے سرے پر ایک فرشتہ ہے کہ جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اور تیری داڑھی کے ہر بال کے سرے پر ایک شیطان ہے کہ جو تجھے شر اور برائی کے لیے برا لکھتا ہے اور تیرے گھر میں ایک بچہ اتر اتر کا کہ جو فرزند رسول کو قتل کرے گا اور یہ نشانی برہان صدق ہے اس خبر کی کہ جو میں نے تجھے دی ہے اور اگر یہ نہ ہوتا کہ جو کچھ تو نے پوچھا ہے (بالوں کی تعداد کے بارے میں) اس کی برہان و دلیل و شواہد تو میں اس کی بھی تجھے خبر دیتا لیکن اس کی درستگی کی نشانی اس خبر کی سچائی ہے کہ جو میں نے تجھے دی ہے تجھ پر لعنت کرنے اور تیرے ملعون بچہ کے بارے میں اور اس کا بیٹا اس وقت بہت چھوٹا تھا جو کہ زمین پر پڑا رہتا تھا اور ابھی تک اس نے چلنا نہیں سیکھا تھا اور

جب حسینؑ کا معاملہ وہاں پہنچا تو وہ لڑکا آنجناب کے قتل کا متولی اور سربراہ بنا اور معاملہ وہاں پہنچا اسی طرح ہوا کہ جس طرح امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا۔

مؤلف کہتا ہے کہ ابن بابویہ سے منقول ہے کہ سوال کرنے والا سعد بن وقاص تھا اور ابن ابی الحدید نے کہلہ سے کہ وہ تمیم بن اسامہ بن زہیر بن دُرید تھی تھا اور اس کے بیٹے کا نام حصین تھا ایک دوسرا قول ہے کہ وہ سنان بن انس تھا مترجم کہتا ہے کہ سعد بن وقاص امیر المومنین اور معاویہ دونوں سے کنارہ کش ہو گیا تھا لہذا اس کا آنجناب کے زیرِ نبرہ ہونا کفر و رسی بات ہے۔

بینتیسویں حدیث !

ابن قنویہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابو جعفر (امام باقر علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حسینؑ ان کی خدمت میں جاتے تو انہیں اپنی طرف کھینچ لیتے اور پھر امیر المومنینؑ سے فرماتے اس کو کچھ رکھو پھر آپ جھک کر ان کے بوسے لیتے اور پھر امیر المومنینؑ اگر یہ فرماتے حسینؑ عرض کرتے بابا جان کیوں روتے اور گریہ کرتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں تیرے بدن میں تلواروں کی جگہ کا بوسہ لیتا ہوں اور گریہ کرتا ہوں امام حسینؑ نے عرض کیا اے بابا جان میں قتل کیا جاؤں گا فرمایا ہاں خدا کی قسم تم تمہارے باپ اور تمہارے بھائی قتل کیے جاؤ گے عرض کیا اے بابا جان ہمارے قتل ہونے کی جگہ الگ الگ ہو گی فرمایا ہاں اے بیٹا تو عرض کیا آپ کی امت میں سے کون ہماری زیارت کرے گا فرمایا میری، تیرے باپ اور تیرے بھائی اور تیری زیارت نہیں کریں گے مگر میری امت میں سے صدیقین !



چھتیسویں حدیث:

ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہند نے عائشہ سے خواہش کی جو خواب اس نے دیکھا تھا اس کی تعبیر پیغمبر اکرمؐ سے پوچھے بغیر نہ فرمایا اس سے کہو کہ وہ اپنا خواب بیان کرے ہند نے کہا میں نے دیکھا ہے گویا ایک سورج نے میرے سر کے اوپر طلوع کیا ہے اور ایک چاند میری شرم گاہ سے نکلے ہے اور گویا ایک سیارہ ستارہ اس چاند سے الگ ہوا ہے اور اس نے ایک چھوٹے سورج پر جو پہلے سورج سے جدا ہوا حملہ کیا ہے اور اس کو ختم کر دیا ہے پس افق تاریک ہو گیا پھر میں نے دیکھا ہے کہ چند ایک ستارے آسمان میں متحرک ہیں اور سیارہ قمر کے ستارے زمین میں ہیں لیکن ان سیارہ ستاروں نے زمین کی ہر جگہ کو گھیر رکھا ہے پس پیغمبر کی آنکھیں آنسو سے پر ہو گئیں اور دو مرتبہ فرمایا باہر نکل جاؤں!

اے دشمن خدا تو نے میرے غم و اندوہ کو تازہ کر دیا اور مجھے دوستوں کی موت کی خبر دی ہے جب وہ باہر چلی گئی تو عرض کیا خدایا اس پر اور اس کی نسل پر لعنت بھیج خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو فرمایا وہ سورج جو اس پر طلوع ہوا اعلیٰ ابن ابی طالب ہے اور وہ چاند معاویہ مفتون، فاسق، منکر خدا تعالیٰ ہے اور وہ تاریکی جو کہتی ہے اور سیارہ ستارے کہ جسے دیکھا ہے کہ اس چاند سے جدا ہو گا اور اس چھوٹے سورج پر کہ جو پہلے سورج سے جدا ہو گا حملہ کیا ہے اور اس کو ختم کر دیا ہے اور (دنیا) سیاہ ہو گئی ہے تو اس واقعہ کی تعبیر یہ ہے کہ میرے بیٹے حسینؑ کو معاویہ کا بیٹا قتل کرے گا تو اس سے سورج سیاہ ہو جائے گا اور

افتی دنیا تاریک تاریک ہو جائے گا باقی رہے وہ سیاح ستارے کہ جو زمین کو ہر جگہ سے گھیر لیں گے تو وہ بنی امیہ ہیں۔

سینتیسویں حدیث:

شیخ ابن منانے کتاب منیر الاحزن میں روایت کی ہے عبداللہ بن عباس سے کہ جب رسول خدا کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے حسینؑ کو اپنے سینہ سے چٹایا اور آنحضرت کا پسینہ رحلت کے وقت ان پر جاری تھا اور آپ فرما رہے تھے یزید کو مجھ سے کیا کام ہے خدا یا اس میں برکت نہ قرار دے خدا یا یزید پر لعنت بھیج پھر آپ پر غشی کی سی حالت طاری ہو گئی اور یہ حالت طول پکڑ گئی دوبارہ جب آپ کی حالت مستحضر تھی تو حسینؑ کو سینہ پر لے لیا اور آپ دونوں آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے اور کہتے تھے البتہ میں اور تجھے قتل کرتے والا خدا کے ہاں ایک دوسرے تک پہنچیں گے۔

اتھتیسویں حدیث:

مذکورہ کتاب میں سعید بن جبیر سے ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حسنؑ آئے جب حضور نے انہیں دیکھا تو رو پڑے اور فرمایا میری طرف آؤ میری طرف آؤ اور انہیں اپنے دائیں زانو پر بٹھالیا پھر جب جناب حسینؑ آئے تو جب ان پر نگاہ پڑی تو رو دیے اور جس طرح کہ حسنؑ کو فرمایا تھا ان سے فرمایا اور ان کو بائیں زانو پر بٹھالیا۔ پھر جب جناب فاطمہؑ آئیں تو انہیں دیکھ کر بھی آپ روئے اور اسی طرح کہا

اور انہیں اپنے سامنے بٹھالیا پھر علی علیہ السلام آئے تو انہیں دیکھ کر گریہ کیا اور اسی طرح فرمایا اور انہیں اپنی دائیں طرف بٹھالیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے کس کو آپ نے نہیں دیکھا مگر یہ کہ گریہ کیا ہے ان کے درمیان کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسے دیکھ کر آپ خوش ہوں۔

فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے مبعوث برسالت کیا ہے اور سب لوگوں پر انتخاب کیا ہے کوئی شخص روئے زمین پر مجھے ان سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور میرا گریہ ان مصائب کے لیے ہے کہ جو میرے بعد انہیں پہنچیں گے اور مجھے یاد آیا وہ کچھ کہ جس کے وہ میرے اس فرزند حسینؑ سے متکبر ہوں گے گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ میرے حرم و قبر میں پناہ چاہتا ہے اور کوئی اسے پناہ نہیں دیتا اور اس زمین کی طرف کہ جو اس کا مقتل و مہر رہا ہے۔ جلے گا اور وہ زمین کرب و بلا ہے مسلمانوں کا ایک گروہ اس کی مدد کرے گا کہ جو میری امت کے تمام شہداء کے سردار اور ان سے بہتر ہوں گے قیامت کے دن، گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ اس کی طرف تیر پھینکا گیا اور وہ گھوڑے سے نیچے گرا ہے پھر اسے مظلوم کر کے گوسفند کی مانند فوج کریں گے پھر آپ آہ و نالہ کرنے اور رونے لگے اور جو آپ کے گرد تھے انہیں بھی رلایا اور ان کی فریاد بلند ہوئی پس آپ کھڑے ہو گئے اور کہہ رہے تھے خدایا میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں اس چیز کی کہ جو میرے اہل بیت پر میرے بعد واقع ہوگی۔

انتالیسویں حدیث:

بیزند کورہ کتاب میں کہا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حسینؑ اپنے بھائی حسن علیہ السلام کے پاس گئے جب انہیں دیکھا تو رو پڑے آپ نے فرمایا اے اباعبداللہ کس چیز سے آپ رو رہے ہیں کہا کہ اس سے کہ جو کچھ آپ سے کریں گے حسنؑ نے فرمایا جو کچھ مجھ پر آئے گا تو وہ نہ ہرے کہ جس سے مجھے قتل کیا جائے گا لیکن کوئی دن آپ کے دن کی مانند نہیں ہے کہ میں ہزار افراد تیرے گرد جمع ہوں گے اور وہ سب دعویٰ کریں کہ ہمارے نانا کی امت میں سے ہیں اور پھر آپ کو قتل کرنے آپ کا خون بہانے اور ہتک حرمت کرنے اور عورتوں اور بچوں کو قید کرنے اور آپ کے مال و اسباب کو لوٹنے پر اجتماع اتفاق کر لیں تو اس حالت میں نبی امیہ پر لعنت نازل ہوگی اور آسمان خون برسائے گا اور تجھ پر ہر چیز گریہ کرے گی یہاں تک بیابانوں کے جانور اور دریاؤں کی پھلیاں۔

چالیسویں حدیث:

ابن قولیہ نے اپنے انا کے ساتھ حماد بن عثمان سے ابو عبداللہؑ سے روایت کی ہے کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کی طرف لے گئے تو ان سے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ آپ کا تین چیزوں سے امتحان کرے گا تاکہ آپ کا صبر معلوم ہو تو آپ نے عرض کیا کہ میں تیرے حکم کو تسلیم کرتا ہوں اے پروردگار لیکن تیری توفیق کے بغیر صبر پر توانائی نہیں رکھتا پس وہ تین چیزیں کون سی

ہیں کہا گیا پہلی چیز بھوک و گرنگی ہے اور یہ کہ اہل حاجت کو اپنے اور اپنے خاندان کے
 اوپر ترجیح دے آپ نے عرض کیا اے پروردگار میں نے قبول کیا اور اسے پسند
 کیا اور تیرے حکم کے سامنے تسلیم خم کیا اور توفیق و مہربانی تیری جانب سے ہیں۔
 دوسری چیز تکذیب و لوگوں کا تجھے جھٹلانا اور خوف و خطر شدید اور میری
 راہ میں جان کر خرچ کرنا اور اہل کفر کے ساتھ مال و جان کے ساتھ جنگ کرنا اور
 اس آزاد و تکلیف پر صبر کرنا کہ جو ان سے اور اہل نفاق سے تجھے پہنچے اور رنج و تکلیف
 اور زخم جنگ میں عرض کیا اے پروردگار میں نے قبول کیا اور پسند کیا اور تیرے
 حکم کے سامنے تسلیم خم کیا اور توفیق و مہربانی تیری طرف سے ہے۔

باقی رہی تیسری چیز تو وہ کچھ ہے کہ جو تیرے خاندان کو تیرے بعد پہنچے گا
 قتل و قہارت میں سے پس تیرے بھائی پر سب دشمن اور سختی و سزائیں دیکھے گا اور
 محروم ہوگا مشقت و زحمت میں پڑے گا اور ظلم و ستم جھیلے گا عرض کیا اے پروردگار
 میں نے تسلیم خم کیا اور قبول کیا توفیق اور مہربانی تیری طرف سے ہے باقی رہی تیری بیٹی
 تو میں کہتا ہوں اس کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مصائب و الالم کی خبر دی
 یہاں تک کہ فرمایا اور اس بی بی کے دو بیٹے ہوں گے تیرے بھائی سے کہ جن میں
 سے ایک خیانت اور مکرو و فریب سے قتل کیا جاتے گا اور اس کا لباس و اسباب
 لوٹ لیں گے اور اسے خنجر ماریں گے اور یہ سب کام تیری امت کرے گی آپ
 نے عرض کیا میں نے قبول کیا اے پروردگار۔

انا لله وانا اليه اور ہم اللہ ہی کے لیے ہیں
 راجعون۔ اور ہماری اس کی طرف بازگشت

ہے۔



میں نے تسلیم خم کیا اور قبول کیا اور توفیق و صبر تیری جانب سے ہے۔
 باقی رہا اس کا دوسرا بیٹا تو تیری امت اس کو جہاد کے لیے بلانے لگی۔
 اور پھر اسے بری طرح قتل و شہید کریں گے نیز اس کا بیٹوں اور خاندان میں سے
 جو شخص اس کے ساتھ ہو گا اس کو بھی شہید کریں گے اور اس کے اہل حرم کو لٹیں
 گے پس وہ مجھ سے اعانت طلب کرے گا جب کہ میری طرف سے اس کے
 بارے میں اور جو اس کے ساتھ ہوں گے ان کے متعلق فیصلہ گزر چکا ہے اور اس کا
 شہید ہونا حجت ہے اہل زمین پر اور آسمانوں کے رہنے والے اور اہل زمین
 اس پر گریہ کریں گے اس پر جزا و فرح کرتے ہوئے اور وہ فرشتے کہ جو آپ
 نصرت نہ کر سکے وہ بھی گریاں ہوں گے پھر اس کی صلب سے ایک ایسے شخص
 کو نکالوں گا جس کے ذریعے میں تیری مدد کروں گا اور اس کی جگہ (وجود شخص امیر
 پاس زیر عرش موجود ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ احادیث جو اس مظلوم پر گریہ کرتے کی فضیلت میں
 ہیں واضح و مدوش حجت ہیں ان لوگوں کے اوپر کہ جو نوحہ خدا کو خاموش کرنا چاہتے
 ہیں :

و یابی اللہ الا ان یتم اور خدا اباء و انکار کرتا ہے مگر
 نورہ ولو کرہ الکافرون اس سے کہ اس کا نور مکمل ہو کہ
 رہے اگرچہ کافر ناپسند
 کرتے ہیں۔

واقعاً ایسا ہی ہے کہ جو شخص روئے یا کسی کو راسے یا روئے والے
 کی شکل بنائے جنت اس کے لیے واجب ہے کیونکہ رونا محبت کی نشانی

ہے اور محبت ایمان و معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور کوئی عمل ایمان کے ہم پایہ نہیں ہے کیونکہ ایمان کی جگہ اور مقام دل ہے اور اعمال کا مصدر اعضاء و جوارح اور ایمان و محبت اصل ہے اور دوسرے اعمال اس کی فرع ہیں اور ایمان و عمل کے بغیر محبت بے روح پیکر کی مانند ہے۔

اور دوسری حدیث میں گمز چکا ہے کہ ام صادقؑ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھو جس طرح ان کی قبر کے پاس پڑھتے ہو یعنی سوزناک طن کے ساتھ اور آگے آئے گا کہ اس زمانہ میں بھی لوگ آواز کو لیا کر کے ایک دوسرے سے آواز کو ملتے اور نعرہ پڑھتے تھے۔

اور یہ خیال نہ کرنا کہ گریہ کرنا تو مستحب ہے اور مستجاب کی طرف اس قدر توجہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ عزا داری امامت کے شعار اور نشانیوں میں سے ہے اور اصول دین کے ساتھ ملحق ہے مثل آذان کے کہ جس سے متعلق مسلمانوں کے تمام گرد ہوں کا کہنا ہے کہ اگر اسلامی شہر کے لوگوں سے آذان کی آواز نہ سنی جائے تو امام ان سے قتال کرے تاکہ آذان کی آواز بلند ہو باوجودیکہ آذان مستحب ہے لیکن وہ نبوت کے شعار میں سے ہے لہذا دوستوں کو چاہیے کہ وہ دشمنوں کے فریب میں نہ آئیں اور اس خاندان کی ولاد و محبت سے ہاتھ نہ اٹھائیں اور یمن کو صاحب عقل و تدبیر ہونا چاہیے ملاحظہ و زنادقہ اور ان کے پیروکار اس باب میں دوسرے ڈالتے ہیں اور شبہات پیدا کرتے ہیں اور انہیں لوگوں کے درمیان منتشر کرتے ہیں۔ اور اس سے چاہتے ہیں کہ شیعوں کے درمیان سے رسم و عزا داری کو ختم کرائیں اور کوئی شخص خاندان رسالت کو یاد نہ کرے اور دین کے احکام منسوخ ہو جائیں اور سنت اسلامی جو کہ شرفا بزرگوں

کی رسم ہے وہ ختم ہو جائے اور مجوسیوں کی رسم درواج تازہ کیا جائے لیکن یہ ہونے والی بات نہیں ہے خدا ایسے لوگوں کو ذلیل و خوار کرے اور ان کو اپنی رحمت سے دور کرے اور ان پر سخت لعنت ہے اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے اور انہیں کفار و ملحدین اور انبیاء کے قاتلوں کے ساتھ محشور کرے گا کیونکہ انسان اس کے ساتھ محشور ہوگا کہ جسے دوست رکھتا ہے جو آگ کی پرستش کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے تو وہ مجوسیوں کے ساتھ محشور ہوگا اور جو ملحدین کے طریقہ کا اچار چاہتا ہے تو اس کا شر و نشر اس گروہ کے ساتھ ہوگا اور جو شخص خاندان رسالت کو دوست رکھتا ہے وہ رسول اکرمؐ اور ان کی آل اہلبا کے ساتھ ہوگا۔ و فقنا اللہ و ایاکم لا تباعہم احیاء ملتہم انشاء اللہ۔

دوسرا باب

(واقعات بیعت یزید)

انہ واقعات کے بیان میں یہ ہے کہ جو لوگوں نے کہ یزید بن معاویہ
کہ بیعت کرنے کے بعد حضرت سید الشہداء کہ شہادت کے تعلق
رکھے ہیں

اور اس میں چند فصلیں ہیں !

دوسری فصل

مرگ معاویہ

معلوم ہونا چاہیے کہ جب امام حسن بن علی نے دنیا سے رحلت فرمائی تو عراق کے شیعوں میں تحریک پیدا ہوا اور انہوں نے امام حسینؑ کی خدمت میں خط لکھا معاویہ کی بیعت توڑنے اور آپ کی بیعت کرنے کے سلسلہ میں تو آپ نے اس سے امتناع و انکار کیا کہ ہمارے اور معاویہ کے درمیان عہد و پیمان ہے کہ جس کا توڑنا ہماری طرف سے (درست نہیں ہے جب تک اس کا وقت نہ آجائے اور جب معاویہ مر گیا تو پھر اس معاملہ میں سوچا جائے گا۔

جب معاویہ پندرہ رجب سن ساٹھ ہجری میں مر گیا تو یزید نے ولید بن عقیبہ بن ابوسفیان کو خط لکھا کہ وہ حسین بن علی سے اس کے لیے بیعت کا مطالبہ کرے اور اس میں ویر نہ لگائے۔

یہاں ہم معاویہ بن ابوسفیان کی وفات کا ذکر کرتے ہیں۔

مسعودی کہتا ہے کہ محمد بن اسحاق وغیرہ نے آثار کو نقل کرنے والوں سے بیان کیا ہے کہ معاویہ اس بیماری کی ابتداء میں کہ جس میں وہ دنیا سے

گیا حمام میں گیا تو اپنے بدن کی لاغری اور کمزوری کو دیکھ کر رو پڑا کہ اب وہ جانے والا ہے اور اس امر ناگزیر کے کنارے پہنچ چکا ہے کہ جو لوگوں پر واقع ہو کے رہتا ہے اور ان اشعار کے ساتھ مثل کہا:

اری اللیالی اسرعت فی نقضی

اخذت بعضی وترکن بعضی

حسنین طوی وحسنین عرضی

اقعدنتی من بعد طول نہضی

میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ نے میرے توڑ پھوڑ کرنے میں جلدی کی ہے میرا کچھ حصہ لے لیا ہے اور کچھ چھوڑ دیا ہے میرے طول و عرض کے جھکاؤ نے مجھے بٹھا دیا ہے بعد اس کے کہ میں طویل زمانہ تک گھڑا رہا جب اس کی موت قریب ہوئی اور دنیا سے جدا ہونے کا وقت آیا اور اس کی بیماری شدت پکڑ گئی اور صحت یابی سے ناامید ہو گیا تو اس نے کہا! فیالیبتی فی الملک لماعن ساعۃ ولم الک فی اللذات اغثنی النواظر وکنت کذی طمرین عاش ببلغة من الدهر حق زار اهل المقابر کاش کہ مجھے ملک و سلطنت ایک گھڑی کے لیے بھی نہ دیا جاتا اور لذات میں نہ ہوتا کہ جنہوں نے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور میں اس فقیر کی مانند ہوتا جو قدر و ضرورت پر زندگی گزارتا ہے یہاں تک کہ قبرستان میں پہنچ جاتا ہے۔

ابن اثیر جزری نے کہا کہ معاویہ نے اپنی بیماری سے پہلے خطبہ پڑھا اور کہا میں اس زراعت کی مانند ہوں کہ جس کے کاٹنے کا وقت اُن پہنچا ہے اور میری امارت و حکومت تم پر طویل ہو گئی ہے اس طرح کہ میں تم سے تھک گیا ہوں اور تم مجھ سے میں تم سے اگے ہونے کی تمنا رکھتا ہوں اور تم مجھ سے لیکن میرے بعد جو بھی تم پر امیر ہو گا میں اس سے بہتر ہوں جس طرح کہ میرے پیش رو مجھ سے بہتر تھے۔

اور کہا گیا ہے کہ جو شخص فیذا کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے خداوند امی تیری ملاقات کو دوست رکھتا ہوں تو بھی میری ملاقات کو پسند کر اور اسے میرے لیے مبارک قرار دے تھوڑی دیر گزری کہ اس کی بیماری شروع ہو گئی جب بیمار ہوا اس بیماری کے ساتھ کہ جس میں مر گیا اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور کہا اے بیٹا میں بار دسا نیا دھنے اور ادھر ادھر جانے کی تکلیف کی تجھ سے کفایت کی ہے اور میں نے کام تیرے سیدھے کر دیے ہیں اور دشمنوں کو خوار و ذلیل کیا ہے اور دنیا نے عرب کی گردن تیرے سامنے جھکا دی ہے اور تیرے لیے میں نے وہ کچھ فراہم کیا ہے کہ جو کسی نے بھی نہیں کیا پس اہل حجاز سے مراعات کرنا جو کہ تیری اصل اور بڑی ہیں۔

جو شخص بھی حجاز سے تیرے پاس آئے اور اس کا احترام کرنا اور جو شخص غائب ہو اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا اور اہل عراق کی مراعات کرنا اور اگر وہ تجھ سے چاہیں کہ ہر روز گور ز معزول کر دے تو اسے معزول کر کیونکہ ایک گور ز کو تبدیل کرنا تیرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے اس سے کہ ایک لاکھ تومار تیرے سامنے کھینچی جائے اور اہل شام کی رعایت کر اور وہ تیرے

رازدار ہونے چاہئیں اور اگر تجھے کسی دشمن کا خطرہ ہو تو ان سے مدد طلب کر اور جب تیرا مقصد پورا ہو جائے تو انہیں شام کے شہروں کی طرف واپس بھیج دے کیونکہ اگر وہ اپنے شہروں کے علاوہ کسی شہر میں رہیں تو ان کے اخلاق بدل جائیں گے۔ اور مجھے خوف نہیں ہے کہ امر خلافت میں کوئی تجھ سے نزاع اور جھگڑا کرے گا مگر قریش میں سے چار افراد حین بن علیؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ اور عبدالرحمن بن ابوبکرؓ رہا ابن عمرؓ تو وہ ایسا شخص ہے کہ عبادت نے اسے ناکارہ کر دیا ہے اگر کوئی شخص باقی نہ رہا تو وہ تیری بیعت کر لے گا۔

باقی رہے حین بن علیؓ تو وہ تیز مزاج شخص ہیں اور عراق کے لوگ انہیں خروج کرنے پر برا انگینہ کر کے پھوڑیں گے۔ اگر وہ خود ج کریں اور تجھے ان پر کامیابی حاصل ہو تو ان سے درگزر کرنا چونکہ اس کا رحم درشتہ ہم سے پیوستہ ہے اور وہ عظیم حق رکھتے ہیں اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ دُورِ رب رکھتے ہیں۔ سہا ابوبکر کا بیٹا تو جو کچھ اس کے اصحاب و ساتھی پسند کریں وہ اس کی پیروی کرتا ہے اس کا ہم و غم غور تیں اور لہو و لعب ہے۔

باقی رہا وہ شخص کہ جو شیر کی طرح گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے اور تجھ پر کود پڑنے کے لیے آمادہ ہے اور جو لومڑی کی طرح تجھے چکر دے گا اور اگر اسے فرصت ملی کو دپڑے گا تو وہ زبیر کا بیٹا ہے اگر اس نے تجھ سے یہ کام کیا اور تو اس پر کامیاب ہو جائے تو اس کا بند بندا یک دوسرے سے جدا کر دے اور بقنا ہو سکے اپنے لوگوں کے خون کو محفوظ رکھنا اس روایت میں عبدالرحمن کا نام اس طرح آیا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عبدالرحمن بن ابی بکر معاویہ سے پہلے وفات پا چکا تھا اور کہتے ہیں کہ یزید بھی باپ کی بیماری اور موت کے وقت غائب تھا اور معاویہ نے ضحاک بن قیس اور مسہن

عقبہ مری کو اپنے پاس بلایا اور انہیں یہ پیغام دیا کہ وہ زید تک پہنچا دیں اور یہ قول صحیح ہے۔

(جزری) نے کلام کو آگے بڑھاتے ہو کہا ہے کہ معاویہ کی بیماری کی حالت میں کبھی کبھی عقل پھر جاتی لہذا اس نے چند مرتبہ کہا کہ ہمارے اور غوطہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس کی بیٹی نے فریاد بلند کی (واحد نواہ) ہائے غم داندہ) معاویہ کو ہوش آگیا تو اس نے کہا:

ان تنفردی فقد رایت
منقرا۔۔۔ اگر تو گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی ہے
تو حق رکھتی ہے کیونکہ تو نے بھگانے

والے کو دیکھا ہے۔

اور جب معاویہ مر گیا تو ضحاک بن قیس باہر نکلا اور منبر پر گیا جب کہ معاویہ کا کفن اس کے ہاتھوں پر تھا خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا معاویہ دنیا سے عرب کا بڑا بزرگ دلا اور صاحب عزم و ارادہ شخص تھا کہ جس کی وجہ سے خدا نے فتنہ و فساد کو ختم کیا اور اس کو بندوں پر فرمانروائی دی اور اس کے ذریعہ شہزاد اور ملک فتح ہوئے لیکن اب وہ مرجع ہے اور یہ اس کا کفن ہے اب ہم اسے کفن میں لپیٹ کر قبر میں داخل کرنے والے ہیں اور اسے اس کے اعمال کے ساتھ چھوڑنے والے پھر وہی ہرج و مرج ہے قیامت کے دن تک اب جو شخص اس پر نماز پڑھنا چاہے تو نماز نذر کے وقت حاضر ہو جائے اور ضحاک ہی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور کہتے ہیں کہ جب معاویہ کی بیماری شدت پکڑ گئی تو اس کا بیٹا زید خوارین میں تھا اور خوارین حارث بن حارث پر نقطہ نہیں اور اس میں شدہ ہے حلب کے علاقہ کی ایک بستی ہے اس کو خط لکھا گیا کہ آئے میں جلدی کرے

شاید باپ کو زندہ دیکھ سکے یزید نے جب خط پڑھا تو یہ اشعار کہے۔
 جاء البرید بقرطاس یخب بہ فاجس القلب من قرطاسہ فرعاً
 قلنا لک الویل ماذا فی کتابکم قال الخلیفۃ امشی مشیتاً وجعاً
 ڈاکیہ ایک بند کا غزل لے کر آیا کہ جس سے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوگی
 تو ہم نے کہا ویل دہلاکت ہو تمہارے لیے تمہارے خط میں کیا
 ہے تو اس نے کہا کہ خلیفہ در دو تکلیف میں مبتلا ہے۔
 جب یزید آیا تو معاویہ کو دفن کر چکے تھے اس نے اس کی قبر پر نماز
 پڑھی۔

دوسری فصل

حاکم مدینہ اور امام حسینؑ

(کابل میں ہے) جب لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی تو اس نے ولید بن عقبہ کو خط لکھا اور اسے معادیہ کی موت سے آگاہ کیا ایک دوسرے مختصر سے خط میں لکھا!

امال عبدالحسینؑ، عبد اللہ بن عمر اور ابن زبیر سے بیعت لو اور جب تک بیعت کرنے لیں انہیں نہ چھوڑنا والسلام جب معادیہ کی موت کی خبر ولید کو پہنچی تو وہ سخت پریشان ہوا اور اس پر گراں گزرا مروان بن حکم کی طرف کسی کو بھیج کر اسے بلا بھیجا اور مروان ولید سے پہلے مدینہ کا گورنر رہ چکا تھا جب ولید مدینہ میں آیا تو مروان ولید سے مجبوراً اور ناپسندیدگی کے ساتھ اس کے پاس آتا تھا جب ولید نے یہ پس و پیش کی کیفیت اسے دیکھی تو ایک مجلس میں بر ملا اسے گالیاں دیں یہ خبر مروان تک پہنچی تو کلی طور پر وہ اس سے کٹ گیا یہاں تک کہ معادیہ کی موت کی خبر آپہنچی اس کی موت بھی اور ان چند حضرات سے بیعت لینا اس پر گراں گزرا تھا لہذا اس نے مروان کو بلایا اور وہ معادیہ کی موت کا خط اس کے سامنے

پڑھامروان نے کہا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور معادیہ پر رحمت بھیجی، پس ولید نے اس سے اس معاملہ میں مشورہ لیا تو مروان نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اس وقت ان اشخاص کو بلا لو اور بیعت کرنے کا حکم دو اگر تو وہ قبول کر لیں تو ان سے دست بردار ہو جاؤ اور اگر قبول نہ کریں تو اس سے پہلے کہ وہ عادیہ کی موت سے آگاہ ہوں ان کی گردن اڑا دو کیونکہ اگر وہ اس کی موت سے آگاہ ہو گئے تو ہر ایک کسی طرف چلا جائے گا اور مخالفت شروع کر دے گا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے گا پس ولید نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو جو نورس جوان تھا امام حسینؑ اور ابن زبیر کی جانب بھیجا اور ان دونوں کو اپنے ہاں بلایا یہ ایسا وقت تھا کہ جس میں ولید لوگوں کو ملنے کے لیے نہیں بیٹھتا تھا اور عبداللہ نے انہ دونوں کو مسجد میں بیٹھایا یا اور ان سے کہا کہ امیر کے بلاوے کو قبول کریں وہ آپ حفرات کو بلارہے ہیں انہوں نے کہا تم واپس جاؤ ہم تمہارے پیچھے آسے ہیں پس ابن زبیر نے امام حسینؑ سے کہا آپ کی نظریں ولید نے اس وقت جب کہ وہ لوگوں کی ملاقات کے لیے نہیں بیٹھتا ہیں کیوں بلایا ہے۔

آپ نے فرمایا میرا گمان ہے کہ ان کا طاعنی دس کرش مر گیا ہے لہذا اس نے ہماری طرف بھیجا ہے تاکہ ہم سے بیعت کا مطالبہ کرے اس سے پہلے کہ یہ خبر لوگوں میں پھیل جائے ابن زبیر نے کہا میرا گمان بھی اس کے علاوہ نہیں ہے پس آپ کیا کریں گے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے چند نوجوان اکٹھے کر کے اس کے پاس جاؤں گا پس آپ نے اپنے موالیوں میں سے ایک گروہ کو بلایا اور فرمایا کہ ہتھیار اٹھائیں اور کہا کہ ولید نے مجھے اس وقت بلایا ہے اور میں اس سے مانوں نہیں کہ وہ مجھے ایسے کام پر مجبور کرے کہ جو میں قبول نہ کروں اور اس سے امن کہ

امید نہیں تم میرے ساتھ رہو اور جب میں اس کے قریب پہنچوں تو تم دروازے پر بیٹھ جانا اگر سنو کہ میری آواز بند ہوئی ہے تو اندر آ جانا اور اس کے شر اور بدی کو مجھ سے رفع کرنا پس امام حسینؑ ولید کے پاس تشریف لے گئے تو مروان بن حکم کو اس کے پاس پایا ولید نے معاویہ کی موت کی انہیں خبر دی تو حسینؑ نے انانشر وانا الیہ راجعون کہا پھر اس نے یزید کا خط پڑھا کہ جس میں اس نے ولید کو بیعت لینے کا حکم دیا تھا امام حسینؑ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ میری منہفیانہ اور پوشیدہ بیعت پر تم قناعت نہیں کرو گے جب تک علی الاعلان بیعت نہ مواد لوگوں کو معلوم نہ ہو ولید نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے تو حسینؑ نے فرمایا پس صبح ہونے دو اور اس سلسلہ میں اپنی رائے دیکھ لو ولید نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو خدا کا نام لے کر واپس تشریف لے جائیں۔

یہاں تک کہ لوگوں کی جماعت کے ساتھ میرے پاس آئیں مروان نے کہا خدا کی قسم اگر حسینؑ اس وقت تمہارے ہاں سے چلے گئے اور بیعت نہ کی تو اس قسم کا موقع پھر تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا جب تک تمہارے درمیان بہت سا خون خرابہ نہ ہو گا لہذا ان کو روک لو اور بیعت کئے بغیر تمہارے ہاں سے باہر نہ نکلیں یا ان کی گردن اڑا دو تو حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے زرقاء (زلی آنکھوں والی عورت) کے بیٹے! تم مجھے قتل کرو گے یا یہ خدا کی قسم تو نے جھوٹ بکھڑے اور گناہ کا مرتکب ہوا ہے اور باہر نکل آئے اور اپنے مولیوں کے ساتھ گھر تشریف لے گئے۔

اور مروان نے ولید سے کہا تو نے میری بات قبول نہیں کی خدا کی قسم اب وہ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا ولید نے کہا تیرے نیر کے لیے دیر و ہلاکت ہو

اے مروان تو نے میرے لیے ایسی چیز کو پسند کیا ہے کہ جو میرے دین کو تباہ کر دے بغداد میں اسے پسند نہیں کرتا کہ جن چیزوں پر آفتاب چکتا ہے اور ان سے غروب کرتا ہے۔ ملک دمال دنیا میں سے مجھے مل جائیں اور میں حسین کو قتل کر دوں سب مان اللہ کیا اس بناء پر کہ حسینؑ کہیں کہ میں بیعت نہیں کرتا انہیں میں قتل کر دوں خدا کی قسم میرا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص سے خون حسینؑ کا محاسبہ کریں گے وہ خدا کے ہاں قیامت کے دن ٹکے اور بک ترار د ہوگا۔ مروان نے کہا اگر آپ کا نظریہ یہ ہے تو پھر جو کچھ کیا ہے درست کیا ہے یہ اس نے طنزیہ انداز میں کہا اور اس کی رائے کو پسند نہ کیا۔

ابن شہر آشوب نے مناقب میں کہا ہے جب حسینؑ ولید کے پاس پہنچے اور خط پڑھا تو فرمایا کہ میں یزید کی بیعت نہیں کروں گا مروان نے کہا کہ امیر المومنین کی بیعت کرو حسینؑ نے فرمایا افرایا د اسے ہو تم پر تو نے مومنین پر جھوٹ باندھا ہے کس نے اسے مومنین کا امیر بنایا ہے مروان اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے تلوار نکالی اور کہا کہ جلاؤ کو بلاؤ اس سے پہلے کہ یہ اس گھر سے باہر جائے اس کا سر اڑا دے اور ان اس کا خون میری گردن پر اور آواز بلند ہوئی تو انیس افراد آنجناب کے اہل بیت میں سے اندر آگئے کہ جنہوں نے خنجر تانے ہوئے تھے اور حسینؑ ان کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔

یہ خبر یزید تک پہنچی تو اس نے ولید کو معزول کر کے مدینہ کی گورنری مروان کو دے دی اور امام حسینؑ اور ابن زبیر مکہ چلے گئے اور عمرو ابوبکر کے بیٹوں سے سختی نہ کی۔

(کامل) رہا ابن زبیر تو اس نے ولید کے قاصد کو جواب دیا کہ میں ابھی آتا ہوں

پھر وہ گھر گیا اور باہر نہ نکلا ولید نے دوبارہ قاصد بھیجا تو ابن زبیر نے اپنے
یار و انصار اپنے گرد جمع کر رکھے تھے اور ان کی پتہ میں بیٹھا ہوا تھا ولید کا قاصد
امرار کرتا رہا اور ابن زبیر کہتا کہ مجھے کچھ ہمت دو تو ولید نے اپنے موالیوں
(غلاموں) کو بھیجا اور انہوں نے ابن زبیر کو گالیاں دیں اور کہا اے کاہلہ را دھیر
عمر کی عورت! کے بیٹے تجھے امیر کے پاس آنا پڑے گا ورنہ وہ تجھے قتل کر دے
گا اس نے کہا خدا کی قسم اس کے بار بار قاصد بھیجنے سے میں خوف زدہ ہوں اتنی
جلدی نہ کر دیہاں تک کہ میں کسی کو امیر کے پاس بھیجوں کہ وہ اس کی رائے میرے
متعلق معلوم کرے پس اس نے اپنے بھائی جعفر کو بھیجا اور اس نے ولید سے
کہا رکھ اللہ (تجھ پر خدا کی رحمت ہو) عبد اللہ سے ہاتھ اٹھا لو اسے آپ نے
ڈرا دیا ہے اور اس کا دل اپنی جگہ سے اکھڑ گیا ہے کل انشاء اللہ وہ آپ کے
پاس آئے گا اپنے ایلچیوں کو حکم دیجئے کہ وہ واپس پلٹ آئیں پس ولید نے کسی
کو بھیجا اور اس کے قاصد واپس لوٹ آئے اور ابن زبیر اسی رات مکہ کی طرف
نکل کھڑا ہوا اور طبرہا راستہ فرار کا راستہ اختیار کیا صرف وہ اور اس کا بھائی جعفر
تھے جب کہ ان کے ساتھ کوئی اور شخص نہیں تھا (ارشاد)

اور جب صبح ہوئی تو ولید نے بنی امیہ کے موالیوں میں سے ایک شخص کو
انسی سواروں کے ساتھ اس کے پیچھے بھیجا وہ انہیں نہ ملا اور وہ واپس لوٹ آئے
(ملفوظ)

جب صبح ہوئی تو حسینؑ باہر نکلے تاکہ لوگوں کی خبریں سنیں مروان نے آپ کو
دیکھا تو آپ سے کہا اے ابو عبد اللہ میں آپ کی خیر و بھلائی چاہتا ہوں میری بات
قبول کر لیجئے جو کہ درستی کا راستہ ہے امام حسینؑ نے فرمایا وہ کتابت ہے کہوتا کہ

میں سنوں مروان نے کہا میں کہتا ہوں کہ آپ یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں کہ جو آپ کے دین کے لیے بھی بہتر ہے اور آپ کی دنیا کے لیے ابھی امام حسینؑ نے فرمایا: انا لشدادنا المیراجون اگر امت یزید جیسے امیر میں مبتلا ہو تو اسلام سے الوداع کر لینا چاہیے میں نے اپنے نامادرسول اللہؐ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے خلافت آل البوسفیان پر حرام ہے اور ان کے درمیان گفتگو طول پکڑ گئی یہاں تک کہ مروان خنگین ہو کر واپس چلا گیا۔

جب دن آخر کو پہنچ گیا تو ولیدؑ نے چند افراد امام حسینؑ کے پاس بھیجے کہ آپ حاضر ہو کر بیعت کریں امام حسینؑ نے فرمایا صبح ہوئے تم بھی دیکھو اور ہم بھی دیکھیں تو اس رات وہ آپ سے دستبردار ہو گئے اور امر دیکھا آپ اسی مدت تک کی طرف روانہ ہو گئے اور وہ اتوار کی رات تھی جب کہ ماہِ جب کے دودن باقی تھے آپ کے بیٹے آپ کے بھائی، بھتیجے اور زیادہ تر خاندان کے افراد ساتھ تھے سوئے محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے، جب محمد کو پتہ چلا کہ آنجناب مدینہ سے چلے جائیں گے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کدھر جائیں گے (ارشاد و کامل)

تو عرض کیا اے بھائی آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے نزدیک زیادہ محترم ہیں میں ساری مخلوق میں سے بس آپ کی خیر و بھلائی چاہتا ہوں اور آپ میری نصیحت اور انہماکِ خلوص کے زیادہ مستحق ہیں جتنا ہو سکے یزید بن معاویہ اور شہر دس سے دور ہیے اور بیعت نہ کیجئے اور اپنے قاصد لوگوں کی طرف بھیجئے اور انہیں اپنی طرف دعوت دیجئے اگر لوگ آپ کی پیروی کریں اور آپ سے بیعت کر لیں تو خدا کا شکر ادا کیجئے اور اگر لوگ آپ کے علاوہ کسی کے گرد اکٹھے ہو جائیں تو آپ کے دین و عقل میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی اور آپ کی مروت و

نفل میں ضائع نہیں ہوں گے اور مجھے ڈر ہے کہ کسی شخص کے پاس کسی شہر میں آپ جائیں اور لوگ اختلاف کریں ایک گروہ آپ کے ساتھ ہو جائے اور ایک گروہ آپ کے خلاف اور ان میں جنگ ہو اور آپ سب سے پہلے یزیدوں کا نشانہ بنائیں۔ تو اس صورت میں وہ شخص کہ جو نفوس اور باپ و ماں کے لحاظ سے بہترین امت ہے اس کا خون زیادہ ضائع ہوگا اور اس کے اہل و عیال زیادہ ذلیل و خوار ہوں گے۔

حسینؑ نے فرمایا اسے بھائی میں کہاں جاؤں تو عرض کیا کہ مکہ میں سکونت اختیار کیجئے اگر اس میں آپ کو راحت و آرام مل سکے تو وہی چیز ہے کہ جس کے آپ خواہاں ہیں اور اگر آپ کے موافق نہ ہو تو پھر یمن کی طرف چلے جائیں گے۔ اگر وہاں آرام مل سکے تو فہما اور اگر نہ ہو سکے تو ریگستانوں اور پہاڑوں میں پناہ لیجئے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جائے یہاں تک کہ آپ دیکھ لیں کہ لوگوں کا معاملہ کہاں پہنچتا ہے تو پھر جس امر کا آپ رخ کریں گے تو آپ کی رائے سب سے زیادہ باسواب و درست ہوگی حسینؑ نے فرمایا بھائی تو سنئے خیر خواہی کی اور ہسر بانی کی اور مجھے امید ہے کہ تیری رائے اچھی اور درست ہوگی (کامل)

پھر آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور یزید بن مضرؓ کے ان اشعارے
تمثل کیا!

لا زعرت السرام فی خلق الصبح مغیرا ولا دعیت ینیدا
یوما عطی من المعانۃ ضیما والعنایا اردت تنی ان احیدا
میں نہیں بھگاؤں گا سوام پرندے کو صبح کے پھوٹنے کے وقت

جب میری ٹوٹ مار کے بے جاؤں اور مجھے یزید نہ کہیں اس دن
 کہ جب ذلت و خواری کے ساتھ مجھ پر ظلم ہوا اور موت کے اسباب
 میری کمین گاہ میں ہوں تاکہ وہ مجھے اپنے ارادہ سے منحرف کریں یعنی
 اگر میں ذلت و خواری پر راضی ہو جاؤں اور موت سے ڈروں تو میں
 اپنا نام واپس لے لیتا ہوں اور میں گھر سے باہر نہیں آؤں گا۔

jabir.abbas@yahoo.com

تیسری فصل

امام حسین کا قبر رسول و مادر و برادر سے الوداع

علامہ مجلسی نے سہار میں کہا ہے کہ محمد بن ابوطالب موسوی نے کہا کہ جب حسینؑ کو قتل کرنے کے بارے میں دیکھ کر کو خط ملا تو اس پر بہت سخت گزرا اور اس نے کہا خدا کی قسم میں راضی نہیں ہوں کہ خدا کے پیغمبر کے بیٹے کو قتل کروں اگرچہ یزید نے ساری دنیا اور جو کچھ اس میں مجھے دے دے۔

اور کہا ہے کہ ایک رات حسین علیہ السلام گھر سے باہر نکلے اور اپنے نانا کی قبر کی طرف گئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں حسین بن فاطمہؑ میں آپ کا سچے اور آپ کی بچی کا سچے اور آپ کا وہ نواسہ ہوں کہ جسے آپ نے امت کے درمیان اپنی جانشینی میں چھوڑا ہے پس اے خدا کے پیغمبر ان پر گواہ رہنا کہ انہوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا ہے اور مجھے ضائع کر دیا اور میری حفاظت انہوں نے نہیں کی یہ میری آپ سے شکایت ہے یہاں تک کہ آپ سے میں ملاقات کر دوں پس آپ کھڑے ہو گئے اور قدم سے قدم ملا کر مسلسل رکوع و سجود کرتے رہے ولید نے

آپ کے میت الشرف کی طرف کسی کو بھیجا تا کہ معلوم کرے کہ آپ مدینہ سے باہر چلے گئے ہیں یا نہیں جب آپ کو گھر میں نہ پایا تو اس نے کہا شک ہے خدا کا کہ وہ باہر چلے گئے اور میں ان کے خون میں گرتا رہتا ہوں اور حسین صبح کو گھر میں پلٹ آئے اور جب دوسری رات ہوئی تو قبر مہر کے پاس آئے اور چند رکعت نماز پڑھی اور جب نماز سے فارغ ہوئے عرض کیا خدایا میرے پیغمبر محمد کی قبر ہے اور میں تیرے پیغمبر کا نواسہ ہوں اور ایک معاملہ درپیش ہے کہ جسے تو جانتا ہے خدایا میں معروف دینی کی کو دست رکھتا ہوں اور شکر و برائی کو دشمن دشمن رکھتا ہوں اے ذوالجلال والاکرام میں تجھ سے میں اس قبر اور جو اس میں ہے کہ حق کا واسطہ دے کہ سوال کرتا ہوں میرے لیے، اس چیز کو پسند فرما کہ جس میں تیری اور میرے رسول کی رضا و پسند ہو پھر آپ قبر کے پاس روتے رہے یہاں تک کہ صبح کے قریب سر قبر پر رکھا اور ہلکی سی نیند آپ کو آگئی پیغمبر اکرم کو دیکھا کہ ان کے دائیں یاں اور آگے نہشتے ہیں اور وہ آپ کی طرف آ رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نے حسین علیہ السلام کو سینہ سے لگا لیا۔ اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا جیو یا حسین (میرے محبوب و دلنہاے حسین) گو یا حسین تجھے دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تم خون میں لت پت ہو اور میری امت کے ایک گروہ کے ہاتھوں کرب دہلا کی زمین میں قتل کیے گئے ہو اور تم پیاسے ہو اور وہ تمہیں پانی نہیں دیتے اور اس کے باوجود میری شفاعت کی امید بھی رکھتے ہیں خدا ان کو قیامت کے دن میری شفاعت سے نائل نہ کرے۔

جی یا حسین (میرے محبوب حسین) تمہارے بابا تمہاری ماں اور

تمہارے بھائی میرے پاس آئے ہیں اور وہ آرزو مند ہیں اور تمہارے جنت میں کچھ ایسے درجات ہیں ہیں کہ جب تک تم شہید نہیں ہو گے ان درجات کو نہ پاسکو گے حسینؑ نے اپنے نانا کی طرف دیکھا اور کہا یا جدِ ابراہ (اے نانا جان) مجھے اس کو ضرورت نہیں کہ میں دنیا کی طرف پلٹ جاؤں مجھے اپنے ساتھ لے لیجئے اور اپنے ساتھ اپنی قبر میں داخل کریجئے پیغمبرؐ نے فرمایا اس سے چار ماہ نہیں ہے کہ تم دنیا کی طرف پلٹ جاؤ یہاں تک کہ تمہیں شہادت نصیب ہو اور جو کچھ خدا نے تمہارے لیے ثواب عظیم میں سے لکھ دیا ہے اسے پاؤ اس لیے کہ تم تمہارے بابا اور تمہارے چچا اور تمہارے باپ کے چچا قیامت کے دن ایک ہی زمرہ میں مشور ہوں گے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوں گے۔

پس امام حسینؑ گھبرا کر زیندہ سے بیدار ہوئے اور اپنا خواب اپنے اہل بیت اور عبدالمطلبؑ کی اولاد سے بیان کیا اور اس دن مشرق و مغرب میں کوئی گروہ اہل بیت پیغمبرؐ سے زیادہ غلگین اور زیادہ گریہ دیکھ کرنے والا نہیں تھا۔

حسینؑ آمادہ ہوئے کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں آپؐ اسی رات کے وقت اپنی والدہ کی قبر کی طرف گئے اور ان سے وداع کیا پھر اپنے بھائی حسنؑ کی قبر کی طرف گئے اور ان سے وداع کیا اور صبح کے وقت گھر واپس آئے اور آپؐ کا بھائی محمد بن مسلمہؑ آپ کے پاس آیا اور کہا اے بھائی آپؐ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور سب سے زیادہ عزیز و گرامی تقدیر میں کسی نسبت کرنے سے دریغ نہیں کرتا یہ جان لیں کہ جس کا آپؐ سے زیادہ کوئی لائق نہیں ہے کیونکہ آپؐ ذات میری جان اور میری روح کی آمیزش میں اور وہ ہیں کہ جن کی اطاعت مجھ پر فرض ہے کیونکہ خدا نے آپؐ کو مجھ پر شرف بخشا ہے اور اس نے آپؐ کو جنت کے سرداروں میں سے قرار

دیا ہے۔ یہاں تک کہ کہا کہ آپ مکہ چلے جائیں اگر اس جگہ آپ کی راحت و آرام
میسر ہو جائے تو قبہا در نہ مین کے شہر دس کی طرف جائے کیونکہ وہ آپ کے
نانا اور بابا کے یار و انصار تھے اور وہ سب سے زیادہ مہربان اور سب سے
زیادہ نرم دل لوگ ہیں اور ان کے شہر اور علاقے زیادہ کشادے ہیں اب اگر وہاں آپ
رہ سکتے تو قبہا در نہ ریگستانوں اور پہاڑوں کے دروں سے ملحق ہو جائے اور
ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف جائے یہاں تک آپ دیکھیں کہ لوگوں کا معاملہ کہاں
بہنچتا ہے اور خدا ہمارے اور اس فاسق گردہ کے درمیان حکم فرمائے۔

پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اسے بھائی خدا کی قسم اگر دنیا میں کوئی پناہ
اور منزل بھی نہ ہو میں یزید بن معاویہ کی بیعت نہیں کروں گا پس محمد بن حنفیہ اپنی بات
کاٹ کر دے لگے اور حسینؑ بھی ان کے ساتھ کچھ دیر تک روتے رہے پھر
فرمایا بھائی خدا تمہیں جزائے خیر دے کہ تو نے نصیحت کی اور درستی و ثواب کی
راہ بتائی میں مکہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں میرے بھائی اور بھتیجے
اور شیعہ و پیرواۓ و تیار ہیں اور ان کا معاملہ میرا معاملہ ہے اور ان کی رائے میری
رائے ہے۔ باقی رہے تم تو اسے بھائی اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم مدینہ میں رہ
جاؤ اور میری طرف سے ان کے حالات کی جستجو رکھو اور ان کے کاموں میں سے کوئی
حرج نہیں کہ تم مدینہ میں رہ جاؤ اور میری طرف سے ان کے حالات کی جستجو رکھو اور ان
کے کاموں میں سے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رکھنا پھر امام حسینؑ نے ددات و کاغذ
طلب کیا اور یہ وصیت نامہ اپنے بھائی محمد کے لیے تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ چیز ہے کہ جس کی وصیت کی حسینؑ بن علیؑ نے اپنے
بھائی محمد کو کہ جو ابن حنفیہ کے لقب سے معروف ہے کہ حسینؑ کو گواہی دیتا ہے خدا

یگانہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں جو دین حق کو لے کر آئیں ہیں حق کی جانب سے اور یہ کہ جنت و دوزخ حق ہیں اور قیامت آنے والی ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں اور خدا اٹھائے گا انہیں کہ جو قبروں کے اندر ہیں اور میں میری تفریح اور اظہار تکبر و بڑائی کے لیے میں نہیں نکل رہا بلکہ میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے خارج ہوا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ امر معروف اور نہی ازمنکر کروں اور اپنے نانا اور باپ علی بن ابی طالب کی ریت پر چلوں پس جو شخص مجھے قبول کرے حق کی قبولیت کے طور پر تو خدا یا زیادہ استحقاق حق رکھتا ہے اور جو مجھے رد کر دے تو میں میر کر دوں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان حق کا حکم کرے اور وہ بہترین حکم کرنے والا ہے یہ میری وصیت ہے تجھے اے بھائی دعا:

وما توفیقی الا باللہ
میری توفیق نہیں مگر اللہ کی جانب
علیہ توکلت و
سے اسی پر میں توکل کرتا ہوں۔
الیہ اٰنصیب
اور اس کی طرف میری بازگشت
ہے۔

پس آپ نے اس خط کو لپیٹ کر اس پر اپنی ہر لگادی اور وہ اپنے بھائی محمد کو دے دیا اور ان سے وداع کر کے رات کی تاریکی میں محمد بن ابی طالب کہتا ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب رسائل میں روایت کی ہے محمد بن یحییٰ سے محمد بن حسین سے ایوب بن نوح سے صفوان سے مروان بن اسمعیل سے حمزہ بن حمران سے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے راوی کہتا ہے کہ ہم نے حسینؑ کے خروج اور ابن حنفیہ کے پیچھے مدینہ میں رہ جانے کا ذکر کیا تو حضرت ابو عبد اللہ (صادق)

نے فرمایا اے حمزہ میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ پھر تو اس مجلس کے بعد اس قسم کا سوال مجھ سے نہ کرے حسین جس وقت اپنے شہر سے جدا ہوئے اور مکہ جانے کا ارادہ کیا تو کاغذ طلب کیا اور اس میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: حسین بن علی کی جانب سے بنی ہاشم کی طرف جو شخص مجھ سے ملحق ہو گیا وہ شہید ہوگا اور جو شخص مجھ سے الگ ہو گیا وہ فلاح و راستگاری تک نہیں پہنچے گا والسلام۔

محمد بن ابوطالب نے کہا ہمارے شیخ و استاد مفید نے اپنی اسناد کے ساتھ ابو عبد اللہ صادقؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب ابو عبد اللہ حسینؑ مدینہ سے نکلے تو فرشتوں کی کئی مٹوسٹر مخصوص نشانوں والی افواج نے آپ سے ملاقات کی اور ان کے ہاتھوں میں حربے و ہتھیار تھے اور جنت کے ناقوں پر سوار تھے اور آپ کو اگر سلام کیا اور کہا اے خدا کی حجت بندوں پر اپنے نانا، باپ اور بھائی کے بعد خدا نے جہان سے آپ کے نانا کی ہمارے نزدیک کی جگہوں پر مدد کی ہے اور اب آپ کی ہم سے مدد کی ہے حسینؑ نے ان سے فرمایا تمہارا وعدہ گاہ میری قبر والی جگہ ہے اور وہ زمین ہے کہ جہاں میں شہادت پاؤں گا اور وہ کہ جلا ہے جب میں اس جگہ وارد ہوں تو میرے پاس آنا انہوں نے کہا اے حجت خدا ہیں آپ حکم دیں ہم سننے اور اطاعت کرنے کے لیے تیار ہیں کیا آپ کو دشمن کا خوف ہے کہ جس سے آپ کا آنا سامنا ہونا ہے تاکہ ہم آپ کے ساتھ رہیں فرمایا ان کے لیے میرے اوپر کوئی راہ نہیں ہے اور وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جب تک میں اپنی اس زمین میں نہ پہنچ جاؤں۔

اور کئی گروہ مسلمان خواتین کے آئے اور کہا اے ہمارے بید و سرور

ہم آپ کے شیعہ اداریہ و انصار ہیں جو چاہیں ہیں حکم دیں اگر آپ حکم دیں تو ہم آپ کے ہر دشمن کو قتل کر دیں اور آپ اپنی جگہ پر رہیں اور ہم ان کے شرکی کیفیت کریں حسینؑ نے فرمایا خدا تمہیں جزائے خیر دے گی تم نے خدا کی ودگت ب کہ جو میرے نام رسول پر نازل ہوئی ہے نہیں پڑھی کہ:

اینها تکتونوا یدرککم
الموت ولو کنتم
فی بروج مشیدہ
اور اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے:

لبرئ الذین کتب
علیہم القتل الحی
مضاجعہم
البتہ نکلیں گے وہ لوگ کہ
جن پر قتل لازم قرار دیا گیا ہے
اپنے لیٹنے کی جگہوں کی طرف

اور اگر میں اپنی جگہ پر رہوں تو اس نکلیں و بدنام قوم کی آزمائش کس چیز سے ہو گی اور کون شخص کہ بلا میں میری قبر میں ساکن ہو گا جب کہ خدا نے دحو الارض (زمین بچھانے) کے دن اسے میرے لیے انتخاب کیا ہے اور اسے شیعوں کی پناہ گاہ بنایا ہے تاکہ وہ ان کے لیے جائے امن ہو دنیا و آخرت میں لیکن ہفتہ کے دن جو کہ رز عا شوراء ہے تم حاضر ہونا اور اس دن کے آخر میں میں شہید کر دیا جاؤں گا اور میرے بعد کوئی شخص میرے خاندان و اقرباء بھائیوں اور خاندان میں سے کہ جو دشمنوں کو مطلوب ہو باقی نہیں رہے گا اور میرا سر نیزید کے لیے ہے جائیں گے خدا اس پر رحمت کرے جنات نے کہا خدا کی قسم اے اللہ کے حبیب اور اس کے حبیب کے فرزند اگر آپ کا امر و حکم واجب الطاعت نہ ہوتا اور آپ کے

حکم کی غلات جائز ہوتی تو ہم آپ کے تمام دشمنوں کو قتل کر دیتے اس سے پہلے کہ وہ آپ تک پہنچتے آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہم تمہاری نسبت ان پر زیادہ قدرت رکھتے ہیں لیکن مقصد یہ ہے اتنا کہ ہر شخص برہان و دلیل سے ہلاک اور گمراہ ہو اور ہر شخص برہان و دلیل سے زندہ ہو اور ہدایت پائے یعنی اتنا اجماع سے پیسے میں ان کے قتل پر راضی نہیں ہوتا اور جو کچھ ہم نے محمد بن ابوطالب کی کتاب سے نقل کیا ہے وہ یہاں تک ختم ہوتا ہے۔

مجلسیؒ کہتے ہیں میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ جب انسحرفت نے مدینہ سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو جناب ام سلمہ ان کے پاس آئیں اور کہا کہ اے بیٹا حسین عراق کی طرف جانے کی وجہ سے کیونکہ میں نے آپ کے نانا سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے میرا بیٹا حسین عراق کی سرزمین میں قتل کیا جائے گا اس جگہ کہ جسے کہ بلب کہتے ہیں تو آنجناب نے ان سے کہا اے مادر خدا کی قسم میں بھی اس چیز کو جانتا ہوں اور میں لامحالہ قتل کر دیا جاؤں گا اس سے کوئی گریز و چارہ نہیں ہے خدا کی قسم میں اس دن کو کہ جس میں میں دفن ہوں گا اور جو جو اشخاص میرے اہل بیت اقرباء اور شیعوں میں سے قتل ہوں گے سب کو جانتا ہوں اور اگر آپ چاہیں اے مادر گرامی تو اپنی قبر اور لیٹنے کی جگہ آپ کو دکھا دوں پھر آپ نے کہ ہلاک طرف اشارہ کیا تو زمین پست ہو گئی یہاں تک کہ آپ نے اپنی آرام گاہ مدفن اور شکر گاہ پر اپنے ٹھہرنے کی جگہ اور اپنا محل شہادت انہیں دکھایا تو اس وقت ام سلمہ بہت شدت سے رونیں اور معاملہ خدا کے سپرد کیا اور جناب ام سلمہ نے فرمایا اے مادر گرامی خدا نے نزدِ جل نے چاہا ہے کہ میرے اہل حرم اور قبیلہ کی خواتین میری ازواج کو آوارہ وطن دیکھے اور میرے بچوں کے سر پریدہ مظلوم اور اسیر

اور قید و زنجیر میں بند دیکھے کہ وہ استغاثہ اور فریاد کریں لیکن انہیں کوئی مددگار نہ ملے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے مجھے کہا کہ میرے پاس ایک تربت ہے کہ جو آپ کے نانا نے مجھے دی ہے اور وہ ایک شیشی میں ہے جس نے فرمایا بنو امیہ قتل چاہے میں عراق کی طرف نہ بھی جائوں پھر آپ نے (زمین کر بلا سے) مٹی اٹھائی اور ایک شیشی میں رکھ کر ام سلمہ کو دی اور فرمایا کہ اسے میرے نانا والی شیشی کے ساتھ ایک ہی جگہ رکھ لو جب یہ دونوں تربتیں خون ہو جائیں تو جان لو کہ میں قتل ہو چکا ہوں (مجھسی کا کلام سجا رہی تھی یہاں ختم ہوا)

سید سمرانی نے مدنیۃ المعاجز میں مناقب السعداء سے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب امام حسینؑ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو میں ان کے پاس آیا اور عرض کیا آپ رسول خدا کے فرزند ہیں اور ان کے دونوں نواسوں میں سے ایک ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ یزید سے صلح کر لیں جس طرح آپ کے بھائی نے صلح کر لی تھی بے شک وہ جناب راہ مواب و درستی پر تھے۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا جو کچھ میرے بھائی نے کیا خدا اور پیغمبر کے حکم سے تھا۔ اور جو کچھ میں کر دوں گا وہ بھی خدا و رسول کا فرمان ہے۔

کیا تو چاہتا ہے کہ میں رسول خداؐ و حضرت علیؑ اور اپنے بھائی حسنؑ کو اسی وقت اس مطلب پر شاہد و گواہ کے طور پر لے آؤں پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اچانک آسمان کا دروازہ کھل گیا اور رسول خداؐ اور حضرت علیؑ، امام حسنؑ اور جناب حمزہؑ و جعفر علیہم السلام اور ہمارے چچا زیدؑ آسمان سے اترے یہاں تک کہ زمین پر مستقر ہوئے پس میں گھبرا کر اور ہل ساں ہو کر اٹھ کھڑا ہوا تو رسول خداؐ مجھ سے فرمایا اے جابر کیا میں نے تجھ سے حسینؑ سے پہلے حسنؑ کے معاملے میں نہیں

کہا کہ تو اس دقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک ائمہ کے لیے تسلیمِ خم نہ کرے اور ان پر کوئی اعتراض نہ کرے کیا تو چاہتا ہے کہ تو دیکھے معاویہ کی جگہ اور میرے بیٹے حسین اور اس کے قاتل یزید کی جگہ دیکھے میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول تو آپ نے زمین پر پاؤں مارا تو وہ پھٹ گئی ایک دریا ظاہر ہوا وہ بھی پھٹ گیا پھر زمین ظاہر ہوئی۔ وہ پھٹی تو دریا ظاہر ہوا اسی طرح سات زمینیں اور سات ہی دریا پھٹے اور ان سب کے نیچے آگ تھی۔

ولید بن مغیرہ ابو جہل معاویہ اور یزید ایک ہی زنجیر میں بندھے ہوئے تھے اور شیاطین ان کے ساتھ اکٹھے باندھے گئے تھے اور ان کا عذاب تمام اہل جہنم سے زیادہ سخت تھا اس وقت رسول اللہ نے فرمایا سرادپر کو اٹھاؤ میں نے سر بند کیا تو میں نے دیکھا آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور جنت ان کے اوپر تھی پھر رسولؐ اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے اوپر چلے گئے اور آپ جب فضا میں پہنچے تو حسینؑ کو صدا دی کہ اے میرے بیٹے مجھ سے آکر ملحق ہو جاؤ تو وہ ان سے جا ملے اور اوپر چلے گئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ وہ حفرات ان آسمانوں کے اوپر جنت میں چلے گئے پھر وہاں پیغمبر نے میری طرف دیکھا اور میں کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے جابر یہ میرا بیٹا میرے ساتھ ہے اس کے حکم کے سامنے تسلیمِ خم کر اور شک و شبہ نہ کرتا کہ تو مومن ہو جائے۔

جابر کہتے ہیں میری آنکھیں اندھی ہو جائیں اگرچہ میں نے رسول خدا سے نقل کیا ہے اسے نہ دیکھا ہو!

چوتھی فصل

سفر مکہ از مدینہ

امام حسین علیہ السلام کا مکہ کی طرف متوجہ ہونا اور کوفہ لوگوں کا آپ کے خطہ کتابت کرنا (کامل)

جب حسینؑ نے مدینہ سے مکہ کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن مطیع نے آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا آپ پر قربان جاؤں کہاں کا ارادہ ہے فرمایا اس رتت تو مکہ کا ارادہ اس کے بعد اپنی خیر و محبہ بانی خدا سے چاہتا ہوں اس نے کہا خدا آپ کو خیر نصیب کرے اور ہمیں آپ کا فدیہ قرار دے پس اگر آپ مکہ میں گئے تو مبادا کہیں کوفہ کے قریب جائیں کیونکہ وہ منحوس دنا مبارک شہر ہے آپ کے والد گرامی اسی میں قتل ہوئے اور آپ کے بھائی بے یار دم و گاہ ہوئے اور انہیں خبر مارا گیا کہ قریب تھا کہ ان کی جان آئے آپ حرم کو لازم پکڑے رہیں آپ عربوں کے بزرگ درجے میں اور اہل حجاز کسی شخص کو آپ پر ترجیح نہیں دیں گے اور لوگ ہر طرف سے ایک دوسرے کو آپ کی طرف

دعوت دیں گے حرم سے الگ نہ ہونا میرے چچا۔ ماموں آپ پر قربان جائیں
خدا کی قسم اگر آپ شہید ہو گئے تو پھر میں غلام و بندہ بنالیں گے۔
اور شیخ تمغینے کہا ہے کہ امام حسینؑ مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب کہ آپ
خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد:

فخرج منها خائفًا يترقب پس وہ نکلا اس (مصر) سے
قال رب نجني من خوف کی حالت میں جب کہ
القوم الظالمين مڑ مڑ کے دیکھتا تھا اور کہا
پروردگار مجھے ظالم دستمگر قوم
سے نجات دے۔

اور آپ نے شاہراہ کو پکڑے رکھا آپ کے اہل بیت کے افراد نے
کہا کاش کہ آپ اس راستے سے ٹیڑھے ہو جاتے دے اور آپ نے شاہراہ
کو پکڑے رکھا آپ کے اہل بیت کے افراد نے کہا کاش کہ آپ اس راستے
سے ٹیڑھے ہو جاتے جس طرح کہ ابن زبیر نے انحراف کیا تاکہ آپ کو تلاش کرنے
والے آپ تک نہ پہنچ پائیں تو آپ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم میں اس راستے
سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ خدا جو چاہے حکم فرمائے اور جب آپ مکہ میں
آگے جب کہ آپ کا مکہ میں دخول شب جمعہ تھے اور شعبان کی تیسری تاریخ تھی تو
آپ مکہ میں آگے جب آپ مکہ میں آئے تو اس وقت آپ اس آیت کو پڑھ
رہے تھے۔

ولما توجه تلقاء اور جب وہ مدینہ شہر کے سامنے
مدین قال عسی والے جسے کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا

رجی ان یھدیخی عنقریب میرا پروردگار مجھے
سواء السبیل - سیدھے راستے کی جانب ہدایت
کرے گا۔

پس آپ نے مکہ میں سکونت کر لی اور مکہ کے لوگ اور عمرہ کرنے والے
اور دوسرے شہروں کے لوگ کہ جو مکہ میں تھے ان کے پاس آتے اور ابن زبیر
بھی مکہ میں تھا اور کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھتا اور طواف کرتا تھا اور
باقی لوگوں کے ساتھ مل کر وہ بھی امام حسینؑ کے پاس جاتا کبھی دودن پے درپے
اور کبھی دودنوں میں ایک مرتبہ اور ابن زبیر پر آنجناب کا وجود سخت گراں تھا
کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب تک حسینؑ مکہ میں ہیں جہاز کے لوگ اس کی بیعت نہیں
کریں گے اور لوگ آنجناب کی زیادہ اطاعت کرنے اور آپ ان کی نافر
میں زیادہ بزرگ تھے۔

باقی رہے اہل کوفہ تو جب انہیں معادیہ کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ یزید
کے بارے میں بہت کچھ باتیں کرتے تھے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ حسینؑ نے یزید کی
بیعت سے انکار کر دیا ہے اور ابن زبیر کی خبر اور یہ کہ دونوں مکہ میں چلے گئے ہیں
اس میں انہوں نے غور و غوض کیا پس شیعہ سیلمان بن مردخزاعی کے گھر میں جمع ہوئے
اور معادیہ کے ہلاک ہونے کو یاد کیا اور خدا کا شکر و حمد دہا کی اور سیلمان نے
کہا معادیہ مر گیا ہے اور حسینؑ نے بیعت سے انکار کر دیا ہے اور مکہ چلے گئے
ہیں تم ان کے اور ان کے والد گرامی کے شیعہ ہو اگر جانتے ہو اور سمجھتے ہو کہ
ان کی مدد کرو گے اور ان کے دشمن سے جہاد کرو گے تو پھر ان کی خدمت میں
لکھو اور انہیں مطلع کرو اور اگر اس بات کا ڈر ہے کہ سستی کر دو گے اور کمزوری و بزدلی

دکھا دے تو پھر انہیں دھوکہ دے دوسب نے کہا کہ ہم ان کی مدد کریں گے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور اپنے آپ کو قتل ہونے کیلئے پیش کریں گے تو اس نے کہا پھر کھو تو ان لوگوں نے یہ تحریر لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علیؑ کی طرف سیمان بن صرد اور صیب بن نجبه، و فاعہ بن شداد، صیب بن مظاہر اور آپ کے دوسرے پیروکاروں اصل کوذ کے مومنین اور مسلمان میں سے جو ہیں ان کی جانب سے سلام عینک ہم آپ کی خدمت میں خدا کی حمد و تعریف کرتے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اما بعد الحمد للہ کہ خدا نے آپ کے ستم گر اور عنید دشمن کو مار دیا اور نابود کر دیا کہ وہ جو اس امت پر کود چڑھا اور معاملہ ان کے ہاتھ سے چھین لیا تھا ان کے نیک دھارچہ لوگوں کو قتل کیا اور اشرار دہرے لوگوں کو باقی رکھا مال خدا کو ظالموں اور دولت مندوں کے درمیان بدست بدست پھرتا پس دوری ہو اس کے لیے قوم نشو کی مانند اور ہمارے اوپر کوئی امام نہیں ہے۔ آپ ہماری طرف آئے شاید خدا ہمیں حق پر جمع کر دے اور نعمان بن بشیر حضرات میں ہے ہم جمعہ میں اس کے پاس نہیں جاتے اور نہ عید میں اس کے ساتھ باہر جاتے ہیں اور اگر ہمیں خبر ملی کہ آپ ہماری طرف آ رہے ہیں تو ہم اس کو باہر نکال دیں گے تاکہ وہ شام چلا جائے انشاء اللہ۔

پھر یہ خط انہوں نے عبداللہ بن سمیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال تیمی کے ہاتھ بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا جلدی کرنے کا پس وہ دونوں جدی کے ساتھ چلے یہاں تک کہ مکہ میں وہ پہنچے جب کہ ماہ رمضان کے دس دن گزر چکے تھے۔

پھر اہل کود خط کو بھیجنے کے بعد دودن ٹھہر کر قیس بن مہر میداوی، عبدالرحمن بن عبداللہ بن شداد وادریج اور عمارہ بن عبداللہ سلولی کہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور ان کے ساتھ ایک سو پچاس خط تھے ایک ایک دودو تین تین اور چار چار افراد کی جانب سے۔

پھر دودن چھڑ کر انہوں نے آپ کی طرف ہانی بن ہانی سبعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو بھیجا اور آپ کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی علیہما السلام کی طرف ان کے پیروکار مومنین اور مسلمین کی جانب سے آپ آئے کہ لوگ آپ کے چشم براہ ہیں اور ان کی رائے آپ کے غیر کے لیے نہیں ہے جلدی کیجئے جلدی کیجئے والسلام علیک۔

اور شبث بن ربیع، جبار بن ابجر، زید بن عارث بن روم شیبانی، عروہ بن قیس احمی، عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمرو تمیمی نے کھانا البدر زین کے اطراف سرسبز ہو گئے اور پھل پک چکے ہیں جب آپ چاہیں تشریف لائے آراستہ فوج پر والسلام۔

اور قاصد آپ کی خدمت میں اکٹھے وارد ہوئے تو آپ نے خطوں کو پڑھا اور قاصدوں سے لوگوں کے بارے میں سوالات کیے۔

سید کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز رکعت مقام کے درمیان پڑھی اور خداوند تعالیٰ سے طلب خیر کی اس کے بعد مسلم بن عقیل کو بلایا اور ان کو ان حالات سے آگاہ کیا اور ان کے خطوں کا جواب لکھا۔ شیخ مفید نے کہا ہے کہ آنجناب نے ہانی بن ہانی اور سعید بن عبداللہ کو کہ جو آخری قاصد تھے یہ خط لے کر روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی علیہما السلام کی جانب سے مسلمین اور مومنین

کے ایک گروہ کی طرف اما بعد ہانی وسعد تہارے خطے کر آئے اور وہ دونو تہارے آخری قاصد تھے اور میں نے معلوم کی سب وہ باتیں کہ جو تم نے بیان کی تھیں اور تم سب کی گفتگو یہ ہے کہ ہم امام و رہنما نہیں رکھتے آپ ہماری طرف آئے شاید خدا آپ کی وجہ سے ہیں ہدایت اور حق پر جمع کر دے اور میں نے مسلم بن عقیل کو اپنے بھائی اور اپنے چچا زاد اور میرے خاندان میں میرے نزدیک جو ثقہ شخص ہے تہلہ طرف بھیجا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہاری حالت اور تمہاری رائے مجھے لکھے پس اگر اس نے مجھے لکھا کہ تم میں سے صاحبان عقل و خرد اور اہل فضل و اہل رائے و مشورہ کی رائے اسی طرح ہے کہ جیسے تمہارے قاصد کہتے ہیں اور جیسا کہ تمہارے خطوط میں میں نے پڑھا ہے تو بہت جلد میں تمہاری طرف آؤں گا۔ انشاء اللہ مجھے اپنی جان کی قسم کہ آؤں اور ہم نہیں مگر وہ جو کتاب خدا کے مطابق حکم کرے اور عدل و انصاف کو قائم کرے اور دین حق کا مطیع و متقا ہو اور اپنے آپ کو رخصائے خدا کا پابند کرے والسلام

اور حسین بن علیؑ مسلم بن عقیل بن ابی طالب رحمۃ اللہ و رضوانہ علیہ کو بلایا اور انہیں قیس بن مہر صیداوی اور عمارہ بن عبداللہ راجی کے ساتھ روانہ کیا اور انہیں خوف خدا اپنے کام کو مخفی رکھتے اور لطف و نرمی کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ اگر لوگوں کو ایک دل استوار اور محکم دیکھیں تو آپ کو جلدی خبر دیں۔

پانچویں فصل

روانگی حضرت مسلم بن عقیل

مسلم بن عقیل مکہ سے پندرہ رمضان کو نکلے

(ارشاد)

جیسا کہ سودی کہتا ہے پس مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھی اور اپنے گھر والوں میں سے جس سے چاہا الوداع کیا اور دو افراد قبیلہ قیس کے راہنما اور وکیل کے طور پر اجیر کیے اور ان کی ہدایت درہنمائی پر روانہ ہوئے اور کبھی کبھی بیراہا ہو کر جلتے تھے لہذا راستہ بھول گئے اور سخت پیاس سے ہوئے اور چلنے کے قابل نہ رہے اور وہ دو شخص وکیل درہنما پیاس سے مر گئے لیکن مرنے سے پہلے مسلم کو راستے کی نشاندہی کر دی پس مسلم بن عقیل قدس اللہ روحہ نے ایک جگہ سے کہ جس کا نام مفیق ہے قیس بن مہر کے ساتھ خط بھیجا ابا جلد میں دو افراد وکیل درہنماؤں کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوا اور وہ راستہ بھول گئے اور ہم سخت پیاس سے ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں

مر گئے اور ہم چل پڑے یہاں تک کہ پانی تک پہنچ گئے اور جان سپالی اور یہ پانی اس جگہ ہے کہ جسے مضیق کہتے ہیں بطنِ جنت میں میں نے اس راستہ کو فال بد سمجھا ہے اگر آپ کی رائے ہو تو مجھے معاف رکھیں اور کسی اور کو بھیج دیں۔ والسلام

تو امام حسین بن علیؑ نے انہیں کھانا البعد بکھے ڈر ہے کہ وہ چیز جو میری طرف تہا خط کھنے اور معافی چاہنے کا باعث ہوئی ہے وہ خوف و زبردل ہو پس جاؤ اسی جانب کہ جہر ہر میں نے تمہیں بھیجا ہے۔ والسلام

جب مسلم بن عقیل نے خط پڑھا تو کہا میں اپنے اوپر کسی چیز سے نہیں ڈرتا اور روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ایک پانی سے گزرے جو قبیلہ طٰی کا تھا اور وہاں اتر گئے اور پھر وہاں سے کوچ کیا ایک شخص کو دیکھا کہ وہ تیر مار رہا ہے اور دیکھا کہ تیر ایک ہرن کو مار رہا ہے جب کہ ہرن نے سر بلند کیا ہوا تھا اور ہرن کو گرایا تو مسلم نے کہا ہم اپنے دشمن کو انشاء اللہ قتل کریں گے اور پھر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ کوثرؑ آپہنچے اور جیہا کہ مروج الذہب میں کہا ہے کہ شوال کے پانچ دن گزر چکے تھے اور آپؐ مختار بن ابی عبیدہ کے گھریں ہماں ہوئے شیعوں نے ان کا رخ کیا اور وہ ان کے پاس آنے جانے لگے اور جب ان کی ایک جماعت آپ کے پاس جمع ہو گئی تو آپؐ نے ان کے سامنے امام حسینؑ کا خط پڑھا جسے سن کر وہ رونے لگے۔

پس عابس بن ابوشیبہ شاکرؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کر کے کہا ابا بعد!

میں لوگوں کی طرف سے کوئی چیز نہیں کہتا کیونکہ میں نہیں جانتا کہ ان کے دل میں کیا ہے اور آپؐ کو میں ان کے ذریعہ دھوکہ و فریب نہیں دیتا خدا کی قسم میں تو اس چیز کی آپؐ کو خبر دیتا ہوں کہ جس پر میں نے اپنے آپ کو آمادہ کر رکھا ہے

خدا کی قسم میں آپ کو لبیک کہوں گا جب آپ پکاریں گے اور میں تمہارے ساتھ مل کر تمہارے دشمن سے قتال کروں گا اور تمہارے سامنے انہیں اپنی یہ تلوار لگاؤں گا یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کروں اور ان کاموں سے میرا مقصد اللہ کے ثواب کے علاوہ کچھ نہیں۔

پس حبیب بن مظاہر ثقفی کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے خدا آپ پر رحمت نازل کرے جو کچھ آپ کے دل میں تھا اسے اختصار کے ساتھ بیان کیلئے پھر انہوں نے کہا اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میرا وہی عقیدہ ہے کہ جو اس مرد کا ہے پھر اسی قسم کی بات کی۔

حجاج بن علی کہتا ہے کہ میں نے محمد بن بشر سے کہا کہ تم سے بھی کوئی بات صادر ہوئی تو اس نے کہا میں دوست رکھتا تھا کہ خدا میرے دوستوں کو کامیاب کرے اور عزت دے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ میں مارا جاؤں اور میں نہیں چاہتا تھا کہ جھوٹ بولوں پس اٹھارہ ہزار اہل کوفہ نے مسلم کی بیعت کی اور مسلم نے امام حسینؑ کو خط لکھا اور انہیں ان اٹھارہ ہزار افراد کے بیعت کرنے کی خبر دی اور آنے کی ترغیب دلائی یہ واقعہ مسلم کے شہید ہونے کے تائیس دن پہلے کہے اور شیعہ جناب مسلم بن عقیل کے پاس آتے جاتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کی جگہ معلوم ہو گئی اور نعمان بن بشیر تک خبر پہنچی چونکہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اور یزید نے بھی اسے برقرار رکھا تھا پس وہ ہنر پر گیا اور اللہ سبحانہ کی حمد و ثناء کی اس کے بعد کہا ابا عبد:

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور فتنہ و فساد اور اختلاف و اختراق کی طرف جلدی نہ کرو کیونکہ اس میں مرد ہلاک ہوتے ہیں اور خون بہتے ہیں۔

اور مال غصب ہوتے ہیں میں اس سے قاتل ہیں کروں گا جو مجھ سے اور جو میری طرف نہ آئے میں اس کی طرف نہ آؤں گا اور تم میں سے سوئے ہوئے کو نہیں جگاؤں گا اور تمہیں ایک دوسرے کی جان کے دوسے نہیں کروں گا اور تہمت و بدگمانی سے کسی کو نہیں پکڑوں گا لیکن اگر تمہارا منہ کھل جائے اور اپنی بیعت توڑ دو اور اپنے امام کی مخالفت کرو تو اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو پھر تمہیں اس تلوار کے ساتھ البتہ ماروں گا جب تک کہ اس کا دست میرے ہاتھ میں ہے اگرچہ تمہارے درمیان میرا کوئی یار دمد و گار نہ ہو۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو تمہارے درمیان حق کو پہچانتے ہیں بلا در ان سے زیادہ ہیں کہ جو باطل کی پیروی سے ہلاک ہوں۔

پس عبداللہ بن مسلم بن ربیعہ حضری جو نبی امیہ کا حلیف تھا اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ فتنہ کہ جسے تو دیکھ رہا ہے سخت گیری کے بغیر اصلاح پذیر نہیں ہوگا اور یہ روشن جو آپ دشمنوں کے ساتھ رکھتے ہیں مستضعفین کی رائے ہے تو نعمان نے اس سے کہا اگر میں مستضعفین رہوں خدا کی اطاعت میں تو اس کو زیادہ درست رکھتا ہوں اس سے کہ خدا کی معصیت و نافرمانی میں غالب وقوی رہوں اور منبر سے نیچے اتر آیا۔!

عبداللہ بن مسلم باہر نکلا اور اس نے یزید بن معاویہ کو کھانا لایا بعد مسلم بن عقیل کو ذیہ اچکھاسے اور شیعوں نے حسین بن علی کے نام پر اس کی بیعت کر لی ہے تو اگر آپ کو کوئی ضرورت ہے تو ایسے طاقت ور شخص کو بھیجو جو آپ کے حکم کو نافذ کر سکے اور آپ کی طرح عمل کرے کیونکہ نعمان بن بشیر تو ایک کمزور شخص ہے یا اس نے اپنے آپ کو کمزور بنا رکھا ہے۔

اور عمار بن عقبہ نے بھی اسی قسم کا خط لکھا اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی اور جیب یہ خطوط یزید کے پاس نیچے تو اس نے معاویہ کے غلام سرجون کو بلایا اور کہا کہ تیری رائے کیا ہے کیونکہ حسینؑ نے مسلم بن عقیل کو فہم بھیجا ہے اور وہ بیعت کے سہا ہے اور میں نے سنا ہے کہ نعمان کمزور آدمی ہے اور برا عقیدہ رکھتا ہے لہذا تیری رائے میں کوفہ کی گورنری کسے دوں اور یزید عبید اللہ بن زیاد پر بہت غضبنا تھا سرجون نے اس سے کہا اگر معاویہ زندہ ہو جائیں تو آپ اس کی رائے کو قبول کریں گے یزید نے کہا کہ ہاں تو سرجون نے عبید اللہ کی کوفہ پر گورنری کا فرمان لکھا اور کہا کہ یہ ہے معاویہ کی رائے کہ جب وہ مر رہے تھے تو اس خط کے کھنکھنے کا حکم دیا اور دونوں شہر بصرہ و کوفہ اکٹھے عبید اللہ کے سپرد کر دیے یزید نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا لہذا ابن زیاد کا فرمان اس کی جانب بھیجا پھر مسلم بن عمر و ابی قتیبہ کے باپ کو بلایا اور اس کو عبید اللہ کے نام خط لکھ کر دیا۔

الاجلہ! اہل کوفہ میں سے میرے شیعوں نے مجھے لکھا ہے اور خبر دی ہے کہ عقیل کا بیٹا مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے کے لیے لشکر فراہم کر رہا جب تم میرا خط پڑھو تو کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور ابن عقیل کو ہرہ کی طرح تلاش کر کے جب اپنے قبضہ میں لے لو تو اسے قید کر دو یا قتل کر دو یا اس کو شہر سے نکال دو۔
والسلام

اور وہ کوفہ پر گورنری کا فرمان بھی اسے دیا تو مسلم روانہ ہوا یہاں تک کہ بصرہ میں عبید اللہ کے پاس پہنچ گیا اور فرمان و خط دونوں اس کو دے دیے تو عبید اللہ نے اس وقت حکم دیا کہ تیاری کرو اور کل کوفہ کی جانب روانہ ہو جاؤ۔

مؤلف کہتے ہیں کہ اس مقام پر مناسب ہے کہ ہم نعمان بن بشیر کے حالات

کی طرف اشارہ کریں۔ نعان (نون کی پیش کے ساتھ) ابن بشیر بن سعد بن نصر بن ثعلبہ خزرجی انصاری اس کی والدہ عمرہ بنت رواحہ اس عبداللہ بن رواحہ انصاری کی بہن ہے کہ جو جنگ موتہ میں جعفر بن ابیطالب کے ساتھ شہید ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ نعان انصار کا پہلا بچہ ہے کہ جو رسول خدا کے مدینہ میں قدم سمیٹنے کے بعد پیدا ہوا جیسا کہ عبداللہ بن زبیر مہاجرین میں سے پہلا بچہ تھا اور اس کا باپ بشیر انصار میں سے پہلا شخص ہے کہ جو سقیفہ کے دن کھڑا ہوا اور ابوبکر کی بیعت کی اس کے بعد دوسرے انصار میں سے پہلا شخص ہے درپے آئے اور بیعت کی اور بشیر بن التمر کی جنگ کے دن خالد بن ولید کی معیت میں مارا گیا اور نعان اور اس کا خاندان اسلاف اور اخلاف کے لحاظ سے شہر و شاہری میں مشہور تھا اور عثمانی مذہب رکھتا تھا اور اہل کوفہ کو دشمن کھتا تھا کہ جو حضرت علیؑ کے ہوا خواہ تھے اور جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ جب کہ انصار میں سے کوئی شخص بھی اس جنگ میں معاویہ کے ساتھ نہیں تھا معاویہ کے نزدیک اس کی عزت و منزلت تھی اور اس کا موہو و محبت تھا اسی طرح اس کے بعد اس کے بیٹے یزید کے ہاں بھی اور وہ مروان بن حکم کی خلافت تک زندہ رہا اور وہ محض کا گورنر تھا جیب لوگوں نے مروان کی بیعت کی تو وہ لوگوں کو ابن زبیر کی طرف دعوت دیتا تھا اور مروان کی مخالفت کرتا تھا اور یہ بات ضحاک بن قیس کے مرج راہط میں قتل ہو جانے کے بعد کی ہے لیکن اہل ہمس نے نعان کی دعوت کو قبول نہ کیا پس وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا وہ اس کے پیچھے گئے اور اسی کو جب پایا تو اسے قتل کر دیا یہ ۵۰ء کی بات ہے !

باقی رہا یزید کا قول کہ نعمان کمزور اور برا عقیدہ رکھتا ہے تو شاید اس طرف اشارہ
 کہ جس کی ابن قتیبہ نے کتاب امامت و سیاست میں روایت کی ہے کہ نعمان بن بشیر
 نے کہا کہ پغمبر خدا کا نواسہ میرے نزدیک بھل کے نواسہ سے زیادہ محبوب ہے
 اور بھل کا نواسہ یزید بن معاویہ تھا کہ جس کی ماں میمون بنت بھل بکلیہ تھی اور بھل
 بے نقط حا اور دال کے ساتھ جعفر کے وزن پر صحیح ہے نہ کہ نقطہ دار جیم کے ساتھ
 اور ابن قتیبہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ بن مسلم بن عمرو باہلی ہے اور یہ وہی مسلم
 کہ جس کا نام اس سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ جو یزید کا فرمان ابن زیاد کے لیے لے گیا
 تھا۔

چھٹی فصل

امام حسینؑ کا اشراف بصرہ کے نام خط

سید نے مہوت میں کہا ہے کہ حسینؑ نے ایک خط اشراف بصرہ کی ایک جماعت کو اپنے ایک سیماں نامی موالی کے ہاتھ بھیجا کہ جس کی کنیت البرزین تھی اور اس خط میں ان لوگوں کو اپنی نصرت اور اعانت کرنے کی دعوت دی تھی کہ جن میں سے یزید بن مسودہ نشلی اور منذر بن جارد و عبدی بھی تھے۔

پس یزید بن مسودہ نے بنی تمیم، بن حنظلہ اور بنی سعد کو جمع کیا اور جب وہ اکٹھے ہو گئے تو کہا اے بنی تمیم تم میرے مقام اور حب کو اپنے درمیان کیسا دیکھتے ہو انہوں نے کہا بچ خدا کی قسم تو پشت کاہرہ اور فخر کا سر اور شرف کے وسط میں قرار دپاتا ہے اور فضل و کرم میں دوسروں پر گوبے بے سبقت لے گیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے تمہیں یہاں اس لیے جمع کیا ہے کہ میں چاہتا ہوں ایک کام میں تم سے مشورہ کروں اور تم سے اعانت و مددوں تو انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نصیحت و خلوص میں آپ سے دریغ نہیں کرتے اور قتل ہو سکے اور ہمیں معلوم ہوا اس کیلئے

میں مصالحت نہیں کریں گے آپ کہتے تاکہ ہم نہیں تو اس نے کہا کہ معاویہ مر گیا اور اس کی ہلاکت و فقدان کا کوئی غم نہیں ہے کیونکہ اس سے ستم و گناہ کا دروازہ ٹوٹ گیا ہے اور ظلم کے ستون متزلزل ہو گئے ہیں اس نے ایک نئی بیعت احدث و ایجاد کی اور اپنے گمان میں استوار و محکم عقیدہ باندھا حالانکہ کتنا دور ہے وہ جو اس نے ارادہ کیا ہے کہ تحقیق پذیر ہو اور کوشش کی ہے لیکن بخدا وہ کمزور ہوا ہے اس نے مشورہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے رائے طلب کی لیکن انہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اسے صحیح رائے نہیں دی پس اس کا بیٹا یزید جو شراب پیتا ہے اور فسق و فجور کا سردار ہے اٹھ کھڑا ہوا ہے اور وہ مسلمانوں پر خلافت کرنے کا دعویٰ دار بن گیا ہے اور ان کی رضا کے بغیر ان پر فرمانروائی کرتا ہے باوجود عقل کی کوتاہی اور علم کی کمی کے اور حق میں سے اپنے پاؤں کی جگہ کو بھی نہیں پہچانتا میں خدا کی قسم کھاتا ہوں اور میری قسم صحیح اور میرور ہے کہ یزید سے جہاد کرنا دین کے معاملہ میں مشرکین سے جہاد کرنے کی نسبت افضل ہے۔

اور یہ حسین بن علی علیہ السلام رسول خدا صلوٰۃ اللہ وسلم علیہم کے نواسے ہیں۔ شرف اصیل درست رائے اور بے انتہا علم رکھتے ہیں اور اس امر کے لیے اہل اور زیادہ حق رکھتے ہیں سابقہ شرف سن و سال تقدم اور پیغمبر سے قربت کی بنا پر چھوٹوں پر بہر بان ہیں اور بوڑھوں کے لیے دسوز کیا ہی عظیم راحی ہیں رحمت کے لیے اور اہم ہیں لوگوں کے لیے کہ جن کے ذریعہ خدا کی رحمت لوگوں پر تمام ہوتی ہے اور خدا کے موعظ کی ان کے واسطے سے تبلیغ ہوتی ہے لہذا خدا حق سے اندھے نہ بنو اور باطل کے گڑھے میں نہ جاگو و مضر بن تیس نے جل داسے دن تہیں

بدنام کر دیا تھا پس اس بدنامی کے دھبہ کو اپنے سے دھو ڈالو فرزند رسول کی طرف نکلنے کے ساتھ اور ان کی نصرت و مدد کرنے کے ساتھ خدا کی قسم کوئی شخص ان کی مدد میں کوتاہی نہیں کرے گا مگر یہ کہ خدا اس کی اولاد کو ذلیل و خوار اور اس کے قبیلہ کو کم مقدار کر دے گا اور یہ تو میں نے جنگ کی ذرہ پہن لی ہے جو شخص قتل نہ کیا جائے وہ مر جاتا ہے اور جو شخص بھاگے تو طلب کرنے والے کے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا پس اچھا جواب دو خدا تم پر رحم کرے تو بنو منظلہ بول اٹھے اور انہوں نے کہا اے ابو خالد ہم تیرے تیرے ترکش ہیں اور تیرے قبیلہ کے شاہوار اگر آپ ہیں دشمن کی طرف پھینکیں تو ہدف و نشانہ پیرا ہے اگر ہمارا ساتھ مل کر جنگ کے لیے ماہر آئیں تو فاتح و کامیاب ہوں گے اگر آپ سمندر کے پانی میں اتر جائیں تو ہم بھی اتریں گے اور اگر کسی دشوار کام سے رو برو ہوں تو ہم بھی رو برو ہوں گے اپنی شمشیر سے آپ کی ہم مدد کریں گے اور اپنے بدن سے حفاظت و نگہداری جس وقت آپ چاہیں جو چاہیں کر گزریں۔

اور بنو سعد بن یزید نے کہا اے ابو خالد ہمارے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض چیز ہمارے نزدیک تیری مخالفت کرنا اور تیری رائے سے باہر نکلنا ہے اور ضمیر بن قیس نے ہمیں جنگ نہ کرنے کا حکم دیا تھا تاہم ہم نے اپنے امر کی حمد و تعریف کی اور ہماری عزت ہم میں باقی رہ گئی پس آپ ہیں مہلت دیجئے تاکہ ہم مشورہ کر لیں اور پھر اپنی رائے سے آپ کو آگاہ کریں اور بنو عامر بن قیس نے کہا اے ابو خالد ہم تیرے باپ کے بیٹے اور تیرے حلیف و ہم قسم ہیں اگر آپ غصہ ناک ہوں تو ہم خوش نہیں ہو سکتے

اور اگر آپ چل پڑیں تو ہم بیٹھ نہیں سکتے معاملہ آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔
 ہمیں آپ پکاریں تاکہ ہم لیک کہیں اذہر ہیں حکم دیں تاکہ ہم اطاعت کریں حکم آپ کا
 ہی ہے جس وقت آپ چاہیں پس اس نے بنی سعد سے کہا خدا کی قسم اگر وہی کام کرو
 یعنی بنی امیہ سے قتال ترک کرنا خدا کبھی بھی تم سے تلوار نہیں اٹھائے گا اور نہ ہاری
 تلوار ہمیشہ تمہارے درمیان ہوگی۔

پس امام حسین کی طرف اس نے خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد: آپ کا خط مجھے ملا اور میں نے اس
 چیز کو جانا کہ جس کی طرف آپ نے ترغیب دلائی اور دعوت کی کہ آپ کی اطاعت
 میں سے اپنے حصہ حاصل کروں اور آپ کی نصرت کے نصیب پر فائز ہوں اور
 خدا کبھی بھی زمین کو ایسے شخص سے خالی نہیں رکھتا کہ جو اس میں نیک عمل کرے اور
 ایسے رہنما سے کہ جو لوگوں کی راہ نجات دکھائے اور آپ جنت خدا میں بندوں
 پر اور امانت ہیں اس کی زمین میں آپ زیتون احمدی صلی اللہ علیہ وسلم درخت کھ
 شاخ ہیں وہ اس کی اصل اور آپ حضرت اس کی فرع ہیں پس ہمارے پاس تشریف
 لے آئے مبارک ہو آپ کو ہمارے زیادہ نیک فال میں بنو تمیم کی گردن آپ
 کے زیر فرمان لے آیا ہوں اور وہ آپ کی اطاعت میں ایک دوسرے سے
 زیادہ سبقت لینے والے ہیں۔

پیارے اونٹوں سے کہ جو سخت پیاس کے وقت پانی میں داخل ہونے میں جلدی
 کرتے ہیں اور بنی سعد کو بھی میں آپ کی اطاعت میں لے آیا ہوں اور ان کے سینہ
 کی میل کچیں میں نے بارش کے پانی سے دھو ڈالی ہے ایسی بارش کہ جو سفید بادل
 سے برے بجلی کے کڑکنے کے وقت۔

جب امام حسینؑ نے خط پڑھا تو فرمایا تجھے اور کیا چاہیے خدا تجھے
خوف کے دن مامون قرار دے اور عظیم پیاس کے دن تجھے سیراب کرے اور
جب یہ آمادہ ہوا کہ حسینؑ کی طرف روانہ ہوں تو اسے خبر ملی کہ آنحضرتؐ شہید ہو
چکے ہیں اور آنجناب سے منقطع اور الگ رہ جانے کی وجہ سے بے مبری اور
بے تابی کرتا تھا باقی رہا منذر بن جبار ورتو وہ امام حسینؑ کا خط آپ کے قاصد
سمیت عبید اللہ بن زید و لعنہ اللہ کے پاس لے آیا اور چونکہ وہ ڈرتا تھا
کہ یہ خط کہیں عبید اللہ کی طرف سے حیلہ اور بھریہ اس کی بیٹی عبید اللہ کی بیوی
تھی تو عبید اللہ نے قاصد کو سولی پر لٹکا دیا اور منبر پر گیا اور خطبہ دیا اور اہل بصرہ
کو یزید کی مخالفت اور فتنہ انگیز خبروں کے منتشر کرنے سے ڈرایا پس وہ
رات تو اس نے بصرہ میں گزاری جب دن چڑھا تو آپ نے اپنے بھائی
عثمان بن زیاد کو اپنی نیابت میں وہاں بھیجا اور خود کو ذکی طرف چل کھڑا ہوا۔

طبری کہتا ہے کہ ہشام نے کہا کہ ابو مخنف نے مجھ سے معقب بن زہیر بن عثمان
ہندی سے حدیث بیان کی ہے کہ حسینؑ نے ایک خط لکھا اور اپنے غلام کے ہاتھ
کہ جسے سیمان کہتے تھے بصرہ کے لشکر کے سرداروں اور وہاں کے اشراف و بزرگوں
کو بھیجا مالک بن سہم بکری، احنف بن قیس، منذر بن حارود، مسعود بن عمرو، قیس بن
ہشیم اور عمر بن عبید اللہ بن عمر کے پاس چند خطوط ایک ہی مضمون کے ان تمام اشراف
کے ہاتھوں پہنچے۔

اما بعد! خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بندوں پر منتخب کیا اور ایسی
نبوت کی عزت بخشی اور رسالت کے لیے چنا پھر اسے اپنے جوار رحمت میں لے گیا
جب کہ آنحضرتؐ نے بندوں کو نصیحت کی تھی اور جس چیز کی تبلیغ کے لیے آپ

بھیجے گئے تھے اس کی تبلیغ کی ہم ہیں آپ کے اہل بیت آپ کے ولی دوصی و وارث اور ان کے مقام و منزلت کے سب لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں ہماری قوم نے اس مقام کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور ہم سے جھین لیا اور ہم بھی تفرقہ کو ناپسند اور عافیت کو دوست رکھتے ہوئے اس پر راضی رہے جب کہ ہم اپنے آپ کو اس کا زیادہ مستحق سمجھتے تھے ان لوگوں سے کہ جو اس کے متولی بن بیٹھے تھے اور میں نے اپنا قاصد اس خط کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے اور میں تمہیں کتاب فدا اور اس کے پیغمبر کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں اس بنا پر کہ ان لوگوں نے سنت کو ماردیا ہے اور بدعت کو زندہ کیا ہے اور اگر تم لوگ میری بات کو سنو اور میرے فرمان کی اطاعت کرو تو میں تمہیں راہ ارشاد کی طرف کہ جو مقصد تک پہنچائے ہدایت کروں گا والسلام والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پس جس شخص نے بھی اس خط کو پڑھا مخفی رکھا سوائے منذر بن جابر و دوسرے کہ جس طرح وہ خود کہتا تھا کہ اسے ڈر لگا کہ کہیں عبید اللہ کا دسیہ نہ ہو لہذا اس قاصد کو اس رات کہ جس کی صبح عبید اللہ روانہ ہو رہا تھا لے آیا اور اسے خط بھی دیا تاکہ وہ پڑھ لے پس اس نے قاصد کی گردن اڑادی اور لبرہ کے بنبر پر گیا اور خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا اما بعد!

خدا کی قسم سرکش حیوان و جانور میرا قرین نہیں ہو سکتا یعنی سب کو میرا مطیع ہونا چاہیئے اور مشک کی آواز مجھے اونچی چھلانگ لگانے پر نہیں ابھار سکتی۔ (عربوں کی عادت تھی کہ وہ نیچے حصہ میں پھرنکتے تھے اور اس میں ریت ڈالتے تھے اور اسے ہلاتے تھے تاکہ اس کی آواز سے اونٹ کو دیں اچھلیں) جو شخص میرے ساتھ دشمنی کرے میں اس سے انتقام لوں گا۔ اور جو شخص مجھ سے جنگ کرے اس کے لیے میرا ہر ہے۔

قد الضف الكارة من رامها، یہ عربی زبان کی ضرب المثل ہے کہ
 مجی اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں یہ گیند اور یہ میدان، یہ گھوڑا اور یہ گھوڑے کا میدان
 اور بعض کہتے ہیں کہ قارہ ایک قبیلہ تھا تیر انداز جو تیر اندازی میں ماہر تھا اور جو شخص
 ان سے برابری کا دعویٰ کرے تو تیر اندازی میں ان کا مقابلہ کر کے دیکھ

اے اہل بصرہ امیر المومنین نے مجھے کوڑ کا گورنر بنایا ہے اور میں کل اس
 طرف جاؤں گا اور اپنے بھائی عثمان کو اپنی جگہ چھوڑ رہا ہوں مخالفت اور فتنہ
 انگیزی سے بچو اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر تم میں سے کسی
 ایک کے متعلق اختلاف کی بات سنی تو اس کو اس کے قبیلہ کے بڑے کو اور
 اس کی قوم کے بزرگ کہ جس قوم سے وہ ہے اور قریبی کو دروازے کی مخالفت
 کی وجہ سے مواخذہ کروں گا تاکہ میرے ساتھ یہی طرح چلو اور تمہارے درمیان
 کوئی مخالفت کرنے والا نہ ہو میں زیادہ کا بیٹا ہوں ہر وہ کہ جس کی ریت پر قدم
 رکھا ہے میں اپنے باپ سے اس سے زیادہ شایہ ہوں اور کسی قسم کی شایہ
 چچا اور ماموں سے میں نہیں رکھتا پھر ہر بصرہ سے چلا اور اپنے بھائی عثمان بن زیاد
 کو اپنا جانشین بنایا اور خود کوڑ چلا گیا۔

اور اُردی یعنی ابو مخنف سے روایت ہوئی ہے کہ ابوالمخارق راہی نے کہا
 شعیان بصرہ کے کچھ لوگ قبیلہ عبدالقیس کی ایک خاتون کے گھر چند دن جمع ہوئے
 اس عورت کا نام ماریہ بنت سعد یا متقذ تھا وہ شیعہ خاتون تھی اور اس کا گھر ان کے
 لیے محل الفت تھا اور وہاں ایک دوسرے سے حدیث بیان کراتے تھے اور
 ابن زیاد تک اطلاع پہنچی کہ حسین عراق کی طرف آ رہے ہیں تو اس نے بصرہ کے
 اپنے عامل کو لکھا کہ وہ نگہبان مقرر کرے اور راستوں پر گرفت رکھے پس یزید

یزید بن نبیط نے حسینؑ کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا اور وہ تبیدہ عبد القیس میں سے تھا اس کے دس بیٹے تھے تو اس نے کہا کہ تم میں سے کون میرے ساتھ آتا ہے اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبید اللہ تیار ہوئے تو اس نے اس خاتون کے گھر میں اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نکلنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور جانے والا ہوں انہوں نے کہا کہ ہم تم پر ابن زیاد کے اصحاب سے ڈرتے ہیں تو اس نے کہا کہ ان دونوں کے پاؤں راستہ میں گرم ہو جائیں تو پھر میں طلب کرنے والے کی طلب کی پرواہ نہیں کرتا بیس دہ فارغ ہوا اور اپنی سواری کو تیز چلاتا تھا یہاں تک کہ حسینؑ تک پہنچ گیا اور رابطہ میں آپ کے قافلہ میں داخل ہو گیا۔ امام حسینؑ کو خبر ملی کہ وہ آ رہا ہے تو آپ اس کو ملنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ شخص آپ کی قیام گاہ کی طرف آیا تھا اس سے کہا گیا کہ آپ تیری جگہ کی طرف گئے ہیں تو وہ پھر پلٹ گیا ادھر امام علیہ السلام نے جب اسے اس کی رہائش گاہ میں نہ پایا تو وہیں اس کی انتظار میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ آ گیا اور آنجناب کو اپنے سامان کے پاس بیٹھا پایا تو اس نے کہا:

بفضل اللہ و برحمۃ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت
فیذلک فلینر حواء سے ہے پس اس چیز پر خوش
ہونا چاہیے۔

پس آپ پر سلام کر کے آپ کے پاس دہ بیٹھ گیا اور آپ کو بتایا کہ وہ کس مقصد کے لیے آیا ہے تو آنحضرتؐ نے اس کے لیے دعائے خیر کی اور وہ شخص آنجناب کے ساتھ کربلا تک آیا اور جہاد کیا اور اپنے دونوں بیٹوں سمیت شہید ہوا

۞ ۞ ۞

ساتویں فصل

ابن زیاد کا کوفہ پہنچنا

(طبری) جب یزید کا خط عبداللہ تک پہنچا تو اس نے پانچ سو افراد بصرہ کے لوگوں میں سے انتخاب کیے کہ جن میں سے عبداللہ بن حارث بن نوفل اور شریک بن اعور تھے شریک شیخان علیؑ میں سے تھا اور سلم بن عمرو باہلی اور اپنے ختم و قدم اور گھر والوں کے ساتھ کوفہ کی راہ لی (ارشاد) جب اسی شہر میں پہنچا تو اس کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور اس نے چہرہ چھپا رکھا تھا ادھر لوگوں کو یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ ام حسینؑ کو ذی طرف آرہے ہیں لہذا وہ ان کے چشم براہ تھے جب انہوں نے عبداللہ کو دیکھا تو خیال کیا کہ آنجناب ہیں لہذا وہ جس گردہ کے پاس سے گزرتا وہ لوگ اس پر سلام کرتے تھے اور کہتے:

مرحباً بك يا بن رسول خوش آمدید اے فرزند رسول
اللہ مرحبا خدا خوش آمدید

ابن زیاد ام کے آنے سے ان کے خوش ہونے پر آگ بگولہ ہو رہا تھا جب

وہ لوگ زیادہ ہو گئے تو مسلم بن عمرو نے کہا درہو جاؤ یہ امیر عبداللہ بن زیاد ہے اور اسی رات وہ چلتے چلتے قصر مارہ تک جا پہنچا اور ایک گروہ اس کے اطراف میں تھا کہ جنہیں یقین تھا کہ حسینؑ ہیں نعمان بن بیضی نے اس پر اور اس کے اطرافیوں پر دروازہ بند رکھا تو اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا کہ دروازہ کھولو نعمان نے ادھر سے جھانک کر دیکھا جب اس کا گمان تھا کہ حسینؑ ہیں اور کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ درہو جائیں کیونکہ میں اپنی امانت آپ کے سپرد نہیں کر دوں گا اور آپ سے جنگ کرنے کی بھی مجھے ضرورت نہیں۔

عبداللہ کچھ نہیں بولتا تھا یہاں تک کہ قریب آگیا اور نعمان اس سے قصر کے اوپر سے باتیں کر رہا تھا۔

پس عبداللہ نے کہا: دروازہ کھول کبھی تیرا در نہ کھلے تیری رات لمبی ہو گئی یہ بات اس کے پیچھے سے ایک شخص نے سن لی تو اس نے ان لوگوں سے جو اس کے پیچھے آ رہے تھے اس بنا پر کہ حسینؑ ہیں۔ کہا اے لوگو! اس کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہ ابن مر جانہ ہے! مسوری کہتا ہے کہ لوگوں نے اسے سنگریزہ مارنے شروع کیا کیونکہ وہ نکل گیا۔ (ارشاد)

پس نعمان نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا اور وہ اندر چلا گیا اور لوگوں کے سامنے دروازہ بند کر دیا اور لوگ تتر بتر ہو گئے۔

اور صبح ہوئی تو اس نے نماز جماعت کی منادی کرائی تو لوگ جمع ہو گئے۔

ابن زیاد نکلا اور اس نے خدا کی حمد و ثنا کی اس کے بعد کہا امیر المؤمنینؑ نے تمہارا شہر اور سرحد اور فنی و بیت المال میرے سپرد کر دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ

ستم رسیدہ کی دادرسی کروں اور محرموں کو عطا کروں اور فرمانبرداری سے بات سننے والے کے ساتھ احسان و نیکی کروں اور نافرمان کی سخت گرفت کروں اور میں ان کے فرمان کو تمہارے بارے میں انجام دوں گا اور اس کے عہد و پیمان کو نافذ کروں گا اور میں تمہارے نیکو کار اور فرمانبردار کے لیے مہربان باپ ہوں اور میرا تازیانہ اور تلوار ہر اس شخص کے سر پہ ہے کہ جو میرے فرمان کو ترک کرے اور میرے عہد و پیمان سے نکل جائے لہذا ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے اوپر ڈرے الصدق بنی عنک لا الوعید (یہ عبارت ضرب المثل کے جاری ہوئی ہے اور فارسی میں اس کی جگہ کہتے ہیں اگر زندہ رہے تو ایک دوسرے کو ملیں گے یعنی جو کچھ ہم کہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں جب تک جس چیز کا ہم نے وعدہ کیا ہے۔ اس پر عمل نہ کریں)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے کہا اس ہاشمی تک میری بات پہنچا دو کہ وہ میرے غضب سے ڈرے اور ہاشمی سے اس کی مراد جناب سلم بن عقیل تھے (ارشاد)

پس منبر سے نیچے اترا اور نقیبوں پر اس — سختی کی اور کہا کہ تمام نقیبوں کے نام لکھو اور کون شخص امیر المؤمنین (یزید) کے پیروکاروں میں سے اور کون شخص تم میں سے مدبر (خوارج) میں سے ہے اور کون اہل ریب اور مخالفت کرنے والوں میں سے ہے ان سب کو لے آؤ تاکہ ان کے بارے میں میں اپنی رائے دیکھوں اور جو نقیب ان کے نام مجھے لکھ کر نہ دے وہ ضامن بنے کہ اس کی نقابت دے علاقہ میں کوئی شخص ہماری مخالفت نہیں کرے گا اور فتنہ و فساد برپا نہیں کرے گا اور جو شخص ایسا نہیں کرے گا تو ہم اس کے ذمہ دار —

نہیں اور اس کا خون و مال ہمارے لیے حلال ہے اور جس نقیب کے علاقہ میں یہ دیر کے باغیوں میں سے کوئی پایا گیا اور اس نے اس کی اطلاع نہیں نہ دی اس کو اس کے گھر کے دروازے پر لٹکایا جائے گا اور اس کا وظیفہ اور عطا بند کر دی جائے گی (و کامل) اور اسے عمان کا زارہ مقام کی طرف روانہ کیا جائے گا و ضرب المش ہے گویا کالایانی ہے) اور فصول المہمہ میں ہے کہ اہل کوفہ کی ایک جماعت کو اس نے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا (و کامل - طبری - مقاتل الطالبین)

جب حضرت مسلم نے عبید اللہ کا آنا اور اس کی گفتگو سنی تو مختار کے گھر سے نکل کر ہانی بن سبرہ مرادی کے دروازہ پر آئے اور ہانی کو بلایا۔ ہانی باہر آئے جب آپ کو دیکھا تو اسے ناپسند کیا جناب مسلم نے ان سے کہا میں آیا ہوں تاکہ تم مجھے پناہ دو اور اپنے ہاں مہمان رکھو۔ ہانی نے کہا آپ مجھے میری طاقت سے زیادہ کی تکلیف و ذمہ داری سونپ رہے ہیں اب اگر آپ میرے گھر میں داخل نہ ہو چکے ہوتے اور مجھ پر دثوق نہ کیا ہوتا تو میں پسند کرتا کہ آپ واپس چلے جائیں مگر یہ کہ آپ کے داخل ہونے کی وجہ سے مجھ پر تکلیف و ذمہ داری آپ کی ہے اب تشریف لے آئے پس ہانی نے آپ کو رہائش کی جگہ دی اور شیعہ آپ کے پاس آنے جانے لگے۔ عبید اللہ بن زیاد سے یہاں دو پوشیدہ طور پر اور وہ ایک دوسرے کو اس خبر کے مخفی رکھنے کی وصیت کرتے تھے۔ (مناقب) اور لوگ آپ کی بیعت کرتے تھے یہاں تک کہ پچیس ہزار افراد نے بیعت کی اور چاہا کہ خروج کریں لیکن ہانی نے آپ سے کہا کہ عہدی نہ کیجئے۔

پھر ابن زیاد نے اپنے غلام کو کہ جس کا نام معقل تھا بلایا اور کہا کہ یہ مال لے لو (و کامل) اور اسے تین ہزار درہم دیے اور کہا کہ مسلم بن عقیل اور اس کے

یاد انصار کو تلاش کروان سے الفت پیدا کروادرا نہیں یہ مال دواور انہیں کہو کہ تم انہیں میں سے ہو اور ان کے اخبار سے باخبر ہو مقتل نے ایسا ہی کیا اور وہ مسجد میں سلم بن عوسجہ اسدی کے پاس آیا اور اس نے سن رکھا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جناب امام حسین علیہ السلام کے نام پر بیعت لیتے ہیں اور سلم نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا اے بندہ خدا میں اہل شام میں سے ایک شخص کہ جس پر خدا نے اہل بیت کی محبت کا احسان کیا ہے اویہ تین ہزار درہم ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ اس شخص کی خدمت میں لے جاؤں کہ جس کے تعلق میں نے سنا ہے کہ وہ کوثر میں آئے ہیں اور نواسہ رسول خدا کے لیے بیعت لیتے ہیں اور چند افراد سے میں نے سنا ہے کہ آپ اس خاندان کے امر سے آگاہ ہیں لہذا میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ یہ مال لے لیجئے اور مجھے اپنے صاحب کے پاس لے جائیے تاکہ میں ان کی بیعت کروں اور اگر آپ چاہیں تو ان کے پاس جانے سے پہلے مجھ سے بیعت لے لیں سلم نے کہا کہ تیری ملاقات سے مجھے خوشی ہوئی اور یہ کہ تو چاہتا ہے کہ اپنے مطلوب تک پہنچے اور خدا تیری وجہ سے اہل بیت پیغمبر کی مدد کرے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا کہ لوگ اس کام سے اس کے مکمل ہونے سے پہلے آگاہ ہوں اس مرد ستم گرد اور اس کی سطوت کے خوف سے پس اس سے بیعت لی سمعت و متدید عہد و پیمان کے ساتھ اور بہت زیادہ نصیحت کرنے اور اسی امر کو پوشیدہ رکھنے کے ساتھ اور چند دن تک وہ ان کے پاس آتا جاتا رہا یہاں تک کہ وہ اسے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔

آٹھویں فصل

شہادت حضرت مسلم و حضرت ہانی

اس سے پہلے آپ جان چکے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد نے بصرہ سے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو شریک بن اعمور اس کے ساتھ تھا اب جانی کہ یہ شریک شیعہ تھا انتہائی شدت رکھتا تھا تشیع میں (طبری کامل) اور جنگ صفین میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھا اور اس کی گفتگو معادیہ کے ساتھ مشہور ہے اور جب شریک بصرہ سے نکلا تو سواری سے گر پڑا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے خود جان بوجھ کر اپنے آپ کو گرایا اور ایک گروہ اس کے ساتھ تھے اس امید پر کہ عبید اللہ اس کی صحت یابی کا انتظار کرے اور امام حسینؑ عبید اللہ سے پہلے کوفہ میں پہنچ جائیں

لیکن عبید اللہ نے ان کی طرف توجہ نہ دی اور وہ چلتا رہا جب شریک کوفہ میں آیا تو ہانی کے گھر قیام کیا اور انہیں مسلم کو تقویت دینے کی ترغیب و تحریص کرتا اور شریک بیارہو گیا اور ابن زیاد اس کا احترام کرتا تھا اور دوسرے امراء و حکام بھی

لہذا عبید اللہ اس کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آج رات تمہارے پاس آؤں گا۔
 شریک نے بنیابِ مسلم سے کہا یہ مرد فاسق و فاجر آج رات میری عیادت کو
 آئے گا جب وہ بیٹھ جائے تو باہر نکل کر اس کو آپ قتل کر دیں اور پھر جا کر
 قصر الامارہ میں بیٹھ جائیں کہ جس سے کوئی شخص آپ کے لیے مانع نہیں ہوگا
 اور اگر میں اس بیماری سے نجات پاسکا تو میں بصرہ جا کر وہاں کا کام آپ کے
 لیے یکسرہ کر دوں گا (البرالفرج)

جب شام ہوئی تو ابن زیاد شریک کی عیادت کے لیے آیا اور شریک
 نے کہا مسلم سے کہا باورِ ایم شخص آپ کے چنگل سے نکل جائے ہانی اٹھے اور
 کہا میں پسند نہیں کرتا کہ عبید اللہ میرے پاس میرے گھر میں مارا جائے اور
 اس کام کو برا سمجھا پس عبید اللہ آیا اور بیٹھ گیا اور شریک کی حال پرسی کی اور کہا
 کہ تمہاری بیماری کیا ہے اور کب سے بیمار ہوئے ہو جب سوال جواب طول
 کھینچ گئے اور شریک نے دیکھا کہ کوئی باہر نہیں آیا اور اسے خوف ہوا کہ مقصود
 ہاتھ سے نکل جائے گا تو یہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔

ما لا انتظار بسلامی ان تحيوا ها
 حيوا سليمي وحيوا من يحييها
 كاس العنية باستعجيل اسقوها
 کیا انتظار ہے اس سے کہ سلمیٰ کو تھجیہ دتھفہ دوسلمیٰ کو بھی اور
 اسے جو اس کو تھفہ دے موت کا پیالہ اسے جلدی پلاؤ۔

دو باتیں مرتبہ اس نے یہ اشعار پڑھے۔ عبید اللہ نہ سمجھ سکا کہ معاملہ کیا ہے
 لہذا کہا ہے کہ یہ ہذیان کی باتیں کرتا ہے۔ ہانی نے کہا جی ہاں اصلک اللہ

(خدا تمہاری اصلاح کرے) غزوہٴ آفتاب سے پہلے سے اب تک اسی طرح ہے اور عبید اللہ اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ (طبری)

اور کہتے ہیں کہ عبید اللہ اپنے غلام مہران کے ساتھ آیا اور شریک نے جنابِ مسلم سے کہا کہ کھا تھا کہ جب میں کہوں کہ مجھے پانی دو تو آپ باہر نکل کر اس کی گردن اڑا دینا پس عبید اللہ شریک کے بستر پر بیٹھ گیا اور مہران اس کے سر کے پیچھے کھڑا ہوا گیا پس شریک نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ تو کینز پانی کا پیالہ لے کر آئی اور اس کی نگاہِ مسلم پر پڑی تو اپنی جگہ سے ہٹ گئی شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ تیسری مرتبہ کہا دئے ہو تم پر پانی بھی مجھے نہیں دیتے ہو دو مجھے پانی چاہے اس سے میری جان چلی جائے مہران سمجھ گیا اور اس نے عبید اللہ کو اشارہ کیا تو عبید اللہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا شریک نے کہا اے امیر میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنا دومی قرار دوں (ابن زیاد نے کہا میں تمہارے پاس پھر آؤں گا پس مہران اسے جلدی لے جا رہا تھا اور کہا خدا کی قسم وہ چاہتے تھے کہ آپ کو قتل کر دیں عبید اللہ نے کہا کس طرح حالانکہ میں شریک کی عزت و تکریم کرتا ہوں اور وہ بھی ہانی کے گھر میں کہ جس پر میرے باپ نے کہا کس طرح حالانکہ میں شریک کی عزت و تکریم انعام و احسان کیے ہوئے تھے (کامل) مہران نے کہا بات یہی ہے جو میں آپ سے کہی ہے (ابو الفرج)

پس عبید اللہ اٹھ کر چلا گیا تو مسلم باہر گئے شریک نے ان سے کہا کہ کون سی چیز آپ کو اس کے قتل کرنے سے مانع ہوئی انہوں نے کہا دو چیزیں ایک تو یہ کہ ہانی اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ عبید اللہ اس کے گھر میں مارا جائے اور دوسری وہ حدیث جو لوگوں نے پیغمبر سے روایت کی ہے:

الاسلام رقید الفتک یعنی اسلام نے بے خبری میں

فلا یقتلک مؤمن۔ میں قتل کرنے سے منع کیا ہے

اور مؤمن ایسا کام نہیں کرتا۔

شریک نے آپ سے کہا اگر آپ نے اس کو قتل کیا ہوتا تو ایک فاسق و فاجر اور مکار کا فر کو قتل کیا تھا کہتے ہیں کہ ہران زیاد کا غلام عبید اللہ سے بہت محبت کرتا تھا چنانچہ جب عبید اللہ کو قتل کیا گیا تو چونکہ وہ بہت موٹا تازہ تھا لہذا اس کے بدن کی چربی سے ایک رات سارے چراغ جلانے لگے جب ہران نے یہ دیکھا تو قسم کھائی کہ پھر کبھی چربی نہیں کھاؤں گا۔

اور ابن نمائے کہا ہے جب ابن زیاد باہر چلا گیا تو مسلم تلوار ہاتھ میں لیے شریک کے پاس آئے تو شریک نے کہا کونسی چیز آپ کو اس کام سے مانع ہوئی تو آپ نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ باہر آؤں کہ ایک عورت مجھ سے پیٹ لگتی اور کہا آپ کو خدا کی قسم ابن زیاد کو ہمارے گھر میں قتل نہ کرنا اور رونے لگی پس میں نے تلوار پھینک دی اور بیٹھ گیا ہانی نے کہا واسے ہواس عورت پر کہ اس نے اپنے آپ کو قتل کیا اور مجھے بھی اور جس چیز کا اسے ڈر تھا وہ اس میں پڑی انتھی (کامل) شریک تین دن اور زندہ رہ کر فوت ہو گیا۔

عبید اللہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد میں جب اسے معلوم ہوا کہ شریک نے مسلم کو اس کے قتل کرنے کی ترغیب دلائی تھی تو کہا کہ پھر میں کسی عراقی کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا اور اگر زیاد کی قبر عراق میں نہ ہوتی تو میں شریک کی قبر کھود ڈالتا۔

اس کے بعد ابن زیاد کا وہ غلام جو اس مال کے ساتھ آیا تھا شریک کی موت کے بعد مسلم بن حو سجہ سے آمدورفت کرتا تھا یہاں تک وہ اسے جنا بے

مسلم بن عقیل کے پاس لے گئے اور جنابِ مسلم نے اس سے بیعت لی (ارشاد)
 ابو ثمامہ (تین نقطوں والی ش کے ساتھ دو نقطوں والی ت کے ساتھ
 غلط ہے) صاندی کو حکم دیا کہ اس سے مال لے لو اور وہی مال لیا کرتے تھے۔
 اور جو کچھ ایک دوسرے اعانت کرتے تھے انہیں کے ہاتھ میں تھا اور وہی ہتھیار
 خریدتے تھے اور وہ درویشِ شہسوار ابنِ عرب میں سے اور جانے پہچانے شیعوں
 میں سے تھے (کامل) اور وہ ابنِ زیاد کا غلام ان کے ہاں آتا تھا اور ان کے رازوں
 سے آگاہ ہوتا اور ابنِ زیاد کو ان کی خبر دیتا تھا۔

ابنِ زیاد نے اسماء ابنِ خارجه کو بلایا اور کہتے ہیں کہ عمرو بن حجاج
 زبیدی کو بھی اور رسیجی عمر کو بھی بٹلی ہالی کی بیوی اور سیجی بن ہانی کی ماں تھی۔ اور
 اس نے ہانی کا حال پوچھا عمرو نے کہا کہ وہ بیمار ہے۔

عبید اللہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور اپنے گھر کے
 دروازے پر بیٹھتا ہے پس اس کی ملاقات کرو اور اس سے کہو کہ جو بچہ اس پر واجب
 لازم ہے اسے ترک نہ کرے پس وہ لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے
 کہا کہ امیر تمہارے بارے میں پوچھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو کہ وہ بیمار
 ہے تو میں اس کی عیادت کرنا اور اسے لوگوں نے اس طرح خبر دی ہے کہ تو گھر
 کے دروازہ پر بیٹھتا ہے اور وہ کہتا تھا کہ دیر ہو گئی ہے وہ ہمارے پاس
 نہیں آیا اور دوری و دعا بادشاہ برداشت نہیں کرتا ہم تجھے قسم دیتے ہیں کہ ہمارے
 ساتھ چلو بس ہانی نے اپنا لباس منگوایا اور پہنا اور خچر پر سوار ہوا جب قصر الامارہ کے
 قریب پہنچا تو اس کے دل میں پڑا کہ اگے شرویدی ہے پس حسان بن اسماء بن خارجه

سے کہا بھتیجے مجھے اس شخص سے ڈر لگ رہا ہے تمہارا کیا خیال ہے اس نے کہا میں تو آپ پر کوئی خوف نہیں رکھتا اس قسم کے اندیشوں کو اپنے اندر جگہ نہ دیجیے اور اسامہ ماجرے سے بالکل آگاہ نہیں تھا لیکن محمد بن اشعث جانتا تھا پس یہ جماعت ابن زیاد کے دربار میں داخل ہوئے جب کہ ہانی ان کے ساتھ جب ابن زیاد نے ہانی کو دیکھا تو کہا (ارشاد)

انتك بخاشن یعنی خیانت کا اپنے پاؤں سے
رجلاؤ۔۔۔ چل کر آیا ہے۔

جب ہانی ابن زیاد کے قریب گئے۔ شریح اس کے پاس بیٹھا تھا ابن زیاد نے اس کی طرف رخ کر کے کہا:

ايد حيانہ ويسيد قتلى عند سرك من خديك من مراد
یہ شعر عربی معذکریب کا ہے یعنی،

میں چاہتا ہوں کہ اسے عطا کروں اور بخشش کروں اور وہ چاہتا ہے کہ مجھے قتل کرے تو کہو تمہارا بہانہ کیا ہے تیرے مرادی کے پاس (راہل)

ابن زیاد ہانی کا احترام کرتا تھا ہانی نے کہا مگر یہ ہو گیا ہے تو ابن زیاد نے کہا کہ یہ کیا شور ہے کہ جو تو نے امیر المؤمنین یعنی یزید اور مسلمانوں کے لیے اپنے گھر میں برپا کر رکھا ہے مسلم کو لے آیا ہے اور اپنے گھر میں جگہ دی ہے اور اس کے لیے افرادی قوت اور ہتھیار جمع کر رہا ہے اور تو نے گمان کر رکھا ہے کہ یہ چیزیں مجھ سے پوشیدہ ہیں ہانی نے کہا میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ابن زیاد نے کہا کہ کیوں نہیں اور ان کے درمیان نزاع اور جھگڑا طویل پکڑ گیا تو ابن زیاد نے اپنے اس غلام کو بلایا جو کہ جاسوس تھا وہ آیا اور ہانی کے روبرو کھڑا ہو گیا ابن زیاد

نے کہا اسے پہچانتے ہو تو کہا ہاں اور سمجھ گئے کہ وہ ان پر جاسوس تھا پس ایک گھڑی کے لیے متغیر ہو گئے پھر اپنے میں آئے اور کہا مجھ سے سوا در اس کو باور کرو خدا کی قسم میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اسے میں نے دعوت نہیں کی اور میں اس کے کام سے آگاہ نہیں تھا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ وہ میرے گھر آیا اور چاہتا ہے کہ میں اسے اپنے ہاں رہنے دوں اور مجھے انہیں واپس لوٹانے سے شرم آئی میرے ذمہ ایک تکلیف و ذمہ داری آئی کہ میں نے اس کو اپنے گھر میں جگہ دی اور مہمان کیا اور اب اس کا معاملہ اس طرح ہوا کہ جیسے آپ کو خبر ملی ہے پس اگر چاہیں تو ابھی میں آپ سے عہد و پیمان باندھتا ہوں اور آپ کو ضمانت دوں کہ وہ میرے ہاں رہے اور میں وعدہ دیتا ہوں کہ میں جا کر انہیں اپنے گھر سے باہر نکال دیتا ہوں اور آپ کے ہاں نے کہا کہ میں کبھی بھی اپنے مہمان کو آپ کے پاس نہیں لاؤں گا کہ انے قتل، کردور ارشاد۔

ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم تجھے لانا پڑے گا ہانی نے کہا خدا کی قسم میں نہیں لاؤں گا (ابن نما)

ہانی نے کہا خدا کی قسم اگر وہ میرے پاؤں کے نیچے ہو تو میں پاؤں نہیں اٹھاؤں گا اور اسے تہا سے پیر نہیں کروں گا (کامل)

جب گفتگو ان کے درمیان طویل پکڑ گئی تو مسلم بن عمرو باہلی کھڑا ہو گیا اور کود میں اس کے علاوہ کوئی شامی یا لبصرہ کا رہنے والا نہیں تھا۔

جب اس نے ہانی سے سختی و شدت محسوس کی تو کہا کہ اسے چھوڑیے میں اس سے بات کرتا ہوں تو وہ ہانی کو ایک طرف لے گیا اور خلوت کی جگہ

لے جا کر اس سے کہا اسے ہانی تجھے خدا کی قسم ہے اپنے آپ کو قتل کرنے کے سپرد نہ کرو اور اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالو یہ مرد یعنی سلم بن عقیل ان کا بیچا زاد ہے اسے وہ قتل نہیں کریں گے۔ اور اسے کوئی آسیب نہیں پہنچائیں گے اسے ان کے سپرد کر دے اس میں تیرے لیے کوئی ننگ و عار نہیں ہے اگر تو ہمان کو بادشاہ کے سپرد کر دے ہانی نے کہا کیوں نہیں خدا کی قسم میرے لیے ننگ و عار ہے میں اپنا ہمان انہیں نہیں دوں گا جب کہ میں تندرست ہوں میرے بازو قوی ہیں اور ہمت سے یار و یاور رکھتا ہوں خدا کی قسم اگر میں یکہ و تنہا بھی ہوتا اور میرا کوئی مددگار بھی نہ ہوتا تو پھر بھی میں اسے ان کے سپرد نہ کرتا مگر یہ کہ اس کے سامنے اپنی جان دے دیتا ان زیاد نے یہ بات سن لی تو کہا کہ اسے میرے پاس لے آؤ نزدیک لائے تو کہا خدا کی قسم یا اسے میرے پاس لے آؤ یا میں تمہاری گردن اڑا دوں گا ہانی نے کہا اگر تو نے ایسا کیا تو تیرے گھر کے گرد بہت سی تواریں کھینچ جائیں گی اس کا خیال تھا کہ اس کا قبیلہ اس کی حمایت کے لیے اٹھ کھڑا ہو گا۔

ابن زیاد نے کہا تو مجھے اپنے قبیلہ کی توار سے ڈراتا ہے۔ ارشاد اسے قریب لے آؤ قریب لے آئے تو چھڑی کے ساتھ اس کی ناک، پیشانی اور رخساروں پر مارنا شروع کیا یہاں تک کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی اور خون اس کے کپڑوں پر جاری ہوا اور اس کی پیشانی اور رخساروں کا گوشت اس کی داڑھی پر بکھر گیا اور چھڑی ٹوٹ گئی اور طبری نے کہلے کہ جب ابن زیاد نے اسماعیل خارجیہ اور محمد بن اشعث کو ہانی کو بلانے کے لیے بھیجا تھا انہوں نے کہا تھا جب تک اسے امان نہیں دے گے وہ نہیں آئے گا تو اس کو امان دے دینا تو وہ آئے

اور اسے بلایا تو ہانی نے کہا اگر اس نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا تو مجھے قتل کر دے گا لیکن انہوں نے اصرار کیا یہاں تک کہ وہ اسے لے آئے اور اس وقت عبید اللہ جمعہ کا خطیرہ پڑھ رہا تھا پس وہ مسجد میں بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گیسو دونوں طرف سے بٹ کر ڈالے ہوئے تھے۔

جب عبید اللہ نماز پڑھا چکا تو ہانی کو بلایا اور ہانی اس کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ دارالامارہ میں داخل ہو گئے اور سلام کیا عبید اللہ نے کہا اے ہانی کیا تمہیں یاد نہیں کہ میرا باپ اس شہر میں آیا تو ایک شیعہ کو بھی نہ چھوڑا مگر یہ کہ اسے قتل کر دیا سو اسے تیرے باپ اور مجھ کے اور مجھ سے وہ کچھ صا در ہوا جو تجھے معلوم ہے پھر ہمیشہ اس کا سوک تھا ہمارے ساتھ اچھا تھا اور اس نے کو ذ کے امیر کو لکھا میری حاجت تم سے یہ ہے کہ ہانی کے ساتھ نیکی و احسان کرنا۔ ہانی نے کہا جی ہاں تو عبید اللہ نے کہا کہ میرا بدلہ یہی ہے کہ اپنے گھر میں ایک مرد کو تو پہنایا کر رکھے تاکہ وہ مجھے قتل کر دے۔ ہانی نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا عبید اللہ نے اس قسمی کے بارے میں جاسوس تھا کہا کہ اسے باہر لے آئیں جب ہانی نے اسے دیکھا تو سمجھ گئے کہ وہ یہ خبر لے گیا ہے۔ ہانی نے کہا اے امیر جو خبر آپ کو پہنچی ہے وہ بات تو سچی لیکن میں تیرے احسان کو ضائع نہیں کروں گا جو مجھ پر ہے آپ اور آپ کے گھر والے ماموں ہیں جہاں چاہیں جائیں۔

معدی کہتا ہے ہانی نے عبید اللہ سے کہا آپ کے باپ زیادہ مجھ پر احسان اور حقوق ہیں اور میں دولت رکھتا ہوں کہ اس کا بدلہ دوں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں خیر و بھلائی کی طرف آپ کی رہبری کروں ابن زیاد نے کہا وہ کیا ہے ہانی نے کہا آپ اور آپ کے گھر والے اپنے مال و اسباب اٹھا کر

سلامتی کے ساتھ شام کی طرف چلے جائیں کیونکہ ایسا شخص کہ جو آپ سے اور آپ کے ساتھی سے اس امر کا زیادہ لائق اور مستحق ہے وہ آگیا ہے عبید اللہ سر جھکا لیا مہراں اس کے سر کے پیچھے کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں پیکان نذر عصا تھا۔ یہ کیا ذلت و خواری ہے کہ یہ جو لاہ غلام آپ کی سلطنت و حکومت میں آپ کو امان دے رہا ہے عبید اللہ نے کہا اسے گرفتار کر لو مہراں نے اپنے ہاتھ سے عصا پھینک دیا ہے اور ہانی کے دونوں گیسو پکڑ لیے اور ان کے چہرہ کو اوپر کر رکھا اور عبید اللہ نے وہ عصا اٹھا کر ہانی کے چہرہ پر مارا اور اس کی پکیان شدت ضرب سے باہر نکل کر دیوار کی طرف اڑ کے اس میں گھس گئی اور اس نے اس قدر ہانی کے چہرہ پر مارا کہ ان کی ناک اور پیشانی ٹوٹ گئی۔

جزری کہتا ہے کہ ہانی نے سپاہی کی توار کے دستہ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے کھینچا لیکن سپاہی مانع ہوا تو عبید اللہ نے کہا کیا تو حروری یعنی خوارج میں سے ہے تو نے اپنا خون ہم پر حلال کر دیا ہے اب تیرا قتل کرنا ہمارے لیے جائز ہے

(ارشاد)

عبید اللہ نے کہا اسے کھینچ لے جاؤ تو وہ انہیں کھینچ لے گئے اور قصر کے محروں میں سے ایک کمرے میں لے جا کر اس کا دروازہ بند کر دیا اور اس نے کہا کہ اس پر کوئی پابان و محافظ مقرر کر دو پس محافظ مقرر کر دیا گیا۔

رکامل) پس اسما بن خارجہ عبید اللہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا اے بے وفائے بیان شکن اس کو چھوڑ دے۔ ہمیں دیا کہ اس مرد کو لے آؤ جب ہم اسے آئے تو اس کے منہ کو توڑا اور اس کا خون بہایا اور اس سے کہتے ہو کہ تجھے میں قتل کر دوں گا تو عبید اللہ نے حکم دیا اور اس کے سینہ پر گھونٹے مارنے لگے اور

طماچے مار کر اور زہر دیا کہ اسے بے حال و بے آرام کر دیا اور پھر اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا لیکن محمد بن اشعث نے کہا کہ ہم امیر کی رائے کو پسند کرنے ہیں چاہے ہمارے نفع میں ہو یا نقصان میں اور عرب بن حجاج کو اطلاع دی کہ ہانی کو قتل کر دیا گیا ہے تو وہ مذبح قبیلہ کو لے کر آیا اور قصر کو گھیرے میں لے لیا اور بلند آواز سے پکار کر کہا میں عمرو حجاج ہوں اور یہ ہیں مذبح کے شاہسوار اور ان کے بزرگ و بڑے ہم الماعت سے باہر نہیں نکلے اور جماعت سے الگ نہیں ہوئے شریح قاضی وہاں موجود تھا۔

عبید اللہ نے کہا جاؤ اور ان کے ساتھی کو یعنی ہانی کو دیکھو اور ان لوگوں کے پاس جا کر ان سے کہو کہ وہ زندہ ہے۔

شریح ہانی کے پاس گیا تو ہانی نے اس سے کہا مسلمان کہاں گئے ہیں کیا میرا قبیلہ ہاک ہو گیا دیندار کہاں ہیں مدد کرنے والوں کو کیا ہو گیا ہے کیا دشمن اور دشمن زادہ مجھے اس طرح تنہا کر رہے اور ڈرائے پھر اس نے چیخ و پکار کی آواز سنی اور کہا اے شریح میرا گمان ہے کہ یہ قبیلہ مذبح کی آوازیں ہیں اور یہ مسلمان اور میرے پیروکار ہیں اگر انہیں سے بھیجا تھا شریح کہتا ہے اگر یہ جاسوس نہ ہوتے تو میں ہانی کی بات ان تک پہنچاتا اور جب ہانی باہر آیا تو کہا کہ تمہارے ساتھی کو میں نے دیکھا ہے وہ زندہ ہے اور اسے قتل نہیں کیا گیا ہے عمرو نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب جب وقت قتل نہیں ہوا تھا تو الحمد للہ

اور طبری کی روایت میں ہے کہ جب شریح ہانی کے پاس آیا تو کہا اے شریح تم دیکھتے ہو کہ مجھ سے کیا کر رہے ہیں۔ شریح نے کہا میں تجھے زندہ دیکھ رہا ہوں ہانی نے کہا کیا اس حالت کے ساتھ کہ جو تم دیکھ رہے ہو میں زندہ ہوں

میری قوم کو بتاؤ کہ اگر وہ پلٹ گئے تو مجھے قتل کر دے گا پس شریح عبید اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اسے زندہ تو دیکھا ہے لیکن تیرے ظلم و ستم اور شکنجہ کے نشان اس پر واضح ہیں عبید اللہ نے کہا کیا بری اور قبیح چیز ہے کہ والی اپنی رعیت کو عقوبت کرے اور سزا دے باہر جاؤ اس قوم کے پاس اور انہیں بتاؤ پس وہ باہر نکلا اور عبید اللہ نے اسی مرد یعنی مہران کو حکم دیا اور وہ مجھ شریح کے ساتھ باہر گیا شریح نے کہا یہ چیخ و پکار اور داد و فریاد کسی ہے وہ شخص زندہ ہے اور امیر نے اسے عتاب و سرزنش کی ہے اور اسے کچھ آزدہ کیا ہے لیکن اس کی جان خطرے میں نہیں پڑی لہذا واپس چلے جاؤ اور اپنی جان اور اپنے ساتھی کی جان معرضِ ہلاکت میں نہ ڈالو وہ واپس چلے گئے۔

شیخ مفید اور کچھ علماء نے کہا عبد اللہ بن حازم کہتا ہے کہ میں ابن عقیلؓ کا قاصد تھا مصر میں تاکہ میں دیکھوں کہ ہانی پر کیا لگارتی ہے جب انہوں نے اسے مار پٹا اور قید کر دیا تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور تمام گھروالوں سے زیادہ جلدی مسلم بن عقیل کو خبر دی اور میں قبیلہ مراد کی کچھ عورتیں دیکھیں کہ جو ایک دوسرے کے گرد فریاد کر رہی تھیں:

یا عبس تاہ یا ہائے عبرت اور ہائے اولاد

تکلاہ۔ کی ہلاکت۔

پس میں مسلمؓ کے پاس آیا ہوں اور انہیں بتایا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں جاؤں اور ان کے یار و انصار میں بند آواز سے پکاروں اور انہوں نے ان کے اطراف میں گھروں کو پر رکھا تھا اور ان میں چار ہزار افراد تھے تو میں نے کہا یکار کہ یا منصور امت اور یہ ان کا شعار اور نعرہ تھا پس ان لوگوں نے

ایک دوسرے کو بتایا اور مسلم کے پاس جمع ہو گئے (کامل)

جزیرے نے کہا ہے کہ جناب مسلم نے عبداللہ بن عزیٰز زکندی کے لیے قبیلہ کنذہ کی چوتھائی کے لیے جھنڈا علم کیا اور فرمایا میرے آگے آگے چلو مسلم بن عوسجہ اسدی کو منج اور اسدی چوتھائی کا علمدار بنایا۔ ابو ثامہ صائدی کو تیس اور ہمدان کی چوتھائی کا علمدار بنایا اور عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ کی چوتھائی کا علمدار بنایا اور قسطلہ المارہ کی طرف رخ کیا جب ابن زیاد کو پتہ چلا تو وہ قصر میں قلعہ بند ہو گیا اور دروازہ بند کر لیا مسلم نے قصر کو گھیرے میں لے لیا اور مسجد و بازار لوگوں سے پر ہو گئے اور مسلسل شام تک وہ اکٹھے ہوتے رہے اور عبداللہ پر معاملہ تنگ ہو گیا کیونکہ اس کے ساتھ تیس پاہیوں اور بیسی افراد اشراف اور رؤساء اور اس کے گھر والوں اور غلاموں کے علاوہ کچھ نہیں تھا اور اشراف و رؤساء قصر کے اس دروازے سے کہ جو دارالرمین کی طرف تھا ابن زیاد کے پاس آتے اور اس سے مل جاتے اور لوگ ابن زیاد اور اس کے باپ کو گالیاں دیتے تو ابن زیاد نے کثیر بن شہاب حارثی کو بلایا اور حکم دیا کہ قبیلہ منج کے جو لوگ اس کے تابع فرمان ہیں ان کے ساتھ مل کر نکلے اور لوگوں کو مسلم بن عقیل کا ساتھ دینے سے روکیں اور انہیں ڈرائیں اور محمد بن اشعث سے بھی کہا کہ قبیلہ کنذہ اور حضرموت میں سے جو شخص اس کا مطیع ہے اس کے ساتھ مل کر ایک جھنڈا نصب کرے کہ جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آگیا وہ امان میں ہے اور اسی طرح عقیل بن شوز ذہلی اور شہبث بن ربعی تمیمی اور حجار بن ابجر علی اور ثمر بن ذی الجوشن ضبابی کو جھنڈے کے ساتھ بھیجا اور اعیان و بڑے لوگوں کو اپنے پاس رکھا تاکہ ان کے ساتھ مالوس رہے کیونکہ اس کے پاس تھوڑے سے افراد ہی

رہ گئے تھے پس وہ گروہ گیا اور انہوں نے لوگوں کو جنابِ سلم رضی اللہ عنہ کی نصرت و مدد سے باز رکھتے تھے اور عبید اللہ نے اشراف و بزرگانِ قوم کو جو اس کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ قصر کے اوپر سے جھانکیں اور اہل اطاعت کو آرنویں اور نمازوں کے ساتھ دھوکہ و فریب دیں اور اہل معصیت و فافرازل کو تخیلیت کریں اور ڈرائیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا اور لوگوں نے جب اپنے رؤساء کی باتیں سنیں تو پرانگندہ اور منتشر ہونے لگے چنانچہ کوئی عورت اپنے بیٹے اور بھائی کے پاس آتی اور کہتی تم واپس آیاؤ دوسرے لوگ جو موجود ہیں وہ کفایت کریں گے اور کوئی مرد آتا اور اس طرح کرتا اور لوگ پرانگندہ ہو گئے یہاں تک کہ جنابِ سلمؓ مسجد میں تیس افراد کے ساتھ باقی رہ گئے پس مغرب کی نماز پڑھی گئی تو صرف تیس افراد نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی تو کندہ قبیلہ کے دروازوں کی طرف متوجہ ہوئے ابھی دروازوں تک نہ پہنچے تھے کہ ان کے ساتھ صرف دس آدمی رہ گئے پھر آپ دروازے سے نکلے تو آپ کے ساتھ کوئی انسان بھی نہیں تھا پس آپ نے مڑ کر دیکھا تو کوئی محسوس نہ ہوا کہ جو آپ کو راستہ دکھاتا آپ کو گھر کی طرف رہنمائی کرتا اور اگر کوئی دشمن متعرض ہوتا تو وہ اس کے دفع کرنے میں اب محاسبات اور اعانت کرتا پس آپ سرگرداں کو فذ کی گلی کو چوں میں جا رہے تھے۔ (ارشاد)

آپ کو پتہ نہیں تھا کہ کدھر جا رہے ہیں یہاں تک کہ قبیلہ کندہ کی بنی جبہ کی شاخ کے گھروں سے نکل کر چلے یہاں تک کہ ایک خاتون کے گھر تک پہنچے جسے طوعہ کہتے تھے اور یہ عورت اشعث ابن قیس کی ام ولد تھی اور اس نے

اسے آزاد کر دیا تھا اور امید حفصی نے اس سے نکاح کر لیا تھا اور اس سے اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام بلال تھا اور یہ لڑکا گھر سے باہر گیا ہوا تھا لوگوں کے ساتھ اور وہ خاتون کھڑی اس کی چشم براہ تھی۔

جنابِ مسلم نے اس خاتون پر سلام کیا اور فرمایا اے کینز خدا مجھے پانی پلا دو اس خاتون نے آپ کو پانی پلایا جنابِ مسلم پانی پینے کے بعد بیٹھ گئے وہ خاتون اندر گئی اور پانی دالابرتن لے گئی دوبارہ باہر آئی اور کہا اے بندہ خدا تو نے پانی نہیں پیا فرمایا کیوں نہیں اس نے کہا تو پھر اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ مسلم خاموش ہو گئے خاتون نے اس بات کو دہرایا پھر مسلم خاموش ہو گئے تو اس خاتون نے تیسری مرتبہ کہا سبحان اللہ اے بندہ خدا اٹھ کھڑا ہو۔ خدا تجھے عاقبت دے اور اپنے اہل خانہ کی طرف جاؤ کیونکہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ میرے گھر کے دروازے پر بیٹھو اور یہ کام میں تمہارے لیے حلال قرار نہیں دیتی۔ جنابِ مسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے کینز خدا اس شہر میں میرا گھر اور قبیلہ نہیں ہے کیا تو ایک نیک اور اچھا کام کر سکتی ہے اور اجر و ثواب کماسکتی ہے شاید میں تجھے اس کے بعد اس کا بدلہ دے سکوں اس نے کہا اے بندہ خدا میں کیا کروں فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں اس قوم نے مجھ سے جھوٹ بولا اور مجھے دھوکا دیا اور مجھے میری امن کی جگہ سے باہر لے آئے اس خاتون نے کہا آپ مسلم بن عقیل ہیں اور فرمایا جی ہاں تو اس نے کہا کہ اندر تشریف لائے تو جنابِ مسلم مکان کے اندر چلے گئے اس خاتون نے الگ کمرے میں آپ کے لیے بستر بچھا دیا اور رات کا کھانا آپ کو پیش کیا لیکن مسلم نے کھا کھایا۔ رہا اس خاتون کا بیٹا تو وہ جلدی واپس آگیا اور اس نے اپنی ماں کو دیکھا کہ وہ اس کمرے میں زیادہ

آمدورفت کرتی ہے تو اس نے ماں سے کہا کہ اس کمرے میں تجھے کیا کام ہے اور جتنا اس نے پوچھا اس خاتون نے اسے نہ بتایا۔ اس کے زیادہ اصرار کیا تو خاتون نے بات بتا دی اور کہا کہ اس راز کو پوشیدہ رکھ اور اسے قسمیں دیں اور لڑکا خاموش ہو گیا۔

باقی رہا ابن زیاد تو جب اس نے چیخ و پکار اور داد و فریاد نہ سنی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی رہ گیا ہے انہوں نے دیکھ بھال کی تو کسی کو نہ دیکھا تو ابن زیاد مسجد میں آیا نمازِ مشاء سے پہلے اور اپنے ساتھیوں کو منبر کے گرد بٹھایا اور حکم دیا کہ منادی کی جائے کہ میں بیزار ہوں اس سپاہی و پاسان، نقیب، رئیس اور لشکر سے کہ جو عشاء کی نماز مسجد سے باہر بڑھے پس مسجد پر ہو گئی اور ابن زیاد نے انہیں عشاء کی نماز پڑھائی اور پھر کھڑا ہو گیا اور خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا:

ابا بعد! ابن عقیل ایک نادان اور جاہل شخص ہے وہ اختلاف و شقاق و بھڑک لے کر آیا ہے جیسا کہ تم نے دیکھا پس ہم اس شخص سے بری المزمہ ہیں کہ جس کے گھر میں ہم نے اسے پایا اور جو اسے ہمارے پاس لے آیا تو ہم اس کو اس کا خون بہا! اور دیت دیں گے پھر ان لوگوں کو اطاعت کرنے اور اسے لازم پکڑنے کا حکم دیا اور حصین بن نمیر کو حکم دیا کہ لگی دو چپے پر پہرے لگا دے اور گھر کی تلاشی لے اور یہ حصین پولیس کا رئیس تھا اور قبیلہ بنی نسیم میں سے تھا۔

ابو الفرج کہتا ہے کہ بلال اس بڑھیا کا بیٹا کہ جناب سلم جس کے گھر میں تھے صبح سویرے اٹھا اور عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کے پاس گیا اور اس کو جناب سلم کی خبر دی کہ وہ اس کی ماں کے ہاں پنہاں ہوئے ہیں اور عبدالرحمن اپنے باپ کے پاس گیا جب کہ وہ عبداللہ کے پاس بیٹھا تھا تو آہستہ آہستہ بات سے بات کی ابن زیاد نے

پوچھا کیا کہتا ہے تو محمد نے کہا مجھے اس نے آگاہ کیا ہے کہ مسلم بن عقیل ہمارے گھروں میں سے ایک گھر میں ہے تو ابن زیاد نے عصا اس کے پہلو میں مار کر کہا کہ ابھی جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ ابوحنفہ نے کہا قدامہ بن سعد بن زائدہ ثقفی نے میرے لیے حکایت بیان کی ابن زیاد نے ساٹھ یا ستر افراد اشعث کے بیٹے کے ساتھ روانہ کیے کہ جو سب کے سب قبیلہ قیس میں سے تھے اور ان کا رئیس عبداللہ بن عباس سلمی تھا۔

اور حبیب اللیسری کہتا ہے کہ ابن اشعث کے ساتھ تین سومر دبھیجے اور وہ اس گھر کی طرف آئے کہ جن میں مسلم بن عقیل تھے۔

اور کامل بہائی میں ہے کہ جب مسلم نے گھوڑوں کے ہنہانے کی آواز سنی تو آپ نے دعا کو ختم کرنے میں جلدی کی پھر زہرہ پہنی اور طوعہ سے کہا کہ تو نے نیکی و احسان کیا ہے اور اپنا حصہ سیدنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں سے اپنا حصہ تو نے پالیا پھر کہا کہ گزشتہ رات میں نے اپنے چچا امیر المؤمنین کو خواب میں دیکھا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ تم کل ہمارے پاس و ساتھ ہو گے۔

اور بعض کتب مقاتل میں ہے کہ جب صبح صادق ہوئی تو طوعہ جناب مسلم کے لیے پانی لائی تاکہ آپ وضو کریں اور عرض کیا اے میرے مولا اقا آپ گزشتہ رات نہیں سوئے تو انہوں نے کہا کہ میں تھوڑی دیر سویا ہوں تو عالم خواب میں اپنے چچا امیر المؤمنین کو دیکھا ہے جو فرما رہے تھے جلدی کرو جلدی کرو و عجلت سے کام لو اور میرا گمان ہے کہ آج کا میرا دن میرا آخری دن ہے۔

اور کامل بہائی میں ہے کہ اس وقت دشمن کا لشکر طوعہ کے دروازے پر پہنچا اور مسلم کو ڈر لگا کہ کہیں گھر کو نہ جلادیں لہذا باہر نکل آئے اور ان میں سے بیالیس

ناریوں کو فی ان روا سفر کیا۔

اور شیخ ابن نمانہ کہاہے کہ مسلم نے زرہ اپنی اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور انہیں تلوار مار مار کر گھر سے باہر نکال دیا ظاہر گھوڑے پر سوار ہونے کو صرف سید اور ابن نمانہ ذکر کیا ہے تیسرے کوئی شخص مجھے نہیں ملا اور مسعودی نے مروج الذهب میں صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ مسلم طوعہ کے گھر میں وارد ہونے سے پہلے سوار تھے اور گھوڑا ان کے ساتھ تھا اور کہا ہے کہ وہ گھوڑے سے اتر آئے اور کودنے لگی کوچوں میں سرگرداں چل رہے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ کدھر کا رخ کریں یہاں تک کہ اشعث بن قیس کے موالی یعنی اس سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کے گھر تک پہنچے اور اس سے پانی مانگا اس نے اسے پانی دیا اور آپ سے ان کا حال پوچھا مسلم نے اپنی سرگزشت اسے سنائی تو عورت پر رقت طاری ہوئی اور ان کو بہانہ بنالیا۔

اور ابوالفرج نے کہا ہے کہ جب گھوڑوں کے سون اور مردوں کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ وہ ان کے لیے آئے ہیں پس قبضہ تلوار پر ہاتھ رکھے ہوئے باہر نکلے اور وہ لعین گھر میں گھس آئے اور آپ نے ان پر حملہ کر دیا جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ چپقل پر چڑھ گئے اور پتھر رسا نے شروعات کیے اور نئے کے دستوں کو ناکارہ چپقل سے مسلم پر پھینکے جب مسلم نے جب یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ یہ تمام شور و غل عقیل کے بیٹے کو قتل کرنے کے لیے ہے اے نفس اس موت کی طرف کہ جس سے چارہ نہیں ہے باہر نکلی تو آپ تلوار سونتے ہوئے کوچہ میں آگئے اور ان سے جنگ کی۔!

مسعودی کہتا ہے کہ جب ان کے اور بکیر بن حمران اموی کے درمیان دو ضربوں

کار دو بدل ہوا تو بکیر نے جنابِ سلم کے دھن مبارک پر ضرب لگائی اور آپ کا
اوپر واللب کاٹ دیا اور نیچے کے لب پر ضرب پہنچی تو جنابِ سلم نے ایک
منکر اور زالی ضرب اس کے سر پر مدی اور دوسری اس کے شانہ پر کہ جس نے
اس کا شانہ چیر دیا اور قریب تھا کہ اس کے شکم تک پہنچ جائے اور وہ جناب
یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

اقسم لا اقتل الا حراً

وان رعیت الموت شیثاً مرا

کل امرء یوماملاق مشراً

اخاف ان اکذب او اخراً

میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ حراً اور مرد کے علاوہ کسی کو قتل
نہیں کروں گا اگرچہ میں موت کو ایک کڑی چیز سمجھتا ہوں ہر شخص کسی نہ
کسی دن مصیبت اور برائی سے ملاقات کرتا ہے مجھے ڈر ہے کہ مجھ
سے جھوٹ نہ بولا جائے یا مجھے دھوکہ نہ دیا جائے۔

محمد بن اشعث آگے آگے کہنے لگا کہ ہم آپ سے جھوٹ نہیں بولیں گے
اور نہ ہی آپ کو دھوکہ دیں گے اور اس نے انہیں امان دی اور اس نے اپنے
آپ کو ان کے سپرد کر دیا انہیں ایک خیر پر انہوں نے سوار کیا اور ابن زیاد کے
پاس لے گئے۔

ابن اشعث نے جس وقت آپ کو امان دی تو آپ کی تلوار اور دوسرے
ہتھیار لے لیے شاعر اس بارے ابن اشعث کی ہجو کرتے ہوئے کہتا
ہے کہ:

و ترک عملک
ان تقاتل دونہ
وسلبت اسیا فنا
و دروعا۔
تو نے اپنے چچا کو تنہا چھوڑ
دیا اور اس کی حمایت میں جنگ
نہیں کی اور تلوار اور زرہ جھین
لی۔!

مؤلف نے حاشیہ پر لکھا ہے یہ شاعر عبداللہ بن زبیر اسدی ہے اور اس کے
اشعار یہ ہیں۔

اشترکت مسلم لا تقاتل دونہ
حذر العنیۃ ان تکون صریعا
وقتلک وافد اهل بیت محمد
فشل لا لوانت کان منیما
لو کنت من اسد عرفت مکانہ
ورجوت احمد فی المعاد شفیعا

کیا تو نے مسلم کو چھوڑ دیا اور ان کی حمایت میں جنگ نہیں کی موت
کے خوف سے کہ کہیں تو پہچاڑا نہ جائے اور تو نے اہل بیت محمد کی طرف
سے آئے ہوئے شخص کو بزدلی سے قتل کر دیا اور اگر تو نہ ہوتا تو وہ
محفوظ رہتا۔ اگر تو قبیلہ اسد میں سے ہوتا تو اس کے مقام کو پہچانتا اور
احمد مجتبیٰ کی شفاعت کی امید رکھی۔

و ترک عملک --- اور تو نے اپنے چچا کو چھوڑ
دیا۔ --- الخ

اوریہ شعر جبر بن عدی کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس کا تذکرہ آئے گا

محمد بن شہر آشوب نے کہا کہ عبید اللہ نے عمر بن حارث مخزومی اور محمد بن اشعث کو سترافروا کے ساتھ بھیجا یہاں تک کہ انہوں نے اس گھر کا محاصرہ کر لیا اور جنابِ مسلم نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ کہتے تھے۔

هوالموت فاضع ما انت صانع

فانت لكاس الموت لا شك جارع

فصبر الامراء جل جلاله

فحكم قضاء الله في الخلق واقع

آخر کار موت ہے پس تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر لے تو بلا شک

موت کا پیالہ پینے والا ہے پس اللہ جل جلالہ کے حکم کے سامنے مبر

کر کیونکہ خدا کی قضاء قدر کا حکم مخلوق میں واقع ہو کے رہتا ہے۔

پس آپ نے ان میں سے اتالیقین اور قاتل کر دیا محمد بن ابوطالب۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ کا کہنا ہے کہ جب مسلم نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور اس کی

اطلاع عبید اللہ تک پہنچی تو اس نے کسی کو محمد بن اشعث کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ

ہم نے تجھے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے کہ اسے لے آؤ اس نے تمہارے ساتھیوں

میں بہت بڑا شگاف ڈال دیا ہے پس اگر تجھے اس کے غیر کی طرف بھیجا تو پھر کیا

ہو گا تو ابن اشعث نے جواب دیا کہ اسے امیر آپ کا خیال ہے ہمیں کو ذرے کی بیزی

فروشی یا کسی جرمِ قتالی کے مقابلہ میں بھیجا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں ایک خونخاک

شیر اور ہاتھ میں شمشیر بزدل اور جو بہترین خاندان کا فرد ہے اس کے مقابلہ

میں بھیجا ہے تو عبید اللہ نے پیغام بھیجا کہ اس کو امان دو کیونکہ اس کے علاوہ اس پر

دستری حاصل نہیں کر سکو گے۔

بعض کتب مناقب سے منقول ہے کہ جنابِ مسلم شیر کی مانند تھے اور ان کے بازوؤں کی قوت کا یہ عالم تھا کہ کسی مرد کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر چیت پر بھیج دیتے تھے۔

اور سید نے مہوف میں لکھا ہے کہ مسلم نے گھوڑوں کے سون کی آواز سنی تو زہر پہن لی اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور عبید اللہ کے ساتھیوں سے جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر دیا پس محمد بن اشعث نے بند آواز سے پکار کر کہا اے مسلم آپ کے لیے امان ہے تو انہوں نے فرمایا کہ خیانت کا فاسق کی امان کا کیا اعتبار ہے اور ان کی طرف رخ کر کے جنگ کرتے رہے اور حران بن مالک شغی کے جنگِ قرن کے دن کار جز پڑھتے:

اقسمت لا اقتل
الا حمر الخ
میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو
اور آزاد مرد کے علاوہ کسی کو
قتل نہیں کروں گا۔

پس انہوں نے داد و فریادِ بلند کی کوئی شخص آپ سے جھوٹ نہیں بولے گا۔ اور نہ ہی آپ کو دھوکہ دے گا لیکن آپ نے ان کی بات کی طرف توجہ نہ کی یہاں تک کہ بہت سی جمعیت نے آپ پر حملہ کر دیا اور بہت سے زخم آپ کے جسم مبارک پر لگائے کہ جن سے آپ زمین پر گر پڑے اور انہوں نے آپ کو اسیر و قید کر لیا۔

اور مناقب ابنِ شہر آشوب میں ہے کہ تیر اور پتھر اس قدر آپ کو مارے گئے کہ آپ تھک کر چور ہو گئے اور دیوار سے ٹیک لگالی اور فرمایا کیا بات ہے کہ مجھے پتھر مارتے ہو جیسا کہ کفار کو مارے جاتے ہیں حالانکہ میں انبیاءِ ابراہیم کے اہلبیت

میں سے ہوں کیوں تم لوگ رسول خدا کے حق کی ان کی ذریت کے بارے میں
 مراعات نہیں کرتے ابن اشعث نے کہا اپنے آپ کو قتل نہ کرو آپ میری
 امان اور ذمہ داری میں ہیں جنابِ مسلم نے کہا کہ باوجودیکہ میں توانائی رکھتا ہوں
 اسیر و قیدی بن جاؤں نہیں خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا اور آپ نے ابن اشعث
 پر حملہ کر دیا اور وہ لعین بھاگ کھڑا ہوا۔

جنابِ مسلم نے عرض کی خدایا بیاس نے مجھے مار دیا ہے پس ہر طرف سے
 انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا اور بکیر بن حمران احمری نے آپ کے اوپر دالے
 لب مبارک کو تلوار سے کاٹ دیا اور جنابِ مسلم نے اس کو تلوار ماری کہ
 جو اس کے جسم کے اندر چلی گئی اور اسے قتل کر دیا اور کسی نے پیچھے سے ان کی
 پشت میں نیزہ مارا کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور دستگیر و گرفتار ہو گئے۔
 شیخ معید جزری اور ابوالفرج کا کہنا ہے کہ جنابِ مسلم زخموں سے چور چور
 ہو گئے اور جنگ کرنے سے رہ گئے پس ایک طرف ہانپتے ہوئے گئے اور
 اس گھر کے پہلو والے گھر کی دیوار کی ٹیک لگا لی محمد بن اشعث آپ کے نزدیک
 ہوا اور کہا آپ کے لیے امان ہے۔

جنابِ مسلم نے کہا کیا میں مامون ہوں سب نے کہا جی ہاں مگر عبد اللہ
 بن عباس سلمیٰ لعین نے کہا:

لاناقة لی فی هذا ولا جمل
 یعنی میرا اس میں کوئی دخل نہیں
 اور ایک طرف ہو گیا۔

جنابِ مسلم بن عقیل نے کہا خدا کی قسم اگر تمہاری امان نہ ہوتی تو میں تمہارے
 ہاتھ میں ہاتھ نہ رکھتا اور وہ ایک فخرے آئے اور آپ کو اس پر سوار کیا

اور لوگ ان کے گرد ہو گئے اور تواران کی گردن سے اتار لی گویا اس لمحہ آپ اپنی زندگی سے بالوس ہو گئے اور انسوا آپ کی آنکھوں سے جاری ہوئے اور جان لیا کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے تو فرمایا یہ خیانت و پیمان شکنی کا آغاز و ابتداء ہے ابن اشعث نے کہا مجھے امید ہے کہ آپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں فرمایا یہ امید ہی تو ہے تو تمہاری امان کہاں گئی۔

انا لله و انا اليه
رجعون۔ ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی
کی طرف ہماری بازگشت ہے۔

اور آپ رونے لگے عبداللہ بن عباس سلی عین نے کہا جو شخص اس چیز کا خواہاں ہو جس کے تم خواہاں تھے تو جب اسے وہ پہنچے تو نہیں پہنچا ہے تو اسے رونا نہیں چاہیئے۔

جنابِ مسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے لیے نہیں روتا اور اپنے قتل ہونے سے نہیں گھبراتا اگر میری کبھی بھی اپنی موت کو پسند نہیں کرتا میں تو اپنے اعزاء اور خاندان کے لیے گریہ کرتا ہوں کہ جو اس طرف آ رہے ہیں اور حسین اور ان کے اہل بیت کے لیے روتا ہوں۔

پھر جنابِ مسلم نے محمد بن اشعث کی طرف رخ کیا اور فرمایا میں گمان نہیں رکھتا کہ جو امان تو نے مجھے دی ہے اس سے ہمدہ برا ہو سکے اور اس سے خواہش کی کوئی قاصد حسین بن علی کی طرف بھیج جو انہیں اس واقعہ سے آگاہ کرے تاکہ انہیں راستہ سے ہی واپس چلے جائیں۔

اور شیخ مفید کی روایت میں ہے کہ جنابِ مسلم نے محمد بن اشعث سے کہا اے بندہ خدا میں اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ تو نے جو وعدہ امان مجھے دیا ہے

اسے انجام دینے سے رہ جائے گا تو کیا تو ایک نیک کام انجام دے سکتا ہے
اپنی طرف سے کسی شخص کو بھیج دے تاکہ وہ میری زبانی حسینؑ کے پاس یہ پیغام
لے جاؤ کیونکہ میرا خیال ہے کہ آج یا کل دمکھ سے نکلیں گے اور اہل بیت کے ساتھ
ادھر آئیں گے ان سے جا کر کہے کہ مجھے ابن عقیل نے بھیجا ہے اور وہ ان لوگوں کے
ہاتھ میں اسیر ہو گیا ہے اور اسے گمان ہے کہ آج کی شام تک قتل کر دیا جائے گا
وہ کہہ رہا ہے کہ آپ اپنے اہل بیت سمیت واپس چلے جائیں۔ میرے مہل باپ
آپ پر قربان جائیں اہل کوفہ آپ کو دھوکہ نہ دیں یہ آپ کے والد کے وہی ساتھی
ہیں کہ بنی کی فوج سے آپ آرزو نہ کر تے تھے کہ آپ ان سے فوت ہونے یا
قتل ہو کر جدا ہو جائیں اور اہل کوفہ نے آپ سے جھوٹ بولا ہے اور جس سے
جھوٹ بولا جائے اس کی رائے نہیں ہوتی۔ ابن اشعث نے کہا خدا کی قسم میں یہ کام
انجام دوں گا۔

ابو مخنف نے روایت کی ہے جعفر بن غزالیہ سے کہ محمد بن اشعث نے ایسا
بن عثمان طائی کو کہہ کر جو مالک بن عمرو بن شامہ کی اولاد میں سے تھا بلایا اور وہ ایک شاعر
تھا اور اکثر محمد بن اشعث کے پاس آیا کرتا تھا اور اس سے کہا کہ امام حسینؑ کی ملاقات
کو جاؤ اور یہ خط انہیں پہنچاؤ اور جو کچھ جناب مسلم بن عقیل نے کہا تھا وہ اس خط
میں لکھا اور کچھ مال سے دیا اور کہا یہ یہ تو شہدہ ہے اور یہ چیز اپنے اہل و عیال
کو دے دو ایسا کرنے کہا کہ مجھے سواری کی ضرورت ہے چونکہ میرا اونٹ لاغر کمزور
ہو گیا ہے تو اس نے کہا یہ ہے سواری پالان کے ساتھ لہذا اس پر سوار ہو کر چلے
جاؤ اور وہ شخص سوار ہو کر آنجناب کے استقبال کے لیے گیا اور چار راتوں کے بعد
منزل نہالہ میں آپ سے ملا اور اطلاع دی اور پیغام پہنچایا حسین علیہ السلام نے

کہا کہ جو کچھ مقدر ہو چکا ہے۔ اُس کے رہے گا اور ہم خدا سے امت کے فاسد ہونے اور اپنی معصیت کا اجر چاہتے ہیں۔

اور جنابِ مسلم جب ہانی بن عردہ کے گھر تشریف لے گئے تھے اور اٹھارہ ہزار افراد نے آپ کی بیعت کر لی تھی تو عابس بن شیب شاکری کے ہمراہ حین علیہ السلام آپ کی خدمت میں خط بھیجا تھا اور اس میں لکھا تھا۔

الجلد! جو شخص پانی تلاش کرنے جا رہا ہے وہ اپنے اہل خانہ سے بھڑکے ہوئے اہل کو ذمہ میں سے اٹھا رہا ہزار افراد نے مجھ سے بیعت کی لہذا آپ تشریف لانے میں جلدی کریں جب وقت کہ میرا خط پڑھیں کیونکہ سب لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور آلِ معاویہ کی جانب نہیں ہیں۔ والسلام

اور مشیر الاخوان میں بھی اس مضمون کا خط نقل کیا ہے اور کہتا ہے کہ وہ خط۔ عابس بن شیب شاکری اور قیس بن مہریدای کے ہمراہ بھیجا (کامل)

باقی رہے جنابِ مسلم تو محمد بن اشعث انہی عید اللہ کے قصر کی طرف لے گیا اور محمد اکید اللہ کے پاس گیا اور اس کو خبر دی کہ اس نے مسلم کو امان دی ہے عید اللہ نے کہا تجھے امان سے کیا سروکار ہے تجھے حین نے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ اسے امان دو بلکہ تجھے بھیجا تھا کہ اسے لے آؤ تو محمد خاموش ہو گیا۔

جب مسلم قصر کے دروازے پر پہنچے تو ٹھنڈے پانی کا ایک کوزہ دیکھا تو فرمایا مجھے اس پانی میں سے دو سلم بن عمرو باہلی نے کہا اس پانی کو اس ٹھنڈے پن کے ساتھ دیکھ رہے ہو خدا کی قسم اس میں سے ایک قطرہ بھی تم نہ چکھ سکو گے یہاں تک کہ (معاذ اللہ) دوزخ میں (تیم) کھوتا ہوا پانی پیو جنابِ مسلم نے

نے فرمایا تو کون ہے مسلم باہلی لعین نے کہا میں وہ شخص ہوں کہ جس نے اس حق کو پہچانا ہے کہ جسے تم نے چھوڑ دیا ہے اور میں اپنے امام کا نیر خواہ ہوں جب کہ تم نے اس کی بدخواہی کی ہے اور اس کا فرمانبردار ہوں جب کہ تم نافرمان ہوئے میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔

ابن عقیل نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھ کر روئے کسی قدر سخت مزاج بدخوا اور سنگ دل ہے تو آئے باہلہ کے بیٹے تو حیم (کھولے ہوئے پانی پینے) اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کا مجھ سے زیادہ مقدار ہے پس عمارہ بن عقبہ نے ٹھنڈا پانی منگوایا اور کتاب ارشاد میں کہا ہے کہ عمرو بن حرث نے اپنے غلام کو بھیجا اور وہ پانی کا کوزہ کہ جس پر رومال پڑا ہوا تھا اور ایک پیالہ لایا اس نے پیالہ میں پانی ڈالا اور کہا کہ اسے پیو جناب مسلم نے پیالہ لیا تاکہ پانی پئیں پیالہ خون سے پر ہو گیا اور آپ پانی نہ پی سکے اور اسی طرح تین مرتبہ پیالہ پانی سے پر کیا گیا تیسری مرتبہ آپ کے اگلے دانت پیالہ میں گر پڑے اور فرمایا اگر یہ مقصود رمزی میں سے ہوتا تو میں پی لیتا پس آپ کو ابن زیاد کے پاس لے گئے آپ نے اسے امیر کہہ کر سلام نہ کیا تو پیالہ نے کہا امیر کو سلام نہیں کرتے آپ نے فرمایا جب وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو میں کیوں اسے سلام کروں اور اگر اس نے مجھے قتل نہ کیا تو پھر اس کے لیے بہت سے سلام ابن زیاد نے کہا مجھے اپنی جان کی قسم تم قتل کیے جاؤ گے۔

جناب مسلم نے فرمایا معاملہ اسی طرح ہے اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا اتنی مہلت دے کہ میں اپنے کسی رشتہ دار کو وصیت کر لوں اس نے کہا کہ وصیت کر لو تو جناب مسلم نے عمر بن سعد کی طرف رخ کیا اور فرمایا تیرے اور میرے درمیان کچھ رشتہ دائری ہے میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں کہ جو میں تجھے عیجدگی میں کہنا

چاہتا ہوں عمر سعد نے یہ بات قبول نہ کی تو ابن زیاد نے کہا کہ اپنے چچا زاد کی حاجت سے احتراز و امتناع نہ کر پس ابن سعد اٹھ کھڑا ہوا (ارشاد) اور جناب مسلم کے ساتھ ایسی جگہ جا بیٹھا کہ جہاں عبداللہ انہیں دیکھ رہا تھا۔
(کامل)

پس جناب مسلم نے فرمایا کہ میں کوثر میں کچھ مقروض ہوں سات سو درہم کا نہیں میں نے اپنے نفقہ اور روزمرہ کے مخارج میں صرف کیا ہے یہ قرض ادا کرنا (ارشاد)

اس مال میں سے کہ جو میرا مدینہ میں ہے۔ (کامل)
اور میری لاش ابن زیاد سے لے کر اسے دفن کر دینا اور کسی کو حسینؑ کی جانب بھیج دو کہ جو انہیں واپس لوٹا دے عمر نے ابن زیاد سے کہا کہ مسلم نے مجھے اس طرح کی وصیت کی ہے ابن زیاد نے کہا:

ابن کبھی بھی خیانت نہیں کرتا
البتہ کبھی خائن کو امین سمجھ لیتے
ہیں۔

دعمر سعد پر اس نے طنز کیا کہ مسلم نے اسے امین خیال کیا حالانکہ وہ خائن ہے، تمہارا مال تمہارا ہی ہے جو چاہو کر دبا کر رہا حسینؑ تو اگر ہمارا ارادہ نہ کیا تو ہم بھی اس کا قصد نہ کریں گے اور اگر ہمارا ارادہ کیا تو پھر ہم اس سے دستبردار نہیں ہوں گے باقی رہی اس کی لاش تو ہم تمہاری سفارش اس کے بارے میں قبول نہیں کریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے کہا جب ہم اس کو قتل کر دیں تو اس کی لاش کی ہیں پرواہ نہیں جو چاہیں اس سے کریں۔

پھر اس نے جنابِ مسلم سے کہا اے عقیل کے بیٹے لوگ ایک ہی کلمہ اور بات پر مجتمع تھے تو نے اگر ان میں جدائی اور اختلاف ڈال دیا جنابِ مسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہے اس شہر والے کہتے ہیں کہ تیرے باپ نے ان کے نیک و صالح افراد کو قتل کیا ہے اور ان کا خون بہایا ہے اور انہیں کسریٰ و قنیر والے کام کئے ہیں ہم آئے ہیں تاکہ اپنی عدل و انصاف کا حکم دیں اور کتاب و سنت کے حکم کی طرف اپنی دعوت دیں اس لعین نے کیا اسے فاسق تمہیں ان کاموں سے کیا واسطہ کیا ان لوگوں کے درمیان کتاب و سنت کے مطابق نہیں ہوتا تھا جب تم مدینہ میں شراب پیتے تھے جنابِ مسلم نے فرمایا کیا میں شراب پیتا تھا خدا کی قسم تو خود جانتا ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے اور میں اس طرح جیسے تو کہتا ہے نہیں ہوں شراب پینا تو اس کا کام ہے کہ جو ان لوگوں کو کہ خدا عزوجل نے جن کے قتل کو حرام کیا ہے کینہ اور دشمنی کی بنا پر قتل کرتا ہے اور اس قبیح اور برے کام سے خرم دستاواں ہے گویا اس نے کوئی برا کام کیا ہی نہیں، ابن زیاد نے کہا خدا مجھے قتل کرے اگر میں تجھے اس طرح نہ قتل کروں کہ جیسے اسلام میں کسی کو قتل نہ کیا گیا ہو جنابِ مسلم نے فرمایا تیرے لیے یہی مناسب ہے کہ تو اسلام میں ایسی بدعت ایجاد کرے کہ جو اس سے پہلے اس میں نہ ہو اور بیچ و برے طریقہ سے قتل کرنے مسئلہ کرنے اور ایسی ناپاک اور پست خطرتی کو اپنے ساتھ تو احتیاط دے اس طرح کہ لوگوں میں سے کسی شخص کے لیے برصفت سازگار نہیں ہو جیسا کہ تیرے لیے ہیں پس ابن زیاد نے آپ کو اور حنی بن علی اور عقیل بن کو گالیاں دی اب جنابِ مسلم خاموش ہو گئے اور کوئی نہ کی۔

مسودہ کتاب ہے جب ابن زیاد کی گفتگو ختم ہوئی جب کہ جنابِ مسلم اس کے

جواب میں سختی کرتے تھے اس کے کہنے سے انہیں قصر کے اوپر لے گئے اور مدد دہ امری سے کہ جسے مسلم نے ضرب لگائی تھی کہا اسے قتل کرتا کہ اس ضرب کا قصاص لے لے۔

اور جزری کہتا ہے کہ مسلم نے ابن اشعث سے کہا خدا کی قسم اگر تیری امان نہ ہوتی تو میں اپنے آپ کو پیر نہ کرتا لہذا تم وار لے کر میری مدد کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا کہ تیری امان نہ ٹوٹے۔

تو جنابِ مسلم کو قصر کے اوپر لے گئے جب کہ آپ استخار اور تسبیح و تہجد میں کر رہے تھے پس آپ کی اس جگہ کہ جو جوتی بنانے والوں کے بازو پر مشرف ہے۔ گردن اڑا دی اور آپ کا سر نیچے گرا اور آپ کا قاتل یکبر بن حمران ہے کہ جسے جنابِ مسلم نے ضرب لگائی تھی پھر آپ کے بدن دیکر کوئی نیچے پھینک دیا جب مسلم کو تم لوگ اوپر لے جا رہے تھے تو وہ کیا کہتا تھا جواب دیا کہ وہ تسبیح پڑھتا اور استغفار کر رہا تھا اور جب میں نے چاہا کہ اسے قتل کروں تو میں نے کہا کہ نزدیک ہو جاؤ حمد و ثنا ہے اس خدا کی جس نے تجھے میرے ہاتھ کے نیچے ذلیل کیا تاکہ میں قصاص لے سکوں پس میں نے ایک ضرب لگائی جو کارگر نہ ہوئی تو کہا اسے غلام یہ خواہش جو تو نے کی ہے میری اس ضرب کا قصاص نہیں بنی این زیاد نے کہا کہ موت کے وقت بھی فخر کرنا یکبر نے کہا دوبارہ میں نے اس ضرب لگائی اور قتل کر دیا۔

اور طبری کہتا ہے کہ ابیہر، قصر کے اوپر لے گئے اور ان کی گردن اڑا کر ان کے پیکر و بدن کو نیچے پھینک دیا تاکہ لوگ دیکھیں اور باقی کے متعلق حکم دیا تو اسے کنا سے لے گئے یعنی وہ جگہ کہ جہاں شہر کا کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا ہے اور انہیں سولی پر لٹکا دیا اور مسعودی نے کہا ہے کہ یکبر امری نے مسلم کا سر قلم کیا جب ان کا سر مبارک زمین

پر گرا تو سر کے پیچھے ان کا بدن بھی ان لوگوں نے پھینک دیا پھر اس نے حکم دیا اور ہانی کو بازار میں لے گئے اور ذلت و سخت طریقہ سے شہید کیا وہ فریاد کر رہے تھے اسے آل مراد اور ہانی اس قید کے بزرگ اور سردار تھے جب سوار ہوتے تو ان کے ساتھ چار ہزار سوار زرہ پوشی اور آٹھ ہزار پیادہ ہوتے تھے اور اگر ان کے ہم قسم کندہ اور دوسرے قبائل کے ان کے ساتھ مل جاتے تو تیس ہزار زرہ پوش تھے ان سب چیزوں کے باوجود انہیں سے ایک شخص کو بھی نہ پایا سب نے سستی کی اور کمزوری کی بنا پر ان کی مدد کو نہ آئے۔

شیخ مفید نے فرمایا ہے کہ محمد بن اشعث کھڑا ہوا اور اس نے عبید اللہ سے ہانی کے بارے میں بات کی کہ آپ اس کی قدر و منزلت اس شہر میں پہچانتے ہیں اور اس کے خاندان و قبیلہ کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کی قوم کو پتہ ہے کہ میں اور دوسرے افراد اسے آپ کے پاس لے آئے ہیں میں آپ کو قہر کی قسم دیتا ہوں کہ وہ مجھے بخش دو کیونکہ میں اس شہر والوں کی دشمنی کو ناپسند کرتا ہوں عبید اللہ نے وعدہ کیا کہ اس کام کو انجام دے گا لیکن پشیمان ہوا اور فوراً حکم دیا کہ ہانی کو بازار میں لے جا کر اس کا سر اڑا دیں انہیں بندھے ہاتھوں کے ساتھ گوسفند فروشوں کے بازار میں لے گئے اور وہ کہہ رہے تھے۔

امزحجہ ۱۰۰ لا مذحجہ لی الیوم یا مذحجہ و این مذحجہ ہائے مذحجہ قبیلہ۔ آج کے دن مذحجہ میرے لیے نہیں ہے اے مذحجہ کہاں ہے مذحجہ جب ہانی نے دیکھا کہ کوئی شخص میرے مدد کے لیے کھڑا نہیں ہوا تو اپنا ہاتھ کھینچا اور سی سے نکال لیا اور کہا کوئی عصا چھری یا پتھر یا ہڈی نہیں ہے کہ جس کے ذریعہ انسان اپنا دفاع کرے پاس بان کو دھڑے اور انہوں نے ان کے بازو حکم باندھ دیئے اور کہا کہ گردن لمبی کر دو انہوں نے کہا کہ اس بارے میں میں سچی نہیں ہوں اور میں

نہاری اپنے قتل کے سلسلہ میں امانت نہیں کروں گا۔

پس عبید اللہ کے ایک ترک غلام رشید نامی نے ان پر تلوار کا وار کیا جو کارگر نہ ہوا تو ہانی نے کہا الی اللہ المعاد اللہم الی رحمتک ورضوانک یعنی بازگشت خدا کی طرف ہے خدا یا تیری رحمت اور تیری رضا کی طرف، پھر اس نے دوسری ضرب لگائی کہ جس سے انہیں شہید کر دیا۔

کامل ابن اثیر میں ہے کہ عبدالرحمن بن حصین مرادی نے اس ترک غلام کو غار زین ابن زیاد کے ساتھ دیکھا تو اسے قتل کر دیا اور غار زین ایک شہر ہے، اربل اور موصل کے درمیان کہ جہاں ابن زیاد اور جناب ابراہیم بن مالک اشتر کے درمیان جنگ ہوئی تھی اور ابن زیاد وہیں فی النار و السقر ہوا تھا لعنہ اللہ بعض نے فرزدق کی طرف ان کی نسبت دی ہے۔

فان کنت لا تدربین ما الموت فانتظری
الی ہانی فی السوق و ابن عقیل
الی بطل قد ہشع السیف و جمہ
و آخریہوی من طمار قتیل
تجھے اگر پتہ نہیں کہ موت کیا چیز ہے
تو ہانی کو بازار میں اور ابن عقیل کو دیکھ ایک
ایسے مرد جری کی طرف کہ جس کے چہرے
کو تلوار نے چر کر دیا تھا اور دوسرا
رضعی حالت میں مقتول ہو کر قص کی بلندی
سے نیچے گرا گیا۔

اور ان دونوں شہیدوں کے سر بزید کی طرف بھیجے اور بزید نے اس کی تعریف و توصیف میں خط لکھا اور اس میں تحریر کیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حسین مہراق آنے کا ارادہ رکھتے ہیں پس رمہ گاہیں مرتب کر اور نگہبان مقرر کر اور تمہمت کی بنار پر لوگوں کو تنید کر اور ظن و گمان پر گرفتار کر لیکن جب تک کوئی شخص تجھ سے جنگ نہ کرے اس

وقت تک اس سے لڑائی مول نہ لے۔

اور کتبِ ارشاد میں ہے ظن و گمان کی بناء پر لوگوں کو قید کر اور تہمت کی وجہ سے قتل کر اور ہر نئی خبر ہر ہی طرف لکھا کر انشاء اللہ۔

مسعودی نے کہا ہے کہ کوفہ میں جنابِ مسلم کا خروج منگی کے دن اٹھویں ذی الحجہ سن ساٹھ میں ہوا ہے اور یہ دہی دن ہے کہ جس دن حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ بدھ کا دن اور عرفہ کا روز تھا پھر ابن زیاد نے حکم دیا اور مسلم کا بدن لٹکا دیا گیا اور ان کا سر دمشق بھیجا اور بنی ہاشم میں سے یہ پہلا بدن تھا جسے لٹکایا گیا اور پہلا سر تھا کہ جسے دمشق بھیجا گیا۔

اور مناقب میں ہے کہ ان دونوں بزرگواروں کے سر بانی بن حویہ وادعی کے ہمراہ دمشق بھیجے اور انہیں دمشق کے دروازے پر لٹکایا گیا۔

اور شیخ فخر الدین کے نقل میں ہے کہ مسلم دہانی کی لاشوں کو لے کر بازاروں میں کھینچتے تھے جب اس کی اطلاع بنی مذحجہ کو ملی تو وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان لوگوں سے جنگ کی اور مسلم دہانی کی لاشیں ان سے چھین کر غسل دے کر دفن کیا رحمة اللہ علیہما و عذاب قاتلہما بالاعذاب الشدید۔

تذیل۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ ہانی بن عروہ جیسا کہ حبیب السیر میں کہتا ہے اشرف کوفہ اور اعیانِ شیعہ میں سے ہے اور روایت کی گئی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی صحبت سے شرفیاب ہوئے تھے اور جن دن انہیں شہید کیا گیا ان کی عمر انانوے سال تھی اور جو گفتگو انہوں نے ابن زیاد سے کی جو اس سے پہلے قتل ہو چکی ہے۔ ان کی جلالت اور بلندی مرتبت معلوم ہو سکتی۔

اور مسعودی کے کلام میں گزر چکا ہے کہ ان کے ساتھ چار ہزار زندہ پوش شاہوار

اور آٹھ ہزار پیادہ تھے اور بعد میں آئے گا کہ جب مسلم دھانی کے شہید ہوئے
کی خبر حضرت اباعبد اللہ الحسین علیہ السلام کو ملی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ
راجعون کہا اور چند مرتبہ فرمایا رحمتہ اللہ علیہما۔

نیز آپ نے ایک خط نکالا اور لوگوں کے سامنے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم
ابا بعد ایک دگرش خبر ہم تک پہنچی ہے مسلم ہانی بن عروہ اور عبد اللہ بن بقطر
شہید کر دیئے گئے ہیں۔

اور کتاب مزار محمد بن شہیدی اور مصباح الزائر اور مزار مفید اور شہید قدس اللہ
ارواہم میں مسجد کوفہ کے اعمال کے سیاق میں مشہور ترتیب کے مطابق کہتے ہیں
ذکر زیارت ہانی بن عروہ مرادی ان کی قبر پر کھڑا ہو جاؤ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
پر سلام بھیجو اور پھر کہو گے سلام اللہ العظیم و صلواتہ علیک یا ہانی
بن عروہ السلام علیک ایہا العبد الصالح الناصح
للہ و لرسولہ الی آخر۔

پھر دو رکعت نماز پڑھیں ان کے لیے پڑھو گے اور دعا و وداع پڑھو گے۔
اور ہانی ان افراد میں سے تھے کہ جنہوں نے جنگ جبل امیر المؤمنین کی ہمراہی
میں جنگ کی ہے اور مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ وہ رجز پڑھتے تھے
یا للہ حرب حشما جمالہا - قائدۃ ینقصہا ضلالہا ہذا
علی حولہ اقیالہا - یہ اشعار بی بی عائشہ کے اونٹ کی
طرف اشارہ ہیں اور یہ کہ اس فوج کے سردار طلحہ و زبیر ہیں جو نا تجربہ
کار اور بے تدبیر ہیں بخلاف امیر المؤمنین کی فوج کے۔
کہنا ہے واٹے ہو تجھ پر اسے جنگ کہ جس کے امر و معاملہ کی تدبیر و اصلاح

اونٹ کرتے ہیں جس کی کمان ایک عورت کر رہی ہے کہ جس کی منقصدت اس کی گمراہی ہے لیکن اس طرف حضرت علیؑ ہیں اور ان کے گرد و پیش جنگ آزمودہ امرو و مرد و ساء ہیں۔

اور سید محسن کاظمی کے تکملا سے نقل ہوا ہے کہ سید نے ہانی کو محمد حسین میں شمار کیا ہے ان بعض اولہ کی بنا پر کہ جنہیں ہم نے بھی ذکر کیا ہے اور اس کے بعد کہتے ہیں سید مہدی (ر) سے مشہور ہے کہ وہ ہانی سے پہلی نظر میں بدگمان تھے۔ پھر ان مناقب پر کہ جو ہم نے ذکر کیے ہیں اور ان جیسے دوسرے مناقب پر مطلع ہو کر اس سونٹن سے توبہ کی اور غر خواہی کے طور پر ایک قصیدہ ہانی کے مرثیہ میں لکھا انتہی.....

مؤلف کہتا ہے کہ سید مذکور یعنی بحر العلوم رحمۃ اللہ نے اپنے رجال میں ہانی کے حالات میں مبالغہ کیا اور گفتگو کو طول دیا ہے اور پھر کہا کہ یہ اخبار جو بہت سی چیزوں میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ایک امر میں متفق ہیں کہ ہانی بن عروہ نے جناب مسلم کو پناہ دی اور اپنے گھر میں ان کی حمایت کی اور ان سے دفاع کیا اور ان کے مسائل میں استقامت دکھائی اور ان کی مدد و نصرت کی اور افرادی قوت اور جنگ کا ساز و سامان اپنے اطراف کے گھروں میں فراہم کیا اور مسلم کو ابن زیاد کے سپرد کرنے سے سختی سے امتناع کیا اور قتل ہونے کو ان کے دشمن کے سپرد کرنے پر ترجیح دی یہاں تک کہ ملائین نے ان کی اہانت کی ان کو مارا پیٹا اور شکنجہ دیا اور انہیں قید و بند میں رکھا اور اس زمین کے ہاتھوں سختی و زاری سے شہید ہوئے اور یہ سب اُمور ان کے حسن حال اور نیک و اچھی عاقبت کے لیے کافی ہیں۔ وہ امام حسینؑ کے یار و انصار میں داخل اور ان کے شیعوں میں سے تھے کہ جو ان کی راہ میں شہید ہوئے اور ان کے لیے کافی

ہے وہ گفتگو کہ جو انھوں نے ابن زیاد سے کی کہ وہ شخص اگلیا ہے کہ جو تجھ سے اور تیرے صاحبِ راستی (یزید) سے اس خلافت کا زیادہ سزا دار ہے اور یہ کہ انھوں نے کہا اگر میرا پاؤں آلِ محمد کے کسی بچے پر ہو تو میں اس کو نہیں اٹھاؤں گا مگر یہ کہ میرا پاؤں کاٹ دیا جائے۔ اور اس قسم کی دوسری ان کی باتیں کہ جو گذر چکی ہیں کہ جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ انھوں نے جو کچھ کیا وہ بصیرت اور حجتِ ظاہر کی بناء پر تھا نہ کہ غیرت و حبیت اور عہد و پیمان کی حفاظت اور حقِ مہانی کی رعایت اور حور و ہمسائیگی کی مراعات کی بنا تھا اور اسی چیز کا ثبوت و محقق امام حسینؑ کا کلام اور آپ کا یہ ارشاد قد اتانا خبر فضیح قتل مسلم بن عقیل و ہانی بن عروہ و عبد اللہ بن یقطر۔

بہت بڑی خبر آئی ہے کہ مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ و عبد اللہ بن یقطر قتل کر دیے گئے ہیں اور جو کچھ سید نے ”لہوف علی قتلی المظلوم“ میں ذکر کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر آپ کو پہنچی اور وہ مسلم اور ہانی کی شہادت کی خبر کے بعد تھی تو آنجناب کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور آپ نے گریہ کیا اور فرمایا اللہم اجعل لنا ولشیعتنا منزلاً کریماً و اجمع بیننا و بینہم فی مستقر رحمۃک انک علی کل شئی قدید۔ خدایا ہمارے لیے اور ہمارے شیعوں کے لیے اکریم و محترم منزل قرار دے اور ہمیں اور انہیں اپنی رحمت کے مستقر میں جگہ دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اور ہمارے علماء نے ہانی کے لیے زیارت ذکر کی ہے اور اب تک اسی طرح سے ان کی زیارت کرتے ہیں جو کہ اس امر میں صریح ہے کہ وہ ان شہداء اور نیک بخت افراد میں سے تھے کہ جنھوں نے خدا اور رسول سے خلوص و نیک خواہی کا مظاہرہ کیا اور راہِ خدا میں چلے بے اور اس کی بخشش و خوشنودی تک جا پہنچے اور وہ زیارت یہ

ہے سلام اللہ العظیم الیٰ آخرۃ۔ اس کے بعد کیا ہے بعینہ نظر آتا ہے کہ بیزاریات نفس وارد اور اثر ثابت بیزیر ہو اور اگر یہ زیارات مخصوص نہ بھی ہو اس چیز کے بارے میں کہ جو انہوں نے ذکر کی ہے تاہم اس امر کی شہادت اور گواہی ہے کہ مانی شہید ہوئے اور وہ نیک بخت اور بزرگ افراد میں سے تھے اور ان کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ اور میں شیوخ اصحاب کو دیکھا مثلاً مفید اور ان کے علاوہ دوسرے علماء رحمہم اللہ کو کہ مانی کا بزرگی و عظمت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور ان کے نام کے بعد رضی اللہ عنہ و رحمہ اللہ کہتے ہیں اور میں نے علماء میں سے کسی کو نہیں پایا کہ انہوں نے مانی پر طنز و تشنیع کی ہو یا انہیں بُرائی سے یاد کیا ہو۔

باقی ربی وہ چیز جو اخبار سے ظاہر ہوتی ہے کہ جب ابن ربہاد کوفہ میں آیا تو مانی اس کو ملنے گئے اور دوسرے اعیان و اشرف کوفہ کے ہمراہ اس کے ہاں آمد و رفت رکھتے تھے یہاں تک کہ جناب مسلم ان کی پناہ میں آئے تو یہ چیز ان کے لیے باعثِ طعن و عیب نہیں ہے کیونکہ جناب مسلم کے معاملہ کی بناءً تستر اور اسے پوشیدہ رکھنے پر مانی ایک مشہور شخص تھے اور ابی زیاد کے ساتھ ان کی شناسائی تھی اور اس سے دوستی کا اظہار کرتے تھے اور اگر اس سے منفردی اور علیحدگی اختیار کر لیتے تو اس مقصد کے برخلاف ہوتا اور یہ چیز تستر و پوشیدہ پن سے سازگار نہیں تھی۔ اس بناءً پر ان کے لیے ضروری تھا کہ ابن زیاد کے ساتھ آمد و رفت رکھیں اور اس کے وہم و گمان کو دور کریں اور جب جناب مسلم ان کی پناہ میں آگئے تو پھر وہ ابن زیاد سے کٹ گئے اور اپنے آپ کو بیار بنالیا تاکہ بہانہ ہو پھر جس چیز کا انہیں گمان نہ تھا وہ ہو گئی۔

باقی رہا ان کا جناب مسلم کو خدو ج میں جلد بازی سے نہی کرنا اور روکنا تو

شاید وہ تاخیر میں مصلحت سمجھتے تھے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ لکھے ہو جائیں اور جنگ کا ساز و سامان مکمل ہو جائے اور امام حسینؑ کو فہم میں پہنچ جائیں اور معاملہ آسانی کے ساتھ طے ہو جائے اور جنگ و قتال ایک ہی دفعہ امامؑ کی معیت میں ہو۔ باقی ان کا ابن زیاد کو ان کے گھر میں قتل کرنے سے منع کرنا تو آپ جان چکے ہیں کہ اس سلسلہ میں اخبار مختلف ہیں بعض میں اس طرح آیا ہے کہ عبید اللہ کے قتل کرنے کا اشارہ ملتا ہی نہ کیا تھا اور انھوں نے اپنے آپ کو بیمار بنا لیا تھا تاکہ ابن زیاد ان کی عیادت کے لیے آئے اور مسلم اسے قتل کر دیں۔

اور یہ بھی ذکر اچھا ہے کہ جناب مسلم بطور غدر کیے تھے کہ ایک عورت مجھ سے لپٹ گئی اور اس نے گریہ کیا اور قسم دی کہ وہ ابن زیاد کو قتل نہ کریں اور سید مرتضیٰ رحمہ اللہ نے تنزیہ الانبیاء میں صرف یہی ایک ذکر کیا ہے۔ باقی رہا بانی کا قول ابن زیاد سے جب اس نے مسلم کا حال پوچھا تو کہا خدا کی قسم میں نے انھیں اپنے گھر دعوت نہیں دی اور میں ان کے کام سے آگاہ نہیں تھا یہاں تک کہ وہ میرے گھر میں آئے اور چلا کہ وہاں قیام کریں تو مجھے انھیں واپس کرنے میں شرم محسوس ہو گئی اور ان کی حفاظت مجبوراً میری گردن پر آپڑی تو یہ سب باتیں اس کے چپکل سے رہائی پاس کے لیے کہیں اور بعید ہے کہ جناب مسلم وعدہ لینے اور اطمینان حاصل کرنے کے بغیر ان کے ہاں جائیں اور ان کی امان میں جانسنے پہچانسنے اور آزمائش کرنے کے بغیر داخل ہوں اور نیز بانی کا مسلم کے کام سے اس مدت میں آگاہ نہ ہونا بھی بعید ہے جبکہ وہ اس شہر کے شیخ و بزرگ اور معاریف شیعہ تھے۔ یہاں تک کہ وہ اچانک ان کے پاس گئے ہوں اور ناگہاں ان کی ملاقات کی اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ روضۃ الصفا اور حبیب المیسر میں مذکور ہے کہ بانی نے جناب مسلم سے کہا

کہ آپ نے مجھے رنج و سختی میں ڈال دیا ہے اور اگر آپ میرے گھر کے دروازے پر نہ آگئے ہوتے تو میں آپ کو واپس کر دیتا ٹھیک نہیں ہے جبکہ یہ بات ہم نے صرف اٹھنی دو کتب میں دیکھی ہے اور دوسری کتب معتبرہ اس سے خالی ہیں اور ابن ابی الحثیہ نے بیج اہل خانہ کی شرح میں دو روایتیں ہانی کے بارے میں ذکر کی ہیں کہ جن میں سے ایک روایت انکی مدح و ثناء پر دلالت کرتی ہے اور دوسری ان کی مذمت میں ہے۔ سید نے مذمت دالی روایت کا جواب دیا ہے۔ اس قصہ کو اس کے ناقل نے اسناد کے بغیر نقل کیا ہے اور کسی کتاب کی طرف اس کی نسبت نہیں دی اور کتب تواریخ و سیر کہ جو اٹھنی کے لیے لکھی گئی ہیں ان میں یہ چیز مذکور نہیں ہے۔

اور معاویہ کے یزیدی بیعت لینے کے وقت جو کچھ ہوا اور جو افراد خوش ہوئے یا ناراض ہوئے اور ہر ایک نے کیا کہا، اہل خبرہ نے ان سب باتوں کو نقل کیا ہے لیکن یہ قصہ ہانی سے پیش نہیں کیا اور اگر یہ صحیح تھا تو دوسری خبروں کی نسبت غرابت و اچھوتے پن کی وجہ سے اولویت رکھتا تھا حالانکہ ہانی رحمہ اللہ کی حسن عاقبت کا انھوں نے یزید کی بیعت کو شکرا دیا اور حسین کی نصرت کے لیے قیام کیا اس سے پہلے جو کوئی کتاب ہی بھی کی ہو اس کو پورا کر دیا۔ مثل حضرت محمد اللہ کے کہ شیعوں نے توبہ کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی بعد اس کلام کے کہ جو انھوں نے کیا تھا اور اس منکر اور بُری چیز کے کہ جو ان کے ہاتھوں صادر ہوئی تھی اور اس کا معاملہ توبانی سے زیادہ دشوار تھا اور ہانی کا معاملہ معمولی تھا اور توبہ کے زیادہ نزدیک تھا انتہی۔

ابو العباس مبرد نے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے سنا ہے کہ معاویہ نے کثیر بن شہاب مرجی کو حراسان کی گورنری دی اور اس نے بہت سال و ماں سے اکٹھا کیا اور بھاگ کھڑا ہوا اور ہانی بن عروہ مرادی کے ہاں جا چھپا۔ معاویہ کو اطلاع

ملی تو اس نے مانی کا خون مباح قرار دیا جبکہ وہ (مانی) معاویہ کی پناہ میں تھے کو فہ سے نکلے یہاں تک کہ معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور معاویہ انھیں نہیں پہچانتا تھا۔ جب لوگ اٹھ کر چلے گئے تو وہ اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ معاویہ نے ان کے کام کے بارے میں پوچھا تو مانی نے کہا اے امیر... میں مانی بن عمرو ہوں۔ تو مانی نے کہا آج کا دن وہ دن نہیں ہے کہ جب تمہارا باپ کہتا تھا ار جل جمعی و اجر ذیلی، و یحمل شکتی اخق کمیت امشی فی سراً بنی عطیف، اذا ما سامنی یم ابیت۔

یعنی میں اپنی زلفوں کو لٹکھی دیتا ہوں اور اپنے دامن کو کھینچ کر چلتا ہوں اور میرے ہتھکڑیاں جنگِ نجیب سرخ نام سیاہ دم گھوڑا اٹھائے ہوتا ہے اور بنی عطیف کے سرداروں کے ساتھ میں چلتا ہوں اور اگر کسی کا ظلم و ستم میرا رخ کرے تو میں گردن کشی کرتا ہوں۔ مانی نے کہا میری آج اس دن سے عزت زیادہ ہے۔ معاویہ نے کہا کس بنا پر؟

مانی نے کہا اسلام کی وجہ سے اے امیر... معاویہ نے کہا کہ کثیر بن شہاب کہاں ہے؟

مانی نے کہا میرے پاس ہے آپ کی فوج میں معاویہ نے کہا اس مال کو دیکھ کہ جو اس نے لیا ہے اس میں سے کچھ دیدے اور باقی اس کو گوارا ہو۔

اور حکایت ہوئی ہے کہ کربلا میں امام حسینؑ کے انصار و ساتھیوں میں سے ایک مرد کو انھوں نے پکڑ لیا اور یزید کے پاس لے گئے تو یزید نے کہا کیا وہ تیرا باپ تھا جس نے کہا تھا ار جل جمعی الخ (میں اپنی زلفوں میں کنگھی کرتا ہوں) اس نے کہا ہاں یزید کے حکم سے اے قتل کر دیا گیا، رحمۃ اللہ علیہ !



شہادت حضرت میثم بن یحییٰ تمار (رح)

حضرت مسلم کی شہادت کے زمانہ میں عظیم سانحوں میں سے میثم تمار اور رشید حمیری کی شہادت۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم ان کے مقتل کو یاد کریں اور مناسبت کی وجہ سے حجر بن عدی اور عمرو بن حنف کی شہادت کا بھی ذکر کریں۔

میثم بن یحییٰ تمار قدہ کا ذکر | میثم امیر المؤمنین کے مخصوص اور منتخب اصحاب میں سے تھے بلکہ وہ اور عمرو بن حنف اور

محمد بن ابوبکر اور اسی قرنی آپ کے عوارضین میں سے تھے اور امیر المؤمنین ان کی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں شمسِ علم دیا تھا جو کبھی کبھی ان سے ظہور کرتا تھا۔ اور ابن عباس جو کہ امیر المؤمنین کے شاگرد تھے اور تفسیر قرآن آپ سے حاصل کی تھی اور محمد بن حنفیہ کے بقول ربانی امت تھے سے میثم نے کہا تھا اے ابن عباس جو چاہو تفسیر قرآن میں سے مجھ سے پوچھو کہ جس کی تفریل میں نے امیر المؤمنین پر قرأت کی ہے اور اس کی تاویل بھی آپ نے مجھے سکھائی۔ ابن عباس نے کہا اے کبیر کا نقد و ووات ہے آ اور گھنا شروع کیا اور روایت ہوئی ہے کہ جب ان کو سولی پر لٹکا کر کا حکم صادر ہوا تو بلند آواز سے پکار کر کہا اے رگو جو شخص چاہتا ہے جو شخص امیر المؤمنین کی حدیث سُننا چاہتا ہے وہ میرے پاس آئے پس رگو ان کے گرد جمع ہو گئے۔

اور انھوں نے عجائب و غرائب امور کی احادیث بیان کرنا شروع کیں میں سے تھے چنانچہ عبادت وزہد کی بنا پر ان کے بدن کا چمڑا خشک ہو گیا

تھا اور کتاب غالات تالیف ابراہیم ثقفی سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین نے انھیں

بہت سے علم اور پنہاں اسرار پر اسرار و صیت میں سے آگاہ کیا تھا اور کبھی کبھی وہ ان علوم میں سے بعض مقیم لوگوں سے بیان کرتے تھے اور اہل کوفہ کا ایک گروہ شک میں پڑ جاتا تھا۔ اور حضرت علیؑ کی طرف اس سلسلہ میں جھوٹ بولنے اور دہم کرنے اور کذب و دھوکہ دینے کی نسبت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن آنجناب نے اپنے اصحاب میں سے بہت سے لوگوں کی موجودگی میں کہ جن میں سے بعض شک کرنے والے اور بعض مخلص تھے آپؑ نے فرمایا اے میثم تجھے میرے بعد دستگیر کریں گے اور تجھے سولی پر لٹکا یا جائے گا اور جب دوسرا دن ہوگا تو تیرے منہ اور ناک سے خون جاری ہوگا یہاں تک کہ وہ تیری ریش کو خضاب کرے گا اور جب تیسرا دن ہوگا تو ایک عورت تیرے بدن میں چھو میں گے کہ جس سے تمہاری موت واقع ہوگی۔ لہذا اس کے انتظار میں وہ جہاں تجھے سولی پر لٹکا یا جائے گا وہ عمر بن حریث کے گھر کے دروازہ والی جگہ ہے۔ اور تو ان دس افراد میں سے ایک ہے کہ جنہیں سولی پر لٹکا یا جائے گا اور تیری سولی کی لکڑی ان سے زیادہ چھوٹی اور زمین کے زیادہ قریب ہوگی اور میں تجھے کھجور کا وہ درخت کہ جس پر تجھے سولی دیں گے تجھے دکھا دوں گا۔ پھر دو دن کے بعد آپؑ نے اسے دکھایا اور میثم ہمیشہ اس درخت کے نزدیک آتے وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کس قدر مبارک اور خوش بخت کھجور کا تنہا ہے کہ میں تیرے لیے پیدا ہوا ہوں اور تو میرے لیے آگاہ ہے۔ اور امیر المؤمنین کی شہادت کے بعد ہمیشہ اس کھجور کے درخت کو دیکھنے آتے یہاں تک کہ اسے کاٹا گیا تو وہ اس کے تناکی دیکھ بھال کرتے اور اس کے پاس آتے جاتے اور اسے دیکھتے اور کبھی کبھی عمر بن حریث سے ملاقات کرتے اور کہتے کہ میں تمہارا ہمسایہ ہونے والا ہوں۔ ہمسائیگی کے حق کو اچھا نہ جانا اور عمر و نہیں جانتا تھا کہ کیا کہتے ہیں لہذا

پوچھتا کہ ابن مسعود کا گھر خریدو گے یا ابن حکیم کا گھر۔

اور کتاب الفضائل سے منقول ہے کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین کو قم کی جامع مسجد سے نکلتے اور میثم تمار کے پاس آ بیٹھتے اور ان سے گفتگو فرماتے اور کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے ان سے کہا اے میثم تجھے میں خوشخبری نہ دوں عرض کیا کس چیز کی اسے امیر المؤمنین۔ فرمایا تو سولی پر لٹکایا جائے گا۔ عرض کیا مولا اس وقت میں فطرت اسلام پر مومنوں کا فرمایا ہاں۔

اور حقیقی سے روایت ہے کہ ابو جعفر انھیں بہت زیادہ دوست رکھتے تھے اور میثم خوشحالی میں شاکر اور بلا تنگی میں صابر تھے۔

منہج المقال میں شیخ کشی سے ان کے استاد کے ساتھ فضیل بن زبیر سے منقول ہے کہ میثم گھوڑے پر سوار ہو کر گذر رہے تھے کہ حبیب ابن مظاہر اسدی کو بنی اسد کی ایک مجلس کے قریب دیکھا اور آپس میں باتیں کرنے لگے اور ان کے گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے مل گئی تھیں۔ حبیب نے کہا میں ایک ٹوٹھے کو دیکھ رہا ہوں کہ جس کے سر کے بال بھڑگے ہیں اور اس کا پیٹ بڑا ہے۔ اور دار المزیق کے قریب غریبوز سے پہنچتا ہے اپنے پیغمبر کے اہل بیت کی محبت میں سولی پر لٹکایا جائے گا اور سولی کے اوپر ہی اس کے شکم کو چاک کر دیں گے۔

میثم نے کہا میں بھی ایک سرخ چہرے والے مرد کو پہچانتا ہوں کہ جس کی ٹہنیں ہیں اور وہ اپنے رسول کے نواسہ کی مدد و نصرت کے لیے جانے گا اور قتل کیا جائیگا۔ اور اس کا سر کوفہ میں پھرائیں گے۔ یہ کہہ کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اہل مجلس نے کہا ہم نے ان دونوں سے زیادہ جھوٹ برسنے والے نہیں دیکھے۔ ابھی اہل مجلس پر اگندہ نہیں ہوئے تھے کہ رشید ہجری ان دونوں کی تلاش میں آئے اور اہل مجلس

سے ان کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں اور ہم نے سنا کہ وہ ایک دوسرے سے ایسی ایسی باتیں کر رہے تھے۔ رشید نے کہا خدا رحمت کرے میثم بس یہ کہنا وہ بھول گیا ایک سو درہم کا انعام اس کو جو ان کا سہرا لائے گا اس سے زیادہ دیا جائے گا اس کے بعد سر کو کوفہ میں پھرائیں گے۔ لوگوں نے کہا یہ ان سب سے زیادہ جھوٹا ہے اور پھر انھی لوگوں نے کہا کہ زیادہ دن نہ گزرے کہ ہم نے میثم کو عمر بن حرث کے گھر کے دروازے کے پاس سولی پر لٹکے ہوئے دیکھا اور حبیب بن مظاہر کا سر لے کر آئے کہ جو حسیئن کے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور جو کچھ ان حضرات نے کہا تھا وہ سب ہم نے دیکھا۔

میثم سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین نے مجھے بلایا اور فرمایا کیا حال ہو گا تمہارا اس وقت اسے میثم کہ جب وہ شخص کہ جس کا باپ نہیں کہ جسے جواہر نے اپنے ساتھ ملحق کر لیا یعنی عبید اللہ بن زیاد تجھے بلائے گا کہ مجھ سے بیزاری اختیار کر تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں آپ سے کبھی بھی بیزاری حاصل نہیں کروں گا تو آپ نے فرمایا تو اس وقت تجھے قتل کر دے گا اور تجھے سولی پر لٹکائے گا تو میں نے عرض کیا میں صبر کروں گا کہ یہ چیز راہ خدا میں زیادہ نہیں ہے۔ فرمایا اے میثم تو میرے ساتھ ہو گئے میرے درجہ میں۔

اور صالح بن میثم سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ابو خالد ثمالی نے مجھے خبر دی اور کہا کہ میں میثم کے ساتھ تھا دریا نے فرات میں جمعہ کے دن کہ آندھی چلنے لگی اور میثم ایک غلصورت اور اچھی کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے اس سے باہر آئے اور آندھی کی طرف دیکھا اور کہا کہ کشتی کو محکم سی سے باندھ دو کیونکہ سخت آندھی آئیگی اور اس وقت مداہرہ کر گیا ہے جب دوسرا جمعہ آیا تو شام سے ڈاکیر آیا۔ میں نے اسے

دیکھا اور کہا اے بندہ خدا کیا خبر ہے اس نے کہا لوگ اچھے ہیں امیر.... مر گئے ہیں لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی ہے۔ میں نے کہا کس دن وفات ہوئی اس نے کہا جمعہ کے دن۔

شیخ شہید محمد بن کئی نے میثم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک رات امیر المؤمنین مجھے کوفہ سے نکال کر صحرا کی طرف لے گئے یہاں تک کہ مسجد حنفی تک پہنچے قبلہ کی طرف رخ کیا اور چار رکعت نماز پڑھی۔ جب نماز کا سلام کہا اور خدا کی تسبیح کی تو اتھ پھلا رہے اور کہا خدا یا کس طرح میں تجھے پکاروں کہ میں نے تیری حکم عدولی کی ہے اور کس طرح تجھے نہ پکاروں جبکہ میں تجھے پہچانتا ہوں اور تیری محبت میرے دل میں ہے۔ گناہ کا ہاتھ میں نے تیری طرف دلا رکھا ہے اور پر امید آٹھ آنسو دے گا۔ ایک اور آہستہ آہستہ سے ایک دعا پڑھی اور سجدہ میں چلے گئے اور چہرہ مٹی پر رکھ کر سو مرتبہ انفقو کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد سے باہر نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ سیامان میں ایک جگہ میرے گرد آپ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا خبردار اس خط سے باہر نہ جانا اور آپ مجھ سے دور چلے گئے۔ رات انتہائی تاریک تھی تو میں نے اپنے آپ سے کہا کہ تو نے اپنے مولا کو ان بے شمار دشمنوں کے ہوتے ہوئے اکیلا چھوڑ دیا ہے خدا و رسول کے ہاں تیرا عند کیا ہے خدا کی قسم میں ان کے پیچھے جاتا ہوں تاکہ میں ان کے حالات سے آگاہ ہوں اگرچہ ان کی نافرمانی ہی کروں گا۔ پس میں آپ کے پیچھے گیا اور میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا سر اوجھ بدن تک کنوئیں کے اندر کیا ہوا ہے اور آپ کنوئیں سے باتیں کر رہے ہیں اور کنواں آپ سے مخاطب ہے۔ پس آپ کو احساس ہوا کہ کوئی شخص آپ کے ساتھ ہے۔ لہذا انھوں نے اپنا رخ اس طرف کیا اور فرمایا کون، میں نے عرض کیا میثم

فرمایا مگر میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ اس خط سے باہر نہ نکلنا۔ میں نے عرض کیا اے میرے مولا مجھے آپ پر دشمنوں سے خوف ہوا اور میں صبر نہیں کر سکا۔ فرمایا جو چیزیں میں نے کہی ہیں وہ تو نے سنی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے مولا۔ فرمایا: وفی صدر لیانات، اذا صاق لها صدری نکت الارض باللف، وابدیت لها سرى، فیهما تثبت الارض، فذالك النبت من بذری۔ اور سینے میں کچھ حاجتیں ہیں کہ جب سینہ ان کی دھیر سے تنگ ہوتا ہے تو یہی تھیلے سے زمین کو کر پیتا ہوں۔ پس جو کچھ زمین اگاتی ہے تو وہی انگوری میرا بیج ہوتا ہے شیخ مفید ارشاد میں کہتے ہیں کہ میثم تنابخی اسد کی ایک عورت کے غلام تھے امیر المؤمنینؑ نے انھیں خرید اور آزاد کر لیا اور ان سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے۔ عرض کیا کہ سالم۔ فرمایا پیغمبرؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ جو نام تمہارے باپ نے عجم میں تمہارا رکھا وہ میثم تھا تو انھوں نے عرض کیا کہ رسول خداؐ اور امیر المؤمنینؑ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اسی نام کی طرف پلٹ جاؤ کہ جس نام کے ساتھ رسول خداؐ نے تمہیں یاد کیا ہے اور سالم کو چھوڑ دو۔ پس میثم اسی نام کی طرف پلٹ گئے اور ابو سالم کنیت رکھ لی۔ ایک دن حضرت علیؑ نے ان سے کہا میرے بعد تجھے گرفتار کریں گے اور سولی پر لٹکا دیں گے اور ایک حربہ تیز سے بدن میں چھوئیں گے اور جب تیسرا دن ہوگا تیرے ناک کے دوڑ سوراخوں اور منہ سے خون جاری ہوگا اور اس سے تیری داڑھی رنگین ہوگی پس اس غضاب کے منتظر ہوا کہ تجھے عمر بن حریث کے گھر کے دروازے پر سولی پر لٹکا دیں گے اور تم دس افراد ہو گئے۔ تیری سولی سب سے چھوٹی ہوگی اور تو زمین کے زیادہ قریب ہوگا۔ چلو میں وہ کھجور کا درخت دکھاؤں کہ جس کے تناکے ساتھ تجھے لٹکایا جائے گا۔ یہی وہ کھجور کا درخت انھیں آپ نے دکھایا اور میثم اس درخت

کے پاس جا کر ناز پڑھتے اور کہتے کیسا ہی مبارک درخت ہے تو کہ جس کے لیے میں تیرے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور تومیرے لیے پرورش پایا ہے اور ہمیشہ اس کے پاس جا کر اس کی دیکھ بھال کرتے رہے یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا گیا اور یہاں تک اس جگہ کو بھی کوفہ میں جانتے تھے جہاں انھیں سولی پر لٹکا یا جانا تھا اور عربین حریت سے ملاقات کرتے اور اس سے کہتے کہ میں تیرا ہمسایہ ہونے والا ہوں پس اچھی ہمسائیگی کرنا۔ عمروان سے کہتا ابن مسعود کا گھر خرید کر دے یا ابن حکیم کا گھر اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ میثم کی مراد اس سے کیا ہے اور جس سال میثم کو شہید کیا گیا حج پر گئے اور جناب ام سلمہ کے ہاں حاضری دکا۔ جناب ام سلمہ نے پوچھا کون ہو؟ عرض کیا میں میثم ہوں۔ تو انھوں نے کہا میں اکثر سنا کرتی تھی کہ رسول خدا کے وقت تجھے یاد کرتے تھے۔ میثم نے جناب ام سلمہ سے امام حسینؑ کا حال پوچھا انھوں نے کہا کہ وہ باغ میں ہیں۔ عرض کیا کہ ان سے کہنا میں دوست رکھتا تھا کہ آپ کو سلام کروں اور انشاء اللہ پھر در دگار کے ہاں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ ام سلمہ نے خوشبو منگوائی اور میثم کی داڑھی پر لگوائی اور کہا کہ عنقریب یہ داڑھی خون سے خضاب ہوگی۔ پس میثم کو کوفہ گئے اور انھیں گرفتار کر کے عبید اللہ کے پاس لے گئے اور اس سے کہا کہ یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کے ہاں سب لوگوں کے بابر محترم تھا۔ اس نے کہا وائے ہو تم پر یہ عجیب۔ انھوں نے کہا ہاں تو عبید اللہ نے میثم سے کہا ”ابن ربک“ یعنی تیرا پروردگار کہاں ہے۔ میثم نے کہا ”بالمرصاد“ سنم گر کی کمین گاہ میں اور تو ان میں سے ایک ہے؟ ابن زیاد نے کہا عجیب ہونے کے باوجود ہر بات فصاحت و بلاغت سے ادا کرتا ہے۔ تیرے صاحب (علی) نے تجھے خبر دی ہے کہ میں تجھ سے کیا سلوک کروں گا انھوں نے کہا ہاں بتایا تھا کہا

کہا ہاں خبر دی کہ ہم دس افراد ہیں کہ جنہیں تو سولی پر لٹکائے گا اور میری سولی والی لکڑی سب سے چھوٹی ہوگی اور میں زمین سے زیادہ قریب ہو لگا اس نے کہا کہ البتہ میں مخالفت کروں گا تو میثم نے کہا تو کس طرح مخالفت کر سکتا ہے خدا کی قسم آنجناب نے پیغمبر سے انھوں نے جبرائیل سے اور انھوں نے خدا تعالیٰ سے سن کر خبر دی ہے تو ان کی کس طرح مخالفت کرے گا اور جس جگہ میں کوفہ میں سولی پر لٹکایا جاؤں گا اسے بھی میں جانتا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ اسلام میں جس کے رہن اور منہ میں لگام ڈالیں گے۔ پس میثم کو زندان میں لے گئے اور مختار بن ابوعبیدہ ثقفی بھی ان کے ساتھ تھے تو میثم نے ان سے کہا تم اس شخص کے چنچل سے نکل جاؤ گے اور امام حسین کے خون کا بدلہ لینے کے لیے قیام کرو گے اور میں قتل کرنے والوں کو تم قتل کرو گے اور جب عبید اللہ نے میثم کو بلایا تاکہ انھیں سولی پر لٹکائے وہ زندان سے باہر آئے تو ایک شخص سے ان کا آنا سنا ہوا تو اس نے کہا کہ کیا ضرورت پڑی ہے اس قسم کے رنج و تکالیف کو جھیلنے کی میثم اس بات سے مسکرائے اور کہا جبکہ اس کچور کے درخت کی طرف اشارہ کر رہے تھے میں اس کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور اس کی پرورش میرے لیے ہوئی ہے جب انھیں سولی پر لٹکایا تو لوگ ان کے پاس عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے تھے تو عمرو نے کہا خدا کی قسم یہ شخص کہتا تھا کہ میں تمہارا ہمسایہ ہونے والا ہوں۔ جب سولی کھڑی کی گئی تو اس نے اپنی کینز کو حکم دیا تو اس نے سولی کے نیچے جھاڑو دیا اور پانی کا چھڑکاؤ کیا اور دھونی دی اور میثم نے سولی کے اوپر بنی ہاشم کے نفاٹے سیاہ کرنے شروع کیے۔ ابن زیاد کو خبر دی گئی کہ اس غلام نے تمہیں رسوا و ذلیل کر دیا ہے عبید اللہ نے کہا کہ اس کے منہ میں لگام دی جائے تو وہ اسلام میں پہلے شخص تھے جن کے منہ میں لگام چڑھائی گئی اور میثم کی شہادت امام حسین کے عراق کی طرف آنے سے

دس دن پہلے ہوئی۔ جب تیسرا دن ہوا تو ان کے بدن میں پھڑپھڑانہ گھونپا گیا انھوں نے
تجکیر کہی اور دن کے آخری حصہ میں ان کے منہ اور ناک سے خون جاری ہوا، مفید کی
گفتگو ختم ہوئی۔ (مترجم کہتا ہے کہ سولی کا پھندا اس زمانہ میں سولی پر چڑھنے والے
کے گلے میں نہیں ڈالتے تھے بلکہ مستحکم سی کے ساتھ اسے لکڑی پر باندھ دیتے
تھے اور لکڑی پر اسے کھڑا کر دیتے تھے یہاں تک کہ وہ رنج و تکلیف اور بھوک و
پیاس سولی پر جان دے دیتا اور کبھی کبھی دو دن یا تین دن تک زندہ رہتا۔

اور روایت میں ہے کہ کھجوریں بیچنے والوں میں سے سات افراد نے اجتماع
کیا اور وعدہ کیا کہ میثم کی لاش وہاں سے لے جا کر دفن کر دیں۔ رات کو وہ آئے۔
پاسبان پہرہ دے رہے تھے اور انھوں نے آگ جلا رکھی تھی آگ پاسبانوں اور غلاموں
کے درمیان مانع ہوئی اور وہ انہیں نہ دیکھ سکے۔ انھوں نے سولی کو اکھاڑا اور میثم کی
لاش سمیت لے گئے۔ محلہ بنی مراد میں پانی پل رہا تھا اس میں انھیں دفن کر دیا اور سولی
کی لکڑی خرابہ میں پھینک دی جب صبح ہوئی تو پاسبانوں نے گھڑ سوار اور دھڑا
بھگائے لیکن انھیں لاش کا پتہ نہ چل سکا۔

مولف کہتے ہیں سچلہ ان افراد کے کہ جن کا نسب میثم تمار تک جا پہنچتا ہے
ابو الحسن علی بن اسماعیل شعیب بن میثم تمار بن جوامون و متعم کے زمانہ کے شیعہ
مذہب میں سے تھے انھوں نے دماوند اور مخافین سے مناظرے کیے ہیں
اور ان کے زمانہ میں ابو الہندیل مستر کہ کار میں دسوار بصرہ میں تھا۔

شیخ مفید نے حکایت کی ہے کہ علی بن میثم نے ابو الہندیل سے پوچھا کیا تم
جانتے ہو کہ ابلیس ہر ام خیر سے نہیں کرتا ہے اور روکتا ہے اور ہر برے امر اور
شر کا حکم دیتا ہے۔ ابو الہندیل نے کہا ہاں تو کیا یہ ممکن ہے کہ شر اور برے امر کا

اسے جانے بغیر حکم کرے اور خیر و اچھائی سے نادانستہ طور پر بھنی کرے اس نے کہا کہ نہیں تو ابو الحسن نے کہا میں ثابت ہوا کہ ابلیس تمام خیر و شر اور اچھائی و بُرائی کو جانتا ہے۔ ابو ہندیل نے کہا جی ہاں تو ابو الحسن نے کہا کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کے اپنے امام کے متعلق بتاؤ کہ کیا وہ تمام خیر و شر اور اچھائیوں اور بُرائیوں کو جانتا تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں تو انھوں نے کہا پھر تو ابلیس تمہارے امام سے زیادہ عالم ہوا۔ ابو ہندیل مہبوت ہو کر لا جواب ہو گیا۔ اور معلوم ہونا چاہیے کہ میثم ہر جگہ پہلے میم کی زبر کے ساتھ ہے البتہ بعض نے میثم بن علی بحرانی شراح معج البلاغہ رفع اللہ مقامہ کا استشاد کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ میم کی فتح کے ساتھ ہے؟

شہادت رشید ہجری

رشید راء کے پیش کے ساتھ تصنیف کا صیغہ ہے اور ہجری فسوب ہے ہجر (ھ و جیم کی زبر کے ساتھ) کی طرف جو کہ بحرین کا ایک بہت بڑا شہر ہے یا اس تمام علاقے کو ہجر کہتے ہیں اور امیر المؤمنین نے اس کا نام رشید بلایا رکھا اور انھیں علم بلایا دینایا (مصائب والام اور اموات) کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے فلاں کی موت اس اس طرح ہو گی اور فلاں شخص اس اس طرح قتل ہو گا اور وہی ہونا جو وہ کہتے۔ میثم کے حالات میں گزر چکا ہے کہ انھوں نے حبیب ابن مظاہر کی شہادت کی خبر دی۔

اور وحید بہبہانی کے تعلیقہ میں سے مجھے اس طرح یاد آتا ہے کہ کُنفی نے انہیں ائمہ علیہم السلام کے دربانوں میں شمار کیا ہے۔

اور کتاب اختصا ص سے روایت ہوئی ہے کہ جب زیاد و عبید اللہ کا باپ شبید ہجری کی جستجو اور تلاش میں تھا تو وہ چھپ گئے۔ ایک دن ابراہیم کے پاس آئے وہ

اپنے مکان کے دروازہ پر اپنے دوستوں کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو رشید اس کے گھر میں چلے گئے ابوالاکر بہت زیادہ ڈرا اور اٹھ کر ان کے پیچھے گھر میں گیا اور کہا دے ہو تم پر تو نے مجھے قتل کر دیا ہے اور میرے بچوں کو قتل کیا ہے اور انھیں ہلاک و برباد کیا ہے۔ رشید نے کہا کہ کیا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ لوگ تجھے تلاش کر رہے ہیں اور تو آ کر میرے گھر میں چھپ گیا ہے اور جو لوگ میرے پاس تھے انھوں نے تجھے دیکھا ہے وہ کہنے لگے مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا تم مجھ سے استہزاء بھی کرتے ہو اور انھیں پکڑ کر ان کے ہاتھ باندھ دیے اور گھر میں بند کر کے دروازہ بند کر دیا اور اپنے دوستوں کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے یہ نظر آیا کہ ابھی کوئی بوڑھا شخص میرے گھر کے اندر داخل ہوا ہے۔ انھوں نے کہا ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ اس نے اپنے سوال کا تکرار کیا۔ سب نے کہا ہم نے نہیں دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا پھر اسے خوف ہوا کہ کہیں دوسرے لوگوں نے دیکھا ہو۔ زیادہ کے دربار میں گیا کہ تجسس کرے اور دیکھے کہ رشید کی بات کرتے ہیں اور اگر وہ آگاہ ہوں کہ میرے گھر میں گیا ہے تو اسے ان کے سپرد کر دوں پس اس نے زیادہ کو سلام کیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اس دوران اس نے رشید کو دیکھا کہ ایک خنجر پر سوار ہو کر زیادہ کے دربار کی طرف آ رہے ہیں جو نبی اس کی نگاہ ان پر پڑی تو اس کی حالت غیر ہو گئی اور پریشان ہو گیا اور اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ پس رشید خنجر سے اترے اور زیادہ کو سلام کیا زیادہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے معاف کر دیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پرچھنے لگا کہ کس طرح آنا ہوا اور گھروالوں کا کیا حال ہے اور راستہ میں کیا گزری اور رشید نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور تھوڑی دیر دیاں ٹھہر کر اٹھے اور واپس چلے گئے۔ ابوالاکر نے زیادہ سے کہا اے صلح اللہ الامیر۔ یہ بوڑھا کون تھا

تو اس نے کہا ہمارے بھائیوں میں شام کا رہنے والا ہے جو یہیں ملنے آیا تھا پس ابو ابراہیمؑ کھڑا ہو اور اپنے گھر میں آیا تو رشید کو گھر میں اسی حالت میں دیکھا کہ جس میں انھیں چھوڑ گیا تھا تو ابو ابراہیمؑ نے کہا اب جب کہ تیرے پاس یہ علم ہے کہ جو میں نے دیکھا ہے تو جو چاہو کرو اور جس طرح چاہو ہمارے پاس آؤ۔

مؤلف کہتے ہیں ابو ابراہیمؑ مذکور امیر المؤمنین کے اصحاب میں سے ہے اور برقی نے اسے یمن کے لوگوں میں سے آپ کے اصحاب میں اسے اشارہ کیا ہے۔ مثل ابی بن نباتہ، مالک، الشتر اور کبیل بن زیاد کے اور ابو ابراہیمؑ کا خاندان کتب رجال شیعہ میں مشہور ہے اور ان میں ائمہ کے راوی بہت سے ہیں مثلاً بشیر بن ابی شجرہ جو کہ دو نو مرین بن ابو ابراہیمؑ کے بیٹے ہیں اور اسحاق بن بشیر اور علی بن شجرہ اور حسن شجرہ سب کے سب مشاہیر وثقات امامیہ اور بزرگوں میں سے ہیں اور جو کچھ ابو ابراہیمؑ نے رشید کے ساتھ کیا یہ استخفاف کی بناء پر نہیں تھا بلکہ اسے اپنا ڈر تھا کیونکہ زیاد بن ابیہ سختی سے رشید اور ان جیسے امیر المؤمنین کے شیعوں کی تلاش میں تھا۔ انھیں شکنجہ دینے اور آزار پہنچانے کے لیے یا جو شخص ان کی اعانت کرے، انھیں مہمان رکھے یا پناہ دے۔ یہاں سے ہانی کی عظمت اور جرات دی معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے مسلم بن عقیل کی میزبانی قبول کی اور انھیں اپنے گھر میں پناہ دی اور اپنی جان ان پر قربان کی ”حلیب اللہ و انظرہ خطیرۃ قدسہ“

اور شیخ کشی نے ابو حیان بکلی سے رشید ہجری کی بیٹی قزاسے روایت کی ہے ابو حیان کہتا ہے کہ میں نے قزاسے کہا کہ جو کچھ تو نے اپنے باپ سے سنا ہے مجھے اس سے آگاہ کر۔ اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھے امیر المؤمنین نے خبر دی اور کہا کہ اسے رشید اس وقت تیرا صبر کیسا ہو گا جب یہ حرامزنا

کہ جسے بنی امیہ نے اپنے ساتھ ملحق کر لیا ہے تجھے بلائے گا اور تیرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ دے گا۔ میں نے عرض کیا اسے امیر المومنین انجام کار جنت ہے۔ فرمایا تو میرے ساتھ ہے دنیا اور آخرت میں۔ رشید کی بیٹی نے کہا کچھ زمانہ گزرا تھا کہ عبید اللہ بن زیادؓ وہ جو کہ اپنے آپ کو غیر باپ یا غیر کی طرف منسوب کرے ان کی طرف کسی کو بھیجا اور انھیں امیر المومنین سے بیزاری و بدانت کا حکم دیا تو انھوں نے امتناع و انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا کس طرح تو چاہتا ہے کہ میں تجھے قتل کروں۔ تو انھوں نے کہا میرے خلیل و دوست نے مجھے خبر دی ہے کہ مجھے تو ان سے بیزاری کا دعوت دے گا اور میں بیزاری اختیار نہیں کروں گا تو تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ دے گا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اس کے قول کو تھوٹا بناؤں گا اور کہا اسے لے آؤ۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے لیکن ان کی زبان رہنے دی انھیں اٹھا کر باہر لے جانے لگے تو میں نے کہا بابا جان اپنے اندر ان زخموں سے آپ دردموس کرتے ہیں تو کہا اسے بیٹا مجھے کوئی دردموس نہیں ہوتا مگر اس قدر کہ کوئی شخص لوگوں کے جم غفیر میں پھنس کر وباؤں میں ہو۔ جب ہم انھیں قعر سے باہر لے گئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تو رشید نے کہا کاغذ و دوات لے آؤ تاکہ میں تمہارے لیے وہ کچھ لکھ دوں جو قیامت کے دن تمک واقع ہونے والا ہے۔ پس اس نے تمام کو بھیجا کہ جس نے ان کی زبان بھی کاٹ دی اور اسی رات وہ وفات پا گئے۔

اد فضل بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المومنین اپنے اصحاب کے ساتھ ہرنی (کھجوروں کی ایک عمدہ قسم ہے) بستان کی طرف گئے اور کھجور کے ایک تنا

لے۔ عبید اللہ راوی کا سہو ہے صحیح وہی زیاد ہے۔

کے نیچے بیٹھ گئے اور آپ کے حکم سے اس کی کھجوریں چنی گئیں تودہ تازہ اور تو کھجوریں تھیں۔ اور وہ لے کر ان حضرات کے پاس رکھیں۔ رشید ہجری نے کہا اسے امیر المؤمنین یہ تازہ کھجوریں اس قدر عمدہ و اچھی ہیں تو آپ نے فرمایا اسے رشید تو اس کھجور کے درخت کے تنے کے ساتھ لٹکایا جائے گا۔ رشید کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ صبح و شام اس درخت کے پاس جاتا اور اس کو پانی دیتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین نے رحلت فرمائی۔ ایک دن میں اس کھجور کے درخت کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کی شاخیں کاٹ دی ہیں تو میں نے کہا کہ میری اہل قریب ہو چکی ہے۔ پس ایک دن میں آیا تو عرفیت یعنی محلہ کا نقیب میرے پاس آکر کہنے لگا امیر کی دعوت قبول کر۔ امیر کے پاس میں گیا اور میں قصر الامارہ میں داخل ہوا اس درخت کی کٹڑی میں نے دیکھی کہ وہاں لاکر ڈالی گئی ہے دوسرے دن آیا اس درخت کے دوسرے حصہ کو میں نے دیکھا کہ اسے کنوئیں کے دونوں اطراف میں نصب کیا ہے اور اس پر چرخی ڈال کر پانی کھینچ رہے ہیں۔ میں نے کہا میرے دوست نے جھوٹ نہیں بولا۔ پس (نقیب) آیا اور کہا کہ امیر کی دعوت اور اس کے بلاوے پر آؤ۔ میں آیا اور قصر میں داخل ہوا اور اس کٹڑی کو دیکھا کہ پڑی ہے اور کنوئیں کی چرخی کے پائے کو میں نے وہاں دیکھا پس میں اس کے قریب گیا اور اس پر پاؤں مارا اور کہا تو میرے بیسے پڑے کی گئی ہے اور میرے لیے اُگی ہے۔ پس مجھے زیادہ کے پاس سے گئے تو اس نے کہا کہ اپنے صاحب دساتھی کے کچھ جھوٹ سناؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ وہ جھوٹے تھے مجھے آنجناب نے خبر دی تھی کہ تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹے گا تو وہ یسین کہنے لگا خدا کی قسم میں اس کی بات کو جھوٹا کر دیتا ہوں۔ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سے باہر لے جاؤ۔ جب لوگ انہیں باہر لے

گئے تو رشید نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور عجیب و غریب باتیں کرنے لگے اور کہتے تھے ”مجھ سے پوچھو کہ میرے

پاس اس قوم کا قرض ہے جو انھوں نے وصول نہیں کیا۔ پس ایک شخص زیادہ کے پاس گیا اور کہا یہ کونسا کام تو نے کیا ہے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے ہیں اور اس نے لوگوں کو عجیب و غریب باتیں سنانی شروع کی ہیں۔ زیادہ نے کہا اسے واپس لے جاؤ۔ ابھی قمر کے دروازے پر پہنچے تھے واپس لے آئے اور اس نے حکم دیا کہ ان کی زبان کاٹ کر انھیں سولی پر لٹکا دیا جائے۔

اور شیخ مفید نے زیاد بن نصر حارثی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں زیاد کے پاس تھا کہ اچانک رشید ہجری کو لے آئے۔ زیاد نے ان سے کہا تیرے صاحب یعنی علیؑ نے تجھے کہا ہے کہ ہم تیرے ساتھ کیا کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے سولی پر لٹکا دو گے۔ زیاد نے کہا خدا کی قسم میں اس کی بات کو جھوٹا کر دوں گا اس کو جھوٹا دو چلا جائے۔ جب رشید نے باہر جانا چاہا تو کہا خدا کی قسم کوئی چیز اس کے لیے اس سے بدتر میں نہیں پاتا کہ جو اس کے صاحب نے خبر دی ہے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو سولی پر لٹکا دو۔ رشید نے کہا میہات (دور کی بات ہے) ابھی ایک اور چیز بھی رہتی ہے کہ جس کی امیر المؤمنین نے مجھے خبر دی ہے۔ زیاد نے کہا اس کی زبان بھی کاٹ دو۔ تو رشید نے کہا کہ اب امیر المؤمنین کی خبر پوری ہوئی ہے اور ان کی سچائی کی دلیل ظاہر ہو گئی۔ مترجم کہتا ہے کہ ان کی سزا کی ایک دوسرے سے مشابہت سے تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایک زمانہ میں عام طور پر سزائیں ایک جیسی ہوتی ہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں سولی پر لٹکانا ہے۔ اس وقت ہاتھ پاؤں کاٹنا تھا۔

شہادت حضرت ہجر بن عدی عمر بن حنظلہ (رضی اللہ عنہما)

ہجر (عام جو نقطہ کے بغیر ہے) کی پیش اور جیم کے سکون کے ساتھ) امیر المؤمنین کے اصحاب اور ابدال میں سے ہیں اور انہیں ہجر الخیر کہتے تھے۔ زہد و تقویٰ اور کثرت عبادت اور نماز کے ساتھ مشہور تھے۔

علماء نے حکایت کی ہے کہ ہر شبانہ روز وہ ہزار رکعت نماز پڑھتے اور فضلاء صحابہ میں سے تھے اور سفر سنی کے باوجود ان کے بزرگان میں شمار ہوتے تھے جنگ صفین میں قبیلہ کندہ کے امیر تھے اور جنگ نہروان کے دن امیر المؤمنین کی فرج کے میسرہ کے رئیس دکانڈر تھے۔

اور فضل بن شاذان نے کہا ہے کہ وہ بزرگ تابعین اور زہاد و پرہیزگاروں کے رؤساء و سرداروں میں سے تھے۔ جناب بن زہیر قاتل جادوگر اور عبد اللہ بن بدیل و ہجر بن عدی و سلیمان بن صر و مسیب بن نجہ و علقمہ و سعید بن قیس اور ان جیسے بہت سے افراد ہیں کہ جنہیں (دشمنانِ دین سے) جنگ سے ختم کر دیا دوبارہ زیادہ ہو گئے یہاں تک کہ امام حسین کے ساتھ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ منیر بن شعیب جب کوفہ کا گورنر ہوا تو وہ منبر پر کھڑا ہو جاتا اور امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابیطالب اور ان کے شیعوں کی مذمت کرتا اور انہیں گامیاں بکتا اور عثمان کے قتل کرنے والوں پر نفرین و لعنت کرتا اور پروردگار سے عثمان کے لیے طلب مغفرت کرتا اور اسے پاکیزگی کے ساتھ یاد کرتا تو ہجر کھڑے ہو جاتے اور کہتے یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء اللہ ولوعلیٰ انفسکم۔

”اے ایمان والو قسط و عدل پر برقرار رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو اگرچہ تمہارے نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو“

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ شخص کہ جس کی تم مذمت کرتے ہو وہ اس سے بڑا دہتر ہے کہ جس کی مدح کرتے ہو اور جس کو اچھائی کے ساتھ یاد کرتے ہو وہ مذمت کا زیادہ مستحق ہے اس سے کہ جس پر عیب لگاتے ہو، منیرہ ان سے کہتا اے حجر وائے ہونم پر اس عمل سے دستبردار ہو جاؤ اور بادشاہ کے غضب اور اس کی سطوت سے ڈرو کیونکہ تجھ ایسے بہت سے مار ڈالے گئے اس کے علاوہ ان سے متعرض نہ ہوتا۔ اس طرح معاملہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک دن منیرہ منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا اور اس کی زندگی کے آخری دن تھے۔ پس اس نے حضرت علیؑ کو گالی دی اور انجناب اور آپ کے شیعوں پر نفرین و لعنت کی۔ حجر کو دپکے اور بلند آواز سے پکارا کہ جیسے مسجد والوں اور مسجد سے باہر والوں نے سنا، اور اسے شخص تو نے نہیں جانتا کہ کسی شخص کو توڑا ہوا کہتا ہے اور کس قدر تو امیر المؤمنینؑ کی مذمت پر حریص ہے اور نابکاروں کی تعریف و توصیف پر“

سن پچاس ہجری میں منیرہ ہلاک ہوا (اپنے انجام کو پہنچ گیا) پس بعہ اور کوفہ دونوں زیادہ کے سپرد ہو گئے اور زیادہ کوفہ میں آیا۔ اور حجر کی طرف کسی کو بھیجا اور وہ اُسے اور اس سے پہلے اس کی ان سے دوستی تھی اور کہا مجھے بتا چلا ہے کہ تو منیرہ کے ساتھ ساتھ کیا کرتا تھا اور وہ بڑبڑا رہی سے کام لیتا تھا لیکن میں خدا کی قسم اس قسم کی باتوں کا تحمل نہیں رکھتا اور تو نے مجھے دیکھا ہے اور پہچانا ہے کہ میں علیؑ کا دوست تھا اور ان سے مودت رکھتا تھا لیکن خدا نے اسے میرے سینے سے بد دیا ہے اور اسے دشمنی اور بغض دیکھنے میں بدل دیا ہے اور جو

کچھ تو نے جانا اور پہچانا تھا معاویہ کے کینہ اور دشمنی میں سے اسے پلٹ دیا ہو اور دوستی و مودت میں مبدل کر دیا ہے اگر تم سیدھے رہے تو تیری دنیا و دین سالم رہ جائیں گے اور اگر وائیں بائیں ہاتھ مارا تو اپنے آپ کو ہلاک کر دو گے اور منہارا خون رائیگاں جائے گا اور میں پسند نہیں کرتا کہ کسی اقدام سے پہلے انتقام لوں اور سزا دوں اور بغیر کسی چیز کے مواخذہ کر دوں۔ خدایا گواہ رہنا۔ تو حجر نے کہا کبھی بھی امیر عجم سے نہیں دیکھے گا مگر وہ کچھ کر جسے پسند کرے اور میں اس کی نصیحت کو قبول کرتا ہوں اور اس کے ہاں سے باہر چلے آئے اور انتہائی خوف زدہ تھے اور احتیاط سے کام لیتے اور زیادہ انھیں اپنے پاس بلانا اور انکا احترام کرنا اور شیعہ حجر کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے اور زیادہ دوسریاں بصرہ میں گذارتا تھا اور گرمیاں کو فہ میں اور بصرہ میں اس کا قلم مقام سمروہ بن جندب تھا۔ اور کو فہ میں عمرو بن حریث تو عمارہ بن عقبہ نے زیاد سے کہا کہ حجر کے پاس شیعہ جاتے ہیں اور اس کی باتیں سنتے ہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ آپ کے باہر جانے کے وقت یہ شور و غوغا پا کر میں زیادہ انھیں بلا یا خوف دلایا اور سختی سے ڈرایا دمکایا اور بصرہ چلا گیا اور عمرو بن حریث کو اپنی جانشینی کے لیے کو فہ میں چھوڑا اور شیعہ حجر کے پاس جاتے تھے اور وہ خواب آتے یہاں تک مسجد میں بیٹھتے اور شیعہ بھی ان کے پاس آ۔ میٹھتے اور مسجد کی تنہائی یا آدھا حصہ گھیر لیتے اور دیکھنے اور نظارہ کرنے والے ان کے گرد ہوتے۔ چنانچہ مسجد کو چر کر لیتے پھر وہ زیادہ ہو گئے اور ان کی صدا و پکار اور شور و غل زیادہ ہو گیا اور انھوں نے معاویہ کی مذمت اور اسے گالیاں دینے اور زیادہ کو برا بھلا کہنے کی آواز بلند کی۔ عمرو بن حریث تک یہ خبر پہنچی تو وہ منبر پر گیا اور شہر کے اشراف و بڑے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔

انہیں اس نے فرمانبرداری کا حکم دیا اور مخالفت سے ڈرایا۔ پس حجر کے ساتھیوں کا ایک گروہ تکبیر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور بڑا بھلا کہتا ہوا عمرو بن حریث کے قریب پہنچ گیا اور اسے سنگریزے مارے اور بڑا بھلا کہا یہاں تک کہ وہ منبر سے اتر آیا اور قصر میں چلا گیا اور اس کا دروازہ بند کر لیا اور یہ خبر زیاد کو کھو بھیجی۔ جب زیاد کو خط ملا تو اس نے کعب بن مالک کا شتر بطور مثال پٹھا۔ "فلما عذوا بالعرض قال سراقنا، علام اذا لم نمنع العرض" "جب وہ صبح کی قوت کھیت میں گئے تو ہمارے سرداروں نے کہا کہ اگر ہم کھیت کی حفاظت نہیں کر سکتے تو پھر کس لیے زراعت کریں؟" پھر کہا کہ اگر میں کوفہ کو حجر کی مشکل سے نہیں بچا سکتا اور اس کو دوسروں کے لیے عبرت نہیں بنا سکتا تو میں کچھ بھی نہیں، وائے ہے تیری ماں کے لیے اسے حجر میں تجھے بھیڑیے کے پاس بھیجوں گا "لقد سقط بك العشاء علی سر جان" "تجھے رات کے کھانے نے بھیڑیے پر جا گرایا" یہ عبارت ضرب المثل ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص رات کے کھانے کی تلاش میں نکلا اور خود بھیڑیے کی خوراک ہو گیا۔ پھر وہ کوفہ آیا اور قصر میں داخل ہوا جب باہر نکلا تو سندس کی تباہی ہوئے اور خزینہ کی روانہ ہوئے پر ڈالے ہوئے تھا اور حجر مسجد میں بیٹھ ہوئے تھے اور ان کے ساتھی ان کے گرد جمع تھے پس زیاد منبر پر گیا اور خطبہ دیا اور لوگوں کو ڈرایا دھمکایا اور اشراف کوفہ کو حکم دیا کہ تم میں سے ہر ایک اس جماعت کے پاس جائے جو حجر کے گرد بیٹھے ہیں اور اپنے بھائی کے بیٹے اور رشتہ اور اپنے قبیلہ کے ہر اس شخص کو کہ جسے کہہ سکتے ہو اور جو تمہاری بات مانتا ہے اپنی طرف بلاؤ تاکہ جتنا کر سکتے ہو اس کے پاس سے لوگوں کو اٹھاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور حجر کے ساتھیوں کو اٹھا دیا یہاں تک کہ زیادہ تر لوگ پرانگندہ ہو گئے جب

زیاد نے دیکھا کہ لوگوں کی کثرت میں کمی ہو گئی ہے تو شہاد بن بیثم مہدانی پولیس افسر سے کہا کہ حجر کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ پس شہادان کے پاس آیا اور کہا امیر کے بلا دے اور دعوت کو قبول کرو۔ حجر کے ساتھیوں نے کہا: لا والله ولا نعمۃ عین۔ - نہیں خدا کی قسم اور نہ سزا نکھوں پر (جیسا کہ ایرانی اظہار اطاعت کے مقام پر کہتے ہیں۔ چشم عربی زبان میں اظہار تفریت کے لیے بھی اور نافرمانی کے لیے بھی کہتے ہیں) "نعمۃ عین ولا نعمۃ عین"۔

یہ اس کی دعوت و بلا دے کو قبول نہیں کرتے۔ شہاد نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تلوار کی پشت سے حملہ کرو انہوں نے تلواریں ہاتھ میں لے کر حملہ کر دیا اور تلوار کی پشت سے مار مار کر حجر کو گرفتار کر لیا اور ایک شخص کہ جسے جبر بن عبید کہتے تھے وہ تلوار کی پشت سے عمرو بن حق کو مارنے لگا چنانچہ وہ گر گئے اور دو شخص ازہ قبیلہ کے ابوسفیان بن عویل اور عجلان بن ربیعہ انہیں اٹھا کر عبید اللہ بن سعد ازہی کے گھر لے گئے اور وہیں چھپے رہے یہاں تک کہ کوفہ سے باہر نکل گئے۔ باقی رہے حجر تو عمر بن زید کلبی نے انہیں کہا جو کہ ان کے ساتھیوں میں سے تھا ایسا شخص کہ جس کے پاس تلوار ہو میرے علاوہ نہیں ہے اور اکیلی میری تلوار سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو حجر نے کہا تو اس امر میں تیری کیا رائے ہے اس نے کہا یہاں سے اٹھو اور اپنے گھر والوں میں جاؤ تاکہ آپ کی قوم آپ کی حفاظت کرے چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور زیاد و منبہر پر ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور اس نے کہا کہ قبیلہ مہدان، تمیم، اور بغیض کی اولاد، مذحج، اسد اور غطفان کھڑے ہو جائیں قبیلہ کندہ کے قبرستان کی طرف جا کر وہاں سے حجر کی طرف جائیں اور اسے لے آئیں جب حجر گھر میں پہنچے اور اپنے یارو انصار کی قلت دیکھی تو ان سے کہا تم لوگ

واپس چلے جاؤ کیونکہ تم اس قوم کے مقابلہ کی توانائی نہیں رکھتے جو تم پر اجتماع کر کے آئی ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ تمہیں معترض ہلاکت میں ڈالوں پس وہ چلے گئے تاکہ اپنے گھروں کو پلٹ جائیں۔ مذحج اور ہمدان کے سواروں کی ان سے برخورد ہوئی۔ کچھ دیر زد و خورد کی۔ قیس بن زید اسیر ہو گیا اور باقی افراد بھاگ گئے۔ پس حجر نے قبیلہ کندہ میں سے بنی حرب کی راہ لی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص کہ جس کا نام سلیمان بن یزید تھا اس کے گھر کے دروازے تک پہنچے اور اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور وہ لوگ ان کی تلاش میں سلیمان کے گھر کے دروازے تک پہنچ گئے۔ سلیمان نے اپنی تلوار اٹھالی اور چاہا کہ باہر آئے اس کی بیٹیاں رونے لگیں اور حجر اسے مانع ہوئے پھر اسی گھر کے ایک روشن دان سے باہر نکلے اور قبیلہ کندہ کی بنی العنبر شاخ کے گھروں کی طرف گئے اور عبداللہ بن حارث مالک اشتر کے بھائی کے گھر میں داخل ہوئے اور عبداللہ ان کے لیے بستر اور فرش بچھائے اور کشادہ روٹی اور خوشی سے انہیں قبول کیا اچانک کوئی شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ پولیس کے سپاہی محلہ نخع میں آپ کے متعلق پرچہ گوجھ کر رہے ہیں کیونکہ ادمانامی سیاہ رنگ کی کینیز نے انہیں دیکھا تھا اور کہا تھا کہ حجر قبیلہ نخع میں ہے۔ لہذا ان کی طرف جاؤ پس حجر عبد اللہ اس طرح سے کہ کسی شخص نے انہیں نہ پہچانا سوار ہوئے اور رات رات رمیہ بن ناجذاز دی کے گھر جا اترے اور جب پولیس رہ گئی اور ان تک دسترس حاصل نہ کر سکی تو زیاد نے محمد بن اشعث کو بلایا اور کہا خدا کی قسم یا تو حجر کو ہر صورت میں سے آؤ ورنہ میں تمہارا کوئی کعبور کا درخت نہیں چھوڑوں گا مگر یہ کہ اسے کاٹ دوں گا اور تیرا کوئی گھر نہیں چھوڑوں گا مگر اسے ویران کر دوں گا اور اس کے باوجود مجھ سے جان

بچا نہیں سکے اور میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ محمد نے کہا مجھے کچھ مہلت دیجئے تاکہ میں اس کو تلاش کر لوں۔ زیاد نے کہا میں تجھے تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر اس نے آیا تو فہما درمزا اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرنا اور محمد کو زندان کی طرف لے گئے اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اسے سختی کے ساتھ کھینچتے تھے۔ پس حجر بن یزید کندی نے جو کہ بنی مرہ مکی شاخ سے تھا زیاد سے کہا اس سے ضامن لے کر اسے چھوڑ دو۔ زیاد نے کہا تم ضامن ہوتے ہو اس نے کہا ہاں تب اسے رہا کیا۔ اور حجر بن عدی با شبانہ روز (چربی) گھنٹے) رہید کے گھر رہے پھر شینامی غلام جبر اہل اصفہان میں سے تھا ابن اشعث کے پاس بھیجا اور اسے پیغام دیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اس ظالم دستگیر جابر۔ و ہٹ دھرم نے تجھ سے کیا سلوک کیا ہے اس کے معاملہ میں ڈرو نہیں کیونکہ میں خود تمہارے پاس آ جاؤں گا اور تم اپنے قبیلہ کے چند افراد کے ساتھ اس کے پاس جاؤ اور اس سے خواہش کرو کہ مجھے مہلت دے اور معاویہ کے پاس بھیج دے اور میرے بارے میں معاویہ اپنی رائے دیکھ لے۔ پس محمد بن حجر بن یزید، حجر بن عبد اللہ اور مالک اشتر کے بھائی عبد اللہ کو لیا اور یہ اکٹھے زیاد لعین کے پاس گئے اور جو کچھ حجر نے چاہا تھا اس کی زیاد سے درخواست کی۔ زیاد نے قبول کر لیا۔ انہوں نے حجر کی طرف قاصد بھیجا اور انہیں آگاہ کیا وہ آئے اور زیاد کے دربار میں چلے گئے۔ زیاد نے حکم دیا اور انہیں زندان میں ملے گئے۔ ان کے بدن پر لٹکا سا لباس تھا جبکہ صبح کا وقت تھا اور سردی تھی اور انہیں دس راتیں قید رکھا اور زیاد حجر کے ساتھیوں کے رؤساء اور سرداروں کی تلاش میں تھا اور بہت زیادہ کوشش کرتا تھا اور بھاگ رہے تھے اور جیسے کپڑا سکھا اسے گرفتار کر لیا یہاں تک کہ ان میں سے بارہ افراد قید کر دیے گئے اور

رُوساء ارباع یعنی شہر کے چاروں حصوں کے رُوساء کو بلایا۔ وہ آئے تو کہا کہ حجر کے خلاف گواہی دو جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور وہ عمرو بن حربیث، خالد بن عظم، قیس بن ولید اور ابو بردہ ابو موسیٰ اشجری کا بیٹا تھے اور انھوں نے گواہی دی کہ حجر فوج جمع کر رہا تھا اور حلیفہ کو علنی گالیاں دیں اور زیاد کو برا بھلا کہا اور ابو تراب کی بے گناہی کا اظہار کیا اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور ان کے دشمن سے بیزاری کی اور قدام افراد جو حجر کے ساتھ ہیں اس کے ساتھیوں کے سردار اور اس کی رائے اور عقیدہ پر ہیں۔ پس زیاد نے انہی شہادت کو دیکھا تو کہا کہ میں اسے قاطع اور دو ٹوک شہادت نہیں سمجھتا اور یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ گواہ چار سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ پس ابو بردہ نے کھٹا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ شہادت ہے کہ جو ابو بردہ بن ابو موسیٰ نے دی ہے عاملین کے پروردگار خدا کے لیے، گواہی دی ہے کہ حجر بن عدی اطاعت سے نکل گیا ہے اور جماعت سے الگ ہو گیا ہے۔ حلیفہ پر لعنت کی ہے اور لوگوں کو جنگ و فتنہ کی دعوت دی ہے اور فوج اکٹھی کر رہا ہے اور انھیں بیعت توڑنے اور امیر... معاویہ کو معزول کرنے دیتا اور خدا کا منکر اور کافر ہو گیا ہے ناحش و رسول خدا کی بنا پر۔ زیاد نے کہا اس طرح شہادت اور گواہی دو۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ اس نیا نیکار اور بے عقل و فرد کی گردن اٹا دی جائے پس تین دوسرے محلہ دار کے رُوساء نے بھی ایسی ہی گواہی دی ہے اور لوگوں کو بلایا اور کہا کہ جس طرح چاروں علاقوں کے رُوساء نے گواہی دی ہے وہ بھی دیں۔ پس ستر افراد نے گواہی دی کہ جن میں اسحاق، موسیٰ اور اسماعیل طلحہ بن عبید اللہ کے بیٹے اور منذر بن زبیر، عمارہ بن عقبہ، عبدالرحمن بن مبارک، عمر بن سعد، دانی بن حجر حضرمی، طرار بن ہبیرہ، شداد بن

منذر جو کہ ابن بزیعہ کے نام سے مشہور تھا اور حجار بن ابجر علی، عمرو بن حجاج، لمید بن عطار، محمد بن عمیر بن عطار، اسماء بن خارجہ، شمر بن ذی الجوشن، زحر بن قیس جعفی، شہد بن ربیع۔ سماک بن خرمہ اسدی سماک مسجد والا اور یہ مسجد ان چار مسجدوں میں سے ایک ہے کہ جو کوفہ میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے شکرانے کے طور پر بنائی گئی تھی۔ دو اور افراد کے نام بھی گولہوں میں انھوں نے مکھے لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ شریح بن حارث قاضی اور شریح بن ہانی شریح بن حارث نے تو کہا کہ مجھ سے حجر کا حال انھوں نے پوچھا تو میں نے کہا وہ ہمیشہ روزہ دار تھا اور راتیں عبادت میں بسر کرتا تھا۔ اور شریح بن ہانی نے کہا مجھ سے پورے مہینے انھوں نے میری گولی لکھی تھی۔ جب مجھے خبر ملی تو میں نے اس کی تکذیب کی۔ پھر زیاد نے یہ شہادت نامہ کثیر بن شہاب اور وائل بن حجر کے سپرد کیا اور انھیں حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ انھیں باہرے جاؤ۔ رات کو وہ باہرے جائے گئے اور وہ چودہ افراد تھے۔ اور پاسان و محافظان کے ہمراہ روانہ کئے یہاں تک کہ جب عزم کے قبرستان تک پہنچے جو کہ کوفہ میں ایک جگہ ہے تو قبیلۃ بن ضبیہ عسی حجر کے ساتھیوں میں سے ایک جو کہ قیدیوں میں سے تھا کی نگاہ اپنے گھر پر پڑی اچانک اس نے دیکھا اس کی بیٹیاں چھت پر سے دیکھ رہی ہیں تو اس نے وائل اور کثیر سے کہا مجھے گھر کے قریب لے جاؤ تاکہ میں وصیت کر لوں۔ وہ اسے گھر کے قریب لے گئے۔ جب وہ بیٹیوں کے قریب گیا تو وہ رونے لگیں۔ کچھ دیر وہ خاموش رہیں۔ پھر کہا خاموش رہو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر اس نے کہا خدا سے ڈرو اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ میں اپنے پروردگار سے اس راستہ

میں خیر کی امید رکھتا ہوں، وہ ابھی چیزوں کی یا میں قتل کیا جاؤں گا جو کہ بہترین سزا ہے یا سلامتی کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا۔ وہ ذات جو تہیں روزی دیتی تھی اور تمہارے خلع کی کفایت کرتی تھی وہ خدا تبارک و تعالیٰ ہے اور وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہیں ضائع نہیں کرے گا اور مجھے تمہارا وہب سے محفوظ رکھے گا پھر وہ پلٹ آیا اور اس کی قوم اس کے لیے دعا کرتی رہی کہ خدا اسے سلامت رکھے پس وہ گئے مرج عذرا تک جو کہ دمشق سے چند میل پہلے ہے وہاں انھیں ٹھہرایا گیا اور معاویہ نے دانی اور کثیر کی طرف کسی کو بھیجا اور ان دونوں کو دمشق لایا ان کا خط کھولا اور اہل شام کے سامنے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، معاویہ بن ابوسفیان امیر المؤمنین کی طرف زیاد بن ابوسفیان کی جانب سے اباہد خلا نے امیر المؤمنین پر نفرت کو تمام کیا اور ان کے دشمن کو ان کے سپرد کیا اور اہل بغی و سرکشی کی زحمت کی کفایت کی۔ یہ ان گمراہ کرنے والوں ابو تراب کے شیعوں اور بڑا بھلا کہنے والوں نے کہ جن میں سے حجر بن عدی ہے امیر المؤمنین کو معزول قرار دیا اور ان کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو گئے ہیں اور جنگ برپا کرنا چاہتے تھے لیکن خدا نے انھیں خاموش کیا ہے اور ہمیں ان پر کیا دی ہے اور میں نے شہر کے نیک و صالح اشراف و بزرگان اور عقلمند و خردمندوں اور رہنماؤں کو بلایا ہے یہاں تک کہ جو انھوں نے دیکھا ہوا تھا اور جو کچھ وہ جانتے تھے اس کی گواہی دی اور ان لوگوں کو میں نے امیر المؤمنین کی طرف بھیجا ہے اور اہل شہر کے پارسا اور نیک لوگوں کی گواہی اس خط کے نیچے لکھی ہے۔ جب معاویہ نے یہ خط پڑھا تو شام کے لوگوں سے کہا ان اشخاص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ یزید بن اسد بجلی نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ انھیں شام کی مختلف مستبوں

میں پرانہ کر دی تاکہ اہل کتاب کے پرکش لوگ ان کے شر سے کفایت کریں اور حجر نے معاویہ کی طرف کسی شخص کو بھیجا اور کہا کہ امیر سے کہو کہ اس کی بیعت پر قائم ہوں اور اسے میں فسخ نہیں کیا۔ جب حجر کا پیغام معاویہ تک پہنچا تو اس نے کہا کہ زیاد ہمارے نزدیک حجر سے زیادہ سچا ہے پس ہدرب بن فیاض قضاعی انور کو دو دوسرے افراد کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ حجر اور ان کے ساتھیوں کو رات کے وقت معاویہ کے پاس لے آئے اور ہدرب ایک آنکھ سے اندھا تھا۔ کریم بن عقیف خثمی نے جب اسے دیکھا تو اس نے کہا کہ ہم میں سے آدھے قتل کر دیے جائیں گے اور آدھے نجات پائیں گے۔ پس معاویہ کا قاصد ان کے پاس آیا اور چھ افراد کی رہائی کا فرمان دیا کہ جن کی رؤسہام شام میں سے معاویہ کے اصحاب سرور راز میں سے ایک نے ان کی سہارا کی تھی اور دوسرے آٹھ افراد کو روک لیا اور معاویہ کے بھیجے ہوئے اشخاص نے ان سے کہا معاویہ نے حکم دیا ہے کہ ہم علی سے بیزاری اختیار کرنا اور اس پر لعنت کرنا تمہارے سامنے پیش کریں اگر تم نے قبول کر لیا تو تم سے ہم دستبردار ہو جائیں ورنہ تمہیں قتل کر دیں اور امیر... کہتا ہے کہ تمہارا قتل کرنا ہم پر حلال، تمہارے شہر والوں کی تمہارے خلاف شہادت دینے کی بنیاد پر لیکن امیر... نے بخشش کی ہے اور درگزر سے کام لیا ہے تم اس شخص (علیؑ) سے بیزاری اختیار کرنا کہ تمہیں چھوڑے انہوں نے کہا ہم یہ کہہ نہیں کریں گے پس اس کے حکم سے ان کے زنجیر کھول دیے گئے اور کفن سے آئے وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور ساری رات نماز و عبادت میں گزار دی جب صبح ہوئی تو معاویہ کے ساتھیوں نے کہا گذشتہ رات میں نے تمہیں دیکھا کہ بہت زیادہ نماز تم نے پڑھی اور اچھی دعا کی ہے تو ہمیں بتاؤ کہ عثمان کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے انہوں نے کہا کہ وہ پہلا شخص تھا کہ جس نے

غیر منصفانہ حکم کیا اور غلط رفتار پر چلا تو وہ کہنے لگے امیر... تمہیں بہتر پہچانتے ہیں۔ پس وہ کھڑے ہو گئے اور کہا کیا اس مرد (حضرت علیؑ) سے بیزاری اختیار کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم ان کے دوست و محبت ہیں تو معاویہ کے قاصدوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک شخص کو پکڑ لیا تاکہ اسے قتل کرے حجر نے ان سے کہا اتنی بہت دیکھ دو کہ ہمیں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی وضو نہیں کیا مگر یہ کہ اس کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ انھوں نے نماز پڑھی اور سلام کے بعد کہا کبھی بھی میں نے اس سے زیادہ مختصر نماز نہیں پڑھی اور اگر اس چیز کا ڈرنہ ہوتا کہ تم خیال کرو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں دوست رکھتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ دیر نماز پڑھوں پس بدر بن خیاض اور ان کی طرف تلوار لے کر بڑھا تو حجر کے کندھے کا پھنسنے لگے تو بدبے نے کہا کہ تو خیال کرتا تھا کہ تو موت سے نہیں ڈرتا اپنے صاحب (علیؑ) سے بیزاری اختیار کرنا کہ میں تجھے چھوڑ دوں۔ حجر نے کہا کیوں بزرع و فزع نہ کروں جبکہ کھدی ہوئی قبر کھلا ہوا کفن اور کھینچی ہوئی تلوار دیکھ رہا۔ خدا کی قسم اگرچہ میں بزرع و فزع کرتا ہوں لیکن کوئی ایسی بات نہیں کہتا کہ پروردگار کو غضب ناک کرے پس اس یمن نے حجر کو قتل کر دیا، رضوان اللہ علیہ!

مؤلف کہتے ہیں کہ یہاں ایک حدیث میرے دل میں آئی ہے کہ حجر امیر المؤمنینؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ضرب کھانے کے بعد پس آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا فیما سفی علی المولی التقی ابی الاظہار حیدرۃ الزکی "پس ہائے افسوس اس مولیٰ پر جو تقی پاکیزہ حضرت کا باپ حیدر روز کی و پاکیزہ ہے؟ امیر المؤمنینؑ نے ان کی طرف دیکھا اور ان کے اشارے سے تفرمایا اس وقت تیری کیا حالت ہو گی جب تجھے مجھ سے بیزاری کی

دعوت دیں گے اور تم کیا کہو گے۔ تو جبر نے کہا اے امیر المومنین اگر مجھے تمھارے ٹکڑے ٹکڑے ہی کر دیں اور آگ روشن کر کے مجھے اس میں پھینک دیں تو اسے میں آپ سے بیزاری اختیار کرنے پر ترجیح دوں گا۔ آپ نے فرمایا تجھے ہر کام غیر کی توفیق نصیب ہوا اور خدا تجھے تیرے پیغمبر کے اہل بیت کی طرف سے جزائے خیر دے اے جبر۔

پھر وہ طاعین آگے بڑھے اور ایک ایک کر کے جبر کے ساتھیوں کو قتل کرنے لگے یہاں تک کہ چھ افراد شہید ہو گئے۔ عبدالرحمن بن حسان عنزی اور کریم بن نشتمی رہ گئے تھے انھوں نے کیا ہمیں امیر... کے پاس سے جاؤ اور ہم اس شخص (علیؑ) کے بارے میں وہ کچھ کہیں گے جس کا وہ حکم دے گا تو انھوں نے ان افراد کو معاویہ کے پاس بھیج دیا جب نشتمی معاویہ کے دربار میں داخل ہوا تو اس نے کہا اللہ اللہ! اے معاویہ تو اس فانی گھر سے آخرت کے باقی رہنے والے گھر کی طرف جانے لگا اور تجھ سے پوچھیں گے کہ تو نے ہمارا خون کیوں بہایا۔ معاویہ نے کہا علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو اس نے کہا میرا قول تیرے والا قول ہے۔ میں علیؑ کے دین سے بیزاری اختیار کرتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ خدا کی پرستش کرتا تھا اور شمر بن عبداللہ نشتمی اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی سفارش کی جس پر معاویہ نے اسے معاف کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ اسے ایک ماہ تک زندان میں رکھے گا اور جب تک معاویہ زندہ ہے وہ کرفے نہیں جائے گا۔

پھر اس نے عبدالرحمن بن حسان کی طرف رخص کیا اور اس نے کہا اے قبیلہ بصریہ کے بھائی تم علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جناب ان لوگوں میں سے تھے کہ جو زیادہ خدا کا ذکر کرتے ہیں اور امر بالمعروف

اور نہی از منکر کرتے ہیں اور لوگوں کی نافرمانیوں سے درگزر کرتے ہیں۔ معاویہ نے کہا ان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا وہی پہلا شخص تھا کہ جس نے ظلم و ستم کا باب کھولا اور سچائی و راستی کے دروازے بند کیے۔ معاویہ نے کہا تو نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ اس نے کہا بلکہ میں نے تجھے قتل کیا۔ پس معاویہ نے اسے زیاد کی طرف واپس بھیجا اور لکھا کہ یہ شخص ان تمام افراد سے بدتر ہے کہ جنہیں تو نے بھیجا ہے اس کو ایسا عتاب و عذاب کر کہ جس کے وہ لائق ہے اور اسے بدترین طریقہ پر قتل کر۔ جب اس مظلوم کو زیاد کے پاس لے آئے تو اسے قیس ناطف کے پاس بھیجا کہ جس یمن نے اسے زندہ درگور کیا پس وہ تمام افراد جو شہید کیے گئے سات افراد تھے (۱) حجر بن عدی (۲) شریک بن شداد حضرمی۔ (۳) سبئی بن شبل شیبانی (۴) قبیسہ بن ضبیہ عسبی (۵) محرز بن شباب منقری (۶) کدام بن حیان عنزی (۷) عبدالرحمن بن جابر عنزی۔ قبیسہ تاف کی زبر کے ساتھ اور ضبیہ ضاد کی پیش اور باد کی زبر کے ساتھ اور محرز مہم کی زبر اور حاء کے ساکن ہونے اور باد کی زبر کے ساتھ اور منقر مہم کی زبر نون کے ساکن اور تاف کی زبر کے ساتھ اور کرام کاف کی زبر اور عنقر دوزبوں کے ساتھ ہے مؤلف کہتا ہے کہ حجر کا شہید ہونا مسلمانوں کی نظر میں بہت عظیم نظر آیا اور انہوں نے معاویہ کی بہت مذمت کی اور اس کا برا منایا۔ ابوالفرج اصفہانی کہتا ہے ابونعنف نے کہا کہ مجھ سے ابن ابوزائدہ نے ابواسحاق سے حدیث کی ہے اس نے کہا کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ پہلی ولایت در سوانی جو کوفہ کے لوگوں پر آئی وہ حجر کا شہید ہونا اور زیاد کا ابوسفیان سے الحاق اور امام حسینؑ کو شہید کرنا تھا، اور معاویہ اپنی موت کے وقت کہتا تھا مجھ پر دراز و طویل گزرے گا۔ ابن ادبر کی وجہ سے اور اس کی مراد ابن ادبر سے جو ہے کیونکہ حجر کے باپ عدی کو ادبر کہتے

تھے اس لیے کہ تلوار لگنے سے ان کی سرین پر زخم ہو گیا تھا اور حکایت ہوئی ہے کہ رزیح بن زیاد حدادی فراسان کا گورنر تھا جب اس نے حجر اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کی خبر سنی تو موت کی آواز کی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا خدا یا اگر تیرے ہاں میرے لیے خیر ہے تو جلدی میری جان لے لے اور اس کے بعد وہ مر گیا ابن اثیر کامل میں کہتا ہے جس بھری نے کہا معاویہ میں چار ایسی خصلتیں ہیں کہ اگر ان میں سے صرف ایک بھی ہوتی تو اس کی ہلاکت کے لیے کافی تھی۔ تلوار سے اس کا اس امت کی گردن پر سوار ہونا یہاں تک کہ امر خلافت پر قابض ہو گیا بغیر کسی کے مشورے کے حالانکہ بقیہ صحابہ اور اصحابان فضل امت کے درمیان بہت سے موجود تھے اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا دیا جو کہ ہمیشہ مست اور شراب خوری میں رہتا تھا اور ریشم کا لباس پہنتا اور ظنورہ بجاتا تھا اور زیادہ کو اپنے ساتھ ملتی کہ یا حلالانکہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا تھا الولد للفراش والعماء للحجر پچہ صاحب فراش (شوہر) کا ہے اور زانی کے منہ پتھر ہے اور حجر اور اس کے ساتھیوں کو شہید کیا داسے ہے اس کے لیے حجر اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے۔

کہتے ہیں پہلی ذلت و خواری جو کوفہ میں داخل ہوئی حسن بن علیؑ کی وفات اور حجر کا قتل ہونا اور زیادہ کو زبردستی ابوسفیان کا بیٹا بنا دینا۔

اور ہند بنبت زید انصاریہ جو کہ ایک شیعہ خاتون تھی اس نے حجر کے مرثیہ میں کہا ترفع ایہا القمر المنیر تبصھل تری حجول یسیر ”بلند ہو اسے روشن چاند اور دیکھ کیا تجھے حجر چلتے ہوئے نظر آ رہا ہے۔ مترجم کہتا ہے ابو حنفیہ دینوری اخبار الطوال میں کہتا ہے جب زیاد نے حجر اور اس کے ساتھیوں کو ایک سو سپاہیوں کے ساتھ کوفہ سے معاویہ کی طرف روانہ کیا تو حجر کی ماں نے یہ

اشعار کہے، اترقع ایہا القمر الصنیر، ترفع فعل قری حجر ایسیر،
 الا ویا حجر حجبی عدی تلتک البشارة والسرور، وان
 تبک فکل عمید قوم، من الدنیا الی یلک ینصیر۔
 بلند ہوا سے روشنی دینے والے چاند، بلند ہو گیا تو حجر کو چلتے ہوئے دیکھ رہا ہے
 اسے حجر جو کہ نبی عدی کا حجر، تجھے بشارت اور خوشی نصیب ہو اور اگر تو اس دنیا سے
 چل بسا تو بر قوم کا سر دار دنیا سے موت کی دادی میں جاتا ہے۔ اور ان اشعار کے
 مضامین دینوری کی بات سے مناسبت رکھتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ سورعین نے حجر کی شہادت کے سلسلہ میں گزشتہ بیان کے
 علاوہ بھی کہا ہے کہ زیاد و جمعہ کے دن خطبہ دے رہا تھا اس نے خطبہ کو طول دیا
 اور نماز میں دیر ہو گئی۔ حجر بن عدی نے کہا الصلوٰۃ یعنی نماز کا وقت ہے لیکن
 زیاد نے اس طرح خطبہ جاری رکھا جب حجر کو خوف لاحق ہوا کہ نماز کا وقت گزر
 جائے گا تو زمین پر ہاتھ مار کر مٹھی بھر سنگریزے اٹھائے اور نماز کے لیے کھڑے
 ہو گئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ زیاد نے جب
 یہ دیکھا تو منبر سے اتر کر لوگوں کو نماز پڑھانے لگا اور یہ خبر معاویہ کو کچھ بھیجی اور حجر
 کے بارے میں بہت زیادہ بدگوئی کی۔ معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ اسے زنجیر پہنا کر
 معاویہ کی طرف بھیج دے۔ جب زیاد نے چاہا کہ انھیں گرفتار کرے تو ان کی قوم
 ان کی مدد کرنے کے لیے ان کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تو حجر نے ان سے
 کہا کہ ایسا نہ کرو (زیاد اور اس کے کارندوں سے کہا) سماء و طامۃ میں حکم
 ماننے کو تیار ہوں انھیں زنجیر پہنا کے معاویہ کی طرف انھوں نے انھیں بھیج دیا
 جب وہ معاویہ کے ہاں گئے تو کہا السلام علیک یا اہل ہیر

میں امیر المؤمنین ہوں خدا کی قسم میں تجھے معاف نہیں کروں گا اور نہ ہی تم مجھ سے
منذرت خواہی کرو اس کو باہر لے جاؤ اور اس کا سر اڑا دو۔ حجر نے ان سے کہا کہ
مجھے اتنی مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں حجر نے جلدی سے دو رکعت نماز
پڑھی اور کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم خیال کرو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں جبکہ
میں بالکل اس سے ہر سال نہیں ہوں تو نماز کو طول دینا اور اپنے رشتہ داروں
سے کہا کہ جو وہاں موجود تھے جیسے زنجیر اور بیڑیاں نہ نکالنا اور میرے خون کو نہ
دھونا کیونکہ میں کل (قیامت کے دن) معاویہ سے شاہراہ پر ملاقات کروں گا۔
اور اسد الغابہ میں کہتا ہے کہ حجر دوسرا رانچہ سو (درہم) کا عطیہ لیتے تھے
اور ان کی شہادت اسٹھ میں ہوئی اور ان کی قبر مقام عذرا میں مشہور ہے اور وہ
مستجاب الدعاء شخص تھے۔

مولف کہتے ہیں کہ جو خط مولانا ابو عبد اللہ حسین نے معاویہ کو بھیجا تھا منجملہ
اس نے لکھا کیا تو حجر بن عدی کندی کا نماز گزاروں اور عابدوں سمیت قاتل نہیں
کہ جو ظلم کو ناپسند کرتے اور بدعتوں کو عظیم شمار کرتے تھے اور راہ خدا میں کسی ملامت
کرنے والے کی سرزنش سے نہیں ڈرتے تھے تو نے انھیں ظلم و ستم اور بغض و کینہ
کے ساتھ قتل کیا باوجود سخت قسم کی قسمیں کھانا اور مستحکم عہد و پیمان باندھنے
کے کہ انھیں ازار و تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

عمر بن حنفی رضی اللہ عنہ کی شہادت

باقی رہے عمر بن حنفی رضی اللہ عنہ پہلے ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ حجر کے ساتھ
مسجد میں تھے اور وہاں سے بھاگ نکلے اور قبیلہ ازد کے ایک شخص عبید اللہ

بن موعذ نامی کے گھر میں جا چھپے پس رفاع بن شداد کے ساتھ مخفیاً نہ طور نکل کر
مائن چلے گئے اور دہلی سے موصل جا کر ہستانی علاقہ میں رہنے لگے۔ وہاں کے
دیہات کا عامل قبیلہ مہدان کا عبید اللہ بن ملقہ نامی شخص تھا ان دو افراد کی اسے
غیر ملی وہ چند سواروں اور اس بستی کے لوگوں کے ساتھ ان کی طرف آیا وہ دونوں
پہاڑ سے باہر نکلے۔ عمرو کا پیٹ بھٹہ صر (جس سے پیاس کی ہر وقت شدت
رہتی ہے) کی وجہ سے سوج گیا تھا اور ان کے جسم میں طاقت باقی نہیں رہی تھی۔
لیکن رفاع طاقت ورجوان تھا اور تیز رفتار گھوڑا اس کے پاس تھا وہ اس پر
بیٹھ گیا اور عمرو سے کہا کہ میں آپ سے دفاع کرتا ہوں۔ عمرو نے کہا تیرا نقل ہوجا
مجھے کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اپنے آپ کو بچا کر نکل جاؤ لیکن اس نے سواروں
پر حملہ کر دیا چنانچہ اسے راستہ مل گیا اور اس کا گھوڑا جلدی اس جماعت سے نکال
کر باہر لے گیا۔ گھر سوار اس کے پیچھے لگ گئے وہ تیر انداز شخص تھا جو سوار اس
کے نزدیک جاتا وہ اسے تیر مار کر گرا دیتا اور زخمی کر دیتا تھا یا اس کے گھوڑے
کی کونچیں کاٹ دیتا۔ لہذا سوار اس سے واپس آگئے۔ باقی سرگزشت رفاع
کی انشاء اللہ اس کے بعد بیان کی جائے گی۔

عمرو بن حتم کو انھوں نے گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے انھوں نے
کہا کہ وہ شخص ہوں کہ اگر تم اسے چھوڑ دو تو تمہارے لیے اس سے بہتر ہے
کہ اسے قتل کر دو لیکن اپنا نام نہ بتانا۔ وہ انھیں موصل کے حاکم کے پاس لے
آئے اور وہ عبدالرحمن بن عثمان ثقفی معاویہ کا بھانجا اور ابن ام الحکم کے نام سے
مشہور تھا اس نے یہ خبر معاویہ کو مکھ بھیجی۔ معاویہ نے جواب بھیجا کہ یہ وہ شخص ہے
کہ جس نے خود اقرار کیا ہے کہ اس نے عثمان کے بدن پر نو نیزے مارے

تھے لہذا اس سے تجاوز نہ کیا جائے وہی فوئیزے اس کے بدن پر مارے جائیں۔ پس انھوں نے ایسا ہی کیا۔ عمرو پہلے یا دوسرے نیزہ کے وار سے شہید ہو گئے، اور ان کا سر کاٹ کر معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ اسلام میں یہ پہلا سر ہے کہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجا گیا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ تو اہل سیر و تواریخ سے منقول ہے باقی رہیں ہماری احادیث تو شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر اکرمؐ نے ایک سر یہ بھیجا یعنی لشکر بھیجا کہ جس کے ہمراہ آپؐ خود نہیں تھے اور فرمایا کہ فلاں رات تم راستہ بھول جاؤ گے بائیں طرف جانا تو ایک شخص کے پاس سے گزرو گے کہ جس کے پاس چند بھیڑ بکریاں ہیں اس سے راستہ پوچھنا وہ نہیں اس وقت تک راستہ نہیں بتائے گا جب تک اس کے ہاں کھانا نہیں کھاؤ گے پس وہ تمہارے لیے ایک مینڈھا ذبح کرے گا اور نہیں کھائے گا پھر اٹھ کر تمہیں راستہ بتائے گا تم اس کو میرا سلام کہنا اور اس کو آگاہ کرنا کہ میں نے مدینہ میں ظہور کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور راستہ بھول گئے لیکن وہ اس مرد سے پیغمبر کا سلام پہنچانا بھول گئے اور وہ شخص عمرو بن جحتم ہی تھا۔ اس نے ان سے کہا کہ کیا مدینہ میں نبی اکرمؐ کا ظہور کیا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں پس وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور پیغمبرؐ سے ملاقات کی اور جتنا غلطی سے چاہا آنحضرت کی خدمت میں رہا پھر آنحضرتؐ نے اس سے کہا جہاں تو رہتا تھا وہیں پلیٹ جاجب امیر المؤمنین علیہ السلامؑ کو جائیں تو ان کے پاس جانا۔ پس وہ شخص اپنی جگہ واپس لوٹ گیا۔ یہاں کہ امیر المؤمنین علیہ السلامؑ کو فرمائے تو آنجناب کی خدمت میں پہنچا اور کوہ میں رہ گیا۔ امیر المؤمنینؑ نے جب اس سے پوچھا کہ یہاں تیرا گھر ہے تو اس نے کہا جی ہاں فرمایا اس کو نیچے دے اور محلہ ازوہ میں مکان حاصل کر کہو کہ

میں کل تم سے چلا جاؤں گا اور جب تمہیں گرفتار کرنا چاہیں گے تو از و قبیلہ مانع ہوگا
 یہاں تک کہ تو کوفہ سے جب موصول جائے ایک زمین گیر شخص کے پاس سے گزرے
 گا اس کے پاس بیٹھے گا اور اس سے پانی مانگے گا اور وہ تجھے پانی دے گا اور
 تجھ سے تیرے حالات پر پوچھے گا تو اس کو آگاہ کرنا اور اسے اسلام کی طرف دعوت
 دینا وہ مسلمان ہو جائے گا اور اپنے ہاتھ اس کے زانوئیں پر مس کرنا خداوند تعالیٰ
 اس کی تکلیف کو دور کر دے گا اور وہ اٹھ کھڑا ہوگا اور تیرے ساتھ چل پڑے گا
 پھر ایک نابینا کے قریب سے تیرا گذر ہوگا جو راستہ پر بیٹھا ہوگا اس سے تم پانی مانگو
 گے وہ تمہیں پانی دے گا اور پھر وہ تمہارے کام کے بارے میں پوچھے گا تو اسے
 اپنا کام بتانا اور اسے اسلام کی طرف دعوت دینا وہ اسلام لے آئے گا اور اس کی
 آنکھوں پر ہاتھ پھیرا خدا مے عزوجل اسے بینا کر دے گا اور وہ بھی تیرے پیچھے
 ہو لے گا اور یہ دونوں افراد تیرے بدن کو زیر خاک دفن کریں گے۔ اس کے بعد کچھ
 سوار تیرے پیچھے آئیں گے۔ جب تو اس قسم کی جگہ پر قلعہ کے نزدیک پہنچے گا
 تو سوار تیرے قریب اُن پہنچیں گے تو گھوڑے سے اتر کر غار کے لیے اندر چلے
 جانا اور فاسقین جتن و انس تیرے شہید کرنے میں شریک ہوں گے جو کچھ امیر المؤمنین
 نے کہا تھا وہ حالات آئے اور انہوں نے وہی کچھ کیا جو کچھ امیر المؤمنین نے فرمایا
 تھا جب عمر اس قلعہ تک پہنچے تو ان دونوں مردوں سے کہا اوپر جا کر دیکھو کوئی
 چیز تمہیں نظر آتی ہے وہ گئے اور کہا چند سوار ہماری طرف آرہے ہیں۔ عمرو
 گھوڑے سے اتر آئے اور غار کے اندر چلے گئے اور ان کا گھوڑا بھاگ گیا جب
 غار میں داخل ہوئے تو سیاہ سانپ اٹھیں ڈس گیا اور وہ سوار اُن پہنچے تو ان کے
 گھوڑے کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ اس کا گھوڑا ہے وہ بھی یہیں نزدیک

ہے۔ پس انھیں تلاش کرنے لگے اور انھیں غار میں پایا جس قدر ہاتھ ان کے بدن پر لگاتے ان کا گوشت بدن سے الگ ہو جاتا۔ ان کا سرے کے معادیر کے پاس گئے اور اس نے انھیں نیزہ پر نصب کیا اور یہ پہلا سر ہے اسلام میں کہ جو نیزہ پر نصب ہوا۔

مؤلف کہتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کی شہادت کے ذکر میں آئے گا کہ زہر عمرو بن حنفی کا غلام جو آنجناب کے ساتھ شہید ہوا وہی تھا کہ جس نے عمرو کی لاش کو سپرد خاک کیا تھا۔ قتل عام میں کہا ہے کہ عمرو بن حنفی (رضی اللہ عنہ) بن کا بن بن حبیب بن عمرو بن قین بن ذراح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو بن ربیعۃ الخزاعی نے صلح حدیبیہ کے بعد ینبیر اکرم کی طرف ہجرت کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ والے سال اسلام لائے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے وہ ینبیر کی صحبت میں رہے اور ان سے کئی احادیث بھی حفظ کی ہیں۔

ناشر نے عمرو بن حنفی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ینبیر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہا تھا اور اس کے حق میں دعا کی کہ وہ کھانا کھا کر مر جائے اور نفع مند قرار دے وہ اسی سال زندہ رہے لیکن ان کی ڈاڑھی میں سفید بال نظر نہ آیا اور ینبیر اور حضرت علی علیہ السلام کے پیروکاروں اور شیعوں میں ہوسے اور تمام جنگوں، حمل، صفین اور نہروان میں آنجناب کی معیت میں رہے اور بحر بن عدی کی نصرت کے لیے قیام کیا اور ان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ زیادہ کے خوف سے عراق سے موصل نکل گئے اور موصل کے قریب ایک غار میں جا چھپے۔ موصل کے گورنر نے اپنے سپاہی انھیں گرفتار کرنے کے لیے بھیجے۔ انھوں نے غار میں انھیں مروہ پایا کیونکہ

سانپ نے انھیں ڈس لیا تھا لہذا وہیں فوت ہو گئے۔ شہرِ موصل کے باہر ان کی قبر مشہور ہے۔ لوگ ان کی زیارت کو جاتے ہیں اور ان کی قبر پر قبہ بنایا گیا ہے۔
 ابو عبد اللہ سعید بن محمد بن سیف الدولہ اور ناصر الدولہ کے چچا زاد بھائی، شہنشاہ ۳۲۶ھ اس کی تعمیر کا آغاز کیا اور ضیاء الملک کے درمیان اس کی عمارت کی وجہ سے فتنہ و فساد کھڑا ہو گیا۔ اور رجال کشی میں لکھا ہے کہ وہ امیر المؤمنین کے حواریوں میں سے ہیں اور ان سابقین میں سے ہیں کہ جو آنجناب کی طرف پلٹ آئے۔

اور کتابِ اختصاص سے منقول ہے کہ وہ امیر المؤمنین کی طرف سبقت کرنے اور آپ کے مقررین کے ذکر میں کہتا ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی جعفر بن حسین نے محمد بن جعفر مؤدب سے کہ صحابہ میں سے چار ارکانِ سلمان، مقداد، ابو ذر اور عمار ہیں اور تابعین میں سے آنجناب کے مقرب ادنیٰ بن انیس قرنی ہیں وہ کہہ خدا جس کی شفاعت ربیعہ و مصر کے در قبیلوں میں قبول کرے گا اگر وہ شفاعت کرے اور عمرو بن محقق ہے۔ اور جعفر بن حسین نے کہا امیر المؤمنین کے نزدیک ان کی قدر منزلت اسی طرح تھی کہ جس طرح کی سلمان رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے تھے، رشیدِ عجمی۔ مینتم تمار کبیل بن زیاد نخعی، قبر امیر المؤمنین کے شام اور عبد اللہ بن یحییٰ کہ جنھیں امیر المؤمنین جنگِ جمل کے دن فرمایا اسے فرزند یحییٰ تھے اور تیرے باپ کو میں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم شرطۃ الخنیس میں سے ہو۔ خلافتائے نے آسمان میں نہیں اس نام سے پکارا ہے۔ مترجم کہتا ہے شرطۃ الخنیس فرج کے پاسبان ہیں کہ جنھیں ہمارے زمانہ میں تلمذِ معلیٰ یا ذیشان (تلمذِ طوسی پریس) کہتے ہیں اور یہ گروہ سپہ سالار کے نزدیک تمام افراد لشکر کی نسبت زیادہ امین و ثقہ ہوتے ہیں اور لشکر کا انتظام انھیں کے

سپر دہوتا ہے۔ امیر المؤمنین اپنے مخلص اور امین دوستوں و مجبوں کو شرطہ الختمیں کا نام دیتے تھے جنہد بن زبیر عامری اور نو عامر حضرت علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ تھے جیسا کہ حبیب بن مظاہر اسدی، حارث بن عبداللہ اعور سہدانی، ہاکم بن حارث اشتر، اعلم الازدی (جو کہ قبیلہ ازد کے نشان تھے) ابو عبداللہ جبریل جویزی، بن مسہر عبدی، اور اسی کتاب سے مروی ہے کہ عمر بن حق نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے کہا خدا کی قسم میں آپ کے پاس اس لیے نہیں آیا کہ آپ مجھے کوئی مال و دولت دیں یا کوئی مقام و منصب کہ جس سے میری شہرت ہو اور میں مشہور ہو جاؤں بلکہ اس لیے کہ آپ رسول خدا کے چچا زاد بھائی اور تمام لوگوں سے زیادہ اوریت و حق رکھتے ہیں اور جنابِ فاطمہ زہراؑ عالم کی سردار کے شوہر ہیں اور رسول خدا کی ذریت کے باپ ہیں اور اسلام ہی آپ کا حصہ ہے مہاجر و انصار سے زیادہ ہے خدا کی قسم اگر آپ مجھے حکم دیں کہ بلند پہاڑوں کو ان کی جگہ سے اکھڑ کر دوسری جگہ سے جاؤں اور بڑے بڑے سمندروں کا پانی کھینچ کر باہر پھینکوں تو میں یہی کام مسلسل کرتا رہوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے اور میرے ہاتھ میں اسی تلوار ہے کہ جس سے آپ کے دشمن کو میں سر اسیمہ اور بے لایم کر دوں اور آپ کے دوست کو اس سے قوت و طاقت بخشوں تاکہ خدا تعالیٰ آپ کے پائے کو بلند کرے، اور آپ کی حجت کو واضح و آشکار کرے پھر بھی میں گمان نہیں رکھتا کہ جو کچھ آپ کا حق ہے اس کو میں نے ادا کیا ہو امیر المؤمنین نے دعا دی اللھم نود قلوبہ واھدہ الی صراط مستقیم۔ خدایا اس کے دل کو منور و روشن کر دے اور اسے سیدے راستے کی طرف ہدایت فرما، کاش میرے شیعوں میں تجربہ ایسے سو افراد ہوتے۔!

اور اسی کتاب سے عمر وحق اور اس کے اسلام لانے کی ابتداء کے واقعہ میں ہے کہ وہ اپنے قبیلہ کے اونٹ چرایا کرتے تھے اور اس قبیلہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد و پیمان تھا آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ عمر وکے قریب سے گزرے۔ آنحضرت نے انھیں کسی سر یہ و جنگ پر بھیجا تھا۔ انھوں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ ہم ترشہ اور زاد راہ نہیں رکھتے اور راستہ بھی نہیں جانتے۔ فرمایا کہ ایک خوب رو شخص سے تمہاری ملاقات ہوگی جو تمہیں کھانا کھلائے گا اور میرا بکرے گا اور تمہاری راہنمائی کرے گا اور وہ اہل بہشت میں سے ہے۔ اس کے بعد ان صحابہ کے عمر پر وارد ہونے عمر کے ان کو گوشت کھلانے و دودھ پلانے اور رسول خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے، آنحضرت کی بیعت کرنے اور اسلام لانے کو ذکر کیا یہاں تک کہا ہے کہ جب خلافت کا معاملہ معاویہ کے ہاتھ میں پہنچا تو موصل کے شہر زور میں لوگوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ معاویہ نے ان کی طرف لکھا ابا براء خدا نے آگ بجھا دی اور فتنہ خاموش ہوا اور عاقبت و انجام پر ہمیز گاروں کو نصیب فرمایا تم اپنے ساتھیوں سے زیادہ دور نہیں ہو اور تمہارا کام ان سے زیادہ قبیح اور بُرے اثر والا نہیں۔ ان سب نے کام کو اپنے اوپر آسان کر لیا ہے اور میرے فرمانبرداری میں جلدی داخل ہو گئے ہیں تو نے بہت زیادہ دیر کر دی ہے تو مجھ سے اس میں داخل ہو جا کہ جس میں سب داخل ہو گئے ہیں تاکہ وہ تیرے گذشتہ گناہوں کو پاک کر دے اور تیرے اچھے اور نیک کام جو پرانے ہو گئے ہیں زمرہ اور تازہ ہو جائیں اور شاید میں تیرے لیے اس شخص سے بدتر نہ ہوں کہ جو مجھ سے پہلے تھا۔ اگر تم اپنے اوپر رحم کرو، پرہیز کرو، اپنا بچاؤ کرو اور نیکو کاری سے کام لو تو تمہارے پاس امن و امان کے ساتھ خدا تعالیٰ اور

اس کے رسول کی ذمہ داری ہی محفوظِ احد کے زنگ کو دل سے ہٹائے اور کینہ کو سینہ سے دُور کرتے ہوئے "و کفی باللہ شہیداً" اور اللہ گواہی کے لیے کافی ہے۔ عمرو بن مقل اس کے پاس نہ گئے تو معاویہ نے کسی کو بھیجا اور اس نے انہیں شہید کر دیا اور ان کا سر لے آیا وہ سرِ عمرؓ کا زوجہ کے پاس لے گئے اور اس کے دامن میں رکھ دیا تو خاتون کہنے لگی۔ طویل مدت تک تم نے انہیں مجھ سے دُور رکھا اب ان کو شہید کر کے بطور تحفہ لائے ہو۔ اہلِ اوسہلا میں اسی ہدیہ کو ناپسند نہیں کرتی اور وہ بھی مجھے ناپسند نہیں کرتے تھے۔ اسے قاصد میری یہ بات معاویہ تک پہنچا دینا اور کہنا کہ خدا ان کے غم کا بدلہ لے گا اور بہت جلدی اپنا عذاب معاویہ پر نازل کرے گا کیونکہ اس نے بہت برا کام کیا ہے ایک پارسا اور پریزین کا شخص کو اس نے قتل کیا ہے پس جو کچھ میں نے کہا ہے معاویہ سے کہہ دینا۔ پس قاصد نے معاویہ کو کہہ سنایا جو کچھ اس خاتون نے کہا تھا۔ معاویہ نے اس خاتون کو اپنے پاس بلا بھیجا اور کہا کہ تُو نے یہ بات کہی ہے۔ اس نے کہا ہاں میں اپنی کہی ہوئی بات سے نہیں پھرتی اور مندرت نہیں کرتی۔ معاویہ نے کہا میرے شہروں سے نکل جا۔ اس خاتون نے کہا ایسا ہی کروں گی کیونکہ یہاں میرا وطن نہیں ہے اور میں زندانِ دقید خانے میں رغبت نہیں رکھتی۔ اس ملک میں میں نے بہت سی راتیں بیداری میں کاٹی ہیں اور بہت آنسو بہائے ہیں۔ اور میرا فرض نہ زیادہ ہو گیا اور میری آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں مل سکی۔

عبداللہ بن ابوسرح نے معاویہ سے کہا اسی منافقِ عورت کو اس کے شوہر سے ملحق کر دیجیے۔ اس خاتون نے اس کی طرف دیکھا اور کہا اے وہ شخص کہ جس کے دو جہڑوں کے درمیان مینڈک بیٹھا ہے کیا تُو نے اس شخص کو قتل نہیں کیا کہ جس

نے تجھے خلعت پہنائی تھی اور تجھے رواد و کساء پہنائی تھی دیا تجھے درہموں کی نقیص دی تھی میں
 سے باہر نکلنے والا اور منافق تو وہ شخص ہے جو غلط اور نادرست بات کرے اور جس بندوں
 کو اپنا رب اور پروردگار بنایا ہو اور جس کا کافر ہونا قرآن میں نازل ہوا ہے پس معاذ
 نے اپنے دربان کو اشارہ کیا کہ اس عورت کو باہر لے جا تو اس خاتون نے کہا تعجب
 ہے ہند کے بیٹے سے کہ جو انگلی سے میری طرف اشارہ کرتا ہے اور تیرے تلخ باتوں
 سے مجھے بات کرنے سے روکتا ہے خدا کی قسم حاضر جوابی کے ساتھ اور فلاں کی طرح
 نیز کلام سے میں اسی کے دل کو شگاف کر دوں گی کیا میں آمنہ بنت رشید (یا شہیدہ) نہیں ہوں
 میرا بھائی ہے مولا ابابکر عبداللہ حسین کے خط میں ہے کہ جو آپ نے معاویہ کو لکھا کیا تو
 تو عمر بن حق کا قاتل نہیں۔ رسول خدا کے صحابی اور اس پر اس باندے کا کہ جسے عبادت
 نے ڈبلا کر دیا تھا اور اس کے جسم کو لانگو و نزار اور اس کے زنگ کو زرد کر دیا تھا۔
 خدا اس کے کہ تو نے اسے لمان دی اور اس سے حکم عہد و پیمان باندھے کہ اگر زید سے
 کو اس قسم کی امان دے تو وہ بھی پہاڑ سے اتر کر تیرے پاس آجائے پھر اسے قتل
 کر دیا اور اپنے پروردگار کے سامنے جبارت اور جرات کی اور اس عہد و پیمان
 کو خفیہ دیکھا سمجھا۔

شہادت حضرت کبیل بن زیاد نخعی

مترجم کہتا ہے مناسب ہے یہاں کبیل بن زیاد نخعی کا ذکر کہ جو امیر المؤمنین
 و دستوں اور آپ کے شیعوں میں سے تھے اور آنجناب نے ان کے شہید ہونے
 کی خبر دی تھی اور اسی طرح ہوا کہ جیسے آپ نے فرمایا تھا اور ان کے حالات کی تفصیل
 کا خلاصہ اس طرح ہے۔

کبیل بن زیاد نخعی اٹھارہ سال کے تھے جب پینمبر نے رحلت فرمائی

اور وہ ایک شریف انسان تھے۔ علماء اہلسنت نے انھیں ثقہ اور این شمار کیا ہے اور وہ رؤسا شیعہ میں سے تھے۔ جنگ صفین میں امیر المؤمنین کے ہمراہ کاب تھے۔ ائمش سے روایت ہوئی ہے کہ یسٹم بن اسود ایک دن حجاج بن یوسف کے پاس گیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا کیل کا کیا مال ہے اس نے کہا سالخورہ بوڑھا اور خانہ نشین ہے وہ بہت زیادہ بڑھا کھوسٹ ہو گیا ہے۔ حجاج نے انھیں ہلا کر پوچھا تو نے عثمان کے ساتھ کیا کیا انھوں نے کہا کہ عثمان نے مجھے پتھر مارا تھا میں نے چالاکہ قصاص و بدلہ لوں تو وہ تسلیم ہو گیا اور میں نے اسے صاف کر دیا اور قصاص نہیں لیا۔ اور جریر نے منیرہ سے روایت کی ہے کہ حجاج نے کبیر کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا تو وہ بھاگ گئے تو اس نے اس کی قوم کو عطا سے محروم کر دیا اور ان کا شاہرہ کاٹ دیا جب کبیر نے بروکھا کہ اپنے آپ سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر آخر کو پہنچ گئی ہے لہذا مناسب نہیں کہ میں اپنی قوم کے افراد کو عطا سے محروم کروں پس خود بخود حجاج کے پاس آئے جب حجاج نے انھیں دیکھا تو کہا میں دوست رکھتا تھا کہ تجھے نیکو کار دیکھوں۔ کبیر نے کہا کہ میری عمر تھوڑی رہ گئی ہے جو پاپوں کو کم کر دینے کے لیے وہ گناہ خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور امیر المؤمنین نے مجھے خبر دی کہ تو مجھے قتل کرے گا۔ حجاج نے کہا اے تم منجھ ان افراد کے ہو کہ جنھوں نے عثمان کو قتل کیا ہے اس کی گردن اڑا دو پس ان کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ ۲۱۶ھ میں ہوا۔

ہجری کی بات ہے اس بناء پر ان کی عمر نوے سال تھی۔ امیر المؤمنین کے غلام قنبر کو بھی حجاج نے شہید کیا تھا آنجناب کی دوستی و محبت کی بنا پر اور اس کی تفصیل کتاب ارشاد میں درج ہے۔



شہادتِ فرزندِ انِ حضرتِ مسلم

شیخ صدوق رحمہ اللہ نے امالی میں روایت کی ہے اپنے والد علی بن ابراہیم سے انھوں نے اپنے والد ابراہیم بن رجاہ سے علی بن جابر سے عثمان بن داؤد ہاشمی سے محمد بن مسلم سے حران بن اعین سے ابو محمد نامی سے کہ جہاں کوفہ کے مشائخ میں سے تھا۔ اس نے کہا جب حسین بن علی علیہما السلام شہید ہو گئے تو آپ کی لشکر گاہ سے دو چھوٹے سے بچے اسیر و قید ہوئے اور انھیں عبید اللہ کے پاس لے آئے۔ عبید اللہ نے زندانِ بان کو بلایا اور کہا ان دو بچوں کو لے جا کر اپنے پاس رکھو۔ اچھا کھانا اور شہاد پانی انھیں نہ دینا اور زندان میں ان پر سختی و تنگی کرنا۔ وہ دو نو شہزادے دن کو روزہ رکھتے اور جب رات ہو جاتی تو وہ زندانِ بان جو کہ دور و ثیاں اور پانی کا ایک کوزہ ان کے لیے لے آتا۔ جب کافی وقت انھیں وہاں گزر گیا چنانچہ ایک سال ہو گیا تو ان میں سے ایک نے اپنے بھائی سے کہا زندان میں ہم نے بہت وقت گزاریا ہے اور قریب ہے کہ ہماری زندگی ختم ہو جائے اور ہمارے بدن کہنہ ہو جائیں جب یہ بوڑھا آئے تو اس سے کہیں کہ ہم کون ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فریاد اس کا تقرب حاصل کریں شاید وہ ہمارے کھانے میں کشائش و دوست دے اور پانی میں اضافہ کرے۔ جب رات ہوئی تو وہ بوڑھا جو کہ دور و ثیاں اور پانی کا کوزہ لے آیا تو چھوٹے بچے نے کہا

اے شیخ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو پہچانتا ہے۔ اس نے کہا کس طرح نہ پہچانوں، وہ تو میرے پیغمبر ہیں۔ بچے نے جعفر بن ابی اسیطالب کو بھی پہچانتا ہے اس نے کہا کیوں نہیں پہچانتا۔ خدا نے انھیں دو پردے دیے ہیں تاکہ جس طرح وہ چاہیں وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کریں۔ بچے نے کہا علی بن ابی اسیطالب علیہ السلام کو بھی پہچانتا ہے کہ کیسے نہیں پہچانتا علیؑ کو کہ جو میرے مولا و پیغمبر کے چچا زاد اور بھائی ہیں تو بچے نے کہا اے شیخ ہم تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی عترت میں سے ہیں اور ہم مسلم بن عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ہیں اور مدت سے تیرے ہاتھ میں اسیر و قید ہیں اگر تم سے ہم اچھا کھانا چاہیں تو وہ تو نہیں دیتا اور ٹھنڈا پانی بھی نہیں دیتا اور زندان میں ہم پر ٹوٹنے تلکی کی ہے۔ زندان بان ان کے پاؤں پر گر پڑا اور وہ کہہ رہا تھا میری جان آپ پر قربان جائے اور میرا چہرہ تم پر وارد ہونے والی بلا کے لیے پسر ہو اے حق تعالیٰ کے برگزیدہ رسول کی عترت یہ زندان کا دروازہ آپ کے سامنے کھلا ہے جس راستے پر چاہو چلے جاؤ۔ جب رات ہوئی تو جو کی دو روٹیاں اور خالص پانی کا کوزہ لے آیا اور انھیں راستہ بتا دیا اور کہا اے میرے پیارے رات کو سفر کرنا اور دن کو آرام کرنا یہاں تک کہ خدا آپ کو کشائش و نجات نصیب کرے۔ وہ دونوں بچے باہر نکلے۔ رات کو ایک بڑھیا کے گھر کے دروازے پر پہنچے اور کہا اے بڑھیا ہم دو چھوٹے اور مسافر بچے ہیں ہم راستہ نہیں جانتے۔ رات کی تاریکی نے ہمیں گھیر لیا ہے آج رات ہمیں مہمان رکھو۔ جب صبح ہوگی تو ہم روانہ ہو جائیں گے۔ اس عورت نے کہا تم کون ہو اے میرے پیارے میں نے بہت سی خوشبوئیں سونگی ہیں لیکن تمہاری خوشبو سے زیادہ خوشبو میرے شام تک نہیں پہنچی انھوں نے کہا تم سے بڑھیا ہم تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی عترت ہیں۔ عبید اللہ کے زندان سے

بھاگے ہیں۔ بڑھیا نے کہا اے میرے پیارے میرا ایک ناسق اور بدکار داماد ہے جو واقعہ کر بلا میں موجود تھا اور وہ عبید اللہ کے پیروکاروں میں سے ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ آپ کو یہاں پالے اور قتل کر دے انھوں نے کہا ہم صحت اسی حالت میں ایک ہوا تار ایک ہے یہاں رہیں گے اور جب ہوا روشن ہوگی ہم چلے جائیں گے وہ کہنے لگی میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں۔ بچوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور بستر پر سو گئے چھوٹے بھائی نے بڑے سے کہا اے بھائی امید ہے کہ ہم اس رات امن و امان میں رہیں گے۔ میرے قریب آؤ تاکہ ہم ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈال کر سو جائیں۔ میں آپ کی خوشبو سونگھوں اور آپ میری خوشبو سونگھیں اس سے پہلے کہ موت ہمارے درمیان جدائی ڈال دے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو گئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو اس بڑھیا کا داماد آیا اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ بڑھیا نے کہا کون ہے اس نے کہا میں نکال رہی ہوں بڑھیا نے کہا رات کی اس گھڑی میں کیوں آیا ہے جو کہ تیرے آنے کا وقت نہیں ہے اس نے کہا واسے ہو تجھ پر دروازہ کھولا اس سے پہلے کہ میری عقل جاتی رہے اور میرا پتہ پھٹ جائے اس مصیبت کی وجہ سے کہ جو تجھ پر پڑی ہے۔ اس عورت نے کہا واسے تجھ پر، تجھ پر کون سی مصیبت آن پڑی ہے اس نے کہا دو چھوٹے بچے عبید اللہ کے زندان سے بھاگ گئے ہیں اور اس نے منادی کو رانی ہے کہ جو شخص ان میں سے ایک کا سر لے آئے اسی کو ہزار درہم انعام دے گا اور جو دونوں کے سر لے آئے اسے دو ہزار درہم دے گا اور میں نے ان کے پیچھے اپنے آپ کو تھکا دیا ہے اور اب تھک کر چور ہو گیا ہوں اور اپنے گھوڑے کو تھکایا اور کوئی چیز میرے ہاتھ نہیں لگی۔ بڑھیا نے کہا اے میرے داماد اس

سے ڈرو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ قیامت کے دن تیرے دشمن ہوں۔ اس نے کہا واٹے ہو تجھ پر دنیا ایسی چیز ہے کہ جسے چاہا جائے اور لوگ اس کے لیے حریف ہیں۔ عورت نے کہا دنیا کو کیا کرے گا اگر اس کے ساتھ آخرت نہ ہو۔ وہ لعین کہنے لگا تو شدت کے ساتھ ان کی حمایت کر رہی ہے۔ شاید امیر کا مطلوب تیرے پاس ہے۔ اٹھ کھڑی ہو کہ امیر تجھے بلارہا ہے۔ وہ کہنے لگی امیر کو مجھ بڑھیا سے کیا کام ہے کہ جو اس بیابان میں رہتی ہوں۔ وہ کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ دروازہ کھول تاکہ میں آرام کر سکوں اور جب صبح ہوگی تو پھر میں سوچوں گا کہ ان کو تلاش کرنے کے لیے کس راستہ پر مجھے جانا چاہیے۔ پس اس خاتون نے دروازہ کھولا اور کھانا و پانی لے آئی اور لعین نے کھایا پیا۔ ادھی رات کو اس نے بچوں کے خزانوں کی آواز سنی تو اٹھ کھڑا ہوا اور مست اونٹ کی طرح ان کی طرف جوش میں آیا اور بیل کی طرح آواز نکالنے لگا اور دیوار پر ہاتھ مارتے مارتے اس کا ہاتھ چھوٹے بچے کے پہلو پر جا لگا تو بچے نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں گھر کا مالک ہوں۔ تم کون ہو تو اس بچے نے بڑے بھائی کو بلایا اور کہا اسے پیارے اٹھو خدا کی قسم جس چیز سے ہم ڈرتے تھے اس میں آپھنسے ہیں۔ اس شخص نے ان سے کہا تم کون ہو تو ان بچوں نے کہا کہ اسے شخص اگر ہم سچ بتائیں تو ہمیں امان دے گا اس نے کہا ہاں انھوں نے کہا اللہ کی امان اور اس کے رسول کی امان اور اللہ اور رسول کی پناہ و ذمہ داری۔ اس نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ گواہ ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ انھوں نے کہا جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں خدا اس پر دلیل و شاہد ہے۔ کہنے لگا ہاں۔ تو بچوں نے کہا ہم تیرے پیغمبر محمد کی عزت میں قتل ہونے سے بچنے کے لیے عبید اللہ کے قید خانے سے بھاگ آئے ہیں تو وہ لعین کہنے لگا تو موت سے

بھاگ کر موت میں آپڑے ہو، الحمد للہ کہ مجھے تم پر دسترس حاصل ہوئی۔ پس وہ یسین اٹھا اور ان بچوں کے بازو باندھ دیے اور ساری رات ان بچوں کے صبح تک ہاتھ بندھے رہے اور جب طلوع فجر ہوا تو اس نے اپنے سیاہ غلام کو کہ جس کا نام فلیح تھا بلایا اور کہا ان بچوں کو لے جاؤ اور فرات کے کنارے ان کی گردن اڑا دو اور ان کے سر میرے پاس لے آؤ تاکہ میں عبید اللہ کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم انعام وصول کروں۔ اس غلام نے تلوار اٹھائی اور ان دونوں بچوں کے ساتھ روانہ ہوا اور ان کے آگے آگے جا رہا تھا۔ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ ان میں سے ایک نے کہا اے سیاہ تیری سیاہی کس قدر ہلال کی سیاہی سے مشابہت رکھتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے مؤذن تھے۔ وہ سیاہ غلام کہنے لگا میرے مالک نے مجھے تمہارے قتل کرنے کا حکم دیا ہے تم کون ہو۔ انہوں نے کہا اے سیاہ غلام ہم تیرے پیغمبر محمد کی عمرت ہیں اور قتل سے بچنے کے لیے عبید اللہ کے قید خانے سے نکلے ہیں اور اس بڑھیلے ہمیں مہمان رکھا ہے اور تمہارا مالک ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے وہ سیاہ غلام ان کے قدموں پر گر پڑا اور ان کے بوسے لینے لگا اور کہتا جانا تھا میری جان آپ کی جان پر قربان جائے اور میرا چہرہ آپ کے چہروں کیلئے دھال بنے۔ اے حق تعالیٰ کے برگزیدہ نبی کی عمرت خدا کی قسم مجھے ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت محمدؐ قیامت کے دن میرے دشمن ہوں پس وہ دوڑ پڑا اور تلوار ایک طرف پھینک دی اور فرات میں چھلانگ لگا دی اور تیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ اس کے مالک نے چیخ کر کہا اے غلام تو نے میری نافرمانی کی ہے تو اس نے کہا اس وقت تک میں تیرا فرمانبردار رہا جب تک تو خدا کی نافرمانی نہیں کرنا تھا۔ اب جبکہ تو خدا کا نافرمان ہو گیا ہے تو میں دنیا و آخرت میں تجھ سے

بیزار ہوں تو اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا اے میرے بیٹے میں نے حلال و حرام سے تیرے لیے دنیا اکٹھی کی ہے اور دنیا ایسی چیز ہے کہ جسے چاہا جائے اور اس پر حرص کی جائے ان دو بچوں کو رے جاؤ اور فرات کے کنارے ان کی گردنیں اڑا دو اور ان کے سر میرے پاس لے آؤ تاکہ میں انہیں عبید اللہ کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار روپے کا انعام حاصل کروں پس اس لڑکے نے تلوار اٹھالی اور ان دونوں بچوں کے آگے آگے جا رہا تھا زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ ان میں سے ایک نے کہا اے کس قدر میں تیری اس جرات پر حیرت کی آگ سے ڈرتا ہوں۔ اس جوان نے کہا اے پیارے بچو تم کون ہو۔ تو انہوں نے کہا ہم تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی عترت میں سے ہیں۔ تنہا باب ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے تو وہ جوان بھی ان کے قدموں میں گر پڑا اور ان کے بوسے لینے لگا اور وہی غلام والی بات کہی اور تلوار پھینک کر اپنے آپ کو فرات میں ڈال دیا اور دوسری طرف چلا گیا تو اس کے باپ نے پکار کر کہا اے بیٹا تو نے میری نافرمانی کی۔ تو اس نے کہا اگر میں خدا کی اطاعت کروں اور تیری نافرمانی تو وہ اس سے بہتر ہے کہ خدا کی نافرمانی کروں اور تیری اطاعت کروں وہ کہیں کہنے لگا میرے علاوہ کہیں قتل کی ذمہ داری کوئی اپنے اوپر نہیں لے گا۔ اور تلوار اٹھا کر ان کے آگے آگے چلا جب فرات کے کنارے پہنچا تو تلوار نیام سے نکال لی جب ان بچوں کی نگاہ تلوار پر پڑی تو ان کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور کہا اے شیخ ہمیں بازار میں لے جا کر فروخت کر دے اور ہماری قیمت وصول کر دے اور کل قیامت کے دن حضرت محمد کی دشمنی مول نہ لے اُس نے کہا کہ نہیں میں تو تمہیں قتل کروں گا اور تمہارے سر عبید اللہ کے ہاں لے جاؤں گا اور دو ہزار روپے کا انعام لوں گا انھوں نے

کہا اسے شیخ پیغمبر خدا سے ہماری عزیز داری درشتہ داری نہ رعایت کرو کہنے لگا تمہارا رسول خدا سے کوئی رشتہ نہیں ہے انہوں نے اسے شیخ پس ہمیں زندہ عبید اللہ کے پاس لے چل تاکہ وہ خود جو حکم ہمارے بارے میں چاہے کرے وہ کہنے لگا اس کے لیے بھی کوئی چارہ نہیں ہے۔ مجھے تمہارا خون بہا کر اس کا تقرب حاصل کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا اسے شیخ کیا ہمارے بچپن اور چھوٹے پن پر تجھے رحم نہیں آتا۔ اس یمن نے کہا خدا نے میرے دل میں تمہارا لیے کوئی رحم قرار نہیں دیا تو انہوں نے کہا اسے شیخ اب جبکہ ہیں تو نے ضرور قتل کرنا ہے میں اتنی مہلت دے کہ تم چند رکعت نماز پڑھ لیں وہ کہنے لگا بتنا چاہو نماز پڑھ لو اگر وہ تمہارے لیے کوئی فائدہ رکھتی ہے پس بچوں نے چار رکعت نماز پڑھی اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کیا ”یا حی یا حکیم یا اھکمہ الحاکمین اھکم بیننا و بینہ بالحق“ پس وہ یمن اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے شہزادے کی گردن اڑادی اور ان کا سراٹھا کر تو برہے میں رکھ دیا اور چھوٹے کی طرف رخ کیا اور وہ چھوٹا بچہ اپنے بھائی کے خون میں نہوتا پڑتا اور کہتا تھا کہ میں پیغمبر اکرم کی ملاقات اسی حالت میں کروں گا کہ اپنے بھائی کے خون سے لت پت ہوں۔ وہ یمن کہنے لگا دُر نہیں میں ابھی تجھے بھی تیرے بھائی کے معلق کرتا ہوں پس ان کی بھی گردن اڑادی اور سر لے کر تو برہے میں رکھ لیا اور ان کے خون چمکاں شوی کوفرات کے پانی میں ڈال دیا اور عبید اللہ کے پاس آیا وہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور خیزلان کی چھڑی اسی کے ہاتھ میں تھی اس نے شہزادوں کے سر اس کے سامنے رکھ دیے تو جب ابن زیاد نے انہیں دیکھا تو تین مرتبہ اٹھا اور بیٹھا اور کہا کہ کہاں تجھے ان پر دسترس حاصل ہوئی تو اسی نے کہا کہ ہمارے

قبیلہ کی ایک بڑھیا نے انھیں مہمان بنا رکھا تھا۔ عبید اللہ نے کہا تو نے ان کی مہمانی کے حق کو نہیں پہچانا اس لعین نے کہا نہیں۔ ابن زیاد نے کہا جس وقت تو انھیں قتل کرنے لگا تو انھوں نے کیا کہا تھا۔ اس نے کہا، انھوں نے کہا ہمیں بائاً لے جا اور فروخت کر دے اور ہماری قیمت سے فائدہ اٹھا اور یہ نہ چاہ کہ حضرت محمدؐ قیامت کے دن تیرے دشمن ہوں۔ ابن زیاد نے کہا تو پھر تو نے کیا کہا۔ اس نے کہا میں نے ان سے کہا میں تمہیں قتل کر کے تمہارے سر ابن زیاد کے پاس لے جاؤں گا اور دو ہزار درہم کا انعام دوں گا۔ عبید اللہ کہنے لگا تو پھر انھوں نے کیا کہا اس لعین نے کہا وہ کہنے لگے ہمیں زندہ عبید اللہ کے پاس لے جا تاکہ وہ خود ہمارے بارے میں حکم کرے۔ عبید اللہ نے کہا پھر تو نے کیا کہا۔ وہ لعین کہنے لگایں نے ان سے کہا اس کام کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے مگر یہ کہ میں اس کی طرف تمہارے خون بہانے سے تقرب حاصل کروں۔ ابن زیاد نے کہا ان بچوں نے اور کیا کہا تھا کہنے لگا انھوں نے کہا تھا رسول اللہؐ سے ہماری رشتہ داری کی رعایت کرتے کیا کہا اس نے کہا میں نے ان سے کہا تمہارا رسول خدا کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ عبید اللہ نے کہا وائے ہلاکت ہو تجھ پر۔ اور انھوں نے کیا کہا۔ ملعون نے کہا وہ کہنے لگے ہمیں ہدایت دے کہ ہم چند رکعت نماز پڑھ لیں تو میں نے کہا جتنی چاہو نماز پڑھ لو اگر وہ نہیں کوئی فائدہ دیتی ہے پس ان دو بچوں نے چار رکعت نماز پڑھی۔ ابن زیاد کہنے لگے انھوں نے نماز کے آخر میں کیا کہا تھا اس ملعون نے کہا انھوں نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف بلند کر کے کہا۔

عبید اللہ نے کہا اعلم الکامین نے تمہارے درمیان حکم کر دیا تمہارے درمیان

کون ہے جو اس فاسق کو قتل کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ پس ایک شاہی مرد آگے آیا اور کہا میں ہوں عبید اللہ نے کہا اسے دیں لے جا کر جہاں اس نے ان دو بچوں کو قتل کیا ہے اور اس کا سر اڑا دے لیکن اس کا خون ان کے خون سے ملنے نہ دینا اور جلد ہی اس کا سر میرے پاس لے آئے پس اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اس کا سر لے آیا اور اسے لوگوں نے نیزے پر نصب کیا اور بچے اس پر پتھر مارے اور تیر گاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ذریتِ پیغمبر کا قاتل ہے۔

مولف کہتے ہیں کہ اس حکایت کہ ہم نے شیخ صدوق کے اعتماد پر نقل کیا ہے والا اس کیفیت اور اس تفصیل کے ساتھ عبید نظر آتا ہے واللہ اعلم۔

مترجم کہتے ہیں ان ظالموں اور شگردوں کے مظالم آلِ محمد کی نسبت ان سے کہیں زیادہ ہیں اور اس حدیث کی اسناد میں ابراہیم بن رجا ضعیف ہے اور علماء نے کہا ہے کہ اس کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور علی بن جابر اور عثمان بن داؤد ہاشمی دونوں مجہول ہیں لیکن ضعف اسناد سے روایت کے جھوٹے ہونے کا علم دقیقین پیدا نہیں ہوتا تا کہ اس کا نقل کرنا جائز نہ ہو۔

ہمارے مناقبِ قدیم سے سندِ نقل کیا ہے کہ جب حضرت حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو دو بچے عبید اللہ کے لشکر سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک کا ابراہیم اور دوسرے کا محمد نام تھا جو کہ جعفر طیار کی اولاد میں سے تھے بھاگتے وقت ایک عورت کے پاس پہنچے کہ جو کنوئیں سے پانی نکال رہی تھی اس نے دو صاحبِ حسن و جمال بچے دیکھے تو پوچھا تم کون ہو تو انھوں نے کہا ہم جعفر طیار کی اولاد میں سے ہیں۔ عبید اللہ کے لشکر سے بھاگ آئے ہیں اس عورت نے کہا کہ میرا شوہر عبید اللہ کے لشکر میں ہے اگر تجھے یہ خون

نہ ہوتا کہ وہ آج رات گھر آئے گا تو میں آپ کہ مہمان بناتی اچھی مہمانی کرتی۔ بچوں نے کہا اسے خاتون ہمیں گھر میں سے جا ہم امید رکھتے ہیں کہ آج رات وہ ہمیں آگے گا۔ پس وہ عورت ان دو بچوں کو گھر لے گئی اور کھانا سے آئی لیکن انھوں نے نہ کھایا اور مصلیٰ مانگا اور نماز پڑھی اور پھر سو گئے اور پھر سارا قصہ جس طرح صدق نے نقل کیا ہے اس کے قریب قریب نقل کیا ہے اور چونکہ یہ حکایت دوطبق سے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت ہوئی ہے لہذا اطمینان رکھنا چاہیے کہ اس کی اصل صحیح ہے اور ان دو راویوں نے بھی ایک دوسرے سے بھی روایت نہیں لی اگرچہ یقینی طور پر ہم نہیں جانتے کہ وہ عقیل کی اولاد میں سے تھے یا جعفر طیار کی۔ اور یہ دوسری روایت زیادہ قریب ہے چونکہ ان دو بچوں کی قبر مسیب کے قریب ہے کہ جو کربلا سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر ہے اور بچوں کا کربلا سے فزاکر ناقبول کرنے کے زیادہ نزدیک ہے نسبت کو فہ کے زندان؟

اور یہ جو مؤلف کہتے ہیں کہ ان دو بچوں کی شہادت اس کیفیت اور اس تفصیل کے ساتھ میرے نزدیک بعید نظر آتی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ اصل وقوع کو بھی بعید سمجھتے ہیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی واقعہ کی تفصیل محکوم و مقید ہوئی ہیں لیکن اصل واقعہ قابل شک و تردید نہیں ہوتا۔

مثلاً حضرت خاتم انبیاء کی ولادت کے کہ اس میں شک نہیں کیا جاسکتا لیکن ولادت کے دن میں اختلاف ہے کہ بارہ ربیع الاول تھا یا سترہ اور حضرت ابراہیم الفضل عباس کی اصل شہادت مسلم ہے لیکن اس کی تفصیل و کیفیت معلوم نہیں اور مختلف فیہ ہے اور جنگ بدر، احد، جمل اور صفین بنیادی طور پر تواتر کے

ساتھ معلوم ہیں لیکن ان کی تفصیل اور کیفیات یقینی طور پر معلوم نہیں ہیں۔ وقائع اور حوادث کے نقل کرنے میں مختلف روایات کے درمیان جو قدر مشترک ہو اسے صحیح سمجھنا چاہیے جب تک اس میں تصحیف و تحریف اور لہو و مبالغہ کا احتمال نہ ہو اور شاید تضعیف یا استبعاد میں وجہ سے دفع ہو سکے پہلی وجہ یہ ہے کہ ہر مسکتا ہے کہ حدیث کی سند ضعیف ہو اور چونکہ ضعف سند کذب و جھوٹ کی دلیل نہیں شاید کسی کو اس کی صحت کا قرینہ مل جائے کہ جس قرینہ پر ہم مطلع نہ ہوئے ہوں۔

دوسرا یہ کہ حدیث کے نقل کرنے میں کسی لفظ کی تصحیف و تحریف ہو گئی ہو یا راوی نے بھول کر اسے دوسرے لفظ سے بدل دیا ہو اور وہ لفظ حد کے استبعاد یا تکذیب کا سبب ہو اور شاید کوئی شخص بعد میں اس تصحیف یا سہو پر متنبہ ہوا ہو جیسا کہ اول کتاب میں ایک حدیث گزری کہ حضرت عیسیٰ کے شکم مادر میں رہنے کی مدت چھ ماہ تھی اور مؤلف نے فرمایا یہ سہو ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت یحییٰ کے حمل کی مدت ہے اور غیاب میثم کے تفسیر میں ہم نے کہا ہے کہ جس سال وہ شہید ہوئے انہوں نے عمرہ کیا تھا نہ کہ حج اور جس روایت نے حج کا ذکر کیا ہے اس سے مراد عمرہ ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حدیث میں مبالغہ کو راستہ مل گیا اور راوی نے مطلب کو زیادہ بڑا کر دیا اس سے جو واقعہ ہوا تھا یا اس سے کمتر بنا دیا اور اس بنا پر وہ واقعہ بید نظر آتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص وقت سے اس میں دیکھے تو وہ اصل واقعہ کو اس کے زوائد سے جلا کر سکتا ہے یہ جو کچھ ہم نے کہا ہے یہ ضعیف اخبار کی بات ہے۔ صحیح اخبار کا معاملہ خود بخود معین ہے۔

اور یہ جو ہے کہ عبید اللہ نے ان دو بچوں کے قاتل کو قتل کرادیا اس پر تعجب نہیں
 کرنا چاہیے کیونکہ وہ تیز بین، دور اندیش اور بہت سیاسی شخص تھا اور امام حسین کے قاتلین
 میں انعامات تقسیم کرنے کے باوجود وہ ڈرتا تھا کہ لوگ انعام کے طمع میں غمخوار سے
 کی بنا پر قبائل کے درمیان تلوار نہ چلا دیں اور اس کی اجازت کے بغیر لوگوں کو قتل
 کرنا نہ شروع کر دیں اور ان کے سرے اٹھیں اور انعام کی خواہش کریں کہ یہ حسینؑ کے
 ہوا داروں میں سے تھا اور مناقبِ قدیم کی روایت کے مطابق اس نے ان دونوں بچوں
 کے قتل کرنے کا پہلے سے حکم نہیں دیا ہوا تھا۔



jabir.abbas@yahoo.com

عراق کا عزم

امام حسین علیہ السلام کا مکہ سے عراق کی طرف متوجہ ہونا

(ارشاد) حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا کوفہ میں خروج منگل دن اٹھویں ذی الحجہ ۶۰ھ ہجری میں تھا اور ان کی شہادت فری ذی الحجہ کو ہوئی جو کہ عرفہ کا دن ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا اسی دن خروج لازم مسلم ہے اور آپ مکہ میں ماہ شعبان کے بقیعہ دن رمضان، شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے آٹھ دن رہے اور خبیثی مدت آپ مکہ میں رہے اس میں ایک گھنٹہ حجاز اور پھر کے لوگوں کا آپ سے منسلک ہو گیا اور آپ کے اہل بیت اور موالی سے آٹا اور حضرت نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفاد مردہ کے درمیان سہمی کی اور احترام سے باہر آ گئے اور اسے عمرہ مفروضہ قرار دیا چونکہ آپ حج مکہ مکمل نہ کر سکے اور آپ کو خطرہ تھا کہ کہیں انھیں مکہ میں دستگیر نہ کر لیں اور یزیدؓ کی طرف بھیج دیں (مہر) ایک روایت میں ہے کہ جب نزویہ کا دن آیا تو عمرہ بن سعید بن عامر بہت سے لشکر کے ساتھ مکہ میں آیا اور یزیدؓ نے اسے حکم دیا کہ امام حسینؓ سے مبارزہ اور کارزار کے لیے ہاتھ بڑھا ئے اور اگر ان پر اسے دسترس حاصل ہو تو ان سے مقابلہ اور جنگ کرے پس حضرت ترویہ کے دن مکہ سے خارج ہوئے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں امام حسینؓ کو خواب میں خانہ کعبہ کے دروازے پر دیکھا اس سے پہلے کہ آپ عراق کی طرف متوجہ ہوں کہ جبریلؑ کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں ہے اور جبریلؑ پکار پکار کے کہہ رہے ہیں آؤ اے

عزوجل کی بیعت کی طرف۔

اور ایک روایت ہے کہ جب آپ نے عراق کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: الحمد للہ ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ علی رسولہ خط الموت علی ولد آدم فخط القلاوۃ علی جمید الفتاة وما ولہنی الی اسد فی اشتیاق یعقوب الی یوسف وخیر لی مصرع انا لا قیہ کافی باوصالی تتقطعہا عسلان الغلوات بین السوا وین وکریلا خیملان منی اکراشاجوا فاداجربة سفیا لامحیص عن یوم خط بالقلم رضی اللہ عنہما اهل البیت نصیر علی بلائہ ویوفینا اجر الصابریں لن تشذ عن رسول اللہ طمته وہی مجموعۃ لم فی حظیرۃ القدس تقر بہم عینہ وینجز بہ وعدہ من کان باذلا فینا مہجته وموطنا علی لقاء اللہ نفسہ فلیرحل معنا فاننی راحل مصباحا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یعنی حمد و ثناء ہے خدا کے لیے وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے کسی شخص کو کسی پر توت و قدرت حاصل نہیں مگر اس کی امانت کے ساتھ اور خدا کا درود و صلوة ہو اس کے رسول پر موت و اولاد آدم کے ساتھ اس طرح باندھ دی گئی ہے جیسے قلاوہ اور ہار جو ان لکڑی کی گردن میں میں کس قدر شدت سے اپنے اسلاف کی صحبت میں جانے کی آرزو و تمنا رکھتا ہوں جس طرح کہ یعقوب یوسف کے مشتاق تھے اور میرے لیے ایک زمین کا انتخاب کیا گیا ہے کہ جس میں میرا جسم و بدن پھینک دیا جائے گا۔ ضروری ہے کہ میں اس زمین تک پہنچوں اور گریاؤں و پکھڑاؤں میں رہتی ایسے کے بیابانی بھیڑے میرے بند بند ایک دوسرے سے جدا کر رہے ہیں۔

نواہیں دکر بلا کے درمیان پس اپنے خالی شکموں اور اوڑھنیوں کو پر کر رہے ہیں اور اس دن سے گریز نہیں ہے کہ جو قلم تقدیر سے کھد دیا گیا ہے جس چیز کو خدا پسند کرے ہم اہل بیت رسالت کی وہی بندہ ہم اس کی بلاء امتحان پر صبر کریں کیونکہ وہی مابروں کو مکمل اجر و ثواب دینے والا ہے۔ قرابت رسول کہ جو کپڑے کی دھاریوں کی طرح آنحضرت کے ساتھ ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں آپ سے جدا نہیں ہو سکتے بلکہ جنت میں انھیں آنحضرت کے لیے جمع کیا جائے گا اور ان سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور خدا ان کے ذریعہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا جو شخص چاہے کہ اپنی جان ہماری راہ میں دے اور اپنے آپ کو اپنے پروردگار کی بقاء کے لیے آمان دیکھے تو ہمارے ساتھ باہر نکلے کیونکہ میں کل روانہ ہو رہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔

مؤلف کہتے ہیں ہمارے شیخ محدث نووی رحمہ اللہ نے کتاب نفس الرحمن میں کہا ہے نواہیں عیسائیوں کا قبرستان ہے جیسا کہ کفنی کے حاشیہ پر لکھا ہے اور ہم نے سنا ہے کہ یہ قبرستان وہاں موجود تھا کہ جہاں اس وقت حُربین یزید ریاحی کا مزار ہے۔ شہر کے شمال مغربی حصہ میں۔ باقی رہا کہ بلا تو اس علاقہ کے لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ وہ زمین کا ایک ٹکڑا ہے جو اس ٹہر کے پہلو میں ہے کہ جو شہر کی تحصیل کے جنوبی حصہ میں جاری ہے اور ابن حمزہ کے نام سے مشہور مزار کے پاس سے گذرتی ہے اس زمین کے کچھ حصہ میں باغات ہیں اور کچھ زراعتی کھیت ہیں اور شہر ان دونوں کے درمیان (ملہوت) جس رات کی صبح کو امام حسین علیہ السلام چاہتے تھے کہ مکہ سے نکلیں محمد بن حنفیہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا بھائی اہل کوفہ وہی ہیں کہ جنھیں آپ پہچانتے ہیں کہ جنھوں نے آپ کے والد گرامی اور

برادر محترم سے درد و دھوکہ کیا اور مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ کا حال بھی ان جیسا نہ ہو۔ اگر آپ کی رائے ہو تو حرم میں ہی قیام فرمائیے کیونکہ حرم میں آپ ہر شخص سے زیادہ باعزت اور زیادہ طاقت ور ہوں گے۔ فرمایا اسے بھائی مجھے خوف ہے کہ بیزید بن سنان میرے حرم میں اچانک شہید کر دے اور میری وجہ سے اس گھر کی حرمت ختم ہو جائے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا اگر آپ کو اس کا خطرہ ہے تو میں کی طرف چلے جائیے۔ یا بیابان کی کسی جانب کہ وہاں آپ سب سے زیادہ طاقتور ہوں گے اور کسی کو بھی آپ پر دسترس نہیں ہوگی۔ فرمایا جو کچھ تم نے کہا ہے اس پر میں سوچوں گا۔ جب سحر کا وقت ہوا تو حسین نے کوچ کو ناپا جا محمد کو خبر ملی تو وہ آپ کے پاس آئے اور آپ کے ماتر کا ہمارے کپڑا لیا اور عرض کیا اسے بھائی مجھے آپ نے وعدہ دیا تھا کہ جس چیز کی میں نے درخواست کی تھی آپ اس میں غور کریں گے تو کیا چیز باعث ہوئی کہ اتنا جلدی آپ نکل پڑے فرمایا تمہارے جانے کے بعد رسول خدا میرے پاس آئے اور فرمایا اے حسین! باہر نکل کہ خدا نے چاہا ہے کہ تمہیں شہید ہوا دیکھے ابن حنفیہ نے کہا ”انا لله وانا الیہ راجعون“ تو پھر ان خواتین کو ساتھ لے جانے کا کیا مقصد ہے اور اس حالت میں آپ انہیں کیوں اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں فرمایا کہ پیغمبر اکرم نے مجھ سے فرمایا ہے خدا چاہتا ہے کہ انہیں امیر و قیدی دیکھے۔ آپ نے محمد سے وواع کیا اور چل پڑے۔

مترجم کہتا ہے کہ محمد بن حنفیہ کی گفتگو آنجناب سے مدینہ سے نکلنے کے وقت ایک اور طریقہ سے پہلے گزر چکی ہے۔ حضرت ابو عبد اللہ صادق سے روایت ہے کہ جب امام حسین بن علی علیہما السلام نے چاہا کہ عراق کی طرف جائیں تو اپنی کتب اور وصیت نامہ جناب ام سلمہ کے سپرد کیا اور جب علی بن الحسین علیہما السلام واپس

اُسے تو جناب ام سلمہ نے یہ چیزیں انھیں دے دیں۔

مسعودی نے اثبات الوحیہ میں حضرت سید الشہداء کا ام سلمہ سے مکالمہ نقل کیا ہے اس کے مانند کہ جو کچھ پیڑموسیٰ اور انتیسویٰ حدیث میں اس کتاب کی ابتدا میں اور آنحضرت کے مدینہ سے خروج کے ضمن میں گزر چکا ہے اور طول سے بچنے کے لیے ہم نے تکرار سے احتراز کیا ہے۔

اور مسعودی مروج الذهب میں کہتا ہے کہ جب حسینؑ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو ابن عباسؓ ان کے پاس اُسے اور عرض کیا اسے چچا زاد بھتیجے خبر ملی ہے کہ آپ عراق جائیں گے حالانکہ وہ خیانتکار ہیں۔ آپ کو صحن جنگ کرنے کے لیے دعوت کی ہے اور بس، لہذا جلدی نہ کریں اور اگر آپ قنار اس جبار یعنی یزید سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور کمر میں رہنے کو پسند نہیں کرتے تو پھر یمن کی طرف جائیں کیونکہ وہ ایک طرف پڑا ہوا ملک ہے اور وہاں آپ یار و انصار اور اعموان و مددگار موجود ہیں وہاں آپ ٹھہر جائیں اور اپنے دائمی مختلف شہروں میں پھیلا دیں اور اہل کوفہ اور دوسرے عراق میں اپنے یار و انصار کو کھینچ کر وہ اپنے امیر کو اپنے سے نکال باہر کریں اگر تو وہ ایسا کر سکے اور اپنے امیر و گورنر کو نکال اور دور کر سکے چنانچہ اگر کوئی دہاں نہ رہا جو آپ سے اُسبھ تو پھر ان کے پاس جائیے اور میں ان کی خیانت سے مامون نہیں ہوں اور اگر انہوں نے یہ کام نہ کیا تو اپنی جگہ یہیے یہاں تک کہ خدا اپنے ام و حکم کو لے اُسے کیونکہ یمن کے علاقہ میں قلعے اور درے و گھاٹیاں فراواں ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ آپ خیر خواہ اور مجھ پر مہربان ہیں لیکن مسلم بن عقیل نے مجھے خط لکھا ہے کہ اہل شہر نے میری بیعت کرنے اور

مدد کرنے پر اجتماع اور اکٹھا کر لیا ہے لہذا میں جانے کے لیے عزم کر چکا ہوں
 ابن عباس نے کہا "انھم من جریت و جریت" یہ وہ ہیں کہ جن کا آپ
 امتحان اور تجربہ کر چکے ہیں۔ یعنی ان کی بات کا کوئی اعتماد و اعتبار نہیں یہ وہی ہیں جو
 اس سے پہلے آپ کے والد اور بھائی کے ساتھ تھے اور کل اپنے امیر کیساتھ
 مل کر آپ کے قاتل ہوں گے اگر آپ ان کی طرف نکلیں اور یہ خبر ابن زیاد تک
 پہنچ جائے تو وہ انہیں ہی آپ سے جنگ لڑنے کو بھیجے گا اور وہی لوگ کہ جنہوں
 نے آپ کو خط لکھے ہیں وہ آپ کے دشمن کی نسبت آپ پر زیادہ سخت ہوں گے
 اور اگر آپ میری بات کو قبول نہیں کرتے اور حتیٰ کو فر کی طرف جانا ہے تو پھر خاتین
 اور بچوں کو اپنے ساتھ نہ لے جائیے۔ خدا کی قسم مجھے خوف ہے کہ آپ شہید ہو
 جائیں گے جیسے کہ عثمان مارا گیا اور عورتیں اور بچے اسے دیکھ رہے تھے۔
 امام نے ابن عباسؓ کے جواب میں جو بات کہی تھی وہ یہ تھی خدا کی قسم اگر میں
 اس قسم کی جگہ میں مارا جاؤں تو اسے میں زیادہ پسند کرتا ہوں اس چیز سے کہ
 مکہ کی حرمت میری وجہ سے پامال ہو۔ پس ابن عباس آپ سے ناامید ہو گئے
 اور آپ سے اٹھ کر باہر چلے گئے اور ابن زبیر کے قریب سے گزرے اور کہاتیر کی
 آنکھ ٹنڈی ہو اے ابن زبیر اور یہاں شمار پڑھے یا لک من قبرۃ بمعمر
 فلا لك الجوفیضی واصغری، ونقري ماشئت ان تنقري۔
 اے مقام مکر کی چٹاول تیرے لیے فضا خالی ہو گئی ہے اب انڈے دے اور
 بلند آواز سے شور مچا اور اپنی متنازع زمین پر مار جو چاہے چن لے کیونکہ جاں ہٹا
 دیا گیا ہے۔ یہ اوسین عراق کی طرف جارہے ہیں اور حجاز تیرے لیے چھوڑ رہے
 ہیں۔ جب ابن زبیر نے یہ سنا کہ آنحضرتؐ کو فر جائیں گے اور آپ کا وہاں رہنا اس

کے لیے گراں تھا اور اس سے وہ دل تنگ تھا اور لوگ اسے امام حسینؑ کے برابر نہیں سمجھتے تھے لہذا اس کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تھی کہ امام مکتے سے باہر چلے جائیں اس لیے اس نے کہا اسے ابا عبد اللہؑ بڑا اچھا کام کیا ہے آپ نے کہ خدا سے ڈرتے ہوئے آپ نے اسی قوم سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا ہے ان کے ظلم و ستم کی بنا پر اور یہ کہ انھوں نے خدا کے نیک بندوں کو ذلیل و خوار کیا ہے امام حسینؑ نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ میں کوفہ کی طرف جاؤں۔ ابن زبیرؓ نے کہا خدا آپ کو توفیق دے اگر میں آپ کی طرح وہاں یا روانہ ہوتا تو اس سے مدد نہ کرتا چچا اسے خوف ہوا کہ امام اس کو متہم نہ سمجھیں لہذا کیا اگر آپ حجاز میں رہ جائیں اور ہمیں باقی لوگوں کے ساتھ اپنی مدد و نصرت کی دعوت دی تو ہم آپ کی دعوت کو قبول کریں گے اور آپ کی طرف تیزی سے آئیں گے اور آپ اس امر کے یزید اور اس کے باپ سے زیادہ لائق اور اہل ہیں۔

ابو بکر بن حارث بن ہشام امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا اسے چچا زاد بھائی رشتہ داری سبب ہوتی ہے کہ میں آپ پر مہربان ہوں اور آپ سے غم خواری کروں اور میں نہیں جانتا کہ آپ نیک خواہی کے سلسلہ میں مجھے کس طرح سمجھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اسے ابو بکر تم ایسے شخص نہیں ہو کہ جسے متہم کیا جا سکے۔ ابو بکر نے کہا آپ کے والد گرامی کا رعب و ہیبت لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ تھا اور آپ کی نسبت زیادہ امیدوار اور زیادہ ان کی بات سننے سے اور ان کے گرد زیادہ اکٹھے تھے۔ پس آنجناب معاویہ کی طرف (اس کے مقابلہ میں) گئے۔ تو سب لوگ آپ کے ساتھ تھے سوائے اہل شام کے اور آپ معاویہ کی نسبت زیادہ قوی تھے۔ باوجود اس کے ان لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا

اور دھوکا کیا و برجل بن گئے۔ حرص دنیا اور نخل کی وجہ سے پس ان کا دل خون کیا اور انھیں غصے کے گھونٹ پلائے اور ان کی مخالفت کی یہاں تک کہ خدا کی کرامت و رضوان الہی کی طرف تشریف لے گئے ان کے بد انھوں نے آپ کے بھائی کے ساتھ کچھ کیا جو کچھ کہا اور ان سب واقعات میں آپ موجود تھے اور انہیں دیکھا تو پھر بھی آپ چاہتے ہیں کہ ان کی طرف جائیں کہ جنھوں نے آپ کے والد اور بھائی کو آزار دیکھیں دیں اور ان سے ظلم و ستم کیے اور ان کی اعانت و مدد سے اہل شام اور عراق اور اس کے ساتھ کہ جو اپنے آپ کو زیادہ تیار کیے ہوئے ہے اور زیادہ آمادہ ہے اور اس کی استعداد بہت زیادہ ہے اور وہ زیادہ قوتور ہے اور لوگ اس سے زیادہ ڈرتے ہیں اور اس کی کامیابی کی زیادہ امید رکھتے ہیں۔ آپ جنگ کرنا چاہتے ہیں اور اگر انھیں خبر ملے کہ آپ اس کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو لوگوں کو مال دنیا کی وجہ سے ابھاریں اور وہ سب دنیا کے بندے ہیں۔ تو وہی شخص کہ جس نے مدد و نصرت کا آپ سے وعدہ کیا ہے وہی آپ سے جنگ و ستیز کے لیے کھڑا ہو جائے اور وہی شخص جو آپ کو زیادہ دوست رکھتا ہے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دے اور ان کی مدد کرے پس اپنے نفس کے بارے میں خدا کو یاد کیجئے (اور اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالیے)۔

امام حسینؑ نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے اے چچا زاد کہ تو نے اپنی رائے درست مخلصانہ دی ہے اور جو کچھ خدا نے مقرر کیا ہے وہی ہو کے رہے گا۔ ابو بکرؓ نے کہا آپ کی مصیبت کے اجر و ثواب چشم امید خدا سے رکھتا ہوں اے ابا عبد اللہ!

شیخ ابن قولوبہ نے حضرت ابو جعفر (باقلم) سے روایت کی ہے کہ حسینؑ ترویج

سے ایک دن پہلے مکہ سے نکلے اور ابن زبیر نے آپ کی مشایعت کی اور کہا ہے
ابا عبد اللہ حج کا وقت آن پہنچا ہے اور آپ اسے چھوڑ کر عراق کی طرف جا رہے
ہیں۔ آپ نے فرمایا اے زبیر کے بیٹے اگر میں فرات کے کنارے سپرد خاک ہو
اس کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ کعبہ کے گرد مارا جاؤں۔

اور تاریخ طبری میں ہے کہ ابو مخنف نے کہا کہ ابو خباب لیثی بن ابوجحیر نے
کہا کہ عدی بن حرمہ اسدی نے عبد اللہ بن سلیم اور منذری بن مشعل جو کہ دونوں اسد
قبیلہ کے ہیں سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو فہ سے حج کے لیے
گئے یہاں تک کہ ترویج کے دن ہم مکہ میں داخل ہوئے اور حسین علیہ السلام اور
عبد اللہ بن زبیر کو چاشت کے وقت ہم نے حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے
کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھا ہم ان کے قریب گئے اور سنا کہ ابن زبیر حسین
سے کہہ رہا ہے اگر آپ چاہیں تو یہیں قیام کریں ہم آپ کی مصیبت کا غم کھینچ
گئے اور آپ کی مدد کریں گے اور آپ کے ساتھ ٹھکس رہیں گے اور آپ کی بیت
کریں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی ہے
کہ مکہ میں ایک مینڈھا ہوگا کہ جس کے سبب مکہ کی ہتک و حرمت ہوگی اور
میں پسند نہیں کرتا کہ میں وہ مینڈھا بنوں۔

ابن زبیر نے کہا اور اگر آپ چاہیں تو یہیں رہ جائیں اور یہ کام میرے
سپر دکر دیں اور میں آپ کی فرمانبرداری کر دوں گا اور آپ سے حکم عدولی نہیں کر دوں
گا پھر ہم سے پوشیدہ ہو کر بات کی اور مسلسل آپس میں سرگوشی کرتے رہے
یہاں تک کہ میں نے سنا کہ ظہر کے وقت لوگوں کی چیخ و پکار بلند ہوئی مئی کی طرف
جانے کی کوہ و دونو کہتے ہیں پس امام حسینؑ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مرہ

کے درمیان سی کی اور کچھ بال کاٹ کر تقصیر کی اور اپنے عمرہ سے عمل ہو گئے اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ہم لوگوں کے ساتھ منیٰ کی طرف گئے۔

اور سبط کی کتاب مذکورہ میں ہے کہ جب محمد بن حنفیہ کو خبر پہنچی کہ آنجناب طائف ہوئے اور وہ اسی وقت وضو کر رہے تھے اور طشت ان کے سامنے رکھا تھا تو اتنا گریہ کیا کہ طشت ان کے آنسو سے پڑ ہو گیا اور مکہ میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو آپ کے جانے سے غمگین نہ ہوا ہو چونکہ لوگوں نے آپ کو جانے سے منع کے سلسلہ میں بہت باتیں کی تھیں لہذا آپ نے اسی شخص کے یہ اشتعار پڑھے:

سامعنی نعماً فی السموات عار علی داما نوی خیرا و جاہدا مغرماً

واسی الرجال الصالحین بنفسہ فاروق مشہوراً بخلاف محرمہ

وان عشت لہ اذ معد وان مت لہ اعم کفی ہذا ان نعیش و مریعنا

میں غمگین جا رہا ہوں اور جوارم کے لیے موت کوئی غار و تنگ نہیں ہے۔

جب اس کی نیت باخیر ہو اور ایسی چیز میں کوشش کرے کہ جس کا رد کو ماضی وری

ہے اور صالح و نیک افراد کی اپنے نفس کے ساتھ مدد اور ان سے ہمدردی کرے

اور ملعون و راندہ و رگاہ شخص جہائی اختیار کرے اور مجرم کی مخالفت کرے، اگر میں

زندہ رہوں تو مستحقِ مذرت نہیں ہوں اور اگر مر جاؤں تو میرے لیے علامت

نہیں ہے۔ تیری ذات کے لیے اتنا کافی ہے کہ تو زندہ رہے اور تیری ناک

رگڑی جائے۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی وکان امر اللہ قدراً مقدراً

اور اللہ کا حکم مقدور ہو چکا ہے۔

(مترجم) جیسا کہ ہم نے پڑھا ہے اور دیکھا ہے۔ سب لوگ امام حسینؑ

کو کوفہ جانے سے منع کرتے اور کہتے تھے اگر آپ وہاں گئے تو شہید کر دیے

جائیں گے اور اہل کوفہ بیعت کے عہد و پیمان کی وفائیں کریں گے اور بنی امیہ کا مال و دولت انہیں بیعت پر قائم نہیں رہنے دے گا اور آنحضرت بھی جانتے تھے اور جو کچھ ابن عباس، ابن زبیر، محمد بن حنفیہ، فرزدق اور دوسروں کو معلوم تھا وہ آنحضرت سے پوشیدہ نہیں تھا اور آپ بنی امیہ کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور آپ کی پیشگوئی ابن زبیر کے بارے میں صحیح ثابت ہوئی اور ابن عباس کا لگان باوجود فطانت و ذہانت کے اور ابن زبیر کا خیال باوجود اس سوچ بوجھ اور زہری کے غلط تھا جو کہتے تھے کہ مکہ خدا کا حرم اور امن کی جگہ ہے لیکن بنی امیہ نے کعبہ کی حرمت کا خیال نہ کیا اور ابن الزبیر کو مسجد الحرام میں قتل کر دیا اور کعبہ کو متعینق کے ساتھ ویران کیا۔

بہر حال انبیاء و اوصیاء کی سنت و سیرت باقی لوگوں کے برخلاف ہے بلکہ عظیم الہی فلاسفہ اور وہ افراد کہ جو اوصیاء کے مرتبہ سے کم ہیں اور انھوں نے کسی مقصد کو پسند نہیں کیا ہے اور چاہا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان رواج پائے ان کی نظر اسی ہوتی ہے مقصد پر رہتی ہے اور جان و مال کی پروا نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے مقصد کی ترویج و تبلیغ چاہتے اگرچہ اس میں ان کی جان چلی جائے کیا آپ نے سنا نہیں کہ سقراط حکیم لوگوں کو خدا اور مناد قیامت کی دعوت دیتا تھا۔ یونانی بت پرست تھے انھوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر قتل کر دیا اس نے اپنے بچے سے قریب نہیں کی تو آسان ہے اسی زندان میں ہی اپنی باتوں کا تکرار کرتا تھا اور اپنے عقائد بیان کرتا اور قتل ہونے کی پروا نہیں رکھتا تھا جب وہ لوگ اس طرح تھے تو پھر انبیاء و اوصیاء کو کیسا ہونا چاہیے۔

جی ہاں اگر خاموشی میں مصلحت سمجھیں مثل امیر المؤمنین کے خضاع کے زمانہ میں اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے معاویہ کے زمانہ میں تو پھر گھر میں بیٹھیں

اور صلح کر لیں اور ان کی مخالفت کے لیے قیام نہ کریں اور اگر وقت کی مصلحت نہی من
المنکر میں دیکھیں تو مصراحت کے ساتھ کہیں اور کسی چیز کی پرواہ نہ کریں۔

اور اگر حسینؑ اپنی جان کی حفاظت چاہتے تو پھر کیوں یمن جاتے یا پہاڑوں
درّوں اور ریگستانوں کی پناہ لیتے اپنے شہر و وطن مدینہ میں ہی بیٹھ جاتے اور یزید
کی بیعت کر کے آسودگی اور آرام سے زندگی بسر کرتے جیسا کہ معاویہ کے زمانہ
میں زندگی بسر کر رہے تھے۔

کسی بادشاہ اور خلیفہ کی مخالفت کر کے بیا بانوں اور پہاڑوں کی طرف فرار
کر جانا اور بھاگ جانا ڈاکوؤں اور دوسرے لوگوں کا کام ہے نہ کہ ردیاء و انبیاء
کا کہ جس سے فتنے و فساد کھڑے ہوں اور ناقص خون بہیں اور مال و ثروت کی
غارت گری ہو جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ انجذاب لامنی نہ ہوئے کہ شاہراہ سے ہٹ کر
یڑھے راستے سے مکہ کی طرف جائیں تو پھر کبے راضی ہوتے کہ راہزنیوں داسے کام
کرتے۔ نیز آپؑ اپنی جان کی حفاظت چاہتے بعد اس کے کہ آپؑ کو معلوم ہو گیا کہ علیہ السلام
بن زیاد مکہ میں آگیا ہے۔ اور مسلم بن عقیل کو انھوں نے شہید کر دیا ہے اور اہل کوفہ
کی مدد و نصرت کی کوئی امید نہیں رہی تو عربستان کے صحراؤں میں کہیں چھپ جاتے
تاکہ آپؑ کو مڑے ملاقات نہ کرنا پڑتی بلکہ مڑے ملاقات کرنے کے بعد بھی جبراً
ان کے جنگل سے نکل سکتے تھے لیکن آپؑ کا مقصد کہ جس کا خدا و رسول نے انھیں
حکم دیا تھا انجام نہ پاتا آپؑ چاہتے تھے کہ لوگوں کو دین اتباع و پیروی کرنے
کی دعوت دیں اور دنیا پرستی اور شہوت رانی کے نقصان کو بیان کریں تاکہ وہ جان
لیں کہ خدا کا دین اس لیے نہیں آیا کہ بنی امیہ اسے اپنی سلطنت و قدرت اور عیش
و عشرت کا ذریعہ بنالیں۔ اگر لوگوں نے آپؑ کی مدد و نصرت کی تو وہی مطلوب ہے

اور اگر انہوں نے قبول نہ کیا اور آپ دجہ شہادت پر نازل ہوئے تو پھر بھی لوگ جان لیں کہ دین وہ نہیں ہے کہ جو بنی امیہ کے دنیا طلب کیے ہیں اور فرزند رسول کہ جو اس دین کا مالک ہے وہ ان کے ان اعمال و کردار کو خلاف دین سمجھتا ہے لہذا وہ اس راستہ میں شہید ہو گیا اور وہ نفرت جو لوگوں کے دلوں میں بنی امیہ کی رفتار اور کردار سے متحی وہ دین سے نفرت کا موجب نہ بنے۔ اس کے علاوہ دوسرے بہت سے مصالح تھے کہ جو ہم سے پرشیدہ ہیں۔

اور اگر امام اُن کے اعمال و کردار کی تصدیق کر دیتے تو آج مسلمان لوگ کہتے یہ دین کہ جو بنی امیہ کے ظلم و اصرار، فسق و فجور اور عیث و عشرت کو تجویز کرتا ہے باطل ہے۔

باقی رہا یہ کہ آنجناب نے عراق کو انتخاب کیوں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں جو شبیر رہتے تھے وہ منتخب مسلمان اور عقلمند اور زیادہ دین دار تھے اور سالہا امیر المؤمنین کے منبر کے نیچے بیٹھے تھے اور آنجناب نے علوم و معارف کا بیج ان کے دلوں میں بویا تھا اور وہ فرزند رسول کے جہاد کے راز کا بہتر ادراک رکھتے تھے، عراق مشرق کی دہلیں اور تمدن کا گہوارہ تھا۔ قدیم زمانہ میں اور اس کے بعد بھی تمام علوم اسلامی کا یہی ملک سرچشمہ رہا ہے۔ نحویین یا کوئی تھے یا بصری کہ جنہیں امیر المؤمنین نے علم بخو کی تعلیم دی تھی۔ نیز فقہاء و متکلمین، محدثین، قراء اور مفسرین عامہ و خاصا بھی یا کوئی تھے یا بصری۔ اس کے بعد جب بنی امیہ مسلمانوں کے ملک کا دار الخلافہ و دار الحکومت بنا تو اس میں بھی وہی کوفہ و بصرہ کے لوگ جمع ہوئے اور وہ مدارس و کتب و علماء جو بنی امیہ میں جمع ہوئے کسی زمانہ میں نہ تھے کہ جن علوم کے آثار باقی ہیں اور تمام روئے زمین انہیں معارف سے بہرہ مند ہو رہا ہے۔

یہاں تک ہندوستان و چین کے بٹ پرست اور مغرب کے میدانی کے ماتخذ و مصادر عربی
معارف و علوم ہیں کہ جن کی اصل بغداد تھی اور وہ لوگ اہل کوفہ اور امیر المومنین کے شاگرد تھے
اور اب بھی نجف (شرف علوم شیعہ) کا مرکز ہے اور چونکہ امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ
ملک عراق اور اس کا دارالحکومت کوفہ آنے والے زمانہ میں عالم اسلام کے لیے یہ مقام
رکنا ہے۔ لہذا آپ نے اپنی دعوت کا وہاں اظہار کیا اور اپنی قبر کا وہاں انتخاب کیا۔



jabir.abbas@yahoo.com

بارہویں فصل

عراق کی طرف روانگی

سید الشہداء کا مکہ سے عراق کی طرف خروج

حضرت سید الشہداء (تردیب کے دن) (آٹھویں الحج) مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے اپنے اہل و عیال اور شیعہوں کی ایک جماعت کے ساتھ کہ جو آپ سے وابستہ ہو گئے تھے۔

مطالب السؤل وغیرہ میں موجود ہے کہ ان میں سے مرد بیاسی افراد تھے اور ابھی تک آپ کو مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر نہیں ملی تھی چونکہ اسی دن جناب مسلم نے خروج کیا تھا اور امام بھی اسی طرح دن مکہ سے باہر نکلے تھے۔

اور کتاب المحزون فی تسلیۃ المحزون میں نقل کیا ہے کہ امام نے اپنے ہمراہیوں کو بلایا اور ہر ایک کو دس دینار دیے۔ ایک ایک اونٹ کے ساتھ کہ جو ان کا بار اور زاد راہ اٹھائے اور آپ مکہ سے منگل کے دن یوم تردیب جو کہ (آٹھویں الحج) کی تاریخ تھی روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ بیاسی مرد تھے شیعہوں و دوستوں رشتہ داروں اور آپ کے اہل بیت میں سے، انتہی۔

فرزدق شاعر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں سن ساٹھ میں اپنی والدہ کیساتھ حج کے لیے گیا۔ میں حرم میں داخل ہوا اور اپنی والدہ کے اونٹ کو بانٹ رہا تھا تو میں نے ایک کارواں کو مکہ سے نکلتے دیکھا کہ جن کے ساتھ مکمل اسلحہ، تلواریں اور ڈھالیں تھیں تو میں نے پوچھا یہ کارواں کس کا ہے لوگوں نے بتایا حسین بن علی علیہما السلام

کا ہے میں آپ کے نزدیک گیا اور سلام کیا اور عرض کیا خدا آپ کو اور آپ کا مسئول سلام
 و مقصد عطا فرمائے اور آپ کو امید و آرزو تک پہنچائے جو کچھ آپ چاہتے اور پسند
 فرماتے ہیں اسے فرزند رسول میرے مال باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں اتنی جلدی
 حج کو چھوڑ کر جا رہے ہیں فرمایا اگر میں جانے میں جلدی نہ کروں تو مجھے گرفتار کر لیں
 گے پھر آپ نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا میں ایک عرب ہوں۔ آپ کو خدا کی
 قسم اس سے زیادہ نہ پوچھنا فرمایا جن لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہوں ان کے بارے
 میں تمہاری اطلاع ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے آگاہ اور باخبر سے سوال کیا ہے
 لوگ آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں اور قضا و قدر آسمان
 سے نازل ہوتی ہے اور جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ
 کہا سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ ہمارے پروردگار کی ہر روز نرالی شان ہے
 اگر اس کی قضا ہماری مراد کے موافق ہو تو ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور شکر کے ادا
 کرنے میں بھی اس سے توفیق چاہتے ہیں اور اگر اس کی قضا ہمارے اور ہمارے
 کے درمیان حائل ہو جائے تو جس کی نیت حق ہے اور جس کا باطن و اندر تقویٰ ہے
 وہ تعدی و تجاوز نہیں کرتا اور اگر وہ اپنے مقصد تک نہ پہنچے تو خدا کو ملامت نہیں
 کرتا، میں نے عرض کیا جی ہاں ایسا ہی ہے خدا آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے
 اور جس چیز کا آپ کو خوف ہو اس کی کفایت کرے پھر میں نے نذر اور مناسک حج
 کے بارے میں کچھ سوالات کیے اور آپ نے ان کے جوابات دیئے اور آپ نے
 سواری کو حرکت دی اور فرمایا السلام علیک، اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے
 بعد اسی کے امام مکہ سے خارج ہوئے۔ مکہ کے گورنر عمر بن سعید نے اپنے بھائی
 یحییٰ کو ایک گروہ کے ساتھ بھیجا اور پیغام دیا کہ آپ واپس آجائیں آپ نے اس

کی پرواہ نہ کی اور آگے بڑھ گئے یحییٰ کے ساتھیوں نے آپ کے ساتھیوں سے الگ
اور لڑنے بھڑنے لگے اور ایک دوسرے کو کور سے مارے اور آپ نے آپ کے
ساتھیوں نے سختی اور پوری قوت سے انکار کیا۔

عقد الفرید میں کہتا ہے جب مکہ سے امام حسین کے خروج کی اطلاع عمر بن سعید
مکہ کے گورنر کو ملی تو اس نے کہا جس طرح بھی ہو سکے انھیں واپس لے آؤ۔ لوگ آپ
کی تلاش میں نکلے لیکن آپ تک نہ پہنچے اور واپس لوٹ آئے (ارشاد) آپ روانہ ہوئے
یہاں تک کہ مقام تنعیم تک جا پہنچے جو مکہ سے دو فرسخ ہے مین کی طرف سے ایک میل
اُڑتا تھا کہ جسے بحیر بن ربیعان نے مین سے یزید بن معاویہ کے لیے بھیجا تھا کہ
جس کا بار اسپرک (قل) کی مانند زور و رنگ تو بصورت دانے اور زعفران کی طرح اس
کی تاریں ہیں) اور مین حلی و لباس تھے۔ امام حسین نے (امام زمانہ ہونے کی حیثیت
سے اور یزید کے غاصب خلافت ہونے کی بناء پر) وہ اموال ضبط کر لیے اور
سار بالوں سے فرمایا جو چاہے عراق تک ہمارے ساتھ آئے اسے ہم پورا کرایہ
دیں گے اور اس کے ساتھ نیکی اور احسان کریں گے اور جو واپس جانا چاہے اسے
یہاں تک کرایہ ادا کریں گے۔ پس ایک جماعت اپنا حق و کرایہ لے کر ہمیں
سے واپس پلٹ گئی۔ اور جو عراق تک آئے انھیں پورا کرایہ دیا اور اس کو لباس بھی
دیا (کامل) پھر آپ آگے چلے یہاں تک کہ مقام صفاح تک پہنچے اور وہاں فرزدق سے
ملاقات ہوئی اور پھر فرزدق کا واقعہ تقریباً اسی طرح کہ جیسے گذر چکا ہے نقل کیا اور
صفاح ایک جگہ ہے حنین اور اس جگہ کے درمیان کہ جہاں حرم کی نشانیاں نصب
کی گئی ہیں مترجم کہتا ہے کہ اس روایت اور گزشتہ روایت کے درمیان کوئی
منافات نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صفاح تنعیم سے پہلے ہو (کامل) پھر

کہا ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنے دو فخرزادوں عون و محمد کے ہمراہ امام حسینؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا اور اس میں تحریر کیا تھا ابا بعد آپ کو میں خدا کی قسم دیتا ہوں جب آپ میرا خط پڑھیں تو واپس آجائیں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اس راستے میں ایسا اتفاق ہو کہ جس میں آپ کی شہادت واقع ہو جائے اور آپ کے اہل بیت ختم ہو جائیں اور اگر آپ اس دنیا سے چلے گئے تو زمین کا نور اور روشنی خاموش ہو جائے گی جب کہ اس وقت آپ ہی علم و نشان راستہ تلاش کرنے والوں کے ہادی و رہبر اور منبہین کی امید گاہ ہیں۔ جانے میں جلدی نہ کیجئے۔ کیونکہ خط کے پیچھے میں بھی انشاء اللہ پہنچنے والا ہوں۔ (طبری) عبداللہ بن جعفر عمرو بن سید بن عاص کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ امام حسینؑ کے لیے خط بھیجنا اور انھیں امان دے دو اور احسان و صلہ رحمی کی امید دلاؤ اور خط میں محکم عہد و پیمان دو اور جلدی و سنجیدگی کے ساتھ ان سے واپس لے لیتے کی درخواست کرو تاکہ وہ واپس آجائیں اور ان کا دل سکون و آرام حاصل کرے عمرو بن سید نے کہا آپ جو کچھ چاہیں لکھ دیں اور میرے واپس لے آئیں تاکہ میں اس پر مہر لگا دوں۔ پس جناب عبداللہ نے خط لکھا اور اس کے پاس سے آئے اور اس سے کہا کہ یہ خط اپنے بھائی یحییٰ بن سید کے ہمراہ بھیجنا تاکہ انھیں زیادہ اطمینان حاصل ہو اور یقین پیدا کریں کہ یہ خط تمہاری جانب سے ہے اور عمرو بن سید بیزید بن معاویہ کا عامل اور گورنر تھا مکہ پر،

طبری نے کہا ہے کہ یحییٰ اور عبداللہ بن جعفر آنحضرتؐ تک پہنچے اور خط انہیں پیش کیا اور آپ نے اسے پڑھا جب یہ لوگ واپس لوٹے تو بتایا کہ ہم نے یہ خط آپ کے سامنے پیش کیا اور اصرار و الحاح کیا کہ شاید وہ بنیاد و بنیاد واپس آجائیں لیکن انھوں نے غدر پیش کیا کہ میں نے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

دیکھا ہے اور آپ نے مجھے ایک کام کا حکم دیا ہے اور میں اسی کو ضرور کروں گا چاہے مجھے نقصان ہو یا فائدہ۔ انھوں نے عرض کیا کہ وہ خواب کیا ہے فرمایا میں نے وہ کسی سے بیان کیا ہے اور نہ پھر بیان کروں گا یہاں تک ثقافتے پروردگار پر فائز ہوں۔ اور ارشاد کی روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن جعفر آپ سے ناامید ہو گئے تو اپنے دونوں بیٹوں عمروں و محمد سے کہا کہ وہ جناب کے ساتھ رہیں اور ان کے ساتھ جائیں اور ان کی صحبت میں جہاد کریں اور یحییٰ بن سعید مکہ کی طرف واپس آگیا۔ طبری نے کہا ہے عمرو بن سعید کا خط امام حسینؑ کی طرف اس مضمون کا تھا:

عمر بن سعید کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم عمر بن سعید کی جانب سے حسین بن علیؑ کی طرف امام بن علیؑ خدا سے چاہتا ہوں کہ آپ کو ایسی چیز سے منفرد کرے کہ جو آپ کی وفات کا باعث بنے اور آپ کی راہ صواب کی طرف رہنمائی کرے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ عراق کی طرف جارہے ہیں اور میں آپ کو مخالفت سے خدا کی پناہ میں دیتا ہوں اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ آپ اس طرف موت سے دوچار ہوں اور عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو میں آپ کی طرف بھیج رہا ہوں آپ ان کے ساتھ میرے پاس آجائیں۔ آپ کے لیے میرے پاس امان، صلہ رحمی، نیکی اور اچھی ہمسائیگی ہے اور خدا اس چیز میں جو میں نے لکھی ہے آپ کی طرف سے مجھ پر گواہ و شہید کیفیل، نگران اور وکیل ہے والسلام علیک۔ اور امام حسینؑ نے اسی کی طرف (جوانی) خط لکھا امام بندہ جو شخص خدا کی طرف دعوت دے اور اچھا اور صالح عمل بجالائے اور کہے کہ میں خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں میں سے ہوں تو اس نے خدا اور رسولؐ کی رضا نہیں کی اور تم نے مجھے امان دینے اور نیکی و صلہ رحمی کرنے کی دعوت دی ہے تو

بہترین امان اللہ کی امان ہے اور وہ آخرت میں اس کو امان نہیں دے گا کہ جو دنیا میں اس سے نہ ڈرتا ہو۔ ہم خدا سے امید رکھتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں اس کا خوف رکھیں تاکہ وہ قیامت کے دن اس کی امان کا باعث ہو۔ اگر تمہارا مقصد اس خط سے مجھ سے صلہ رحمی اور سبکی کرنا تھا تو خدا تجھے دنیا و آخرت میں جزائے نیر دے (ارشاد) اور حضرت امام حسینؑ کا رُخ عراق کی جانب تھا اور آپ تیزی سے چل رہے تھے اور کسی چیز کی طرف مہار نہیں موڑتے تھے یہاں تک کہ آپ مقام ذات عرق میں جا آئے (ذات عرق ایک جگہ ہے جہاں سے عراق کے حاجی احرام باندھتے ہیں)۔

مؤلف کہتے ہیں اور امیر المومنین کے ارشاد کا مقصد اس وقت ظاہر ہوا شیخ طوسی کی امالی میں روایت کی ہے عمارہ دھنی سے۔ اس نے کہا کہ میں نے ابو الطفیل کو کہتے سنا کہ مسیب بن نجبر امیر المومنین کے پاس آیا جبکہ اس نے عبد اللہ بن سبا کا گریبان پکڑا ہوا تھا اور کشاں کشاں اُسے لارہا تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا کیا ہوا ہے علیؑ کیا کہ یہ شخص خدا اور رسول پر جھوٹ باندھتا ہے۔ فرمایا یہ کیا کہتا ہے پھر میں نے مسیب کی گفتگو نہیں سنی البتہ میں امیر المومنین کو فرماتے ہوئے سنا۔

ہیمات ہیمات الغضب ولكن يا تيكم راكب الزعلبة يشد
حقوها بوضيئها لم يقض تفشاً من حج ولا
عمرة فيقتلونها۔ لیکن تمہارے پاس تیز روناق کا
سوار آئے گا کہ جس نے اس کے نچلے حصہ کو تنگ سے باندھا ہو گا اور حج و
عمرہ کی تفسیر نہیں ہو گی وہ لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ آپ کی مراد اس کلام سے
حسین بن علیؑ علیہا السلام ہیں (اور جب آپ مقام ذات عرق پر پہنچے دہلیز
تو بشران غالب سے ملاقات کی جو عراق کی طرف سے آ رہا تھا اور اس سے عراقی

کے لوگوں کے منتہی پر چھا تو اس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ: آنجناب نے فرمایا کہ بنی اسد کے بھائی نے سچ بات کہی ہے جو کچھ خدا چاہے وہی ہو گا اور جو چاہتا ہے اس کا حکم دیتا ہے (ارشاد) جب عبید اللہ بن زیاد کو ربیعہ بن اوس بن کوفہ کی طرف آ رہے ہیں تو آپ نے حصین بن تمیم اپنے صاحب نثر طرابلسی افسر کو قادیسیہ کی طرف بھیجا اور قادیسیہ اور خفان کے درمیان ایک طرف سے اور قادیسیہ سے قطعاً نہ تک دوسری طرف سواروں کو منظم کیا اور پاسگا مرتب کی۔ اور لوگوں سے کہا کہ یہ یوحسین عراق کی جانب آ رہے ہیں۔

اور محمد بن ابوطالب موسوی نے کہا ہے یہ خبر ولید بن عقیل مدینہ کے دربار کو ملی کہ حسین عراق کا رخ کیے ہوئے ہیں اس نے ابن زیاد کو دیکھا اباجہ حسین عراق کی جانب آ رہے ہیں وہ فاطمہ کے فرزند ہیں اور فاطمہ رسول خدا کی دختر نیک اختر ہیں ایسا نہ ہو کہ انھیں تو کوئی آسیب پہنچائے اور اپنے اور اپنے رشتہ داروں پر ایسا جان دشور کھڑا کر دے اس دنیا میں کہ جسے کوئی چیز نہیں روک سکے گی اور خاص دعام لوگ اسے کبھی بھی نہیں بھلائی گئے جنگ دنیا باقی ہے لیکن ابن زیاد نے اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ ریاشی سے اس کی اسناد کے ساتھ رفاقت نقل ہوئی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے حج کیا اور اپنے ہمسفروں سے الگ ہو گیا اور اکیلا چل پڑا اور بے راہ چلا۔ راستہ میں میری نظر کچھ خیموں پر پڑی تو میں اس طرف گیا اور پوچھا کہ یہ خیمے کس کے ہیں انھوں نے بتایا کہ حسین علیہ السلام کے ہیں۔ میں نے کہا علی و فاطمہ سلام اللہ علیہما کے فرزند کے انھوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا وہ خود کس خیمے میں ہیں انھوں نے بتایا کہ نکلاں خیمے

میں۔ میں ان کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ غصے کے دروازہ پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے خط ہے جسے پڑھ رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ میرے ماں باپ پر برقرمان جائیں آپ کیوں ان چیل میدانوں میں اُترے ہوئے ہیں کہ جن میں نہ جو پاؤں کے لیے چرنے کا سبزہ اور گیاہ ہے اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ فرمایا ان لوگوں نے مجھے ڈرایا ہے اور یہ اہل کوفہ کے خطوط ہیں اور وہی لوگ مجھے قتل کریں گے۔ جب انھوں نے ایسا کیا اور کسی حرمت کو نہیں چھوڑیں گے مگر اس کو توڑ دیں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو انھیں قتل کرے گا۔ اور قوم امہ سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے مراد قوم سب سے کم جو بلقیس کے زیر دست ذلیل تھی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ قومی احتمال ہے کہ قوم امہ مخن ہے فرام امہ سے جیسا کہ انجنا ب ہی سے روایت ہوئی ہے کہ آپ فرماتے تھے خدا کی قسم یہ مجھے نہیں چھوڑیں گے جب تک میرا خون نہ بہائیں جب انھوں نے ایسا کیا تو خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا کہ جو انھیں فرام امہ سے زیادہ ذلیل کرے گا فرام بن کتاب وہ کپڑے کا ٹکڑا ہے کہ عورت جسے مخصوص ایام میں استعمال میں لاتی ہے (ارشاد)

امام حسین کا اہل کوفہ کی طرف خط

جب امام حسینؑ مقام حاجرہ پر پہنچے تو بطن الرمہ میں سے ہنر تو آپ نے قیس بن مسہرہ اوی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے رضاعی بھائی عبد اللہ بن یفطر کو بھیجا اور ابھی تک مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر آپ کو نہیں ملی تھی اور ان کو یہ خط بھیجا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی علیہما السلام کی جانب سے اس کے مؤمنین و مسلمین جاثیوں کی طرف سلام علیکم۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اما بعد مسلم بن عقیل کا خط مجھے ملا ہے اور اس نے مجھے خبر دی ہے تمہاری مائے کی اچھائی اور تمہارے اشراف و اہل مشورہ کے اجتماع ہماری مدد کرنے اور ہمارے حق کو طلب کرنے پر مجتمع ہو گئی ہے۔ میں اللہ عزوجل سے سوال کرتا ہوں کہ ہم سے نیکی و احسان کرے اور تمہیں اجر عظیم دے۔ میں مشک کے دن ذی الحجہ کی آمد تاریخ نزویہ کے دن مکہ سے نکلا ہوں جب میرا بھیجا ہوا قاصد تمہا پاس آئے تو اپنے کام میں جلدی کرو اور جدوجہد کرو کیونکہ میں انشاء اللہ انہیں دنوں میں پہنچ جاؤں گا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اور جناب مسلم نے اپنی شہادت سے ستائیس دن پہلے خط لکھا تھا اما بعد جو شخص پانی کی تلاش میں جاوے وہ اپنے قبیلہ سے جھوٹ نہیں بولتا۔ کوفہ کے لوگوں میں سے اٹھارہ ہزار افراد نے میری بیعت کر لی ہے پس جو وقت میرا خط آپ کو ملے تو اسے میں جلدی کیجئے اور اہل کوفہ نے لکھا کہ ایک لاکھ تلوار آپ کی مدد کے لیے تیار ہے لہذا تاخیر نہ کیجئے۔

اور قیس؟ مسٹر صیداوی آپ کا خط لیکر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قاصد میرے پاس پہنچے تو حصین بن نمیر نے انہیں گرفتار کر کے عبید اللہ کے پاس بھیج دیا۔ عبید اللہ نے کہا نمبر پر جاؤ اور کذاب بن کذاب کو برا بھلا کہو۔ (ملہون)

اردو سرحدی روایت میں ہے کہ جب کوفہ کے قریب پہنچے تو حصین بن نمیر عبید اللہ کے مامور نے ان کا راستہ روک لیا تاکہ تلاشی لے۔ قیس نے خط نکال کر پھاڑ دیا حصین نے انہیں عبید اللہ کے پاس بھیجا جب اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو

اس نے کہا تم کون ہو تو انھوں نے جواب دیا میں امیر المؤمنین علی بن ابیطالب اور ان کے فرزند علیہما السلام کے شیعوں میں سے ایک مرد ہوں وہ کہنے لگا تو نے خط کو کیوں پھاڑ دیا کہا اس لیے تاکہ تو نہ جان سکے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اس نے کہا کس کی طرف سے تھا اور کن کے نام تھا۔ انھوں نے کہا کہ حسین بن علی علیہما السلام کی جانب سے تھا کفر کے لوگوں کی ایک جماعت کے نام کہ جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ ابن زیاد آگ بگولہ ہو گیا اور کہا خدا کی قسم تو مجھ سے الگ نہیں ہو سکے گا جب تک مجھے ان کے نام نہ بتائے یا منبر پر جاؤ اور حسین بن علی اور ان کے باپ اور ان کے بھائی علیہما السلام) پر (معاذ اللہ) لعنت کرے درندہ میں تجھے پارہ پارہ کر دوں گا۔ قیس نے کہا پس وہ قوم تو میں انکے نام نہیں بتاؤں گا البتہ لعنت کر دوں گا پس منبر پر گئے اور خدا کی حمد و ثناء کی اور پیغمبر پر درود بھیجا اور علی و حسن و حسین کی بہت زیادہ مدح و تعریف کی اور رحمت بھیجی۔ عبید اللہ بن زیاد اور اسی کے باپ اور بنی امیہ کے ستاروں پر اول سے لے کر آخر تک لعنت و نفرین کی۔ پھر کہا اے لوگو میں حسینؑ کا قاصد ہوں تمہاری جانب اور انھیں میں نے فلاں جگہ چھوڑا ہے انکی دعوت پر لبیک کہو۔ ابن زیاد کو بتایا گیا کہ قیس نے کیا کچھ کہا ہے۔ اس نے حکم دیا اور انھیں قصر کے اوپر سے زمین پر پھینکا گیا اور وہ شہید ہو گئے (اشاد) روایت ہوئی ہے کہ ان کے ہاتھ باندھ کر زمین پر پھینکا گیا کہ جس سے ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور ابھی کچھ رقی باقی تھے کہ ایک مرد عبدالملک بن عمیر نامی آیا اور ان کا سر قلم کر دیا لوگوں نے کہا تو نے ایسا کیوں کیا اور انھوں نے اس کی مذمت کی تو وہ کہنے لگا میں نے چاہا کہ اسے آسودہ کر دوں اور راحت پہنچاؤں۔

پھر امام حسینؑ حاضر سے روانہ ہوئے عربستان کے پانیوں میں سے ایک پانی تک پہنچے کہ جہاں عبداللہ بن مطیع عدویٰ اڑا ہوا تھا۔ جب اس نے حسینؑ کو دیکھا تو عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں اسے فرزند رسول خداؐ آپ کس لیے آئے ہیں اور پھر انہیں اپنے پاس لے جا کر اتارا اور آپ کی پذیرائی کی۔ امام حسینؑ نے فرمایا مسادیر مر گیا ہے جیسا کہ تمہیں بھی خبر پہنچی ہے۔ اہل عراق نے میری طرف خط لکھا ہے اور مجھے دعوت دی ہے۔ عہد اللہ نے عرض کیا آپ کو واسطہ دیتا ہوں اسے فرزند رسول خداؐ آپ اسلام کی ہتک و حرمت نہ ہونے دیں۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ قریش کی حرمت اور عربوں کی حرمت و عزت کو برقرار رہنے دینا خدا کی قسم یہ ملک جو بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ اسے طلب کریں تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور جب وہ آپ کو قتل کر چکے تو اس کے بعد پھر انہیں کسی کا خوف و ڈر نہیں رہے گا۔ خدا کی قسم یہ اسلام کی حرمت ہے جو ختم ہو جائے گی اور قریش و دنیا سے عرب کی حرمت و عزت ہے ایسا نہ کیجئے اور آپ کو فرزند جائیں اور اپنے آپ کو بنی امیہ کی دسترس میں قرار نہ دیں۔ آپ نے کوفہ کی طرف جانے کے علاوہ سے انکار کیا۔

اور عہد اللہ کے حکم سے واقعہ کے درمیان بصرہ کے راستہ اور شام کے راستہ تک تمام راستے بند کر رکھے تھے۔ کسی کو اس خط سے گزرنے نہیں دیتے تھے نہ باہر جانے دیتے اور نہ اندر آنے دیتے۔

حسینؑ اگر ہے تھے آپ کو عراق کے بارے میں اطلاع نہیں تھی یہاں تک کہ آپ نے بادیہ نشینوں کو دیکھا اور ان سے خبر پوچھی تو وہ کہنے لگے ہم کچھ نہیں جانتے مگر یہ کہ نہ ہم اندر جا سکتے ہیں نہ باہر آ سکتے ہیں پس آنجناب اسی طرح

آئے (لہون)

اور روایت ہوئی ہے کہ جب آپ خزیمہ میں اترے تو ایک شب نہ روزہ ہاں
 ٹھہرے۔ آپ کی بہن جناب زینب نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا کیا میں آپ کو بتاؤں
 کہ رات میں نے کیا سنا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا سنا ہے فرمایا آدھی رات کے وقت
 ضرورت سے میں خیمہ سے باہر نکلی تو میں نے سنا کوئی ہاتھ کہہ رہا ہے (الا
 یاعین فاحتفلی بجہد، ومن یشکی علی الشدائد بعدی علی قوم تسوقہم
 المنايا۔ بمقدار الی انجاز وعدی۔ یعنی اے آنکھ کش
 کو اور آنسو سے پر ہو جا، کون ہے جو میرے بعد ان شہداء پر گریہ کرے گا اسی
 گروہ پر کہ جنہیں موت کی پینچ کر لے جا رہی ہے جیسا کہ خدا نے مقدر کیا ہے تاکہ
 اسی کا وعدہ سچا ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا بہن جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ ہو کے بیگا
 تار یح ظہری میں ہے چر حین آئے یہاں تک کہ اس پانی تک پہنچے کہ جو
 درود کے اوپر ہے۔

امام کی زہیر بن قیس سے ملاقات

ابو مخنف کہتا ہے مجھے حدیث بیان کی سدی بنی فرارہ کے ایک شخص
 سے وہ کہتا ہے کہ حجاج بن یوسف کے ساتھ ہم عمارت بن ابی رہیمہ کے گھر میں
 تھے اور یہ مکان خرمہ فرزدشوں کے حملہ میں تھا اور زہیر بن قین بجلی کے بعد قبیلہ
 بجیلہ میں سے بنی عمرو بن یشرک سے چھین لیا گیا تھا اور اہل شام وہاں آیا کرتے
 تھے۔ ہم اس مکان میں پھپھے ہوئے تھے۔ سدی نے کہا میں نے اس مرد فرجی
 سے کہا مجھے اپنے امام حسینؑ کے ساتھ آنے کے بارے میں خبر دو۔ اس نے کہا
 ہم زہیر بن قین بجلی کے ساتھ مکہ سے باہر نکلے اور راستہ میں حسین بن علی

علیہما السلام کے ساتھ ہم اکٹھے تھے۔ ہمارے لیے کوئی چیز اس سے زیادہ ناخوش نہیں تھی کہ ہم کسی منزل میں آنجناب کے ساتھ اتریں جب حسین چل پڑتے تو زیریں اس جگہ رہ جاتے اور جب حسین کسی جگہ اترتے تو زیریں ان سے پہلے روانہ ہو جاتے یہاں تک کہ ایک دن ہم ایک منزل میں اترے کہ جہاں چارہ نہیں تھا سولے اس کے کہ اکٹھے ان کے ساتھ وہاں قیام کریں پس حسین ایک طرف اترے اور ہم دوسری طرف بیٹھے ہوئے تھے جو کھانا ہمارے پاس تھا اسے کھا رہے تھے کہ حسین کا قاصد آیا اور سلام کیا اور پھر اندر غیمہ کے داخل ہوا اور کہا اے زیریں حسین علیہ السلام نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں ہم ہر ایک نے جو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا گرا دیا گویا کہ پرندے ہمارے سروں پر بیٹھے ہوں۔

ابو مخنف کہتا ہے وہ ہم بہت عمر در زیریں کی زوجہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے زیریں سے کہا فرزند رسول آپ کے پاس قاصد بھیجتے ہیں اور آپ ان کے پاس نہیں جاتے سبحان اللہ اٹھو اور جاؤ اور ان کی بات سنو اور واپس آ جاؤ۔ اس خاتون نے کہا کہ زیریں میں چلا گیا اور زیادہ دیر نہ گزری کہ شاداں خرم واپس آیا اور حکم دیا کہ اپنے غیمہ، بار اور ساز و سامان کے بارے میں کہ اسے حسین کی طرف اٹھا کر لے جایا گیا اور اپنی زوجہ سے کہا ”انت طالق“ تمہیں طلاق ہے اپنے خاندان سے ملحق ہو جاؤ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری طرف سے تمہیں اچھائی اور خوبی کے علاوہ کوئی چیز پہنچے (ملہوف)

اور میں نے حسین کی صحبت کرنے اور ان کا ساتھ دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔ تاکہ اپنے آپ کو ان پر قربان کروں اور اپنی جان دے کر انہیں بچاؤں پھر اس

خاتون کو اس کا مال دیا اور کسی چچا زاد کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے اس کے خاندان تک پہنچا دے۔ وہ خاتون اٹھ کھڑی ہوئی اور رو کر اپنے شوہر سے الوداع کہا۔ اور کہا خدا تمہارا یاد دہا دے اور خیر و اچھائی تیری طرف لائے اور میں آپ سے صرف یہ چاہتی ہوں کہ مجھے قیامت کے دن حسین کے نانا صلوات اللہ علیہا کے پاس یاد کرنا (طبری) پھر زبیر نے اپنے اصحاب سے کہا جو شخص دوست رکھتا ہے میرے ساتھ آئے ورنہ میرا اس کے یہ آخری عہد و ملاقات ہے اور میں تم سے یقیناً بیان کرتا ہوں کہ ہم نے جنگ بلنجر کی اور خدا نے ہمیں فتح نصیب کی اور ہمیں بہت سی غنائم ملے۔ آئی تو سلمان باہلی نے ہم سے کہا (بھئی روایات میں سلمان فارسی سے کیا تم اس فتح سے خوش ہوئے ہو کہ جو تمہیں نصیب ہوئی اور غنیمتوں سے کہ جو تم نے حاصل کی ہیں۔ ہم نے کہا ہاں، تو اس نے کہا کہ جب سید جبران الی محمد کو درک کرو تو ان کی معیت میں ان غنائم کی نسبت جو تمہیں پہنچی ہیں زیادہ خوش ہونا لیکن میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ زبیر نے کہا سلمان ہمیشہ ان لوگوں کے آگے آگے رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ ”رضوان اللہ علیہ“

اور تقام میں کہتا ہے (معجم البلدان سے نقل ہے) بلنجر ہر وزن سفر جل ایک شہر ہے بلاد خزر میں باب الابواب (بند قفازیں) کی پشت پر کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن زبیر نے اسے فتح کیا اور بلاد ری کہتا ہے کہ سلیمان بن زبیر باہلی دماں سے بھی آگے نکل گیا یہاں تک کہ بلنجر کی پشت پر فاقان اور اس کے لشکر سے دوچار ہوا اور سلمان اور اس کا لشکر جو چار ہزار افراد تھے سب مارے گئے ابتدا میں تو ترک ان سے ڈر گئے تھے اور کہتے تھے کہ یہ فرشتے ہیں، اور کوئی ہتھیار ان پر کارگر نہیں ہوتا۔ اتفاقاً ایک درک کی جنگل میں چھپ گیا اور دماں

سے ایک مسلمان کو تیر مارا اور اسے قتل کر دیا پھر اپنی قوم میں اس نے چیخ و پکار کی کہ یہ بھی مرتے ہیں کیوں ڈرتے ہو۔ پس انھوں نے حملہ کیا اور ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے یہاں تک عبدالرحمن مارا گیا اور مسلمان نے علم اٹھایا اور مسلسل جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے بھائی کو بلخ کے علاقہ میں دفن کر سکا اور خود باقی مسلمانوں کے ساتھ گیلان کے راستے واپس آ گیا (عبدالرحمن بن جمانہ باہلی نے کہا ہے (وان لنا قبرین قبر بلنجر، و قبر بصیستان یا لك من قبر فہذا الذی بالصین عمت فتوحہ، و ہذا الذی یسقی بہ سبل القطر) ہماری دو قبریں ہیں ایک قبر بلخ میں ہے اور دوسری چین میں ہے۔ کیا کہنا تیرا اسے قبر میں یہ جو چین میں ہے یہ قبر جو چین میں ہے اس کی برکات عام ہیں اور اس دوسری قبر سے بارش برسنے کے راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔

آخری شعر سے مراد یہ ہے کہ ترکوں نے جب عبدالرحمن بن ربیعہ اور بعض کہتے کہتے ہیں کہ سلمان بن ربیعہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا تو ہر رات ان کی قتل گاہ میں نور اور روشنی کا مشاہدہ کرتے تھے اور سلمان بن ربیعہ کو انھوں نے ایک صندوق میں بند کر دیا جب خشک سالی ہوتی تو اس کے وسیلہ سے طلب باران کرتے۔

سبطی کی کتاب تذکرہ میں ہے کہ زبیر بن عقیس امام حسین کی معیت میں شہید ہوئے ان کی زوجہ نے اپنے غلام سے کہا جاؤ اور اپنے مولا کو کفن پہناؤ اور دفن کرو۔ وہ غلام گیا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی لاش بھی برہنہ پڑی ہے تو اس نے کہا کیا میں اپنے مولا کو کفن پہناؤں اور حسین کو چھوڑ دوں۔ خدا کی قسم نہیں ہو سکتا پس وہ کفن امام حسین کو پہنایا اور دوسرا کفن لاکر زبیر کو پہنایا۔ (ارشاد)

امام کو شہادت مسلم کی خبر پہنچی

عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشعل جو دونوں اس قبیلہ کے یہی سردار تھے یہی ہم نے جج ادا کیا اور ہماری ساری ہمت یہ تھی کہ جج کے بعد راستہ میں امام حسینؑ سے باطنی ہوں تاکہ ہم دیکھیں کہ انکا معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے پس ہم اپنے ناقابٹوں کو تیز چلاتے تھے یہاں تک کہ منزل زدود میں ہم آنجناب کے قریب پہنچ گئے۔ اچانک اہل کوفہ میں سے ایک شخص ظاہر ہوا جب اس نے امام حسینؑ کو دیکھا تو اس نے راستہ ٹیڑھا کر لیا۔ حضرت بھی تھوڑی دیر رک گئے گویا اس سے ملاقات کرنا چاہتے پھر آپ اسے چھوڑ کر آگے چل پڑے اور ہم بھی آگے کی طرف چلے گئے پھر ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اسی مرد کے پاس ہم جائیں ان سے کوفہ کے حالات پوچھیں کیونکہ وہ ان سے آگاہ ہے پس ہم اس کی طرف چلے اور اس کے پاس جا کر السلام علیکم کہا اس نے کہا وعلیکم السلام۔ میں نے کہا تو کس قبیلہ سے ہے اس نے کہا میں اسدی ہوں۔ ہم نے کہا ہم بھی اسدی ہیں نیز انام کیا ہے اس نے کہا بکر بن فلان۔ ہم نے بھی اپنا نام و نسب اسے بتایا اور اس سے کوفہ کے لوگوں کے حالات پوچھے تو اس نے کہا ہاں میں کوفہ کی خبر کہتا ہوں۔ میں کوفہ سے نہیں نکلا مگر یہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو قتل کر کے تھے درمیں نے دیکھا ہے کہ ان دونوں کی لاشوں کو پاؤں سے پکڑ کر بازار میں گھسیٹ رہے تھے پس ہم امام حسینؑ کی طرف بڑھے اور ان تک پہنچ گئے اور اکٹھے ہم جا رہے تھے یہاں تک کہ رات کے وقت آپ منزل تبلیہ میں اترے ہم آپ کے قریب گئے اور سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا تو ہم نے عرض کیا یرحمک اللہ! و خدا کی رحمت آپ پر ہو) ہمارے پاس ایک خبر ہے اگر آپ چاہیں تو ہم آشکارا

بیان کریں اور اگر چاہیں تو علیحدگی میں عرض کریں۔ آپ نے ہماری طرف اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا میری کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں ہے کیا آپ نے وہ ہمارا دیکھا کہ جو کل رات ہماری طرف آ رہا تھا فرمایا ہاں اور میں چاہتا تھا کہ اس سے کچھ پوچھوں ہم نے عرض کیا کہ ہم اس کی خبر آپ کے پاس لائے ہیں اور جو سوال آپ چاہتے تھے ہم نے کہا وہ شخص ہمارے قبیلہ کا ہے صاحب رائے سچا اور عقلمند وہ کہتا تھا میں کوثر سے باہر نہیں آیا مگر یہ کہ وہ لوگ مسلم بن عقیل اور عروہ بن ہانی کو قتل کر چکے تھے اور میں نے دیکھا ہے ان کے پاؤں پکڑ کر انہیں بازار میں کھینچ رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا "ان الله فانا اليه راجعون رحمۃ الله عليهما" ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے۔ ان دونوں پر خدا کی رحمت نازل ہو اور چند مرتبہ آپ نے ان جملوں کا تکرار فرمایا۔ پس ہم نے آپ سے عرض کیا ہم آپ کو اللہ کا واسطہ اور قسم دیتے ہیں کہ آپ اپنے اہل بیت کے ساتھ یہیں سے واپس پلٹ جائیں کیونکہ آپ کوثر میں یار دیار و شہید پیر و کار نہیں رکھتے۔ ہمیں خون ہے کہ کوثر کے لوگ آپ کی دشمنی میں کھڑے ہو جائیں۔ آنجناب نے عقیل کی اولاد کی طرف دیکھا اور فرمایا تمہاری رائے کیا ہے جبکہ مسلم شہید ہو چکے ہیں انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم واپس نہیں جائیں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لیں یا وہی چیز نہ چکھیں جو مسلم نے چکھی ہے۔ پس امام حسینؑ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا کہ ان کے بغیر زندگی خوشگوار نہیں ہے۔ ہم نے معلوم کر لیا کہ آپ جانے کا عزم بالبحرم رکھتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا خدا آپ کو خیر و خوبی سے نوازے۔ آپ نے فرمایا کہ خدام و دونوں پر رحم فرمائے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا خدا کی قسم آپ مسلم بن عقیل کی طرح نہیں ہیں اگر آپ کوثر جائیں تو لوگ زیادہ سے زیادہ آپ کی طرف آئیں گے۔ آپ خاموش رہے پھر آپ منتظر رہے یہاں تک کہ جب

سحری کا وقت ہوا تو اپنے جوانوں اور غلاموں سے فرمایا زیادہ سے زیادہ پانی بھر لو اور کوچ کرو۔ (مہوون)

اور ایک روایت ہوئی ہے کہ جب صبح ہوئی تو اہل کوفہ میں سے ایک شخص کہ جس کی کنیت ابوہرہ ازوی تھی کو دیکھا کہ وہ آیا اور اس نے آپ پر سلام کیا اور عرض کیا اسے فرزند رسول خدا کیا چیز باعث بنی کہ آپ اللہ اور اپنے جدا مجد کے حرم سے باہر نکلے۔ آپ نے فرمایا واٹے ہو تجھ پر اسے ابوہرہ بنی امیہ نے میرے مال پر قبضہ کر لیا تو میں نے صبر کیا مجھے بڑا اچلا کہا تو میں نے صبر کیا۔ اب وہ چاہتے تھے کہ میرا خون بہائیں تو میں دماں سے نکل آیا۔ خدا کی قسم یہ ستم گار گروہ مجھے قتل کرے اور خدا انھیں ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا اور ان پر نذیر تلوار مقرر کرے گا اور اس شخص کو ان پر مسلط کرے گا کہ جس کے ہاتھوں قوم سبا سے زیادہ ذلیل و سوا ہو گئے کہ جن کی مالک و بادشاہ ایک عورت تھی جو ان کے مال اور خون پر حکم چلاتی تھی۔

اور شیخ اجل ابو جعفر کلینی نے روایت کی ہے حکم بن عقیبہ سے، اس نے کہا ایک شخص نے امام حسین بن علی علیہما السلام کو ثعلبیہ میں دیکھا تو آپ کے پاس آیا اور سلام کیا۔ (سلام کے جواب کے بعد) امام حسین نے فرمایا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ اس نے کہا میں کوفہ کے لوگوں میں سے ہوں۔ فرمایا اسے برادر کوفی خدا کی قسم اگر مدینہ میں میں نے دیکھا ہوتا تو جبریل کے آئثار اپنے گھر میں ہماری جدا مجد پر نزول وحی کے وقت میں تجھے دکھاتا اسے برادر کوفی کیا لوگوں کے علم کا سرچشمہ تو ہمارے پاس ہو پھر وہ تو علم رکھتے ہوں اور ہم نہ رکھتے ہوں یہ نہیں ہو سکتا (حکم بن عقیبہ کندی کوفہ کا قاضی تھا۔ وہ ۱۱۵ھ میں فوت ہوا اہل سنت کے ہاں بلند مقام رکھتا ہے)

پھر آپ چل پڑے جب منزل زبالہ میں پہنچے تو آپ کو عبداللہ بن یقظہ کی شہادت

کی خبر ملی (ملہوت) اور ایک روایت ہے کہ مسلم کی شہادت کی خبر ملی (ارشاد) اور آپ نے وہاں ایک تخریز نکالی اور لوگوں کے سامنے پڑھی۔ ابا عبد میں جانسز اور دل خراش خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل بانی بن عروہ اور عبد اللہ بن یقظر شہید کر دیے گئے ہیں اور ہماری پیروی کا دم بھرنے والوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جو شخص تم میں سے واپس جانا چاہے تو اس کے لیے کوئی مانعہ درج نہیں ہے۔ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے پس لوگ پراگندہ اور منتشر ہو گئے اور دائیں بائیں کا راستہ لیا صفت دی لہ گئے کہ جو دینہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے یا تھوڑے سے دوسرے افراد کہ جو راستہ میں آپ سے اٹلے تھے۔

آپ نے یہ حکم اس لیے کیا تھا کیونکہ اعراب میں سے کچھ لوگ یہ خیال کیے ہوئے تھے کہ آپ ایسے شہر کی طرف جارہے ہیں کہ جس میں آپ کا معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو چکا ہے اور اس شہر کے لوگ آپ کے تابع فرمان ہو چکے ہیں لہذا آپ انہیں چاہتے تھے کہ آپ کے ہمراہ رہیں مگر وہ لوگ کہ جو جانتے ہیں کہ کیا درپیش ہونے والا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ شاید یہی وجہ تھی کہ آپ حضرت یحییٰ بن زکریا کو بہت زیادہ یاد کرتے تھے جو اس طرف اشارہ تھا کہ آنجناب بھی شہید کر دیے جائیں گے اور آپ کا سر بھی بطور ہدیہ لے جائیں گے جیسا کہ حضرت یحییٰ کا سر لے جایا گیا تھا اور مناجات میں علی بن الحسین سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا ہم امام حسین کے ساتھ نکلے اور آپ کسی منزل میں نہیں اترتے تھے اور کوچ نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کا ذکر کرتے اور ایک دن فرمایا خدا کے ہاں دنیا کی پستی میں سے یہ امر ہے کہ حضرت کا یحییٰ کا سر بنی اسرائیل کے زنا کاروں میں سے ایک زنا کار کے پاس بطور ہدیہ لے جایا گیا۔

حبیب المیر بن مسعود ہے کہ جب آنحضرت منزل زبالم میں پہنچے تو عمر بن سعد بن ابی قحافہ کا قاصد آپ کی بارگاہ میں شرف یاب ہوا اور اس کا خط آپ کو پہنچایا اور مسلم ابن عروہ کی شہادت اور قیس مسہر کا واقعہ تحقیق پذیر ہوا۔

انور ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے جب آنحضرت منزل زبالم میں پہنچے تو محمد بن اشعث اور عمر بن سعد کا بھیجا ہوا قاصد آپ کو ملا اور وہ خط کہ جس کے لکھنے کی خواہش حضرت مسلم نے ان دونوں کی تھی لے آیا کہ جناب مسلم کا معاملہ کہاں پہنچا اور اہل کوفہ نے بیعت کرنے کے بعد انہیں چھوڑ دیا اور جناب مسلم نے یہ خواہش محمد بن اشعث سے کی تھی جب آپ نے خط پڑھا اور خبر کی صحت اٹھکار ہوئی تو جناب مسلم اور بانی کی شہادت آپ پر سخت ناگوار گذری اور اس قاصد نے قیس بن مسہر کی شہادت کی خبر بھی بتائی اور آنجناب نے قیس کو بطن الروم سے بھیجا تھا۔

اور لوگوں کا ایک گروہ راستہ کی مختلف منزلوں سے آپ کے ہمراہ ہو گیا تھا۔ اس گمان سے کہ آپ کے کوفہ میں یار و مددگار موجود ہیں۔ جب جناب مسلم کی عمر اٹھوٹھ سال تھی تو وہ لوگ منتشر ہو گئے اور آپ کے ساتھ سوائے خاص اصحاب کے کوئی باقی نہ رہا۔

ارشاد جب بحری کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بہت سا پانی لے لیں اور پھر آپ راستہ پر چل پڑے۔ جب بطن العقبہ سے گذر گئے تو نزول اجلال فرمایا۔ مئی مکرمہ میں سے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ جس کا نام عمرو بن لوزان تھا اس نے آنجناب سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے حسینؑ نے جواب دیا کہ کوفہ! بوڑھے شخص نے عرض کیا آپ کو خدا کی قسم ہے واپس پلٹ جائیں کیونکہ سوائے نیزہ کی انیوں اور تلواروں کی دھار کے آپ کے آگے کچھ نہیں۔ یہ لوگ کہ جنہوں نے

آپ کے پاس خطوط قاصد بھیجے ہیں اگر انھوں نے جنگ و قتال کے رنج و تکلیف کی آپ سے کفایت کر لی اور سارے معاملات ٹھیک کر لیے ہوتے پھر آپ ان کے پاس جاتے تو باصواب اور درست بات بنتی لیکن ان حالات میں جو میں نے عرض کیے ہیں میری رائے یہ نہیں ہے کہ آپ اس طرف جائیں امام حسینؑ نے فرمایا کہ اسے بندہ خدا درست رائے مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن فرمان الہی پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ پھر فرمایا خدا کی قسم یہ لوگ مجھے نہیں چھوڑیں گے جب تک میرا خون نہ بہائیں اور جب ایسا کریں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مستط کر دے گا کہ یہ لوگ لوگوں کے تمام گروہوں سے زیادہ دلیل و خوار ہو جائیں گے۔

اور شیخ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قزوینی عطر اللہ مرقدہ نے روایت کیا ہے ابو عبد اللہ جعفر بن محمد صادق سے کہ جب حضرت حسین بن علیؑ عقبہ بن ہاشم کے اوپر گئے تو اپنے اصحاب سے فرمایا میں اپنے آپ کو شہید ہوا دیکھ رہا ہوں۔ انھوں نے عرض کیا کس طرح اے ابابعد اللہ۔ فرمایا میں نے ایک غلاب دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا وہ کیا تھا۔ فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ کچھ کتے مجھے چیر پھاڑ رہے ہیں کہ جن میں ایک سفید سیاہ داغوں والا کتا زیادہ شدت سے حملہ آور تھا۔ پھر آپ منزل شرافت تک تشریف لے گئے۔



تیرھویں فصل

سید الشہداء سے ملاقاتِ حُر

حضرت سید الشہداء سے حُر بن یزید ریاحی کی ملاقات اور حُر کا آپ کو کوفہ کی طرف جانے سے روکنا

(ارشاد) پھر امام دوم پہنک چلتے رہے تو اس وقت ساتھیوں میں سے ایک شخص نے تکبیر کہی۔ عین اُنے فرمایا اللہ اکبر۔ تو نے تکبیر کیوں کہی ہے۔ تو اس نے کہا مجھے کھجوروں کے درخت نظر آ رہے ہیں۔ اصحاب میں سے ایک گروہ نے کہا خدا کی قسم ہم نے اس جگہ کبھی بھی کھجوروں کے درخت نہیں دیکھے۔ تو آپ نے فرمایا پھر تم لوگوں کا کیا حال ہے انھوں نے عرض کیا ہمارا لگان ہے کہ گھوڑوں کی کنوتیاں ہیں فرمایا میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے پوچھا کہ یہاں کوئی پناہ گاہ ہے کہ جسے ہم پس پشت قرار دیں اور ان لوگوں سے ہم ایک ہی جانب سے رو برو ہوں۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں اس طرف دوسم (پہاڑ) ہے دوسمِ حار کے پیش اور سین کی زبردادوں کے پیش کے ساتھ ایک پہاڑ ہے اور بعض نسخوں میں حسی بردزن (ذکر ہے) آپ بائیں طرف چلیں اگر ان سے پہلے دہاں آپ پہنچ گئے تو مقصد حاصل ہو جائے گا پس آپ بائیں طرف مڑ گئے اور ہم بھی بائیں طرف روانہ ہوئے۔ مختصر یہی دیر میں گھوڑوں کی گردنیں نمایاں ہو گئیں اور ہم نے تشخیص کر لی۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہم نے راستہ مڑ لیا ہے تو وہ بھی ہماری طرف مڑ آئے ان کے نیزوں کی انیاں شہد کی مکھیتوں کی طرح اور ان کے جھنڈے پرمندوں کے پردوں کی مانند

تھے۔ ہم دوسرے کی طرف چلے اور ان سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ اور امام نے حکم دیا اور نیچے اور قناتیں نکا دیں اور وہ لوگ جو کہ ایک ہزار کے لگ بھگ سوار تھے حُربین بزرگ تسمبی کے ہمراہ آ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے نزدیک آکر کھڑے ہو گئے۔ میں دوسرے کی گرمی میں امام حسین اور آپ کے صحابہ نے عملے سر پر باندھے اور تلواریں حائل کی ہوئی تھیں۔ امام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اس جماعت کو پانی پلاؤ مردوں کو سیراب کرو اور گھوڑوں کو وقفہ وقفہ سے پانی پلاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا کاسے اور طشت لاتے اور پانی سے پُر کرتے اور گھوڑوں کے پاس لے جاتے۔ جب وہ گھوڑا تین چار یا پانچ مرتبہ پانی پی لیتا تو اس سے ہٹا کر دوسرے گھوڑے کے پاس لے جاتے یہاں تک کہ سب گھوڑوں کو پانی پلا یا۔

علی بن طحان عمار بنی نے کہا میں اس دن حُرب کے ساتھ تھا اور سب سے آخر میں وہاں میں آیا۔ جب حسینؑ نے میری اور میرے گھوڑے کی پیاس کو دیکھا تو فرمایا راویہ کو بٹھاؤ۔ میں آپ کا مقصد نہ سمجھ سکا کیونکہ ہماری زبان میں راویہ مشک کو کہتے ہیں جبکہ حجاز کی زبان میں راویہ اس اونٹ کو کہتے ہیں کہ جس پر مشکیں لادتے ہیں۔ اور مشک کو بٹھایا تو نہیں جاتا۔ جب امام متوجہ ہوئے کہ میں نہیں سمجھا تو فرمایا بھتیجے اس اونٹ کو بٹھاؤ (کہ جس پر پانی کی مشک تھی) تو میں نے اونٹ کو بٹھا دیا فرمایا پانی پی لو۔ میں معنی کو شمش کرتا تھا پانی پینے کی، پانی باہر گرتا تھا۔ امام حسینؑ نے فرمایا اخنث السقاء یعنی مشک کو اٹھاؤ۔ میں نہ سمجھ سکا کہ کیا کروں آپ خود اٹھے اور مشک کو اٹھایا اور میں نے پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پانی پلا یا۔ حُرب بن یزید قادیسیہ سے آیا تھا اور عبید اللہ بن زیاد نے حسین بن تیمم (اکثر روایات میں تیمم کی جگہ فیر ہے) کو بھیجا تھا اور قادیسیہ میں بٹھایا تھا اور حُرب

بزمید کے بارے میں کہا تھا کہ اسے مقدمہ کے طور پر امام کی طرف آگے بھیجیں اور حرم اسی طرح امام کے سامنے کھڑا تھا۔ نماز ظہر کے وقت تک آپ نے حاج بن مسروق سے فرمایا کہ وہ اذان کہیں۔ انھوں نے اذان کہی اور اقامت کے وقت امام باہر تشریف لائے آپ نے تہبذ رواد اور نعلین پہنے ہوئے تھے۔ خدا کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا اے لوگو میں تمہاری طرف نہیں آیا جب تک تمہارے خطوط میرے پاس نہیں پہنچے اور قاصد نہیں آئے کہ ہمارے پاس آئے، ہم امام نہیں رکھتے۔ شاید آپ کی وجہ سے خدا ہمیں صواب و دوستی اور حق پر جمع کر دے اور اگر اسی عہد و پیمان پر تم استوار اور پکے ہو تو بیان کرو تا کہ میری حسیں باعث اطمینان ہو اور اگر اس عہد پر تم باقی نہیں رہے اور میرے آنے کو تم ناپسند کرتے ہو تو میں اس جگہ سے واپس چلا جاتا ہوں اور جہاں میں تھا رہیں جاتا ہوں کسی نے آپ کے جواب میں کوئی لفظ نہ کہا تو آپ نے مؤذن سے فرمایا کہ اقامت کہو اس نے نماز کی اقامت کہی تو آپ نے حرم سے فرمایا تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتے ہو۔ حرم نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ پس امام حسینؑ نے نماز پڑھائی اور انھوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد ہو گئے اور حرا اپنی جگہ واپس گیا اور اس خیمہ میں داخل ہوا جو اس کے ساتھیوں نے اس کے لیے نصب کیا تھا اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ اس کے گرد بیٹھ گیا اور باقی اپنی صفوں میں چلے گئے اور ہر ایک نے اپنے گھوڑے کی پکڑ لی اور اس کے سایہ میں بیٹھ گیا۔

جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کوچ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ تو انھوں نے تیاری کر لی پھر اپنے مؤذن کو اذان کا حکم

دیا تو اس نے عصر کے لیے اذان اور اقامت کہی تو امام حسینؑ سے آگے بڑھنے کی خواہش کی گئی۔ آپ کھڑے ہوئے اور ان سب کو نماز پڑھاٹی اور سلام کہا پھر آپ نے انکی طرف رخ پھیرا اور خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد فرمایا اے لوگو خدا سے ڈرو اور اہل حق کے حق کو پہچانو تو خدا زیادہ سے زیادہ تم سے راضی ہوگا اور ہم اہل بیت محمدؐ زیادہ اولویت و استحقاق رکھتے ہیں۔ اس امر خلافت کے درپے ہونے کا ان لوگوں سے کہ جو اس مقام کا دعویٰ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ ان کا حق انہیں سے جو تمہارے درمیان ظلم و تجاوز کی رفتار چلتے ہیں اور اگر تم حق کا انکار کرتے ہو اور ہمیں پسند نہیں کرتے اور ہمارے حق کو نہیں پہچانتے اور اب تمہاری رائے اس سے مختلف ہے کہ جو کچھ تم نے خطوط میں لکھ بھیجا تھا اور جو کچھ تمہارے قاصدوں نے کہا تھا تو میں تمہارے پاس سے واپس چلا جانا ہوں۔ مرنے کا خدا کی قسم کہ میں ان خطوط اور قاصدوں کو جن کے بارے میں آپ فرماتے ہیں نہیں جانتا۔ امام حسینؑ نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص سے فرمایا اے عقبہ میں سمان اس خرچین کو کہ جس میں ان کے خطوط ہیں لے آؤ وہ خطوط سے بھری ہوئی خرچین لے آیا اور آپ کے سامنے ڈال دی مرنے کا کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں کہ جنہوں نے یہ خطوط لکھے ہیں۔ ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ جب ہم آپ کو دیکھیں آپ سے جُلا نہ ہوں یہاں تک کہ آپ کو کوہِ نبی عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جائیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا تمہاری موت اس کی نسبت تمہارے زیادہ نزدیک ہے۔ پھر آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا سوار ہو جاؤ وہ سوار ہو گئے اور آپ رکے رہے یہاں تک کہ غواتین بھی سوار ہوئیں اور آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ واپس چلو جب انہوں نے واپس پلٹنا چاہا تو اس لشکر نے ان کا راستہ روک لیا تو آپ نے فرمایا اے مرنے

تیری ماں تیرے ماتم میں روئے کیا چاہتے ہو۔ مرنے کہا اگر کسی اور عرب نے یہ کلمہ مجھ سے اس حالت میں کہا ہوتا تو میں بھی اس کی ماں کا نام لیتا۔ وہ کوئی بھی ہوتا لیکن آپ کی والدہ گرامی کا نام نہیں لیا جاسکتا مگر بہترین و احسن طریقہ سے۔ امام حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم میں تیرے ساتھ نہیں آؤں گا۔ مرنے کہا خدا کی قسم میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ نین مرتبہ ان جہلوں کا تکرار ہوا جب گفتگو دراز ہوئی تو مرنے کہا مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ہے۔ میں اتنی تعداد پر مامور ہوں کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ میں آپ کو کوفہ سے جاؤں۔ اب جبکہ آپ کو فہ جانے سے انکار کرتے ہیں۔ تو ایسا راستہ انتخاب کیجئے کہ نہ آپ کو فہ کی طرف جائیں اور نہ مدینہ کی طرف پیشیں اور ایسا راستہ عدالت کا طریق ہے۔ میرے اور آپ کے درمیان یہاں تک کہ میں امیر کو خط لکھوں اور آپ یزید یا عبداللہ کو خط لکھیں کہ شاید خدا کوئی ایسا امر پیش کرے کہ میں بغیر گزند پہنچائے چھوٹ جاؤں اور آپ کے کام میں مبتلا نہ ہوں لہذا اس راستہ پر چل پڑیں۔ انتخاب عذیب و قنادسیہ کے راستہ بائیں طرف گھوڑے کی بھاگ موڑ لی اور اپنے ساتھیوں کیساتھ آپ کے ساتھ جا رہا تھا۔

امام حسینؑ کا خطبہ پڑھنا

طبری کہتا ہے کہ ابو مخنف نے عقبہ بن ابوالخیرؓ سے نقل کیا ہے کہ حسینؑ نے مقام بیضہ میں اپنے اصحاب اور حُر کے ساتھیوں کے سامنے ایک خطبہ دیا۔ خدا کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا اے لوگو! پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا جو شخص کسی جاہل بادشاہ کو دیکھے کہ وہ محرماتِ الہی کو حلال کر رہا ہے اور عہد کو توڑ رہا ہے اور رسولِ خداؐ کی سنت کی مخالفت کرتا ہے اور اس کی رفتارِ خدا کے بندوں کے ساتھ ظلم و ستم اور گناہ کی ہوتو جو شخص اس کا انکار نہ کرے گرفتار و کردار کے ذریعہ خدا پر

لازم ہے کہ جس جگہ وہ اس ظالم کو لے جائے گا اس شخص کو بھی لے جائے گا اور بنی امیہ کے اس گروہ نے شیطان کے فرمان کی پیروی کی ہے اور خدا کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور فتنہ و فساد کو کھڑا کیا ہے حدود خدا کو محفل کر دیا ہے فنی اور غنیمت کے مال کو اپنے اندر منحصر کر لیا ہے حرام خدا کو حلال اور حلال خدا کو حرام قرار دیا ہے اور میں سب سے پہلا شخص ہوں لوگوں میں سے انہیں نبی کرنے اور روکنے والا اور تم نے میری طرف خطوط لکھے ہیں اور تمہارے قاصد ایلچی میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ تم نے میری بیعت کر لی ہے اور مجھے دشمن کے سپرد نہیں کر دو گے اور نہ ہی تمہارا چھوڑاؤ گے اب اگر تم اپنی بیعت اور اپنے عہد و پیمان پر قائم ہو تو صواب و درستی کی راہ چلی ہے میں حسین ہوں علی وفاطہ و خضر و محمد ا صلوات اللہ علیہم کا بیٹا نفسی مع انفسکم و اہلی مع اہلیکم فلکم فی اسوۃ میں خود تمہارے ساتھ ہوں اور میرا خاندان تمہارے خاندانوں کے ساتھ ہے اور میں سر مشق، منزہ اور عمل ہوں تمہارا زندگانی میں یعنی ہم فنی مال و غنیمت کو اپنے ساتھ مخصوص نہیں کریں گے اور اپنے خاندان پر اسے صرف نہیں کریں گے بلکہ تم میں سے ایک عام شخص کی طرح زندگی بسر کریں گے تاکہ تم ہماری تائسی اور اقتداء کرو اسراف و تخیل کے ترک کرنے میں اور اگر ایسا نہیں کرتے ہو اور اپنے عہد و پیمان پر استوار و پکے نہیں ہو اور اس کو توڑتے ہو اور بیعت کا جوا اپنے سے اتارتے ہو تو مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ یہ بات تم سے کوئی عجیب و غریب نہیں ہے، تم نے میرے باپ، بھائی اور چچا زاد (مسلم کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جو شخص تمہارے دھوکہ میں آجائے وہ فریب خوردہ اور نا تجربہ کار ہے تم اپنے بخت سے روگردان ہو رہے ہو اور اپنا حصہ اپنے ہاتھ سے دھو بیٹھے ہو جو شخص عہد و پیمان کو توڑے تو پیمان شکنی کا نقصان خود اسی کے لیے ہے اور

علا عنقریب مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
(طبری) عقبہ بن ابی العزیر کہتا ہے کہ امام حسینؑ ذی حسم پہاڑ والی جگہ کھڑے ہوئے
اور خدا کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا ابعدا عنہ قد نزل عن الامر ما قد ترون و ان
الدنیا قد تنکرت و ادبر معروضها و استمرت حذاء قلم یسوق
منہا صباۃ کصباۃ الاناء خسیس عیش کالمرعی الویل الا
ترون ان الحق لا یعمل بہ و ان الباطل لا یتناہی عنہ لیرغب
المؤمن فی لقاء اللہ محققا فان لا اری الموت الا شہادۃ و لا

الحیوۃ مع الظالمین الا بر ما

اس خطبہ کی انتہا کی فصاحت و بلاغت مانع ہوئی کہ میں عین عربی کو یہاں ذکر نہ کر دوں اور
ترجمہ پر قناعت کر دوں، یعنی ایسا کام درپیش ہے کہ جسے تم دیکھ رہے ہو اور دنیا
و گرگوں ہو گئی ہے اس کی نیکی اور اچھائی پشت پھیر ہو چکی ہے اور جلدی سے گزرنے
ہے اس میں سے نہیں باقی رہا مگر تپھٹ باقی مثل اس پانی کے جو کسی برتن کی تہذیب
رہ جاتا ہے اور پست و ناچیز زندگی مثل ناگوار چراگاہ کے کیا دیکھ نہیں رہے ہو
کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے اجتناب نہیں کیا جاتا۔ مومن کو چاہیے کہ وہ
حق جو اور پروردگار کی نفاذ کی طرف راغب ہو اور میں موت کو سعادت شہادت کے
علاوہ کچھ نہیں سمجھتا اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو سوائے دل تنگ
ہونے اور قابل تعزیت نہ ہونے کے کچھ نہیں سمجھتا۔ راوی کہتا ہے کہ زبیر بن عیینہ
کھڑے ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا آپ لوگ بات کریں گے یا میں بات
کر دوں۔ انھوں نے کہا آپ ہی بات کریں۔ پس انھوں نے خدا کی حمد و ثنا کی اور
عرض کیا اسے فرزند رسول خدا، خدا آپ کی خیر و بھلائی کی طرف راہنمائی فرمائے۔ آپ

کی گفتگو میں نے سخی ہے خدا کی قسم اگر دنیا جاودانی اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہوتی اور ہم بھی ہمیشہ اور جاودانی اس میں رہتے اور صرنا آپ کی مدد و نصرت اور آپ سے ملنا کے لیے ہمیں اس جہاں سے مفارقت کرنا پڑتی تو پھر بھی ہم آپ کے ساتھ دنیا سے باہر نکلنے کو آپ کے بغیر دنیا میں رہنے پر ترجیح دیتے پس امام حسینؑ نے ان کے لیے دعا کی اور انہیں اچھا جواب دیا۔ (ملہون)

ایک روایت میں ہے کہ بلال بن نافع بجلی تیزی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے خدا کی کہ ہم تقاد پروردگار کو ناپسند نہیں کرتے اور ہم اپنی سے نیلوز اور بصیرتوں کے ساتھ اس کو دوست رکھتے ہیں جو آپ کو دوست رکھے اور ہر اس شخص کے ہم دشمن ہیں جو آپ کا دشمن ہے،

اور بُریر بن خثیمہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا خدا کی قسم اے فرزند رسول خدا خدا نے ہم پر احسان کیا ہے آپ کے وجود و وجود کا کہ ہم آپ کے سلسلے جہاد و کارزار کریں اور وہ ہمارے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور پھر آپ کے ناما جان قیامت کے دن ہمارے شفیع ہوں (کامل) اور مسلسل حسینؑ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ سے کہتا تھا خدا کے لیے اپنی جان کی حفاظت کیجئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ جگ کریں گے تو قتل ہو جائیں گے حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کیا مجھے موت سے ڈرتے ہو اور کیا اگر تم لوگوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم پر موت نہیں آئے گی اور وہ ہنسی چھوڑ دے گی اور میں وہی بات کہتا ہوں کہ جو قبیلہ اوس کے ایک شخص نے اپنے چچا زاد سے کہی تھی جب چاہتا تھا کہ پینبر اسلام کی مدد کرے اور اس کا چچا زاد اُسے ڈراتا تھا اور کہتا تھا کہاں جاتے ہو مارے جاؤ گے تو اس نے جواب میں کہا:

سامضی وما بالموت عار علی الفتی ۱۰ اذ انوٰی حقا

و جاهد مسلماً و اسی الرجال الصالحین بنقسه و فارق
 مشوراً و خالف مجرماء فان عشت لم اندم
 و ان مت لم الم = کفی بک ذل ان تعیش و ترعما
 ” یعنی میں عنقریب جاؤں گا اور جو انہر کے لیے موت کوئی ننگ و عار نہیں ہے اگر
 اس کی نیت حتیٰ ہو اور غلوں کے ساتھ کوشش کرے اور نیکو کار اور صالح لوگوں کے
 ساتھ اپنی جان کے ساتھ مواصلات کرے اور ہلاک و تباہ کار سے جدا رہے اور مجرم
 کا مخالف رہے۔ پس اگر میں زندہ رہا تو میرے کوئی ندامت و پشیمانی نہیں ہے اور
 اگر میں مر گیا تو مجھے ملامت نہیں کریں گے۔ یہ ذلت تمہارے لیے کافی ہے کہ زندہ
 رہو اور ذلیل و خوار ہو اور ناکامی کا سامنا کرو؛

جب مرنے آپ سے یہ گفتگو کی تو آپ سے کافی دُور ہو گیا اور اپنے ساتھیوں
 کے ساتھ ایک طرف سے چلنے لگا اور حسینؑ دوسری طرف سے (طبری و کامل)۔
 یہاں تک کہ عذیبؑ ہجانات تک پہنچے اور وہ عجب نعمان بن منذر کے گھوڑوں
 کی چڑا گاہ مٹی لہذا اسے ہجانات کی طرف نسبت دی گئی۔ ہجانات بے اصل گھوڑے
 اور اصیل اونٹ کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ عراق کی سرحد ہے اور پاس گاہ اور فارس
 کی سرحد ہے وہیں تھے جو قادیسیہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے (ایچانک چاہے
 سوار نمودار ہوئے اور وہ نافع بن ہلال، مجمع بن عبد اللہ، عمر بن خالد اور طراح تھے
 اور نافع بن ہلال کے گھوڑے کو بغیر سوار کے ساتھ لا دے تھے کہ جس کا نام کامل
 تھا اور طراح بن عذیب ان کا رہنما اور ذلیل تھا یہاں تک کہ امام حسینؑ تک آپہنچے اور
 بعض منافقین میں ہے کہ جب طراح کی نگاہ امام حسینؑ پر پڑی تو یہ رجز پڑھنے شروع
 کیے۔

یا ناقتی لا تنزعنی من زجری
واعضی بنا قبل طلوع الفجر
غیر کبان وغیر سفری تعلی بالکریم النحر
الماجد العزم حبیب الصدور
اتی به الله لحین امر
لمة ابقاه بقاء الدهر
الرسول الله ال الفخر
الطاعنین بالرماح السوارضین بالسیوف
اید حینا سیدی بالنصر
علی الطغاة من بقایا الکفر علی اللعینین
یزید لا زال حلیف الخمر
وابن زیاد عمر و بن العهر
اسے میرا ناقہ میرے ہنکانے سے نہ ڈر اور طلوع فجر سے پہلے ہمیں پہنچا دے اچھے
کار وال کے ساتھ کہ جو بہترین مسافر ہیں یہاں تک کہ تو جاتا رہے با بصیرت جو انم و
کے پاس جو بزرگوار چوڑے سینہ والا ہے کہ جسے خدا بہترین کام کے لیے لایا ہے
جو مونس و مددگار ہے خدا سے رہتی دنیا تک باقی رکھے رسول اللہ کا خاندان خاندان
فخر و مہابت ہے سفید درختاں چہروں والے سردار ہیں جو گندم گوں نیزوں سے
اور کاٹنے والی تلواروں سے دشمنوں کو مارتے ہیں اسے وہ ذات جو نفع و نقصان
کی مالک ہے اپنی مدد و نصرت سے حسینؑ کی تائید فرما ایسے سرکش دشمنوں کے
خلاف کہ جو کھڑے بقیہ ہیں ابوسفیان کے دو بیٹوں پر یزید کہ جو ہمیشہ شراب
پیتا ہے اور ابن زیاد جو حرام کار اور حرام زادہ ہے، بخار الافار میں ایک اور طرح سے
نقل کیا ہے کہ پھر امام حسینؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے
کوئی ایسا شخص ہے کہ جو شاہراہ کے علاوہ دوسرے راستہ کو جانتا ہو تو طراح نے
کہا ہاں اسے فرزند رسولؐ میں راستہ بتاؤں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ آگے چلو پس
طراح آگے چلنے لگا اور آنجناب اپنے ساتھیوں کے ————— ساتھ اس کے

پہچھے جا رہے تھے تو اس نے یہ رجز پڑھ کر پھر مجلسی نے گذشتہ اشار نقل کیے ہیں اور مناقب شہر آشوب میں ہے کہ امامؑ نے شاہراہ کے علاوہ کاراستہ پوچھا اور دلیل دینا طلب کیا تو طرح بن عدی لائی نے عرض کیا میں راستہ جانتا ہوں اور وہی رجز پڑھ لگا اور کمال الزپارۃ سے منقول ہے سند کے ساتھ ابو الحسن رضاؑ سے جس وقت امام حسینؑ رات کے وقت سفر کر رہے تھے جب آپ عراق کی طرف سفر کر رہے تھے تو ایک شخص رجز پڑھ رہا تھا اور وہ کہتا تھا یا ناقتی الخ

اور مقتل ابن نما میں کہتا ہے کہ حرام امام حسینؑ کے آگے جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا یا ناقتی اور پھر انہی اشار کو ذکر کیا ہے الی بہ اللہ لتخیر امر تک مترجم کہتا ہے اشار کے مضامین پہلی روایت کے ساتھ کہ جو طبری اور کمال سے نقل ہوئی ہے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ امام حسینؑ اپنے سے بہتر کی طرف نہیں جا رہے تھے لیکن لیکن طراح کے ساتھی اپنے سے بہتر کی طرف جا رہے تھے۔ یہ اشعار حتی بالکرم السحر۔ اس بات کی دلیل ہیں کہ طراح کے ساتھی ایک کرم شخص کا قصد کرتے ہیں اور کوفہ سے امام کی خدمت میں تشریف کے عزم و ارادہ سے آئے ہیں۔

(طبری اور ابن اثیر) جب یہ حضرات امام حسینؑ تک پہنچے تو عمر نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا کہ یہ چند اشخاص کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ میں انہیں اپنے پاس روکتا ہوں یا کوفہ کی طرف واپس بھیجتا ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرنے دوں گا اور جس گزند اور مصیبت سے میں اپنی حفاظت کروں گا ان کی بھی کروں گا کیونکہ یہ میرے یار و انصار اور امان افراد کے بمنزلہ ہیں کہ جو میرے ساتھ مدینہ سے آئے ہیں اگر اس عہد و پیمان پر کہ جو تو نے مجھ سے باندھا ہے ثابت ہے تو ان سے دستبرار ہو جا ورنہ میں تجھ سے جنگ کروں گا تو عمر دستبرار ہو گیا۔

امام حسینؑ نے ان سے پوچھا کہ تجھے چھوڑا نے دے لوگوں کی خبر بتاؤ تو مجھے بن
عبداللہ مازنی نے جو کہ اس جماعت میں سے ایک تھا کہا اشرف اور بڑے لوگوں کو
بہت بڑی رشوتیں دی گئی ہیں اور ان کی آنکھیں مال سے پُر کر دی گئی ہیں تاکہ ان کے
دل بنی امیہ کی طرف جھک جائیں اور ایک سرہ دکلی طوطہ پر ان کی طرف مائل ہو جائیں اور
ایک دل ہو کر اور ایک جہت ہو کر آپ کے دشمن ہو جائیں اور آپ پر ظلم و ستم کرنے پر
مجتہد ہو جائیں باقی رسد دوسرے لوگ تو ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن کل ان
کی تلواریں آپ کے رو برو کھچی ہوئی گئی اور پھر آپ نے اپنے قاصد قیس بن مسہر
صیداوی کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا جی ہاں حصین بن تمیم نے انھیں گرفتار
کر لیا تھا اور ان زیاد کے پاس بھیجا تھا اور اس نے حکم دیا تھا کہ وہ آپ پر اور
آپ کے والد گرامی پر (معاذ اللہ) لعنت کریں۔ قیس منبر پر گئے اور آپ پر اور
آپ کے والد محترم پر لعنت و درود بھیجا اور بن زیاد اس کے باپ پر لعنت کی اور
لوگوں کو آپ کی لعنت پر مدد کرنے کی دعوت دی اور آپ کے آنے کی خبر دی
پس ابن زیاد کے حکم پر انھیں قصر الامارہ کی پھت سے نیچے پھینکا گیا۔ امام حسینؑ کی
آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ جنھیں آپ روک نہ سکے اور اس آیت کی قرات کی:

فَتَنَّهُمْ مِنْ قَضَىٰ نَحِيَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۚ
پس ان سے بعض اپنا وقت اور عہد پورا کر گئے اور بعض منتظر ہیں اور انھوں نے کہا
کوئی تبدیلی نہیں کی اور فرمایا اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا وَلِهَمَّ الْجَنَّةَ فَرَا وَاَجْمَع
بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فِي مَسْتَقَرِّ رَحْمَتِكَ وَغَاثِبِ مَذْخُورِ تَوَابِكَ ۝

خدایا ہمارے اور ان کے لیے جنت اترنے کی جگہ قرار دے اور ہمیں اور انھیں
اپنی رحمت کے جائے قرار اور اپنے ذخیرہ شدہ غائب ثواب کی جگہ میں جمع کر

دے پھر طرح تاج بن عدی آپ کے قریب آئے اور کہا میں آپ کے ساتھ بہت ہی کم لوگ دیکھ رہا ہوں کہ جن کی وجہ سے یہی حشر کے ساتھی بھی آپ پر غالب آجائیں گے اور میں نے کوفہ سے باہر آنے سے ایک دن پہلے شہر کے باہر لوگوں کا انبوه دیکھا کہ بتنا کثیر جمع آج تک میری آنکھوں نے کبھی ایک جگہ اس سے زیادہ نہیں دیکھا تھا میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا انہیں اس لیے جمع کیا گیا ہے تاکہ انہیں پیش کیا جائے اور پھر حشر کے ساتھ جنگ کے لیے بھیجا جائے۔ آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر ہوسکے تو ایک بالشت بھر بھی ان کے قریب نہ جائیں اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ کسی امن کی جگہ نزدل اجال فرمائیں جو آپ کے لیے مورچہ ہو کہ جس کی پناہ میں آپ بیٹھیں تاکہ اپنی رائے دیکھیں اور کوئی چارہ کار معلوم ہو اور اس کے مطابق عمل کریں تو پھر آئے میں آپ کو اجاد پہاڑ سیس اتاروں۔ خدا کی قسم یہ پہاڑ ہمارا مورچہ تھا اور ہماری غسان و حیر کے بادشاہوں نے انہیں بن مندر اور ہر طرح دسفیہ سے حفاظت کرتا رہا ہے اور خدا کی قسم ہم کبھی بھی ذلیل نہیں ہوئے پس آپ میرے ساتھ آئیں تاکہ میں آپ کو وہاں اتاروں پھر آپ قبیلہ طی جو کہ اجاد پہاڑ میں رہتے ہیں اور سلمیٰ کے پاس قاصد بھیجے دس دن نہیں گزرے کہ قبیلہ طی کے سوار اور پیادے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور جب تک آپ چاہیں ہمارے پاس رہیں اور اگر منداخواستہ اتفاق رخ دے تو میں آپ کے ساتھ عہد و پیمان کرتا ہوں کہ دس ہزار مرد قبیلہ طی کے آپ کے سامنے تلوار زنی کریں گے اور جب تک زندہ ہیں کسی کو نہیں چھوڑیں گے کہ اس کا ہاتھ آپ تک پہنچ سکے امام نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے ہم نے اور اس گروہ نے یعنی حشر کے ساتھیوں نے ایک عہد و پیمان باندھا کہ جس کی بناد پر ہم واپس نہیں لوٹ

سکتے اور ہم نہیں جانتے کہ ہمارا اور ان کا انجام کار کہاں تک پہنچتا ہے۔ ابو مخنف کہتا ہے کہ جلیل بن مرثد نے مجھ سے حکایت بیان کی طراح بن عدی سے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت سے الوداع کیا اور ان سے عرض کیا کہ خدا جن و انس کے شر و بُرائی کو آپ سے دُور کرے میں اپنے گھر والوں کے لیے کوفہ سے اُزوقر لایا ہوں اور ان کا نان و نفقہ میرے پاس ہے میں جاتا ہوں اور ان کا اُزوقر انھیں پہنچاتا ہوں۔ اس کے بعد انشاء اللہ میں آپ کی طرف پلٹ آؤں گا اور اگر آپ تک پہنچ گیا تو ضرور آپ کی مدد کر دیں گا آپ نے فرمایا اگر میری مدد و نصرت کا ارادہ رکھتا ہے تو جلدی کر خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ وہ کہتا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو افراد کی ضرورت ہے۔ میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور ان کے کام درست کیے اور انھیں وصیت کی تو انھیں میری عجلت و جلد بازی سے تعجب ہوا تو میں نے ان سے اپنا مقصود بیان کیا اور پھر بنی ثعل کے راستہ میں روانہ ہوا یہاں تک کہ میں غریب الہجانات تک پہنچا تو سماعتہ بن بدر کو میں نے دیکھا اس نے آنحضرت کی شہادت کی خبر مجھے دی تو میں واپس پلٹ گیا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ اس روایت سے کہ جواہر جعفر طبری نے ابو مخنف سے نقل کی ہے معلوم ہوا کہ طراح بن عدی واقعہ طف میں اور شہداء کربلا میں نہیں تھا بلکہ جب اس نے امامؑ کی شہادت کی خبر سنی تو واپس چلا گیا لیکن مشہور مقتل میں جواہر جعفر کی طرف منسوب ہے۔ طراح کا قول جو اس طرح منقول ہے کہ اس نے کہا کہ میں قرطبہ کے درمیان تھا اور مجھے کئی زخم لگے ہوئے تھے اور اگر میں قسم کھاؤں کہ میں نبند میں نہیں کہ بیس سواروں کو میں نے دیکھا کہ وہ اُنے الخ کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس پر اعتماد کیا جاسکے۔

چودھویں فصل

امام حسین کی عید اللہ بن حرجی سے ملاقات

پھر آنجناب چل پڑے یہاں تک کہ قصر بنی مقاتل تک پہنچے اور وہیں قیام کیا نصیب شدہ ایک خیمہ دیکھا تو فرمایا یہ کس کا خیمہ ہے تو لوگوں نے بتایا عید اللہ بن حرجی کا ہے فرمایا اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب امام کا قاصد حجاج بن مسروق جمعہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ حسین بن علیؑ ہیں جو تجھے بلارہے ہیں تو اس نے کہا انا بئذی انالیراجعون میں کوفہ سے باہر نہیں نکلا مگر اس خوف سے کہ حسینؑ کوفہ میں آئیں اور میں وہاں ہوں خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے دیکھیں یا میں انہیں دیکھوں پس قاصد امام حسینؑ کے پاس واپس آگیا اور اس کی بات بتائی امام خود اٹھے اور اس کے پاس تشریف لے گئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اور اس کو اپنی نصرت و مدد کی دعوت دی اور عید اللہ نے اپنی دہی پہلی بات دہرائی اور اس دعوت سے غدر خواہی کی تو امام حسینؑ نے فرمایا اب جبکہ ہماری مدد نہیں کی تو خدا سے ڈرا اور ہم سے جنگ و مقاتل نہ کرنا کیونکہ جس شخص نے ہماری فریاد سنا سنی اور ہماری مدد نہ کی وہ ضرور ہلاک ہوگا عید اللہ نے کہا انشاء اللہ اس قسم کا معاملہ کبھی نہیں ہوگا۔ پھر امام حسینؑ اس کے ہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے نیچے کی طرف آئے۔

کتاب مخزن فی تسلیۃ المحزون میں ہے کہ حسینؑ چلے یہاں تک کہ قصر ابن مقاتل میں قیام کیا اور ایک خیمہ نصیب شدہ اور نیزہ گڑھا ہوا اور گھوڑا اکھڑا ہوا دیکھا تو پرچھا یہ خیمہ کس کا ہے لوگوں نے بتایا کہ عید اللہ بن حرجی کا ہے آپ نے

اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو جس کا نام حجاج بن مسروق جھفی تھا اس کی طرف بھیجا وہ گیا اور سلام کیا۔ عبید اللہ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ خدا نے تجھے کرامت و عزت بخشی ہے اگر تو اسے قبول کرے اس نے کہا کونسی کرامت۔ مسروق نے کہا یہ حسین بن علیؑ ہیں کہ جو تجھے اپنی نصرت و مدد کی دعوت دے رہے ہیں اگر ان کے سامنے کارزار اور جنگ کرے تو ماجور و مثاب ہوگا اور اگر مارا جائے تو شہید ہوگا۔ عبید اللہ نے کہا اے حجاج خدا کی قسم میں کوفہ سے باہر آیا مگر اس خوف سے کہ مباحسینؑ و اہل ائیں اور میں دہاں ہوں اور ان کی مدد نہ کروں کیونکہ کوفہ میں کوئی شیعہ اور یا مددگار نہیں ہے جو لوگ ہیں ان سب نے دنیا کی طرف رغبت کی ہے حضورؐ سے ہے کہ جھیں خدا نے محفوظ رکھا ہے ہاں جا کر یہ بات آنجناب سے کہہ دے وہ آیا اور اس نے بتایا پس امام حسینؑ خود کھڑے ہوئے اور فیلین پہننے اور اپنے اصحاب بھائیوں اور اہل بیت کے ایک گروہ کے ساتھ آئے جب عیر میں داخل ہوئے تو سلام کیا عبد اللہ صدر مجلس سے کہو کہ آداب بچایا۔ (وقبل یدیر و رعلیر)

(آپ کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیے) اور حسینؑ بیٹھ گئے اور خدا کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا اے حرمؑ کے بیٹے تمہارے شہر والوں نے میری طرف خطوط کھے ہیں کہ میری نصرت و مدد کرنے کے لیے مجتمع اور متفق ہیں اور مجھ سے خواہش کی کہ وہاں جاؤں اب جب میں آیا ہوں تو میں نے دیکھا ہے کہ حقیقت میں معاملہ ایسا نہیں ہے اور میں تجھے اہل بیت رسولؐ کی نصرت و مدد کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر ہم اپنا حق واپس لے سکے تو خدا تعالیٰ کی ہم حمد و ثناء کرتے ہیں اور اگر انہوں نے ہمارا حق نہ دیا اور ہم پر ظلم کیا تو حق کے طلب کرنے میں تو ہمارا مددگار ہوگا۔ عبید اللہ نے کہا اے

فرزند رسول خدا اگر کوفہ میں آپ کے یارو انصار اور شعیبہ ہوتے اور ان کی مدد و نصرت کی امید ہوتی تو میں ان سب سے زیادہ سہمی و کوشش اور جدوجہد کرتا لیکن کوفہ آپ کے شعیبہ نہیں رہے وہ بنی امیہ کی تلوار کے غوف سے اپنے گھر دل سے نکل گئے ہیں۔

اور ابو حنیفہ دیموری کہتا ہے۔ عبید اللہ نے کہا خدا کی قسم میں کوفہ سے باہر نہیں آیا مگر اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ آنجناب سے جنگ و محاربہ کے لیے باہر نکلے ہیں اور آپ کے پیروکار رہنے کے دم بھرنے والوں نے آپ کو بے یار و مددگار اور تنہا چھوڑ دیا ہے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ یقیناً قتل ہو جائیں گے اور میں آپ کی مدد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا لہذا میں دوست نہیں رکھتا کہ انہیں میں دیکھوں اور وہ مجھے دیکھیں۔

مؤلف کہتے ہیں مناسب ہے کہ اس مقام پر عبید اللہ بن حریصی کے حالات کی تشریح کی جانب ہم اشارہ کریں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ میرزا محمد اسرار آبادی نے اپنی کتاب رجال کبیر بنی ہاشمی سے روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن حریصی شاہسوار دلیر و بہادر اور شاعر ہے اور اس کا ایک کتاب کا نسخہ ہے کہ جس میں وہ امیر المؤمنین سے روایت کرتا ہے پھر میرزا مسدّاس سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے امام حسین سے آپ کے خضاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ چیز نہیں کہ جو تم خیال رکھتے ہو یہ خنایہ مہندی اور دسمہ ہے اٹھتی کلام میرزا ابوبکر سیاحی حاسن اور بالوں میں جیسا کہ مٹھا را خیال ہے طبعی نہیں بلکہ خنایہ اور سیاہ رنگ کیا ہوا ہے مقام۔

اور حکایت ہوئی ہے کہ عبید اللہ مذکور عثمانی (حضرت عثمان کا شعیبہ تھا)

عرب کے دلاوردوں اور شاہسواروں میں سے تھا۔ جنگ صفین میں اس محبت کی بنا پر جو عثمان سے رکھتا تھا معاویہ کے لشکر میں تھا جب امیر المؤمنین شہید ہو گئے تو پھر یہ کوفہ آیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ امام حسین کی شہادت کے مقدمات فراہم ہوئے تو پھر جان بوجھ کر کوفہ سے باہر آیا تاکہ وہ مقتل حسین نہ دیکھے۔

طبری نے ابو مخنف سے عبد الرحمن بن جندب از دی سے روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد حسین بن علیؑ کی شہادت کے اشراف و بزرگان کوفہ کی تلاش میں تھا اس نے عبید اللہ بن حر جعفی کو نہ دیکھا چند دن کے بعد وہ آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس گیا اس نے اس سے پوچھا اے حر کے بیٹے تم کہاں تھے کہا میں بیمار تھا ابن زیاد نے کہا تیرا دل بیمار تھا یا بدن تو اس نے کہا کہ میرا دل تو کبھی بھی بیمار نہیں ہوا رہا میرا بدن تو خدا نے مجھ پر احسان کیا اور عافیت بخشی ہے ابن زیاد نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تو ہمارے دشمن کے ساتھ تھا اس نے کہا اگر آپ کے دشمن کے ساتھ ہوتا تو میرا ہونا مشہور اور دیکھا جاتا اور میرے بیٹے شخصی کی جگہ پر شیدہ نہیں رہتی۔ راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد اس سے غافل ہوا تو کہا کہ ابن حر کہاں ہے لوگوں نے کہا ابھی ابھی باہر نکلا ہے اس نے کہا اے اے آؤ پولیس کے سپاہی اس کے پاس گئے اور کہا کہ امیر کی دعوت پر آؤ۔ اس نے اپنے گھوڑے کو ہمیز کیا اور کہا کہ اس سے کہنا خدا کی قسم اپنے اختیار سے کبھی بھی تیرے پاس نہیں آؤں گا اور نکل گیا یہاں تک کہ احمر بن زیاد طائی کے گھر جا اتر اور اس کے ساتھی دیں اس کے گرد جمع ہو گئے اور دہاں سے چل کر کربلا گئے اور قوم کے مصارع اور مقتل گاہ کی زیارت کی اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے لیے خدا سے رحمت و مغفرت طلب کی پھر جا کر

ملائک میں شہر گیا اور اس سلسلہ میں اشار کہے بقول امیر غادر حق غادر۔
 يقول امیر غادر حق غادر لا کنت قاتلت الشہید ابن فاطمہ
 فی اندھی ان لا اکون نصرته الا کل نفس لا تسد دنا مة
 تمام اشار کو مؤلف نے مراثی کی فصل میں ذکر کیا ہے، ان اشار کا معنی یہ ہے :
 بے وفاد ہو کہ باز امیر جو واقعی دھوکہ باز ہے مجھ سے کہتا ہے کہ کیوں حسینؑ شہید
 فرزند فاطمہ سے تر نے جنگ نہیں کی حالانکہ میں نام و پیشاں ہوں کہ میں نے اُن
 کی نصرت و مدد نہیں کی اور جو شخص درست اور ٹھیک کام نہ کرے تو وہ پیشاں اور
 نام ہوتا ہے۔

اور یہ بھی حکایت ہوئی کہ وہ افکوس و ندامت سے اپنے ہاتھ ایک دوسرے
 پر مارتا اور کہتا تھا کہ میں نے اپنے ساتھ کیا کیا اور یہ اشار پڑھتا تھا:

فيا لك حسرة ما دمت حيا / تردد بين صدري والتراق
 حين حين يطلب نصر مثلي / على اهل الضلالة و النفاق
 غداة يقول لي بالقصر قولا / اترکنا ونزع مع بالفراق
 ولواني اواسيه بنفسي / لنت كرامة يوم التلاق

مع ابن المصطفى نفسي فداء

تولی ثم ودع بالظلاق

فلق التلهف قلب حی

لهم اليوم قلبي بانفلاق

فقد فاز الاولی نصر و احینا

ونحلب الآخرین ذوو النفاق

یعنی لمبے افسوس و حسرت اور جب تک میں زندہ ہوں یہ افسوس و حسرت میرے سینہ اور گردن کے حلقہ میں گردش کرتی رہے گی جبکہ حسین نے مجھ جیسے سے مدد طلب کی مگر انہوں اور منافقوں کے برخلاف جس دن کہ قعر ابن مقاتل میں انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو ہمیں چھوڑ کر چاہتا ہے کہ ہم سے الگ ہو جائے اور اگر میں نے اپنی جان کے ساتھ آنجناب سے مراسمات کی ہوتی تو تقاعد پر و درکار کے دن میں اس کی کرامت و بزرگی کے ساتھ فرزند مصطفیٰ کی محبت میری جان ان پر فدا ہونا فرماتا۔ آپ نے پشت پھیر لی اور وداع کر کے چلے گئے اگر افسوس و حسرت کسی زندہ کے دل کو چیر دیتے تو میرا دل آج چاہتا ہے کہ پھٹ جائے حقیقت ہے کہ وہ لوگ فائز و دستگار ہوئے کہ جنہوں نے حسین کی مدد کی اور وہ دوسرے جو صاحب نفاق تھے ناامید ہوئے۔

سید اہل بحر العلوم عطر اللہ مرقدہ اپنے مجال میں کہتے ہیں کہ شیخ نجاشی نے اپنی کتاب میں ایک گزہ کا نام لیا ہے کہ جو صلح صالح اور ہمارے ایک لوگوں میں گذرے ہیں اور ان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی شمار کیا ہے اور یہ وہی شخص ہے کہ جس کے قریب سے حرب بن یزید کی ملاقات کے بعد امام حسینؑ گزرے اور اس سے مدد طلب کی لیکن اس نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ صدوق نے امالی میں حضرت امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حسینؑ نے جب قطعتاً نینہ میں قیام فرمایا تو ایک خیمہ کھڑا ہوا دیکھا تو پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے لوگوں نے بتایا کہ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے اور صحیح عبداللہؑ سے تصغیر کے ساتھ۔ پس امام حسینؑ نے اس کی طرف تاقصد بھیجا اور فرمایا کہ اسے شخص تو نے بہت سی خطائیں کی ہیں اور جو کچھ تو نے اب تک کیا ہے خدائے عز و جل تیرا اس پر مؤاخذہ کرے گا اگر اس

وقت تو اس کی بارگاہ کی طرف نہ پلٹے اور میری مدد نہ کرے تاکہ میرے نانا قیامت کے دن تیرے شفیع ہوں تو اس نے کہا اسے فرزند رسول اللہ اگر میں آپ کی مدد کے لیے آؤں تو میں آپ کے سامنے پہلا مقتول ہوں گا لیکن یہ میرا گھوڑا آپ نے لیجئے۔ خدا کی قسم میں کبھی بھی اس پر سوار ہو کر کسی چیز کو طلب کرنے نہیں گیا مگر یہ کہ میں اس تک پہنچا ہوں اور کوئی شخص میری تلاش میں نہیں آیا مگر یہ کہ میں نے نجات پائی ہے یہ میرا گھوڑا ہے لیجئے۔ تو امام حسینؑ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا نہ مجھے تیری ضرورت ہے اور نہ تیرے گھوڑے کی اور میں گمراہ لوگوں کو اپنی مدد کے لیے نہیں چاہتا لیکن یہ یہاں سے بھاگ جانے ہمارے ساتھ ہو اور نہ ہمارے خلاف کیونکہ اگر کوئی شخص ہماری فریاد سنے اور بیک نہ کہے تو خدا اسے منہ کے بل جہنم کی آگ میں پھینکے گا اور مفیدؑ نے ارشاد میں کہا ہے..... اور پھر سید بحر العلوم نے مفیدؑ کا کلام اس کے مطابق جو پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں نقل کیا ہے اس کے بعد فرمایا ہے کہ شیخ جعفر بن محمد نے سالہ شرح اشار فی احوال المختار میں کہا ہے عبداللہ بن حرج بن مجع بن خزیم جعفری اشراق کو فرمیں سے تھا اور حسینؑ اس کے پاس آئے اور اپنے ساتھ خروج کی اسے دعوت دی لیکن اس نے قبول نہ کی چنانچہ بعد میں وہ پشیمان ہوا اور قریب تھا کہ انتہائے غم ماندہ کی بنا پر اس کی روح اور جان بدن سے نکل جائے اور اس نے یہ اشار کہے: فیا لك حسرة الی آخر الابیات اور اس کے بعد یہ اشار نقل کیے ہیں:

بیت النشوی عن امیة نوما وبالطفت قتلی ما یتام حمیمہا
وما ضیح الاسلام الا قبیلۃ تاملتو کاھا ودام نعیمہا

واضحت قناة الدين في كفت ظالم اذا اوج منها جانب لا يقيمها
فا قسمت لا تنفك نفسى خزيمة وعيني تبكى لا تجف سجومها
حيوتى او تلقى امية خزمية يذل لها حتى الممات

بنی امیہ کے بدست گہری نیند میں رات بسر کرتے ہیں جب کہ میدان طف کے مقتولوں کے عزیز رشتہ دار نہیں ہو سکتے۔ اسلام کو ضائع اور برباد نہیں کیا مگر ایک قبیلہ نے کہ جس کے بے وقوف افراد امیر بنائے گئے اور ان کی ناز و نیتیں برقرار رہیں۔ اور دین کے نیز سے ظالم کے ہاتھ میں ہیں کہ جب ان کا کوئی پہلو ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو وہ اسے سیدھا نہیں کرتا اور میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میرا نفس ہمیشہ مخزون و مغموم رہے گا اور میری آنکھ روتی رہے گی اور کبھی خشک نہیں ہوگی میری زندگی میں مگر یہ کہ بنی امیہ کو ایسی رسوائی و خواری کہ جس سے اس کے سردار مرتے دم تک ذیل و خوار ہوتے ہیں اس کے بعد کہتا ہے کہ عبید اللہ بن عمر مختار کے ساتھیوں میں داخل ہو گیا اور ابراہیم بن مالک اشتر کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد سے جنگ کے لیے گیا۔ ابن اشتر اس کے ساتھ جانے کو ناپسند کرتے تھے اور مختار سے کہتے تھے کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ حاجت و ضرورت کے وقت یہ دھوکہ دے۔ مختار نے کہا کہ اس سے ہنسی اور احسان کرو اور اس کی آنکھ کہ مال سے پر کرو۔ پس ابراہیم عبید اللہ بن عمر کو ساتھ لے کر نکلے یہاں تک کہ ”مکرمیت“ میں قیام کیا اور حکم دیا کہ اس علاقہ کا خراج وصول کیا جائے اور اسے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کیا اور عبید اللہ بن عمر کے لیے پانچ ہزار درہم بھیجے تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ ابراہیم بن اشتر نے خود دس ہزار درہم لیے ہیں اور جو مال اپنے لیے یا تھا وہ بھی اس کو بھیج دیا پھر بھی وہ راضی نہ ہوا اور مختار کے خلاف خروج کیا اور اس سے کیا ہوا عہد و پیمان توڑ دیا اور کوفہ کے اطراف کی بستیاں

لوٹ لیں اور مختار کے وہاں کے غلطوں کو قتل کیا اور وہاں کا مال لے کر بصرہ میں مصعب بن زبیر کے پاس چلا گیا۔ مختار نے اپنے کارندوں کو بھیجا انھوں نے اس کا گھر دیران کر دیا۔ اس کے بعد عبد اللہ اس طرح افسوس کرتا تھا کہ کیوں امام حسینؑ کے اصحاب میں داخل نہیں ہوا اور آپ کی مدد نہیں کی اور اس کے بعد کیوں مختار کی پیروی سے روگردانی کی اور اس سلسلہ میں کہتا ہے:

لما دعی المختار للشارق قبلی
وقد لبسوا فوق الدروع قلوبهم
کتاب من اشیاع آل محمد
وخاصوا بحار الموت فی کل مشهد
هم نصر واسبط النبی ورهطه
ودانوا باخذ الشار من کل ملحد
فما من ابیحات النعیم وطیبها
وذلك خیر من لجین ولمسجد
ولوانتی یوم المصباح لدی الوعی
لا عملت حد المشرق المعتمد
فما کنت فیهم کل باغ و معتد
یعنی جب مختار نے خونخواری کے لیے دعوت دی تو آل محمد کے پیروکاروں کے لشکر آگے بڑھے جنھوں نے اپنے زہروں کے اوپر دل پہن رکھے تھے وہ موت کے دریاؤں میں ہر میدان میں گھس جاتے انھوں نے فرار سے رسول اور ان کے خاندان کی مدد کی اور ان کا دین ہر غلہ سے خون کا بدلہ لینا تھا پس وہ بہشت نعیم پر فائز ہوئے اور اس کی خوشبو پر اور وہ سونا چاندی سے بہتر ہے اسے کاش میں بھی جنگ کے دن لڑائی کے وقت ہندی مشرقی تلوار چلاتا افسوس کہ میں آپ کے حامیوں میں داخل نہیں تھا تاکہ ہر باغی اور تجاؤز کرنے والے کو قتل کرتا۔

ان اشار کو قتل کرنے کے بعد سید بحر العلوم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ شخص صحیح العقیدہ لیکن بد عمل تھا کیونکہ امام حسینؑ کی اس نے مدد نہیں کی جیسا کہ آپ سن چکے ہیں اور کہا

جو کچھ کہا اور مختار کے ساتھ وہ کچھ کیا جو کیا اور اس کے بعد وہ افسوس کرتا تھا و نعوذ باللہ من الخذلان ۔ (اللہ سے ہم پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی حالت پر چھوڑ دے اور ہم حق کا ساتھ نہ دے سکیں) اور نجاشی سے تعجب ہے کہ انھوں نے اس سے سلف صالح میں شمار کیا ہے اور اس کو اہمیت دی ہے اور اس کا نام صدر وابتدائے کتاب میں لائے ہیں اور میں امام حسین کی شفقت اور مہربانی سے امید رکھتا ہوں کہ آپ نے اس سے فرمایا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ تاکہ ہماری فریاد نہ سن سکے اور تاکہ خدا تجھے جہنم کی آگ میں نہ ڈالے بلکہ آنجناب قیامت میں اس کے شفیع ہوں اس حسرت وندامت اور افسوس کی وجہ سے کہ جو بعد میں وہ کرتا تھا اور اس پشیمانی کے جو گزشتہ پر کرتا اور وہ کلامت جو اس کے ہاتھ سے نکل گئی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کلام علامہ بحر العلوم ختم ہوئی ۔

مترجم کہتا ہے کہ نجاشی پر کہ جو بزرگ ترین اور مؤثق ترین علماء رجال میں سے ہیں اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ انھوں نے اس کا نام اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کیونکہ علماء رجال کو لوگوں کے باطن سے سرور کار نہیں اور یہ کہ آخرت میں کون جنبی ہے اور دوزخی اور یہ کہ خدا کی کس کس بخششے کا اور کسے قذاب کرے گا اس سے بحث نہیں کرتے بلکہ ان کی غرض مقصود روایت کی تحقیق ہوتی ہے بہت سے نیک و پاک لوگ جن کا اعتقاد بھی صحیح ہوتا ہے جو آخرت میں بہشتی بھی ہوتے ہیں لیکن ان کی ربطیت مردود ہوتی ہے بکثرت سہو غلط ملط کرنے پر وہ غلط حدیث کو قبول کرنے اور سہو غلط جو کہ کفر کی حد تک جا پہنچتا ہے کو قبول کر لینے کی وجہ سے مثلاً معلیٰ، مفضل، محمد بن سنان کے اور علماء نے کہا ہے ”نرجوا شفاعتہ من لا تقبل شہادۃ“ ہم ان کی شہادت ک اسیدر کہتے ہیں کہ جن کی شہادت و گواہی قبول نہیں ہو سکتی اور شاید کوئی شخص سامی

عمر سلامتی اور ضبط و ثبوت کے ساتھ گزار دے اور آخر عمر میں منحرف ہو جائے اور اس کی حدیث کو قبول کریں اگرچہ اس کو ملعون و دوزخی سمجھیں مثلاً علی بن ابو حمزہ بطنائی کہ حضرت امام رضاؑ نے اس پر لعنت کی ہے اس کے باوجود اکثر علماء نے اسے مؤثق سمجھا ہے چونکہ اس سے کوئی جھوٹ نہیں سنا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی فساد و بُرائی میں گزارے اور بہت سے جھوٹ بھی بولے لیکن آخر میں توبہ بھی کرے اور حقیقی ہو جائے تو اس کی احادیث کو قبول نہ کریں۔ باقی رہا عبد اللہ بن حر جمعی جیسا کہ نجاشی نے کہا ہے کہ اس کے پاس کتاب کا ایک نسخہ تھا کہ جس کی امیر المؤمنین سے روایت کرتا تھا اور روایت شیعہ نے بھی اس کی روایت کی ہے البتہ نجاشی کہ جنہوں نے کتب شیعہ کی نہر لکھی ہے انہیں چاہیے تھا کہ اس کی کتاب بھی کتب کے ضمن میں ذکر کرتے اور یہ نہیں کہنا چاہیے کہ چونکہ عبد اللہ نے امام حسینؑ کی مدد نہیں کی تو اس نے اس کتاب کو نہیں لکھا۔ اور اس کی روایت نہیں کی ہے اور لفظ سلف صالح محمول ہے غالب و اکثر پر۔

مؤلف کہتے ہیں کہ بنی الحر جمعی کا خاندان شیعہ خاندانوں میں سے ہے انہیں میں سے ہیں ادیم، ایوب اور ذکریا جو کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں نجاشی نے ان کا نام ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ادیم و ایوب مؤثق تھے اور وہ ایک اصل (کتاب) رکھتے تھے اور ذکر کی بھی ایک کتاب ہے راصل اصطلاح رجال میں وہ متنبہ کتاب ہے کہ جس پر زیادہ اعتماد ہو۔



پندرہویں فصل امام حسین کی عمر و بن قیس سے گفتگو اور امام کا کر بلا پہنچنا

(ثواب اللہ تعالیٰ) شیخ صدوق نے اپنے استاد کے ساتھ روایت کی ہے عمر و بن قیس مشرقی سے، وہ کہتا ہے امام حسین کی خدمت میں میں اور میرا چچا زاد بھائی حاضر ہوئے اور اس وقت آنجناب قہر بنی مقاتل میں تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور میرے چچا زاد نے اس سے کہا یہ سیاہی جو آپ کے محاسن (ریش مبارک) میں دیکھ رہا ہوں خضاب سے ہے یا آپ کے بال خود اس دنگ کے ہیں۔ فرمایا خضاب ہے ہم بنی ہاشم کے بال جلد سفید ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا تم لوگ میری مدد کے لیے آئے ہو، میں نے عرض کیا میں کثیر العیال ہوں اور لوگوں کا بہت سا مال بھی میرے پاس ہے میں یہ نہیں جانتا کہ معاملہ کہاں پہنچے گا اور میں پسند نہیں کرتا کہ لوگوں کی امانت کو ضائع کر دوں اور میرے چچا زاد نے بھی اس قسم کی بات کی تو آپ نے فرمایا تو پھر یہاں سے چلے جاؤ تاکہ نہ ہماری آواز استغاثہ سنو اور نہ ہمارے ہیروے اور دور سے شکل کو دیکھو کیونکہ جس شخص نے ہماری فریاد استغاثہ سنی یا ہمارا ہیولا اور دود سے شکل دیکھی اور پھر ہماری دعوت پر لبیک نہ کہا اور ہماری فریاد سنی نہ کی تو اللہ کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے اس کے تھنوں کے بل جہنم کی آگ میں پھینکے۔

اور جب رات کا آخری حصہ ہوا تو حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ یہاں سے پانی لے لو اور کوچ کر دو پس قہر بنی مقاتل سے روانہ ہوئے۔

عقبہ بن سہمان کہتا ہے کچھ دیر ہم چلے کر آنحضرت گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اذگہ آگئی ایک لمحہ غمزدگی میں رہ کر آپ بیدار ہوئے اور فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون

والحمد للہ رب العالمین اور ان کلمات کا دو تین مرتبہ تکرار کیا تو آپ کے بیٹے علی بن الحسین نے جوتیز گھوڑے پر سوار تھے انجناب کی طرف رخ کر کے عرض کیا کہ آپ نے اللہ کی حمد اور استرجاع (انا للہ پڑھنا) کیا ہے فرمایا بیٹا ابھی مجھے مینہ آگئی تو میں نے خواب میں ایک گھڑ سوار کو دیکھا جو میرے سامنے سے نمودار ہوا جو کہہ رہا تھا یہ لوگ جا رہے ہیں تو موت ان کی طرف آرہی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ ہیں ہماری موت کی خبر دے رہا ہے تو آپ کے شہزادے نے عرض کیا بابا جان کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں اس خدا کی قسم کہ جس کی طرف لوگوں کی بازگشت ہے تو وہ کہنے لگے کہ پھر ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ ہم حق پر ہیں یا نہیں جیسے میں نے فرمایا خدا تمہیں جزائے خیر دے بہترین وہ جزا جو ایک بیٹے کو باپ کی طرف سے دیتا ہے (ارشاد کامل) جب صبح ہوئی تو ابام حنین گھوڑے سے اترے اور نماز صبح پڑھی اور جلدی سوار ہو گئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ بائیں طرف کی راہ لی اور جتنا آپ چاہتے کہ اپنے ساتھیوں کو متفرق کر دیں حُرّ اُتا اور ایسا نہ ہونے دیتا اور جتنا حُرّ چاہتا کہ انھیں کوفہ لے جائے اور اس پر اصرار کرتا وہ اتنا عداوت کا کرتے یہاں تک کہ کوفہ کی عداوت اور آٹنے سانے سے گذر کر اوپر کی طرف چلے گئے یعنی شمال کی سمت یہاں تک کہ بغیرا تک پہنچ گئے جب وہاں حسینؑ نے نزول اجلال فرمایا تو اچانک ایک شتر سوار پورے ہتھیاروں کے ساتھ کمان کندھے پر رکھے ہوئے کوفہ کی جانب سے آیا سب رک کے اس کو دیکھ رہے تھے جب وہ قریب آیا تو اس نے حُرّ اور اس کے ساتھیوں کو سلام کیا لیکن حسینؑ اور ان کے اصحاب پر سلام نہیں کیا اور عبید اللہ بن زیاد کا خط حُرّ کے ہاتھ میں دیا جس میں اس نے لکھا تھا: اما بعد فجمع بال حسین حین یا تیک کتابی ویتقدم علیک رسولی ولا تغزله الا بالعراف فی غیر حصن و علی

غیر ماء وقد امرت رسولی ان یلزمک فلا یعارقک حتی یاتینی بانفاذ امرک والسلام
یعنی جس وقت ہی میرا خط تجھے ملے اور میرا قاصد تیرے پاس پہنچے تو حسینؑ کو روک کر
اُن پر سختی کر اور نہ اتار اٹھیں مگر ویران جگہ پر اور نیکر کسی قلم دانے بیابان میں اور بغیر
پانی والی جگہ کے اور میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے جلد نہ ہو جب
تک میرے حکم کے نافذ ہو جانے کی خبر نہ لائے، والسلام:

جب حضرت عبید اللہؑ کا خط پڑھا تو امام کے اصحاب سے کہا یہ عبید اللہ کا خط
ہے جس میں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہاں کہیں اس کا خط مجھے ملے دین تم کو روک
کو روک لوں اور یہ اس کا قاصد موجود ہے کہ جو مجھ سے جدا نہیں ہوتا جب تک اس
کے حکم کو تمہارے بارے میں انجام تک نہ پہنچاؤں۔

(طبری): پس یزید بن زیاد بن ہباجہ ابوالششاءؑ کندی ثم نبذی اس قاصد پر نگاہ ڈالی
اور کہا کیا تو مالک بن نسیر (تفسیر کے ساتھ) بدی ہے تو اس نے کہا کہ ہاں اور وہ بھی
کندہ قبیلہ سے تھا (بدباد کی زبرد اور دال کی شمشیر) قبیلہ کندہ کی ایک شاخ ہے)
یزید بن زیاد نے کہا تیری ماں تیرے ماتم میں روئے یہ کیا لایا ہے وہ یمن کہنے لگا کیا
لایا ہوں میں نے اپنے امام کی فرمانبرداری کی ہے اور اپنی بیعت کو پورا کیا ہے ابوالششاءؑ
نے کہا تو نے پروہگار کی نافرمانی کی ہے اور اپنے امام کی اس چیز میں اطاعت کی
ہے کہ جو خود تیری ہلاکت کا سبب ہے اور تو نے ننگ و عار بھی اور جہنم کی آگ بھی
کمانی اور کسب کی ہے اور تیرا امام بھی بڑا امام ہے خدا نے عزوجل فرماتا ہے: (و
جعلنا منهم ائمة یرملون الی النار و یوم القیامة لا ینصرون)
اور انہیں ہم نے ایسے ائمہ قرار دیا ہے کہ جو آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور قیامت
کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ تیرا امام انہیں میں سے ہے (ارشاد) حضرت

امام اور ان کے اصحاب پر سختی کی کہ اس بے آب و گیاہ جگہ میں کہ جہاں کوئی بسنتی و آبائی نہیں تھی اُمّیں، امام حسینؑ نے فرمایا دامنے ہو تجھ پر عین چھوڑ دے کہ ہم اس دیہات یعنی نیموی اور غازیہ میں یا اس دیہات یعنی شفیہ میں اتر جائیں حُر نے کہا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کر سکتا، اس شخص کو انھوں نے مجھ پر جاسوسی مقرر کیا ہے، دہیر بن قیس نے عرض کیا خدا کی قسم میں اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ اس کے بعد معاملہ زیادہ سخت ہو جائے گا اسے فرزند رسول خدا اس جماعت کے ساتھ اس وقت قتال اور جنگ کرنا ہمارے لیے زیادہ آسان ہے اُن سے جنگ کرنے کی نسبت کہ جو اس کے بد آئیں گے مجھے اپنی جان کی قسم ہے ان کے بد استنہ لوگ آئیں گے کہ جن سے مبارزہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ حسینؑ نے فرمایا میں ان سے جنگ کرنے میں پہل نہیں کروں گا اور وہیں آپ اتر گئے اور وہ جمعرات کا دن محرم الحرام اور اکٹھ ہجری کی تاریخ تھی۔

سید کہتے ہیں اور امام حسینؑ کھڑے ہو گئے اور اپنے اصحاب کے درمیان اس طرح خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثناء کی اور اپنے نانا کا ذکر کر کے ان پر صلوٰۃ و درود بھیجا اور فرمایا (انہ قد نزل من الامر ما ترون) ایسی مصیبت آن پڑی ہے کہ جسے تم لوگ دیکھ رہے ہو اور اس طرح کا خطبہ کہ جیسا ہم نے حر کی طاقت کے وقت ذکر کیا ہے آپ نے دیا ہے



زمین کربلا پر نزول امام

امام حسینؑ کا زمین کربلا میں نزول اور عفرین سدا کا درد اور اس کے بعد جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہوا، جب امام حسینؑ نے زمین کربلا میں پڑاؤ ڈال دیا، کالی تر فرمایا اس زمین کا کیا نام ہے تو لوگوں نے عرض کیا ”عقر“ امام حسینؑ نے عرض کیا: **اِنَّهُ اَنى اَعُوذ بِكَ مِنَ الْعَقْرِ** (عقر عین کی زبرد کے ساتھ شگافت ہونے اور خلل و نقص پڑنے کے معنی میں ہے) اور سبط نے ”مذکر میں کہا ہے کہ دوبارہ حسینؑ نے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے انھوں نے کہا کربلا اور اسے زمین نبیوی بھی کہتے ہیں اور وہاں ایک بستی ہے پس انجناب رو پڑے اور فرمایا کرب و بلا ”مجھے (نانی) ام سلمہ نے خبر دی ہے کہ جبرائیل رسول خداؐ کے پاس آئے جبکہ آپ (حسین) میرے پاس تھے جب روئے تو رسول خداؐ نے فرمایا میرے بچے کو چھوڑ دو تو میں نے آپ کو چھوڑ دیا اور پیغمبر نے آپ کو کپڑا لیا اور اپنی گود میں بٹھایا تو جبرائیل نے عرض کیا کیا آپ اس شہزادے سے محبت کرتے ہیں فرمایا ہاں، تو جبرائیل نے کہا آپ کی امت انھیں قتل کر دے گی اور اگر آپ چاہیں تو اس زمین کی مٹی کہ جس میں یہ قتل ہوں گے آپ کو دکھاؤ فرمایا ہاں پس جبرائیل نے اپنے پر کر ہلاک زمین پر پھیلائے اور وہ زمین پیغمبر اکرمؐ کو دکھائی، جب حسینؑ سے عرض کیا گیا کہ یہ زمین کربلا ہے تو آپ نے اس مٹی کو نہنگھا اور فرمایا خدا کی قسم یہ وہی مٹی ہے کہ جس کی جبرائیل نے رسول خداؐ کو خبر دی تھی اور میں اس نسرین میں مارا جاؤں گا۔

اس کے بعد سبط ابن جوزی نے شبھی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؑ

صغین کی طرف جا رہے تھے نینوا کے محاذات اور آٹھ سائے پہنچے کہ جوشط فرات پر ایک بستی ہے تو وہاں رُک گئے اور اپنے صاحبِ مطہر (جو آپ کے وضو و طہارت کے پانی کا انتظام کرتا تھا) سے کہا ابو عبد اللہ کو بتاؤ کہ اس زمین کو کیا کہتے ہیں تو اس نے کہا کہ بلا تو آپ نے اتنا گریہ کیا کہ زمین آپ کے آنسوؤں سے ٹر ہو گئی اس کے بعد فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آنحضرت گریہ کر رہے تھے تو میں نے آپ سے کہا آپ کو کس چیز نے رُلا یا تو آپ نے فرمایا: ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس تھے اور مجھے خبر دی کہ میرا بیٹا صغین شط فرات کے پاس اس جگہ کہ جسے کربلا کہا جاتا ہے قتل و شہید کر دیا جائے گا اس کے بعد جبرئیل نے مجھے مٹی بھر مٹی وہاں سے اٹھا کر سنگھائی تو میری آنکھیں میرے اختیار میں نہ رہتے ہوئے آنسو بہانے لگیں۔

اور کتابِ بحار میں خراج سے مقتول ہے اور باقر علیہ السلام نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام لوگوں کے ساتھ باہر نکلے جب کربلا ایک دو میل رہ گیا تو آپ لوگوں سے آگے بڑھ گئے ایک جگہ پہنچے مقتدیان کہتے ہیں وہاں پھرے اور گردش کرتے رہے اور فرمایا کہ دو سو پیغمبر اس سرزمین میں شہید ہوئے اور یہ ان عاشقوں اور شہداء کے اونٹوں کے بٹھانے اور زمین پر گرنے کی جگہ ہے کہ جس سے ان سے پہلے آنے والے سبقت نہیں لے سکے اور ان سے بعد آنے والے ان کے مقام تک نہیں پہنچ سکے۔

دعترجم کہتا ہے کہ بختِ نصر نے بنی اسرائیل کے اسباط کو اسیر بنا لیا کہ ان کے درمیان انبیاء بھی تھے اور ان میں سے بہت سوں کو شہید کر دیا اس کا پایہ تخت بابل تھا اس شہر کے قریب کہ جسے آج کل ذی الکفل کہتے ہیں اور انبیاء بنی اسرائیل کی قبریں اب بھی وہاں ہیں کہ جن کی زیارت کی جاتی ہے اور یہ بندو بھی ان کی زیارت پر موفقی ہوا

ہے اس طرح مقدر میں تھا کہ حضرت امام عبداللہ الحسین کا مصرع اور زمین پر گرنے کی جگہ انبیاء کے مصارع اور پچھڑنے کے پاس شط فرات کے کنارے ہوں (ملہوف) جب حسینؑ اس سرزمین میں پہنچے تو پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے تو لوگوں نے بتایا کربلا، فرمایا: اللہم انی اعوذ بک من الکرب و البلاء (خدا یا میں کرب و اضطراب اور مصیبت و بلا سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں پھر فرمایا: یہ اندوہ درنج کی زمین ہے یہیں اتر جاؤ ہمارے بارو ساز و سامان اسی زمین پر رکھے جائیں اور یہیں ہمارے خون بہیں گے اور یہیں ہماری قبر بنی گی۔ میرے نانا رسول خداؐ نے مجھ سے اسی طرح حدیث بیان فرمائی ہے پس سب اتر پڑے اور حُر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک طرف پڑاؤ ڈالا (کشف الغمہ)۔

سب اترے اور اپنے بار و اسباب زمین پر رکھے اور حُر خود اور اس کے ساتھی امام حسینؑ کے درمقابل اور سامنے اترے اور پھر عبید اللہ کو خط لکھا کہ حسینؑ نے کربلا میں اپنا ساز و سامان کھول دیا ہے اور نیچے نصب کر لیے ہیں۔

اور مروج الذہب میں ہے کہ آنجنابؑ کربلا کی طرف منصرف و مائل ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ پانچ سو سوار اور تقریباً ایک سو پیادہ افراد تھے اہل بیت اور اصحاب میں سے۔

اور بحار الانوار میں مناقب قدیم سے نقل کیا ہے کہ کربلا میں پہنچنے سے پہلے نہ میر نے کہا کہ ہم کربلا جائیں اور وہیں پڑاؤ ڈالیں کیونکہ فرات کا کنارہ ہے اور وہیں قیام کریں گے اگر انھوں نے ہم سے جنگ چھیڑی تو اس کے دفع کرنے میں خدا سے استعانت چاہیں تو امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا:

(اللہم انی اعوذ بک من الکرب و البلاء)

اتر پڑے اور عہد بن یزید ریاحی آپ کے مقابلہ میں ہزار سوار کے ساتھ امام حسینؑ نے کاغذ و دوات طلب کی اور ان اشراف کوفہ کو خط لکھا کہ جن کے بارے میں آپ کے جانتے تھے کہ وہ اپنی رائے میں اب تک بچے اور مستحکم ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین بن علی کی جانب سے سلیمان بن صرد، مسیب بن نجبر (نوں کی جیم زیر اور باد کے ساتھ) رفاعہ بن شداد، عبداللہ بن وال اور گردہ مؤمنین کی طرف اباعد تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا جو کچھ ظالم جابر بادشاہ کو دیکھے اس خطبہ کے آخر تک جو آپ نے اپنے اور عہد اور اصحاب کے لیے دیا جسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

پھر آپ نے خط کو پٹیا اور اس پر مہر لگا دی اور اسے قیس بن مسہر صیداوی کے سپرد کیا اور پھر گفتگو کو اسی طرح چلا یا ہے کہ جس طرح پہلے گذر چکی ہے۔ اس کے بعد کہا ہے اور جب حسینؑ کو قیس کی شہادت کی خبر ملی تو آپ کو گریہ لگو گیر ہوا اور آپ کے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا اللہم اجعل لنا ولشیعتنا عندک منزلاً کریماً واجمع بیننا و بینہم فی مستقر رحمۃک انک علی کل شئی قدید اور کہا ہے کہ ایک شخص امام حسینؑ کے شیعوں میں سے تڑپ کر اٹھا کہ جسے ہلال بن نافع بجلیا کہتے تھے۔

مؤلف حاشیہ میں کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ صحیح نافع بن ہلال بن نافع ہے اور بعض مؤرخین نے ایک لفظ نافع کو نکال کر سمجھ کر حذف کر دیا ہے مگر کتاب منہج المتامل وغیرہ میں نا حیدر مقدسہ سے منقول زیارت شہداء میں اسی طرح ضبط ہوا ہے اور ان کی یہ گفتگو بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ مقداد بن اسود کندی کی رسول خداؐ کے گفتگو کے ساتھ کہ جسے تفسیر علی بن ابراہیم میں نقل کیا ہے جس وقت رسول خداؐ

اپنے اصحاب کے ساتھ جنگ بدر میں باہر نکلے تو آپ ماء العصفرا کے قریب اترے ہوئے تھے تو آپ نے چاہا کہ ان اصحاب کو جنھوں نے مدد و نصرت کرنے کی خوشخبری دے رکھی تھی آزمائیں، انھیں بتایا کہ قریش کے اونٹوں کی وہ قطار کہ جس میں ان کا سرمایہ اور مال و متاع تھا گزر گئی ہے اب خود قریش آئے ہیں تاکہ تمہارا مال تمہارے اونٹوں کی قطار سے روکیں اور خدا نے مجھے لڑنے اور جنگ کرنے کا حکم دیا ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب بے تاب و پریشان ہو گئے اور انھیں شدید خوف و ہراس لاحق ہوا۔ رسول خدا نے فرمایا کہ اپنی رائے پیش کرو، ابو بکر صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یہ قبیلہ قریش ہے کہ جو ناز و تکبر کی بناء پر کافر و کافر ہے اور ایمان نہیں لایا اور عترت کے بعد ذیل و غرار نہیں ہوا اور ہم جنگی ساز و سامان کے ساتھ نہیں آئے اور ہم نے اپنے آپ کو آمادہ اور تیار نہیں کیا ہوا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ دوبارہ فرمایا اپنی رائے ظاہر کرو تو عمر صاحب کھڑے ہو گئے اور ابو بکر صاحب ایسی گفتگو کی تو رسول خدا نے فرمایا: بیٹھ جاؤ وہ بھی بیٹھ گئے تو مفاد و کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ قریش ہیں اس ناز و تکبر کے ساتھ اور ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کی ہے اور گواہی دی ہے کہ جو کچھ آپ لائے ہیں وہ برحق اور خدا کی طرف سے ہے اگر آپ حکم دیں کہ جھاؤ جھاڑی کے ایندھن والی آگ میں ہم کو دھڑیں یا پھر خار بڑے کانٹوں والے درخت ”ہراس“ کے درمیان آپ کے ساتھ ہم آئیں اور ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کے پروردگار جاکر جنگ کرو اور ہم یہاں بیٹھے رہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا پروردگار آگے ہوں اور ہم آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ پس رسول خدا نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے پھر مفاد و بیٹھ گئے اور آنحضرت نے فرمایا کہ اپنی رائے دو تو سہ ماہ

کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے رسول خدا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ گویا ہماری رائے چاہتے ہیں۔ فرمایا ہاں، عرض کیا میرے ماں باپ آپ کے صدقے، یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کی ہے اور گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے لہذا آپ جو چاہیں حکم دیں اور جو کچھ چاہیں ہمارے مال میں سے لے لیں اور جو چاہیں ہمارے لیے چھوڑ دیں اور جو کچھ آپ لیں گے وہ ہمیں اسی سے زیادہ محبوب ہے کہ جسے آپ چھوڑ دیں گے خدا کی قسم اگر آپ حکم دیں تو ہم آپ کے ساتھ اس دریا میں کود پڑیں۔ رسول خدا نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے۔

ہلال (یا نافع بن ہلال) نے کہا اے فرزند رسول خدا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے نانار رسول خدا اپنی محبت عام لوگوں کے دلوں میں برقرار نہ کر سکے، اور نہ ہی جس طرح آپ چاہتے تھے کہ سب آپ کے حکم کی طرف رجوع کریں (کر سکے) بلکہ ان کے درمیان کچھ منافقین تھے کہ جو مدعی خوشخبری دیتے تھے لیکن دل میں بے وفائی کی نیت والادہ رکھتے تھے آپ کے سامنے تو شہد سے زیادہ میٹھے ہوتے اور آپ کے پس پشت خنظل (نمٹ) سے زیادہ کڑوے ہوتے یہاں تک کہ خدا نے عزوجل آنحضرت کو اپنے جوار رحمت میں لے گیا۔

اور آپ کے والد گرامی حضرت علی صلوٰۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح تھے ایک گروہ ان کی مدد و نصرت پر متفق ہوا اور انھوں نے پیام شکنی کی ناکشیں، اور جفا کار قاسطین اور کج رفتار مارقین کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ آنجناب کی مدت عمر ختم ہو گئی اور وہ پروردگار کی رحمت اور خوشنودی کی طرف گئے اور آپ آج ہمارے درمیان اسی حالت پر ہیں جس شخص نے عہد و پیمان توڑا اور بیعت کا جوا اپنی گردن

سے اُٹا اس نے اپنا ہی نقصان کیا ہے اور خدا نے آپ کو اس سے مستغنی کیا ہے پس ہمارے ساتھ جدھر آپ چاہیں پرداہ کیے بغیر روانہ ہوں کیونکہ سیدھی راہ وہی ہے جس پر آپ چلیں گے چاہے مشرق کی طرف جائیں یا مغرب کی طرف، خدا کی قسم ہم خدا کی قضاء و فیصلہ سے نہیں ڈرتے اور تقائے پروردگار سے ناخوش نہیں ہیں اور ہم نبیت و بصیرت کے ساتھ اس کو دوست رکھتے ہیں جو آپ سے محبت کرے اور اس کو دشمن رکھتے ہیں جو آپ سے دشمنی رکھے۔

پھر بربر بن خضیر ہمدانی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا خدا کی قسم اسے فرزند رسول خدا خدا نے آپ کے درجہ و کچھ پر کاہم پر احسان کیا ہے تاکہ ہم آپ کے سامنے جنگ کریں اور آپ کی راہ میں ہمارے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوں اور آپ کے نانا قیامت کے دن ہمارے شفیع ہوں، وہ گروہ فلاح و درستی گاری حاصل نہیں کر سکتا جس نے اپنے پیغمبر کے بیٹے کو چھوڑ دیا وائے ہے ان کے لیے اس چیز سے کہ جس تک وہ کل پہنچیں گے اور جہنم کی آگ میں داد و فریاد اور دوا و یلا اور لمبے افسوس کی آواز بند کریں گے۔

پھر امام حسینؑ نے اپنے بیٹوں، بھائیوں اور اپنے عزیزوں کو اپنے گرد جمع کیا اور کچھ دیر ان کی طرف دیکھتے رہے پھر فرمایا: اللھم انا عترۃ نبیک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ۔ خدایا ہم تیرے نبیؐ کے عترت ہیں ہمیں ان لوگوں نے گھروں سے باہر نکالا ہے اور ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ دھکیلا ہے اور ہمیں ہمارے نانا کے حرم سے آوارہ وطن کیا ہے خدایا ہمارا حق ان سے لے اور ہمیں ظالم و ستم گر قوم پر فتح و نصرت عطا فرما۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا یہاں تک کہ بدھ کے دن یا جمعرات کے دن کربلا میں نزول اجلال فرمایا جو کہ

محرم کی دوسری اور آٹھ اسٹھ ہجری کی تاریخ تھی (ابو حنیفہ وغیرہ کہتا ہے کہ آنجناب بدھ کے دن پہلی محرم اسٹھ ہجری کربلا میں اتر پڑے اور آپ سے ایک دن بعد عمر بن سعد آیا) پھر آپ نے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا (الناس عبید الدنیا والدین لعوق (لعن) علی السنتھم یحوطونہ مادر ت معایشھم فاذا امحصوا للبلایا عقل الدیانون) یعنی لوگ دنیا کے بندے ہیں اور دین ایک چاٹ ہے ان کی زبان پر رکھی ہوئی جب تک اس میں مزہ آتا ہے اس کو گھیرے رہتے ہیں جب آزمائش کا وقت آئے تو دیندار تھوڑے رہ جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کیا کربلا بھی ہے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں اسے فرزند رسول خدائے فرمایا یہی اندوہ دہلا کی جگہ ہے یہیں اور منزل کو بٹھانا چاہیے یہی مردوں کے شہید ہونے اور ہمارے خون بہنے کی جگہ ہے۔

پس سب اتر پڑے اور سبھی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ آپ کے مقابلہ میں اتر پڑا اور ابن زیاد کو خط لکھا کہ حسینؑ نے کربلا میں پڑاؤ ڈال دیا ہے اور ابن زیاد نے حسینؑ کی خدمت میں خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: (اما بعد یا حسین فقد بلغنی نود لك بکربلا وقد کتب الی امیر۔۔۔ یزید ان لا اقومد الوثیر ولا اشبع من الخمیر والحقنک باللطیف الخیر او ترجع الی حکمی وحکم یزید معانینہ والسلام) اے حسینؑ مجھے خبر ملی ہے کہ کربلا میں پڑاؤ ڈالا ہے اور امیر۔۔۔ یزید نے مجھے لکھا ہے کہ میں تم پر سزائے رکھوں اور میرے ہونے کا نہ کھاؤں جب تک خدا کے لطیف و خیر نہ ہو کہ میں تم پر سزائے رکھوں اور یزید بن معاویہ کے حکم کی طرف پلٹ آؤں والسلام جب اس کا خط امام حسینؑ علیہ السلام تک پہنچا اور آپ نے انھیں پڑھا تو اتھ سے پھینک دیا، اور فرمایا وہ قوم فلاح نہیں پاسکتی جو مخلوق کی خوشنودی خالق کی ناراضگی کے بدلے خرید

کرے۔ قائد نے عرض کیا اسے ابابعد اللہ خط کا جواب فرمایا مالہ عندی جواب لائے
 حقت علیہ حکمۃ العذاب)۔ یعنی اس خط کا میرے پاس کوئی
 جواب نہیں کیونکہ عبید اللہ پر کلمہ عذاب لازم و ثابت ہو چکا ہے، (امام حسینؑ تو ایسے شخص
 کی طرف خط لکھتے ہیں کہ جس کے رشد و ہدایت کی امید ہوتی) جب تا حد ابن زیاد کی طرف
 پلٹ کر گیا اور اس کو بتایا تودہ دشمن خدا آگ بگولا ہو گیا اور عمر بن سعد کی طرف دیکھا اور اسے
 امام حسینؑ سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس نے عمر کو اس سے پہلے ”ری“ کی گورزی دی
 تھی۔ عمر نے انجناب سے جنگ، کرنے سے معافی چاہی تو عبید اللہ نے کہا پھر ہمارا وہ فرما
 واپس کر دو، عمر نے بہت چاہی ایک دن کے بعد قبول کر لی اس دے سے کہیں ری کی حکومت سے معزول نہ ہوجائے

عمر بن سعد کا کہ بلا پر حاکم بننا

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ حکایت میرے نزدیک بعید ہے (یعنی عمر سعد کو عبید اللہ
 کے خط لکھنے اور قاصد کے واپس آنے کے بعد بھیجنا بلکہ حق یہ ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی
 اس کام کے لیے نامزد ہو چکا تھا) کیونکہ اباب سیر و معتبر تو اس نے بالاتفاق کہا ہے کہ
 عمر بن سعد حسین علیہ السلام کے کہلائیے آنے کے ایک دن بعد آیا اور وہ تیسری محرم کا دن تھا۔
 اور شیخ مفید، ابن اثیر اور دوسرے مؤرخین نے کہا ہے جب دوسرا دن ہوا تو
 عمر بن سعد بن ابی قحاص چار ہزار کے لشکر کے ساتھ آیا اور ابن اثیر نے کہا ہے کہ عمر
 بن سعد کے جانے کا سبب یہ تھا کہ عبید اللہ بن زیاد نے اس کو چار ہزار لشکر کے ساتھ
 دستی پر مامور کیا تھا کیونکہ دلیلیوں نے اس پر قہر کر کے اسے اپنے تصرف میں لا
 چکے تھے اور اسے رمی کی ولایت و گورزی کا فرمان بھی دے چکا تھا اور اس نے
 حاتم الہیٰن کو لشکر کا ہمارا رکھا تھا جب امام حسینؑ کا معاملہ یہاں تک پہنچا تو ابن زیاد نے
 عمر سعد کو بلا یا اور کہا کہ حسینؑ کی طرف جاؤ اور جب اس کام سے فراغت مل جائے تو پھر

اپنے کام پر چلے جانا عمر نے معافی چاہی تو ابن زیاد نے کہا اس شرط کے ساتھ کہ ہمارا فرمان واپس کر دو جب بعید اللہ نے یہ کہا تو عمر سعد نے جواب دیا آج مجھے مہلت دیں تاکہ میں غور و فکر کروں پس اس نے ایسے بھی خوابوں سے مشورہ کیا تو سب نے اسے منع کیا اور حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ اس کا بھانجا اس کے پاس آیا اور کہا تجھے خدا کی قسم ہے اسے ماموں حسین کی طرف نہ جانا کیونکہ اس سے گنہگار بھی ہوگا اور قطع زخمی بھی کرے گا خدا کی قسم اگر تجھے دنیا اور اپنا مال اور دروے زمین کی سلطنت بالغرض تیرے پاس ہو اور وہ تجھے چھڑ پڑے اور اس سے چشم پوشی کرنا پڑے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم تقاضے خدا عزوجل کے ایسے ایسی حالت میں جاؤ کہ آنجناب کا غن تمہاری گردن پر ہو۔ عمر نے کہا اس طرح ہی ہوگا اور اس نے ساری رات اسی سوچ و بچار میں گزار دی اور لوگوں نے سنا کہ وہ کہتا تھا:

أُتِرْتُ مَلِكَ الرِّمَى وَالرِّمَى رَغْبَةً (عینی) ۱۱ ارجع مذموم ما بقتل حسین
وفی قتله النار حتی لیس دونها حجاب وملك الری قرة عینی
”کیا میں ملک رمی کو چھوڑ دوں حالانکہ رمی میری چیز یا میری آرزو ہے یا میں
کو قتل کر کے مذموم حالت میں پلٹوں، حالانکہ ان کو قتل کرنے میں وہ جہنم کی آگ ہے
کہ جس کے سامنے کوئی حجاب و مانع نہیں ہے اور رمی کی سلطنت میری آنکھوں کی ٹھنڈ
وروشنی ہے۔“

پس ابن زیاد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے اور سب
لوگوں نے سن لیا ہے اور میں لوگوں کے منہ میں آگیا اگر آپ کی رائے ہو تو مجھے اسی کام
کے لیے بھیجا اور کوفہ کے اشراف میں سے کوئی دوسرا حسین کی طرف بھیج دو ایسے لوگوں
میں سے کہ جن سے جنگ کے سلسلہ میں زیادہ تجربہ کار اور آزمودہ نہیں ہوں اور چلے

افراد کے اس نے نام بھی لیے۔ ابن زیاد نے کہا جس کو میں بھیجنا چاہوں گا اس کے متعلق میں تجھ سے مشورہ نہیں کروں گا اور تجھ سے رائے نہیں لوں گا اب اگر تو اس لشکر کے ساتھ کربلا کی طرف جاتا ہے تو فہما دے ہمارا فرمان واپس کر دو۔ عمر نے کہا کہ میں ہی جاؤں گا پس وہ اسی لشکر کے ساتھ گیا یہاں تک کہ حسین کے سامنے جا پڑا ڈالا۔

مؤلف کہتے ہیں یہاں سے وہ خبر جو امیر المؤمنین نے اس سے پہلے دی تھی دست نکلی۔

سبط کے تذکرہ میں ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ علی بن ابی ابرہہؓ کی کلاست یہاں آشکار ہوئی کہ آپ نے ایک دن عمر سعد کو دیکھا جبکہ وہ فوجان تھا اور فرمایا د ائے ہو تجھ پر اے ابن سعد تیری کیا حالت ہوگی اس وقت جبکہ تو اس حالت میں کھڑا ہو گا کہ تجھے جنت اور جہنم کے درمیان اختیار دیا جائے گا اور تو دوزخ کی آگ کو انتخاب کرے گا۔ انتہی“ اور جب عمر سعد کربلا میں پہنچا (ارشاد) تو عمر بن قیس اجمعی کو آنجناب کی طرف جانے کے لیے قاصد بنایا اور کہا کہ ان کے پاس جا کر ان سے پوچھو کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں اور آپ کیا چاہتے ہیں اور عہدہ ان لوگوں میں سے تھا کہ محفول نے آنجناب کو خط لکھے تھے لہذا وہ جانے سے شرماتا تھا پس ابن سعد نے دوسرے سرداران لشکر سے یہی خواہش کی۔ محفول نے بھی خطوط لکھے تھے لہذا سب نے پہلو تہی کی اور انکار کیا اور جانے سے ناپسندیدگی ظاہر کی تو کثیر بن عبد اللہ شیبی اٹھ کھڑا ہوا اور وہ جری و دلیہ شامسوار تھا جو کسی بڑے سے بڑے کام سے روگردانی نہیں کرتا تھا اور کہا میں جانا ہوں اور اگر چاہو تو انھیں میں کمزور حیلہ سے قتل کر دوں۔ عمر نے کہا کہ میں ان کا قتل ہونا نہیں چاہتا لیکن ان کے پاس جا کر ان سے پوچھو کہ وہ کس مقصد کے لیے آئے ہیں، کثیر گیا تو جب ابو ثامہ صامدی نے اسے دیکھا تو عرض کیا: اے اباعبد اللہ

زمین کے لوگوں میں سے بزرگین اور غوریزمی اور دھوکہ سے نقل کرنے میں زیادہ بے باک آ رہا ہے لہذا خود اٹھ کر اس کی طرف گئے اور کہا کہ اپنی تلوار رکھ دو تو اس نے کہا میں اپنی تلوار نہیں رکھوں گا اور میں قاصد کے علاوہ کچھ نہیں اگر مجھ سے پیغام سفور کے تو پیغام دوں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا۔ ابو ثمامہ نے کہا کہ پھر میں اپنا ہاتھ تیری تلوار کے دستہ پر رکھے رہوں گا اور توجہ چاہے کہہ دے۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم تیرا ہاتھ اس تک نہیں پہنچے گا تو انھوں نے کہا پھر جو کچھ تو کہنا چاہتا ہے مجھے بتا دے اور میں تیرا پیغام امام تک پہنچا دوں گا لیکن تجھے میں نہیں چھوڑوں گا تو ان کے قریب جاتے کیونکہ تو ایک نابکار شخص ہے پس دوفر نے ایک دوسرے کو بڑا بھلا کہا اور کثیر عمر سعد کی طرف واپس چلا گیا اور اس کو یہ خبر بتائی عمر نے قرہ بن قیس خثلی کو بلایا اور کہا واسے محمد پر اسے قرہ، حسین کے پاس جاؤ اور ان کے پوچھو کہ کیوں یہاں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں، قرہ آیا اور جب حسین علیہ السلام نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ اس شخص کو پہچانتے ہو، حبیب بن مظاہر نے کہا جی ہاں! حنظلہ بن تمیم قبیلہ میں سے ہے اور ہماری بہن کا بیٹا ہے اور میں اسے نیک لائے سے پہچانتا تھا مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ وہ اس مقام پر حاضر ہوگا۔ پس وہ آیا اور امام حسین کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پیغام پہنچایا۔ حسین نے فرمایا تمہارے شہر کے لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور مجھ سے عوامش کی ہے کہ میں یہاں آؤں اب اگر مجھے ناپسند کرتے ہو تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ حبیب بن مظاہر نے کہا اسے قرہ تجھ پر واسے ہو کہاں جانتے ہو، اس سنگم غلام قوم کی طرف، اس مرد خدا کی مدد و نصرت کرو کہ جس کے باپ دادا کی وجہ سے تجھے کرامت و عزت بخشی۔ قرہ نے کہا کہ میں واپس جاتا ہوں اور اس کے پیغام کا جواب پہنچاتا ہوں تاکہ میں دیکھوں کہ کیا ہوتا

ہے پس وہ عمر کے پاس گیا اور اس کو ساری خبر بتائی تو عمر نے کہا میں امید رکھتا ہوں کہ خدا ہمیں ان سے جنگ و کارزار کرنے سے بچائے گا اور عبید اللہ بن زیاد کی طرف خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد جب میں حمین علیہ السلام کے قریب اترا تو میں نے ایک فاضل ان کے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا کہ وہ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ ان شہروں کے لوگوں نے مجھے خط لکھے ہیں اور فاضل بھیجے ہیں کہ میں ان کے پاس آؤں چنانچہ میں آ گیا ہوں اب اگر وہ میرے آئے کو ناپسند کرتے ہیں اور اس چیز سے کہ جو ان کے فاضل کے آئے ہیں پشیمان ہو گئے ہیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے کہ میں عبید اللہ کے پاس موجود تھا جب یہ خط اس کے پاس آیا تو اس یمن نے کہا لا ان وقد عقلت فحالیتا به یرجوا النجاة ولات حسین مناص (اب جبکہ ہمارے بچے اس میں گڑھ گئے ہیں نجات درپائی کی آرزو رکھتا ہے جبکہ گریز اور بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔“

اور عمر سعد کو خط لکھا اما بعد تیرا خط مجھے ملا اور جو کچھ تو نے اس میں لکھا ہے اسے میں نے سمجھا پس اسے اور اس کے ساتھیوں سے یزید کی بیعت کی پیش نہاد کرو اگر وہ بیعت کر لیں تو پھر میں اپنی رائے دکھوں گا والسلام، جب عمرو کو جواب ملا تو کہا میرا اپنا خیال یہی تھا کہ عبید اللہ عافیت جو شخص نہیں ہے اب میرا کان صحیح نکلا محمد بن البرطال نے کہا ہے پس ابن سعد نے اس پیغام کی پیش نہاد حسینؑ سے نہیں کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حسینؑ بھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے (ارشاد) پھر ابن زیاد نے مسجد جامع کوفہ میں لوگوں کے جمع ہونے کا حکم دیا اور خود بائیں نکلا اور منبر پر جا کر کہنے لگا اے لوگو! تم نے آل البرسفیان کو آزمایا ہے اور جان لیا ہے کہ

وہ اسی طرح کے ہیں جیسے تم چاہتے ہو یہ امیر..... یزید رہے کہ جسے تم لوگ جانتے ہو کہ وہ نیک سیرت اور قابلِ تعریف کردار کا مالک ہے۔ رعیت کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے والا اور عطا و بخشش بر محل اور جو اس کی جگہ ہوتی ہے وہاں کرتا ہے اس کے عہد حکومت میں راستے امن و امان میں ہیں اور اسی طرح معاویہ اپنے زمانہ میں جب نہاد خدا کو نوازتا اور مال سے بے نیاز کر دیتا تھا اور یزید بھی اس کے بعد صدر و صدیوں کی عزت و تحکیم کرتا اور مال و دولت سے انھیں بے نیاز کرتا اور ان کا احترام کرتا ہے اور اس نے تمہارے وظیفہ میں سو سو کا اضافہ کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے زیادہ کر دوں اور تمہیں اس کے دشمن حسینؑ سے جنگ کرنے کے لیے باہر بھیجوں پس اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ پھر وہ منبر سے نیچے اترا اور لوگوں کو بہت زیادہ عطیہ دیا اور ان کو بخشش کی اور حکم دیا کہ وہ حسینؑ سے جنگ کرنے اور عمر سعد کی مدد کرنے جائیں۔

مؤلف کہتے ہیں کہ وہ مسلسل لشکر بھیجتا رہا یہاں تک کہ عمر بن سعد کے پاس محرم کی چھ تاریخ تک بیس ہزار سوار جمع ہو گئے (محمد بن ابوطالب) پس ابن زیاد نے شہد بن ربیع کے پاس کسی کو بھیجا (شہد بن ربیع) اُس بار کے ساتھ اور ربیعؑ کی زیر اور بار کے سکون کے ساتھ کہ میرے پاس آؤ تاکہ تمہیں میں حسینؑ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجوں۔ شہد بن ربیع نے اپنے آپ کو بیمار بنا لیا کہ شاید ابن زیاد اس سے دستبردار ہو جائے۔ ابن زیاد نے اس کی طرف خط بھیجا مابعد میرا قاصد خبر لایا ہے کہ تو نے اپنے آپ کو بیمار بنا لیا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تو ایسے لوگوں میں سے نہ ہو جائے کہ جن کے بارے میں خدا قرآن میں کہتا ہے (وَاذْهَبُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذْخُلُوا إِلَىٰ شِئَاطِينِهِمْ قَالُوا لَا مَعَكَ إِلَّا مَتَّعُونَ)

”جب ایمان والوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب اپنے شیاطین کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ان سے تو ہم استہزاء و تسخر کرتے ہیں۔ اگر تم ہمارے زیر فرمان ہو تو ہم فوراً ہمارے پاس آؤ پس شبشب عثمان کی نماز کے بعد آیا تاکہ ابن زیاد اس کا چہرہ نہ دیکھ سکے کہ جس میں بیماری کی کوئی نشانی نہیں تھی جب وہ آیا تو اسے مر جا کہا اور اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس شخص سے جنگ کرنے کے لیے تم جاؤ اور ابن سعد کی مدد و کمک کرو۔ اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا پس وہ ایک ہزار سوار کے ساتھ گیا۔

(طبری) ابن زیاد نے عمر بن سعد کی طرف لکھا: اما بعد فخذ بین الحسین و بین الماء فلا یذوقوا منه قطرة (حنوة) کما صنع بالتقی النقی عثمان بن عفان ————— در عفان عین کی زبرد اور فام کی شد کے ساتھ کہ حسین اور ان کے ساتھیوں کو پانی سے روک دے کہ وہ پانی کا ایک قطرہ نہ پی سکیں جیسا کہ عثمان بن عفان کے ساتھ ان لوگوں نے کیا تھا۔

پس عمر سعد نے اسی وقت عمرو بن حجاج کو پانچ سو سوار کے ساتھ پانی کے گھاٹ پر بھیجا اور وہ امام حسین اور ان کے اصحاب اور پانی کے درمیان حائل ہو گئے اور انھیں پانی کا ایک قطرہ تک نہ بے جانے دیا اور یہ واقعہ آنجناب کی شہادت سے تین دن پہلے کا ہے (طبری)۔ عبید اللہ بن مصعب از مدینے کے جسے قبیلہ بنی نضیر کے رہنے والے تھے بہت اونچی آواز میں پکار کر کہا (ارشاد) اے حسین اس پانی کو دیکھ رہے ہو کہ جو آسمان کا ہم رنگ ہے خدا کی قسم اس کا ایک قطرہ نہ چھو سکو گے یہاں تک کہ یہاں سے مر جاؤ گے۔ امام حسینؑ نے کہا خدا یا اس کو پیاس سے قتل کر دے اور اس کو کبھی نہ بخشنا۔ جمید بن مسلم نے کہا خدا کی قسم میں اس کے بعد اسے دیکھنے گیا وہ

بیمار تھا اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں نے دیکھا کہ وہ پانی پیتا ہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے پھر وہ اسے تھے کر دیتا ہے اور دوبارہ العطش العطش پیاس پیاس کی آواز بلند کرتا ہے پھر پانی پیتا ہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے لیکن وہ میرا نہیں مٹاتا تھا اس کی یہی حالت تھی یہاں تک کہ وہ فی النار واستقر ہوا۔

حبیب ابن مظاہر کی ایک تجویز

بھائی! کہتے ہیں کہ ابن زیاد مسلسل ابن سعد کے لیے فوج بھیجتا رہا یہاں تک کہ تیس ہزار کی فوج سواروں اور پیادوں کی اس کے پاس مکمل ہو گئی اور پھر ابن زیاد نے اسے لکھا کہ میں نے کسی چیز کی کمی تیرے لیے نہیں چھوڑی اور دست سے سوار اور پیادے تیرے پاس بھیج دیے ہیں پس دیکھو ہر صبح وشام کی تیری خبر مجھے پہنچنی چاہیے۔ اور ابن زیاد چھٹی محرم سے ابن سعد کو جنگ کے لیے ابھار رہا تھا۔

حبیب بن مظاہر نے امام حسینؑ سے عرض کیا اے فرزند رسول خدا یہاں قریب میں بنی اسد کا قبیلہ فروکش ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے پاس جاؤں اور انہیں آپ کی طرف دعوت دوں شاید خدا اس قوم کے شر کو ان کی دھڑ سے آپ دفع اور دور کرے۔ امامؑ نے اجازت دی پس جب رات کی تاریکی میں انہیں شکل بنا کر باہر نکلے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ بھی بنی اسد میں سے ہیں انہوں نے آپ سے آپ کی حاجت و ضرورت کے بارے میں دریافت کیا تو حبیب نے فرمایا کہ بہترین بدیہ اور تحفہ جو کوئی آنے والا اپنی قوم کے لیے ہے اتنا ہے میں وہ لے کر آیا ہوں میں اس لیے آیا ہوں کہ تم لوگوں کو نوا ستم رسول کی خدمت دوں۔ آپ ایک ایسی جماعت کے درمیان میں ہیں کہ جن میں سے ہر ایک فرد ہزار مرد سے بہتر ہے اور وہ کبھی بھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے اور دشمن کے سپرد نہیں

کریں گے اور یہ عمر سعد ہے کہ جس نے آپ کے گرد و گھیرا ڈالا ہوا ہے اور تم میری قوم و قبیلہ ہو۔ میں نہیں اس غیر و اچھائی کی طرف دلالت اور سہری کرتا ہوں آج میرا حکم مان لو اور ان کی یاری دے دو کرو کہ جس سے تمہیں دنیا و آخرت کا شرف حاصل ہو گا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں سے جو کوئی بھی نواسٹر رسول کے ساتھ مارا گیا جبکہ اس نے صبر کے ساتھ کام لیا اور خدا کے ثواب و اجر پر نگاہ رکھی تو وہ اعلیٰ علیین میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا رفیق و ساتھی ہو گا۔ پس ایک شخص بنی اسد میں سے کہ جسے عبداللہ بن بشر کہتے تھے کہنے لگا میں پہلا شخص ہوں کہ جو اس دعوت کو قبول کرتا ہوں اور اس نے

قد علم القوم اذا تواكلوا واجتمع الفرسان اذا تشاقلوا
انی شجاع بطل معاتل کانتی لیث عربین باسل
قوم جانتی ہے کہ جب شاہسوار ایک دوسرے پر بھر و سہ کریں اور تیجے نہیں اور برہم بن جائیں تو میں شجاع و بہادر اور جنگجو ہوتا ہوں گویا کہ میں شیر بیشہ اور بہادری کی وجہ سے تیوری چڑھاتا ہوں پھر قبیلہ کے مرد اسٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ نوے اشخاص جمع ہوئے اور حسینؑ کی مدد کے علاوہ سے باہر نکلے اسی وقت ایک شخص عمر سعد کے پاس گیا اور اس کو آگاہ کیا تو ابن سعد نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام ارزق تھا چار سو سواروں کے ساتھ اس گروہ کی طرف بھیجا کہ جو حسینؑ کی لشکر گاہ سے باہر نکلا ہوا تھا اور رات کی تاریکی میں ابن سعد کے سواروں نے فرات کے کنارے ان کا راستہ روک لیا حالانکہ ان کے اور حسینؑ کے درمیان پھوڑی سی مسافت رہ گئی تھی پس وہ آپس میں اُلجھ پڑے اور سخت جنگ ہوئی۔ حبیب نے ارزق کو پکار کر کہا وائے ہر تجھ پر تجھے ہم سے کیا کام ہے چھوڑ تیرے علاوہ کوئی اور بد بخت بنے لیکن ارزق نے انکار کر دیا اور واپس نہ گیا اور

بنی اسد سمجھ گئے کہ ان میں مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے لہذا وہ شکست کھا کر قبیلہ کی طرف پلٹ گئے اور اس قبیلہ نے اسی رات وہاں سے کوچ کیا کہ مبادا ابن سدر رات ان پر حملہ نہ کر دے اور صیب بن مظاہر حسین کی طرف پلٹ آئے اور انھیں خبر بتائی قرامام حسین نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ حول و قوت بس ہمارے خدا کی طرف سے ہے اور ابن سدر کے گھر سوار بھی فرات کے پانی کے کنارے پر واپس لوٹ گئے امام حسین اور آپ کے اصحاب اور فرات کے پانی کے درمیان حائل ہو گئے اور انجنا ب اور ان کے ساتھیوں کو پیاس نے سخت آزر دہ کیا۔ پس آنجناب نے کمال اٹھایا اور خواتین کے خیام کے پیچھے نو یا دس قدم کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کھودا تترخو نگوں پانی نکلا جسے آنجناب اور آپ کے سب ساتھیوں نے پیا اور مشکیں پڑکیں اور اس کے بعد وہ پانی غائب ہو گیا اور اس کا نام و نشان منظر نہ آیا اور مدینۃ المناجیز میں اس تقصیر کو آنجناب کے معجزات کے سیاق میں شمار کیا ہے یہ خبر ابن زیاد تک پہنچی تو اس نے ابن سدر کو پیغام بھیجا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ کنواں کھودتا ہے اور پانی نکالتا ہے اور وہ خود اور اس کے ساتھی پانی پیتے ہیں جب یہ خط تمہیں ملے تو چھی طرح سے نظر رکھو کہ انھیں جتنا ہو سکے کنواں کھودنے سے روکو اور ان پر سختی و تنگی کرو اور انھیں پانی نہ پینے دو اور ان کے ساتھ دہی سلوک کرو جو انھوں نے عثمان کے ساتھ کیا تو اس وقت ابن سدر نے ان سے تنگی و سختی کی۔

عسدر بن طلحہ اور علی بن عینیٰ اربلی نے کہا کہ ان پر پیاس کی شدت ہوئی تو اصحاب میں سے ایک نے کہ جس کا نام یزید بن حصین ہمدانی تھا اور وہ عابد و زاہد تھا امام حسینؑ سے عرض کیا اسے فرزند رسول خدا مجھے اجازت دیجئے کہ میں ابن سدر کے پاس جاؤں اور اس سے پانی کے بارے میں بات چیت کروں شاید وہ اپنے اس فعل

پر نامزد پیشیان ہو کر اس سے روک جائے تو آپ نے یزید سے فرمایا نہیں اختیار ہے پس یزید ہمدانی عمر ابن سعد کے پاس آئے اور اس کے غمید میں داخل ہوئے لیکن اس پر سلام نہ کیا تو عمر نے کہا اے ہمدانی بھائی کون سی چیز تجھے سلام سے مانع ہوئی ہے کیا میں مسلمان نہیں جبکہ میں انصار اور اس کے رسول کو پہچانتا اور ان کا عرفان نہیں رکھتا، تو یزید نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو رسول خدا کی عزت سے جنگ کرنے کے لیے باہر نہ آتا تاکہ انہیں قتل کرے نیز یہ فرات کا پانی کہ جسے دیہات کے کٹے اور خنزیر پی رہے ہیں تو نے اسے حسین ان کے بھائیوں، خواتین اور خاندان کے لوگوں سے روک رکھا ہے انہیں پینے نہیں دیتا اور وہ پیاس سے جان دے رہے ہیں اور پھر خیال کرتا ہے کہ تو خدا اور اس کے رسول کو پہچانتا ہے عمر بن سعد نے سر جھپکایا اور پھر کہا خدا کی قسم آئے ہمدانی میں جانتا ہوں کہ حسین کو آزاد و تکلیف پہنچانا حرام ہے لیکن

دعای عبید اللہ من دون قومہ - الی خطہ فیہا خرجت لحیدی
فواللہ لا ادری وافی لواقفت - علی خطر لا ارقضیہ و میں
اترك ملك الری والری دعبه - ام ارجع مطلوباً بقتل حسین
وفی قتله النار التي ليس دونها - حجاب وملك الری قرۃ عینی
مجھے عبید اللہ نے اپنی پوری قوم کو چھوڑ کر ایک مشکل کام کی طرف بلایا اور میں اسی وقت
اس کی طرف نکلا، پس خدا کی قسم میں نہیں جانتا اور رکا ہوا ہوں ایک ایسے خطرناک
اور قوی موڑ پر کہ جسے میں پسند نہیں کرتا، کیا میں ملک الری کو چھوڑ دوں حالانکہ وہ
میری مرغوب چیز ہے یا میں اس حالت میں لوٹوں کہ قتل حسین کا مجھ سے مطالبہ
کیا جائے حالانکہ ان کے قتل کرنے میں وہ آگ کہ جس پر کوئی مانع و حجاب نہیں

اور ملک رمی میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔“

اے ہمدانی میں اپنے اندر نہیں دیکھنا کہ میں ملک رمی کو چھوڑا نے دوسرے کے سپرد کردوں پس یزید بن حصین ہمدانی واپس آگیا اور امام حسینؑ سے عرض کیا اے فرزند رسولؐ خدا عمر بن سعد اس بات پر راضی ہو گیا کہ وہ رمی کی حکومت کے بدلے آپ کو شہید کر دے۔

ابو جعفر طبری اور ابو الفرج اصفہانی نے کہا جب حسین اور آپ کے ساتھیوں پر پیاس کی شدت ہوئی تو آپ نے اپنے بھائی جناب عباس بن علی بن ابیطالب علیہما السلام کو بلایا اور انھیں تیس سوار اور بیس پیادوں کے ساتھ بیس مشکیں دے کر بھیجا اور وہ رات کے وقت پانی کے قریب پہنچے اور ان کے آگے آگے نافع بن ہلال بکلی جھنڈا لیے ہوئے تھے تو عمرو بن حجاج نے کہا کون، نافع بن ہلال نے اپنا نام یا تو ابن حجاج نے کہا اے بھائی خوش آمدی کس لیے آنا ہوا، نافع نے کہا میں آیا ہوں تاکہ اس پانی سے کہ جسے تم لوگوں نے روک رکھا ہے میں اس نے کہا یہ جو خوش گواری کے ساتھ۔ نافع نے کہا خدا کی قسم جبکہ حسینؑ اور ان کے یہ ساتھی کہ جنہیں تو دیکھ رہا ہے پیاس سے ہیں میں اکیلا پانی نہیں پی سکتا۔ عمرو بن حجاج کے ساتھی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عمرو نے کہا کہ اس کام کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے میں جہاں اس لیے چھڑا گیا ہے تاکہ انہیں ہم پانی سے مانع ہوں جب عمرو کے ساتھی نزدیک آ گئے تو جناب عباس اور نافع نے پیادہ ساتھیوں سے کہا مشکوں کو پڑ کر تو پیادہ افراد گئے اور انھوں نے مشکیں پڑ کر لیں۔ عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھیوں نے چاہا کہ پانی سے جانے سے ممانعت کریں تو جناب عباس بن علی اور نافع بن ہلال نے ان پر حملہ کر دیا اور انھیں روکے رہے یہاں

تک کہ وہ پیادہ افراد دُور چلے گئے اور گھڑ سوار بھی پیادوں کی طرف لوٹ گئے۔ پیادوں نے کہا تم لوگ جاؤ اور عمرو بن حجاج کی فوج کے سامنے کھڑے ہو جاؤ تاکہ ہم پانی منزل مقصود تک پہنچا لیں وہ وہیں گئے اور عمرو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ سواروں پر حملہ آور ہوا اور حقوڑی دیر تک انھیں دھکیلتے رہے اور صد قبیلہ کا ایک شخص جو عمرو بن حجاج کے ساتھیوں میں سے تھا اسے نافع بن بلال بجلی نے نیزہ مارا کہ جسے اس نے معمولی سمجھا۔ اہل خیال کیا کہیں بعد میں اس کا منہ کھل گیا اور اس سے فرمایا اللہ حسین علیہ السلام کے اصحاب وہ مشکبکس سے آئے۔

امام کی عمر بن سعد سے ملاقات

(طبری) حسین نے عمر سعد کی طرف قاصد بھیجا اور اسے پیغام دیا کہ آج رات دونوں لشکروں کے درمیان میری ملاقات کے لیے آؤ۔ عمر تقریباً بیس سواروں کے ساتھ آیا اور امام حسینؑ بھی اتنے ہی افراد کے ساتھ تشریف لائے جب ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کافی دُور چلے جائیں اور ابن سعد نے بھی ایسا ہی کیا پس وہ دونوں گروہ اتنے دُور چلے گئے کہ ان کی باتیں نہیں سن سکتے تھے اور بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور پھر ہر ایک اپنی لشکر گاہ کی طرف لوٹ گئے اور لوگ اپنے نطن و گمان کے مطابق ان کی بات چیت کے متعلق گفتگو کرتے تھے (مثلاً) یہ کہ حسینؑ نے عمر سعد سے فرمایا میرے ساتھ یزید بن معاویہ کے ہاں چلو اور ان دونوں لشکروں کو یہاں رہنے دو تو عمر نے کہا میرا گھر دیران ہو جائے گا تو امام حسینؑ نے فرمایا میں دوبارہ تجھے وہ بنا دوں گا اس نے کہا کہ میرے املاک و جائداد مجھ سے سے لیں گے تو آپ نے فرمایا میں تجھے اس سے بہتر حجاز میں جو میرا مال ہے اس میں سے دوں گا عمر نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ طبری کہتا ہے کہ لوگوں کی زبان پر یہ بات عام تھی میسر اس کے کہ کوئی

چیز سنی ہو اور جانا اور معلوم کیا ہے

شیخ مفید کہتے ہیں حسینؑ نے کسی کو عمر سعد کے پاس بھیجا کہ میں تجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں پس رات کے وقت ایک دوسرے سے ملاقات کی اور علیحدگی میں بہت سی باتیں کیں پھر عمر سعد اپنی جگہ واپس لوٹ گیا اور عبداللہؑ کی طرف خط لکھا ابا عبد اللہؑ نے اگ بجھا دی اور لوگوں کو ایک ہی بات اور رائے پر جمع کر دیا اور راحت کا معاملہ یکسر ہو گیا حسینؑ نے مجھ سے عہد و پیمان کیا ہے کہ جہاں سے وہ آئے ہیں وہیں واپس چلے جائیں یا اسلامی ملک کی کسی سرحد پر چلے جائیں اور ایک مسلمان کی طرح رہیں، نفع و نقصان میں ان سے شریک رہیں یا امیر..... یزید کے پاس چلے جائیں اور خود امیر..... جو کچھ ان کے بارے میں چاہے حکم کرے خدا کی خوشنودی اور امت کی صلاح و درستی اسی میں ہے۔

ابو الفرج کی روایت میں ہے کہ عمرؑ نے ایک قاصد عبد اللہؑ کی طرف بھیجا اور اس گفتگو کی تفصیل اس سے بیان کی اور کہا کہ اگر دلیلم کے لوگوں میں سے کوئی شخص آپ سے ان مطالب کی خواہش کرے اور آپ قبول نہ کریں تو اس کے بارے میں ظلم کے مرتکب نہیں ہوں گے۔

طبری، ابن اثیر وغیرہ نے عقبہ بن سمان سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں امام حسینؑ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ تک اور مکہ سے عراق تک تھا اور کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ شہید ہوئے اور آپ کی کوئی مدینہ یا مکہ یا راستہ یا عراق یا شکر گاہ کی آپ کی شہادت کے دن تک لوگوں سے مخاطبہ کرنے کی نہیں تھی کہ جسے میں نے نہ سنا ہو، خدا کی قسم یہ جو لوگوں کی زبان پر شاید ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اس بات کو قبول کر لیا تھا کہ آپ شام چلے جائیں

اور بڑید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیں یا اسلامی ملک کی کسی سرحد پر چلے جائیں قطعاً اور ہرگز آپ نے اس قسم کا کوئی بیان نہیں دیا البتہ آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں اس وسیع و عریض زمین میں کہیں چلا جاؤں تاکہ میں دیکھ سکوں کہ لوگوں کا معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے۔

(مترجم کہتا ہے بعض روایت میں ہے کہ حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے اصحاب کافی دُور چلے جائیں اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی عباس اور بیٹا علی اکبر رہ جائیں اور عمر سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ دُور چلے جائیں اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا حفص اور غلام باقی رہ جائیں گے پس حسین نے اس سے کہا وائے ہو تجھ پر اے ابن سعد تو اس عدل سے نہیں ڈرتا کہ جس کی طرف تیری بازگشت ہے کیا تو مجھ سے جنگ کرے گا بلکہ میں اس کا فرزند ہوں کہ جسے تو جانتا ہے اس گرہ بنی امیہ کو چھوڑ کر میرا ساتھ دے کہ خدا کی رضا اسی میں ہے عمر سعد نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میرا گھر ویران ہو جائے، حسین نے فرمایا میں تجھے مکان بنوادوں گا عمر سعد نے کہا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ وہ میری جائیداد پر قبضہ کر لیں گے آپ نے فرمایا کہ میں اس سے بہتر اپنے مال میں سے حجاز میں تجھے دوں گا اس نے کہا کہ مجھے ان سے اپنے اہل و عیال کے بارے میں خطوہ ہے حضرت نے کچھ نہ کہا اور واپس آ گئے اور آپ کہہ رہے تھے کہ خدا کسی کو برا لگھتے کرے کہ جو معترب تھے تیرے بستر پر ورج کرے گا اور قیامت کے دن تجھے نہ بخشے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تو عراق کی گندم نہ کھا سکے مگر غزوئی عمر سعد نے طنزاً کہا کہ جو کفایت کریں گے مترجم کہتا ہے حق دہی ہے جو طبری نے کہا ہے کہ ان کی گفتگو سے کوئی آگاہ نہیں ہوا اور یہ جو کچھ کہتے ہیں انما زئے گمان اور تخمینہ میں اور کوئی ایسی بات کہ جو ذلت اور پستی کے اوپر دلالت کرے امام سے صادر نہیں ہوئی۔)

سترھویں فصل

شیر کا کر بلا پہنچنا

جب عمر سعد کا خط بعید اللہ کو پہنچا اور اس نے پڑھا اور کہا (ارشاد) یہ خط ایسے شخص کا ہے جو اپنے امیر کا مخلص اور اپنی قوم کا مشفق اور مہربان ہے تو عمر بن ذی الجوشن کھڑا ہو گیا اور کہا کیا آپ اس بات کو قبول کر لیں گے جبکہ وہ آپ کی زمین اور آپ کے پہلو میں اُترا ہوا ہے خدا کی قسم اگر وہ آپ کے علاقہ سے باہر چلا گیا تو پھر وہ آپ کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے گا وہ زیادہ طاقتور اور آپ کمزور و عاجز ہو جائیں گے لہذا یہ بات اس سے قبول نہ کیجئے کیونکہ اس میں آپ کی شکست ہے مگر یہ کہ وہ اور ان کے ساتھی آپ کے حکم کے سامنے تسلیم خم کریں اس کے بعد آپ انھیں سزا دیں تو آپ کی مرضی اور اگر بخش دیں اور روگردان کریں تو آپ کی مرضی۔ ابن زیاد نے کہا تیری رائے بہت اچھی ہے میرا یہ خط عمر سعد کے پاس لے جا۔ تاکہ وہ اسے حسینؑ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے پیش کرے کہ وہ میرے حکم کو اپنے بارے میں تسلیم کریں اگر قبول کر لیں تو انہیں میرے پاس بھیج دے اور اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو پھر ان سے جنگ کرے اگر عمر سعد اس بات کو قبول کرے تو پھر تم اس کی بات سنو اور اس کے حکم کی اطاعت کرو اور اگر انکار کرے تو پھر تو امیر لشکر ہو گا اور ابن سعد کی گردن اڑا دے اور اس کا سر میرے پاس بھیج دے اور ابن سعد کو خط لکھا کہ میں نے تجھے حسینؑ کی طرف اس لیے نہیں بھیجا تھا۔ تاکہ اس سے دغ و شر و مصیبت کرو اور معاملہ کو طول و دراز سے سلامت

بقاؤ کی امید دو اور اس کی طرف سے غدر خواہی کرو اور اس کی میرے پاس شفاعت و سفارش کرو۔ دیکھو اگر حسین اور اس کے ساتھی میرے حکم کے سامنے تسلیم ہوتے ہیں اور میرے فرمان کے سامنے گردن جھکاتے ہیں تو انہیں میرے پاس بھیج دو اور اگر روگردانی کرتے اور اسے قبول نہیں کرتے تو پھر ان پر لشکر کشی کرو یہاں تک کہ انہیں قتل کر دو اور ان کے اعضاء و جوارح الگ الگ کر دو کیونکہ وہ اس کے مسخنی ہیں اور جب حسین کو قتل کر لو اور اس کے سینہ اور پشت کو گھوڑوں کے سموں کے نیچے روند ڈالو کیونکہ وہ اپنی کو آزار دہکیت پہنچانے والا قطع رحمی کرنے والا اور سنگار ہے میں خیال نہیں کرتا کہ موت کے بعد یہ عمل کوئی نقصان پہنچاتا ہے لیکن ایک بات میری زبان پر آگئی ہے کہ جب اس کو قتل کر دو تو اس کے بدن کے ساتھ یہ عمل کرو، اب اگر تم میری فرمانبرداری کرو تو اطاعت پر نہیں اجر دیا دلاش دوں گا اور اگر انکار کرو تو پھر ہمدے کام اور لشکر سے الگ ہو جاؤ اور اسے شمر کے حوالہ کر دو کہ جسے میں نے اپنا حکم دے دیا ہے والسلام!

ابو الفرج کی روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے عمر کی طرف پیغام بھیجا اسے ابن سعد نے سستی کی ہے اور راحت و آرام کو اپنا یا ہے۔ اس کے ساتھ ماطر ددوٹک کر اور اس سے جگ کر اور اس سے کسی چیز کو قبول نہ کر لگے کہ وہ میرے حکم کے سامنے تسلیم ہو جائے۔

تاریخ طبری میں ابی مخنف سے روایت ہے کہ حادثہ بن حصیرہ عبداللہ بن شریک عامری سے روایت کرتا ہے کہ جب شمر نے وہ خط لکھا یا تو وہ عبداللہ بن ابی المہل (میم کی زبر اور حاء کے سکون کے ساتھ) کے ہمراہ اٹھا اور ام البنین بنت خزام بن خالد امیر المؤمنین کی زویہ مخترمہ اس عبداللہ کو بھیجتی تھیں اور ان سے

امیر المومنینؑ کے چار بیٹے ہوئے تھے، عباس، عبداللہ، جعفر اور عثمان۔ پس عبداللہ بن ابوالمحل بن حزام بن خالد بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن عامر بن کلاب نے کہا ”

”خدا امیر کو درست رکھے“ ہمارے بھانجے حسینؑ کے ساتھ

ہیں اگر مناسب سمجھیں تو ان کے لیے امان نامہ لکھ دیں۔ ابن زیاد نے کہا جی ہاں بُرا بھل پر اور اس نے منشی کو حکم دیا اور اس نے لکھ دیا اور عبداللہ بن ابوالمحل نے وہ خط اپنے ایک عزیز (کوزان یا) کرمان نامی کے ہاتھ کر بلا بھیجا۔ جب کرمان آیا اور ان بھائیوں کو بلایا اور کہا کہ یہ امان نامہ ہے کہ جو تمہارے ماموں نے بھیجا ہے تو ان جوانوں نے کہا کہ ہمارے ماموں کو ہمارا سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ ہمیں اس امان کی ضرورت نہیں، خدا کی امان سمیہ کے بیٹے کی امان سے بہتر ہے اور شمر ابن زیاد کا خط عمر سعد کے لیے آیا اس نے خط پڑھا تو کہا داتے ہو تجھ پر تیرا گھر تباہ ہو گیا ہی بُرا بیچنا تو لایا ہے خدا کی قسم میرا گمان ہے کہ جو کچھ میں نے اسے لکھا تھا اس کے قبول کرنے سے تو نے اسے رد کیا ہے اور معاملہ کو تراب و فساد کیا ہے حالانکہ ہمیں اُمید تھی کہ صلح و صلاح سے اصلاح ہو جائے گی۔ خدا کی قسم حسینؑ اپنے آپ کو ہمارے سپرد نہیں کرے گا کیونکہ اس کے پہلوؤں میں اس کے باپ کا دھڑکتا ہے (یا خود دار دل دھڑکتا ہے) (دنیوی کہتا ہے کہ عمر سعد نے خط امام حسینؑ کے پاس بھیجا اور حسینؑ نے فرمایا کہ میں ابن زیاد کی یہ بات بالکل ماننے لکے لیے تیار نہیں ہوں، اب موت کے علاوہ تو کچھ نہیں اور موت کو میں مرجھا کہتا ہوں۔)

شمر عیین نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ امیر کے فرمان کو انجام دینا ہے اور اس کے دشمن سے جنگ کرنی ہے یا نہیں اگر نہیں کرنی تو پھر یہ لشکر و فوج میرے سپرد کر دو عمر سعد نے کہا میں تیرے سپرد نہیں کرتا تیرے لیے یہ کرامت نہیں ہے میں خود ہی

یہ کام کروں گا البتہ تم پیادہ فوج کے امیر ہو۔

عمر سعد جبرأت کے دن نو محرم کو حسین کی جانب لشکر لے کر چلا اور شمر آیا یہاں تک کہ اصحاب حسینی کے قریب آکر کھڑا ہوا اور اس نے کہا ہماری بہن (یعنی ہمارے خاندان کی خاتون) کے بیٹے کہاں ہیں تو جناب عباس عبد اللہ، جعفر اور عثمان باہر نکلے اور کہا کیا چاہتا ہے تو اس نے کہا اے میری بہن کے بیٹے تمہارے لیے امان ہے ان نو حوالوں نے کہا لعنت ہے تجھ پر اور تیری امان پر کیا ہمیں تو امان دیتا ہے اور فرزند رسول کے لیے امان نہیں ہے۔ (ملفوظ)

اور دوسری روایت میں ہے کہ عباس بن علیؑ نے بلند آواز سے پکار کر کہا تیرے ہاتھ کٹ جائیں کیا ہی بڑی امان ہے جو تو لایا ہے اے دشمن خدا کیا تو کہتا ہے کہ ہم اپنے بھائی سید و سرور اور جناب ناطق کے بیٹے حسینؑ کو چھوڑ دیں اور عیضوں اور لعینوں کے بیڑوں کے زیر فرمان ہوں اور انجناب ایسے افراد کے بارے میں یہ اشار مناسب ہیں :

لَقَدْ فَتَنَّا ابْنَ الْاَشْرَارِ اَبِيهِمْ فَهَمَّ بَيْنَ عَوْتٍ لِّذَلِكَ وَوَسْوَا
لَقَدْ فَتَنَّا اِدْوَاهِمُ حَرَمَةَ الْوَعْيِ كَمَا اَنْتَ اَقْدَامُهُم بِالْمُنَابَا اَيُّهُ نَفْسُ
ہیں جو اپنے باپ کی میراث کے علاوہ سے ابا و انکار کرتے ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں
کہ جن کے خون کے بدلہ کے مطالبہ کیا گیا اور کچھ خود مطالبہ کرتے ہیں ان کی جانیں
جنگ سے الفت رکھتی ہیں۔ جیسا کہ ان کے قدم منبروں سے مانوس ہیں۔

راوی کہتا ہے پس شریعین آگ بگولہ ہو کر واپس پلٹ گیا پھر عمر سعد نے پکار کر
کہا: یا خلیل اللہ اربکی و بالجنة البشری۔ یعنی اے شکر خدا سوار ہو
جاؤ اور جنت کی نہیں بشارت ہو پس لوگ سوار ہونے لگے اور عمر کی ناز کے بندگی
کا عزم و ارادہ کیا۔ (دکانی)

اور حضرت صادقؑ سے روایت شدہ حدیث میں ہے کہ (تاسوعا) نویں محرم کا دن وہ ہے کہ جب حسینؑ اور ان کے اصحاب کا محاصرہ کیا گیا اور اہل شام کے لشکر نے انہیں گھیر لیا اور اپنے انڈے والے بٹھادیے، مرجانہ کا بیٹا اور عمر سعد اپنے لشکر کی کثرت پر خوش تھے اور حسینؑ کو کمزور سمجھا اور انھیں یقین ہو گیا کہ انجناب کا کوئی مددگار نہیں آئے گا اور اہل عراق آپ کی مدد نہیں کریں گے (بابی المستنفع الغریب) میرا باپ قربان ہوں مسافر پر جسے کمزور سمجھا اور کیا گیا)

جب عمر سعد نے منادی کرائی تو اس کے ساتھی سوار ہو گئے اور حسینؑ کے خیموں اور سرپرستوں کے قریب پہنچ گئے (کامل - ارشاد، طبری) امام حسینؑ اپنے خیمہ کے آگے بیٹھے تلوار پر تکیہ کیے اور سر زانو پر رکھا ہوا تھا ان کی بہن زینبؑ نے بھڑکی چیخ و پکار سنی تو بھائی کے قریب آئیں اور عرض کیا کیا آپ یہ شور و خفا اور چیخ و پکار نہیں سن رہے کہ جو مسلسل ہمارے قریب آرہی ہے حسینؑ نے سر زانو سے اٹھایا اور فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھ سے فرمایا ہے تم غمگین ہمارے پاس آ رہے ہو پس آپ کی بہن نے اپنا منہ پریٹ لیا اور آہ شیون کیا اور دادیلاہ کی فریاد بلند کی تو امام حسینؑ نے فرمایا یہ نالہ و شیون کا وقت نہیں اسے بہن خاموش ہو خدا تم پر رحمت نازل کرے (ارشاد - طبری)

جناب عباس بن علیہ السلام نے آپ سے اگر عرض کیا بھائی یہ گروہ اگلیا ہے، حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور عباسؑ سے فرمایا میری جان تم پر فدا ہو کر سوار ہو کر ان سے ملاقات کرو اور ان سے پوچھو کون سی بات ہوئی ہے اور تم لوگ کیوں آئے ہو جناب عباس بیس سواروں کے ساتھ آئے زہیر بن نفیل اور عبید بن مظاہر بھی ان کے ساتھ تھے جناب عباس نے فرمایا تمہارا مقصد کیا ہے اور کیا چاہتے ہو

انہوں نے کہا امیر کا فرمان آیا ہے کہ تم آپ لوگوں سے کہیں کہ یا تو اس کے حکم کے سامنے تسلیم ہو جاؤ یا تم سے جنگ کریں آپ نے فرمایا جلدی نہ کرو یہاں تک کہ میں ابو عبد اللہ کے پاس جاؤں اور جو کچھ تم کہتے ہو وہ ان کی خدمت میں پیش کروں وہ لوگ رک گئے اور کہا کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں آگاہ کرو اور جو کچھ وہ کہیں ہمارے پاس پہنچا دے آؤ پس بجناب عباس تیزی کے ساتھ حنین کی طرف لوٹے اور انہیں خبر دی اور آپ کے ساتھی وہیں کھڑے رہے اور اس قوم سے باتیں کرتے رہے (طبری) حبیب بن مظاہر نے زبیر بن قیس سے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ بات کریں اور اگر پسند کریں تو میں بات کروں زبیر نے کہا کہ چونکہ آغاز آپ نے کیا ہے لہذا آپ ہی بات کریں پس حبیب بن مظاہر نے کہا خدا کی قسم بُرے ہیں وہ لوگ جو کل خدا کی بارگاہ میں جا رہے ہیں تو اس کے پیغمبر کے فرزند کو ان کی عزت اور خاندان اور اس کے شہر کے خدا پرستوں کو کہ جو وقت سحر اس کی بندگی میں کھڑے ہوتے اور زیادہ سے زیادہ ذکر خدا کرتے قتل کر چکے ہوں عزرہ بن قیس نے کہا تم جتنا ہو سکتا ہے خود ستائی کرتے ہو تو زبیر نے اس سے کہا اے عزرہ خدا عزوجل نے ان لوگوں کو یاد کیا ہے اللہ ان کی راہنمائی اور ہدایت کی ہے پس خدا سے ڈرو کہ میں تیرا خواہ ہوں میں نہیں خدا کی قسم دیتا ہوں ان لوگوں میں سے نہ ہو کہ جو گمراہوں کی مدد کرتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ نفوس کو قتل کرتے ہیں عزرہ نے کہا کہ تم تو اس خاندان کے شیعوں میں سے نہیں تھے تم نو عثمانی تھے تو زبیر نے کہا کہ کیا میرے یہاں ہونے سے تجھے پتا نہیں چلا کہ میں ان میں سے ہوں خدا کی قسم میں نے آنجناب کی طرف خط نہیں لکھا اور قاصد نہیں بھیجا اور نصرتِ مدد کرنے کی نوید و خوشخبری انہیں نہیں دی البتہ راستے میں میں نے ان سے ملاقات کی ہے رسول خدا کو یاد کیا ہے اور جو قدر و منزلت آنجناب کو رسول خدا سے تھی اسے پہچانا ہے اور جو کچھ دشمن کی طرف اور تہمدی جماعت کی طرف ان پر گزرنے والا ہے اسے جانتا ہے

لہذا میری رائے یہ ہوئی ہے کہ میں ان کی مدد کروں اور ان کی جماعت میں شامل ہو جاؤں اور اپنی جان ان پر قربان کروں تاکہ خدا و رسول کے اس حق کی کہ جسے تم لوگوں نے مٹانے کر دیا ہے محافظت کروں۔

باقی رہے جناب عباس بن علیؑ تو وہ گئے اور جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا اس کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا ان کے پاس واپس جاؤ اور اگر کر سکو تو معاملہ کو کل پر ڈال دو اور آج کی رات انہیں واپس پٹا دو شاید ہم پر درد گار کے لیے نماز پڑھ سکیں اور اس سے دُعا و استغفار کریں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں نماز پڑھنے اور اس کی کتاب کی تلاوت کرنے اور کثرت دعا و استغفار کو دوست رکھتا ہوں پس عباس ان لوگوں کی طرف گئے اور جب پلٹ کر آئے تو عمر بن سعد کا قاصد آپ کے ساتھ تھا پس وہ شخص وہاں کھڑا ہوا کہ جہاں سے اس کی آواز سنائی دیتی تھی اور اس نے کہا کہ ہم نے کل تک آپ لوگوں کو مہلت دی ہے اگر تو تم لوگ تسلیم ہو گئے تو تمہیں امیر عبداللہ بن زیاد کے پاس ہم لے جائیں گے اور اگر انکار کیا تو پھر ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے اور پھر واپس چلا گیا۔



شب عاشورہ

(ارشاد) پس امام حسین نے اپنے اصحاب کو غروب کے وقت جمع کیا امام علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ان کے قریب جا بیٹھا تاکہ سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں اور میں اس وقت بیمار تھا میں نے سنا کہ آپ اپنے اصحاب سے کہہ رہے تھے میں خدا کی بہترین شانہ کرتا ہوں اور خوشی اور سختی میں اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں خدایا میں تیری اس بات پر حمد کرتا ہوں کہ تو نے نبوت کے ساتھ عزت و محکم بخشی اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی اور دین کا فہم دینائی دی اور ہمیں کان، آنکھیں اور دل دیے پس ہمیں اپنے شکر گزاروں میں سے قرار دے اما بعد میں کوئی اصحاب نہیں جانتا کہ جز زیادہ با وفا اور بہتر ہوں اور میرے اصحاب سے اور نہ کوئی اہل بیت اور گھر والے کہ جز زیادہ نیکی و احسان کرنے والے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور زیادہ با فضیلت اپنے اہل بیت سے پس خدا تمہیں جزائے خیر دے میری طرف سے اور میرا گمان ہے کہ اس قوم کے ساتھ جنگ ہو کر رہے گی اور میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں پس تم سب چلے جاؤ تمہارے لیے حلال ہے میں بیعت و تعہد کی ذمہ داری تم سے اٹھاتا ہوں اس وقت رات ہے اور تاریکی نے تمہیں گھیر رکھا ہے اسے سواری کا اونٹ قرار دو اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک فرد کا ہاتھ پکڑ لو اور دیہاتوں اور شہروں میں منتشر ہو جاؤ یہاں تک کہ خداوند عالم کشائش دے کیونکہ یہ لوگ تو صرف مجھے چاہتے ہیں جب انہیں مجھ پر دسترس حاصل ہو جائے تو دوسروں کی تباہی چھوڑ دیں گے پس آپ کے بھائیوں بیٹوں، بھتیجیوں

اور عبد اللہ بن جعفر کے دونوں فرزند نے عرض کیا کہ ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے کیا اس لیے ہم یہ کریں کہ آپ کے بعد ہم زندہ رہیں خدا نہ کرے کبھی ایسا ہو اور جناب عباس بن علیؑ نے گفتگو کا آغاز کیا تھا اور باقی جماعت نے ان کی پیروی کی مٹی اور ان کی طرح کی یا اس کے قریب بات کی مٹی پس حسینؑ نے اولاد عقیل سے فرمایا مسلم کا شہید ہونا تمہارے لیے کفایت کرتا ہے پس تم لوگ چلے جاؤ میں نہیں اجازت دیتا ہوں انھوں نے کہا سبحانہ لوگ کیا کہیں گے وہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ اور سردار اور اپنے بہترین چچوں کی اولاد کو چھوڑ آئے ہو نہ ان کے ساتھ مل کر تیر پھینکا ہے اور نہ نیزہ و تلوار چلائی ہے اور نہ ہمیں پتا چلا کہ انھوں نے کیا کیا خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ مال، جان اور افراد غلامان کے ساتھ مواسات و قربانی دیں گے اور انھیں آپ کی راہ میں فدیہ دیں گے اور آپ کی معیت میں ہم بھی دیں جائیں گے بڑا ہوا اس زندگی کا کہ جو آپ کے بعد ہو اور مسلم بن عویص کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ سے دستبردار ہو جائیں تو خدا کے ہاں آپ کے حق کی ادائیگی کے سلسلہ میں کیا بہانہ پیش کریں گے خدا کی قسم یہ نیزہ و شمشیر کے سینوں میں چھوڑوں گا اور اس تلوار سے جب تک اس کا دست میرے ہاتھ میں ہے انھیں ضرب لگاؤں گا اور اگر میرے پاس ہتھیار نہ رہے تو پتھر انھیں ماروں گا خدا کی قسم آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے تاکہ خدا کو معلوم ہو کہ ہم نے آپ کے بارے میں رسول کی حرمت و عزت کا ان کی غیبت میں پاس رکھا خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل کیا جاؤں گا اور زندہ ہو کہ جلا دیا جاؤں گا اور پھر زندہ ہوں گا اور پھر چور چور کر کے میرے ٹکڑے منتشر کر دیے جائیں گے اور ستر مر تہ میرے ساتھ یہ سلوک ہو گا پھر بھی میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ آپ کی معیت میں مجھے موت آئے گی اور پھر کس طرح میں یہ کام کروں جب کہ ایک ہی دفعہ قتل ہونا ہے اور اس کے

بعد ایسی کرامت بزرگی نصیب ہوگی کہ جو ختم ہونے والی نہیں ہے۔

اور زبیر بن قیس کھڑے ہوئے اور کہا میں دوست رکھتا ہوں کہ مارا جاؤں پھر زندہ ہوں پھر مارا جاؤں اور اسی طرح ہزار مرتبہ مجھ سے سلوک کیا جائے اور خدا آپ سے اور اہل بیت کے ان جوانوں سے قتل ہونے کو روک لے۔

اور اصحاب کی ایک جماعت نے بھی گفتگو کی جو ایک ہی معنی رکھتی تھی اور ایک دوسرے کی مانند تھی (طبری) انھوں نے کہا خدا کی قسم ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے بلکہ ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہوگی ہم اپنے گلوں پیشانیوں اور ہاتھوں سے آپ کی حفاظت کریں گے جب ہم قتل ہو جائیں تو جو کچھ ہم پر واجب تھا اس کو پورا کر چکے ہوں گے اور انجام دے چکے ہوں گے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ان کی زبان یہ تھی کہ جیسے فارسی شاعر کہتا ہے: "شاہین از برش و سامن سریر فضل ملوک این جنابم محتاج این درم: گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو محصر" "ابن محضر کہ انگلنم این دل کجا برم۔" اسے میرے سردار اگر میری فیضیت کا تخت عرش تک بھی پہنچ جائے پھر بھی میں اس گھر کا غلام اور اس دروازے کا بھکاری ہوں۔ اگر میں اپنے دل کو اور اس کی محبت کو تجھ سے اٹھا لوں تو یہ محبت کس سے کروں اور یہ دل کہاں لے جاؤں؟

تو امام حسین نے فرمایا کہ خدا تمہیں جزائے خیر دے اور آپ اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ **لله درهم من فتية صبروا - مارن رایت لهم في الناس امثالاً - تلك المكارم لا تعيان من لبن شيبا بعاء فغادا فغادا بعد ابوالا -** خدا بھلا کرے ان نوجوانوں کا جنھوں نے صبر کیا۔ "تجھے لوگوں میں ان کی مثل نظر نہیں آئے گی یہ مکارم اخلاق کے مجھے سننے

نہ کہ دودھ کے پیائے کہ جن میں پانی ملا ہو اور بعد میں وہ پیشاب بن جائیں۔
 سید رحمۃ اللہ کہتے ہیں اس وقت محمد بن بشیر حضرمی سے لوگوں نے کہا کہ تیرا بیٹا
 ری کی سرحد پر قید ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ اس کی اور اپنی مصیبت کے ثواب امید
 میں خدا سے رکھتا ہوں میں پسند نہیں کرتا کہ وہ قید میں ہو اور میں زندہ رہوں، امام حسین
 نے اس کی بات سن لی تو فرمایا رحمت اللہ خدا تجھ پر رحم کرے میں نے تجھ سے اپنی بیعت
 اٹھالی ہے اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے جا کر کوشش کر، وہ کہنے لگا کہ درندے
 مجھے زندہ کھا جائیں اگر میں آپ سے جدا ہوں تو فرمایا پھر یہ یعنی چادروں کے پارچے
 اپنے اس بیٹے کو دے تاکہ وہ اپنے بھائی کا فدیہ دینے میں ان سے امانت حاصل
 کرے اور پانچ پارچے آپ نے اسے دیے کہ جن کی قیمت ہزار دینار تھی۔

حسین بن حمدان حصینی نے روایت کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابو حمزہ شمالی
 سے اور سید جبرانی نے مسلاً اس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ علی بن الحسین
 زین العابدین سے میں نے سنا آپ کہتے تھے میں دن میرے والد درجہ شہادت
 پر فائز ہوئے اس کی رات آپ نے اپنے اہل خاندان اور اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا
 اے میرے اہل بیت اور میرے اصحاب اس رات کو اپنے لیے اونٹ دسوا ری
 بنا لو اور اپنے آپ کو چھڑا لے جاؤ کیونکہ یہ صرف مجھے چاہتے ہیں اور اگر مجھے قتل
 کر لیں تو تمہارا خیال نہیں کریں گے خلا تم پر رحمت کرے اور میں وہ بیعت اور عہد
 جو تم نے مجھ سے کر رکھا ہے تم سے اٹھاتا ہوں تو آپ کے بھائیوں رشتہ داروں
 اور یار و انصار نے ایک زباں ہو کر کہا خدا کی قسم اے ہمارے سردار اے ابا عبد اللہ
 ہم کبھی بھی آپ کو تنہا دیکھا نہیں چھوڑیں گے۔ تاکہ لوگ کہیں کہ انہوں نے اپنے
 امام، بزرگ اور سردار کو اکیلا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اور اپنے اور خدا کے

درمیان ہم یہاں تڑپتے پھر رہے ہیں ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے کہ آپ شہید ہوں مگر یہ کہ ہم آپ کے پاس شہید ہوں گے۔ امام نے فرمایا اسے لوگوں میں مکی مارا جاؤں گا اور تم سب میرے ساتھ مارے جاؤ گے اور تم میں سے ایک بھی نہیں بچے گا تراخوں نے کہا اے اللہ اللہ کہ خدا نے آپ کی مدد کرنے کی توفیق سے نوازا ہے اور آپ کے ساتھ شہید ہونے کی سادت بخشی ہے۔ اسے فرزند رسول خدا کیا آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم آپ کے ساتھ ہوں آپ کے درجے میں آپ نے فرمایا

خدا نہیں جزائے خیر دے اور ان کے لیے آپ نے دعائے خیر کی تو قاسم بن حسن نے امام سے عرض کیا کہ میں بھی شہید ہونے والوں کی فہرست میں داخل ہوں تو حسین کا دل اس بچہ پر جلا اور فرمایا اسے میرے بیٹا موت تیرے نزدیک کمی ہے تو اس نے کہا اے چچا شہدے بھی زیادہ تھے۔ فرمایا ہاں خدا کی قسم تیرا چچا تجھ پر قربان جائے تو ان میں سے ایک ہے کہ جو میرے ساتھ قتل ہوں گے بعد اس کے کہ بلائے عظیم تمہیں پہنچے گی اور میرا بیٹا عبداللہ بھی مارا جائے گا قاسم نے پوچھا اے چچا وہ لعین عورتوں تک بھی پہنچ جائی گی تاکہ عبداللہ شہر خوار مارا جائے، فرمایا تیرا چچا تجھ پر قربان جائے عبداللہ اس وقت مارا جائے گا جب میرا منہ پیاس سے خشک ہو جائے گا اور میں خیموں کی طرف آؤں گا اور پانی یا دودھ طلب کروں گا اور کوئی چیز مجھے نہیں ملے گی تو میں کہوں گا کہ میں اس بیٹے کو لے آؤں تاکہ میں اس کے برہنہ کو چھوں پس اسے لائیں گے اور میرے ہاتھ پر رکھ دیں گے اور میں اس کو اٹھاؤں گا تاکہ اپنے لبوں کے نزدیک سے جاؤں تو ان میں سے ایک ناستی اس کے گلے پر ایک تیر مارے گا کہ جس سے وہ بچہ رونے لگے گا اور اس کا خون میرے ہاتھوں پر جاری ہوگا پس میں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کروں گا اور عرض

کروں گا اللہ صبرا و احتساباً۔ خدایا میں ممبر کروں گا اور تیرے ثواب کی امید رکھوں گا پس نیزے مجھے ان کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے اور خیمے کے تیچھے خندق کی آگ بھڑک اُٹھے گی پھر میں ان پر حملہ کروں گا اور وہ وقت دنیا کا تلخ ترین وقت ہوگا اور جو خدا چاہے گا واقع ہوگا پس آپ رونے لگے اور ہم نے بھی گریہ کیا اور گریہ و نالہ و شہیوں کی صدا رسول خدا کی فدائیت کی خمیوں سے بلند ہوئی قطب راوندی (قدہ) نے ثمالی سے روایت کی ہے کہ علی بن الحسین نے فرمایا کہ میں اپنے والد گرامی کے ساتھ تھا اس رات کہ جس کی صبح وہ شہید ہوئے پس آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اسی رات کو اپنے لیے سپرد ڈال بناؤ کیونکہ یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں اگر مجھے قتل کر لیں تو پھر تمہاری طرف نہیں دیکھیں گے اور میں تم سے بیعت اٹھا لیتا ہوں انھوں نے کہا خدا کی قسم کبھی بھی ایسا نہیں ہوگا آپ نے فرمایا تم سب کی قتل ہو جاؤ گے تم میں سے ایک بھی نہیں بچے گا تو انھوں نے کہا حد ہے خدا کی کہ جس نے ہمیں آپ کے ساتھ شہید ہونے کی سعادت بخشی پس آپ نے ان کے لیے دعا کی اور ان سے فرمایا کہ سر بلند کرو انھوں نے سر بلند کیے تو اپنی جگہ اور منزل رحمت میں (یعنی) رکھی اور آپ فرماتے تھے اسے فلاں یہ تیری منزل و مکان ہے اور پھر پس ہر مرد اپنے سینہ اور چہرہ کو نیزوں اور تلواروں کے سامنے کرتا تھا تاکہ جنت کے اپنے گھر میں پہنچ جائے امانی صدوق میں حضرت صادقؑ سے امام حسینؑ کی اپنے اصحاب سے گفتگو کو نقل کرنے کے بعد روایت کی ہے کہ آنجناب اپنے لشکر کے گرد خندق کی مانند گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور وہ کھودا گیا اور آپ کے حکم سے اسے ایندھن سے پر کیا گیا اور آپ نے اپنے بیٹے علی اکبرؑ تیس سواروں اور بیس پیادوں کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ پانی لے آئیں اور وہ سخت خوف و ہراس میں تھے اور امام حسینؑ یہ

اشمار پڑھ رہے تھے (یاد دھراف لد من خلیل الخ)
 پھر اپنے اصحاب سے فرمایا تم اٹھ کر پانی پی لو یہ تمہارا آخری زادِ راہ ہے اور
 وضو غسل کر لو اور اپنے لباس دھو لو تاکہ یہ تمہارے کفن ہوں (ظاہر اُبیہ روایت
 بمید نظر آتی ہے اس لیے کہ بچوں کی پیاس بجھانا وضو و غسل سے زیادہ اہم تھی دترمجم
 نجیام کی پشت کی طرف خندق کھودنا اور اس میں آگ جلاتا
 اور ابو حنیفہ وینوری کہتا ہے کہ حسین نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے
 خیموں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر لیں اور خود عورتوں کے خیموں کے آگے رہیں
 اور پیچھے سے خندق کھود کر اندھن اور بہت سے سرداٹے لے آئیں اور انہیں آگ
 لگا دیں تاکہ لشکر خیموں کے پیچھے سے حملہ نہ کر سکے۔

مترجم کہتا ہے کہ تاریخ طبری میں عمارہ دھنی کی وساطت سے حضرت باقرؑ
 سے روایت کی ہے ایک طویل حدیث میں (عدل الی کربلا فاسند ظمہرہ
 الی قضباء وحلاء کیلا لایقابل الامن وجہ واحد --

آپؑ کو بلا کی طرف مڑے اور پشت پر اور باطلاقی کے درختوں رکھا تاکہ ایک
 طرف سے دشمنوں سے رو برو ہوں جس شخص نے کر بلا کے نزدیک اس قسم کی
 زمین دیکھی ہے اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہاں سے عبور کرنا اور حملہ کرنا مشکل ہو۔
 (ارشاد) حضرت علی بن الحسین فرماتے ہیں جس شب کی صبح (شب عاشورہ)

میرے والد شہید کیے گئے میں بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی جناب زینب میری
 تیمارداری کر رہی تھیں اچانک میرے والد دوسرے جیسے میں چلے گئے، اور
 خودی (حامی) زبر اور یا کی شد کے ساتھ بروزن سری، مؤلف کے نزدیک اور
 عام کے پیش اور واؤ کی زبر کے ساتھ، طبری کے نزدیک) البور کے غلام آپ

کے پاس تھے اور آپ کی تلوار کی اصلاح کر رہے تھے اور مقاتل الطالیین میں امام علی بن الحسین سے روایت ہے کہ اس رات میں بابا کے پاس بیٹھا تھا اور میں بیمار تھا اور بابا تیرول کو درست کر رہے تھے اور آپ کے سامنے جون ابوذر غفاری کا غلام تھا۔ اور میرے والد کہہ رہے تھے یاد ہر اف لك من خلیل۔ كمر لك بالاشراق والاصیل۔ من صاحب وطالب قتیل۔ والد ہر لا یقتع بالبدیل وانما الامر الی الجلیل۔ وکل حی سالك سبیل۔

یعنی اسے زمانہ ان ہے تجھ پر تو بڑا درست ہے بہت سی صبحوں اور شاموں کو تو نے اپنے درست اور طالب حق کو قتل کیا ہے۔ زمانہ بدل کو قبول نہیں کرتا معاملہ خدائے جلیل کے ہاتھ میں ہے اور ہر زندہ اسی میرے راستہ پر جانے والا ہے۔ دوسرے باتیں مرتبہ آنجناب نے ان اشعار کا تکرار کیا تو میں آپ کا مقصد سمجھ گیا پس گریہ مجھے لگو گیر ہوا لیکن میں اسے ضبط کر گیا اور خاموش رہا اور سمجھ گیا کہ بلا مصیبت آنے والی ہے۔

لیکن میری پھوپھی زینبؓ نے بھی وہ کچھ سنا جو میں نے سنا رقت قلبی اور گریہ زاری کرنا عورت کی شان ہے لہذا وہ برداشت نہ کر سکیں وہ ٹرپ کے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دامن عباسی چیتھی ہوئیں میرے بابا کے پاس گئیں اور کہا واقتلاہ لیت الموت المد منی الحیوة الیوم مامت امی فاطمہ وابی علی واخی الحسن یا خلیفة الماضی و شمال الباقی۔ ہمارے افسوس اس مصیبت پر کاش موت نے اگر میری زندگی کو ختم کر دیا ہوتا۔ آج میری ماں فاطمہ میرے باپ علی اور میرے بھائی حسن دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اسے جانے والوں کو جانئیں اور باقی رہنے والوں کی پناہ گاہ۔

پس امامؑ نے بہن کی طرف دیکھا اور فرمایا یا اخیہ لا یدھبن حلمک
اے پیاری بہن تیرے علم و بردباری کو ہاتھ نہ چھوئے۔

آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو سہجرائے اور فرمایا (لوترک القطار) اگر سنگ خوارہ پر زندہ کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں تو وہ سو جائے (قطا ایک پرندہ کہ جس کا فارسی میں نام اسفرو رہے اور سنگ خوارہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ زیادہ تر پتھر لیے علاقہ میں ہوتا ہے بھٹ تیر)۔

پس میری بیویؑ نے کہا (یا ویلتاہ افقصب نفسک اغتصابا فذاک اقرح لقلبی واشد علی نفسی) کیا ظلم ستم سے تجھے ہم سے چھین لیں گے یہ چیز میرے دل میں زیادہ پھوڑے اور زخم لگانے والی ہے اور میری جان پر زیادہ سخت، دشوار اور گراں ہے پھر آپؐ نے اپنا منہ پیٹ لیا اور گریباں چاک کیا اور بیہوش ہو کر گر پڑیں، حسین علیہ السلام اٹھے اور ان کے چہرہ پر پانی چھڑکا (آنسو کا پانی ہو گا یہاں تک کہ وہ ہوش میں آئیں) اور ان سے فرمایا: یا

اختاہ اتقی اللہ وتعزی بعزاء اللہ واعلمی ان اهل الارض یموتون وان اهل السماء لا یموتون وان کل شیء ہالک الا وجہ اللہ الذی خلق الخلق بقدرتہ وسیعت الخلق ویعودون وهو فرد وعدہ (جدی خیر منی) ابی خیر منی وامی خیر منی واتخی خیر منی (ولی ۶) ولکل مسلم برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ اودۃ۔ ”اے پیاری بہن تقویٰ الہی اختیار کرو

اور صبر شکیبائی سے اور خدا سے تسلی و تسزیت چاہ اور جان لے کہ اہل زمین سب مر جائیں گے اور اہل آسمان باقی نہیں رہیں گے اور ہر چیز فنا ہو جائے گی مگر ذات خدا وہی خدا کہ جن نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور دوبارہ

انہیں قبروں سے اٹھائے گا اور وہ اس کی طرف پلٹ جائیں گے اور خدا ہی ایک ایسا ہے۔ میرے نانا مجھ سے بہتر تھے میرے بابا مجھ سے بہتر تھے، میری ماں مجھ سے بہتر تھیں، میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے۔ مجھے اور ہر مسلمان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی تائید کرنا چاہیے اور دوسری اس قسم کی باتوں سے آنجناب نے انہیں تسکین دی نیز ان سے کہا: یا اخیہ انی اقسمت علیک فابری قسمی لا تشقی علی حبیبنا ولا تخمشی علی وجہا ولا تدعی علی بالویل والشعور اذا اناہلکت

اے میری پیاری بہنا! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میری قسم کو سچ کر دکھانا مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا اور چہرہ کو نہ خراشا جب میری شہادت ہو جائے واویلا اور داشورا کی آواز بلند نہ کرنا۔ مترجم کہتے ہیں میں نے یہ کلمات عربی میں نقل کر دیے ہیں اور ان کے ترجمہ پر قناعت نہیں کی ان کی انتہائی فصاحت و بلاغت کو دیکھتے ہوئے کہ شاید قاری ان میں کوئی ایسا نہ سمجھ سکے کہ جس تک ہم نہ پہنچ سکے ہوں اور فصیح و بلیغ کلمات کے سب نکات کا ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر آپ نے جناب زینبؓ کو میرے پاس لا کر بٹھا دیا اور خود اصحاب کے پاس چلے گئے اور حکم دیا کہ انہوں نے خمیوں کو ایک دوسرے کے قریب لگایا اور ان کی رسیاں ایک دوسرے میں آویزاں کیں اور حکم دیا کہ وہ خود اگلے خمیوں میں رہیں اور ایک ہی طرف سے دشمن سے رو برو ہوں اور (عورتوں کے) نیچے ان کے پیچھے یا دائیں بائیں ہوں اور ہر طرف سے سراپروں کو درمیان میں یہی ہوئے سوائے اس جانب کے کہ ہر طرف سے دشمن ان کا رخ کرے اور امام اپنی قیام گاہ کی طرف پلٹ گئے اور ساری رات نماز استغفار اور تضرع و زاری میں

گذاری اور اسی طرح اصحاب بھی بیدار تھے اور نماز پڑھتے اور دعا و استغفار کرتے تھے (انتہی کلام المفید) (شب عاشورہ)

موتف کہتے ہیں شام سے لے کر صبح تک شہد کی مکینوں ایسی انکی بھینچنا بہت تھی رکوع و سجود اور قیام و قنود میں تھے اور حسینؑ کی یہی عادت و طریقہ کار نماز کی کثرت اور صفات کے کمال کے لحاظ سے اور آپ اسی طرح تھے جیسا کہ آپ کے فرزند ہمارے امام مہدیؑ صلوات اللہ نے ان کی توصیف کی ہے (کان للقرآن سنداً وللا معة عضداً و فی الطاعة مجتہداً احافظاً للعہد والميثاق ناکباً عن سبیل الفساق باذلاً للجهود طویل الركوع والسجود زاهداً فی الدنیا زهد الراحل عنہما ناظراً الیہا بعین المتوحشین منها۔

آپ قرآن کی سند تھے اور امت کے لیے مدد و قوت تھے اطاعت الہی میں جدوجہد کرتے تھے۔ عہد و میثاق کے محافظ تھے فاسقوں کے راستہ سے ہٹے ہوئے تھے راہ حق میں اپنی پوری کوششیں صرف کرتے تھے لیے رکوع و سجود کرتے تھے۔ دنیا سے پرہیز کرتے تھے اس شخص کی طرح کہ اس سے کوچ کرنے والا ہے اور دنیا کی طرف اس سے وحشت محسوس کرنے والا کی طرح دیکھتے تھے۔

ابو عمر و احمد بن محمد بن محمد قرطبی مروانی کتاب العقد الفرید میں نقل کرتا ہے کہ علی بن الحسین سے لوگوں نے کہا کہ آپ کے والد کی اولاد بہت ہی کم ہے تو انھوں نے فرمایا کہ تعجب تو اس بات کا ہے کہ ان کی اولاد کس طرح ہو گئی کیونکہ ہر شبانہ روز وہ جناب ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے عورتوں کے ہاں جانے کا کہاں ان کے پاس وقت تھا۔

(مناقب) روایت ہے کہ جب سحری وقت ہوا تو حسینؑ کی آنکھ لگ گئی جب

جب بیدار ہوئے تو فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے ابھی ابھی خواب میں کیا دیکھا ہے انہوں نے عرض کیا اسے فرزند رسول خدا آپ نے کیا دیکھا ہے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ کچھ کتے میری طرف بڑھ رہے ہیں جن کے درمیان ایک دو رنگا کتا ہیں نے دیکھا ہے کہ جو مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا میرا گمان ہے کہ جو مجھے قتل کرے گا ان لوگوں میں سے وہ مبرص ہو گا اور پھر میں نے اپنے نانا رسول خدا کو دیکھا ہے آپ کے ساتھ اصحاب کا ایک گروہ تھا اور آپ فرما رہے تھے اے میرے پیارے بیٹے تم آل محمد کے شہید ہو آسمانوں والے اور صفیح اعلیٰ (بلند ترین مقامات) کے رہنے والے تیری آمد کی خوشی کر رہے ہیں آج رات تم میرے پاس ہی افطار کرو اور تاخیر نہ کرو۔ یہ فرشتہ آسمان سے آیا ہے تاکہ تمہارا خون لے کر سبز رنگ کی شیشی میں محفوظ کر لے یہ خواب جو میں نے دیکھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہل نزدیک ہے اور اس جہان سے کوچ کرنے کا وقت آگیا ہے۔

ابو محنف نے عبد اللہ بن عاصم سے اس نے تمناک بن عبد اللہ مشرقی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جب شام ہو گئی تو حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے نماز استسقاء اور دعا و تضرع میں کھڑے ہو کر ساری رات گزار دی اور اس نے کہا کہ رات کو جیسا پہرہ دے رہے تھے ہمارے قریب سے گذرے جبکہ حسین اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَفْكُرُونَ أَنَّهُم مُّسْلِمُونَ ۚ لَّهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ
أَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ لِيُذَاقُوا وَبَأْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ
یہ لگان ذکر نہ کرنا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے تو ہم نے جو انہیں مہلت دی ہے وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم نے تو انہیں اس لیے مہلت دی ہے تاکہ وہ مزید گناہ کریں اور ان

کے لیے خوار کرنے والا عذاب ہے۔ خدا مومنین کو اس حالت میں چھوڑنے والا نہیں ہے کہ جس میں تم ہو یہاں تک کہ خمیشت کو طیب سے جدا کر دے۔ ایک شخص نے ان میں سے کہ جو ہمارے پاس بنائے تھے اس آیت کو سنا تو اس نے کہا پروردگار کعبہ کی قسم ہم وہ پاکیزہ لوگ ہیں کہ جو تم سے جدا ہوئے ہیں ضحاک کہتا ہے کہ میں نے اسے پہچانا اور بربر بن خضیر سے کہا کہ آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں انھوں نے کہا کہ نہیں میں نے کہا یہ ابو حرب سیسی عبد اللہ بن شہر نام رکھتا ہے شخص ہنس مکھ، ظریف خوش خو، شریف اور بہادر ہے اور چند مرتبہ معبد بن قیس نے کسی جرم کی وجہ سے اسے قید کیا ہے تو بربر بن خضیر نے اس سے کہا اے فاسق تو خیال کرتا ہے کہ خدا نے تجھے پاکیزہ لوگوں میں سے قرار دیا ہے اس نے کہا تو کون ہے انھوں نے کہا کہ بربر بن خضیر۔ اس نے کہا اتنا شہر۔ مجھ پر سخت گراں ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ اور تم ہلاک ہو گئے۔ بربر نے کہا اے ابو حرب کیا تو ان عظیم گناہوں سے توبہ کر کے خدا کی طرف لوٹ سکتا ہے خدا کی قسم ہم ہیں پاک و پاکیزہ اور تم سب نہایت و پلید ہو اس نے کہا میں بھی تمہاری بات کی صداقت کی گواہی دیتا ہوں ضحاک کہتا ہے کہ میں نے کہا تجھ پر رائے ہو کیا تیری یہ معرفت تجھے فائدہ نہیں دے گی تو اس نے کہا تجھ پر قربان جاؤں پس کون شخص عنز بن وائل قبیلہ کے یزید بن عذرہ عنزی کا ندیم اور صاحب ہو گا۔ اور وہ اس وقت میرے ساتھ ہے بربر نے کہا کہ خدا تیری رائے کو قبیح اور بُرا کرے کیونکہ ہر حال تو سفید اور بیوقوف شخص ہے۔ ضحاک کہتا ہے کہ وہ شخص واپس چلا گیا اور ہمارا پاس بن اس رات عذرہ بن قیس اچھی تھا اور وہ ان گھڑ سواروں کا سردار تھا۔ اس روایت سے کہ جو انتہائی معتبر ہے معلوم ہوا کہ ضحاک بھی امام کے اصحاب میں موجود تھا لیکن وہ جنگ میں شہید نہیں ہوا اور اس کی تفصیل انشاء اللہ

عقرب اُسے گی :-

سید ابن طاووس نے کہا ہے کہ اس رات عمر سعد کے لشکر میں سے بیس آدمی انجذاب کے اصحاب میں آئے اور کتاب العقد العزیز میں امام کے اس قول کو نقل کیا ہے کہ آپ نے عمر سعد سے فرمایا کہ تین کاموں میں سے ایک قبول کر لے اس کے بعد کہتا ہے کہ تیس افراد اہل کوفہ میں سے کہ جو عمر سعد کے ساتھ تھے انہوں نے کہا تعجب کی بات ہے کہ نواسہ رسول تم سے تین ہی چیزیں چاہتا ہے اور تم ان میں سے کوئی بھی قبول نہیں کرتے پس وہ انجذاب کی طرف چلے گئے اور آپ کی طرف سے ابن زیاد کے لشکر سے جگ کی



jabir.abbas@yahoo.com

انیسویں فصل

روز عاشور

انیسویں فصل عاشوراء کے واقعات، دو نرط کے لشکروں کی صفت آرائی اور اہل کوفہ پر امام کا احتجاج۔ امام نے صبح کی نماز اصحاب کے ساتھ پڑھی اور خطبہ کے لیے اٹھے اور کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثناء کی اور اپنے اصحاب سے فرمایا خدا عزوجل کی مشیت و ارادہ ہے کہ تم اور میں قتل ہو جائیں تم پر لازم ہے صبر کرنا۔ اس روایت کو مسعودی اثبات میں نقل کیا ہے۔

(ملہوت) پھر آپ نے رسول اللہ کا گھوڑا کہ جس کا مرتجز نام تھا منگولیا اور اس پر سوار ہوئے اور اصحاب کی صفیں جنگ کے لیے تیار کیں (ارشاد) آپ کے ساتھ تیس سوار اور چالیس پیادے تھے اور ہمارے مولا محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ پینتالیس سوار تھے اور سو پیادے اور اس کے علاوہ بھی روایت ہوئی ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ عمارہ دھنی کی روایت ہے اور ابو جعفر طبری نے اسے اس کے طول کے ساتھ اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور اس کے آغاز میں کہتا ہے عمارہ دھنی نے امام باقرؑ سے عرض کیا کہ آپ شہادت حسینؑ کی داستان میرے لیے بیان فرمائیں اس طرح کہ گویا میں دامن موجود تھا اور امامؑ نے بیان فرمایا اور اس سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۱۴۵ افراد سارے قتل نہیں ہوئے بلکہ ان میں سے بعض عاشوراء سے پہلے یا جنگ کے دوران بھاگ گئے (اثبات الوحید) اور ایک روایت ہے

کہ ان کی تعداد اس دن آکسٹھ افراد تھی اور صاعز و جل نے پہلے زمانہ سے لیکر آخر تک ہزار کے ساتھ اپنے دین کی مدد کی ہے اور اسے غالب قرار دیا ہے جب امام سے اس کی تفصیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا تین سوتیرہ افراد طاوت کے اصحاب تھے اور تین سوتیرہ اصحاب بدر تھے اور تین سوتیرہ قائم علیہ السلام کے اصحاب ہیں اور باقی سب آکسٹھ تورہ امام حسینؑ کے ساتھ طفت واسے دن شہید ہوئے، (انتہی)۔

(ارشاد) پس زہیر بن قیس کو آپ نے میمنہ کا امیر بنایا اور حبیب بن مظاہر کو میسرہ کا اور علم لشکر جناب عباس کے سپرد کیا اور خمیوں کو پس پست قرار دیا اور حکم دیا اندھن اور نرسل خمیوں کے پیچھے فراہم کیے گئے اور انھیں خندق میں ڈالا گیا۔ (کامل) کہ جسے رات کو ندی و نالہ کی شکل میں وہاں کھودا تھا اور اس میں آگ روشن کی تھی تاکہ دشمن پیچھے کی طرف سے حملہ نہ کر سکے اور وہ بہت مفید ثابت ہوئی۔ اہل شمر کی ایک جماعت یا چوہائی پر اور عمر سعدؓ اٹھا اور اپنے لوگوں کے ساتھ باہر آیا۔ (کامل طبری) اس نے عبداللہ بن زہیر ازدی کو امیر مقرر کیا تھا اور ربیعہ اور کندہ کی چوہائی پر قیس بن اشعث ابن قیس کو اور ندج واسد کی چوہائی پر۔ جابر بن ابوسبرہ مغنی کو اور تمیم اور ہمدانی کی چوہائی پر۔ حر بن یزید ریاحی کو امیر مقرر کیا اور وہ سب جرنیل میدان جنگ میں آپ کے ساتھ رہے سوائے حر بن یزید ریاحی کے کہ جنہوں نے توبہ کر لی اور حسینؑ کے ہاں چلا گیا اور آپ کی معیت میں شہید ہو گیا۔ اور عمر سعدؓ نے عمرو بن حجاج زہیدی کو میمنہ پر اور شمر بن ذی الجوشن بن شرجیل بن عمرو بن عمرو بن معاویہ کے جرجنی کلاب کی خباب شاخ سے تھا میسرہ پر اور عمرو بن قیس حمصی کو گھڑ سواروں پر اور شہبث بن ربیعہ پر ہوی تمیمی کو پیادوں پر امیر مقرر کیا اور علم لشکر اپنے غلام وید کے سپرد کیا۔

ابو مخنف نے کہا ہے مجھ سے عمرو بن مرہ جہلی نے حدیث بیان کی ابو صالح خنی سے اس نے عبدالرحمن بن عبد ربہ انصاری کے غلام سے، وہ کہتا ہے میں اپنے مولا کے ساتھ تھا جب ابن سعد کا لشکر تیار ہو کر ہم پر حملہ آور ہوا۔۔۔ بربر نے عبدالرحمن کے ساتھ مزاح کیا تو عبدالرحمن نے کہا جھوڑو مجھے یہ مذاق اور کا وقت نہیں ہے تو بربر نے کہا خدا کی قسم میرا سارا قبیلہ جانتا ہے کہ بربر جوانی اور کہولت و بڑھاپے میں کبھی ہرزہ سرا اور یاہو گزمراچی نہیں تھا لیکن جو کچھ ہمارے آگے سے اس کی بنیاد پر میں خوش و غرم اور خنداں ہوں اور ہمارے اور حرالین کے درمیان کوئی مانع اور حاجت نہیں مگر یہ کہ یہ جماعت ہمارے اوپر تلواریں کر آئے اور میں دوست رکھتا ہوں کہ وہ ابھی الہی آئیں

اور پھر حسین گوڑے پر سوار ہوئے اور مصحف و قرآن منگوایا اور اسے اپنے سامنے رکھا اور آپ کے اصحاب نے بڑی سخت جنگ کی۔ اور میں (یعنی عبدالرحمن کے غلام) نے جب ان کا زمین پر گرنا دیکھا تو انہیں دہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابو مخنف ازوی نے ابو خالد کلبی سے روایت کی ہے اور شیخ مفید نے ہمارے مولا علی بن الحسین علیہما السلام سے آپ نے فرمایا کہ جب صبح کے وقت کوفہ کی فوج نے امام حسینؑ پر حملہ کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور عرض کیا (اللہم انت ثقتی فی کل کرب و رجائی فی کل شدۃ وانت لی فی کل امر نزل بی ثقتہ وعدۃ کم من ہم یضعف فیہ الفؤاد و تقل فیہ المعیلۃ و ینذل فیہ الصدیق و یثمت فیہ العد و انزلتہ بک و شکرت الیک رغبۃ منی الیک عن سوال حفصہ (عنی) و کشفۃ (و کفیتنیہ) فانت و لی کل نعمۃ و صاحب کل حسنة و منتهی کل رغبۃ

ہدایا تجھ پر میرا جھوٹا ہے ہر کرب و مصیبت میں اور تو ہی میری امید ہے ہر شدت و سختی میں اور ہر چنیدنی جو مشکل مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ اور میری تیرا ہی ہے کتنے ایسے ہم و غم ہیں کہ جن میں دل کمر در ہو جانا ہے اور قوت خیال جواب دے جاتی ہے اور دوست ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور دشمن شقاق کرتا اور خوش ہوتا ہے اس میں تیری یاد گاہ میں پیش کرتا ہوں اور تجھ سے اس کی شکایت کرتا ہوں تیرے غیر کو چھوڑ کر تیری طرف غبت برائے تو اسے مجھ سے دور کر دیتا ہے اور کھول دیتا ہے اور مجھے اس کی کفایت کرتا ہے پس تو ہی ہر نعمت کا اول نعمت و محسن ہے اور نیکی کا مالک ہے اور ہر عروب چیز کی انتہا ہے۔“

شکر ابن سعد سے امام کا خطاب

تو وہ لوگ حسین کے پیام کی طرف آئے اور ان کے گرد بکھرا گیا اور انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن ماسم نے مجھ سے حکایت بیان کی۔ عبداللہ بن ماسم کی مشرق سے اس نے کہا جب وہ ہماری طرف بڑھے اور اس آگ کو دیکھا کہ ایندھن اور نعل میں شعلہ نکال رہی ہے کہ جسے ہم نے غیموں کی پشت پر بھڑکار کا تھا تو عقب سے ہم پر حملہ نہ کر سکے اچانک ان میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا حملہ کرنے والے کی شکل میں ساز و سامان سے مکمل گھوڑے پر سوار ہو کر آیا کوئی بات کہیے بغیر ہمارے غیموں کے قریب سے گذر گیا اس نے ایندھن اور آگ دیکھی تو واپس ہوا اور پکار کر کہنے لگا: یا حسین! استعجلت النار فی الدنیا قبل یوم القیامۃ تو نے آگ کی طرف دنیا میں تیرا مت کے دن سے پہلے جلدی کی؟ حسین نے فرمایا: کون ہے گویا شمر بن ذی الجوشن ہے صحابہ نے عرض کیا جی ہاں! صلحہ اللہ (خدا آپ کا بھلا کرے) وہی یمن ہے تو آپ نے فرمایا: یا بنی راعیۃ الملعونۃ انت اولی بہا صلیا۔ ”اے بکمر ہاں چرانے والی عورت کے بیٹے تو آگ میں جلنے کا زیادہ مستحق ہے۔ مسلم بن موسیٰ نے چاہا کہ اس یمن کو۔“ نیز ایں یمن حسین علیہ السلام نے روک دیا۔ مسلم نے عرض کیا مجھے تیرا مارنے کی اجازت دیجئے کیونکہ وہ نابکار اور بہت بڑا ستم گار ہے اور خدا نے مجھے اس پر قدرت

دی ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں اسے پسند نہیں کرتا کہ جنگ کی ابتدا میری طرف سے
 (طبری) حسینؑ کا ایک گھوڑا تھا کہ جس کا نام "لاحق" تھا وہ آپؑ نے اپنے بیٹے
 علی بن الحسین (علی اکبر) کو سواری کے لیے دے دیا تھا اور جب لوگ آپؑ کے قریب
 آ گئے تو آپؑ نے اپنا ناقہ طلب کیا اور اس پر سوار ہوئے رناتہ اس لیے انتخاب کیا
 تاکہ آپؑ زیادہ بلندی پر ہوں اور لوگ آپؑ کو اچھی طرح دیکھ سکیں اور آپؑ کا خطبہ بہتر
 طریقہ سے سن سکیں مثل اس خطیب کے کہ جو منبر پر ہو اور بلند آواز میں آپؑ نے
 پکار کر فرمایا کہ جسے اکثر لوگوں نے سنا فرمایا: (ایہا الناس اسمعوا قولي ولا
 تعجلولي حتی اعظکم بما یحق لکم علی وختی اعذرالیکم من مقدمی علیکم
 فان قبلتم عذری وصد قولي واعطیتونی النصف) (لو کہ میں آپؑ کے قریب ہوں اور
 میں نے آپؑ کے سامنے کھڑے ہوں اور آپؑ نے مجھے عذر دیا تو میں نے آپؑ کو عذر دینا
 قبول دماغی العذر ولم تعطوا النصف) (کامل طبری) فاجمعوا امرکم
 وشرکائکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنتظرون
 ان ولی الله الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین یعنی اے لوگو میری
 بات سنو اور جلدی نہ کرو تاکہ جو کچھ تمہارا حق میرے ذمہ ہے یعنی موعظہ کرنے کا میں
 وہ ادا کروں اور تمہارے پاس آنے کا عذر بیان کر دوں اگر میرے عذر کو تم نے
 قبول کیا اور مجھ سے مضائقہ نہ معاملہ کیا تو تم نیک بخت و سید ہو گے اور تمہارے
 لیے کوئی راستہ باقی نہیں رہے گا مجھ سے جنگ کرنے کا اور اگر قبول نہ کیا اور
 مجھ سے انصاف نہ کیا تو پھر تم اور تمہارے شریک کار اپنے آپ کو ختم کر دو اور
 معاملہ تمہارے اوپر مشتبہ اور پریشیدہ نہ رہے پھر میرا کام تمام کر دو اور مجھے
 مہلت نہ دو، بے شک میرا ولی اور سرپرست وہ خدا ہے کہ جس نے کتاب

کو نازل کیا ہے اور وہی صالح و نیک لوگوں کی سرپرستی کرتا ہے۔

جب آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے یہ گفتگو سنی تو فریاد کرنے اور رونے لگیں اور آہ و نالہ کی آواز بلند کی پس عباسؓ اور اپنے بیٹے علیؓ کو آپ نے بھیجا تا کہ وہ انھیں خاموش کرائیں اور فرمایا میری جان کی قسم کہ اس کے بعد انھیں کچھ کرنا ہے اور جب وہ خواتین خاموش ہو گئیں (ارشاد) تو خدا کی حمد و ثناء کی اور اس طرح اس کا ذکر کیا کہ جس کا وہ لائق تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر خدا کے فرشتوں اور اس کے انبیاء پر ایسا درود و صلوات بھیجی کہ کسی سخن و رسم سے کبھی بھی اس قسم کی فصاحت و بلاغت کا کلام نہیں سنا گیا نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد اور پھر آپ نے فرمایا اے میرے نسب کو یاد کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں اور اپنے آپ میں آکر اپنے آپ کو ملامت کرو اور پھر اچھی طرح دیکھو کہ کیا مجھے شہید کرنا تمہارے لیے جائز ہے اور میری حرمت و عزت کو پامال کرنا، کیا میں تمہارے پیغمبر کا نواسہ اور ان کے وصی اور چچا زاد بھائی کا بیٹا نہیں ہوں وہ کہ جو سب سے پہلے ایمان لایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی تصدیق کی ہر اس چیز میں کہ جو آپ خدا کی طرف سے لائے تھے کیا حمزہ سید الشہداء میرے (میرے باپ خلی) کے چچا نہیں کیا جعفر طیار (جو دو پہلوں کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں) میرے چچا نہیں کیا تم لوگوں تک یہ حدیث نہیں پہنچی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرمائی ہے (لہذا ان سید اشباب اہل الجنة) یہ دونوں جنانان جنت کے سردار ہیں پس اگر تم لوگ تصدیق کرو اس چیز کی جو میں کہہ رہا ہوں اور وہ حق ہے (کیونکہ) خدا کی قسم میں نے جب سے یہ جان لیا ہے کہ خدا جھوٹ بولنے والے کو دشمن رکھتا ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور

اگر تم میری بات کی تصدیق نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جن سے اگر تم اس چیز کے بارے میں سوال کرو تو وہ تمہیں بتلائیں گے تم سوال کرو، جابر بن عبد اللہ انصاری سے ابو سعید خدری سے، سہل بن سعد ساعدی سے، زید بن ارقم سے انس بن مالک سے وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے یہ حدیث رسول اللہ سے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں سنی ہے تو کیا اس میں میرے خون بہانے سے تمہیں کوئی مانع اور روکنے والی چیز نہیں۔

توشیح بن زوی الجوشن یسین نے کہا وہ اللہ کی عبادت ایک حرف پر کرتا ہو اگر وہ سمجھ سکا ہو کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں دیکھو دل کی بے اطمینانی اور عقیدہ بلاخ کے بغیر خدا کی عبادت کروں) حبیب بن مظاہر نے کہا خدا کی قسم میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو خدا کی ستر حروف پر عبادت کرتا ہے (یعنی ستر قسم کے تنزلات اور شک کے ساتھ پرستش کرتا ہے) اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو سچ کہہ رہا ہے اور تو نہیں جانتا کہ امام کیا فرما رہے ہیں (طبع اللہ علی قلبک) خدا نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے۔

امام نے فرمایا اگر اس چیز میں تمہیں شک ہے تو کیا اس میں تمہیں بھی شک ہے کہ میں نواسہ رسول ہوں خدا کی قسم مشرق و مغرب کے درمیان میرے علاوہ کوئی نواسہ رسول نہیں ہے نہ تمہارے درمیان اور نہ تمہارے غیر دل کے درمیان، واٹے ہو تم پر کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے کہ جس کے خون کا بدلہ مجھ سے چاہتے ہو یا کسی کا مال میں نے چھینا ہے یا کسی کو زخم لگانے کا قصاص و بدلہ چاہتے ہو۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے بلند آواز سے پکار کر کہا اے مشیت اے یزید بن حارث کیا تم نے مجھے غلط نہیں سمجھا

کہ پھل پک چکے ہیں اور اطراف زمین سرسبز ہو چکے ہیں اور اگر آپ آئیں تو مسلح افواج آپ کے زیرِ علم موجود ہیں پس ہماری طرف آئیے۔ وہ کہنے لگے ہم نے اس طرح کے خطوط نہیں لکھے آپ نے فرمایا سبحان اللہ خدا کی قسم تم نے لکھے ہیں پھر آپ نے فرمایا اسے لوگو اب جبکہ میرے آنے کو تم پسند نہیں کرتے تو پھر مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنی امن کی جگہ طرف پلٹ جاؤں۔ قیس بن اشعث نے کہا ہم نہیں جانتے آپ کیا کہہ رہے ہیں لیکن آپ اپنے بنی اعمام (چچا زاد بھائیوں) کے حکم کے سامنے تسلیم ہو جاؤ وہ ہرگز آپ کو نہیں دکھائیں گے مگر وہی چیز جسے آپ پسند کریں گے ان کی طرف سے آپ نیکی اور وہ کچھ دیکھیں گے جسے پسند کرتے ہوں گے) مترجم کہتا ہے کہ ان کی لوگوں کی نگاہ دنیا پر لگی تھی اور امام کی نگاہ دین کی طرف تھی یہ کہتے تھے آپ نیکی اور اچھائی دیکھیں گے مینی اگر بیعت کر لیں تو یزید آپ کی عزت و تکریم کرے گا اور مال و مال دے گا آپ ابھی اس کے کاموں پر اعتراض نہ کریں۔ اور امام حسینؑ جانتے تھے اسلام ابھی لوگوں کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا اور اس کے احکام و قواعد ابھی آشکار نہیں ہوئے۔ سنت نبویؐ اور تفسیر قرآن کی تدوین نہیں ہوئی۔ لوگ سابقہ عادت کی بنا پر خلفاء کی سیرت کو دین سمجھتے ہیں..... اگر امام بنی امیہ کے اعمال کی تصدیق کر دیتے اور دین سے ان کی مخالفت کو ظاہر نہ کرتے اور پیغمبر اکرمؐ سے ان کی دشمنی کو آشکار نہ کرتے تو لوگ یہی خیال کرتے کہ بنی امیہ کے مظالم بھی دین کا جزو ہیں اور اسلام کی بیج کنی ہوئی اور وہ ختم ہو جاتا لہذا حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم میں دنیا کی طرح اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں نہیں رکھوں گا اور غلاموں کی طرح جھاگ نہیں ماروں گا پھر آپ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا: (یا عباد اللہ انی عذت

میری و ربکم ان ترجموں - انی اعید بربی و ربکم من کل متکبر لا یقو من
 بیوم الحساب) اے اللہ کے بندو میں اپنے اور تمہارے پروردگار
 سے پناہ مانگتا ہوں اس سے تم اگلے پتھرو بات کرو اور میں اپنے اور تمہارے پروردگار
 سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس حکمران سے کہ جو حساب و کتاب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا پھر
 آپ نے اپنے نانا کو بیٹھا دیا اور عقبہ بن سمان کو حکم دیا اور اس نے اس کا پاؤں
 رسی سے باندھ دیا اور لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔

ازدی کہتا ہے علی بن مظہر بن اسد شامی نے مجھ سے حدیث بیان کی اپنی
 قوم کے ایک شامی مرد سے جو قسطنطین کے موقع پر موجود تھا کہ جسے کثیر بن عبد اللہ
 شیبی کہتے تھے وہ کہتا ہے جب ہم نے حسینؑ پر حملہ کیا تو زبیر بن عقیل ہماری طرف
 سے باہر نکلے جو طویل دم والے بہت بالوں والے گھوڑے پر سوار اور ہتھیاروں
 میں ڈوبے ہوئے تھے اور کہا یا اهل الکوفة نذار لکم من عذاب
 اللہ نذار ان حقا علی المسلم نصیحة اخیه المسلم۔
 ڈرو اور ڈرو اللہ کے عذاب سے مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا خیر خواہ
 ہو ہم ابھی تک ایک دوسرے کے بھائی ہیں ایک ہی دین و شریعت پر ہیں۔ جب
 تک ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار نہیں چلتی تم نصیحت اور خیر خواہی کے مستحق
 ہو لیکن جب تلوار درمیان میں آگئی تو پھر ہمارا رشتہ ٹوٹ جائے گا پھر ہم الگ امت
 ہوں گے اور تم الگ امت ہو گے۔ خدا تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی
 ذریت و اولاد کے ذریعہ ہمارا امتحان لیا ہے تاکہ وہ جانے کہ ہم اور تم کیا کرتے
 ہیں اور ہم تمہیں ان کی مدد کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس گمراہ اور گمراہ کے
 بیٹے عبد اللہ بن زیاد کو چھوڑنے کی طرف بلاتے ہیں کہ جس سے سوائے برفانی

کے تم نے کچھ نہیں دیکھا اور نہ اُگے دیکھو گے۔ تنہاری آنکھیں نکالتے اور

تنہارے ہاتھ پاؤں کاٹتے اور تنہارے اعضاء و جوارح تنہارے بدن سے الگ کرتے اور تمہیں درختوں پر لٹکاتے ہیں اور تنہارے نیک و صالح و قاری قرآن افراد کو قتل کرتے ہیں مثل حجر بن عدی، ہانی بن عرقہ اور ان جیسے لوگوں کو۔ راوی کہتا ہے ان لعینوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ان زیادہ کی تعریف کی اور کہا خدا کی قسم ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک تنہارے صاحب کو اس کے ہمراہیوں سمیت قتل نہ کریں یا وہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو امیر عبد اللہ بن زیاد کے پاس تسلیم شدہ روانہ نہ کریں۔

پس زہیر نے کہا اے خدا کے بندو! فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد سے محبت رکھنا اور ان کی مدد کرنا سمیر کے بیٹے سے کہیں اولیٰ و بہتر ہے۔ اب اگر ان کی تم مدد نہیں کرتے تو میں تمہیں خدا کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہیں کہ انہیں قتل کر دینا ان کے اور ان کے چچا زاد یزید بن معاویہ کے درمیان کھراستہ چھوڑ دو مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ یزید حسین کو شہید کرنے کے بغیر بھی تم سے راضی ہو گا پس شمر لعین نے ان کی طرف تیر چلایا اور کہا خاموش رہ خدا تیری بلند آواز کو کم کرے تو نے اپنی زیادہ گفتگو سے ہمیں تھکا اور پریشان کر دیا ہے۔ زہیر رحمۃ اللہ نے شمر سے کہا اے اس کے بیٹے جو ہمیشہ اپنی ایڑیوں پر پیشاب کرتا تھا تو ایک جانور ہے خدا کی قسم میں گمان نہیں کرتا کہ تو قرآن کی دو آیتیں درست طریقہ سے پڑھ سکتا ہو پس تمہیں قیامت کے دن رسوائی اور ذلت اور دردناک عذاب کی خوشخبری ہو تو شمر نے ان سے کہا خدا اچھی اچھی تجھے اور تیرے ساتھی کو قتل کرنے والا ہے تو انہوں نے کہا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے خدا کی قسم انجناب کے

ساتھ رہنا تمہارے ایسے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ کی زندگی سے مجھے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ پھر زہیر نے دوسرے لوگوں کی طرف رخ کر کے پکار کر کہا اے خدا کے بندو یہ سخت مزاج بدھو اور اس جیسے نہیں دھوکا دفریب نہ دیں خدا کی قسم وہ لوگ محمدؐ کی شفاعت تک نہیں پہنچ جائیں گے جو ان کی ذریت اور اہل بیت کا خون بہائیں اور حرم اہل محمدؐ کے مددگاروں و حمایتوں کو قتل کریں پس ایک شخص نے پیچھے سے انہیں پکار کر کہا کہ ابو عبد اللہؐ فرما رہے ہیں میری جان کی قسم واپس آ جاؤ جس طرح مومن اہل فرعون نے اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کیا تھا تم نے بھی کیا ہے اور انہیں حق کی طرف دعوت دینے میں مبالغہ و انتہاء کی ہے اگر سود مند ہو۔

بحار میں محمد بن ابوطالب سے روایت کی ہے کہ عمر سعدؓ کے ساتھی سوار ہوئے اور گھوڑا لے آئے اور آنجنابؐ بھی سوار ہو گئے اور اصحاب میں سے چند افراد کے ساتھ آپؐ ان کی طرف گئے اور میر بن خنصیرؓ آپؐ کے آگے آ گئے تھے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس قوم کے ساتھ تم گفتگو کرو و بربر آ گئے بڑھے اور کہا اے لوگو خدا سے ڈرو بے شک محمدؐ کا شغل اور نقیب سرایہ تمہارے بیان موجود ہے یہ اس حضرت کی ذریت، عترت، بیٹیاں اور اہل حرم ہیں تو بتاؤ تمہارا مقصد کیا ہے اور ان سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ عبید اللہؓ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور اس سے قبول کریں تاکہ وہ جو کچھ ان کے بارے میں دیکھے اس کو جاری کرے بربر نے کہا کیا وہ قبول نہیں کرتے کہ وہ جناب جہاں کے آئے ہیں وہیں واپس لوٹ جائیں وائے ہو تم پر اے کوفہ کے لوگو کیا یہ تمام خطوط جو تم نے لکھے ہیں اور عہد و پیمان جو مانڈھے ہیں اور خدا کو گواہ بنایا ہے وہ سب تم نے بھلا دیئے ہیں وائے

ہو تم پر تم نے اپنے پیغمبر کے اہل بیت کو بلایا کہ ان کی راہ میں جان بازی کہہ دیجیے وہ آئے تو انہیں ابن زیادہ کے سپرد کر دیا ہے اور فرات کے پانی سے محروم کر دیا کیا ہی بُری حرمت پیغمبر کی پاسداری تم نے کی ہے ان کی اولاد کے بارے میں کیسے لوگ ہو تم خدا تمہیں قیامت کے دن سیراب نہ کرے کیونکہ تم بڑے لوگ ہو پس ان میں سے چند افراد نے کہا ہم نہیں جانتے کہ تو کیا کہہ رہا ہے۔ بربر نے کہا محمد خدا کی جس نے تمہارے بارے میں میری بصیرت میں اضافہ کیا خدا یا میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں کے کام سے بیزاری چاہتا ہوں خدا یا انہیں خوف میں مبتلا کر یہاں تک کہ جب یہ تیرے پاس آئیں تو ان پر غضب ناک ہو پس وہ لوگ ہنسنے لگے اور بربر بدتر برسانے لگے اور بربر پیچھے ہٹ گئے اور حبشیں اُگے بڑھے یہاں تک کہ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ان کی صفوں کو سیلاب کی مانند دیکھا اور ابن سعد لعین کو دیکھا کہ اشرف کوفہ اور اس کے بڑے لوگوں کے ساتھ کھڑا ہے۔ پس آپ نے فرمایا محمد ہے اس خدا کی جس نے اس جہان کو پیدا کیا جسے فنا اور زوال کا گھر بنایا جو اپنے اہل کے ساتھ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتا رہتا ہے اور بے عقل ہے وہ شخص کہ جو دنیا کے دھوکے میں آجائے اور بد بخت ہے وہ کہ جو دنیا کے فتنہ و آزمائش میں پھنس جائے یہ دنیا تمہیں دھوکا نہ دے کیونکہ یہ ہر اس شخص کی امید کو قطع کر دیتی ہے جو اس کی طرف جھکے اور مائل ہو اور اس کے لالچ و طمع کو کہ جو اس کے ساتھ اپنے دل کو مانند دے ناامیدی میں بدل دیتی ہے۔ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ ایسی چیز اور امر کے لیے جمع ہوئے ہو کہ جس میں تم نے اللہ کو نازل کیا ہے اور اپنا کریمانہ رُوح اس نے تم سے موڑ لیا ہے اور تم پر عذاب نازل کیا ہے اور اپنی رحمت سے تمہیں دور رکھا ہے۔

پس بہترین پروردگار ہے ہمارا رب اور بدترین بندے ہو تو تم نے اطاعت کا اقرار کیا اور رسول پر جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان لے آئے پھر تم نے ان کی ذریت کو شہرہ پر حملہ کر دیا ہے اور ان کو قتل کرنا چاہتے ہو شیطان تم پر غالب آ گیا اور اس نے تمہیں راستہ سے ہٹا دیا ہے اور بزرگ و بزر خدایاؤں میں بھلا دی ہے پس صداقت ہو تمہارے لیے اور جو کچھ تم چاہتے ہو ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ایسی قوم ہے کہ جو ایمان کے بعد کافر ہو گئی ہے پس دُوری ہے اس قوم کے لیے۔

پس عمر سعد نے کہا ہلاکت ہو تمہارے لیے اس سے بات کرو وہ اپنے باپ کا بیٹا دینی علی جیسے باپ کا بیٹا ہے اگر وہ اسی طرح پورا دن تمہارے درمیان ٹھہرا رہے تو اس کی گفتگو منقطع نہیں ہوگی اور نہ وہ عاجز آئے گا اور تھکے گا پس اس سے تم بھی بات کرو تو شمر لعین آگے بڑھا اور کہنے لگا اے حسین یہ کیا بات ہے جو تو کر رہا ہے ہمیں سمجھاؤ تاکہ ہم سمجھیں تو آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں درو تم اپنے اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے اور مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میرا قتل کرنا تمہارے لیے حلال و جائز نہیں ہے اور نہ ہی میری ہتک حرمت کیونکہ میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور میری دامادی خدیجہ تمہارے نبی کی زوجہ محترمہ ہے اور شاید تم تک پہنچا ہو تمہارے نبی کا ارشاد گرامی کہ: "الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة" حسن و حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں "آخر تک کہ جسے ہم شیخ مفید اور دوسروں کی روایت سے ذکر کر چکے ہیں۔ اور بخاری میں بھی اور مناقب اپنی اسناد سے عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن عبد اللہ بن حسن سے اس کے باپ سے اس کے دادا سے عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جب عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو حسین بن علی علیہما السلام سے جنگ کرنے پر آمادہ کر لیا اور انہیں ان کے مراتب پر مرتب کر

لیا اور چنڈے اپنی اپنی جگہ پر قائم کر لیے اور مینہ اور میسرہ کے افراد متین کر چکا تو کلب لشکر والوں سے کہا کہ اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا اور پھر انہوں نے امام حسینؑ کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا یہاں تک کہ آپ کو حلقہ کے اندر لے لیا۔ پس انجمن باہر تشریف لائے اور ان سے خاموش رہنے کی خواہش کی تو ان ملائین نے خاموش ہونے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ہلاکت ہو تمہارے لیے۔ تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم خاموش رہ کر میری بات سن لو۔ میں تمہیں صرف رشد و ہدایت کی راہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو میری اطاعت کرے گا وہ صواب و درستی کی راہ پر چلے گا اور جو میری نافرمانی کرے گا وہ ہلاک ہوگا تم سب میرے فرمان کی نافرمانی کر رہے ہو اور بات پر کان نہیں دھرتے، تمہارے شکم حرام سے پر ہو چکے ہیں، اور تمہارے دلوں پر مہر ہی لگ چکی ہیں۔ دامنے ہو تم پر کیا تم خاموش ہو کر بات نہیں سنو گے پس عمر بن سعد کے ہمراہی ایک دوسرے کو نصیحت و طاعت کرنے لگے، اور کہا کہ خاموش ہو جاؤ تو امام حسینؑ کھڑے ہو گئے پھر فرمایا ہلاکت و تباہی ہو تمہارے لیے اسے گردہ آخر خطبہ تک کہ جو سید کی کتاب مہربان سے انشاء اللہ آگے نقل ہوگا پھر آپ نے فرمایا کہ عمر بن سعد کہاں ہے عمر کو میرے پاس بلا لاؤ پس اس کو بلایا گیا اور وہ اسے ناپسند کرتا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ آپ کے سامنے آئے پس آپ نے فرمایا کیا تو مجھے قتل کرنا ہے اس گمان پر کہ ”وہی بن دعی“ حرام زادہ جو حرام زادے کا بیٹا ہے تجھے ری اور جرجان کا والی و حاکم بنائے گا۔ خدا کی قسم یہ ولایت و حکومت تیرے لیے کبھی خوشگوار نہیں ہوگی (یعنی مل نہیں سکے گی) یہ دھوکا ہے پس جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر لے، تم میرے بعد دنیا و آخرت سے کبھی خوش نہیں ہو گئے گویا میں تیرے سر کو بانس کے نیزے کے اوپر کوڑھ می دیکھ رہا ہوں کہ جسے

بچے پتھر مار رہے ہیں اور اس کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ پس عمر آپ کی گفتگو سن کر سینچ پا ہو گیا پھر آپ کی طرف سے منہ موڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کیا دیکھ رہے سب مل کر ان پر حملہ کر دو یہ تو ایک ہی لقمہ ہیں۔ انھنی۔

امام حسین علیہ السلام کا اہل کوفہ سے خطبہ

باقی رہا وہ خطبہ سید ابن طاووسؒ کی روایت کے مطابق، تو سید نے فرمایا:
پس حسین اپنے ناقہ پر سوار ہوئے اور بعض کہتے ہیں گھوڑے پر اور ان سے خاموش ہونے کے لیے فرمایا تو وہ خاموش ہو گئے۔ پس اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کا ایسا ذکر کیا کہ جس کا وہ اہل ہے اور ملائکہ، انبیاء اور رسل پر صلوات بھیجی اور فصاحت و بلاغت کا حق ادا کیا اس کے بعد فرمایا اے لوگو تمہارے لیے ہلاکت اور غم و اندوہ ہو اس شر شرین اور شوق و ذوق سے تم نے ہمیں بلایا تاکہ ہم تمہاری فریاد سنی کریں تو ہم جلدی تمہاری طرف آئے پس ہماری تلوار کہ جو ہم نے خود تمہارے ہاتھ میں دی تھی اس کو لے کر تم ہمارے اوپر حملہ آور ہوئے اور وہی آگ کہ جو خود ہم نے اپنے اور تمہارے دشمن کے خلاف بھڑکائی تھی ہمارے خلاف تم نے بھڑکائی تم اپنے ہی دشمن کے یار و مددگار ہو گئے اپنے دوستوں سے جنگ کرنے میں حالانکہ نہ انھوں نے عدل و انصاف کے مطابق تمہارے درمیان رفتار کی اور نہ ہی ان سے تم کوئی غیر و بھلائی کی امید رکھتے ہو۔ دامنے ہو تم پر کیوں اس وقت کہ جب تلواریں نیام میں تھیں اور دل آرام و سکون میں اور اذکار خام و ناپختہ تھے ہمیں نہیں چھوڑ دیا لیکن تم تو مکھیوں کی طرح فتنہ کی طرف اڑے اور پروانے کی طرح ایک دوسرے سے الگھے پس ہلاکت ہو تمہارے لیے اے کینز و نوٹھی کے بیٹے

اور احزاب کے بچے کچھے اور کتاب کو پھینک دینے والے کلمات میں اور اس میں تحریف کرنے والے اور گناہوں کی جماعت اور شیطان کی پھونکوں کے فریب خوردہ اور سنتوں کو خاموش کرنے والے کیا ان کی مدد کرتے ہو اور ہمیں تنہا چھوڑتے ہو، جی ہاں خدا کی قسم بیوفائی اور پیمان شکنی تمہاری پُرانی عادت ہے۔ تمہاری جڑ، غدد دھوکہ سے پیوست اور ملی ہوئی ہے اور تمہاری شاخوں کی اسی پر پرورش ہوئی ہے۔ تم پلید ترین پھل ہو جو مال کے گلے میں چھنس جاتا ہے اور خوشگوار ہو فاصب کے لیے یہ دُعا بن دُعا، یعنی اس کا کوئی باپ نہیں اور بنی امیہ نے انہیں اپنے ساتھ ملحق کر لیا ہے جو اس کا بیٹا ہے جس کا کوئی باپ نہیں، جو چیزوں پر ڈٹ گیا ہے اور وہیں کھڑا ہے یا تلوار نکالنا یا ذلت خواری بڑا کرنا مہبات (دور کی بات ہے) کہ ہم ذلت کو قبول کر لیں، خدا، اس کا رسول اور مومنین اور پاک و پاکیزہ گودی کہ جنہوں نے ہمیں پالا ہے اور غیرت مند ناک اور ذلت سے انکار کرنے والے نفوس اس سے انکار کرتے ہیں کہ ہم کیسے لوگوں کی اطاعت کو کریمانہ اور عزت کی موت اور میدان میں پھٹرنے پر ترجیح دیں یا درکھو کہ اسی ٹھوڑی سی جماعت کے ساتھ تم سے جگ کر دوں گا اگرچہ لوگوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں اس مقام پر مجھے معلوم ہوتا ہے ابن ابی الحدید کی اس کلام کو نقل کرنا جو بیخ البلاء کی شرح میں ہے۔ ظلم و ذلت برداشت کرنے سے انکار کرنے والوں کے ذکر سے سلسلہ میں کہتا ہے غیرت مندوں کا سردار کہ جس نے لوگوں کو حمیت و غیرت سکھائی ہے اور جس نے تلوار کے سامنے میں موت کو ذلت خواری برداشت کرنے پر ترجیح دی ہے وہ ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام

تھے کہ جس جناب اور ان کے اصحاب کے سامنے امان پیش کی گئی تو آپ نے اسے ٹھکرا دیا اور زلفت برداشت نہ کی پھر آپ کی اس گفتگو ”
 کو نقل کر کے کہتا ہے کہ میں نے نقیب ابو زید یحییٰ بن زید علوی سے سنا وہ کہتے
 تھے کہ ابوتام کے وہ اشار جو اس نے محمد بن حمید طائی کے بارے میں کہے ہیں
 امام حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی پر بھی فٹ نہیں بیٹھتے۔

وقد كان فؤاد الموت سهماً فرده اليه الحفاظ المرد الخلق الوعر
 ونفس تعاف الضيم حتى كانه هو الكفر يوم الروح اودونه الكفر
 فاثبت في مستنقع العوت رجله وقال لها من تحت اخمصك الحشر
 تردى ثياب الموت حمراً فما اتى لها الليل وهي من سندس نحصر
 موت سے چھوٹ جانا آسان تھا لیکن اسے موت کی طرف پٹایا۔ محسارم کی
 حفاظت دان سے دفاع نے کہ جو کڑوا گھونٹ تھا اور موت و دین نے کہ جس کے
 وہ سختی سے پابند تھے اور ایسے نفس نے کہ جو ظلم کو ناپسند کرتا تھا کہ گویا مقام
 خوف وہ کفر ہے یا اس کے آگے کفر ہے پس اس نے موت کے غبار میں ثابت
 قدم رہا اور موت سے کہا کہ تیرے تلواروں کے نیچے ہی حشر و نشر ہے۔ اس
 نے موت کا سرخ لباس پہن لیا ابھی لات نہیں گزری تھی کہ وہ سبز سندس و حریر میں
 بدل گیا۔

اور سبط بن جوزی نے کہا ہے کہ میرے نانا نے کتاب تبصرہ میں ذکر کیا
 اور کہا ہے کہ امام حسینؑ اس قوم کی طرف اس لیے گئے تھے چونکہ آپ نے دیکھا
 کہ شریعت ہو گئی ہے لہذا آپ نے کوشش کی کہ اس کے ستونوں کو بچا

داستوار کر دیں، اور جب انہوں نے آپ کو گھیر لیا اور کہا کہ ابن زیاد کے حکم کے ساتھ گردن مجھ کا دیں تو آپ نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اور شہید ہونے کو ذلت پر ترجیح دی اور حمیت و غیرت مند نفوس ایسے ہی ہیں۔ پھر میرے نانا نے اس مضمون کے اشارے کیے ہیں

ولما رأوا بعض الحيات مذلة
عليهم وعز الموت غير محرم
ابوان يذوقوا العيش والذل واقع
عليه وما توافيته لم تدم
ولا يحجب للامسان ظفرت بها
كلاب الاعادي من فصيم واعجم
خحرية وحشيتي سقت حمز الردى
وحقت على في حسام ابن مدجم

جب انہوں نے دیکھا کہ کچھ زندگیاں ان کے لیے باعث ذلت ہیں اور موت کی موت حرام نہیں ہے، تو انہوں نے اس زندگی کا مزہ چکھنے سے انکار کر دیا کہ جس میں ذلت ہے اور ایسی موت مر گئے جو قابل مذمت نہیں، اور شیر مرد کے لیے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ عرب و عجم کے دشمن کہتے اس پر کامیابی حاصل کر لیں۔ کیونکہ دشمنی کے حربہ نے جناب حمزہ کو موت کا پیالہ پلایا تھا اور حضرت علیؑ کی شہادت ابن ملجم کی تلوار سے ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ میں اس مقام پر اہل بیت کے مداح السید حمید مرحوم کے حسین مظلوم کے مرثیہ میں کہے ہوئے اشعار پیش کرتا ہوں۔ خدا اس کا بھلا کرے اور اسے نیک جزا دے۔

طمعت ان تسومه الضيم قوم
وابي الله والحسام الصنيع
كيف يلوى على الدنيا جيذا
لسوى الله مالواه الخضوع
فابي ان يعيش الا عزيزا
اوم تجلى الكفاح وهو صريع

فقلنی الجموع فرداً ولکن کل عضو فی الروع منه جموع
 زوج السیف بالنفوس ولکن مہر الموت والخضاب التجمیع
 ”تو میں نے لالچ و طمع کیا کہ وہ اسے ظلم کی تکلیف پہنچائے، اللہ اور تیز تلوار نے
 انکار کیا کس طرح پستی و ذلت کے سامنے وہ گردن جھکائے کہ جس نے خدا کے
 علاوہ کسی کے سامنے خضوع کرتے ہوئے نہیں جھکایا اس نے انکار کر دیا مگر
 عزت کی زندگی سے یا میدانِ جنگ صاف ہر تو وہ زمین پر پتھر پھاڑا ہوا پڑا ہو
 پس اس نے ایک اکیلا لشکروں سے جنگ کی لیکن میدانِ جنگ میں اس کا ہر عضو
 ایک جماعت تھا۔ اس نے تلوار کی دو گوں کے نفوس سے جنگ کی شادی کر دی
 کہ جس کا حق مہر موت اور مہندی خون تھا۔“

اب بقیہ خطبہ کی طرف ہم لوٹتے ہیں۔ پس آپ نے اپنے کلام کا اصل اور
 اتصال فروہ بن مُشیک (تفسیر) مرادی کے اشعار سے کیا

فان نخرم فہزامون قدیما وان تغلب فقیر مغلیبنا
 وما ان طبعنا حین ولکن منایانا ودولة اٰخریتنا
 اذا ما الموت رفع عن اناس کلا کلہ اناخ باخریتنا
 فافتی ذلکم سروات قومی کما افتی العترة الاولیتنا
 ولو خلد الملوک اذا خلدنا ولو بقی الکرام اذا بقینا
 فقل للشامتین بنا فیضوا سیلقی الشامتون کما لقینا

”اگر ہم کامیاب ہو جائیں تو ہمیشہ سے کامیاب ہوتے رہے ہیں اور اگر
 ہم مغلوب ہو جائیں تو پھر بھی ہماری شکست نہیں ہے، بڑی ہماری عادت نہیں
 ہے (بلکہ ہم اپنے زندہ رہنے اور دشمن کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں)۔“

لیکن ہماری موت دوسروں کی حکومت کا باعث ہے، اگر موت ایک گروہ سے اپنا سینہ اٹھائے تو دوسرے گروہ پر رکھ دیتی ہے اسی موت نے ہماری قوم کے سرداروں کو قتل کر لیا۔ گھاٹ اتار دیا جیسا کہ گذشتہ لوگوں کو نابود کیا اگر بادشاہ (جس کے پاس ہر قسم کے وسائل تھے) زندہ رہتے تو ہم بھی زندہ رہتے اور اگر بزرگ اور کریم لوگ زندہ رہتے تو ہم بھی رہتے پس ان سے کہ جو ہمارے غم ہی خوشی مناتے ہیں کہہ دے کہ خبردار یاد رکھو کہ عنقریب وہ بھی اس چیز سے ملاقات کریں گے کہ جس سے ہم نے ملاقات کی ہے پھر خدا کی قسم اس کے بعد تم زیادہ دیر نہیں ٹھہرے گے مگر اتنی دیر کہ گھر سوار گھوڑے پر سوار ہو یہاں تک کہ حوادث زمانہ چلی کی طرح تمہارے گرد گھومیں گے اور تمہیں محو کی طرح غفلت و اضطراب میں ڈال دیں گے ادیدہ عہد ہے جو میرے والد گرامی نے میرے جدِ محترم سے نقل کیا ہے (پس اپنے معاملہ کو مجتمع اور اپنے شرکاء کو اکٹھا کر لو تاکہ پھر تمہارا معاملہ تم سے پوشیدہ نہ رہے پھر میرے اوپر پل پڑا اور مجھے مہلت نہ دو۔ میں اپنے اور تمہارے پروردگار اللہ پر توکل رکھتا ہوں کوئی جاندار نہیں مگر یہ کہ وہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ یقیناً میرا پروردگار (سید ہے) پر قائم ہے خدایا ان سے آسمان کی بارش روک لے اور ان پر حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں ایسا قحط نازل فرما اور قبیحہ ثقیف کا لٹ کا (حجاج بن یوسف) ان پر مسلط کر دے جو انہیں موت کا کڑوا پالہ پلائے انہوں نے جھٹلایا ہے اور میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو ہمارا پروردگار ہے تجھ پر ہم توکل کرتے ہیں اور تیری بارگاہ میں لوٹتے ہیں اور تیری ہی طرف سب کی بازگشت ہے۔“

پھر آپ اپنی سواری سے اتر آئے اور رسول اللہ کے گھوڑے کو کہ جس کا نام مرتجز تھا طلب کیا اور اس پر سوار ہو کر اپنے اصحاب کی صفوں کو مرتب کیا (ملہون)

راوی کہتا ہے پس عمر سعد اُگے بڑھا اور امامؑ کے لشکر کی طرف ایک تیر پھینکا اور کہا کہ امیر کے پاس گواہی دینا کہ سب سے پہلا تیر میں نے پھینکا تھا اور اس کے بعد ان کی طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی تو آنجنابؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا خدا تم پر رحم کرے کھڑے ہو جاؤ اس موت کی طرف کہ جس سے کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ یہ تیر اس قوم کے ایٹھی میں تنہا سی طرف ہیں دن کا حصہ انھوں نے جنگ کی اور پے در پے چلے کیے یہاں تک کہ امام حسینؑ کے اصحاب کی ایک جماعت شہید ہو گئی۔

جاروا بانفسهم فی حب سیدہم والوجود بالنفس اقصى غاية الوجود
انھوں نے اپنے مولاد آقا کی محبت میں جان کی سخاوت کی اور سخاوت کی آخری حد جان کی سخاوت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت امام حسینؑ نے اپنا دست مبارک اپنی ریش مبارک پر پھیرا اور فرمایا کہ خدا کا غضب یہودیوں پر اس وقت زیادہ ہو جب انھوں نے خدا کے لیے بیٹا ثابت کیا اور عیسائیوں پر اس وقت ہوا کہ جب انھوں نے اس سے تین عداؤں میں سے ایک جانا اور مجوسوں پر اس وقت ہوا جب انھوں نے چاند اور سورج کی عبادت شروع کر دی ادا اب خدا کا غضب اس قوم پر شدت اختیار کر گیا ہے کہ جو اپنے پیغمبر کے فراسے کو شہید کرنے پر کٹھی اور محبت ہو گئی ہے۔ خدا کی قسم جو کچھ یہ چاہتے ہیں میں اسے قبول نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں بارگاہ خداوندی میں اس حالت میں جاؤں گا کہ میں اپنے خون میں لت پت ہوں گا۔

ہمارے آقا و مولا صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا میں نے اپنے والد گرامی سے سنا آپؑ کہتے تھے کہ جب حسینؑ اور عمر سعد لعنہ اللہ آئے سننے

اُگئے اور جنگ ہونے لگی تو خداوند تعالیٰ نے نصرت و مدد بھیجی جو امام حسینؑ کے سزا پر
کے اوپر پڑو بال پھیلائے پھڑپھڑا رہی تھی اور آپؑ کو اختیار دیا گیا دشمن پر کامیابی و مہم
اور تقاد خدا کے درمیان تو آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی تقار اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے
کو ترجیح دی۔

سید اجل صاحب تصانیف کثیرہ سید عبد اللہ شبیر حسینی کاظمی کی کتاب الجلائین
ہے کہ اس وقت جنات کی ایک جماعت آپؑ کی نصرت و مدد کے لیے حاضر ہوئی اور
آپؑ سے اذن جہاد و قتال چاہا تو آپؑ نے انھیں اجازت نہ دی اور کریمانہ و شریفانہ
شہادت کو مذموم و ناپسندیدہ زندگی پر ترجیح دی صلوات اللہ علیہ۔

مترجم کہتے ہیں اسباب ظاہری کی بنیاد پر بھی آپؑ کی کامیابی کوئی تعجب نیز امر
نہیں تھا کیونکہ کوفہ کے لوگ عام طور پر آنجناب سے جنگ کو ناپسند کرتے تھے
جیسا کہ فرزدقی نے کہا قلوبہم محک و سیوفہم علیک ان کے دل آپؑ کے
ساتھ اور ان کی تلواریں آپؑ کے برصلاوت ہیں اور ان میں سے بہت سول کو عبید اللہ
نے دھوکہ و فریب دے رکھا تھا کہ رمی کی سرحد میں حالات خراب ہیں تمہیں دامن
بھیج رہے ہیں جب لشکر جمع ہو گیا تو انھیں عمر سعد کے ساتھ کربلا بھیج دیا اور بیت
سے یہ باور نہیں کرتے تھے کہ معاملہ جنگ و کشت و خون تک جا پہنچے گا مثلاً حرم
اور تمہیں افراد وہ کہ ہر دوسویں کی رات ابن سعد کے لشکر سے جدا ہو کر امامؑ سے آ
ئے اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ عمر امام حسینؑ کی مدد کے لیے جا رہے
ہیں ورنہ ہم بھی ان کے ساتھ جاتے اور بعض یہ خیال کرتے تھے کہ امامؑ جب لشکر
کی کثرت کو دیکھیں گے تو امام حسنؑ کی طرح صلح کر لیں گے اور اگر خدا چاہتا تو ممکن تھا کہ
سرداران لشکر کے درمیان عمر سعد کی تقسیم و پختہ ارادہ کے بعد اختلاف پڑ جا سکے

تفصائے الہی اور طرح تخی "ناکہ آل ابوسفیان کی دشمنی پیغمبر اسلام کے ساتھ واضح روشن ہو جائے اور وہ لوگوں کی نظروں میں مغرور و ملعون اور جب لوگ ان سے نفرت کریں گے تو پھر لوگوں کے عقائد و نظریات میں دخیل اور اثر انداز نہیں ہو سکیں گے کیونکہ اگر ملحد و مساند اسلام نام امور سلطنت ہاتھ میں لے لے اور وہ لوگوں کی نظر میں محبوب ہو تو اس کی خرابی فساد اور نقصان بہت زیادہ ہے اور لوگوں میں سے جو لوگ آل ابوسفیان کے بخیال تھے امام حسین کی شہادت کے بعد نفرت کرنے لگے لہذا تھوڑی ہی مدت میں ان کی سلطنت زائل و ختم ہو گئی۔



jabir.abbas@yahoo.com

بیسویں فصل

جنگ کی کیفیت اور اصحابِ حسین کی شہادت

ابو الحسن سید بن ہبہ اللہ نے جو قطب راوندی کے نام سے علماء شیعہ میں مشہور اور ان کی مزار قم مقدس کے نئے صحن میں معرووف ہے کہ جن کا سن وفات ان کی لوح قبر پر ۵۴۸ لکھا ہے لیکن ہمارے شہید کے مجموعہ سے نقل کیا ہے کہ چاشت کے وقت بدھ کے دن ۱۴ شوال ۳۵۸ھ میں وفات پائی روایت کی ہے اپنے اسناد کے ساتھ کہ امام ابو جعفر (باقی) سے فرمایا امام حسین نے شہادت سے پہلے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا بیٹا تجھے عراق کی طرف جانے کے لیے مجبور کریں گے اور وہ ایسی زمین ہے کہ جس میں انبیاء و اوصیاء نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہے اور جس جگہ کا نام عمر اسے دیا تھا تجھے شہید کیا جائے گا یا روانصار کے ایک گروہ کے ساتھ کہ جو اسے کے زخموں سے دردِ عالم محسوس نہیں کریں گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی یا نار کو فی بردا و سلام علی ابراہیم اور جنگ تجھ پر ٹھنڈی و سلامتی والی ہوگی پس خوش و خرم اور شادان رہو کہ اگر انھوں نے ہمیں شہید کر دیا تو ہم پینیمبر اکرم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

ثمالی نے علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ میں اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ تھا اس رات کہ جس کی صبح آپ شہید ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس رات کو اپنے لیے میرا در ڈھال بنا لو کہ نہ کہ یہ لوگ صرف مجھے

چاہتے ہیں اگر وہ مجھے قتل کر دیں تو تہناری طرف نہیں دیکھیں گے میں عقدِ بیعت تم سے کھول دیتا ہوں انھوں نے کہا ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے تو آپ نے فرمایا کہ کل سب مارے جاؤ گے اور تم میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا تو انھوں نے کہا حمد و تعریف ہے اس خدا کے لیے کہ جس نے آپ کی معیت میں قتل ہوئے کی سعادت سے ہمیں نوازا ہے تو آپ نے ان کے لیے دعائے خیر کی اور پھر فرمایا ادھر کی طرف اپنے سر اٹھاؤ اور دیکھو پس وہ اپنی جگہوں اور مکانات و محلات کی طرف جو جنت میں تھے دیکھنے لگے اور آپ فرماتے جاتے تھے اے فلاں یہ تیرا گھر ہے لہذا وہ مردانِ حق نیزوں اور تلواروں کو اپنے سینوں اور چہروں پر لیتے تھے تاکہ زیادہ جلدی اپنے جنت کے گھر میں پہنچ جائیں۔

شیخ صدوقؒ نے سالم بن البرجدہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے کعب الاحبار سے سنا وہ کہتا تھا ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اولاد میں سے قتل ہوگا اور اس کے اصحاب کی سواریوں کا پسینہ ابھی خشک نہیں ہوا ہوگا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اور حواریین کو آغوش میں لیں گے۔ پس امام حسنؑ گذرے تو ہم نے پوچھا یہ ہیں اس نے کہا کہ نہیں اور حسینؑ گذرے تو ہم نے کہا یہ ہیں تو اس نے کہا ہاں۔

بیز روایت کی ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے لوگوں نے عرض کیا کہ خبر دیجئے کہ کس طرح امام حسینؑ کے اصحاب نے بے پردہ ہو کر اپنے آپ کو اس وقت جنگ کی آگ میں پھینک دیا تو فرمایا کہ پردہ ان کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیا گیا تھا، یہاں تک کہ انھوں نے جنت میں اپنے گھر دیکھ لیے لہذا ان میں سے ہر ایک قتل ہونے کی طرف جلدی کرتا تھا کہ حواریین سے مصافحہ کرے اور انھیں آغوش میں لے

لے اور جنت میں اپنے گھر میں پہنچ جائے۔ مولف کہتے ہیں زیارت ناحیہ شریفہ میں ہے کہ جو شہداء کے اسمیٰ اور ناموں پر مشتمل ہے لقد کشف الله لکم العطاء ومهد لکم الوطاء واجزل لکم العطاء الله۔ اللہ نے تمہارے لیے پورے ہٹا دیے اور تمہارے لیے راستہ ہموار کر دیا اور عظیم و بزرگ عطا و بخشش تم پر کی۔

معانی الاخبار سے اسناد کے ساتھ امام محمد تقی سے اُن کے آباؤ اجداد علیہم السلام سے روایت ہوئی ہے کہ علی بن الحسین نے فرمایا جب امام حسینؑ کا معاملہ شدت اختیار کر گیا تو آپ کے اصحاب نے آپ کو دیکھا کہ آپ درمروں کی برخلاف حالت میں ہیں کیونکہ جتنا معاملہ زیادہ دشوار ہوتا تو اصحاب و انصار کا رنگ متغیر اور اڑا ہوا اور ان کے دل لرزاں و ترساں ہوتے لیکن آنجناب اور بعض آپ کے خواص اصحاب کا رنگ زیادہ نکھر آیا اور ان کے اعضاء و جوارح سکون و آرام میں تھے اور ان کے دل زیادہ مطمئن تھے لہذا وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے دیکھتے نہیں ہو کہ وہ موت کا منہ دیکھ کر ہستے ہیں اور موت سے ڈرتے نہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا: صبراً بنی الکرام فما العوت الا قنطرة تعبیرکم عن البؤس والضراء الى الجنان والواسعة والنعيم الدائمة فايکم يكره ان ينتقل من سجن الى قصر وما هو لاعدائکم الا کم من ينتقل من قصر الى الجن و عذاب۔ یعنی صبر و تحمل سے کام لو اسے شریف و کریم بزرگوں کی اولاد موت نہیں مگر ایک پل کہ جو تمہیں رنج و سختی سے کشادہ فراخ باغوں اور جادوانی نعمتوں کی طرف جارہی ہے پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ قید خانہ سے قعر و محل کی طرف منتقل ہو اور تمہارے دشمنوں کے لیے موت اس طرح ہے کہ کوئی شخص قعر سے زندان اور عذاب کی طرف منتقل ہو اور میں نے اپنے والد گرامی سے سنا اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ

وَالْمَ سَے روایت کی ہے: الدنیا سجن المؤمن وجنة الكافر والموت جسر
هو لاء الی جناتہم وجسر هو لاء الی جحیمہم ما کذبت ولا کذبت
دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے موت ان کے لیے انکی عین
میں جانے کا پل ہے اور ان کے جہنم میں جانے کا نہ میں نے بھڑ بولا ہے اور نہ
مجھ سے بھڑ بولا گیا ہے۔

حضرت بن یزید کا امام علیہ السلام سے ملنا

جب حُزَیْنِ یَزِیدِی نے دیکھا کہ لوگ امام علیہ السلام کو شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں کہ انہنجاب کی فریاد سنی کہ آپ فرما رہے تھے اِمامِ غِیْثِ یَغِیْثُنا لَوَجْهَ اللّٰہِ اِمامِن ذٰلِکَ یَذْبَعُ عَنْ حُرْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ کیا کوئی فریاد رس ہے جو راہِ خدا میں ہماری فریاد سنی کرے کیا کوئی مانع اور حامی ہے کہ جو ان لوگوں کے شر کو حرمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے دُور کرے تو حُزَیْنِ عَمْرِ بنِ سَعْد سے کہا کہ اے عمر کیا واقعات اس شخص سے جنگ کر دو گے۔ اس نے کہا خدا کی قسم جس میں سروں کا گرنا اور ہاتھوں کا کٹنا آسان ترین کام ہوگا، حُزَیْنِ نے کہا یہ پیش نہاد جواہروں نے کی ہے (یعنی مجھے واپس جانے دو) تم قبول نہیں کرتے۔ عمر نے کہا اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں قبول کر لیتا لیکن تمہارا امیر راضی نہیں ہوا پس حُرُوداں سے آیا اور لوگوں سے الگ ایک جگہ جا کھڑا ہوا اور اس کی قوم کا ایک شخص قرہ بن قیس اس کے ساتھ تھا تو حُزَیْنِ نے کہا اے قرہ تو نے آج اپنے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا اس نے کہا نہیں کیا تو چاہتا نہیں کہ اس کو پانی پلائے، قرہ کہتا ہے مجھے یہ گمان ہوا خدا کی قسم یہ چاہتا کہ جنگ سے کنارہ کشی کرے اور اس میں حاضر

ہو پس وہ ناپسند کرتا ہے کہ میں اسے کنارہ کشی کرتے دیکھوں تو میں نے کہا کہ میں نے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا اب میں جاتا اور اسے پانی پلاتا ہوں پس حراس جگہ سے ہٹ گیا جہاں گھوڑا تھا خدا کی قسم اگر وہ مجھے بتاتا وہ چیز کہ جس کا وہ ارادہ کر چکا تھا تو میں بھی اس کے ساتھ حسین علیہ السلام کی خدمت میں چلا جاتا پس وہ اہستہ اہستہ حسینؑ کے قریب جانے لگا تو اس سے مہاجرین اوس نے کہا اے یزید کے بیٹے کیا کرنا چاہتے ہو کیا حملہ کرنا چاہتے ہو حُر نے اسے جواب نہیں دیا اور حُر کو لرزہ جیسی کیفیت طاری ہو گئی تو مہاجر نے اس سے کہا تیرا معاملہ شک و حیرت میں ڈال رہا ہے خدا کی قسم میں نے تجھے اس موقف کی طرح کہیں بھی اس طرح نہیں دیکھا اگر مجھ سے سوال ہوتا کہ: اہل کوفہ میں سب سے زیادہ شجاع و بہادر کون ہے؟ تو میں تجھ سے تجاوز نہ کرتا حُر نے کہا تجھے کیا ہوا خدا کی قسم میں اپنے نفس کو جنت و بہنم کے درمیان اختیار دے رہا ہوں لیکن خدا کی قسم میں جنت پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دوں گا اگرچہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور مجھے جلا دیا جائے پھر حُر نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور حسین کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کر لیا۔ جبکہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا اللہم ایلک انبت فتب علی فقد ارعبت قلوب اولیاءک و اولاد بخت نبیک

یعنی خدایا میں تیری طرف لوٹ رہا ہوں پس تو میری توبہ قبول کرے کیونکہ میں نے تیرے اولیاء اور تیرے نبیؐ کی بیٹی کی اولاد کے دلوں میں ہول و رعب ڈالا ہے پس امام حسینؑ سے جا ملا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں، اسے فرزند رسول خدا میں آپ کا وہ ساتھی ہوں کہ جس نے واپس جانے سے آپ کو روکا تھا اور آپ کے ساتھ پورا راستہ چلتا رہا اور آپ کو اس جگہ اترنے پر مجبور کیا تھا۔

مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ یہ قوم اس بات کو رد کر دے گی جو آپ نے ان کے سامنے پیش کی ہے اور نہ مجھے یہ خیال تھا کہ وہ آپ کے معاملہ میں اس حد تک پہنچ جائیں گے خدا کی قسم اگر مجھے علم ہوتا کہ وہ آپ کو یہاں تک پہنچا دیں گے کہ جہاں میں دیکھ رہا ہوں تو میں اس چیز کا مرتکب نہ ہوتا کہ جس کا ارتکاب میں نے آپ سے کیا ہے۔ اب میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس کام سے جو میں نے کیا ہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میری یہ توبہ (قبول) ہے تو امام حسینؑ نے فرمایا ماں خدا تیری توبہ کو قبول کرے۔ پس گھوڑے سے اتر آؤ تو حُر نے عرض کیا میرا گھوڑے پر سوار رہنا پیدل ہونے کی نسبت آپ کے لیے بہتر ہو گا میں کچھ دیر ان سے جنگ کروں گا اور آخری سالہ میرا گھوڑے سے اترنا ہی ہو گا۔

اور مہموف کی روایت میں ہے کہ حُر نے کہا چونکہ میں سب سے پہلے آپ سے جنگ کرنے آیا تھا لہذا مجھے اجازت دیجئے کہ سب سے پہلے آپ کی طرف سے میں مار جاؤں شاید میں کل قیامت میں آپ کے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے مصافحہ کر سکوں۔ پھر سید نے کہا ہے کہ حُر کی مراد یہ تھی کہ اب کے بعد پہلا مقتول میں بنوں کیونکہ ان سے پہلے بھی ایک جماعت شہید ہو چکی تھی جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ پس امام نے انھیں اذن جہاد دیا (ارشاد و کامل) پس امام نے فرمایا خاتم پر رحم کرے جی، تنہا سے جی میں آیا ہے اسے گر گزرو۔

وہ امام حسینؑ سے آگے بڑھے اور کہا اے اہل کوفہ تنہا ہی مائیں تمہیں مفقود پاؤں اور حوادث زمانہ کے شکار بنو اس خدا کے صالح اور نیک بندے کو تم نے دعوت دی جب وہ تنہا سے پاس آگیا تو اس کو دشمن کے سپرد کر دیا، حالانکہ تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اس کی راہ میں جان بازی کر دے اب اس کے

سامنے تلوار کھینچ لی ہے اس کو روک رکھا ہے اور اس کا گلا دبا رکھا ہے اور ہر طرف
 سے اسے گھیر لیا ہے تاکہ اسے اللہ کے وسیع و عریض شہروں کی طرف جانے سے
 روکو وہ تنہا سے انھوں میں قیدی سا بن کر رہ گیا ہے وہ اپنے نفس کو نہ نفع پہنچا
 سکتا ہے اور نہ ہی اس سے ضرر کو دور کر سکتا ہے اور تم نے اسے اس کے اہل
 عیال اس کے بچوں اور عزیزوں کو فرات کے اس جاری پانی سے روک دیا ہے
 کہ جسے یہودی، عیسائی اور مجوسی پیتے ہیں اور جس میں اس دشت و بیاباں کے
 خنزیر اور کتے ٹوٹ پوٹ رہے ہیں اور یہ دیکھو کہ انھیں پیاس نے پکچا رکھا
 ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد بہت بڑا برتاؤ کیا ہے تم نے ان کی ذریت کے
 ساتھ اور آنجناب کی حرمت کا پاس نہیں کیا خدا تمہیں پیاس کے دن میرا ب نہ کرے
 پس حُر پر ان ملائین نے تیروں سے حملہ کر دیا پس وہ آگے بڑھے اور امام حسین
 کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ شاعر کہتا ہے رواں شد سوئے عیش رحمت
 حق = بحق ہیروست و باحق گشت، ملحق = بگفت اسے بشر منہم آں عبد گمراہ = کہ بگو فتم
 سر را بہت ہا کرہ = دل دلاؤ گان عشق یزدان = شکستم من نادانی و طغیانی = نہ انستم
 کہ ایں قوم ستمگار = بود مقصود شان پیکار روا داد = خطایم بخش اسے شاہ عد بند =
 گنہ از بندہ عفو از خداوند = یم عفو ازل شد در تلاطم = گنہ گردید از آن نامور کم =
 جو بخشیدش خطا شاہ خطا بخش = روان شد بوسی میدان فارسی بخش = بگفت اسے
 قوم بد کش زنا زاد = سماں حرم دسکن گشتم آزاد = امیر برگزیدم در دو عالم = کہ باشد
 بہترین فرزند آدم = بود حق آشکارا از خیرش = نبی پیدا از سیما ی میزش = رجز خواند
 و نصیحت کرد و عقدید = بر آں آبن دلاں سودے نہ بخشید =
 حُر حق تعالیٰ کی رحمت والے شکر کی طرف رواں ہوئے = حق کے ساتھ مل

گئے اور حق سے جا ملحق ہوئے۔ کہا اے شاہ میں وہی گمراہ بندہ ہوں کہ جس نے آپ کا جبر راستہ روکا تھا خدا کے یزداں کے عاشقوں کے دلوں کو میں نے نادانی اور سرکشی کی بنا پر توڑ دیا ہے میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ ستمگار قوم خدا کے عادل و بخشنے والے سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، میری خطا کو بخش دے اے شاہ کہ جب دشمن نے بند کر رکھا ہے۔ گناہ بندے سے ہوتا ہے اور غفور بخشنے والا کی طرف سے عفو و غفران کے دریا میں تھلا دیا گیا اور اس نامور میں گناہ ڈوب گیا۔ جب خطا بخشنے والے شاہ اس کی خطا بخش دی تو میدان کی طرف چلا بہادر شہسوار اور کہا اے قوم بد کمیش بد ذات میں وہی حُر ہوں لیکن اب آزاد ہوا ہوں۔ میں نے دو عالم میں اس امیر کو انتخاب کیا ہے کہ جو بہترین اولاد آدم ہے اس کے خیر سے حق واضح ہوتا ہے اور اس کے روشن چہرے سے نبی آخر الزمان کی جھلک آتی ہے ربڑ پڑھے نصیحت کی اور عذاب خدا سے عقیدہ و دھمکی دی لیکن ان فولادی دلوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

اور سبط نے کتاب تذکرہ میں کہا ہے کہ بعد اس کے کہ امام حسینؑ نے شہادت بن ربیع، حجار، قیس بن اشعث اور زید بن حارثہ کو پکارا کہ کیا تم لوگوں نے مجھے خطوط نہیں لکھے تھے اور ان کے کہنے کیطابق کہ ہم نہیں جانتے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ حُر بن یزید میرا بھائی ان کے سرداروں میں سے تھا پس اس نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم نے آپ کو خطوط لکھے تھے اور ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جو آپ کو ادھر لے آئے پس خدا باطل اور اہل باطل کو اپنی رحمت سے دور رکھے خدا کی قسم میں دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دوں گا پھر حُر نے اپنے گھوڑے کے منہ پر چابک مارا اور حسینؑ کے شکر میں داخل ہو گئے تو امام حسینؑ نے ان سے کہا اہل و سہل خدا کی قسم تم دنیا اور آخرت میں حُر آزاد ہو۔ انھیں۔

عبداللہ بن عمر کلبی کی شہادت

اور روایت ہے کہ عمرؓ نے عیین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب مجھے عبید اللہؓ نے آپ کی طرف بھیجا تھا اور میں قصر الامارہ سے نکلا تو پیچھے سے مجھے ایک ہند آئی اسے مڑتے تھے خیر و بھلائی کی خوشخبری ہو۔ پس میں نے مڑ کر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پس میں نے (دل میں) کہا خدا کی قسم یہ بشارت نہیں ہو سکتی جبکہ میں حسینؑ کے مقابلہ میں جا رہا ہوں اور میں نے آپ کی اتباع و پیروی کی دل میں بات بھی نہیں کی تو انہوں نے فرمایا اب تو تڑنے خیر و اجر کو پایا ہے۔

پس عمرؓ نے پکار کر کہا اسے دریدہ (زویہ دل) اپنا غم قریب ہے اس نے قریب کیا تو عمرؓ نے تیر کیان میں رکھا اور پھر اسے مارا اور کہا گواہ رہنا کہ میں پہلا شخص ہوں کہ جس نے تیر چلایا ہے پھر دوسرے لوگوں نے تیر چلانے شروع کر دیے اور مبارزہ طلبی کرنے لگے۔ اور محمد بن ابوطالبؑ نے کہا کہ اس کے سارے ساتھیوں نے تیر چلانے کہ جن کی وجہ سے اصحاب حسینؑ میں سے کوئی بھی نہ بچا کہ جسے تیر نہ لگے ہوں بعض نے کہا ہے جب اس تیروں کی بارش میں انھوں نے تیر بردہ سائے تو حسینؑ کے ساتھی کم رہ گئے اور اس حملہ میں پچاس افراد شہید ہو گئے۔

اُردی کہتا ہے کہ مجھ سے ابوجنا ب نے (جو کلبی قبیلہ سے تھا) بیان کیا وہ کہتا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص تھا جسے عبداللہ بن عمرؓ کہا جاتا تھا کہ جو بنی عظیم میں سے تھا اس نے کوفہ میں رہنا شروع کر دیا اور قبیلہ ہمدان میں بمیز الجعد کے پاس مکان سے لیا تھا کہ لوگ پیش ہوتے ہیں تاکہ انھیں امام حسینؑ کے مقابلہ میں بھیجا جائے۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے ان سے سوال کیا تو اسے بتایا گیا کہ یہ مرگ حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف بھیجے جا

رہے ہیں تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اہل الشریک سے جہاد کرنے میں بہت حریص تھا اب میں امید رکھتا ہوں کہ ان لوگوں سے جہاد کرنا جو اپنے نبی کے نواسہ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہیں اللہ کے ہاں ان سے میرے مشرکین جہاد کرنے سے ثواب میں کم نہیں ہوگا پس وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور اسے بتایا جو کچھ ساتھ اور اپنی رائے بھی بتائی تو اس کی بیوی نے کہا آپ نے درست سوچا ہے خدا آپ کو ورستی سے ہم کنار رکھے اور آپ کے امور کو رشید و عاقلانہ قرار دے ضرور ایسا کرو اور مجھے بھی ساتھ لے چلو راوی کہتا ہے پس رات کو اپنی بیوی کو ساتھ لے کر نکلا لیکن کہ امام حسینؑ تک پہنچ گیا پس آپ کے ساتھ ٹھہرا ہا جب عمر سعد آپ کے قریب آگیا اور تیر مارا اور اس کے ساتھ ہی باقی لوگوں نے تیروں کی بارش کر دی جب تیروں کا حملہ کر چکے تو یسار زیاد بن ابوسفیان کا غلام اور سالم عبید اللہ بن زیاد کا غلام میدان میں نکلتے اور کہا جو مقابلہ میں آنا چاہتا ہے آئے راوی کہتا ہے کہ حبیب بن مظاہر اور بریر بن خضیر تڑپ کر اٹھے تو امام حسینؑ نے ان دونوں حضرات سے فرمایا کہ بیٹھو تو عبداللہ بن عمر کلبی اٹھا اور عرض کیا یا ابا عبداللہ خدا آپ پر رحم فرمائے مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں ان دونوں کے مقابلہ میں جاؤں پس امام حسینؑ نے دیکھا کہ ایک قد آور مضبوط یارڑوں والا کہ جس کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے تو آپ نے فرمایا میں اس کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ اپنے مد مقابل آنے والوں کو قتل کرے گا اگر چاہتے ہو تو جاؤ راوی کہتا ہے کہ پس عبداللہ باہر نکلتے ان دونوں کی طرف تو انہوں نے کہا تم کون ہو اپنا نسب بیان کرو تو عبداللہ نے اپنا نسب بیان کیا تو وہ کہنے لگے تم ہمیں نہیں جانتے زہیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن خضیر ہمارے مقابلہ میں آئیں، اور یسار سالم سے کچھ آگے بڑھ آیا تھا تو کلبی

نے اس سے کہا اے زنا کار عورت کے بیٹے اور تو بھی یہ رغبت رکھتا ہے کہ لوگوں میں سے کوئی تیرے مقابلے میں نکلے تیرے مقابلہ میں جو بھی آئے گا وہ تجھ سے بہتر ہو گا پھر اس پر شدت سے حملہ کر کے اپنی تلوار کا وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا (یعنی وہ لعین مر گیا) یہ اس میں مشغول تھے اسے اپنی تلوار سے مار رہے تھے کہ سالم نے شدت سے ان پر حملہ کیا پس پکارا کہ اس سے کہا (یار سے پکارا گیا) تجھے غلام نے ڈھانپ لیا راوی کہتا ہے اس کو اس کی طرف توجہ نہیں تھی کہ وہ ان پر آکر چھا گیا اور جلدی کر کے اس نے ان پر ضرب لگائی کہ جسے کلبی نے اپنے بائیں ہاتھ پر پچایا تو آپ کی بائیں پھیلی کی انگلیاں اڑ گئیں پھر کلبی اس غلام کی طرف مڑے اس پر تلوار کے وار کر کے اسے قتل کر دیا۔

اور کلبی آگے بڑھے رجز پڑھتے ہوئے جب کہ ان دونوں لعینوں کو قتل کر چکے۔
 ان تنکرونی فان ابن کلبی، حسبی بییتی فی علم حسبی النی امرء ذومرۃ وعصب۔
 ولست بالخولد عند النکب۔ انی زعیم وہب، بالطن فیم مقدما والضرب۔
 ضرب غلام مؤمن بالرب: اگر مجھے نہیں پہنچاتے یا اجنبی سمجھتے ہو تو میں نبی کلبی میں سے ہوں اور میرے لیے یہ بات کافی ہے کہ میرا حسب نبی علیم میں سے ہے
 میں صاحب قوت و مضبوط اعصاب والا شخص ہوں میں مصیبت کے وقت چیخ و پکار کرنے والا نہیں ہوں میں تیرے سامنے جواب دہ ہوں (ام و دھب بڑھ بڑھ کر
 نیزہ مارنے اور تلوار چلانے کے سلسلہ میں) ایسے جوان کی ضرب جو اپنے پروردگار پر ایمان رکھتا ہے۔

پس ام و دھب اس کی بیوی نے ایک ستون اٹھایا اور اپنے شوہر کی طرف بڑھی اور اس سے کہہ رہی تھی میرے ماں باپ تجھ پر قربان جائیں قتال و جہاد کرو یا نیزہ

لوگوں کی حمایت میں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی قدسیت ہیں پس اس کا شوہر اسکی طرف بڑھا جو اسے عورتوں کی طرف پلٹاتا تھا اور وہ خاتون اپنے شوہر کے دامن کو پکڑتی و کھینچتی تھی اور کہتی تھی خدا کی قسم میں ہرگز آپ کو نہیں چھوڑوں گی یہاں تک کہ آپ کے ساتھ ہی مروں گی پس امام حسینؑ نے اس خاتون کو پکار کر فرمایا اہل بیت کی طرف سے تمہیں جزائے خیر ملے واپس آ جاؤ خدا تم پر رحم فرمائے عورتوں کی طرف پس انکے ہاتھ بیٹھ جاؤ کیونکہ عورتوں پر جہاد نہیں ہے پس وہ خاتون عورتوں کی طرف واپس آ گئی۔

راوی کہتا ہے کہ عمر بن حجاج نے اصحاب حسینؑ کے خیمہ پر حملہ کیا اس لشکر کے ساتھ کہ جواہل کوفہ میں سے اس کی کمان میں تھا جب وہ حسینؑ کے قریب پہنچا تو اصحاب حسینی نے اپنے گھٹنے ٹیک کر نیزے ان کی طرف سیدھے کر دیے پس ان کے گھوڑے نیزوں کی طرف نہ بڑھ سکے پس گھوڑے واپس مڑنے لگے تو انہیں تیروں سے پھینکی کر دیا اور کئی افراد انہیں سے گرایے اور کچھ لوگوں کو زخمی کیا۔ امام کا نفرین کرنا

راوی کہتا ہے کہ پھر نبی تیممؑ میں سے ایک شخص کہ جس کو عبداللہ بن حوزہ کہتا جاتا تھا آیا یہاں تک کہ امام حسینؑ کے آگے کھڑا ہو گیا اور کہا اے حسینؑ اے حسینؑ تو امامؑ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے تو اس لعین نے کہا تجھے آگ کی بشارت ہو آپ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہے تو جھوٹ بکتا ہے میں تو رحیم پروردگار اور اس شفیع کی بارگاہ میں جاؤں گا کہ جس کے ہر امر کی اطاعت ہوگی، یہ کون ہے آپ سے آپ کے اصحاب نے عرض کیا مولا یہ حوزہ کا بیٹا ہے تو آپ نے عرض کیا پروردگار اسے سختی و شدت سے آگ کی طرف بھیج لے جا راوی کا بیان ہے کہ اس کا گھوڑا کھال میں مضطرب ہوا تو یہ اس میں گر گیا لیکن اس کا بایاں پاؤں رکاب میں پھنسا رہا اور دایاں اٹھا رہا پس مسلم بن عویلجہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کے دائیں پاؤں پر ضرب لگائی پس وہ اڑ گیا

اور اس کو لے کر اس کا گھوڑا دوڑنے لگا اور وہ اس کے سر کو ہر تھرا اور درخت لگا تیاہا
 تک کہ وہ یعن مر گیا اور اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی روح کو جہنم کی آگ کی طرف لے گیا
 از دی نے عطاء بن سائب سے عبد الجبار بن وائل حضری اس کے بھائی مسروق بن وائل
 سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ان سواروں کے وائل میں تھا جو امام حسینؑ
 کی طرف چلے تھے تو میں نے کہا میں سب سے پہلے لوگوں میں رہوں تاکہ حسینؑ کا سر
 پاسکوں تاکہ مجھے ابن زیاد کے ہاں کوئی قدر و منزلت مل جائے وہ کہتا ہے جب ہم
 حسینؑ تک پہنچے تو ہم میں سے ایک شخص آگے بڑھا کہ ہے ابن حوزہ کہا جاتا تھا اس نے
 کہا کیا تم میں حسینؑ ہے وہ کہتا ہے ہاں امام حسینؑ خاموش رہے اس نے دوبارہ کہا پھر
 بھی آپ خاموش رہے یہاں تک کہ جب تیسری نوبت آئی تو آپؑ نے فرمایا اس سے کہو
 ہاں حسینؑ ہے تو کیا چاہتا ہے تو اس یعن نے کہا اے حسینؑ تجھے (معاذ اللہ) آگ کی
 بشارت ہو تو آپؑ نے فرمایا تو جھوٹ بکتا ہے میں غفور و بخشنے والے پروردگار
 اور شفاعت کرنے والے کہ جس کی بات مانی جائے گی کی طرف جا رہا ہوں پس تو
 کون ہے اس نے کہا میں ابن حوزہ ہوں راوی کہتا ہے پس امام حسینؑ نے دونوں
 ہاتھ آسمان کی طرف اتنے بلند کیے کہ ہم نے کپڑوں کے اوپر سے آپ کے بغلوں کی
 سفیدی دیکھی اس کے بعد کہا "اللهم حزه الی المناسر" پروردگار
 اس کو آگ میں جگہ دے راوی کہتا ہے کہ اس سے ابن حوزہ رخ پاہو گیا پس وہ گیا
 تاکہ اپنا گھوڑا آپ کی طرف دوڑائے جب کہ آپ کے اور اس کے درمیان ایک
 نہر (کھال) تھی پس اس کا پاؤں رکاب میں پھنس گیا اور گھوڑا اس کے ساتھ چکر کھٹنے
 لگا تو وہ گر گیا تو اس کا پاؤں پٹلی اور ران کٹ گئی اور اس کی دوسری جانب
 رکاب میں پھنسی ہوئی تھی راوی کہتا ہے پس مسروق واپس آگیا اور شکر کو دہیں چھوڑ

آپا راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سلسلہ میں اس سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ میں نے اس گھردلوں سے ایسی چیز کا مشاہدہ کیا ہے کہ اب میں ان سے کبھی بھی جنگ نہیں کروں گا وہ کہتا ہے کہ پھر جنگ نے اپنے پنج کاڑ دیئے۔

بریر بن حصیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

ازدی کہتا ہے مجھ سے یوسف بن یزید نے عقیف بن زہیر بن ابوالاخنس سے حدیث بیان کی ہے اور وہ مقتل حسینی میں موجود تھا وہ کہتا ہے کہ نبی غیرہ بن ربیعہ قبیلہ میں سے یزید بن معقل نکلا اور وہ نبی سلیمہ کا جو قبیلہ عبدالقیس کی ایک شاخ ہے حلیف دہم قلم تھا اور اس نے کہا اے بریر بن حصیر خدا سے نا تم کیسا دیکھ رہے ہو اللہ کو اس نے تمہارے ساتھ کیا کیا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم خدا نے میرے اوپر خیر و برکت کا نزول فرمایا اور تیرے ساتھ شر اور برائی اللہ نے رد رکھی اس نے کہا تم نے جھوٹ بولا حالانکہ آج سے پہلے تم جھوٹ نہیں بولتے تھے کیا تمہیں یاد ہے جب میں تمہارے ساتھ بنی لوزان میں چل رہا تھا تو تم نے کہا تھا کہ عثمان بن عفان نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور وہ اپنے نفس کے بارے میں مسرف ہے اور معاویہ بن ابوسفیان ضال و مضل (خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے) ہے اور ہدایت دہن کے امام علی بن ابی طالب علیہ السلام ہی تو بریر نے اس سے کہا میں گواہی دیتا ہوں اب بھی میری رائے میری بات یہی ہے تو بریر سے یزید بنی معقل نے کہا پس میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہوں میں سے ہو۔

تو بریر نے کہا کیا تو پسند کرے گا کہ اس بات پر ہم ایک دوسرے سے مباہلہ کریں اور خدا سے دعا کریں کہ وہ جھوٹے پر لعنت کرے اور جو حق پر ہے وہ باطل پرست کو قتل

کر دے پھر میدان میں نکل آؤ تاکہ میں تجھ سے مبارزہ کروں راوی کہتا ہے کہ دونو میدان میں نکلے اور دونوں نے بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ وہ جھوٹے پرہنت نیچے اور جو حق پر ہے وہ باطل پرست کو قتل کر دے اور پھر انہیں سے ہر ایک دوسرے سے مبارزہ و جنگ کرنے لگا پس دو ضربتوں کا رد و بدل ہوا اور تیرید بن معقل نے بریر بن خضیر پر ایک خفیف سی ضرب لگائی جس سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا اور بریر بن خضیر نے اسے ایسی ضرب لگائی کہ جو اس کی خود توڑ کر اس کے داغ و مغز تک پہنچ گئی پس وہ زمین پر گر پڑا گویا کہ وہ پہاڑ کی بلندی سے گرا اور ابن خضیر کی تلوار اس کے سر میں اس طرح ثبت تھی گویا میں دیکھ رہا ہوں ان کی طرف کہ وہ اسے اس کے سر سے حرکت دے کر نکال رہے ہیں پھر بریر پر رضی بن منقذ عبدی نے حملہ کیا پس بریر نے اس کی گردن میں بائیں ڈال دیں وہ کچھ دیر تک ایک دوسرے سے زور آزمائی کرتے رہے پھر بریر ان کے سینہ پر بیٹھ گئے تو رضی نے چیخ کر کہا کہاں ہیں تلوار زن اور دفاع و حمایت کرنے والے راوی کہتا ہے کہ پس کعب بن جابر بن عمرو اذدی گیا تاکہ وہ بریر پر حملہ کرے تو اس نے اسی سے کہا یہ بریر بن خضیر قاری ہیں جو عین جامع مسجد میں قرآن پڑھایا کرتے تھے اس لعین نے بریر پر نیزے سے حملہ کیا یہاں تک کہ ان کی پشت پر نیزہ رکھ دیا جب بریر نے نیزے کی اتنی محسوس کی تو آپ اس کے منہ پر گر کر اسے دانتوں سے کاٹنے لگے اور اس کے ناک کا ایک حصہ کاٹ دیا پس آپ پر کعب بن جابر نے نیزہ مارا یہاں تک کہ انہیں اس لعین سے ایک طرف گرا دیا اور پھر نیزہ ان کی پشت میں عائب کر دیا پھر انہیں تلوار سے مارنے لگا یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا رضوان اللہ علیہ

عقیق کہتا ہے گویا میں اس عبدی کو جو زمین پر پھڑپھڑا رہا دیکھ رہا ہوں کہ وہ

اٹھا جب کہ اپنی قبا سے مٹی بھاڑ رہا تھا اور کہتا تھا اے ازدی بھائی تو نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے کہ جسے میں کبھی نہیں بھولوں گا

یوسف نے کہا پس میں عقیف سے کہا تو نے یہ منظر خود دیکھا تھا اس نے کہا میری آنکھ نے دیکھا اور کان نے سنا جب کعب بن جابر لوٹ کر آیا تو اس کی بیوی اور اس کی بہن نور بنت جابر نے اس سے کہا تو نے فرزند فاطمہ کے برخلاف تعاون کیا اور سید القراء کو شہید کیا تو نے بہت ہی برا کام کیا ہے خدا کی قسم اب کے بعد میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گی اور کعب بن جابر نے یہ اشعار کہے۔

سلی تعبیری عنی وانت ذخیمۃ
المآت اقصى ما کرهت ولم یخل
معی بزفی لم تختہ کعبوبہ
فجردتہ فی عصیۃ لیس دینہم
ولم ترعینی شلم فی زمانہم
اشد قراعا بالسیوف لدی الوغا
وقد نازبوا لوان ذلک نافع
فابلغ عبید اللہ اما لقیبتہ
قتلت بریرا ثم حملت نعمۃ
میرے بارے میں تو سوال کرتے تھے بتایا جائے گا تو مذمت کرے گی حسین والی
صبح کی جب کہ نیزے چل رہے تھے کیا میں اس کام کو نہیں بجا لایا کہ جسے تو ناپسند
کرتی تھی اور یہ تصور نہیں کیا جاتا تھا کہ جنگ کے دن میں کیا کرنے والا ہوں میرے
ساتھ میرا نیزہ تھا کہ جس سے اس کی گرہوں نے خیانت نہیں کی اور سفید چمکی تلوار

تھی جس کی دھاریں پرتھیں اور قاطع تلوار تھی، پس میں نے اسے نیام سے نکال کر ایسی جماعت پر حملہ کیا کہ جن کا دین میرے دین ایسا نہیں تھا اور حرب کے بیٹے پر قنات کیسے ہوئے تھا، حالانکہ میری آنکھ نے ان کے زمانہ میں ان جیسے لوگ نہیں دیکھے اور نہ ہی ان سے پہلے کے لوگوں میں جب کہ میں لڑا تھا جنگ کے موقع پر زیادہ سختی سے تلوار زنی کرنے والے مگر یہ وہ شخص جو اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے اہول نے نیزہ بازی اور تلوار زنی پر صبر سے کام لیا اور میدان میں اترے کاش کہ یہ انہیں نفع دیتا پس عبد اللہ تک یہ خبر پہنچا دے جب تیری اس سے ملاقات ہو کہ میں خلیفہ کا فرمانبردار اور اس کی ہر بات سننے والا ہوں، میں نے ہی بریر کو قتل کیا پھر میں نے ابو منفذ پر احسان کیا جب اس نے پکارا کوئی ہے جنگجو،

عمرو بن قرطہ انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی شہادت

پس عمرو بنکے اور حسین کی حمایت میں جہاد کیا جب کہ وہ کہہ رہے تھے قد علمت کتیبۃ الانصار انی ساحمی حوزۃ الذمار، ضرب غلام غیر نکس شاری - دون حسین مہجتی و داسی - انصار کی قرح جانتی ہے کہیں اس چیز کی حفاظت کرتا ہوں کہ جس کی حفاظت میرے ذمہ ہے یہ ضرب ایسے نوجوان کی ضرب ہے کہ جو جنگ سے فرار نہیں کرتا اور اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ جنگ میں پھینکتا ہے میری جان اور میرا گھر حسین پر قربان ہو - مؤلف کہتے ہیں کہ "میرا گھر میں تعویض ہے عمر سعد پر کہ جب امام حسین نے اس سے صلح کے بارے میں بات کی تو اس نے کہا میرے گھر کو دیران کر دیں گے -

سید مسلم بن عویمر کی شہادت کے ذکر کے بعد کہتے ہیں پس عمرو بن قرطہ انصاری

نکلے اور امام حسینؑ سے اذنِ جہاد چاہا آپ نے انہیں اجازت دی تو انہوں نے ایسی جنگ کی جو جزاءِ ثواب کے مشتاق لوگ کرتے ہیں اور ارض و سماء کے بادشاہ کی خدمت میں انتہا کر دی یہاں تک کہ انہوں نے ابن زیاد کے گروہ کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور سداد و جہاد کو جمع کر دیا کوئی تیر امام حسینؑ کی طرف نہیں آتا تھا مگر یہ کہ اسے اپنے ہاتھ پر روکتے اور نہ کوئی تلوار اٹھتی مگر یہ کہ اپنے خون سے اس کا سامنا کرتے پس کوئی تکلیف اور برائی حسینؑ تک نہیں پہنچی یہاں تک کہ وہ زخموں سے چھلنی ہو گئے تو امام حسینؑ کی طرف ملتفت ہو کر عرض کیا اسے فرزندِ رسولؐ لہذا کیا میں نے وفا کی تو آپ نے فرمایا بیشک تم ہم سے آگے اور پہلے جنت میں جاؤ گے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ میں پیچھے آ رہا ہوں پس جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ انٹھی۔

اور ایک روایت ہے کہ ان کا بھائی علی بن قمران عمر سعد کے لشکر میں تھا تو اس نے پکار کر کہا یا حسینؑ یا کذاب بن کذاب (معاذ اللہ) تم نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور دھوکہ دیا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا تو آپ نے فرمایا خدا نے تیرے بھائی کو گمراہ نہیں رکھا بلکہ اسے تو ہدایت سے نوازا لیکن تجھے گمراہی میں رہنے دیا تو اس لعین نے کہا خدایا مجھے قتل کرے اگر میں نے تمہیں قتل نہ کیا یا تمہارے آگے مرے گیا پس اس نے آنجناب پر حملہ کیا تو نافع بن ہلال مراد اس کے سامنے گئے اور اس کو ایسا نیزہ مارا کہ زمین پر پچھاڑ دیا پس اس کے ساتھیوں نے حملہ کر کے اسے چھڑا لیا بعد میں وہ علاج کرتا رہا اور درست ہو گیا۔

ازدی کہتا ہے مجھ سے نصر بن صالح ابو ذہیر عسی نے حدیث بیان کی کہ جنابِ سرین بزیذ حبیب امام حسینؑ سے جا ملحق ہوئے تو بنی تیمم میں سے (جو کہ نبی شقرہ

کی ایک شاخ ہے اور وہ عمارت بن تیمم کی اولاد ہیں) ایک شخص نے کہا کہ جسے یزید بن سفیان کہتے تھے یاد رکھو خدا کی قسم اگر میں نے عربین یزید کو اس وقت دیکھا ہو مگر جب وہ حسین کی طرف نکلا تھا تو میں تیز سے اس کا چھپا کر تارا دی کہتا ہے کہ اس اثنا میں کہ جب لوگ جنگ و جدال کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو قتل کر رہے یا قتل ہو رہے تھے تو حرم آگے بڑھ بڑھ کر چلے کر رہے تھے اور غترہ کے قول سے غسل کر رہے تھے مازلت ارمیہم بغيره نحرہ۔ ولبانہ حتی تسربل بالدم۔ میں سسل انہیں اس کی گردن اور سینہ سے مارتا تھا یہاں تک کہ اس گھوڑے نے خون کی چادر پہن لی، اور یہ بھی کہتے انی انا الاحمر ماوی الضیف - اضراب فی اعناقکم بالسيف - عن خیر من حل بارض الخیف اضر بکم ولما انقضت حرموں مہمان کا ملجاؤ مادی میں تمہاری گردنوں پر تلوار مارتا ہوں زمین خیف (منی) میں اترنے والوں میں سے بہترین ہستی کی حمایت کرتے ہوئے اور مجھے اس ضرب لگانے میں مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے ان کے گھوڑے کے کانوں اور ابروؤں پر ضربیں لگی تھیں کہ من سے اس کا خون بہہ رہا تھا پس حسین بن تیمم نے یزید بن سفیان سے کہا اور یہ حصین عبید اللہ کی پولیس کا افسر تھا کہ جسے اس نے عمر سعد کے ساتھ بھیجا تھا اور وہ ہمر کے ساتھ تھا عمر نے اسے پولیس کے ساتھ ساتھ پاپوش اور جنگی لباس پہنے ہوئے گھوڑوں کے سواروں پر امیر بنایا تھا) یہ عربین یزید ہے کہ جس کی تو تمنا دارزو رکھتا تھا اس نے کہا ہاں پس وہ ہمر کے مقابلہ میں نکلا اور ان سے کہنے لگا اے ہمر بن یزید کیا میا درزہ و مقابلہ کرو گے جناب ہمر نے کہا کہ ہاں جب کہ تو چاہتا ہے پس وہ میدان میں نکلا راوی کہتا ہے کہ میں نے حصین کو کہتے سنا خدا کی قسم وہ ان کے

مقابلہ میں گیا تو گویا اس کی جان حر کے ہاتھ میں تھی پس حر نے زیادہ دیر نہ لگائی کہ اسے قتل کر دیا ہشام بن محمد نے ابو مخنف سے نقل کیا ہے کہ کہتا ہے کہ مجھ سے بھی بن ہانی بن عروہ نے بیان کیا کہ نافع بن ہلال اس دن جنگ کرتے ہوئے یہ جزیرہ پر تھے تھے اتنا (بن ہلال) الجلی "اما علی بن علی میں ہلال جلی کا بیٹا ہوں میں حضرت علی کے دین پر ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ ان کی طرف ایک شخص نکلا کہ جسے مزام بن حریث کہتے تھے تو اس نے کہا کہ میں عثمان کے دین پر ہوں تو نافع نے کہا تو شیطان کے دین پر ہے پھر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تو عمرو بن حجاج نے لوگوں میں پیچ کر کہا اے احمق جانتے ہو کہ کن افراد سے لڑ رہے ہو تم شہر کے شاہسواروں میں سے ایسی قوم کے ساتھ لڑ رہے ہو کہ جو مرتا چاہتے ہیں لہذا کوئی شخص مبارزہ کے لیے ان کے مقابلہ میں نہ جائے کیونکہ وہ تھوڑے سے ہیں اور تھوڑی ہی دیر باقی رہیں گے خدا کی قسم اگر تم انہیں صرف پتھروں ہی سے مارو تب بھی انہیں قتل کر لو گے

پس عمرو بن سعد نے کہا تم نے سچ کہا رائے یہی ہے جو تم نے دی ہے اور لوگوں کو پیغام بھیجا کہ جو انہیں اس بات پر پکا کرے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی انہیں سے کسی سے مبارزہ نہ کرے۔

اور ایک روایت ہے کہ جب عمرو بن حجاج اصحاب حبیبی کے قریب پہنچا تو وہ کہہ رہا تھا اے اہل کوفہ اپنی اطاعت و جماعت کو لازم پکڑے رہو اور اس شخص کے قتل کرنے میں شک و شبہ نہ کرو جو دین سے نکل گیا اور امام کی مخالفت کی تو امام حسین نے فرمایا اے عمرو بن حجاج کیا میرے خلاف لوگوں کو بھڑکاؤ اکسا رہا ہے کیا ہم دین سے نکل گئے ہیں اور تم اس پر ثابت قدم رہے ہو یا درکھ خدا کی قسم

البتہ تم جان لو گے جب تمہارے روح قبض ہوں گے اور اپنے انہیں اعمال پر مرد گے کہ ہم میں سے کون دین سے نکل گیا ہے اور کون جہنم کی آگ میں داخل ہونے کا مستحق ہے۔

جناب مسلم بن عوسجہ کی شہادت

پھر عمرو بن حجاج نے اصحاب حبشیہ کے سمینہ پر عمر بن سعد کے فرات کی جانب جمنہ میں حملہ کیا پس وہ کچھ دیر تک لڑتے رہے تو مسلم بن عوسجہ پہلے شخص تھے جو اصحاب حبشیہ میں سے شہید ہوئے اور عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھی واپس چلے گئے۔

مؤلف کہتے ہیں مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ مسلم بن عقیل کے دیکل تھے مال کے قبض کرنے پر ہتھیار خریدنے اور بیعت لینے میں

کتاب اخبار الاطوال (ص ۲۱۲) پر ہے دنیوری نے مسلم بن عقیل کی شہادت کے واقعہ میں کہا ہے معقل لعین جناب مسلم کو تلاشی کرتا رہا یہاں تک کہ وہ مسجد اعظم میں داخل ہوا اور وہ سوچتا رہا اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس معاملہ کو کس طرح سے ہاتھ میں لے پھر اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو بہت زیادہ نمازیں پڑھ رہا تھا ستون مسجد کے پیچھے تو اس نے اپنے دل میں کہا یہ شیعہ ہی زیادہ نمازیں پڑھتے ہیں لہذا میرا گمان یہ ہے کہ یہ شخص انہیں سے ہے الخ اور وہ شخص مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ تھے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جناب بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے۔ اور اللہ کے صالحین بدروں میں سے تھے۔

اور انہوں نے کربلا کے میدان میں شدید جنگ کی اور وہ رجز پڑھ رہے تھے

ان تسألوا انی ضانی ذولبید من فرع قوم من ذری بنی اسد۔ فمن بغانا
 حائد عن الرشید۔ وکافر بدین جبار صمد۔ اگر میرے بارے میں سوال کرو تو میں
 شیر ترہوں اس قوم کی شاخ سے جو بنی اسد کے چوٹی کے لوگ دمردار ہیں پس جو شخص
 ہم پر ظلم کرے وہ راہ راست سے ہٹا ہوا اور بنیاز جبار خدا کے دین کا کافر ہے
 پس آپ نے دشمنوں سے جنگ کرنے میں اتہا کر دی اور اس بلا کی ہون گئی
 پر صبر کیا یہاں تک کہ وہ زمین پر گر پڑے۔

راوی کہتا ہے جب غبار ہٹا تو اچانک انہوں نے مسلم کو زمین پر بچھڑے ہوئے
 دیکھا پس حسین چل کر مسلم کے پاس پہنچے تو ابھی ان کے کچھ دمی باقی تھے تو آپ نے
 فرمایا رک رک کر اپروردگار تجھ پر رحم کرے (اے مسلم بن مویجہ منہم من قضی
 لہم ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا -) انہیں
 سے بعض اپنے مقصد کو پورا کر چکے اور بعض انتظار میں ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی
 نہیں کی۔ اور حبیب بن مظاہر ان کے قریب ہوئے اور کہا دشوا ہے میرے لیے
 آپ کا زمین پر بچھڑنا اے مسلم! آپ کو جنت کی خوشخبری ہو تو مسلم نے بھی انہیں کمزور
 آواز میں جواب دیا خدا آپ کو بھی خیر و بھلائی کی بشارت دے حبیب نے ان
 سے کہا اگر میں یہ نہ جانتا ہوتا کہ میں آپ کے نقش قدم پر چل کر ابھی آپ سے ملتی
 ہوتے دالا ہوں تو میں دوست رکھتا تھا کہ آپ مجھ پر اس چیز کی وصیت کریں
 جو آپ کے نزدیک اہم ہے تاکہ میں آپ کی حفاظت انہیں سے ہر چیز میں کیوں کہ
 آپ قرابت و دین کے لحاظ سے اس کے اہل ہیں تو مسلم نے کہا بلکہ میں آپ کو
 اس کی وصیت کرتا ہوں خدا آپ پر رحم کرے اور اپنے ہاتھ کا امام حسین کی طرف
 اشارہ کیا کہ ان کے سامنے اور ان کی حایت میں مرزا حبیب نے کہا میں ایسا ہی کروں گا

رب کہہ کی قسم راوی کتاب ہے کہ کس قدر جلدی وہ ان کے ہاتھوں میں وفات پا گئے
رحمہ اللہ تعالیٰ

اور آپ کی ایک کینز چیخ مار کر کہہ رہی تھی یا بن عوہجہ شاہ یا سیدہ (ہائے
عوہجہ کے فرزند ہائے میرے آقا) پس عمرو بن جراح کے ساتھیوں نے پکار کر کہا کہ
ہم نے مسلم بن عوہجہ امدی کو قتل کر دیا تو ثبیت نے بعض ان افراد سے کہ جو اس کے
گرد جمع تھے اس کے ساتھیوں میں سے کیا تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں روئیں تم
اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے ہو اور غیر کے لیے اپنے آپ کو ذلیل و خوار
کرتے ہو کیا تم خوش ہو کہ تم نے مسلم بن عوہجہ کو قتل کیا ہے قسم ہے اس ذات کی کہ جس
کے سامنے میں تسلیم خم کرتا ہوں بہت سے موقف اس کے ایسے ہیں کہ میں نے اسے
مسلمانوں میں شرافت و بزرگی کے ساتھ دیکھا ہے میں نے اسے آذربایجان کے دشت
صحرائے دن اسے دیکھا کہ امی مسلمان شاہوارے پہنچے ہی نہیں تھے کہ مسلم نے چھ
مشربین کو قتل کر دیا کیا تم میں سے اس جیسا شخص قتل ہوتا ہے اور تم خوش ہوتے ہو
راوی کہتا ہے کہ جس نے جناب مسلم بن عوہجہ کو شہید کیا تھا وہ مسلم بن عبداللہ ضبائی
اور عبدالرحمن بن ابی خضارہ بجلی تھا۔

راوی کہتا ہے کہ شمر نے اپنے لشکر کے میسرہ کو لیکر حبشین کے میسرہ پر حملہ کیا تو
وہ ثابت قدم رہے اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو نیزوں سے جواب دیا اور
شمر نے حبشین اور ان کے اصحاب پر ہر طرف سے حملہ کیا تو عبداللہ بن عمر بکلی رحمہ اللہ
شہید ہو گئے جب کہ انہوں نے دو افراد کو دو پہلے اشخاص کے بعد قتل کیا اور بہت
سخت جنگ کی پس آپ پر ہانی بن ثبیت حضرمی اور بکیر بن جہلی جو تمیم اللہ بن
ثعلبہ میں سے تھا نے حملہ کیا پس ان دو تو نے مل کر انہیں قتل کیا اور وہ دوسرے

قتیل تھے اصحاب حسین میں سے اور اصحاب حسین نے ان سے سخت جنگ کی اور ان کے گھڑسوار حملہ کرتے تھے جب کہ وہ صرف تبیں شاہسوار تھے لیکن جس طرف بھی وہ اہل کوفہ کے گھڑسواروں میں حملہ کرتے میدان صاف کر دیتے۔

مؤلف کہتے ہیں گویا ابوالطفیل رحمہ اللہ نے انہیں کی اپنے اشعار میں تعریف و توصیف کی ہے۔ زخوف کمتن الطرف فیہا معاش۔ کغلب السباع عرھا واسودھا۔ کھول و شبان و سادات معشر علی الخیل فرسان قلیل صدورھا۔ کان شعاع الشمس تحت لوائھا۔ اذا طلعت اعنی العیون حدیثاً شعارہم سیمایا النبی ورایتما۔ جہا انتقم الرحمن ضمن ینکدھا۔ والا لشکر ہے کشتی کے ظاہری حصہ کی طرح ہے کہ جس میں کئی جماعتیں ہوں مثل طاقتور درندوں کے کہ جن میں چیتے اور شیر ہوں، بوڑھے بھی ہیں اور جوان بھی اور قوم کے سردار بھی جو گھوڑوں پر سوار گروہ ہیں کہ جن کے درمیان سے نکلتا بہت کم ہے گویا سورج کی شعاع ان کے جھنڈے کے نیچے جب طلوع کرے تو اس کی حدت آنکھوں کو چند ہیادے، ان کا شعار نبی اکرم ایسا ہے اور جھنڈا کہ جس کے ذریعہ خدائے رحمن اس سے مکر کرنے والے سے انتقام لیتا ہے اور گویا انہیں کے بارے میں کہا ہے جس نے بھی کہا ومن عجب ان الصوارم والقنا تحیض بایدی القوم وہی ذکوا، واعجب من ذالہافی کفہم، توجع ناما والا کف بحوم۔ اور تعجب کی بات ہے کہ قاطع تلواریں اور نیزے اس قوم کے ہاتھوں میں ماہواری دیکھتے ہیں جب کہ وہ مذکر ہیں اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ ان کی ہتھیلیوں میں آگ روشن ہوتی ہے حالانکہ وہ ہتھیلیاں سمندر ہیں۔

جب عزرہ بن قیس نے یہ حالت دیکھی اور وہ اہل کوفہ کے گھڑسواروں پر امیر تھا

کہ اس کے گھوڑے ہر طرف سے کھل رہے ہیں تو عمر سعد کے پاس عبدالرحمن بن حصین کو بھیجا اور کہا کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ میرے شاہسوار اس تھوڑی سی تعداد سے کیا کچھ سید رہے ہیں لہذا ان کے مقابلہ میں پیدل فوج اور تیر انداز کو بھیجو تو عمر نے شہبث بن ربعی سے کہا کیا تم ان کے مقابلہ میں آگے نہیں بڑھتے تو اس نے کہا سبحان اللہ کیا شہر کے بزرگ اور سب اہل شہر کے سردار کے بارے میں یہ مقصد رکھتے ہو کہ اہل کوہ تیر اندازوں میں بھیجو کوئی اور آپ کو نہیں ملتا کہ جسے اس مقصد کے لیے بلاؤ اور کیا میرے علاوہ کوئی اور آپ کی طرف سے کفایت نہیں کرتا راوی کہتا ہے ہمیشہ وہ شہبث سے آنفا جنگ کرنے میں ناپسندیدگی دیکھتے رہے راوی کہتا ہے کہ ابو زہیر عیسیٰ نے کہا اور میں اسے اس مصعب کی امارت کے زمانہ میں کہنے ہوئے سن رہا تھا کہ اس شہر والوں کو خدا کبھی بھی خیر نہیں دے گا اور نہ ہی رشد و ہدایت سے نوازے گا کیا تمہیں تعجب نہیں آتا کہ ہم نے علی بن ابی طالب کے ساتھ اور ان کے بعد ان کے فرزند کے ساتھ مل کر پانچ سال آل ابوسفیان سے جنگ کی اور پھر ہم نے ان کے فرزند پر تجاوز کیا جو کہ اہل زمین میں سے بہترین ہستی تھے ہم آپ سے آل معاویہ اور میہ بدکار کے بیٹے کی معیشت میں لڑے یہ گمراہی ہے اور کتنی ہی داغ گمراہی ہے۔

راوی کہتا ہے اور عمر سعد نے حصین بن تیمم کو بلایا اور اس کے ساتھ وہ سوار کہ جنہوں نے اپنے گھوڑوں کو کھرپوش پہنار کھے تھے اور پانچ سو تیر انداز بھیجے وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ حصین اور ان کے اصحاب کے قریب پہنچے اور انہیں تیروں سے چھلی کر دیا پس تھوڑی دیر میں ان کے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور وہ سب پیادے ہو گئے۔

ازدی کہتا ہے مجھ سے غیر بن وعلہ نے بیان کیا کہ ایوب بن مشر ح جیوانی کا

کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں نے حرمین یزید کے گھوڑے کے دل پر تیر مارا تو ٹھوڑی دیر میں اس کا گھوڑا لرز نے لگا اور اچھلا اور پھر وہ رک گیا تو حراس کی پشت سے کو دپڑا جب کہ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ کہہ رہا تھا۔

ان تعقدوا بی فانا ابن الحر اشجع من ذی لبد ہر بنز
اگر تم نے میرے گھوڑے کی کوئیں کاٹ دی ہیں تو میں شیر نر سے زیادہ شجاع و بہادر ہوں۔

رادی کہتا ہے کہ اس سے قبیلہ کے بزرگوں نے کیا کیا تو نے حر کو قتل کیا تھا اس نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ میرے غیر نے اسے قتل کیا تھا اور میں نے اسے پسند نہیں کیا کہ میں نے اسے قتل کیا ہوتا تو اس سے ابو الوداک نے کہا کیوں تو اس نے کہا کیونکہ لوگ اسے صالحین اور اچھے لوگوں میں شمار کرتے تھے تو خدا کی قسم اگر یہ چیز گناہ تھی تو اگر میں خدا سے زخم اور موقف کے گناہ کے ساتھ ملاقات کروں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں کسی کے قتل کے گناہ کے ساتھ بارگاہ میں جاؤں تو اس سے ابو الوداک نے کہا میں یہی سمجھتا ہوں کہ تو ان سب کے قتل کے گناہ کے ساتھ بارگاہ خدا میں جائے گا کیا تو سمجھتا ہے کہ اگر اس کو تو نے تیر مارا اور اس کے گھوڑے کو نہ خلی کیا اور دوسرے کو تیر مارا اور اس موقف میں کھڑا رہا اور بار بار ان پر حملہ کیا اور تو نے بھاگنے میں ننگ و عامر محسوس کی اور تیرے ساتھیوں میں سے دوسرے نے بھی تیرے ایسا کام کیا اور دوسرے و قلیب نے تو کہ جس سے وہ اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے تو تم سب ان کے خون میں برابر کے شریک ہوں گے تو اس نے کہا اے ابو الوداک تو ہمیں اللہ کی رحمت سے ناامید کرتا ہے اگر تو قیامت کے دن ہمارے حساب کا نگران ہو تو خدا تجھے نہ بخشا اگر تو ہمیں

بخش دیتا تو اس نے کہا بات وہی ہے کہ جو میں تجھ سے کہہ چکا ہوں مؤلف کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ اس کے لیے یہ اشعار پڑھے جائیں اترجوامۃ قتلت حینا۔
شفاعۃ جدہ یوم الحساب۔ فلا والله لیس لہم شفیع۔ وہم یوم
القیامۃ فی العذاب۔ کیا وہ امت کہ جس نے حسینؑ کو شہید کیا ہے قیامت کے دن
ان کے نانا کی شفاعت کو امید رکھتی ہے ہرگز نہیں خدا کی قسم ان کا کوئی شفیع نہیں
ہے اور وہ قیامت میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

راوی کہتا ہے کہ انہوں نے ان کے ساتھ دوپہر تک جنگ کی تقدیر خدا میں
زیادہ شدید جنگ اور وہ قدرت نہیں رکھتے تھے مگر ایک ہی طرف سے جنگ
کرنے پر کیونکہ ان کے خیمے ایک دوسرے کے ساتھ مجتمع اور ایک دوسرے
سے قریب تھے۔

راوی کہتا ہے کہ جب عمر سعد نے یہ دیکھا تو اس نے کچھ لوگ بھیجے کہ جو دہشت
بائیں سے ان خیموں کو ویران کریں تاکہ انہیں اپنے گھرے میں لے سکیں راوی کہتا
ہے کہ اصحاب حسینؑ میں سے تین چار تین چار آدمی خیموں کے درمیان کھڑے ہو جائے
اور جو شخص انہیں خراب کرنے اور لوٹنے آتا تو اس پر حملہ کرتے اور اسے قتل کر
دیتے یا قریب سے اس پر تیر بربالتے اور اسے زخمی کر دیتے تو عمر سعد نے اس
وقت ان کے بارے میں حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو نہ ان کے اندر داخل ہونا اور
نہ انہیں خراب کرنا پس وہ آگ لے آئے اور انہیں جلانے لگے تو امام حسینؑ نے فرمایا
انہیں جلانے دو کیونکہ جب وہ انہیں جلادیں گے تو انہیں سے گزر کر تم تک نہیں
آسکیں گے۔

راوی کہتا ہے اور عبداللہؓ کی بیوی خیمے سے نکل اور اپنے شوہر کی جانب

روانہ ہوئی یہاں تک کہ جا کر اس کے سر پرانے بیٹھ گئی اور اس سے مٹی صاف کرنے لگی اور وہ کہتی تھی جنت تیرے لیے خوش گوار ہو پس ثمر بن ذی الجوشن نے اپنے غلام جس کا نام رستم تھا کہا اس کے سر پر گرز مارو اس لعین نے اس خاتون پر گرز مارا اور اس کا سر کھل گیا اور وہ خاتون وہیں شہید ہو گئی رحمۃ اللہ علیہا

راوی کہتا ہے اور ثمر بن ذی الجوشن نے حملہ کیا یہاں تک کہ حسین علیہ السلام کے خیمے پر نیزہ مارا اور پکار کر کہا اگلے آؤ تاکہ میں اس خیمہ کو اس میں رہتے والوں سمیت جلا دوں۔

راوی کہتا ہے کہ پس خواتین نے چیخ و پکار کی اور خیمے سے باہر نکل آئیں اور امام حسینؑ نے اس سے بلند آواز میں فرمایا اے ذی الجوشن کے بیٹے تو آگ منگو تاہے تاکہ میرے گھروالوں پر میرا خیمہ جلا دے خدائے تعالیٰ جہنم کی آگ میں جلائے۔

ازدی کہتا ہے مجھ سے سلیمان بن ابی راشد نے حمید بن مسلم کے واسطے سے کہا حمید کہتا ہے میں نے شمر سے کہا سبحان اللہ یہ بات تیرے لیے درست نہیں ہے کیا تو چاہتا ہے کہ تو دو بہت برے برے کاموں کا ارتکاب کرے اللہ والا عذاب ان پر کرے اور بچوں اور عورتوں کو قتل کرے خدا کی قسم مردوں کے قتل کی وجہ سے امیر تجھ پر راضی ہو جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ شمر نے کہا تو کون ہے تو میں نے کہا کہ میں تجھے نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں اور خدا کی قسم میں اس سے ڈرا کہ اگر اس نے مجھے پہچان لیا تو بادشاہ کے ہاں مجھے ضرور پہچائے گا راوی کہتا ہے کہ اس کے پاس ایک ایسا شخص آیا کہ جس کی وہ شبث بن ربعی سے زیادہ اطاعت و فرمانبرداری کرتا تھا اور اس نے کہا کہ تیری گفتگو سے زیادہ میری بات نہیں سنی اور نہ ہی تیرے سے زیادہ

قیح کوئی موقف دیکھا ہے کیا اب عورتوں کو ڈرانے لگا ہے راوی کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس لعین کو شرم آگئی پس وہ واپس جانے کے لیے مڑا تو اس بیزنیرین قین رحمۃ اللہ نے کوفے دس ساتھیوں کے ساتھ حملہ کر دیا پس اس نے شمر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انہیں خیموں سے دور ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ کافی دور چلے گئے لیکن انہوں نے ابو عزرہ ضبابی کو گرا لیا اور اسے قتل کر دیا جو کہ شمر کے ساتھیوں میں سے تھا جب اہل کوفہ نے یہ حالت دیکھی تو شمر کی مدد کو وہ کافی تعداد میں آئے اور سلسل جیٹ کے صحابی قتل ہو رہے تھے جب انہیں سے ایک یا دو شخص شہید ہوئے تو واضح کی نظر آئی اور وہ چونکہ بہت زیادہ تعداد میں تھے لہذا انہیں سے جو قتل ہوتا وہ تو کی نظر نہ آئی شہادت حبیب بن مظاہر ثمامہ صائدی کا نماز زیادہ دلانا اور حبیب بن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت راوی کہتا ہے کہ حبیب یہ کیفیت ایو ثمامہ عمرو بن عبد اللہ صائدی نے دیکھی وحسین کی خدمت میں عرض کیا اے ابا عبد اللہ میری جان آپ پر قربان جائے میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ کے قریب آگئے ہیں لیکن خدا کی قسم آپ اس وقت تک شہید نہیں ہو سکتے جب تک میں انشاء اللہ آپ کے سامنے نہ مارا جاؤں لیکن میں دوست رکھتا ہوں کہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اس وقت حاضری دوں کہ جب میں یہ نماز کہ جس کا وقت قریب ہے پڑھ چکا ہوں -

راوی کہتا ہے کہ پس حسین نے اپنا سر اٹھایا اور پھر فرمایا تو نے نماز کو یاد رکھا ہے خدا تجھے نمازیوں اور ذکر کرنے والوں میں سے قرار دے گی ہاں یہ نماز کا اول وقت ہے پھر آپ نے فرمایا ان سے سوال کر کہ وہ ہمارے ساتھ جنگ

کرنے سے رک جائیں یہاں تک کہ ہم نماز پڑھ لیں۔

پس ان سے حصین بن تیمم نے حملہ کیا تو اس کی طرف حبیب بن مظاہر نکلتے ہیں انہوں نے اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری تو وہ گھوڑا الف ہو گیا اور وہ اس سے گر پڑا اور اس کے ساتھ اسے اٹھا کر لے گئے کہ اور پھڑا کر لے گئے اور حبیب یہ کہنے لگے (اقتلوا کنا لکم اعداء او شطركم ولیم الکناذہ و یغیر قوم حسا و آدا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم تمہارے تعداد میں یا تمہارے آدھے ہوتے تو تم لیٹ پھیر جاتے اے بدگوہ اور بے قوت و طاقت قوم،

راوی کہتا ہے اور حبیب اس دن یہ کہہ رہے تھے انا حبیب و ابی مظاہر فارس و هیجاء و حرب تسعین انتہا عدد عدہ و اکثر و یخنہ او فی منکر و اصبر و یخنہ اعلیٰ حجة و اظہر حقا و یقی منکر و اعدا میں حبیب ہوں اور میرا باب مظاہر ہے جو میدان کارزار کا شہسوار ہے جب کہ جنگ کی آگ بھڑک اٹھے تم زیادہ تیار اور زیادہ تعداد میں ہو لیکن ہم زیادہ وفادار زیادہ صابر اعلیٰ محبت والے اور زیادہ ظاہر حق والے تم سے زیادہ متقی اور زیادہ اس کی بارگاہ میں عذر کرنے والے اور آپ نے سخت لڑائی کی۔

اور حکایت ہوئی ہے کہ آپ نے باسٹھ افراد کو قتل کیا پس آپ پر بنی تیمم کے ایک شخص نے حملہ کیا اور اس نے آپ کے سر پر ضرب لگائی اور گویا آپ کو شہید کر دیا رحمہ اللہ اور اس لعین کو بدیل بن حریم کما جاتا تھا جو بنی عصفان میں سے تھا اور آپ پر بنی تیمم کے ایک اور شخص نے بھی حملہ کیا اور آپ کو نیزہ مارا تو آپ گر پڑے اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بن تیمم نے آپ کے سر پر تلوار کا وار کیا تو آپ گر گئے اور تیمم نے گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر کاٹ لیا تو حصین نے کہا

میں بھی تیرا شریک ہوں اس کے قتل میں وہ کہنے لگا خدا کی قسم میرے علاوہ کسی نے اسے قتل نہیں کیا تو حصین نے کہا مجھے یہ سہمیں اتنی دیر کے لیے دید و کر میں اسے اپنے گھوڑے کی گردن سے لٹکالوں تاکہ لوگ دیکھیں اور جان لیں کہ میں بھی اس کے قتل میں شریک تھا پھر تم ہی سر لے لینا اور اسے عبید اللہ کے پاس لے جانا کیونکہ مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں جو وہ تجھے حبیب کے قتل کرنے پر دیدیگا۔

راوی کہتا ہے پس اس نے انکار کر دیا پس ان کی قوم نے اس بات پر ان دو ولعینوں میں صلح کرادی تو اس نے حصین کو حبیب بن مظاہر کا سر دیدیا پس وہ اسے لے کر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکائے ہوئے لشکر میں چکر لگاتا ہا پھر اس کے بعد اس کے سپرد کر دیا جب یہ ملائین کو فنی طرف پلٹ آئے تو اس دگر شخص نے حبیب کا سر لیا اور اس کو اپنے گھوڑے کے سینے پر لٹکایا پھر اسے لے کر ابن زیاد کے قعر کی طرف چلا پس اسے ان کے بیٹے قاسم بن حبیب نے دیکھ لیا وہ اس وقت بلوغ کے قریب تھا پس وہ اس گھڑ سوار کے ساتھ ساتھ تھا اور اس سے جدا نہیں ہوتا تھا جب وہ قعر میں داخل ہوا تو وہ ساتھ تھا اور جب وہاں سے نکلا تو ساتھ تھا تو اس لعین کو شک گزرا تو کہنے لگا تجھے کیا ہو گیا ہے اے بیٹا کہ تو میرے پیچھے پیچھے لگا ہوا ہے تو اس بچہ نے کہا کچھ نہیں تو اس نے کہا ہاں بیٹا مجھے بتاؤ تو اس بچہ نے کہا یہ سہمیر جو تیرے پاس ہے یہ میرے باپ کا سر ہے کیا تو مجھے دے گا کہ میں اسے دفن کر دوں تو اس نے کہا نہیں بیٹا امیر اس پر راضی نہیں کہ اسے دفن کیا جائے اور میں ادھر سے چاہتا ہوں کہ امیر اس کے قتل پر مجھے اچھا سا انعام داجر دے تو بچہ نے کہا لیکن خدا تجھے اس پر بدترین بدلہ دیدیگا خدا کی قسم تو نے اسے قتل کیا ہے جب کہ وہ تجھ سے کہیں بہتر تھا پھر وہ بچہ رو پڑا

پس وہ لڑکار کا رہا یہاں تک کہ بالغ ہو گیا اور اس کا کوئی ہم و غم نہیں تھا مگر اپنے باپ کے قاتل کے پیچھے لگا رہتا تھا تاکہ اسے غفلت میں پا کر قتل کر دے یہ مصعب بن زبیر کا زمانہ آیا اور مصعب نے اجمیر امر میں جنگ کی تو یہ بچہ مصعب کے لشکر میں داخل ہو گیا اچانک اس کے باپ کا قاتل خیمہ میں تھا پس وہ آسا جاتا اس کی تلاش میں اور اس کے غافل ہونے کو ڈھونڈتا پس اس کے خیمہ میں اس وقت گیا جب وہ دو پہر کو قیدولہ کر رہا تھا تو تلواریں کا وار کر کے اسے ٹھٹھا کر دیا۔

ازدی کہتا ہے مجھ سے محمد بن قیس نے بیان کیا کہ جب حبیب بن خطاب ہر شہید ہو گئے تو امام حسینؓ پر بہت دشوار گزرا اور آپ کا دل ٹوٹ گیا اور اس وقت آپ نے فرمایا میں اپنی جان اور اپنے حامی ساتھیوں کا معاملہ اور اجر خدا پر چھوڑتا ہوں۔

اور مقاتلؓ میں ہے کہ آپؓ نے فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** یا حبیب لقد كنت فاضلاً تختم القرآن في ليلة واحدة - کیا کہنا تھا اے حبیب تم صاحب فضل و بزرگی تھے ایک ہی رات میں قرآن ختم کرتے تھے۔

(حربین یزید رحمۃ اللہ کی شہادت)

راوی کہتا ہے کہ مرنے پر جڑ پڑھتے شروع کیے وہ کہتے تھے **الْبَيْتُ لَا يُقْتَلُ حَتَّى يُقْتَلَ وَلَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أَصَابَ الْيَوْمَ الْأَقْبَلُ** اصبر بهم بالسيف ضرباً مقصداً - لا ناكلا عنهم ولا مهلاً - میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں قتل نہیں ہوں گا۔ جب تک میں کسی کو قتل نہ کروں اور مجھے آج کے دن ہرگز زخم نہیں لگیں گے مگر آگے بڑھتے ہو میں ان کو صیقل شدہ تلوار سے ماروں گا نہ ان سے پیچھے ہٹوں گا اور

نہ ہی خوف کے مارے بھاگوں گا

اور یہ اشعار بھی حشر نے پڑھے انا الھرماوی الضیف - اضرب فی اعناقکم بالسيف عن خیر من حل معی والھیف اضربکم ولا اری من حیف میں حشر ہوں اور محمان کی پناہ گاہ ہوں میں تمہاری گردنوں پر میدانِ دشمنی و مسجدِ خیف میں اترنے والوں میں سے بہترین کی حمایت کرتے ہوئے تمہاری گردنوں پر تلوار ماروں گا اور اس تلوار زلی پر مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔

رادی کہتا ہے کہ ان کے ہاتھ میں ایسی تلوار تھی کہ جس کی دھار سے موت چمکتی تھی گویا ابنِ معقر نے اسی تلوار کے بارے میں کہا تھا (ولی صارم فیہ المنا یا کو امن فمایننتفی الال سفک دماء) - میرے پاس ایسی قاطع تلوار ہے کہ جس میں موتیں چھپی ہوئی ہیں پس وہ نیام سے نہیں نکلتی مگر خون بہاتے گئے۔ پس حرا اور زہیر بنِ قین نے مل کر سخت جنگ کی پس جب ایک حملہ کرتے ہوئے دشمنوں میں گر جاتا تو دوسرا شدید حملہ کر کے اسے پھڑلاتا ایک ساعت تک انہوں نے یونہی کیا اس کے بعد پیدل فوج نے حشر بنِ زید پر سخت حملہ کیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔

عبید اللہ بنِ عمرو بدی لے کہا کہ جو بنی البداء میں سے تھا جو قبیلہ کندہ کی ایک شاخ ہے سعید بن عبد اللہ لا تنینہ ولا الحر اذا کسی زہیر علی قسرس - سعید بن عبد اللہ کو تو ہرگز نہیں بھلا سکے گا اور نہ ہی حرا کو جیسا کہ اس نے مشکل وقت میں ان سے مواسات و ہمدردی کی۔

نقال نیشاپوری نے روضۃ الوغظین میں حشر کی شہادت کے بعد ذکر کیا ہے کہ امام حسینؑ حشر کی لاش پر آئے جیسا کہ ان کا خون بہہ رہا تھا۔ تو آپؑ نے فرمایا

یا حرمبارک ہو مبارک ہو تمہارے لیے آئے حرمِ حرِ دائرہ ہو جیسا کہ تمہارا نام رکھا گیا ہے دیتا میں بھی اور آخرت میں بھی پھر امام حسینؑ نے یہ اشعار اناشہ کر کے۔
 لنعم الحر منی ریاح ونعم الحر عند مختلف الراح . ونعم الحر اذا نادى حسین . فجاد بنفسه عند الصباح
 بہترین چڑھنے نبی ریاح کا حر اور بہترین مر ہے نیزوں کے رد و بدل ہونے کے وقت اور بہترین حر ہے جب حسینؑ نے یکدہ اتنا اپنی جان کی سخاوت کی صبح کے وقت اور اسی طرح صدوق نے صادق سے روایت کی ہے۔

شیخ ابوعلی نے متعقی اطفال میں حرمین یزید بن ناجیہ بن سعید جو کہ نبی رب رباع میں سے اصحابِ حسینی میں داخل ہیں۔

مؤلف کہتے ہیں سید نعمۃ اللہ جزائری تسری نے اپنی کتاب ”انوار نعمانیہ“ میں کہا ہے کہ مجھ سے ثقافت میں سے ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ شاہ اسماعیل کا جب بغداد پر قبضہ ہوا تو وہ رؤفہ حسینؑ پر آیا اور اس نے سنا کہ کچھ لوگ حر پر طنز و تشنیع کرتے ہیں تو ان کی قبر کے پاس آیا اور حکم دیا ان کی قبر کو کھودنے کا تو جب ان کی قبر کھودی گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ اس ہیئت میں سوئے ہوئے تھے کہ جس حالت میں شہید ہوئے تھے اور دیکھا کہ ان کے سر پہ ایک بٹی باندھی ہوئی ہے پس شاہ نوہ اللہ فرمایا کہ چاہا کہ وہ بٹی لے لے کیونکہ سیر و تواریح کی کتب میں منقول ہے کہ یہ بٹی حسینؑ کا وہ رد مال ہے کہ جس کو انہوں نے حر کے سر پہ باندھ دیا تھا جب ان کو اس واقعہ میں زخم لگا اور اسی حالت میں ان کو دفن کیا گیا تو جب اس بٹی کو کھولا گیا تو فوراً اس سے خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ قبر اس سے پر ہو گئی جب دوبارہ وہ بٹی باندھی گئی تو خون ختم ہو گیا جب دوبارہ

کھولا گیا تو خون جاری ہو گیا اور انہوں نے چاہا کہ خون رکنے کا کوئی اور علاج کیا جائے اس پٹی کے بغیر تو وہ ان سے ممکن نہ ہوا تو اس سے حر کا حسن حال ان کیلئے واضح ہو گیا پس شاہ کے حکم سے ان کی قبر پر عمارت تعمیر کی گئی اور ان کی قبر کی حد کے لیے ایک خادم معین کیا انتھی

مؤلف کہتے ہیں ہمارے شیخ دینرک محدث اجل شیخ حر عاظمی صاحب مسائل کا نسب عربین نیز بدریاحی تک جا پہنچتا ہے جس کی تصریح ان کے بھائی شیخ احمد نے الدرالمسلوک میں کی ہے رضوان اللہ علیہم

گفتگو اپنے پہلے یاق و سباق کی طرف پلٹ آئی ہے اور ابو امام صاڈی نے اپنے چچا زاد کو قتل کر دیا جو آپ کا دشمن تھا پھر انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی اور انہیں امام حسینؑ نے نماز خوف پڑھائی۔

اور ایک روایت ہے کہ امام نے زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ سے فرمایا میرے آگے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ میں نماز ظہر پڑھ لوں پس یہ دونوں حضرات آنجناب کے آدھے ساتھیوں کے ساتھ آپ آگے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے ان کے ساتھ نماز خوف پڑھی۔

اور ایک روایت ہے کہ سعید بن عبد اللہ حنفی امام کے آگے کھڑے ہو گئے پس وہ مظلوم ان ملائین کا ہدف و نشانہ بنے رہے وہ انہیں تیر مارتے تھے جب امام حسینؑ دایں بائیں ہوتے تو سعید آپ کے آگے کھڑے ہو جاتے پس ان پر تیر برسائے گئے یہاں تک کہ وہ زمین پر گر پڑے اور وہ کہہ رہے تھے خدا یا ان پر قوم عار و ثمود ایسی لعنت بھیج خدا یا میرا سلام اپنے نبی اکرم کو پہنچا دے جو کچھ میں نے زخموں کی کھلیں اٹھائی ہے وہ آنحضرتؐ تک پہنچا دے کیونکہ میں نے تیرے نبی کی ذریت کی نصرت

کرتے ہیں تیرے ہی ثواب و اجر کا ارادہ کیا ہے پھر وہ جناب شہید ہو گئے رضوان اللہ علیہ اور ان کے جسم پر تیرہ تیر گے ہوئے پائے گئے تلواروں کی ضرب اور تیروں کے زخموں کے علاوہ

اور این قلعے کہا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نے اشاروں کے ساتھ فرادی نماز پڑھی

اور طبری، جزوی اور دوسرے مؤرخین نے کہا ہے پھر نماز ظہر کے بعد انہوں نے سخت قسم کی جنگ کی اور دشمن امام حسینؑ تک پہنچ گئے پس حنفی (سعید) آپ کے آگے کھڑے ہو گئے اور دایں بائیں آپ کے سامنے کھڑے ہوئے وہ ان کا ہدف و نشانہ بنے رہے کہ جنہیں وہ ملائین تیر مار تے تھے پس انہیں اتنے تیر مارے گئے کہ آپ گر پڑے مؤلف کہتے ہیں اس زیارت میں ہے کہ جو شہداء کے ناموں پر مشتمل ہے السلام علی سعید بن عبد اللہ الحنفی سلام ہو سعید بن عبد اللہ حنفی پر کہ جنہوں نے امام حسینؑ سے کہا جب کہ آپ نے انہیں واپس چلے جانے کی اجازت دے دی تہیں خدا کی قسم ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے (یہاں تک کہ زیارت میں فرمایا ہے) تم نے اپنی موت کا سامنا کیا اور اپنے امام سے مواسات و ہمد دی کی اور اللہ کی جانتی سے کرامت و بزرگی سے سرفراز ہوئے دارالمقام میں خدا میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ شہادت کے طلب گاروں میں مختور کرے اور اعلیٰ علیین میں آپ لوگوں کی مرافقت میں عطا کرے۔

مؤلف کہتے ہیں ذرہ دیکھیے اس فقرے کی طرف کہ جو اس زیارت شریف میں ہے کہ جو تاجید مقدسہ سے مروی ہے کہ اس سعید شہید اور باقی شہداء کو بلا کے علوم تہ پر دلالت کرتا ہے کہ جس کے گرد عطاء کی فکر نہ کر دشمن نہیں کر سکتی اور ان کی فضیلت میں

میں یہی کافی ہے پس ہر شکار فرائے شکم میں ہے۔
 اور ابن نعان شقی مذکور کی شہادت طبری اور جزوی کی مانند ذکر کی ہے اس کے
 بعد کہا ہے اور عمر سعد نے عمر (الحجاج ظ) کو تیر اندازوں کی ایک جماعت کے ساتھ
 بھیجا پس انہوں نے امام حسین علیہ السلام کے بقیہ اصحاب پر تیر برد سائے کہ جس سے
 ان کے گھوڑوں کو ہلاک کر دیا اور امام حسینؑ اس حال ہو گئے کہ آپ کے پاس کوئی
 شہسوار باقی نہیں رہا تھا اور آپ کی زبان حال کہتی تھی دامن العزاک تحت
 غیر لوانتا۔ و نحن علیٰ اربابہا امراء۔ وای عظیم را مراہل
 بلا دنا۔ فاننا علی تغیرہ قد راء و ما سار فی عرض السماء
 بارق۔ و لیس له من قومنا حفراء، کیا نوجوان گھوڑے ہمارے علاوہ دوسرے کو
 کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جب کہ ہم ان کے مالکوں کے سرور و امیر ہیں، اور جو
 کوئی بڑا آدمی ہمارے شہروں کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس کو واپس موڑنے کی قدرت
 رکھتے ہیں اور ان خانہ کے عرض میں کوئی چمکنے والی تلوار لیکر نہیں چلتا اور نہ ہی
 ہماری قوم میں سے کوئی اس کی نگہبانی کرتا ہے۔

(نہیر بن قین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت)

اور نہیر بن قین نے بہت سخت جہاد کیا اور وہ یہ کہہ رہے تھے انا
 زعمیر وانا ابن القین اذ وکمر بالسيف عن حسین ان حینا احد
 البطین من عبۃ البر التقی الزین ذاک رسول اللہ غیر المس اضربکم ولا یری
 من شین یا لیت نفسی قسمت قسمین میں نہیر اور میں قین کا بیٹا ہوں میں
 تلوار کے ذریعہ حسین سے روکوں گا کیونکہ حسینؑ پیغمبر کے دو نواسوں میں سے ایک ہیں

جو ابھی صاف ستھری اور باعث عزت ترین اولاد میں سے ہیں۔
یہ اللہ کے رسول ہیں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے میں تمہیں ماروں گا اور اس
میں کوئی عیب و نقص نہیں ہے کاش میرا نفس دقموں میں بیٹ جاتا۔
راوی کہتا ہے اور زہیر امام حسین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہنے لگے اقدم
ہدیت ہادیامہد یا فاللیم تلقی جددک النبیا، وحنا وللمرتقی علیا۔ ذوالجناحین
الغنی الکملیا واسد اللہ الشہید الحیا۔ اگے بڑھا دیا آپ ہدایت یافتہ ہیں
جب کہ تو ہادی ہے پس آج آپ اپنے نانابتی سے اور حسن و مرتقی علی سے
اور مقتیاروں میں ڈوبے ہوئے مجھ کو مردود پر دل والے اور اللہ کے شیر شہید
سے جو زندہ ہے ملاقات کریں گے۔
پس انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ ایک سو بیس افراد فی النار کیا پس آپ پر
کثیر بن عبد اللہ شعبی اور ہاجر بن ادس تمیمی نے حملہ کر کے دو ٹوٹے مل کر انہیں
شہید کیا اور جب زہیر زین پر گرے تو امام حسین نے فرمایا اے زہیر خدا تجھے
اپنی رحمت سے دودنہ رکھے اور تیرے قاتلوں پر ان لوگوں ایسی لعنت کرے جو
بندوں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہوئے۔

(نافع بن ہلال رحمۃ اللہ کی شہادت)

راوی کہتا ہے اور نافع بن ہلال جملی (دبلی خل) اپنے تیروں کے دندانے
پر اپنا نام لکھا ہوا تھا پس انہیں زہیر میں بچھا کر مارتے تھے
ارمی بہا
معلہ افواہا والنفس لا ینفعھا اشقاہا فسمومتہ تجری بہا احفاہا۔
یعنی انہیں ارضہا اشقاہا میں یہ تیر مار رہا ہوں کہ جن کے دندانوں پر علامت لگی ہے

اور نفس کا ڈرنا اسے فائدہ نہیں دے سکتا یہ زہر آلود ہیں کہ جنہیں حرکت دینا جاری رکھا ہے ضرور اس کا گنا زمین کو خون سے پر کر دیتا ہے۔ پس وہ مسلسل تیر چلاتے رہے یہاں تک کہ ان کے تیر ختم ہو گئے تو پھر اپنی تلوار پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگے

انا الغلام الیمنی الیجلی۔ دینی علی دین حسین و علی وان اقتل الیوم فہذا امی۔ فذلک رای و الاق عملی۔ میں یمنی و بجلی قبیلہ کا نوجوان ہوں میں حسین و علی والا دین رکھتا ہوں میں آج شہید ہوں گا اور یہی میری آرزو ہے اور اپنے عمل و کردار سے جا ملوں گا طبری و جزری کا کہنا ہے انہوں نے عمر سعد کے ساتھ میں سے بارہ افراد کو قتل کیا مگر حسین ان کے علاوہ تھے۔

راوی کہتا ہے کہ انہیں مارا گیا یہاں تک کہ ان کے دونوں بازو وٹ گئے اور انہیں گرفتار کر لیا گیا راوی کہتا ہے کہ شمر نے انہیں پکڑ رکھا تھا اور اس کے ساتھی اس کے ساتھ تھے انہیں ہانکتے ہوئے عمر سعد کے پاس لے گئے تو عمر سعد نے ان سے کہا دے ہو تجھ پر جو کچھ تو نے اپنے نفس کے ساتھ کیا ہے اس پر تجھے کس چیز نے اکسایا اور آمادہ کیا ہے تو نافع نے کہا کہ بیشک میرا پروردگار ارادہ و مقصد کو جانتا ہے راوی کہتا ہے کہ خون ان کی ریش مبارک پر بہہ رہا تھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے خدا کی قسم میں نے تم میں سے بارہ افراد کو قتل کیا ہے ان کے علاوہ کہ جنہیں میں نے زخم لگائے ہیں اور اس جدوجہد کرنے میں میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا اور اگر میرے بازو اور کندھے باقی رہتے تو تم مجھے قید نہیں کر سکتے تھے پس شمر نے عمر سعد سے کہا اصلحک اللہ (خدا ایتھے باصلاح رکھے) اسے قتل کر دے تو عمر نے کہا تم اسے لے کر آئے ہو اگر چاہتے ہو تو قتل کر دو راوی کہتا ہے کہ شمر نے اپنی تلوار نیام سے نکالی تو نافع نے اس سے کہا یاد رکھ خدا کی قسم اگر تو مسلمان ہوتا تو تجھ پر گران

اور عظم گزرتا کہ تو ہمارے خون میں ہاتھ رنگ کر خدا کی بارگاہ میں جائے حمد و تعریف ہے اس خدا کے لیے کہ جس نے ہماری موت اپنی غلوق میں سے بدترین افراد کے ہاتھوں میں قرار دی ہے۔ پس اس لعین نے آپ کو شہید کر دیا راوی کہتا ہے پھر شمر آگے بڑھا اور وہ اصحاب حسین پر حملہ کرتا اور کہتا تھا خلوا عداۃ اللہ خلوا عن شمر۔ یضربہم بسیفہ ولا یفر۔ و هو لکم صاب و صم و مقرر۔ چھوڑو اے اللہ کے شیر چھوڑو شمر کو کہ وہ اتنی تلوار سے مارے اور بھاگے گا نہیں اور وہ ان کے لیے کڑوا درخت زہر اور تلخ ہے۔

(عبداللہ اور عبدالرحمن غفاریں کی شہادت)

راوی کہتا ہے کہ جب اصحاب حسین نے دیکھا کہ وہ لعین زیادہ تعداد میں ہیں اور حسین اور اپنے نفسوں کی حفاظت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو وہ اس بات کی طرف راغب ہوئے کہ وہ آپ کے سامنے شہید ہو جائیں پس آپ کی بارگاہ میں عبداللہ اور عبدالرحمن غزہ (سعودی خ ل) کے بیٹے جو قبیلہ غفار سے تھے آئے اور عرض کیا یا ابا عبداللہ آپ پر سلام ہو دشمن ہم پر غالب آگیا اور ہمیں گھیر میں اس نے لے لیا ہے (ہو سکتا ہے کہ معنی یہ ہو کہ دشمن ہم سے تہا دز کر کے آپ تک پہنچ گیا ہے یعنی ہم اتنے تھوڑے ہو گئے ہیں کہ ہم دشمن کو ہمیں روک سکتے لہذا وہ ہم سے تہا دز کر کے آپ تک پہنچ گئے ہیں لہذا ہم دہشت رکھتے ہیں کہ ہم آپ کے آگے جنگ کریں آپ کی حفاظت اور آپ سے دفاع کریں آپ نے فرمایا مرحبا خوش آمدید میرے قریب آ جاؤ پس وہ دونوں آپ کے قریب گئے اور آپ کے نزدیک ہی دشمن سے جنگ کرنے لگے اور انہیں سے ایک کہتا تھا قد علمت حقابنو غفار و حذف بعد بنی نزار

لنضر بن معشر الفجار۔ بکل عضب صارم بتارء یا قوم ذو دوا بنی الاحرار
 بالمشرقی والقتا الخطار، بنو غفار اور خندف بنی نزار کے علاوہ سب
 حقیقہ جانتے ہیں کہ میں قجارج کی جماعت کو ہر قاطع و بڑا تلوار سے مارتا ہوں اسے تو
 شریف لوگوں کی اولاد سے دشمنوں کو مشرقی تلوار اور تیز نیزوں کے ذریعہ دشمن کو روکو،
 پھر اس نے جنگ کی اور شہید ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ دو جوان جابری سیف بن حارث بن سریع اور مالک بن عبد
 بن سریع جو دو تو بچاڑا و بھائی بھی تھے اور مادری بھائی بھی تھے حسین کے پاس آئے
 آپ کے قریب گئے جب کہ وہ دو تو گریہ کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا اے میرے
 بھائی کے بیٹے کیوں رو رہے ہو خدا کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ ابھی ابھی تم ساری
 آنکھیں ٹھنڈی اور روشن ہوں گی تو وہ دو تو کہنے لگے خدا ہیں آپ کا صدقہ قرار
 دے خدا کی قسم ہم اپنے اور پر نہیں روتے بلکہ ہم آپ پر گریہ کر رہے ہیں ہم دیکھ رہے
 ہیں کہ آپ کو گھیرے میں لے لیا گیا ہے اور ہم آپ کی حفاظت کی قدرت نہیں رکھتے
 تو آپ نے فرمایا خدا تم دو تو کو اسے میرے بھائی کے بیٹے تمہارے اس دکھی و تکلیف میں
 ہونے اور اپنے نفوس کے ذریعہ مجھ سے مواسات و ہمدردی کرنے کے بدلے متعین کی
 بہترین جزا دے۔

راوی کہتا ہے کہ پھر وہ آگے بڑھے اور ان دو تو نے کہا آپ پر سلام ہو اے فرزند
 رسول خدا آپ نے فرمایا تم دو تو پر سلام ہو پھر ان دو تو نے جنگ کی اور بالآخر شہید ہو
 گئے رحمۃ اللہ علیہا

نفس المہمو

مولف

رئیس المحدثین آقائی شیخ عباس قمی اعلیٰ الشہداء

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب

FROM PAGE 401 TO END
PART 2

جلد حقوق دائمی بحق السید محمد شبیر عباس محفوظ ہے

نام کتاب _____ نفس المہموم
مؤلف _____ آقا شیخ عباس قلی اعلیٰ الشرقاوی
مترجم _____ علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب اعلیٰ الشرقاوی
نظر ثانی _____ مولانا بختیار الحسن سنواری
پیش کش _____ سید محمد شبیر عباس
سال طباعت _____ بار اول ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۱ھ ہجری
تعداد _____ ۵۰۰
مطبع _____
ہدیہ _____
ناشر _____ ولی العصر ٹرسٹ رتہ منہ ضلع جھنگ

_____ سٹاکٹ _____

افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور

رخطلہ بن اسعد شہابی کی شہادت

راوی کتابا ہے اور رخطلہ بن اسعد شہابی آئے اور حسین علیہ السلام کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے تیروں، تیزوں اور تلواروں سے اور چہرے اور گردن سے آپ کو بچاتے اور پکار پکار کر کہتے تھے یا قوم انی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب۔ مثل داب القوم نوح وعاد و شعوب والذین من بعدھم وما اللہ یرید ظلمنا للعباد۔ و یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد۔ یوم تولون مدین من مالکم من اللہ من عاصم ومن یضلل اللہ فالہ من ہاد یا قوم لا تقنوا للعیین (رحمننا) فیحکم اللہ عذاب وقد خافن افعی اے قوم مجھے تم پر احزاب کے دن ایسے عذاب کا خوف ہے قوم نوح وعاد و شعوب اور ان کی طرز کے ایسے عذاب کو جو ان کے بعد تھے اور اللہ تر بندوں پر ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا اے قوم مجھے تم پر سنا دی کرنے کے دن کا خوف ہے جس دن تم پشت پھیر کر مڑو گے اور اللہ سے تمہیں پچھلنے والا کوئی نہیں ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا، اے قوم حسین کو شہید نہ کرو پس اللہ تمہیں عذاب سے نابود کر دیگا اور غائب و حاضر ہے وہ جو اقرار و جھوٹ بات دے۔

پس امام حسین نے ان سے فرمایا اے اسعد کے بیٹے خدا تم پر رحم کرے یہ اس وقت کے مستحق عذاب ہو چکے ہیں جب سے انہوں نے اس حق کو رد کر دیا ہے کہ جس کی طرف تم نے انہیں بلایا ہے اور جب یہ تمہاری طرف اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ وہ تمہارے ساتھیوں کا خون میل سمجھیں پس یہ اب کیسے عذاب سے بچ سکتے ہیں جبکہ یہ تمہارے صالح اور نیک بھائیوں کو شہید کر چکے ہیں انہوں نے کہا آپ نے صحیح فرمایا پس آپ پر قربان جاؤں کیا ہم آخرت کی طرف نہیں جا رہے اور ہم اپنے بھائیوں

سے جاملحق نہیں ہوں گے تو آپ نے فرمایا ہاں جاؤ اس طرف جو تمہارے لیے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے اور ایسے ملک کی طرف کہ جو بوسیدہ ہونے والا نہیں ہے تو انہوں نے کہا آپ پر سلام ہو اے ابا عبد اللہ خدا آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر صلوات اور درود بھیجے اور ہمارے اور آپ کے درمیان جنت میں تعارف پیدا کرے تو آپ نے فرمایا آمین آمین پس وہ آگے بڑھے اور بہادری کی طرح جنگ کی اور ہولناک سختیوں کے برداشت کرنے پر صبر سے کام لیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول رہے۔ پھر دو جاہری جوان آگے بڑھے کہ جو مڑ مڑ کر حسین علیہ السلام کی طرف دیکھتے اور کہتے تھے آپ پر سلام ہو اے فرزند رسول خدا آپ نے فرمایا اور تم دو تو پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو پس انہوں نے جنگ کی اور شہید ہو گئے رضوان اللہ علیہما۔

(شوذب اور عابلس رضی اللہ عنہما کی شہادت)

راوی کہتا ہے کہ عابلس بن ابوشیبہ شاکری آئے اور ان کے ساتھ ثوذب شاکر کا حلیف اور ان کی پناہ میں رہنے والا بھی تھا پس عابلس نے اس سے کہا اے ثوذب تمہارے دل میں کیسا ہے جو تم کرنا چاہتے ہو انہوں نے کہا میں کیا کرنا چاہتا ہوں میں رسول اللہ کے نواسے کی حمایت میں آپ کے ساتھ مل کر جنگ کرنا چاہتا ہوں یہاں تک کہ میں شہید ہو جاؤں عابلس نے کہا مجھے تمہارے بارے میں یہی گمان تھا پس ابو عبد اللہ کے سامنے آگے بڑھو تاکہ وہ تیرے اجر و ثواب کے امیدوار ہوں جیسا کہ تمہارے علاوہ دوسرے اپنے اصحاب کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں اور تاکہ میں بھی اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھوں کیونکہ اگر اس وقت میرے ساتھ کوئی ایسا ہوتا

کہ جس میں تجھ سے زیادہ حق تصرف رکھتا تو میرے لیے باعثِ خوشی و سرور ہوتا کہ وہ میرے سامنے آگے بڑھتا تاکہ میں اسے اللہ کے اجر و ثواب میں حساب کرتا کیونکہ یہ وہ دن ہے کہ جس میں ہمیں اجر و ثواب طلب کرنا چاہیے ہر اس چیز کے ذریعہ کہ جو ہماری قدرت و توانائی میں ہے کیونکہ آج کے بعد کوئی عمل نہیں ہے بلکہ صرف حساب ہی حساب ہے راوی کہتا ہے کہ شہوذب آگے بڑھے اور عیسیٰ کی خدمت میں سلام کیا پھر میدان میں چلے گئے اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے خدا کی ان پر ہمیشہ رحمت ہو مؤلف کہتے ہیں کہ شاہراہ ایک مین کا قیدیہ ہے کہ جو ہمدان قبیلہ کی ایک شاخ ہے کہ جن کا فب شاہراہ بن ربیعہ بن مالک تک پہنچتا ہے اور عابس اسی قبیلہ میں سے تھے اور شہوذب ان کا مولیٰ یعنی انیس کے ہاں ٹھہرا ہوا یا ان کا ہم قسم اور حلیف تھا نہ کہ عابس کا غلام یا ان کا آزاد کردہ یا غلام تھا جیسا کہ عام اذعان میں راسخ ہے بلکہ ہمارے شیخ اجل محدث نوری صاحب مستدرک علیہ الرحمۃ نے کہا ہے اور شاید شہوذب کا مقام و منزلت عابس کے مقام سے اعلیٰ و برتر ہو کیونکہ ان کے حق میں مؤرخین نے کہا ہے اور وہ یعنی شہوذب تشیع میں مقدم تھے راوی کہتا ہے پھر عابس بن ابوشیبہ نے کہا ہے ابو عبد اللہ خدا کی قسم پشت زمین پر کوئی قریبی اور یحیدی میرے نزدیک زیادہ عزیز اور زیادہ محبوب آپ سے کوئی نہیں اگر عجیب یہ قدرت ہوئی کہ میں ظلم و جور اور قتل و شہید ہونے کو کسی چیز کے ذریعہ دفع کر سکتا کہ جو میری جان اور میرے خون سے زیادہ عزیز ہو تو میں ضرور ایسا کرتا آپ پر سلام ہو اسے ابو عبد اللہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی اور آپ کے والد گرامی کی ہدایت پر قائم ہوں پھر اپنی تلوار کو نیام سے نکالے ہوئے اور ان کی پیشانی پر تلوار کی ضرب

کا ایک نشان تھا از دی کتاب ہے کہ مجھ سے غیر بن دعلہ نے ہمدان کی شاخ تہی ہمد کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جس کو ربیع بن تیمم کہتے تھے کہ جو اس دن وہاں موجود تھا وہ کتاب ہے کہ جب میں نے عالس کو آتے دیکھا اور میں اسے مختلف جگہوں میں دیکھ چکا تھا اور وہ سب لوگوں سے زیادہ شجاع و بہادر تھا تو میں نے کہا اے لوگو یہ شیروں کا شیر یہ ابن ابی شیبہ ہے تم میں سے کوئی بھی اس کے مقابلہ کے لیے نہ جائے پس وہ پکارنے لگا کیا کوئی مرد نہیں کیا کوئی مرد نہیں تو عمر سعد نے کہا اس کو پتھروں سے گاہل کر دو راوی کتاب ہے کہ پس ہر طرف سے اسے پتھراے گئے جب عالس نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنی زہ اور خود آمار پھینکا اور اللہ بھلا کرے اس کا جس نے کہا ہے۔

يلقى الرماح الشاجرات بغيره، ومقيم معانته مقام المغفر ما ان يريد اذا الرماح شجرة۔ درما سوی سربال طیب العنصر۔ وہ زخمی کرنے والے نیزوں سے اپنی گردن کے ساتھ ملاقات کرتا ہے اور وہ اپنے سر کو خود کی جگہ سمجھتا ہے۔ جب نیزے اسے گین تو وہ پاکیزگی اصل و جوہر کے قیص کے علاوہ کوئی زہ نہیں چاہتا ایرانی شاعر کتاب ہے

اس نے زہ آمار دی کہ ہم چاند نہیں ہیں اور خود سے آمار دی کریں مرغا نہیں ہوں خود زہ کے بغیر وہ نکل آیا تاکہ میں موت کو برہنہ گھے لگا لوں مردوں کی مانند

پھر انہوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا راوی کتاب ہے کہ خدا کی قسم میں اس کو دیکھ رہا تھا کہ وہ دو سو سے زیادہ افراد کو دھکیل رہا ہے پھر وہ ہر طرف سے ابھی

طرف مڑے تو وہ شہید ہو گیا خدا اس پر رحم کرے راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کا سر کئی افراد کے ہاتھوں میں دیکھا یہ کہتا ہے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے اور یہ کہتا ہے میں نے اسے قتل کیا ہے پس وہ لوگ سرحد کے پاس آئے تو اس نے کہا آپس میں جھگڑو نہیں اسے ایک انسان (یا ایک نیزے خنل) نے قتل نہیں کیا پس اس نے اس بات کے ساتھ انہیں متفرق کر دیا۔

(ابو شعناء کندی رضی اللہ عنہ شہادت)

ازدی نے کہا مجھ سے فضیل بن حدید نے بیان کیا کہ یزید بن زیاد جو کہ ابو کندی ہے نبی مجدد میں سے وہ امام حسین کے ساتھ گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور سو تیر چلائے ان میں سے صرف پانچ تیر زین پر گرے اور وہ ماہر تیر انداز تھے جب بھی تیر مارے تو کہتے میں مجدد کا بیٹا ہوں جو سرحد کے شاہسوار میں اور امام حسینؑ فرماتے خدا یا اس کی تیر اندازی کو درست قرار دے اور اس کا ثواب جنت قرار دے جب وہ تمام تیر مار چکا تو کھڑا ہو گیا اور کہا صرف پانچ تیر گرے ہیں اور میرے لیے یہ تو واضح ہو گیا ہے کہ میں نے پانچ افراد کو قتل کر دیا ہے اور یہ ان افراد میں سے تھے کہ جو ابتداء میں شہید ہوئے اور اس دن وہ یہ رجز پڑھتے تھے۔ انا یزید و ابی مہاضر۔ اشجع من لیث بغیل خادرو الطعن عندی للطغاة حاحنخ (یارب انی للحمین ناصر ولا بن بنی سعد تارک و ہاجر روف یمینی صادم و بائرخ) میں یزید ہوں میرا باپ مہاضر جو زیادہ شجاع و بہادر ہے (دوم کے شیروں سے پیدا ہونے والے شیر سے جو ہمیشہ سے نکلے اور سرکش

کو تیزہ مارتا میرے نزدیک اس وقت کا کام ہے اسے پروردگار میں حسین کا نام و مددگار ہوں اور این سعد کو یہ چھوڑنے اور اس سے دوری اختیار کرنے والا ہوں (اور میرے دائیں ہاتھ میں قاطع اور ناپود کرنے والی تلوار ہے۔)

اور یزید بن زیاد حاضر ان افراد میں سے ہیں کہ جو عمر سعد کے ساتھ امام حسینؑ کے مقابلہ میں آئے تھے جب ان ملائین نے امام حسینؑ کی شرائط رد کر دی تھیں تو یہ آنجناب کی طرف آگئے اور آپ کی معیت میں جہاد کر کے شہید ہو گئے رحمہ اللہ

(امام حسین کے اصحاب میں سے ایک جماعت کی شہادت)

باقی رہے صیداوی تودہ عمر بن خالد تھے اور جابر بن حارث سلمانی اور سعد مولیٰ عمر بن خالد اور جمیع بن عبداللہ عائدی انہوں نے جنگ کی ابتداء میں جہاد کیا اور اپنی تلواریں لے کر آگے بڑھے اور لوگوں پر ٹوٹ پڑے اور جب ان میں گھس گئے تودہ لوگ بھی ان کی طرف مڑے پس انہوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لینا شروع کیا اور ان کے ساتھیوں سے انہیں کاٹ لیا اگرچہ وہ زیادہ دور نہیں تھے پس ان پر حضرت عباس بن علی سلام اللہ علیہما نے حملہ کیا اور انہیں فوج کے نرغے سے پھڑپھڑایا پس وہ آئے تو زخمی ہو چکے تھے جب دشمن ان کے قریب آیا تو پھر تلواروں سے اس پر ٹوٹ پڑے پس ابتداء امر میں جنگ کر کے ایک ہی جگہ شہید ہو گئے۔

(سوید بن عمرو بن ابوالمطاع کی شہادت)

ازدی کا کنہ ہے کہ فہر سے زہیر بن عبدالرحمن بن خثعمی نے بیان کیا کہ آخری شخص جو امام حسینؑ کے ساتھ ان کے اصحاب میں سے باقی رہ گیا تھا سوید بن عمرو بن

بن ابوالمطاع خشعی تھا جس نے جنگ کی اور دشمن سے ہمت سے زخم کھائے اور زخمی حالت میں ثقیلین میں گر گئے پس ان ملائین کی آوازیں سنیں کہ حسینؑ شہید ہو گئے پس اسے کچھ آفاۃ ہوا تو دیکھا کہ اس کے پاس ایک چھری ہے جب کہ اس کی تلوار لے گئے تھے تو کچھ دیر چھری کے ساتھ جنگ کی پھر شہید ہو گیا اور اسے اپنی عروہ بن بطار تغلبی اور زید بن رقاد جنبی نے شہید کیا اور وہ آخری شہید تھے۔

اور سیرتے ان کی توصیف میں کہا ہے کہ وہ ثریف النفس اور بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے اور شیر بیشہ کی طرح جہاد کیا اور جو مصیبت آئی تھی اس پر صبر کی انتہا کر دی یہاں تک کہ مقتولین میں گر پڑا ۱۱۰ اس کتاب کے مؤلف سیخ عباس قمی حشرہ اللہ تعالیٰ

کہتے ہیں کہ مؤرخین و محدثین اور فریقین کے ارباب مقاتل میں اختلاف ہے اصحاب حسینی کی شہادت کی ترتیب ان کے رجز اور ان کی تعداد میں بعض نے مؤخر کو مقدم کیا ہے اور دوسرے نے اسے مؤخر کیا ہے جسے اور نے مقدم رکھا ہے اور بعض نے ناموں اور رجز کے ذکر پر اکتفاء کی ہے اور بعض نے انہیں سبے بعض کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے اور یاقینوں کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے اور میں نے قدام اور مؤخرین میں سے قابل اعتقاد افراد کے آثار کی یہاں تک پیروی کی ہے لیکن ایک جماعت کا ذکر وہ گید ہے لیکن ضروری ہے کہ ہم ان کے ذکر سے تبرک حاصل کریں اور میں انہیں اس ترتیب سے وارد کرتا ہوں کہ جس طرح شیخ اجل رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب رحم نے مناقب میں ذکر کیا ہے۔

پس میں اسی ترتیب سے کتابوں کو منظرِ محکم پر لایا کہ حسینؑ اور ان دونوں

قدس اللہ سرہما کا ذکر گزر چکا ہے (شہادت وھب کلبی)۔

پھر وہب بن عبد اللہ بن حباب کلبی نکلے اور ان کے ساتھ ان کی ماں بھی اس دن موجود تھی تو اس خاتون نے کہا اٹھو اے بیٹا اور نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نصرت کرو تو انہوں نے کہا میں ایسا ہی کرونگا اے ماں اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا پس وہ میدان میں یہ کہتے ہوئے گئے ان تنکرونی فانا بن الکلب۔ سوف ترونی وترون ضوبی وحملتی وصولتی فی الحرب۔

ادرك ثاری بعد ثار محی۔ وادفع الکرب امام الکرب۔ لیس جہادی فی الوغی باللعب اگر مجھے نہیں جانتے ہو تو میں کلبی خاندان سے ہوں غمخیز بچے اور میری ضرب کو تم دیکھو گے اور میرے حملہ اور علیہ کو دیکھو گے جنگ میں میں اپنا بدلہ اپنے ساتھیوں کے بدلے کے بعد لوں گا اور کرب و مصیبت کو کرب سے پہلے دور کروں گا میدان میں میرے ساتھ جنگ کرنا کوئی کہیں نہیں ہے، پھر انہوں نے حملہ کیا یہاں تک کہ انہیں سے ایک گروہ کو قتل کر دیا۔

پھر اپنی ماں اور بیوی کی طرف پلٹ آئے اور ان کے پاس رک کر کہا اے ماں کیا اب تو راضی ہے اس خاتون نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک حسین علیہ السلام کے سامنے تو شہید نہیں ہو گا تو اس کی بیوی نے کہا تجھے خدا کی قسم اپنی جان کے بارے میں مجھے دکھ نہ پہنچانا تو اس کی ماں نے کہا اے بیٹا اس کی بات نہ مانتا اور واپس جا کر رسول اللہ کے قتل کے سامنے جہاد کرو وہ جہاد بارگاہِ خدا میں تمہارے شفیق ہوں گے پس وہ جوان واپس لوٹا یہ کہتے ہوئے۔

انی زعیر لك اموھب۔ بالظعن فیہم تارہ والضراب۔ ضرب غلام مؤمن بالرب۔ حتی یذیق القوم مرال حرب۔ "انی امرع ذومرة وعضب۔

ولست بالخوار عند الذکب جسبی الہی من علیم حسبی میں تجھ سے حمد کرتا ہوں
 اے ام دہب انیس کبھی نیزہ مارنے کا اور کبھی تلوار زنی کا ایسے نوجوان کی تلوار زنی
 کہ جو پروردگار پر ایمان رکھتا ہے تاکہ اس قوم کو کڑی جنگ کا مزہ چکھائے میں
 صاحب قوت اور ماطع تلوار والا جوان ہوں میں جنگ کے وقت ڈر پوک نہیں ہوں
 میرے لیے خدا نے علیم ہی کافی ہے، وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک انیس شاموں اور
 اور بارہ بیادوں کو قتل کیا پھر اس کے ہاتھ کٹ گئے اور اس کی والدہ نے خیمے کا
 ستون پکڑ لیا اور اس کی طرف بڑھی جب کہ وہ کہہ رہی تھی میرے ماں باپ تجھ پر
 قربان جائیں پاک و پاکیزہ لوگوں کی حمایت میں جنگ کر جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ کے حرم ہیں پس وہ آگے بڑھتا کہ اسے واپس ورتوں کی طرف پٹائیے تو اس
 نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں واپس نہیں جاؤں گی یہاں تک کہ تمہارے
 ساتھ حراؤں تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ تمہیں اپنی بیت کی طرف سے جزائے خیر ملے
 عورتوں کے پاس واپس جاؤ خاتم پر رحم کرے پس وہ خاتون واپس چلی گئی اور وہ
 نوجوان جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ رضوان اللہ علیہ
 ناوی کہتا ہے پس اس کی بیوی گئی اور اس کے چہرے سے خون پونچھنے لگی اور
 شمر نے اسے دیکھ لیا پس اپنے غلام سے کہا کہ اسے گزرا دو جو اس کے پاس تھا پس
 اس لعین نے وہ گزرا کر اسے شہید کر دیا اور یہ پہلی خاتون تھی جو امام حسینؑ کے
 لشکر سے شہید ہوئی۔

روختہ الی غنیمین اور امالی صدوق میں ہے کہ دہب بن دہب میدان میں آیا اور
 وہ عیسائی تھا کہ جو امام حسینؑ کے ہاتھوں پر وہ اور اس کی ماں مسلمان ہو گئے اور آپ
 کے ساتھ کربلا آئے پس وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور خیمے کا ستون ہاتھ میں لیا اور جنگ

کی اور دشمنوں میں سے سات یا آٹھ افراد کو قتل کیا پھر وہ قید ہو گیا اور اسے عمر سعد کے پاس لے گئے اور اس نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا ۶

اور علامہ مجلسی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک حدیث میں دیکھا ہے کہ یہ دہب انصاف تھی تھیں وہ اور اس کی ماں امام حسینؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے پس میدان مبارزہ میں چوبیس بیادہ اور بارہ شاہسووار قتل کیے پھر وہ گرفتار ہو گیا اور عمر سعد کے پاس لایا گیا تو اس نے یحییٰ بن زکریاؑ کے کہنا سے قتل کر دیا اور قوت و طاقت پھر حکم دیا اور اس کی گردن اڑا کر اس کا سر امام حسینؑ کی لشکر گاہ کی طرف پھینکا گیا پس اس کی ماں نے سر کو اٹھایا اس کا بوسہ دیا اور پھر اسے ابن سعد کے لشکر کی طرف پھینک دیا وہ ایک شخص کو مارا اور اسے قتل کر دیا پھر اس خاتون نے غیمے کے ستون کے ساتھ حملہ کر کے دھڑ دھڑ کو قتل کر دیا پس امام حسینؑ نے اس خاتون سے فرمایا اے ام دہب لوٹ آؤ تم اور تمہارا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ ہوں گے جہاد یوتوں سے ساقط ہے پس وہ خاتون پلٹ آئی اور وہ کہہ رہی تھی الہی لا تقطع رجائی معبود میری امید کو منقطع نہ کرنا تو امام حسینؑ نے اس سے فرمایا لا یقطع اللہ رجاءک یا ام دہب ۔ اے ام دہب خدا تیری امید کو منقطع نہیں فرمائے گا۔

پھر اس کے بعد عمرو بن خالد از دی صیداوی نکلا اور امام حسینؑ سے عرض کیا یا ابا عبد اللہ میں آپ پر قربان جاؤں میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھیوں کے ساتھ ملحق ہو جاؤں اور اسے میں ناپسند کرتا ہوں کہ پیچھے رہ جاؤں پس میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنے اہل بیت میں سے اکیلے شہید ہیں تو امام حسینؑ نے فرمایا آگے بڑھو ہم کچھ دیر تک تمہارے ساتھ ملحق ہوتے ولے ہیں پس وہ آگے بڑھا اور کہہ

رہا تھا ایک یا نفس من الرحمن۔ قابشری بالروح والرحمان۔ الیوم تجزین علی الاحسان۔ قد کان منک غابر الزمان ما خط فی اللوح لدی الدیان لا تجزعی فکل حی فان۔ والصبر احظی یدک بالامان۔ یا معشر الایہد بنی قحطانات۔ اے نفس تجھے خدائے رحمن کی طرف سے روحِ دریاں کی تجویز ہو آج تجھے اس نیکی کی جزائے گی کہ جو گذشتہ زمانہ میں تجھ سے ہوئی ہے جو خالقِ دیان کے ہاں روحِ مخلوق میں کمی جا چکی ہے تم جزعِ فرزاں اور گہراؤں میں ہر زندہ نے فنا کے گھاٹ اترنا ہے اور میر کا تیری ہاں میں زیادہ جھ ہے اے ازد کا گردہ جو بنِ فغان بیس سے ہے، پھر اس نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا اس پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔

مناقبِ دیں ہے کہ پھر اس کا بیٹا خالد رضی اللہ عنہ میدان میں آیا اور وہ کہہ رہا تھا۔

صبراً علی الموت بنی قحطان۔ کیما تکنون فی رضی الرحمن۔ ذی المجد والعزة والبرهان وذوی العلی والطول والاحسان۔ یا ابتا قد صرت فی الجنان فی قصور حسن البنیان اے بنی قحطان موت پر میر کر و تاکہ تمہیں خدائے رحمن کی رضا حاصل ہو جو مجرد بزرگی عزت اور برہان والا ہے اور بلیندی بخشش اور احسان کو دے والا ہے اے یا با آپ جنت میں پہنچ گئے ہیں موتی کے تھر میں جو بہترین بنا ہے، پھر وہ آگے بڑھا اور مسلسل جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

پھر سعد بن خنظلہ یمیمی میدان میں نکلا اور وہ امام حسینؑ کے لشکر کے بزرگوں میں سے تھے اور وہ کہہ رہے تھے صبراً علی الاسیاف والاسنة۔ صبرا علیہا الدخول الجنة، وحوار عین ناعمات۔ لمن یرید الفوز لا یافظتہ۔ یا نفس للراحة

فاجہدہ۔ وفی طلب الخیر فارغبہ۔ تلواروں اور نیزوں پر صبر کرو یہ صبرِ حُتّٰبِی میں داخل ہونے کے لیے کرو اور جو راعین کے لیے جو نرم و نازک بدن اور خوشگوار ہیں کہ جو فوز و کامیابی چاہتا ہے نہ صرف ظن و گمان سے، اے نفسِ راحت و آرام کے لیے کوشش کرو اور غیروا چھائی کے طلب کرنے میں رغبت کر پھر انہوں نے حملہ کیا اور سخت قسم کی جنگ لڑی اور پھر وہ شہید ہو گئے رضوان اللہ علیہ پھر عمر بن عبد اللہ مدحی نکلتے اور وہ یہ رجز پڑھتے تھے (قد علمت سعد

وحی مدح - انی لدی الھیاء لیث مخرج، اعلو بیفی ہامۃ المدح و اترک القرآن لدی التعرج، فربما الضیع الاذل الا عرج ———

بنی سعد اور مدحِ قبیہ جانتا ہے کہ میں جنگ کے وقت سخت قسم کا شیر ہوں میں اپنی تلوار مسلح شخص کی کھوپڑی پر بلند کرتا ہوں اور میں اپنے درمقابل کو جنگ کے وقت تیز رفتار لنگڑے بھوکا شکار بنا دیتا ہوں اور وہ مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں مسلم ضیابی اور عبد اللہ بعلی نے شہید کر دیا۔ پھر مسلم بن عوسجہ میدان میں آئے اور ان کا ذکر گزر چکا ہے خدا ان پر رحم کرے۔

پھر عبد الرحمن بن عبد اللہ یزنی یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے (انا ابن عبد اللہ من آل یزنی، دیتی علی وین حسین و حسن حاضر بکم ضرب فتی من الیمین، انجوا بذلك الغوز عند الموتین میں عبد اللہ کا بیٹا ہوں آل یزنی سے میں حسین و حسن کے وین پر ہوں میں تمہیں یعنی جوان دالی ضرب لگاؤں گا کہ جس سے میں کامیابی کی امید رکھتا ہوں اس کے ہاں جو امن دینے والا ہے۔

اس کے بعد یحییٰ بن سلیم مانہ فی کہتے ہوئے نکلا لا ضربن القوم ضربا فیصلا۔ ضریا شدیدا فی العدا معجلا لا عاجزا فیہا ولا مولی۔ ولا اخاف الیوم موتا مقبلہ۔

یہ اس قوم کو فیصلہ کن ضرب لگاؤں گا ایسی شدید ضرب کہ جو دشمن میں جلدی کرتی ہے
زیں اس میں عاجز ہوں اور نہ ہی خوفزدہ ہوں اور نہ ہی آتے والی موت سے میں
ڈرتا ہوں۔

پھر قرہ بن ابوقرہ غفاری میدان میں آیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قد علمت حقاً بنو غفار وخندف بعد بنی نزار، بانئى اللہ لى الغبار لاصحاب
معشر الفجار۔ ضرباً وجميعاً عن بنى الاخيار۔

حقیقت بنی غفار کو علم ہے اور بنی نزار کے علاوہ خندف کو کہ میں غبار جنگ کے
وقت شیر ہوں اور میں غبار کی جماعت کو ایسی ضرب لگاؤں گا کہ جو درد و تکلیف
پہنچانے والی ہے اچھے لوگوں کی اولاد کی حمایت میں اور انہوں نے اٹھ ٹھ افراد
کو قتل کیا۔

پھر مالک بن انس کا ہلی رحمہ اللہ میدان میں آئے اور کہا اَلِ عَلِی شَیْعَةُ الرَّحْمَنِ،
وَالْحَرْبُ شَیْعَةُ الشَّيْطَانِ حضرت علی کی اولاد خدائے رحمن کے پیرو ہیں جب کہ
حرب کی اولاد شیطان کے پیرو کار ہیں، پس جو وہ افراد کو قتل کیا اور بعض نے کہا
ہے کہ انہیں سے اٹھارہ افراد کو قتل کیا اور پھر شہید ہو گئے خدا ان پر رحم فرمائے
مُتَرَفَ کہتے ہیں میں قوی احتمال دیتا ہوں کہ مالک بن انس کا ہلی جن کا ذکر ہوا ہے وہ
انس بن حارث کا ہلی صحابی ہیں۔

ابن اثیر جزیری نے کتاب اسد الغابہ میں کہا ہے انس بن حارث کا شمار اہل
کوفہ میں ہوتا ہے اور ان کی حدیث اشعث بن عیثم نے اپنے باپ کے واسطے سے
ان سے بیان کی ہے کہ انہوں نے سبغہ اکرمؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا یہ بیٹا عراق
کی زمین کے ایک حصہ میں شہید ہو گا جو اس کو ورک کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی

مدد کرے پس وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

اور شیخ ابن نماتہ مثیر الاقران میں کہلے پھر انس بن حارث کاہلی یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے قد علمت کاہلنا و دوران - والحند فیعون و قیس عیلان بان قومی آفة للاقوان، یا قوم کونوا کاسود خفان واستقبلوا القوم بضرب الان آل علی شیعۃ الرحمن، وال حرب شیعۃ الشیطان -

ہمارا کاہل دو دوران قبیلہ اور خندف و قیس عیلان جانتے ہیں کہ میری قوم آفت و مصیبت ہے اپنے مد مقابلوں کے لیے اے قوم مقامِ قفان کے شیر بن جاؤ اور فوری قرب کے ساتھ قوم کا استقبال کرو آل علی رحمٰن کے شیعہ ہیں جب کہ آل حرب شیطان کے شیعہ ہیں مولف کہتے ہیں ظاہر اکاہلی ان کے داد اکاہل کی طرف نسبت ہے اور جو زیارت ناجیہ مقدمہ کی طرف سے روایت ہوئی ہے اس میں ہے اسلام علی انس بن کاہلی الاسدی»

پھر عمرو بن مطاع جعفی یا ہرنکلے اور کہا الیوم قد طاب لنا الفراع دون حسین الضرب والسطاع نہ جو بذلک الغنم والدفاع من حونا حسین لا متناع آج ہمارے لیے سردوں سے ہتھیاروں کا ٹکھانا پاکیزہ امر ہے حسین کے آگے تلوار کی قرعہ اور اس کی صدا ہے اور اس کے ذریعہ ہم کامیابی اور جہنم کی آگ سے بچاؤ کی امید رکھتے ہیں جب کہ کوئی مفوظہ رہے کی توقع نہ ہوگی۔ **شہادتِ حضرت بنو** پھر جو بن (جو بن خل) بن ابومالک اور زید غفاری رضی اللہ عنہ کے غلام آگے بڑھے اور وہ سیاہ رنگ کے غلام تھے امام حسینؑ نے ان سے فرمایا تمہیں میری طرف سے اجازت ہے کیونکہ تم ہماری معیت میں تھے عاقبت و آرام کی تلاش میں پس ہماری اس راہ میں مصیبت میں مبتلا نہ ہو تو انہوں نے کہا اے فرزند رسول خدا میں

خوشحالی و آسائش کے زمانہ میں آپ کے ہاں کاسہ لسی کرتا رہا اور سختی اور شدت میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں خدا کی قسم میری بے گندی اور بدبودار ہے اور میرا حسبِ کینہ ہے اور میرا رنگ سیاہ ہے تو آپ جنت کو مجھ سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور مجھے اس کا اہل نہیں سمجھتے تاکہ میری بدبو خوشبو میں بدل جائے اور میرا حسبِ شریف ہو جائے اور میرا چہرہ سفید ہو جائے نہیں خدا کی قسم میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک یہ سیاہ خون آپ کے پاکیزہ خونوں میں نہ مل جائے پھر وہ جنگ کے لیے میدان میں نکلے اور وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے کیف یری الکفار ضرب الاسود بالسيف ضربا عن بنی محمد۔ اذ ب عنہم باللسان والید۔ ارجوا بہ الجنة یوم العوماد۔ کفار سیاہ رنگ کی تلوار سے ضرب کر دو اور لاؤ محمدؐ کی حمایت میں لگتی ہے کیا پاتے اور دیکھتے ہیں میں ان سے زبان و ہاتھ سے دفاع کروں گا اور اسی کام سے میری رجاء و آرزو قیامت کے دن جنت کا حصول ہے، پھر انہوں نے جنگ کی رمضان اللہ علیہ پس یحییٰ افراد کو قتل کیا اور پھر شہید ہو گئے پس امام حسینؑ ان کی لاش پر اکھڑے ہوئے اور عرض کیا پروردگار اس کے چہرہ کو سفید کر دے اور اس کی بو کو خوشبو و پاکیزہ کر دے اور اسے ایثار و نیک لوگوں میں مشہور فرما اور اس کے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے درمیان جان پہچان پیدا کر دے۔

حضرت باقرؑ سے روایت ہے انہوں نے علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ لوگ معرکہ کربلا میں آئے اور مقتولین کو دفن کرتے پس انہوں نے جنابِ جون کو دس دن کے بعد پایا کہ اس سے مشک و کستوری کی خوشبو آتی تھی رضوان اللہ علیہ اس کے بعد انیس بن معقل اچھی یہ کہتے ہوئے میدان میں نکلے انا انیس وانا ابن معقل۔ وفي یمنی نصل سيف مصفل اعلو بها الهامات وسط القسطل،

عن الحسين الماجد المفضل ابن رسول الله خير مومل ابن رسول خير مرل میں انیس معقل کا بیٹا ہوں اور میرے دائیں ہاتھ معقل نندۃ تلوار کا پھل ہے کہ جسے میں جنگ کے گرد و غبار میں سروں پر بلند کرتا ہوں حسین بزرگوار کی عایت میں کہ جنہیں فضیلت دی گئی ہے جو اللہ کے اس رسول کے فرزند ہیں کہ جو سب رسولوں سے بہتر تھے، اور بیس سے زیادہ افراد کو قتل کیا، اس کے بعد یزید بن معاصر (المہاجر خنل) میدان میں آئے کہ جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

اس کے بعد حجاج بن مسروق معقلی امام حسین کے مؤذن تھے جو کہ رہے تھے اقدم حسینا ہادیا مہدیا۔ فالیوم تلقی جدک النبیا شہابک ذالندی علیا۔ ذالک الذی نصرہ وصیبا اے حسین جو ہدایت کرتے والے اور ہدایت یافتہ ہیں آگے بڑھیں آج آپ اپنے نانا نبی اکرم سے ملاقات کریں گے اور پھر اپنے باپ صاحب جو در سخاقت علی کی کہ جنہیں ہم وحی نبی کے طور پر پہچانتے ہیں پس پچیس افراد کو قتل کیا اور اس کے بعد شہید ہو گئے رضوان اللہ علیہ

اس کے بعد سعید بن عبد اللہ حنفی، حبیب بن مظاہر اسدی، زہیر بن قین بجلی، نافع بن بلال بجلی (بجلی خنل) شہید ہوئے کہ جن کا ذکر گزر چکا ہے رضوان اللہ علیہ اس کے بعد جنادہ بن حارث انصاریہ کہتے ہوئے میدان میں آئے انا جناد وانا ابن الحارث۔ لست نجوار ولا بناکت عن یبعق حق یرشی وارقی الیوم شلوی فی الصعید ماکت۔ میں جنادہ بن حارث ہوں میں ڈر پرک و کمزور اور بیعت توڑنے والا نہیں ہوں یہاں تک کہ میرا وارث میرا ترکہ لے آج میرا بدن مٹی میں جا ٹھہرے گا پس سولہ افراد کو قتل کیا، اس کے بعد ان کا بیٹا عمرو بن جنادہ یہ کہتے ہوئے میدان میں آیا اخق الخناق من ابن ہند و

ارمہ، من عامہ بغوارس الانصار ومہاجرین مخضیین رماحہم۔ تحت العجاجة
 من دم الکفار، خضبت علی عہد النبی محمدًا۔ فالیوم تخضب من دم العجارج الیوم
 تخضب من دم ماء اراذل۔ رفضوا القرآن لنصرہ الاشرار طلیوا بشارہم ببدن
 اذا اتوا بالمرہفات و بالفتن الخطبار۔ واللہ رمی لایزال مضارباً۔ فی الفاسقین
 بمرہف بنار ہذا علی الازدی حق واجب فی کل یوم تعانق و کس در
 ہند کے پیٹے کا گلا گونٹ دے اور اسی سال اس کی طرف پھینک انصار و مہاجرین
 کے وہ شامسوار کہ جنہوں نے اپنے نیزوں کو خضاب کیا تھا قبار جنگ کے نیچے کفار
 کے خون سے پیغمبر کے زمانہ میں رنگے گئے تھے اور آج فاجروں کے خون سے رنگے
 جائیں گے۔ آج ایسے پست لوگوں کے خون سے رنگے جائیں گے کہ جنہوں نے تزار
 کی نصرت میں قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور جنگ بدر کے اتنے خون کا مطالبہ کرتے
 ہیں اور اس لیے تیز تلواریں اور پچکدار نیزے لیکر آئے ہیں مجھے اپنے پروردگار
 اللہ کی قسم میں ان فاسقوں میں تلوار زنی کرتا رہوں گا نیز و قاطع تلوار سے ازدی
 پر یہ واجب حق ہے ہر دن دشمن سے معاملہ کرنا اسے گرانے کے لیے اور بڑھ
 بڑھ کر حملے کرنا، پس جنگ کر کے شہید ہو گیا عمرو نے کہ بلا میں دہرایا ہے (مترجم کتا
 ہے طاہر یہ اشعار جنگ صفین سے پہلے حضرت کے کسی صحابی ازدی نے کہے تھے اور
 اس کے بعد ایک تو خیز لڑکا نکلا کہ جس کا باپ معرکہ جنگ میں شہید ہو چکا تھا اور
 اس کی والدہ بھی اس کے ساتھ تھی اس کی ماں نے اس سے کہا بیٹا باہر جا اور سرفزا
 صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسے کے سامنے جنگ کرو پس وہ جوان باہر آیا تو امام حسینؑ نے
 فرمایا یہ جوان ہے اس کا باپ شہید ہو چکا ہے شاید اس کی ماں اس کے میدان میں
 جاتے کو پسند نہ کرے تو اس جوان نے کہا کہ میری ماں نے ہی مجھے حکم دیا ہے پس وہ

میدان میں گیا عیب کہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا امیری حسین و نعم اللہ میر سب و رفقاؤد
 البشیر النذیر علی وفاطمة والدہ - فهل تعلمون له من نظیر - له طلعة مثل
 شمس الضحیٰ له غرہ مثل بدر منیر - میرا امیر حسین ہے اور
 بہتر بن امیر ہے جو بشیر و نذیر رسولؐ کے دل کا سرور ہے علی و فاطمہ اس کے ماں باپ
 ہیں کیا تمہیں اس کی نظیر کوئی معلوم ہے اس کا چہرہ روشن آفتاب کی مانند ہے اور
 اس کی پیشانی چودھویں کا چاند ہے، اور جہاد کر کے شہید ہو گیا اور اس کا سر کاٹ
 کر حسین علیہ السلام کے شکر کی طرف پھینک دیا گیا پس اس کی ماں نے اس کا سراٹھایا
 اور کہا احسنت یا بنی یا سرور قلبی ویا قرۃ عینی بہت اچھے اے میرے پیارے بیٹے
 میرے دل کے سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک پھر اپنے بیٹے کا سر ایک شخص کو اس طرح
 مارا کہ اسے قتل کر دیا اور خیمے کا ستون اٹھالیا اور ان ملائین پر حملہ کر دیا اور وہ
 کہہ رہی تھی انا عجون سیدی ضعیفۃ - خاویۃ بالسیفۃ - نحیفۃ اضربکم
 بضوۃ غیفۃ - دون بھ فاطمہ الشریفہ میں اپنے آقاؐ کی ایک کمزور بیٹی یا خادمہ ہوں جس کا گھر خالی
 ہو گیا ہے اور جو لحیف و کمزور ہو چکی ہے لیکن تمہیں سخت ضرب لگاؤں گی شریف
 فاطمہ زہراؑ کی اولاد کی حمایت میں پس وہ ستون دو افراد پر مارا اور انہیں قتل کر دیا
 پس امام حسینؑ نے اس کے واپس لوٹ آئے کا حکم دیا اور اسے دعا دی۔

مؤلف کہتے ہیں میں احتمال دیتا ہوں کہ یہ جوان مسلم بن عوسجہ اسدی رضوان اللہ
 علیہ کے فرزند ہوں کیونکہ روختۃ الاحباب سے اس مفتون کے قریب قریب مسلم بن
 عوسجہ کے فرزند کا واقعہ لکھا ہے اس کے والد کی شہادت کے بعد رضوان اللہ علیہما
 اور اسی طرح روختۃ الشہداء میں بھی ہے واللہ العالم اس کے بعد ایک ترکی غلام
 امام حسینؑ کا میدان میں آیا اور وہ قادی قرآن تھا وہ جنگ کرتا اور یہ رجز پڑھتا تھا

البحر من طعن وضرب یصطلی والبحر من نبلی وضرب یعتلی اذا حاسمی فی یعینی یتجلی
 یشق قلب الحاسد العجل - سمند میں میری نیزہ زنی اور تلوار زنی سے آگ
 لگ جائے اور فضا میرے تیر و تلوار کی ضرب سے پر ہو جائے جب کہ تلوار میرے دائیں
 ہاتھ میں ظاہر ہو تو حاسد کا دل پھٹ جائے پس ایک جماعت کو قتل کیا بعض نے کہا
 ہے کہ متر افراد کو قتل کیا اور پھر زمین پر گر ایں امام حسینؑ تشریف لائے اور اپنا رخسار
 اس کے رخسار پر رکھا اس نے اپنی آنکھ کھول کر حسین علیہ السلام کو دیکھا تو مسکرایا اور پھر
 پروردگار کی طرف سدھار اس کے بعد مالک بن دودان میدان میں آیا اور یہ اشعار
 پڑھے الیکم من مالک الضرغام - ضرب فتی یجمع عن الکرام یرجوا ثواب اللہ ذی الانعام
 مالک کی طرف سے جو کہ شیر بیشہ ہے ضرب ہے ایسے جوان کی جو کریم و شریف لوگوں کی
 حمایت کرتا ہے اور اللہ صاحب احسان کے ثواب کی امید رکھتا ہے -
 اس کے بعد ابو ثمامہ صائدی (صیداوی) (خ) میدان میں آئے اور کہا (غزاء

لال المصطفی وبناتہ علی
 لجیش طاهر) خیر الناس سبط محمد، عزاء
 لزهراء النبی ووجہا - خزانة علم الله من بعد احمد عزاء لاهل الشرق والغرب
 کلهم - وحزننا علی جیش الحسین الممدد - فمن مبلغ عنی
 النبی وبنتمہ بان ابنکم فی مجہدای مجہد -
 تعزیت و تسلیت ہوا آل مصطفیٰ اور آپ کی بیٹیوں کے لیے نواسہ رسول سب لوگوں سے
 بہترین تے دشمنوں میں بند و محبوس ہونے کی بنا پر، تعزیت ہے نبی کی شہزادی ترہا
 کے لیے اور ان کے شوہر کے لیے کہ جو احمد مجتبیٰ کی بعد علم کا خزانہ ہے، مشرق و مغرب
 کے کل باشندوں کے لیے تعزیت ہے اور عز و دلال ہے درست کار حسینؑ کے
 لشکر کے لیے، پس کون ہے کہ جو بی غیر اور ان کی بیٹی کو میرا پیغام پہچائے کہ آپ کا

فرزند کسی شخص مصیبت میں گرا ہوا ہے۔

اس کے بعد ابراہیم بن حصین اسدی یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آیا، ضرب منکوع مفصلا و ساقا۔ لیہرق التوم دمى اھرقا وینرق الموت ابو اسحاق۔ اعمی بنی فاجرة الفساحتار میں تمہارے جوڑوں اور پنڈیوں پر تلوار ماروں گا تاکہ یہ قوم میرا خون بہائے اور ابو اسحاق کو شہادت نصیب ہو (قوم سے میری مراد بدکار عورت کی خالق اولاد ہے پس انہیں سے چراسی افراد کو قتل کیا۔

اور عمرو بن قرظہ میدان میں آیا کہ جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے، پھر احمد بن محمد ہاشمی باہر آیا اور وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا الیوم ابلوا حسی و دینی بصارم تحملة یعنی۔ احمی بہ یوم الوعی عن دینی۔ آج میں اپنے حسب و نسب اور دین کا امتحان لوں گا اس قاطع تلوار کے ذریعہ جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے اور میں جنگ کے وقت اس سے اپنے دین کی حمایت کروں گا۔

مناقب میں کہا ہے اصحاب حسینی سے جو لوگ پہلے حملہ میں شہید ہوئے وہ یہ ہیں نعیم بن عجلان، عمران بن کعب بن حارث الشجعی، خطلمہ ابن عمرو بیشانی، قاسط بن زہیر، کنانہ بن علق، عمرو بن شعیبہ، ضرغامہ بن مالک، عامر بن مسلم، سیف بن مالک، نمیری، عبدالرحمن ارجمی، جمیع عائدی، حباب بن حارث عمرو جندعی، حلاس بن عمرو راسبی، سوار بن البرغیر (حمیر خ ل) فہمی، عامر بن ابوسلامہ دالانی، نعمان بن عمرو راسبی، زامر بن عمرو مولیٰ (غلام)، ابن الحکم، جبیلہ بن علی، مسعود بن حجاج، عبداللہ بن عمرو غفاری، زہیر بن بشیر غسفی، عامر بن حسان، عبداللہ بن عمیر، مسلم بن کثیر زہیری، سلیم عبداللہ و عبد اللہ جو دو تیز دید بصری کے بیٹے تھے اور دس افراد امام حسین کے غلام تھے اور دو افراد حضرت امیر المومنین کے غلام تھے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ عالم خیر کا حتی نعان مصری نے کہا ہے اور ان افراد میں سے کہ جو اصحاب بیغیر میں سے اور عرب کے ہاجرین میں سے اور ان تابعین میں سے کہ جن کے لیے پیغمبر نے جنت واجب قرار دی تھی اور ان کا نام لیا تھا حضرت علیؑ کے ساتھ عمرو بن حمق تھے جو حضرت علیؑ کے بعد زندہ رہے پس انہیں معاویہ نے طلب کیا تو وہ جزیرہ کی طرف بھاگ گئے اور ان کے ساتھ اصحاب علیؑ میں سے ایک شخص تھا جسے ذاہر کہا جاتا تھا جب وہ وادی میں اترے تو عمرو کو سانپ ڈس گیا رات کی سانس کی بجائے صبح ہوئی تو ان کا جسم پھول گیا تھا پس عمرو نے کہا اے ذاہر تجھ سے کچھ دور ہو جاؤ کیونکہ میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے خبر دی تھی کہ عقریب میرے خون میں جن و انس شریک ہوں گے اور اس سے چارہ نہیں کہ میں قتل کر دیا جاؤں۔

پس وہ دونو اسی حالت میں تھے کہ انیس ان گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آئیں کہ جو عمر کی تلاش میں تھے تو انہوں نے کہا اے ظاہر چھپ جاؤ پس جب میں شہید کر دیا جاؤں تو وہ غم قریب میرا سر لے لیں گے جب وہ مڑ جائیں تو تم نکل آنا اور میرے جسم کو

دفن کو دینا زاہر نہ کہنا نہیں بلکہ جتنے تیر میرے پاس ہیں انہیں ماروں گا اور جب وہ ختم ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ قتل ہو جاؤں گا عمرو نے کہا نہیں بلکہ وہ کام کرو کہ جس کی میں نے تم سے خواہش و سوال کیا ہے خدا تجھے اس میں نفع دے گا پس زاہر چھپ گیا اور وہ ملاعین آگئے اور انہوں نے عمرو کو قتل کر کے ان کا مرکاٹ لیا اور اسے اٹھالے گئے پس یہ پہلا مرتعہ اسلام میں کب جسے نیز پر لوگوں کے لیے نصیب کیا گیا جب وہ واپس چلے گئے تو زاہر نکلا اور اس نے عمرو کے بدن کو دفن کیا پھر زاہر زندہ رہا یہاں تک کہ امام حسین کے ساتھ شہید ہوا۔

پس اس گفتگو سے ظاہر ہوا کہ زاہر امیر المومنین کے اصحاب میں سے تھا اور رسول اللہ کے صحابی اور امیر المومنین کے جہاد کے جہاد کے جسے عبادت نے کہتے کر دیا تھا کہ جس کا جسم نحیف و لاغر ہو گیا تھا رنگ زرد ہو گیا تھا کی متابعت اور اس کی پیروی کے ساتھ مخصوص قرار دیا گیا اور اسے ان کو چھپانے اور دن کر کے کی توفیق حاصل ہوئی پھر اسے سعادت چلا کر لے آئی کہ امام حسین علیہ السلام کی نصرت میں شہادت نصیب ہوئی اور اس زاہر کی اولاد و احفاد میں سے تھا ابو جعفر زاہری محمد بن سان جو کہ حضرت کاظمؑ، رضاؑ اور جو ا کے اصحاب علیہ السلام میں سے تھا معلوم رہے کہ مورخین نے ایک گروہ کا تذکرہ کیا ہے کہ جو میدان طف میں امام حسین کی نصرت میں حاضر تو تھا لیکن شہید نہیں ہوئے بلکہ بچ نکلے انہیں سے ایک عبدالرحمن بن عبدالرہبہ انصاری کا غلام ہے اور پہلے گزریا کا ہے کہ وہ کتاب ہے کہ جب میں نے قوم کو موت ہی پھڑکتے اور گرتے ہوئے دیکھا تو میں انہیں وہیں چھوڑ کر نکل آیا۔

اور انہیں میں سے ایک مرتعہ بن ثمامہ اسدی ہے طبری اور جزیری نے کہا

ہے کہ اس نے اپنے تیر پھیلا رکھے تھے اور گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا اور جبکہ کر رہا تھا پس اس کے پاس اس کی قوم کے کچھ افراد آئے اور اس سے کہا کہ تیرے لیے امان ہے ہماری طرف نکل چد تو وہ ان کی طرف نکل گیا پس جب ان لوگوں کو سکید عمر سعد ابن زیاد کے پاس گیا اور اس کی خبر بتائی تو اس نے اسے زارہ کی طرف شہید کر دیا۔

فیروز آبادی کا کہنا ہے کہ زارہ سرکنڈوں اور صعیدیں ایک بستی ہے اور طرابلس غربی میں ایک گاؤں ہے اور بحرین میں بھی ایک بستی ہے کہ جہاں ایک مشہور چشمہ ہے اور ابو حنیفہ دیوڑی کی کتاب انوار الطوال میں ہے کہ ابن زیاد نے مرقع کو رہنما بھیج دیا تھا وہ وہیں رہا یہاں تک بنو یزید فی النار والسر ہوا اور عبید اللہ شام کی طرف بھاگ گیا تو مرقع کو نہ داپس آگیا۔

اور ان میں سے ایک عقید بن سمعان ہے طبری و جزیری نے کہا ہے اور عمر سعد بن عقید بن سمعان کو گرفتار کر لیا اور وہ جناب اباب امر القیس کی بیٹی جو کبھی خاندان سے تھیں امام حسینؑ کی روضہ فترت تھیں اور یہی حمزہ مکینہ بنت الحسینؑ کی والدہ بھی تھیں کا غلام تھا عمر سعد نے اس سے پوچھا تو کون ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک عبد مملوک ہوں پس اس کو چھوڑ دیا۔

انہیں سے ایک صحاح بن عبد اللہ مشرقی بھی تھا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کے حالات پیش کریں

وطن یحییٰ ازدی تے کہا ہے ہم سے عبد اللہ بن عاصم ناشی (جو مہدان کی ایک شاخ ہے) نے بیان کیا صحاح بن عبد اللہ مشرقی سے وہ کہتا ہے کہ میں اور مالک بن نظر ارجی امام حسینؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا پھر ہم آپ کے پاس بیٹھ گئے

پس آپ نے سلام کا جواب دیا اور میں مرجا کا اور ہم سے پوچھا کہ کیوں آئے ہیں تو ہم نے عرض کیا آپ کی خدمت میں سلام کہنے کے لیے آئے ہیں اور آپ کے لیے عافیت کی دعا کرتے ہیں اور تجدید عہد کرنے اور لوگوں کی حالت آپ کو بتانے کے لیے کہ وہ آپ کے ساتھ جنگ کرنے پر مجتمع ہو چکے ہیں پس اپنی رائے دیکھ لیں تو امام حسین نے فرمایا جی اللہ و نعم الوکیل اللہ میرے لیے کافی اور بہترین دکن ہے پس ہم نے لوگوں کے رویہ اور زمانہ کی کج رفتاری پر دکھی ہوئے اور ان کی مذمت کی اور سلام و دعا کی کہ آپ کے لیے دلعنہ خیر کی تو آپ نے فرمایا میری نصرت و مدد کرنے سے تم کو کیا مانع و رکاوٹ ہے تو مالک بن نضر نے کہا کہ مقروض اور عیالدار ہوں اور میں نے عرض کیا میں بھی مقروض ہوں اگرچہ اہل و عیال تیس رہتا لیکن اگر آپ میرے لیے حلال قرار دیں واپس جاتا اس وقت کہ جب کوئی آپ کی طرف سے جنگ کرنے والا نہ ہو تو آپ کی حمایت میں اتنی جنگ کروں کہ جو آپ کے لیے فائدہ مند ہو اور آپ سے دفاع کا باعث ہو تو آپ نے فرمایا تیرے لیے حلیت ہے پس میں آپ کے ساتھ مقیم ہو گیا، پس صفاک بن عبداللہ آپ کے ساتھ تھا آپ کی شہادت کے دن تک اور اس نے شب عاشورہ اور روز عاشورہ کے بعض متاع کی روایت کی ہے یہاں تک کہ کہا ہے جب میں نے دیکھا کہ اصحاب حسینی سب کام آگئے ہیں اور لشکر دشمن یکسرہ آپ سے اور آپ کے اہل بیت سے رو برو ہو چکا ہے اور آپ کے ساتھ سوائے سوید بن عمرو بن ابی المطاع خشعی اور بشیر بن عمرو حضرمی کے باقی کوئی نہیں رہا تو میں نے آپ سے عرض کیا اے فرزند رسول خدا آپ کے علم میں ہے جو کچھ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہوا تھا میں نے آپ سے کہا تھا میں آپ کی طرف سے قتال و جنگ کروں گا جب تک جہاد کرنے والے ہو

جب کوئی جنگجو باقی نہ رہا تو میرے لیے حلال ہو گا کہ میں واپس چلا جاؤں تو آپ نے فرمایا تھا کہ ہاں ضحاک کتا ہے آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے لیکن تم اب نجات کیسے پاؤ گے اور اگر اس پر قدرت رکھتے ہو تو تم حلیت میں ہو ضحاک کتا ہے کہ میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور میں نے جب دیکھا تھا کہ ہمارے ساتھیوں کے گھوڑوں کی کونچیں وہ کاٹ رہے ہیں تو میں نے اپنا گھوڑا اصحاب کے گھروں کے درمیانی خیمہ میں داخل کر لیا تھا اور دشمنوں کے ساتھ پیدل جنگ کرتا رہا تھا پس میں نے حسینؑ کے سامنے دو افراد کو قتل کیا تھا اور ایک شخص کا ہاتھ کاٹا تھا تو مجھ سے امام حسینؑ نے کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ کسی کا ہاتھ مثل نہ کرو خدا تیرا ہاتھ قطع نہ کرے خدا تمہیں تیری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی جانب سے جزائے خیر دے پس جب آپ نے مجھے اجازت دے دی تو میں نے خیمہ سے گھوڑا نکالا پھر میں اس کی پشت پر جم کر بیٹھ گیا اور اسے چابک مارا تو وہ اپنے سیموں پر گھڑا ہو گیا تو میں نے اسے ان لوگوں کے سامنے ڈال دیا انہوں نے مجھے راستہ دے دیا اور انیس سے پندرہ افراد میرے پیچھے لگ گئے یہاں تک کہ میں شقیۃ تک جا پہنچا جو فرات کے کنارے ایک بستی ہے جب وہ میرے قریب پہنچ گئے تو میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے کثیر بن عبد اللہ شعبی اور ایوب بن مشروح خیوانی اور قیس بن عبد اللہ صائدی نے پہچان لیا تو انہوں نے کہا یہ تو ضحاک بن عبد اللہ مشرقی ہے یہ ہمارا اچھا زاد بھائی ہے ہم تمہیں خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس سے رک جاؤ تو بنو تیمم میں سے تین افراد نے کہا جو ان کے ساتھ تھے ہاں خدا کی قسم دیتے ہیں ہم اپنے بھائیوں دراصل دعوت کی بات کو قبول کرتے ہیں کہ جسے وہ پسند کرتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھی کا پیچھا کرنے سے رک جائیں ضحاک کتا ہے کہ تمہیں نے میرے ساتھیوں کی پیروی کی تو باقی لوگ بھی رک گئے تو وہ کتا

ہے کہ خدا نے مجھے نجات دی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابن عباس نے سچ کہا جب امام حسینؑ کی نصرت چھوڑنے پر ان سے سخت کلامی کی گئی تو کہا کہ حسینؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص کی نہ کی ہو سکتی ہے اور نہ ایک شخص بڑھ سکتا تھا ہم انہیں معرکہ کر بلا میں حاضر ہونے سے پہلے ہی ان کے ناموں کے ساتھ پہچانتے تھے۔

اور محمد بن حنفیہ نے کہا کہ حسینؑ کے اصحاب ہماری پاس ان کے اور ان کے باپ دادا کے ناموں کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں میرے ماں باپ ان پر قربان جائیں پس کاش کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور اس عظیم کامیابی پر فائز ہوتا شیخ ثقہ جلیل القدر محمد بن حسن صفار قمی جو قم میں سن دو سو نوے ہجری میں فوت ہوئے کتاب بھائر الارباب میں اپنی اسناد کے ساتھ حذیفہ بن اسید غفاری صحابی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کی اور مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو میں واپسی پر آپ کے ساتھ تھا اور آپ کے آگے آگے کی دو آنکھوں کے سامنے ایک اونٹ کا بار بٹا تھا کہ جس سے آپ الگ نہیں ہوتے تھے جہاں کہیں بھی آپ جاتے تو میں نے آپ سے ایک دن عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں اے ابو محمدؑ یا کہ جو آپ سے الگ نہیں ہوتا جہاں کہیں آپ جاتے ہیں۔ فرمایا اے حذیفہ تجھے معلوم ہے کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا یہ دیوان ہے میں نے عرض کیا دیوان کیا ہے فرمایا ہمارے شیعوں کا دیوان ہے کہ جس میں ان کے نام ہیں میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں مجھے میرا نام دکھائیے آپ نے فرمایا صبح کو آنا پس میں صبح کے وقت آپ کی خدمت میں گیا اور میرے ساتھ میرا بھتیجا بھی تھا وہ بڑھ سکتا تھا جب کہ میں بڑھنا نہیں جانتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ میں صبح آئے ہو تو میں نے عرض کیا وہی حاجت

کہ جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا یہ نوجوان کون ہے جو تیرے ساتھ ہے
 تو میں نے عرض کیا وہ میرا بھتیجا ہے اور وہ پڑھ سکتا ہے جب کہ میں پڑھنا نہیں جانتا
 تو حذیفہؓ کہتا ہے آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پس میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا وسطیٰ دیوان
 لے آؤ راوی کہتا ہے کہ وہ لایا گیا حذیفہؓ کہتا ہے کہ اس نوجوان نے نظر کی تو اچانک
 نام چمک رہے پس وہ پڑھنا رہا اچانک اس نے کہا ہے چاہیہ لو میرا نام ہے میں نے
 کہا تیری ماں تیرے غم میں روئے دیکھو میرا نام کہاں ہے حذیفہؓ کہتا ہے وہ کچھ دیر
 تلاش کرتا رہا پھر کہتا ہے تیرا نام پس ہم خوش ہوئے اور وہ نوجوان امام حسینؑ کے
 ساتھ شہید ہوا پہلی بات کی طرف لوٹتے ہیں (اربابِ مقاتل کا کہنا ہے کہ امام
 حسینؑ کے پاس یکے بعد دیگرے اشخاص آتے اور کہتے تھے اسلام علیک یا بن رسول اللہ
 اے فرزند رسول آپ پر سلام ہو تو حسینؑ جواب سلام دیتے و علیک اسلام تجھ پر بھی
 سلام ہو ہم تمہارا بچے پیچھے آ رہے ہیں اس کے بعد اس آیت کو پڑھتے فَعْنَهُمْ مِنْ قُضَىٰ
 ضَعْفٍ وَمِنْهُمْ مَنِ يَمْتَنِظُ وَمَا يَدُلُّوْا بِتَدِيْلٍ اَنْهِيَ سَعَىٰ بَعْضِ اَهْلِ مَدِيْنَةٍ اَوْ رِيٍّ كَرِهَتْ اَوْ
 بَعْضِ مُنْتَظَرٍ اَوْ اَنْهِيَ سَعَىٰ بَعْضِ اَهْلِ مَدِيْنَةٍ اَوْ رِيٍّ كَرِهَتْ اَوْ بَعْضِ مُنْتَظَرٍ اَوْ اَنْهِيَ سَعَىٰ
 اللہ تعالیٰ علیہم اریوت کثوٰس للعننا علیہم۔ فاعفوا عن الدنیا کا عطاء دی سکر
 فاجسامہم فی الارض قتلی بجبہ وارواحہم فی الحبیب نحو العلی تسری
 فاعرفوا لا یقرب حبیبہم۔ وما عرفوا من مس بیث من ولا ضرر۔
 یعنی موت کے پیلے ان کے اوپر گردش دیئے گئے اور دنیا سے انہوں نے آنکھ
 بند کر لی جس طرح موت آنکھ بند کرتا ہے ان کے جسم روئے زمین میں اس کی دوستی
 میں قتل سے ہم کنار ہوئے اور ان کے ارواح حجابوں میں عالم بالا کی طرف گئے
 پس انہوں نے منزل نہیں کی مگر اپنے دوست کے پاس لیکن سختی و رنج کی وجہ سے

وہ اوپر نہیں گئے۔

سید کہتے ہیں کہ اصحابِ حسینیؑ آپ کے سامنے قتل ہونے میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے تھے اور وہ اس طرح تھے کہ جیسے ان کے بارے میں کہا گیا ہے قوم اذ انودوا الدفع علمۃ۔ والحیل بین مدعس ومکروس۔ لبسوا القلوب علی الدروع کانہم یتہافتون الی ذہاب الا نفس۔ وہ ایسا گروہ ہیں کہ جنہیں اگر بلاؤ تو قتل کو دفع کرنے کے لیے بلایا جائے اور بعض سپاہی نیزہ لگاتے ہیں سرگرم ہوں اور بعض بہادریوں کو اکٹھا کرتے ہیں انہوں نے دلوں کو زریعوں کے اوپر پن رکھا ہے۔ گویا جانوں کے جانے میں ایک دوسرے پر سیقت کرتے ہیں۔

شیخ ابن فنانے ان کی قوت و طاقت جنگ کرنے اور نواسہ رسول سے دشمنی کو روکنے اور دفاع کرنے کے بارے میں کہا ہے اذا اعتقلوا السمر الرماح و تمموا السود الشری فرت من الخوف والذعر کما فرت الجرب العوان وان سطوا فاقرا نهم یوم الکرمیۃ فی الخضر اذا ثبتوا فی ما ذاق الحرب ارجلاء فموعدهم منہ الی ملتقى الحشر۔ قلوبہم فوق الدروع وهمہم ذہاب النفوس السائلات الی الشہید۔

جیب گندم گوں نیزوں کو اکٹھا لیں اور مصمم ارادہ کر لیں تو بیٹوں کے شیر خوف و ڈر سے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں سخت جنگ کی چکی کے نام السلاح جنگجو ہیں جب حملہ کریں تو ان کے دم مقابل خسارے میں ہوتے ہیں جب میدان جنگ میں وہ اپنے قدم گاڑ دیں تو پھر ان کی دعدہ گاہ قیامت و مشرکادن ہے۔

ان کے دل زہریلوں کے اوپر ہیں اور ان کا ہم و غم زمین پر بہتی ہوئی جانوں کو لے جانا ہوتا ہے ابن ابی الحدید نے نہج البلاغہ کی شرح میں کہا ہے کہ ایک

ایسے شخص سے کہ جو یوم طف (کربلا کی جنگ میں) عمر سعد کے لشکر میں موجود تھا کہا گیا تم پر وائے ہو کیا تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی ذریت و اولاد کو قتل کیا ہے تو اس نے کہا تیرے دانتوں کے درمیان پتھر ہو (تو پتھر چائے) اگر تو وہ کچھ دیکھتا جو ہم نے دیکھا ہے تو تو بھی وہی کچھ کرتا جو ہم نے کیا ہے ہم پر ایسے گردہ نے حملہ کیا تو جو شیر و زندہ تھے جن کے ہاتھ تلواروں کے قبضوں پر تھے جو شاہسوار اور کو دایں بائیں روندتے تھے اور اپنے آپ کو موت پر جا گراتے تھے نہ امان قبول کرتے تھے نہ مال و دولت کی طرف رغبت کرتے تھے اور ان کے درمیان اور موت کے جھنڈوں پر دوڑ دھوڑنے یا ملک پر قبضہ کرنے کے درمیان کوئی چیز انہیں مانع اور حائل نہیں تھی اگر ہم ان سے تھوڑی دیر کے لیے ہاتھ روک لیتے تو وہ سارے کے سارے لشکر کو تباہ کر دیتے تمہاری ماں نہ ہو ان حالات میں ہم کیا کرتے۔

شیخ ابو عمر دکنی کہتے ہیں اور صیب ان ستر مردوں میں سے ایک تھے کہ جنہوں نے حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد کی تھی اور لوہے کے پہاڑوں سے جو ٹکرائے تھے اور جنہوں نے نیزوں کا اپنے سینوں سے اور تلواروں کا اپنے چہروں سے استقبال کیا تھا اور ان کے سامنے امان اور مال پیش کیے جاتے تو وہ انکا کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی بارگاہ میں ہم کیا عذر پیش کریں گے اگر حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور ہم میں سے کوئی آنکھ پھڑکتی رہی لہذا آپ کے گرد شہید ہو گئے۔

یہاں مؤلف نے عربی زبان کے کچھ اشعار اصحاب حسینی کی مدح کے نقل کئے ہیں جنہیں ہم حذف کر رہے ہیں۔

۲۱ فصل خانوادہ رسول کا جہاد

حسینؑ کے اہل بیت کا جہاد اور ان کی شہادتیں (رضوان اللہ علیہم اجمعین) انہیں سے ایک ابو الحسن علی بن الحسین اکبر علیہ السلام تھے۔ جب حسینؑ کے اصحاب شہید ہو گئے اور آپ کے ساتھ باقی نہ رہے مگر آپ کے مخصوص اہل بیت اور خاندان کے افراد جو کہ حضرت علیؑ کی اولاد، جعفرؑ کی اولاد، عقیلؑ کی اولاد، امام حسنؑ کی اولاد اور خود آپ کی اولاد تھے تو وہ اکٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے الوداع کرنے لگے اور جنگ کرنے کا ارادہ کیا پس کس قدر وہ مستحی ہیں اس کی توصیف کے کر جس نے کہا قوم اذا اقتحموا العجاج رايتهم شمساً وخت وجوہہم اقماراً۔ لا یعدلون برفدہم عن سائل عدل الزمان علیہم اوجاراً۔ واذا الصریخ دعاہم لعلہ۔ بذلوا النفوس وفارقوا الاعمار۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ جب وہ غبار جنگ میں داخل ہوں تو تم انہیں آفتاب سمجھو گے اور ان کے چہروں کو چاند، وہ اپنی بخشش کسی مسائل سے نہیں موڑتے زمانہ ان سے عدل کر یا ظلم اور جب کوئی فریادی کسی مصیبت کے وقت انہیں پکارے تو وہ اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں اور زندگی سے جدائی اختیار کر لیتے ہیں۔

اور اس کے قول کے مطابق کہ جو کتا ہے۔ یعنی الوجوہ کریۃ احسابہم۔ ثم الدنوف من الطرائف الاول یفشون حتی ماتھم کلابہم۔ لا یسألون عن السواد المقبل۔

سفید چہروں والے ہیں ان کا حسب و نسب کریم و شریف ہے ادنیٰ ناک والے پہلے درجہ کے لوگ ہیں مکان اچانک ان پر وارد ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کے کتے نہیں بھوکتے اور وہ آنے والی سبائی (میوے) کے بارے میں سوال تک نہیں کرتے۔

ادرکعب بن مالک کے بقول قوم علی بنیانہم من ہاشم۔ فرع اشعر و سوسہ دما ینقل قوم بہم نظرا لالہ لخلقہ و بجدہم نصر النبی المرسل بیض الوجہود تری بطون افعہم بتندی اذا اعتذر الزمان المحمل۔
وہ ایسی قوم ہیں کہ نبی ہاشم میں سے ان کی بنیاد پر بلند دیوار کھڑی ہو چکی ہے اور ایسی سرداری ہے جو مستقل ہونے والی نہیں ہے وہ ایسی قوم ہیں کہ جن کی وجہ سے خلافت نبویؐ پر نظر لطف کرتا ہے اور جن کے دادا کے ذریعہ نبی مرسلؐ کی نصرت کی گئی سفید چہروں والے ہیں کہ تو دیکھ لے گا کہ ان کی ہتھیلیوں کے اندر سے سخاوت پھوٹتی ہے جب مثال مثال کرنے والا زمانہ عذر خواہی کرے۔

میں عوام بن حوشب سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے قریش کے کچھ جوانوں کو دیکھا کہ جن کے چہرے صقل شدہ تلواروں کی مانند تھے پھر آپ کے چہرہ پر تخرق و ملال دیکھا گیا یہاں تک کہ لوگوں نے اسے پورے طور پر پہچانا تو عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے تو آپ نے فرمایا ہم ایسا خاندان اور اہل بیت ہیں کہ خدا نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے اور مجھے یاد آئے ہیں وہ مصائب کی جو میرے اہل بیت میرے بعد میری امت سے جھیلیں گے جو کہ قتل و شہید ہونا وطن سے بے وطن ہونا اور در بدر کی ٹھوکریں کھانا ہے۔ یہاں مؤلف سید حمید رحلیؒ کے اشعار ذکر کیے ہیں جنہیں ہم حذف کر

(ہے ہیں)

پس علی بن الحسین اکبر علیہ السلام آگے بڑھے اور ان کی والدہ بی بی بنت ابومرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ عروہ بن مسعود تینائے اسلام کے چار سرداروں میں سے ایک تھا اور ان دو عظیم و بزرگ افراد میں سے ایک تھا کہ جن کا ذکر خدا تعالیٰ کے ارشاد میں کفار قریش کی بات کی حکایت میں آیا ہے۔ وقالوا لولا نزل هذا

القرآن علی رجل من العترتین عظیم انہوں نے کہا یہ قرآن دو بیٹوں کے کسی عظیم و بڑے شخص پر کیوں نہیں نازل ہوا۔ اور یہ وہی شخص ہے کہ جسے قریش نے نبی اکرمؐ کے پاس صلح حدیبیہ کے دن بھیجا تھا اور اس نے آپؐ کے ساتھ عقد صلح باندھا تھا جب کہ وہ کافر تھا پھر وہ سال نو ہجری میں مسلمان ہوا جب حضرت محمد مصطفیٰ طائف سے واپس لوٹے اور اس نے نبی اکرمؐ سے اجازت چاہی اپنے گھر والوں کی طرف واپس جانے کی پس وہ واپس گیا اور اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت دی پس انہیں سے ایک ایک شخص نے اسے تیر مارا جب کہ وہ نماز کی اذان کہہ رہا تھا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جب آپ کو اس کی خبر ملی کہ عروہ کی مثال صاحب یسٰیؑ ایسی ہے کہ جس نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی ہے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے، اسی طرح ہے کتاب شرح الشمائل الحمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے اس قول کی تشریح کے ذیل میں روایت عیسیٰ بن مریم فاذا اقرب من رایت بہ شبہا عروہ بن مسعود۔ اور میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو دیکھا سب سے زیادہ

قریبی مشابہت ان سے عروہ بن مسعود رکھتا ہے۔

اور حمزہ نے اسد الغایتہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا چار افراد دنیا کے اسلام میں سردار ہیں۔ بشر بن ہلال عبدی بن حاتم، سراقہ بن مالک مدنی اور عروہ بن مسعود ثقفی اور علی بن الحسین زیادہ روشن چہرہ اور زیادہ اچھے خلق کے مالک تھے پس آپ نے اپنے باپ سے جنگ کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اذن جہاد دیا پھر ان کی طرف اس سے بائیس ایسی نگاہ کی اور پھر آنکھیں نیچی کر لیں اور رو پڑے۔

اور ایک روایت ہے کہ آپ نے اپنی ریش مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اللہم اشہد علی ہولاء القوم فقد برز الیہم غلام اشبه الناس خلقا و خلقا و منطقا برسولک کما اذا اشتقنا الی نبیک نظرنا الی وجہہ اللہم امنعہم برکات الارض و خرقةہم تغریقا و مزقہم تمذیقا و اجعلہم طرائق قددا و لا ترض الولاة عنہم ابدا فانہم دعونا لنصرونا ثم عدوا ملینا یقاتلوننا خدا یا اس قوم پر گواہ رہنا کہ ان کی طرف ایسا نوجوان جا رہا ہے کہ جو خلقت اخلاق اور گفتار میں تیرے رسول کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے ہم جب تیرے نبی کی زیارت کے مشتاق ہوتے تو اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے تھے خدا یا ان سے زمین کی برکات کو روک لے اور انہیں متفرق کر دے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور مختلف گروہوں میں بانٹ دے ان سے کبھی بھی وائیوں اور حاکموں کو راضی نہ رکھنا کیونکہ انہوں نے ہمیں دعوئی دی کہ یہ ہماری نصرت و مدد کریں گے پھر یہ ہمارے دشمن و مخالف ہو گئے اور

اب ہم سے جنگ کر رہے ہیں۔

پھر آپ نے بلند آواز سے عمر سعد کو پکار کر فرمایا کیا ہو گیا ہے تجھے خدا تیرے رحم کو قطع کرے اور خدا تیرے معاملات میں تیرے لیے برکت قرار نہ دے اور تجھ پر اسے مسلط کرے جو تجھے میرے بعد تیرے بستر پر ذبح کرے جیسا کہ تو نے مجھ سے قطع رحمی کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے میری قرابت کی حفاظت نہیں کی پھر آپ نے بلند آواز میں ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً والی ابراہیم وال

عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم بے شک اللہ کے آدم و نوح اور آل ابراہیم و آل عمران کو عالمین پر مصطفیٰ کیا اور چنانچہ میں سے بعض دوسرے بعض کی ذریت و اولاد ہیں اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے کی تلاوت کی پھر علی بن الحسین علیہما السلام نے اس قوم پر حملہ کیا

(صدق کی امالی اور روضۃ الواعظین میں ہے اور اس کے بعد (یعنی عبد اللہ بن مسلم بن عقیل کے بعد) علی بن الحسین علیہ السلام میدان میں نکلے جب وہ باہر آئے تو حسین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا خدایا تو ان پر گواہ رہنا بیشک انکی طرف تیرے رسول کا بیٹا اور وہ آجر چہرہ اور سمت میں سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت سے مشابہت رکھتا ہے سید بخرانی نے ابو جعفر طبری سے روایت کی ہے اس نے عبد اللہ بن محمد سے وہ کہتا ہے کہ میں حسین بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے آپ کے بیٹے علی اکبر نے بے موسم انگوروں کی خواہش کی تو آپ نے مسجد کے ایک ستون پر ہاتھ مارا اور اس میں سے انگور اور کیلے نکال کر فرمایا اللہ کے پاس جو کچھ اس کے اولیاء کے لیے ہے وہ بہت زیادہ ہے) اور علی اکبر یہ جہز پڑھتے

لکے انا علی بن حسین بن علی بن نبی اللہ اولی بالنبی من شہد و شہد ذالہ

الدنی اخبہ بکرم بالسیف حتی ینشئ، ضرب غلام ہاشم علوی، ولازال الیوم
احی عن ابی تالہ لا یحکم فینا ابن المدعی۔ میں علی بن الحسین بن علی ہو بیت اللہ
کی قسم ہم نبی اکرمؐ سے نسبت اور بیت و زیادہ تقرب کی رکھتے ہیں ثبت اور شمر
جیسے پست لوگوں سے میں تمہیں اس قدر تلوار کی ضربیں لگاؤں گا کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے
جو ہاشمی علوی تو جوان کی ضرب ہے میں ہمیشہ اپنے باپ کی حمایت کرتا رہوں گا خدا کی
قسم ہم میں زبردستی ملتی کیے ہوئے (حرامزادے) کا بیٹا حکم نہیں چلا سکتا۔

آپ نے کئی مرتبہ لوگوں پر شدید حملہ کیا اور انہیں سے بہت سے افراد کو قتل
کیا یہاں تک کہ مقتولین کی کثرت سے لوگ چیخ اٹھے اور ایک روایت میں ہے کہ
پسایس کے باوجود آپ نے ایک سو بیس افراد کو قتل کیا مناقب میں ہے کہ آپ
نے تر مبارز کو قتل کیا اور پھر آپ اپنے والد کی طرف پلٹ آئے جب کہ آپ
کو بہت سے زخم لگ چکے تھے اور عرض کیا یا اباۃ العطش قد قتلتی ومثل الحدیث
اجعدنی فعل الی شربہ من ماء سبیل التقوی بہا علی (الاعداء)۔
بایا پسایس نے مجھے قتل کر دیا ہے اور لوہے کے بوجھ نے مجھے تھکا دیا ہے پس کیا
پانی کے ایک گھوٹ کی طرف کوئی راستہ ہے کہ جس سے میں دشمنوں کے خلاف قوت
و طاقت حاصل کروں۔

تو حسینؑ رو پڑے اور فرمایا و انوشاہ اے بیٹا تھوڑی دیر جنگ کرو پس بہت
جلدی تمہارے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ تجھ سے ملاقات کریں گے اور تجھے لبریز کا سہ
ایسے پانی کا پلائیں گے کہ جس کے بعد تم کبھی بھی پیاس سے نہیں ہو گے اور یہ بھی کہا گیا
ہے کہ آپ نے فرمایا اے بیٹا اپنی زبان لاؤ پس اکبر کی زبان لے کر اسے چوسا
اور انہیں اپنی انگوٹھی دی اور فرمایا کہ اسے اپنے منہ میں رکھو اور اپنے دشمن سے

جنگ کرنے کے لیے پلٹ جاؤ کیونکہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم شام نہیں کرو گے کہ تمہارے
 ہاتھ میں ایسے بھریز کا سہ سے سیراب کریں گے کہ جس کے بعد تم کبھی بھی پیاسے نہیں ہو
 گے پس شہزادہ میدان قتال کی طرف پلٹ گیا اور وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا - الحرب قد
 بآت لها الحقائق و طهرت من بعدھا مصادق - واللہ رب العرش لا تغارق
 جموعکم او تغمد البوارق - جنگ کے لیے حقائق واضح ہو گئے
 ہیں اور اس کے بعد اس کے مصداق ظاہر ہو گئے ہیں عرش کے پروردگار خدا کی
 قسم ہم تمہاری جماعتوں سے اس وقت تک الگ نہیں ہوں گے جب تک تلواریں
 نیاموں میں نہ چلی جائیں پس مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سو افراد
 مکمل کر لیے اور اہل کوہ آپ کو قتل کرنے سے بچتے تھے پس مرہ بن منقذ بن نمان
 عبیدی یثی نے آپ کو دیکھا تو اس یثی نے کہا مجھ پر تمام عربوں کے گناہوں کا بوجھ
 ہو کہ اگر وہ میرے قریب سے گزرا وہ کچھ کرتے ہوئے جو اس وقت کر رہا ہے تو
 میں ضرور اس کی ماں کو اس کے ماتم میں رلاؤنگا پس آپ لوگوں پر اپنی تلوار سے
 حملہ کرتے ہوئے گنبدے تو مرہ بن منقذ آپ سے متعرض ہوا اور اس نے آپ کو
 نیزہ مار کر گرا دیا اور باقی لوگوں نے آپ کو گھیر لیا اور تلواروں سے ٹپکڑے ٹپکڑے
 کر دیا۔

فان اكلت صندیه البیض ثلثو فذلهم کرم القوم طعم المهند اگر ہندی تلواریں ان
 کا گوشت کھا گئی ہیں تو ثمرنی قوم کا گوشت ہندی تلواروں کا ہی لقمہ ہوتا ہے -
 اور کتاب مناقب میں ہے کہ آپ کو مرہ بن منقذ عبیدی نے چھپ کر پشت
 پر نیزہ مارا اور پھر دوسروں نے تلوار کے وار کئے۔

اور ابو الفرج نے کہا ہے کہ آپ بڑھ بڑھ کر چلے کرتے تھے یہاں تک کہ آپ

کو ایک تیر مارا گیا جو آپ کے حلق میں لگا اور سوراخ کر دیا اور آپ اپنے خون میں ٹپٹے لگے پھر پکار کر کہا یا ہتا، علیہ السلام، ہذا جدی رسول اللہ یقرئک السلام وبقول عجل القدر ودم الیتا (علینا خول) بابا آپ پر سلام ہو میرے نانا رسول اللہ میں جو آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور فرماتے ہیں ہماری طرف جلدی آؤ پھر ایک نعرہ مارا اور دنیا سے کوچ کر گئے۔

اور بعض متقاتل میں ہے کہ پھر منتقد بن مرہ عبیدی لعنہ اللہ نے آپ کے فرق مبارک پر ضرب لگائی کہ جس سے آپ بھاڑیں کھلنے لگے اور لوگوں نے آپ پر بر ضربیں لگائی شروع کیں پھر آپ نے گھوڑے کی گردن میں بانیں ڈال دیں اور وہ گھوڑا آپ کو اٹھا کر دشمنوں کے لشکر کی طرف لے گیا اور انہوں نے آپ کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جب آپ کی روح گئے تک پہنچ گئی تو بلند آواز سے کہا اے بابا یہ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں جنہوں نے اپنے پر شدہ کا سے سے مجھے سیراب کیا ہے کہ جس کے بعد میں کبھی بھی پیاسہ نہیں ہوں گا اور وہ فرماتے ہیں جلدی آؤ کہ آپ کے لیے بھی ایک پیالہ ذخیرہ کیا ہوا ہے تاکہ ابھی ابھی آپ آکر پیئیں۔

سیر کہتے ہیں کہ پس حسین آئے یہاں تک کہ ان کے پاس رک گئے اور اپنا رخسار ان کے رخسار پر رکھ دیا اور حمید بن مسلم کہتا ہے کہ اس دن میرے کانوں نے حسین کو یہ کہتے سنا قتل اللہ قوما قتلوا یا بنی ما اجراہم علی الرحمن وعلی انتعاک خدمۃ الرسول (خدا اس قوم کو قتل کرے جس نے تجھے قتل کیا اے بیٹا وہ کس قدر خدائے رحمن کے خلاف اور رسول کی حد تک حرمت پر صبری ہو گئے ہیں پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو کا چشمہ پھوٹ پڑا اس کے بعد فرمایا

علی الدنيا بعد العفا - تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔

اور روضۃ الصغریٰ ہے کہ امام حسین نے بلند آوازیں گریہ کیا اور اب تک کسی نے آپ کو بلند آوازیں روتے نہیں سنا تھا اور طرحی نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے جب علی بن الحسین علیہ السلام طف کہ بلایں شہید ہو گئے تو حسین ان کی طرف بڑھے جب کہ آپ نے جبہ و قبا اور گلابی رنگ کا عمامہ پہن رکھا تھا اور دونوں طرف سے عمامہ کے پلے چھوڑ رکھے تھے پس شہزادے کو مخاطب کر کے فرمایا تم تو بیٹا دنیا کے مصائب اور ہم و غم سے چھوٹ گئے اور بہت جلد میں بھی تم سے آلوں گا۔

اور جناب علی اکبر کی جو زیارت صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں ہے بابی انت وامی من مذبح ومن غیر حزم و بابی انت وامی منک العزتی بہ الی حبیب اللہ و بابی انت وامی من صدام بین یدی ابیک یحتسبک و یبکی علیک محترقا علیک قلبہ یرفعہ و ملک بکتم الی المنان السماء و ترجعہ قطرہ و تسکن علیک من ابیک ذفرۃ میرے ماں باپ قربان ہو اس پر جو اپنے باپ کے سامنے میدان کی طرف گیا کہ جس کا اجر وہ خدا پر چھوڑے ہوئے تھے اور آپ پر وہ جلے ہوئے دل سے گریہ کر رہے تھے اور آپ کا خون اپنی ہتھیلی میں لے کر آسمان کی طرف پھینک رہے تھے کہ جس کا ایک خطرہ بھی پلٹ کر واپس نہیں آیا اور آپ کے باپ کو آپ کی معصیت پر سکون نہیں آتا تھا۔ شیخ مفیدؒ نے فرمایا اور جناب زینب حسینؑ کی ہمیشہ جلدی سے لے بھیا اے بھیلے کے لال پکارتی ہوئیں نکلیں اور آکر اپنے آپ کو اکبر کی لاش پر گر ادیا پس حسینؑ نے ان کے سر کو (ان کے ہاتھ کو خن) تھام کر انہیں خیمہ کی طرف پٹایا



اور اپنے جراتوں کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کو اٹھالے جاؤ پس وہ معرکہ جنگ سے اٹھا کر اس خیمے کے سامنے رکھ دیا کہ جس کے آگے وہ جنگ کر رہے تھے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ سید الشہداء کے اہل میت میں سے پہلے شہید کے بارے میں علماء کے کلمات مختلف ہیں کہ کیا وہ علی اکبر تھے یا عبداللہ بن مسلم بن عقیل ان دونوں اقوال میں سے ہر ایک کی طرف ایک گروہ گیا ہے اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے ہمارے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے جیسا کہ طبری، جزری، دینوری

شیخ مفید، سید ابن طاووس اور ان کے علاوہ دوسرے علماء نے اختیار کیا ہے اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ زیارت کو جو شہداء کے ناموں پر مشتمل ہے۔

السلام علیہ یا اول قتیل من نسل خیر سلیل۔ آپ پر سلام جو اے پہلے شہید جو بہترین نسل میں سے ہیں۔

پس شیخ اجل نجم الدین یعقوب بن تمنا کا یہ قول کہ ”جب آپ کے ساتھ باقی نہ رہے مگر اقل قتیل آپ کے اہل میت میں سے تو علی بن الحسین نکلے، ضعیف ہے اگرچہ احتمال ہے کہ ان کی مراد بھی وہی ہو جو گذشتہ مذکورہ علماء کی ہے لیکن ان کے کلام کا سیاق اس کا انکار کرتا ہے رحمہ اللہ

اور آپ کے سن شریف کے بارے میں بھی علماء نے بہت کچھ اختلاف کیا ہے محمد بن شہر آشوب اور محمد بن ابوطالب ابو موسیٰ نے کہا ہے کہ وہ اٹھارہ سال کے تھے۔

اور شیخ مفید نے کہا ہے کہ اس دن آپ اتیس (یا دس وچند) سال کے تھے تو اس قول کی بنیاد پر آپ اپنے بھائی امام زین العابدین علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ پچیس سال کے تھے۔

اور بعض نے اس کے علاوہ بھی کہا ہے تو اس بنا پر وہ بڑے تھے اور یہی زیادہ صحیح اور زیادہ مشہور ہے فخر الفقہاء شیخ اجل محمد بن ادریس حلی نے سرٹمر کی کتاب الحج کے خاتمہ میں کہا ہے جب ابو عبد اللہ حسین علیہ السلام کی زیارت پڑھنا مقصود ہو تو ان کے بیٹے علی اکبر کی زیارت پڑھی جائے اور ان کی والدہ یحییٰ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھیں اور وہ آل ابو طالب میں سے یوم الطف کے واقعہ میں پہلے شہید ہیں اور یہ علی بن الحسین عثمان کی امارت و حکومت کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے جد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

اور ہمارے شیخ مفید اس طرف گئے ہیں کتاب ارشاد میں کہ طف میں شہید ہونے والے علی اصغر ہیں اور وہ ثقیف کی بیٹی کے فرزند ہیں اور علی اکبر کہ جو امام بن العابد ہیں ان کی والدہ ام ولد تھیں اور وہ شاہ زمان بن جرد کسری کی بیٹی۔

اور محمد بن ادریس نے کہہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس فن کے لوگوں کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ نساہوں اور اصحاب سیر اخبار و تواریخ ہیں مثل زبیر بن بکار کے پھر ان کی ایک جماعت کے نام ذکر کیے ہیں اور کہا ہے اور ان سب نے اس قول پر اتفاق کیا ہے اور وہ اس قسم کے امور میں زیادہ بصیرت رکھتے ہیں انتہی کلام رفع مقامہ اور آپ کے لیے اس میدان کے یہ شاہسوار کافی ہیں جو ایسے نقاد ہیں جو واضح بیان کے ساتھ اس پوشیدہ امر کی خبر دے رہے ہیں اور اسی کی تائید کرتے ہیں وہ اشعار کہ جو آنجناب کی مدح میں وارد ہوئے ہیں اور وہ روایت کہ جسے ابو الفرج نے مغیرہ سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ معادیہ نے کہا نہیں اس امر خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ مستحی علی بن الحسین بن علیؑ ہے کہ جس کا ناتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور اس میں بنی ہاشم کی شجاعت، بنی امیہ کی اور اس کی سخاوت اور ثقیف کا ناز و زیبائی و خوبصورتی۔

پھر یہ بھی معلوم رہے کہ بعض روایات و زیارات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا بیٹا اور بیوی بھی تھی روایت تو ثقتہ الاسلام کہیں عطر اللہ مرقدہ کے واسطے سے علی بن ابراہیم قمی سے ان کے والد سے احمد بن محمد بن ابوبکر نطنی سے رضوان اللہ علیہم اجمعین ابوالحسن رضا علیہ السلام سے راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں کہ جو ایک عورت سے شادی کرتا ہے اور اس عورت کے باپ کی ام و ولد (کنیز) سے شادی کرے تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کے والد گرامی سے خیر پہنچی ہے کہ علی بن الحسین علیہما السلام نے امام حسن بن علی کی صاحبزادی سے شادی کی اور امام حسن کی ام و ولد سے بھی کی اور یہ اس بنا پر میں عرض کر رہا ہوں چونکہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں آپ سے اس بارے میں سوال کروں تو آپ نے فرمایا اس طرح نہیں ہوا حضرت علی بن الحسین نے امام حسن کی بیٹی اور علی بن الحسین کے جوہم لوگوں کے ہاں شہید کئے گئے تھے ان کی ام و ولد سے نکاح کیا تھا انہو اور حمیری نے بھی مسند صحیح کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے اور باقی رہی زیارت تو ایک طویل زیارت جو شمالی کی وساطت سے صادق سے مروی ہے کہ آپ نے علی بن الحسین مقتول طف کی زیارت میں فرمایا صلی اللہ علیک وعلیٰ عترتک و اہل بیتک و اباؤک و ابناؤک۔ باقی رہا یہ کہ ان کی والدہ کہ بلا میں موجود تھی یا نہیں اس سلسلہ میں میں کامیاب نہیں ہو سکا واللہ العالم اور انہیں شہداء میں سے ہیں عبد اللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ

محمد بن ابوطالب نے کہا ہے پہلا شخص جو امام حسین کے اہل بیت اور خاندان میں سے میدان مبارکہ میں آیا وہ عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھا جو رجز پڑھتے ہوئے کہہ رہا تھا الیوم العی مسلماً و هو ابی۔ وفتیۃ بار و علی دینی النبی۔ لیسوا بقوم عرفوا بالکذب۔ لکن خیار و کرام النسب۔ من ہاشم السادات اہل النسب آج میں اپنے باپ جناب مسلم اور ان جوانوں سے ملاقات کروں گا جو دین نبی پر مرٹے وہ ایسی قوم ہے جو جوڑے بولنا نہیں جانتے تھے بلکہ وہ اچھے کریم النسب اور سادات بنی ہاشم میں سے اہل نسب تھے، پس انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ اٹھانوے افراد کو تین جلوں میں قتل کیا پھر انہیں عمرو بن صبیح صیدا دی اور اسد بن مالک لعتما اللہ نے شہید کیا۔

ابوالفرح کہتا ہے ان کی والدہ رقیہ بنت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھیں۔ شیخ مفید اور طبری نے کہا ہے پھر عمر سعد کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہ جسے عمرو بن صبیح کہا جاتا تھا عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر مارا پس عبداللہ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ دیا اسے بچانے کے لیے پس تیران کی ہتھیلی پر لگا اور وہ ان کی پیشانی میں بھی نافذ ہو گیا پس اسے میخ کی طرح کر دیا اس میں کہ وہ ہلا نہیں سکتے تھے پھر ایک دوسرا لعین نیزہ لے کر ان کے پاس پہنچا اور وہ نیزہ ان کے دل پر مارا اور آپ کو قتل کر دیا قدس اللہ روحہ

ابن اثیر نے کامل میں کہا ہے اور مختار نے زبید بن رقا و جاتی کے پاس اپنے آدمی بھیجے جو کہا کرتا تھا کہ میں نے (خاندان رسالت) کے ایک جوان کو تیر مارا تھا جب کہ اس کی ہتھیلی اس کی پیشانی کے اوپر تھی اور وہ جوان عبداللہ بن مسلم ابن عقیل تھا اور جب میں نے تیر مارا تو اس جوان نے کہا تھا خدا یا انہوں نے میں تیل و دھن

سمجھ لیا ہے پس تو انہیں اسی طرح قتل کر جس طرح انہوں نے ہمیں قتل کیا ہے پھر اس لعین نے اس جوان کو ایک دوسرا تیر مارا اور وہ کما کرتا تھا حبیب میں ان کے پاس آیا تو وہ مر چکا تھا پس میں نے وہ تیر جس نے اسے قتل کیا تھا اس کے شکم سے نکالا اور دوسرے تیر کو اس کی پیشانی میں میں ہلاتا رہا یہاں تک کہ تیر تو میں نے لے لیا لیکن اس کا پھل رہ گیا جب اس لعین کے پاس مختار کے ساتھی آئے تو تلوار لے کر ان کی طرف نکلا تو ابن کامل نے ان سے کہا اس کو نیزہ اور تلوار نہ مارو بلکہ تیر اور پتھر مارو پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ لعین گر پڑا پس انہوں نے اسے زندہ جلا یا خدا اسی پر لعنت کرے اور اسے رسوا و قیل کرے۔

اور انہیں میں عون بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہیں۔

طبری نے کہا ہے پس لوگوں نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا پس عبد اللہ بن قطیبہ طائی پھر نجافی نے عون بن عبد اللہ بن جعفر بن ابوطالب پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

اور مناقب میں ہے کہ وہ کہتے ہوئے میدان کی طرف بڑھے ان تنکرونی فانا ابن جعفر، شہید صدق فی الحنان ازہر بطیر فیہما بجناح الخصم کفی بہذا شرفا فی المحشر۔ اگر مجھے نہیں پہچانتے تو میں جعفر تیار کا بیٹا ہوں جو سچے شہید تھے جنت میں زیادہ چمک دمک میں ہیں اور سبز رنگ کے پردوں سے اس میں اڑتے ہیں میدانِ عشرت کے شرف کے لیے آنا کافی ہے، پس انہوں نے تین شاہسوار اور اٹھارہ پیادوں کو قتل کیا اور انہیں عبد اللہ بن قطیبہ طائی نے شہید کیا انتہی۔

ابوالفرج کا کہنا ہے کہ ان جناب عون کی والدہ جناب زینب عقیدہ بنت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھیں کہ حین کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

تھیں اور سلیمان بن قہہ کی مراد اس کے قول سے یہی ہیں۔ واللہ فی ان بکیت عومنا
افاء لیس فیما ینوبہم ینخذول فلعمری لقد اصیبت ذوالقرنی۔ فبکی علی
المصائب الطویلی۔ اگر رونا چاہتی ہے تو اس کے بھائی عون پر زبردہ کی کہ جو
مصائب میں انہیں چھوڑ جانے والا نہ تھا اور طویل مصائب پر گریہ کر
اور تحلیہ دہی ہیں کہ جن سے ابن عباس نے حد تک کے بارے میں جناب فاطمہ کا
اور ان کی کلام و گفتگو نقل کی ہے پھر کہا ہے حد ثثنیٰ ذینب بنت علی
علیہما السلام۔ پھر سے ہماری عقیدہ زینب بنت علی علیہا السلام نے حدیث
بیان کی ہے۔

مؤلف کہتے ہیں یہ معلوم ہوتا جاوے کہ عبد اللہ بن جعفر کے دو بیٹے اس نام سے
موسوم تھے عون اکبر اور عون اصغر کہ بن میں سے ایک کی والدہ زینب عقیدہ سلام اللہ
علیہا ہیں اور انہیں سے جو دوسرے ہیں ان کی ماں جماعہ (جانہ خن) بنت مسیب
بن نجہ قراری تھی اور مؤرخین کے کلمات مختلف ہیں اس کے بارے میں جو حدیث کے ساتھ
شہید ہوئے ہیں۔

اور ظاہر یہ ہے کہ طف میں مقتول و شہید ہونے والے عون اکبر بن زینب سلام
اللہ علیہا ہیں اور اصغر حرہ و اقم کے دن شہید ہوئے کہ جنہیں صرف بن عقبہ ملعون کے
ساتھ تھیں نے شہید کیا ابو الفرج نے ایسا کہا ہے

شہادت محمد بن عبد اللہ بن جعفر

اور عامر بن نضیل تیمی نے محمد بن عبد اللہ بن جعفر بن ابوطالب علیہم السلام پر
حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا اور ان کی والدہ خرواصہ بنت حصہ بنی بکر بن داکل سے
تھی اور سلیمان بن قہہ نے انہیں کا مقصد کیا ہے اپنے اس قول سے دوسری الذبی غرور

فیہم۔ قد علوہ بصارم معقول۔ فاذا ما بکیت عینی فجو دی۔ بد مسوم
تسیل کل مسیل۔ اور نبی اکرم کا ہم نام ان میں گھر گیا تو
انہوں نے صقیل شدہ قاطع تلوار اس پر بلند کی جب تو روکے اے میری آنکھ تو ایسے
آنسوؤں کی سخاوت کہ چرسیلاب کی مانند ہوں۔

اور مناقب میں ہے کہ وہ میدان میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے اشکو الی اللہ
من العدا وان فعال قوم فی الردی عیان۔ قد بدلوا معال القرآن۔ و محرک
المتزید والتبیان، و اظہر و الکفر مع الطغیان
میں ظلم عدوان کی بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں جو ایسی قوم کا کام ہے کہ جو ہلاکت و تباہی
اندھے ہیں جنہوں نے قرآن اور محمد تمزلی اور تبیان کے نشان بدل دیئے ہیں اور
طغیان کے ساتھ اظہار کفر کیا ہے پس آپ نے دس افراد کو قتل کیا اور آپ کو عامر
بن نہشل تیمی (تیمی خن) نے شہید کیا۔

اور ابو اقرج نے ذکر کیسے کہ ان کے بعد ان کا پدری مادری بھائی عبید اللہ
بن عبد اللہ بن جعفر شہید ہوا اور مناقب میں ہے کہ روایت ہوئی ہے کہ عبید اللہ
بن عبد اللہ محمد کے بھائی کو بشر بن حریط قاضی نے شہید کیا۔

شہادت عبد الرحمن بن عقیل

اور حملہ کیا عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن بوط ہمدانی قاضی نے عبد الرحمن
بن عقیل بن ابوطالب پر حملہ کیا اور ان دونوں نے مل کر آپ کو شہید کر دیا۔

اور مناقب میں ہے کہ وہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے ابی عقیل فاعمر فوا مکافی۔
من ہاشم و ہاشم اخوانی کمول صدق سادۃ القرآن۔ ہذا حسین
شامع البنیان وسید الخیب مع الشبان۔ میرے باپ عقیل تھے

لہذا میرا مقام بنی ہاشم میں پہچانوا اور بنی ہاشم سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ادھر
بڑے سچے سردار ہیں اپنے مد مقابل والوں کے یہ وہ حسین ہیں کہ جن کی بنیادیں بہت
بلند ہیں اور وہ جوانوں کے ساتھ ساتھ بڑھوں کے بھی سردار ہیں، پس انہوں نے
ترہ شاہسوار قتل کیے اور انہیں عثمان بن خالد جہنی نے قتل کر دیا۔

اور تاریخ طبری سے منقول ہے کہ قتار نے دو افراد کو گرفتار کیا کہ جو عبدالرحمن
بن ابی طالب کے خون اور ان کے اسباب جنگ کے لوٹنے میں شریک تھا۔ وہ
جہانہ (میدان یا قبرستان) میں تھے اور انہیں قتل کر کے آگ میں جلا دیا گیا تھا۔
اللہ تعالیٰ شہداء میں سے جعفر بن عقیل
اور انہیں میں سے جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ تھے

اور ان کی والدہ ام الشغری بنت عامر تھی جو بنی کلاب قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی والدہ خواصاء بنت عمرو بن عامر کلابی تھی پس وہ یہ کہتے
ہوئے میدان میں آئے انا العلام الابطحی الطالبی من معشر فی ہاشم من غالب
ونحن حقاً ساداتہ الذواتب۔ ہذا حسین اطمین لا طائب۔ میں
ابطحی و طالبی نوجوان ہو اس جماعت میں سے کہ جو ہاشم میں بنی غالب میں
سے ہیں اور حقیقہ سردار ہیں حسین پاکیزہ لوگوں میں سے زیادہ پاکیزہ ہیں، پس انہیں
عبداللہ بن عزرہ (عروہ خول) خشمی نے تیرا کر شہید کر دیا۔
اور مناقب میں ہے کہ انہوں نے دو مردوں کو قتل کیا اور ایک قول ہے کہ
پندرہ شاہسواروں کو اور انہیں بشر بن سوط ہمدانی نے شہید کیا۔

عبداللہ اکبر بن عقیل

ان کی والدہ ام ولد تھیں انہیں جیسا کہ موافقیت سے نقل کیا ہے عثمان بن خالد بن ریشم (ابو سید خ) جہنی اور قتیلہ ہمدان کے ایک شخص نے مل کر شہید کیا۔

ادھر محمد بن مسلم بن عقیل کی والدہ ام ولد تھیں انہیں ابو مروم ازدی اور لقیط بن ایاس جہنی نے شہید کیا یہ چیز ابو الفرج نے ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے نقل

محمد بن ابوسعید بن عقیل

ادھر محمد بن ابوسعید بن عقیل بن ابوطالب احوال (قدس سرہم) کے متعلق ابو فرج نے کہا ہے کہ ان کی والدہ ام ولد تھی انہیں لقیط بن یاسر جہنی شہید کیا اس نے آپ کو تبرار جیسا کہ مدائنی نے ابو مخنف سے سلیمان بن ابوراشد سے حمید بن مسلم سے ہیں روایت کی گئی ہے (ابوسعید بن عقیل وہی ہیں کہ جنہوں نے ابن زبیر سے معاویہ کے دربار میں گفتگو کی تھی اور اسے شرمسار کیا تھا اور اس کی کیفیت جیسا کہ ابو عثمان نے ابن ابی الحدید کی نقل کے مطابق روایت کی ہے یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ جناب حسن بن علیؑ معاویہ کے دربار میں تشریف لے گئے جب کہ اس کے پاس عبداللہ بن زبیر بھی بیٹھا ہوا تھا اور معاویہ چاہتا تھا کہ قریش کے درمیان اختلاف اور دشمنی پیدا کرے پس اس نے کہا اے ابو محمد حضرت علیؑ اور زبیر میں سے کس کا سن زیادہ تھا تو امام حسن نے فرمایا وہ من میں کس قدر زیادہ قریب تھے البتہ علیؑ زبیر سے بڑے تھے خدا رحم کرے علیؑ پر تو ابن زبیر نے کہا کہ خدا زبیر پر رحم کرے وہاں ابوسعید بن ابوطالب بھی موجود تھے تو انہوں نے کہا اے عبداللہ تھے کیوں ہیجان آگیا اس سے کہ کوئی شخص اپنے باپ

کے لیے ترمیم کی دعا کرے تو اس نے کہا کہ میں نے بھی اپنے باپ کے لیے ترمیم کی دعا کی ہے تو ابوسعد نے کہا کیا تو گمان کرتا ہے کہ وہ ان کی مثل اور ان کے ہم پلہ تھا تو اس نے کہا کہ کون سی چیز اسے روکتی (پھیرتی) ہے اس سے دو نو قریش میں سے تھے اور دونوں نے اپنی امامت و خلافت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور ان کے لیے اس کی تکمیل و تنمیں نہ ہو سکی تو ابوسعد نے کہا پھوٹ اس کو اے عبد اللہ علی قریشی میں سے تھے اور رسول اللہ سے وہ نسبت رکھتے تھے کہ جو تمہیں معلوم ہے اور جب انہوں نے اپنی طرف بلایا تو ان کی پیروی کی گئی اور وہ حق پر تھے لیکن زبیر نے تو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کی ریاست ایک خاتون کے ہاتھ میں تھی اور جب جوانوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو زبیر بچھلے پاؤں ہٹا اور اس نے پشت پھیر لی اس سے پہلے کہ حق کو غلبہ ہوتا کہ وہ اس کو لے لے یا باطل شکست کھائے اور اسے چھوڑ دے پس اسے ایک ایسا شخص جاملہ کہ اگر اس کا ان کے بعض اعضاء سے قیاس کیا جاتا تو وہ اس سے چھوٹا ہوتا اس نے زبیر کی گردن اڑائی اور ان کا لباس اتار اور ان کا سر لکیر آیا اور علیؑ تو آگے بڑھتے رہے جس طرح ان کی عادت تھی اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ خدا علی پر اپنا رحم کریم نازل فرمائے تو ابن زبیر نے کہا اگر تیرے علاوہ کوئی یہ گفتگو کرتا اے ابوسعد تو اسے معلوم ہو جاتا تو انہوں نے کہا جسے تو آگے پرٹھاتا ہے وہ اس سے بیزار ہے (اس کا مقصد یہ تھا کہ تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ معاویہ حضرت علیؑ پر غالب آگیا اور ملک پر قابض ہو گیا اور تو معاویہ کے وجود سے فخر کرتا چاہتا لیکن معاویہ تجھ سے بیزار ہے اور معاویہ کا غلبہ زبیر کے لیے باعث افتخار نہیں ہے) پس معاویہ نے ابوسعد کو مزید بات کرنے سے روک دیا اور وہ خاموش ہو گئے عاشرہ کے

ہاں یہ قبر پہنچ تو حیب ابو سعید جناب عائشہ کے گھر سے گزر رہے تھے تو جناب عائشہ نے پکار کر کہا اے ابو سعید توتے میرے سے اس اس طرح بات کہ ہے ابو سعید نے ادھر ادھر دیکھا تو انہیں کوئی نظر نہ آیا تو کہا کہ شیطان تمہیں دیکھتا ہے لیکن تم اسے نہیں دیکھتی ہو تو جناب عائشہ ہنس پڑیں اور کہا اللہ بھلا کرے تمہارے باپ کا کیا ہی تیز زبان ہو

اور محمد بن علی بن حمزہ نے کہا ہے کہ محمد کے ساتھ جعفر بن محمد بن عقیل بھی شہید ہوئے اور بیان کیا ہے کہ اس نے کس سے سنا ہے کہ وہ ذکر کر رہا تھا کہ وہ حمرہ کے دن شہید ہوا۔

اور ابو فرج نے کہا ہے کہ میں نے انساب کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ محمد بن عقیل کا کوئی بیٹا تھا کہ جس کا نام جعفر تھا۔

نیز محمد بن علی بن حمزہ نے عقیل بن عبد اللہ بن عقیل بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے ذکر کیا ہے کہ علی بن عقیل کہ جس کی والدہ ام ولد تھی اسی دن شہید ہوا پس تمام وہ افراد جو یوم اہل بیت جناب ابوطالب کی اولاد میں سے سوائے ان کے کہ جن میں اختلاف ہے شہید ہوئے ہیں یا نہیں افراد ہیں، انتہی

اور ابن قتیبہ کی کتاب المعارف سے منقول ہے اس نے کہا ہے کہ سب اولاد عقیل حسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ نکلے تھے کہ جن میں سے نو افراد شہید ہوئے کہ جن میں سے مسلم بن عقیل سب سے زیادہ شجاع و بہادر تھے۔

شہادت حضرت قاسم بن حسن بن علی ابن ابی طالب

کہ جن کی والدہ ام ولد تھی کہا گیا ہے کہ جب حسین علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا کہ باہر آئے ہیں تو انہیں گلے لگایا اور دو فوراً رونے لگے یہاں تک کہ دو دو خوشی

آگئی پھر قاسم نے حسین علیہ السلام سے مبارزہ کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا پس کچھ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے برے لیتا رہا یہاں تک کہ آپ نے اذن جہاد دیا پس وہ شہزادہ اس حالت میں نکلا کہ اس کے آنسو و زرخاروں پر بہہ رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا فان تنکرونی فانا ابن الحسن۔ سبط النبی المصطفیٰ المؤمن۔ ہذا حسین کلاسیہ المذتہن۔ بین اناس لاستوا صوب العزن اگر مجھے نہیں پہچانتے تو میں حسن کا بیٹا ہوں جو نبی مصطفیٰ کے جنس میں قرار دیا گیا کہ نواسے ہیں یہ ہیں اس امیر کی طرح ہیں کہ جو گرہ رکھا گیا ہو ایسے لوگوں کے درمیان کہ جو بارش کے پانی سے سیراب نہ ہوں پس سخت قسم کی جنگ کی یہاں تک کہ باوجود صغرتی کے پتیس افراد کو قتل کیا۔

اور مناقب میں ہے کہ وہ یہ اشعار پڑھنے لگے انی انا القاسم من نسل علی بن ابی طالب و بیت اللہ اولی بالنبی من شمر ذی الجوشن او ابن الدعی۔ میں قاسم نسل علی سے ہوں اللہ کے گھر کی قسم ہم نبی کے ساتھ زیادہ اولیت رکھتے ہیں شمر ذی الجوشن یا ابن رمی (جسے کسی کی طرف منسوب کیا گیا ہو زیادہ و ابن زیاد کی مانند)

امالی صدوق میں ہے اور ان کے بعد یعنی علی بن الحسین علیہما السلام کے قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب یہ کہتے ہوئے میدان مبارزہ میں آئے لا تجزعی نفسی فکل فان۔ الیوم تلقتین ذوی الجنان اے میرے نفس گھبراؤ نہیں ہر کسی نے فنا ہونا ہے۔ آج اہل جنت سے تمہاری ملاقات ہوگی۔

پس میں افراد کو قتل کیا پھر انہیں تیر مار کر گھوڑے سے گرا دیا گیا رضوان اللہ علیہ اور اسی طرح قتال نیشاپوری نے بھی ذکر کیا ہے۔

اور ابوالفرج، شیخ مغیرہ اور طبری نے ابی مخنف سے سلیمان بن ابی راشد سے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ہماری طرف ایک شہزادہ نکلا کہ جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کا ٹکڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اس نے قیض تہہ بند وجو تاہن رکھا تھا کہ جس کے ایک طرف کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا میں نہیں بھولتا کہ وہ بایاں جو رہا تھا پس عمرو بن سعد بن نفیل از وی لفظ اللہ نے کہا خدا کی قسم میں اس پر حملہ کروں گا تو میں نے اس سے کہا سبحان اللہ اس سے تجھے کیا ملے گا جن لوگوں نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اس کے قتل میں یہی تیری کفایت کریں گے وہ کہنے لگا خدا کی قسم میں ضرور اس پر حملہ کروں گا پس اس لعین نے شہزادہ پر حملہ کیا انہوں نے چہرہ نہیں پھیرا تھا کہ اس نے ان کے سر پر تلوار کی ضرب لگائی تو شہزادہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور کہا یا اماء اے چچا جان حمید کہتا ہے کہ حسین نے اس طرح تیز نگاہ سے اس کی طرف دیکھا جس طرح عقاب دیکھتا ہے چوہ غصب ناک شیر کی طرح حملہ کیا اور عمرو کو تلوار لگائی اس نے کندھا آگے کیا تو اسے آپ نے کہنی سے جدا کر دیا تو اس لعین نے اس طرح پیچ ماری کہ سامنے لشکر نے سنی پھر حسینؑ اس اہک ہوئے اور آپ پر اہل کوفہ کے گھڑ سواروں نے حملہ کیا تاکہ وہ حسینؑ سے عمرو کو چھڑائیں جب گھڑ سواروں نے حملہ کیا تو گھوڑوں کے سینہ عمرو نے ٹکرائے اور وہ چکر لگاتے لگے اور اسے روند ڈالا پس یونہی رہا وہ یہاں تک کہ مر گیا لعنہ اللہ و آخراہ (خدا اس پر لعنت کرے اور اسے رسوا کرے) گرد و غبار بٹھا تو حسینؑ کو ہم نے دیکھا کہ آپ اس شہزادے کے سر ہاتے کھڑے ہیں اور شہزادہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور حسینؑ کہہ رہے ہیں دوری ہے اس قوم کے لیے کہ جس نے تجھے قتل کیا اور جن کافر بنی مغالط قنات کے دن تیرے سلسلہ میں تیرا ناما ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم دشوار ہے تیرا چچا پر کر تو اسے پکارسے اور دو تجھے جواب نہ دے سکے یا جواب دے لیکن اس کی آواز تجھے فائدہ نہ دے سکے خدا کی قسم یہ وہ دن ہے کہ جس میں کینہ جو زیادہ ہیں اور نفرت و مدد کو ملے والے کم ہیں اس کے بعد آپ نے شہزادے کو اپنے سینہ پر اٹھایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ شہزادے کے قدم زمیں پر خط دیتے جا رہے ہیں اور حسینؑ نے اپنا سینہ اس کے سینہ پر رکھا ہوا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آنجناب اس سے کیا کرنا چاہتے ہیں پس آپ اسے اٹھا کر لائے اور اپنے بیٹے علی بن الحسینؑ اور دوسرے شہداءؑ جو آپ کے اہل بیت میں سے آپ کے گرد شہید ہوئے تھے کے پاس انہیں رکھ دیا پس میں نے اس بچہ کے بارے میں سوال کیا تو کہا گیا وہ قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالبؑ علیہم السلام ہیں۔

اور روایت ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا خدا یا ان کی تعداد کم کر دے انہیں پر اگندہ کر کے مار انہیں سے کسی کو رہتے نہ دے اور انہیں کبھی بھی نہ بخشا اے میرے بچوں کی اولاد صبر کرو اے میرے اہل بیت صبر کرو آج کے بعد تم کبھی بھی ذلت و خوار عمل سے دوچار نہیں ہو گے۔

اس طرح زیارت میں ہے کہ جس کے ساتھ سید مرتضیٰ علم الہدی رضی اللہ عنہ نے زیارت کی ہے السلام علی القاسم بن الحسن بن علی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا بن حبیب اللہ السلام علیک یا بن دیحانۃ رسول اللہ السلام علیک یا بن حبیب لہ یقض من الدنیا وطرا۔ ولہ یثقت عن اعداء اللہ صدر احق عاجلہ الاجل وفاتہ الامل فہنیما لک یا حبیب رسول اللہ ما اسعد جدک وانحد مجدک واحسن منقلک اے قاسم بن حسن بن علی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات

ہوں اے اللہ کے حبیب کے فرزند اے رسول اللہ کے چہول کے فرزند آپ پر سلام ہوا ہے وہ کہ جس کی دنیا سے کوئی حاجت پوری نہیں ہوئی اور جو اللہ کے دشمنوں سے اپنے سینہ کو شفا نہیں دے سکا کہ جلدی سے اسے اجل آگئی اور اس کی امید فوت ہو گئی پس خوشگوار ہو آپ کے لیے اے رسول اللہ کے حبیب کے حبیب کس قدر سعید و مبارک ہے آپ کی کوشش اور قابلِ فخر ہے آپ کی بزرگی اور کس قدر بہترین ہے آپ کے پلٹنے کا مقام

اور بخاریں قاسم کی شہادت کے بعد کہلے پس عبد اللہ بن حسن علیہ السلام نکلے کہ جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور زیادہ صحیح ہی ہے کہ وہ قاسم کے بعد یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے ان تنکرونی فاننا ابن حمید رہ ضرغام اُجّام ولیث قسوسۃ علی الاعادی مثل ریح صرصہ۔ اگر فحی نہیں پہناتے ہو تو میں جبر کا بیٹا ہوں جو شیر بیشہ ہیں اور دشمنوں پر صرطوفان ہیں پس جو وہ افراد کو قتل کیا پھر انہیں ہانی بن ثبیت حضری نے شہید کیا پس اس لعین کا چہرہ سیاہ ہو گیا (مدینۃ المعاجز میں ہے کہ قاسم بن حسن علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ جب وہ اپنے چچا حسین کی خدمت میں خارجیوں سے جنگ کر کے لوٹے تو عرض کیا چچا جان مجھے پیاس لگی ہے ایک گھونٹ پانی کا دیجئے پس امّ حسینؑ نے انہیں صبر کی تلقین کی اور اپنی انگوٹھی دی اور فرمایا اسے اپنے منہ میں رکھ کر چوسو قاسم کہتے ہیں جب میں نے اس کو اپنے منہ میں رکھا تو گو یادہ پانی کا چشمہ ہے کہ جس سے سیراب ہو کر میں میدان کی طرف پلٹ گیا)

ابو العزّان نے کہا ہے کہ ابو جعفر باقر علیہ السلام ذکر کیا کرتے تھے کہ انیس سرمد بن کاہل اسدی نے شہید کیا تھا مؤلف کہتے ہیں کہ غریب ان کی شہادت امام حسینؑ

کی شہادت کے ضمن میں آئے گی۔

اور انہیں سے ابو بکر بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام تھے۔
ان کی والدہ ام ولد تھی اور وہ جناب قاسم کے پیدری مادری بھائی ہیں
ابو الفرج نے کہا ہے کہ مدائنی نے ذکر کیا ہے ہماری اسناد کے ساتھ
جو اس سے ہے ابی حنفیہ سے سلیمان بن ابوراشد سے کہ عبداللہ بن عقبہ
غزوئی نے انہیں شہید کیا اور عمیر ابن ثمر کی حدیث میں جابرہ کے واسطے سے ابو
جعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ عقبہ غزوئی نے انہیں شہید کیا۔ اور نیز
ابو الفرج نے ذکر کیا ہے کہ ابو بکر اپنے بھائی قاسم سے پہلے شہید ہوئے لیکن طبری
جزری، شیخ مفید اور ان کے علاوہ دوسرے بزرگوں نے قاسم کے بعد ان کا
ذکر کیا ہے واللہ اعلم

امیر المؤمنین علیہ السلام کی اولاد کی شہادت کا تذکرہ

پس جب حضرت عباس بن علی علیہما السلام نے اپنے مقتولین (قتل ہوتے
وال) کی کثرت دیکھی تو اپنے مادری بھائیوں سے فرمایا جو کہ عبداللہ جعفر اور
عثمان ہیں اسے میرے ماں جائے آگے بڑھو تاکہ میں دیکھوں کہ تم نے اللہ اور
اس کے رسول کے ساتھ خلوص کا مظاہرہ کیا ہے تمہاری تو کوئی اولاد نہیں۔
(کہ جس کا تمہیں غم ہو)

(ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے مؤرخین نے کہا ہے کہ جب یہ حالت حضرت عباس
بن علی نے دیکھی تو اپنے بھائیوں عبداللہ، جعفر اور عثمان بن علی علیہم السلام سے
کہا اور ان سب کی والدہ ام البنین عامریہ تھیں جو اکی وحیدہ سے ہیں میری

جان تم پر قربان جائے آگے بڑھو اور اپنے سید و سردار کی حمایت کرو یہاں تک کہ ان کے سامنے موت سے ہم کنار ہو پس وہ سارے بھائی آگے بڑھے اور امام حسین علیہ السلام کے سامنے ہو کر آپ کو اپنے چہروں اور گردنوں سے بچانے لگے پس ہانی بن ثویب حضرمی نے عبداللہ بن علی حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا پھر ان کے بھائی جعفر بن علی پر حملہ کیا اور انہیں بھی اسی لعین نے شہید کیا اور یزید اصبحی نے عثمان بن علی کو تیر مارا کہ جس سے انہیں شہید کیا پھر میدان کی طرف نکل کر ان کا سر قلم کر لیا اور وہ عمر سعد کے پاس لے آیا اور اس سے کہا کہ مجھے اتمام و ثواب دو تو عمر نے کہا تم پر لازم ہے اپنے امیر یعنی عبداللہ بن زیاد کے پاس جانا پس وہی تھے ابو ثواب دے گا اور باقی رہ گئے جناب عباس بن علی جو امام حسینؑ کے آگے کھڑے رہے اور ان کے سامنے جنگ کرتے رہے اور ادھر بچکتے جدھر صین بچکتے تھے یہاں تک کہ شہید ہوئے اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت نازل ہو

پس عبداللہ آگے بڑھا اور سخت جنگ کی پس ان کے اور ہانی بن ثابت حضرمی کے درمیان دو ضربوں کا رد و بدل ہوا اور انہیں ہانی نے شہید کر دیا۔

انا بن ذی النجدة والافضال۔ ذالک

على الخير ذوالفعل سيف رسول الله ذوالنكال۔ في كل يوم ظاهراً
الاحوال ————— میں صاحب شجاعت فضل و بخشش کرنے والے

اس اچھے علیؑ کو جو بہت سے کارناموں کے مالک ہیں رسول اللہ کی تلوار جو دشمنوں کے لیے عذاب تھی اور ہر روز جس کے نئے حالات ظاہر ہوتے تھے کہ بٹیا ہوں اور ابو القراح نے روایت کی ہے کہ عبداللہ کی عمر پچیس سال تھی۔

اور ان کے بعد جعفر بن علی علیہ السلام یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے جیسا کہ مناقب میں ہے افانا جعفر ذوالمعالی ابن علی النخیر ذوالنوال - ذالالوصی ذوالنساء والوالی - حبیبی بعمی جعفر والخال - احمی حسینا ذالمنادی المفضل - میں جعفر ہوں بلند مراتب والا اچھے علی کا بیٹا ہوں جو بخشش والے تھے وہ وحی رسول جو بلندی کا مالک اور سارے لوگوں کا والی سر پرست ہے میرا چچا جعفر اور ناموں کا کافی ہیں اس حسین کی حمایت کروں گا جو سخی اور فضل و عطا کا مالک ہے۔

پس ان پر ہانی بن شہیت نے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

اور ابو القریظ نے روایت کی ہے ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے کہ قوی بن یزید ابھی لعنہ اللہ نے جعفر بن علی کو شہید کیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے کہا کہ خزی ابھی نے آپ کو تیر مارا جو آپ کی شقیقہ کٹی یا آٹھ نین لگا اور عثمان بن علی علیہ السلام یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے افانا عثمان ذوالمفاخر - شیعنی علی ذوالفعال الطاهر هذا حسین سین الاخا یرومید الصفار والا کا بر - میں کئی مفاخر کا مالک عثمان ہوں میرے باپ اور بزرگ حضرت علی ہیں جو پاکیزہ افعال و کردار رکھتے ہیں حسین ہیں جو بہترین لوگوں کے سردار ہیں اور سب چھوٹے بیڑوں کے آسمان ہیں، اور وہ اکیس سال کے تھے اور وہ اپنے دونوں بھائیوں کی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔

اور ابو القریظ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ قوی بن یزید نے آپ کو تیر مارا کہ میں سے انہیں گرا دیا اور مناقب میں ہے کہ اس لعین نے آپ کے پہلو میں تیر مارا تو آپ گھوڑے سے نیچے گرے پس آپ پر بنی ابان بن وادم کے ایک شخص نے حملہ

کیا اور آپ کو شہید کر کے آپ کا سر لے گیا۔

اور حضرت علیؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کا نام اپنے بھائی (دین بھائی) عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا ہے،

اور محمد اصغر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی والدہ ام ولد تھیں انہیں بھی بنی ربان بن دارم میں سے ایک شخص نے تیر مارا اور شہید کیا اور ان کا سر لے آیا۔

اور ابو بکر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ان کا نام معلوم نہیں ہے البتہ ان کی والدہ یحییٰ بنت مسعود بن خالد تھیں انہیں قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے شہید کیا اور مدائن سے منقول ہے کہ انہیں پانی کے کھال سے مقتول پایا گیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ انہیں کس نے شہید کیا ہے۔

اور مناقب میں ہے کہ پھر ابو بکر بن علی علیہ السلام یہ کہتے ہوئے میدان میں نکلے شیخی علی ذوالفخار الاطول من ہا مشہ الخیر کریم المفضل۔ ہذا حسین ابن النبی المرسل۔ عنہ نفاہی بالحسام المصل۔ تقدیرہ نفسی من اخ مہجل۔ میرے والد بہت سے طویل امتیازات کے مالک ہیں جو بہترین ہاشم کی اولاد ہیں کہ جو کریم فضل والے ہیں جیسے ہیں جو نبی مرشد کے فرزند ہیں صیقل شدہ تلوار سے ہم ان کی حمایت کرتے ہیں آپ پر میری جان قربان آئے بزرگ بھائی، پس وہ مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں احمر بن بدر عقی نے اور کہا گیا ہے کہ عقیہ غنوی نے شہید کیا اور مناقب میں بھی ہے پھر ان کا بھائی عمر میدان میں آیا جو یہ رجز پڑھ رہا تھا خلوا عداۃ اللہ خلوا من عمر خلوا عن الیث الحصور المکفہ۔ یضربکم بسیفہ ولا یفر۔ یا زجر یا زجر تدان من عمر۔

چھوڑو دشمنان خدا مجھے چھوڑ دو چھوڑو ایسے شیر کو وہ تمہیں اپنی تلوار سے ماریگا اور بھاگے گا نہیں اے زحر اے زحر مجھ سے اپنا قرصہ لے لے، پس آپ نے اپنے بھائی کے قاتل زحر کو قتل کیا پھر جنگ کے چکر میں داخل ہو گئے

مؤلف کہتے ہیں کہ اہل تواریخ دیر کے درمیان مشہور یہ ہے کہ عمر اپنے بھائی حسین کے ساتھ میدان طف میں حاضر نہیں ہوئے۔

صاحب عمدۃ الطالب نے کہا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے اور عمر اپنے بھائی حسین سے الگ رہا اور وہ آپ کے ساتھ کوفہ کی جانب نہیں گیا اور اس کی روایت صحیح ثابت نہیں ہو سکی جو روایت کرتا ہے کہ عمر کربلا میں حاضر ہوا۔

بلکہ وہ مقام تسع میں ستر یا پچتر سال کی عمر میں فوت ہوا
ابوالفرج نے کہا ہے اور محمد بن علی بن حمزہ نے ذکر کیا ہے کہ اس دن ابراہیم ابن علی علیہ السلام بھی شہید ہوئے کہ جن کی والدہ ام ولد تھی لیکن میں نے یہ بات اس کے علاوہ کسی سے نہیں سنی اور نہ ہی کتب نساب میں ابراہیم کے سلسلہ میں کوئی ذکر دیکھا ہے۔

اور سید نے کہا ہے کتاب المصابیح کے مصنف نے روایت کی ہے کہ حسن بن حسن مثنیٰ نے اپنے چچا حسین علیہ السلام کے سامنے اس دن سترہ افراد کو قتل کیا اور انہیں خود اٹھارہ زخم لگے تو وہ گر پڑے ان کا ماموں اسماء بن خارجہ انہیں اٹھا کر کوفہ لے گیا اور ان کا علاج کرایا یہاں تک کہ صحت مند ہو گئے اور پھر انہیں مدینہ بھیج دیا اور بحار میں مقتول خوارزمی سے منقول ہے اور ان خیموں میں سے ایک لڑکا نکلا کہ جس کے کانوں میں دو موتی تھے اور وہ گھبرا یا اور ڈرا ہوا تھا پس وہ دائیں یائیں دیکھتا تھا اور اس کی بائیں ہلتی تھیں پس اس پر ہانی بن بعث (ثبیت البجاری)

لئے اللہ نے اس پر حملہ کر کے اسے شہید کر دیا اور شہر بانو اس منظر کو دیکھتی رہیں اور
بولتی تھیں مدہوش کے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابو جعفر طبری نے ہشام کبھی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے
کہ مجھ سے ابو ندیل سکونی نے ہانسی بن ثبیت حضرمی سے بیان کیا ہے راوی کہتا ہے
کہ میں نے لعین کو حضرت بنی کی مجلس میں خالد بن عبداللہ کے زمانہ میں بیٹھے ہوئے
دیکھا اور وہ اس وقت بہت بوڑھا ہو چکا تھا پس میں نے اسے کہتے سنا میں ان
لوگوں میں تھا کہ جو حسین کی شہادت کے موقع پر موجود تھے وہ کہنے لگا خدا کی قسم
میں دسوں کا دسواں شخص کھڑا تھا اور ہم میں سے ہر ایک گھوڑے پر سوار تھا کہ گھوڑوں
نے جولاں لگائے اور ادھر سے ادھر گئے۔

اچانک ایک بچہ آل حسین میں سے نکلا کہ جس نے ان خیموں کی ایک لکڑی ہاتھ
میں پکڑ لی ہوئی تھی اس نے تہہ بند اور قمیض پہن رکھی تھی اور وہ گھیرایا ہوا تھا اور
دائیں بائیں دیکھتا تھا گویا اس دو موتی اس کے کانوں میں دیکھ رہا ہوں اپنے گھوڑے
کے جب وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو ہٹتے ہیں اچانک ایک شخص دوڑتا ہوا آیا بیان تک
کہ اس بچہ کے قریب پہنچا تو اس کی طرف سے جبکہ بچہ سچا ارادہ کیا اور تلوار سے
اس کے گھوڑے کو دیئے، ہشام کہتا ہے سکونی نے کہا کہ اس بچہ کا قاتل خود ہانسی
بن ثبیت ہی تھا چونکہ اس کو لعنت ملامت کی جاتی تھی لہذا کئی ایذا دے کر کیا
فلو تروعیہ کا لصتار مصابہم - یقلب اکباد الکبار علی الجہم
میری آنکھوں نے ان بچوں ایسے نہیں دیکھے کہ جن کی مصیبت بڑوں کے جگو کو آگ پر
لوٹا پڑا کر کباب کر دیتی ہے۔



ہمارے آقا و مولا عباس بن امیر المؤمنین علیہما السلام کی شہادت

شیخ مفید نے ارشاد میں اور شیخ طوسی نے اعلام الوری میں کہا ہے کہ ایک جماعت نے امام حسینؑ پر حملہ کیا اور آپ کی فوج پر غلبہ حاصل کیا اور آپ پر پیاس کی شدت ہوئی پس آپ مناتہ یعنی پانی کے بند پر چڑھے اور آپ کے بجائی عباس آپ کے آگے آگے تھے پس ان سے ابن سعد کی گھر سوار فوج رو برو ہوئی کہ جن میں بنی دارم میں سے ایک شخص بھی تھا تو اس لعین نے کہا وائے ہو تم پر اس کے (حسینؑ) اور قرأت کے درمیان حائل ہو جاؤ اور اسے پانی پر نیکیں نہ دو تو امام حسینؑ نے عرض کیا خدایا اسے پیاس میں مبتلا فرما تو وہ دارمی سیخ یا ہو گیا اور اس نے آپ کو تیرا دیا جو آپ کی ٹھوڑی کے نیچے آکر لگا پس امام حسینؑ نے تیر نکالا اور اپنے دو تو ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے پھیلا دیئے تو آپ کی دو تو ہتھیلیاں خون سے پر ہو گئیں پس وہ خون چھبک دیا اور عرض کیا خدایا میں تیری بارگاہ میں اس چیز کی شکایت کرتا ہوں جو تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھ سلوک کیا جا رہا ہے پھر آپ اپنی جگہ کی طرف پلٹ آئے اور آپ پر پیاس کی شدت تھی۔

اور اس قوم نے جناب عباس کو گھیر لیا اور حسینؑ سے انہیں الگ کاٹ دیا پس عباس اکیلے ان سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے رضی اللہ عنہ، اور آپ کے قتل میں زید بن ورقاء حنفی اور حکیم بن طفیل سنی برابر کے شریک تھے بعد اس کے کہ آپ زخموں سے چود چود ہو چکے تھے پس آپ ہل نہیں سکتے تھے قدس اللہ روحہ اور سید نے بھی اس کے قریب قریب روایت کی ہے۔

اور حسن بن علی طبری نے روایت کی ہے کہ حسین کو ایک ملعون نے تیر مارا جو آپ

پیشانی میں ثبت ہو گیا کہ بے جناب عباسؑ نے نکالا، لیکن جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے کہ آپؑ کی ٹھوڑی کے نیچے لگا وہ زیادہ مشہور ہے۔

طبری نے ہشام سے اس کے باپ محمد بن سائب سے قاسم بن اصبح بن تباتہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے اس نے بیان کیا ہے کہ جبرام حسینؑ کے لشکر میں موجود تھا کہ حیثی کے لشکر پر جب دشمن کا غلبہ ہو گیا تو آپؑ دریا کے بند پر یا مساقہ نامی گھوڑے پر سوار ہوئے فرات کا قصد رکھتے تھے راوی کہتا ہے کہ ابان بن وادم کے ایک شخص نے کہا وائے ہو تم پر اس کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ تاکہ اس کے تیلے اس پر جمع نہ ہو سکیں راوی کہتا ہے پس اس لعین نے اپنے گھوڑے کو چا بکھا مارا اور دوسرے لوگ بھی اس کے پیچھے ہو گئے یہاں تک کہ آپؑ کے اور مرآت کے درمیان حائل ہو گئے تو امام حسینؑ نے عرض کیا خدایا اسے پیاس میں مبتلا فرما راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ ابان کے شخص نے تیر کھینچ کر مارا جو حسینؑ کی ٹھوڑی کے نیچے ثبت ہو گیا راوی کہتا ہے پس امام حسینؑ نے اس تیر کو کھینچا پھر اپنی ہتھیلیاں پھیلا دیں اور وہ دونوں سے پر ہو گئیں اس کے بعد امام حسینؑ نے عرض کیا خدایا یہ تیری بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں اس سلوک کی جو تیرے پیغمبر کے نواسہ سے کیا جا رہا ہے راوی کہتا ہے خدا کی قسم وہ لعین تموڑی ویر کا کہ خدانے پیاس اس پر آڈیل دی اور وہ بالکل سیراب نہیں ہوتا تھا۔ قاسم بن اصبح کہتا ہے کہ بعض اوجہات میں اس کی پرستاری کرتا تھا اور اس کی تکلیف کو ہلکا کرتا سرد پانی اس کے لیے لاتے کہ جس میں شکر ملی ہوئی اور دودھ سے پر ملے اور پانی سے پر کوزے وہ کتاب مجھے پانی دو پیاس نے مجھے قتل کر دیا ہے خدا کی قسم تموڑی ہی ویر نہ گزرتی کہ اس کا شکم اونٹ کے شکم ایسا ہو جاتا اور

پھول جاتا۔

مؤلف کہتے ہیں شیخ ابن نما کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا نام درہم بن ابان بن دارم تھا وہ کہتے ہیں کہ قاسم بن ابیص بن نباتہ سے ہیں اسناد متصل کے ساتھ روایت کرتا ہوں قاسم نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جو حسینؑ کے ہاں موجود تھا اور آپؑ نے دریا کے بند کو لازم پکڑ لے ہوئے فرات پر جانے کا ارادہ رکھتے تھے اور عباسؑ آپؑ کے آگے آگے تھے پس عبید اللہ بن زیاد کا خط عمر سعد کے پاس آیا کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب اور پانی کے درمیان حائل ہو جا پس وہ ایک قطرہ پانی کا نہ چکھ سکیں پس عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور وہ گھاٹ پر جا اترے اور انہیں پانی سے روک دیا پس عبداللہ بن زبیرؓ نے پکار کر کہا اے حسینؑ کیا دیکھتے ہو پانی کی طرف گویا وہ آسمان (فعلیٰ خ ل) کا جگر ہے خدا کی قسم تم اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے یہاں تک تم اور تمہارے ساتھی پیاسے مر جاؤ گے پس درہم بن ابان بن دارم نے کہا کہ حسینؑ اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ اور اس یسین نے آپؑ کو تیر مارا جو آپؑ کی ٹھوڑی کے نیچے ثبت ہو گیا تو آنجنابؑ نے عرض کیا خدا یا اس کو پیاس سے مار اور اسے کبھی نہ بخشا اور آنجنابؑ کے لیے پانی لایا گیا لیکن خونؑ آپؑ کے اور پانی پینے کے درمیان حائل ہوا پس آپؑ خون کو لیتے و یقول ہکذا الی السماء۔ اور کہتے اسی طرح آسمان کی طرف اور شیخ عبدالصمد سے شیخ ابوالفرج عبدالرحمن بن جوزی سے مجھے روایت کی گئی ہے کہ قبیلہ ابان کا شخص اس کے بعد پیٹ کی گرمی اور لپٹ کی سردی سے سچنا کرتا تھا اور اسی طرح اس حکایت کو چلایا ہے آخر تک جس طرح ہم نے طبری سے ذکر کیا ہے۔

اب ہم عباس بن علیؑ قدس اللہ روحہ کی شہادت کی طرف ہم لوٹتے ہیں۔

عمدۃ الطالب کے مؤلف نے عباس بن امیر المؤمنین علیہ السلام کے اعقاب و اولاد کے ذکر کے بعد کہا ہے اور ان کی کنیت ابو الفضل ہے اور لقب سقاہ ہے کیونکہ یوم اطف انہوں نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے لیے پانی لانے کی کوشش کی لیکن اس مقصد کو پورا کرنے سے پہلے شہید ہو گئے اور ان کی قرب شریعہ (گھاٹ) فرات کے قریب ہے کہ جہاں وہ شہید ہوئے اور اس دن وہ جناب حسین کے علمبردار تھے۔

شیخ ابو نصر بخاری مفضل بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ صادقؑ نے فرمایا ہمارے چچا عباس علیہ السلام نافذ البعیرت اور ایمان میں سخت تھے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام کی معیت میں جہاد کیا اور بہت اچھا امتحان دیا اور اس دنیا سے شہید ہو گئے اور عباس کا خون بنی حلیفہ (حنفیہ) میں ہے اور شہادت کے وقت چونتیس سال کے تھے اور ان کی اور ان کے بھائیوں عثمان، جعفر، اور عبد اللہ کی والدہ ام البنین بہت حرام بن خالد بن ربیعہ تھیں یہاں تک کہ کہا ہے روایت ہے کہ امیر المؤمنین عبد السلام نے اپنے بھائی عقیل سے فرمایا اور وہ نساب تھے عربوں کے نساب و اخبار کے عالم تھے کوئی ایسی خاتون دیکھو کہ جسے غم و شجاعت سب نے جانا ہو تاکہ میں اس سے شادی کروں اور وہ میرے لیے شاہسوار بہادر بیٹیا جتنے تو عقیل نے ان سے کہا کہ ام البنین کلابیہ سے شادی کر دو کیونکہ عربوں میں اس کے آباء و اجداد سے زیادہ شجاع و بہادر نہیں ہیں پس آپ نے غدرہ سے شادی کی اور حبیب یوم اطف (معرکہ کربلا) ہوا تو شمر بن ذی الجوشن کلابی نے جناب عباس اور ان کے بھائیوں کے متعلق کہا کہ ہماری ہیں (ہمارے خاندان کی خاتون) کے بیٹے کہاں ہیں پس ان شمرادوں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تو انہیں

نے اپنے بھائیوں سے فرمایا اسے جواب دو اگرچہ ناستق ہے کیونکہ وہ ایک محافظے
 تمہارے ماموں میں سے ہے تو ان جوانوں نے کہا کیا چاہتا ہے اس نے کہا وہاں
 سے میری طرف نکل آؤ کیونکہ تمہارے لیے امان ہے اور اپنے آپ کو اپنے بھائی
 کے ساتھ قتل نہ کرو تو شہزادوں نے اسے بر بھلا کہا اور فرمایا قحیت و قبح ماجئت یہ
 تو بھی برا ہے اور جو امان لیکر آیا ہے وہ بھی بری ہے کیا ہم اپنے آقا و سردار
 اور بھائی کو چھوڑ دیں اور تیری آمان کی طرف آئیں اور اس دن جناب عباس
 اور ان کے تینوں بھائی شہید ہوئے۔

اور صدوقؒ نے ایک حدیث میں علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت کی
 ہے کہ آپ نے فرمایا تدارحم فرمائے جناب عباس پر انہوں نے ایثار و قربانی
 کی اور امتحان میں پورے اترے اور اپنی جان اپنے بھائی پر قربان کی یہاں
 تک کہ ان کے دو نو ہاتھ قلم ہوئے پس اللہ عزوجل نے ان کے بدلے انہیں دو پر
 عنایت کیے جن کے ساتھ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں جس طرح
 جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کے لیے قرار دیے تھے اور جناب عباس کے لیے
 اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں ایسی قدر و منزلت ہے کہ جس پر قیامت کے دن تمام
 شہداء عرش تک وعیطہ کریں گے۔

اور ابو الفرج نے کہا ہے اور عباس بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی
 کنیت ابو الفضل ہے اور ان کی والدہ بھی ام البنین ہیں اور وہ اس خاتون
 کے سب سے بڑے فرزند ہیں اور وہ جناب جو اپنے پدری ماورسی بھائیوں
 میں آخری شہید ہیں کیونکہ عباس کی تو اولاد تھی لیکن ان کی اولاد نہیں تھی لہذا
 جناب عباس نے انہیں اپنے سے پہلے بھیجا تھا پس وہ سب شہید ہوئے اور آپ

ان کے وارث قرار پائے پھر آپ آگے بڑھے اور شہید ہوئے اور بھران کا اور جناب عباس کا وارث عبد اللہ (بن عباس) ہوا (خزیرہ ابو الفرج کی ذاتی رائے ہے ورنہ وہاں میراث کی کوئی بات نہیں تھی) اور جناب عباس بن علی علیہ السلام کے تعلق شاعر کتنا ہے احق الناس ان یبکی علیہ - فتی ابکی الحسین بکربلا اخوہ وابن والدہ علی۔ ابو القتل المفزع بالدماء ومن واساک لا یتنبہ شیء - وجادلہ علی عطش بساء۔ وہ جوان زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس پر گریہ کیا جائے کہ جس کی موت نے کربلا میں حسین جیسے صابر کو رلا دیا۔

جو آپ کا بھائی اور آپ والد علی کا بیٹا تھا ابو الفضل جو حزن میں لت پت تھا کہ میں نے حسین سے مواسات کی اور کوئی چیز اسے اس سے نہ موڑ سکی اور جس پیار سے ہونے کے باوجود ان کے لیے پانی کی سخاوت کی اور کمیت شاعر انہیں کے بارے میں کتا ہے ابو الفضل ان ذکرہم الحلو - شفاء النفوس من اسقام قتل الادعیاء اذ قتلواہ اوم الشاربین حوب الغمام ابو الفضل ان افراد میں سے ہیں کہ جن کا ذکر شیریں ہے اور نفوس کی بیماریوں کی شفاء ہے جس نے غلط سبب شدہ افراد سے جنگ کی جب انہوں نے عباس سے جنگ کی جو باولوں کے پانی پینے والوں میں سے زیادہ مکرم و محترم تھا۔

جناب عباس خوب صورت حسین و جمیل مرد تھے قد آوگھوڑے پر سوار ہوتے تو آپ کے پاؤں زمین پر خط دیتے اور آنجناب کو قبر بنی ہاشم (بنی ہاشم کا چاند) کہا جاتا تھا اور جس دن شہید ہوئے حسین کے لشکر کا علم جناب عباسؑ کے ہاتھ میں تھا۔

مؤلف متاع الطالبین نے اپنی سند کے ساتھ جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جنگ کے لیے تیار کیا اور اپنا علم شکر اپنے بھائی عباس بن علی کے سپرد کیا۔

اور ابو جعفر باقر سے روایت ہے کہ نہ ید بن رقاد جہنی (جنبی خاں) اور حکیم بن طفیل طائی نے جناب عباس بن علیؑ کو شہید کیا۔

اور سند معاویہ بن عمار کی وساطت سے حضرت جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ام البنین ان چار شہید بھائیوں کی والدہ بقیع کی طرف جایا کرتی تھیں اور وہاں دردناک اور دل کو جلانے والا مذہب اور نوحہ اپنے بیٹوں پر کرتی تھیں پس لوگ اس عذرہ کے پاس جمع ہو کر ان کا مذہب دشمنوں سنتے تھے اور جو لوگ اس مقصد کے لیے آتے ان میں مروان بھی آتا اور ہمیشہ ان کا مذہب ستا اور گریہ کرتا تھا۔

اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں کہا ہے اور جناب عباس متاع (پانی پلانے والے) قبر بنی ہاشم اور حسینؑ کے علمبردار تھے اور وہ اپنے بھائیوں میں سے بڑے تھے پانی لانے کے لیے گئے تو ان ملائین نے آپ پر حملہ کیا تھا اور آنجناب نے بھی ان پر حملہ کر دیا اور کہتے جاتے تھے۔ لا ارب الموت اذا الموت رقی۔ حق اوارى فی المصائب نفسی لنفس المصطفى الطهر وقا۔ افانا العباس اغنوا بالسقا۔ ولا خاف المشر یوم الملتقى۔ میں موت سے نہیں ڈرتا جب موت پکارے جب تک میں تجربہ کار مردوں سے لڑ کر خاک میں نہ چھپ جاؤں میری جان مصطفیٰ کی جان کا مذہب ہے میں عباس ہوں میں مشک لیکر آ رہا ہوں اور جنگ کے دن مجھے شتر اور برائی کا کوئی خوف

نہیں ہیں آپ نے شکر کو متفرق پر اگندہ کر دیا ایک کھجور کے درخت کے پیچھے زید بن وثاف
 بھی آپ کے لیے کہیں گا وہیں چھپ گیا اور حکیم بن طفیل بنی نے اس کی اعانت کی
 اور آپ کے دائیں ہاتھ پر ضرب لگائی تو آپ نے تلوار بائیں ہاتھ میں لے لی
 اور ان پر حملہ کیا اور یہ رجز پڑھے واللہ ان قطعتم یبیبی۔ ان احامی ابن
 عن دینی۔ وعن امام صادق الیقین۔ بخل النبی الطاهر الامین۔
 خدا کی قسم اگرچہ تم لوگوں نے میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا ہے میں ہمیشہ اپنے
 دین اور صادق الیقین امام کی حایت کرتا رہوں گا جو پاک و پاکیزہ این بنی کا
 فرزند ہے۔

پس آپ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ کمزور و ضعیف ہو گئے پس حکم (حکم بن)
 بن طفیل طائی نے کھجور کے پیچھے چھپ کر آپ کے بائیں بازو پر تلوار
 کی ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا نفس لا تخشى من الکفار۔ والبشری بروحہ
 الجبار۔ مع النبی السید المختار۔ قد قطعوا بیغیم یساری۔ فاصلم یارب حوالہ
 لے نفس کفار سے خوف نہ کھا خدائے جبار کی رحمت کی تجھے خوشخبری ہو نبی سید
 مختار کی معیت میں انہوں نے اپنی بغاوت و سرکشی سے میرا دایاں ہاتھ کاٹ
 دیا ہے اسے پروردگار پس انہیں آگ کی گرمی سے جلا پس ایک ملعون نے آپ
 کو روہے کے ایک گرز سے شہید کیا جب امام حسینؑ نے انہیں قرأت کے کناڑے زین
 پر پڑھے ہوئے دیکھا تو فرمایا یتوا یا شر قوم بفعلکم۔ وخالفتما قول
 النبی محمد۔ اما کان خیر الرمل واکھینا۔ اما نحن بن نسل النبی المسدد
 اما کانت الزہراء امی دونکم۔ اما کان عن خیر الیریۃ احمد
 لعنتم و احزیتم بما قد جنیتم۔ فسوف تلاقوا حر نار توفد

اسے بدترین قوم تم نے اپنے فعل کے ذریعہ حق سے تجاوز کیا ہے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ارشاد کی مخالفت کی ہے کیا بہترین رسل نے ہمارے بارے میں تمہیں وصیت نہیں کی تھی کیا ہم نبی مدد کی نسل میں سے نہیں کیا تم میں سے فاطمہ زہرا میری ماں نہیں کیا ساری مخلوق میں سے بہترین فرد احمد مجتبیٰ نہیں تھے تم پر لعنت کی گئی ادم رسوا و ذلیل کیسے گئے اس بنایت و جرم کی بنا پر اور عنقریب جھڑکتی ہوئی آگ کا تمہیں سامنا کرنا ہوگا۔

مؤلف کہتے ہیں اگر آپ ہمارے آقا و مولا حسینؑ کی حالت و کیفیت کو جانتا چاہتے ہیں ان کے بھائی عباس اور دوسرے بھائیوں اور اہل بیت ادا صحابہ کی شہادت کے وقت تو امیر المؤمنین کے ارشادات اور آپ کی اپنے عظیم ترین اصحاب اور محبوب ترین افراد کی شہادت کے وقت میں شامل و غور کریں مثلاً عمار بن یاسر، مالک اشتر، محمد بن ابی بکر، ابو عیثم بن تیہان، خزیمہ بن ثابت اور اس قسم کے دوسرے افراد رضوان اللہ علیہم ہیں تحقیق روایت ہوئی ہے کہ آنجناب نے اپنی شہادت سے قبل جمعہ کے دن خطبہ دیا پھر آپ نے ان افراد کی شہادت کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہاں ہیں میرے وہ بھائی کہ جو اس راستہ پر سوار ہو گئے اور حق پر گزر گئے کہاں ہے عمار اور ابن تیہان اور کہاں ہے ذوالشہادتین اور کہاں ہیں ان کے نظراء اور امثال ان کے بھائیوں میں سے کہ جنہوں نے موت پر ایک دوسرے سے عقد باندھے تھے اور ان کے سر ٹھنڈا ڈاکیہ کے ہاتھ تاجروں کے پاس بیچے گئے پھر آپ نے اپنا دست مبارک اپنی ریش شریف و کیم پر مارا اور طویل گریہ کیا پھر فرمایا ہائے افسوس ان بھائیوں پر کہ جنہوں نے قرآن کی تلاوت کی اور اسے حکم کیا اور فرائض میں تدبر کیا اور

انہیں قائم کیا سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو ختم کیا انہیں جہاد کی طرف بلا یا گیا تو انہوں نے بلیک کہی الخ

آپ کا ارشاد » وابدو دثو سہم « یعنی ان کے سر پر بیروٹ ڈاکیم کے ذریعے قاجروں کے پاس بھیجے گئے کہ جن سے مراد یہاں شکر شام کے امراء و سردار ہیں اور روایت میں ہے کہ جب عمار رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے امیر المومنین کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ جنگ صفین میں تو جب رات آئی تو امیر المومنین مقتولین میں گردش کر رہے تھے تو عمار کو پڑا ہوا دیکھا تو ان کا سر اپنے زانو پر رکھا پھر گریہ کیا اور یہ اشعار پڑھتے شروع کئے (ایاموت کہ ہذا التفرق غنوة فلوست تبقی لی خلیل خلیل . اراک بصیرا بالذین احبہم - کاندہ مقصو نحوہم بدلیل - اے موت کب تک ناز و نخرے سے تو اس طرح جدا رہے گی « جب کہ تو نے میرے دوست کا کوئی دوست بھی نہیں چھوڑا میں تجھے با بصیرت دیکھتا ہوں ان افراد کے بارے میں کہ جن سے میں محبت کرتا ہوں ، گویا تو ان کی طرف کسی دلیل کے ساتھ جاتی ہے ۔

البتہ دیوان امیر المومنین میں پہلا شعر اس طرح ہے الا یہاں الموت الذی لیس تاسا کی ۔ اے وہ موت جو مجھے چھوڑنے والی نہیں ہے مجھے راحت پہنچا کیونکہ تو نے میرے سب دوست ختم کر دیئے ہیں اور مجار میں بعض علماء شیعہ کے تالیفات سے منقول ہے کہ عباسؑ نے جب دیکھا کہ اکیلے رہ گئے ہیں تو اپنے بھائی کے پاس آئے اور عرض کیا اے بھائی کیا آپ اجازت دیتے ہیں تو امام حسینؑ نے شدت کے ساتھ گریہ کیا پھر فرمایا اے بھائی تم تو میرے علمبردار ہو جب تم چلے گئے تو میرا شکر متفرق ہو جائے گا ۔

تو جناب عباس نے عرض کیا میرا سیدہ تنگ ہو گیا ہے اور میں زندگی سے تھک گیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ ان منافقین سے انتقام لوں تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ ان بچوں کے لیے تھوڑا سا پانی لے آؤ پس جناب عباسؑ گئے انہیں دغظ و نصیحت کی اور عذاب خدا سے ڈرایا لیکن یہ چیز ان کے لیے نافع نہ ہوئی پس اپنے بھائی کی طرف پلٹ آئے اور انہیں خبر دی پس بچوں کی آواز سنی کہ وہ العطش العطش پیاس پیاس پکار رہے تھے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ اور مشک اٹھائی اور فرات کی طرف جانے کا ارادہ کیا پس آپ کو ان چار ہزار افراد نے گھیر لیا جو فرات پر موکل تھے اور انہوں نے آپ پر تیرہ سائے پس آپ نے انہیں ہٹا دیا اور انہیں سے ایک روایت کے مطابق انہی افراد کو قتل کیا یہاں تک کہ پانی میں اتر گئے پس جب چاہا کہ پانی کا چلو پیس تو سین اور ان کے اہل بیت کی پیاس یاد آگئی پس پانی پینک دیا اور مشک پر کی اور اسے اپنے دائیں کندھے پر اٹھالیا اور نیچوں کی طرف متوجہ ہوئے پس انہوں نے آپ کا راس تروک لیا اور ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا پس آپ نے ان سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ نوفل ازدق نے آپ کے دائیں ہاتھ پر ضرب لگا کر اسے کاٹ دیا تو آپ نے مشک بائیں کندھے پر اٹھالی پس نوفل نے ضرب لگائی اور آپ کا بایاں ہاتھ کلائی سے کاٹ دیا تو آپ نے مشک اپنے دانتوں سے اٹھالی اور ایک تیر آیا اور وہ مشک میں لگا اور اس کا پانی بہہ گیا پھر ایک دوسرا تیر آیا اور وہ آپ کے سینہ پر لگا اور آپ متقلب ہو کر گھوڑے سے گرے اور اپنے بھائی حسینؑ کو پکار کر کہا (اور کئی) میری مدد کو آؤ جب آپ آئے تو انہیں زمین پر بچھاڑا ہوا پایا پس رو دیئے ٹولف کہتے ہیں اور طرعی نے آپ کی شہادت کی کیفیت کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ پر ایک شخص نے حملہ

کیا اور آپ کے دماغ پر گزرا جس سے آپ کا سر کھل گیا اور آپ زمین پر گر پڑے اور وہ پکار رہے تھے یا ابا عبد اللہ علیک منی السلام۔

اور ابن نمانے حکیم بن طفیل سنبی کے بارے میں کہا ہے کہ اس نے جناب عباسؓ کا لباس و ہتھیار لوٹے تھے اور انہیں تیر مارا تھا۔

اور بخاری میں ہے مؤرخین نے کہہ ہے کہ جب عباسؓ شہید ہو گئے تو حسین علیہ السلام نے فرمایا اَلَا اِنَّكَ سِرْ طَهْرٰی و قِلْت حِلٰتِی اب میری کڑوٹ گئی اور میری تدبیر کم و ختم ہو گئی۔

مؤلف کہتے ہیں بجلی چلی جو ان مردی کی کہ جس نے میرے لیے تجدید ذکر و یاد دلائی جب میں نے اپنے آقا عباسؓ کی اپنے بھائی اور سردار حسین صلوات اللہ علیہ مواسات و قربانی یاد کی تو میرے دل میں آیا کہ میں ایک ہی واقعہ ان کے والد امیر المومنینؓ کی اپنے بھائی اور چچا ز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہا و آلہما سے مواسات کرنے کا ذکر کروں تاکہ وہ کتاب کی زینت اور حجاب کے دن کے لیے ذخیرہ بنے۔

جاہل نے کتاب عثمانیہ میں کہا ہے اس سے ابن ابی الحدید کی نقل کے مطابق کہ ابو بکرؓ میں ہجرت سے پہلے ایتلا و آزمائش میں اور عذاب و تکلیف میں مبتلا تھا یہاں تک کہ کہا ہے اور علی بن ابی طالب راحت و آرام میں تھے نہ کوئی شخص انہیں تلاش کرتا تھا اور نہ وہ کسی کی تلاش و طلب میں آئے

ابو جعفر اسکا کافی نے اس کی تردید میں جو کچھ کہہ ہے اسی کا خلاصہ یہ ہے ہم نے اخبار صحیحہ اور حدیث مرفوعہ السنہ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ (یعنی علیؓ) جس دن اسلام لائے بالغ کامل تھے اور اپنی زبان اور دل سے مشرکین کے مخالف تھے اور ان کے دلوں پر بوجھ تھے اور وہی جناب مخصوص تھے شعب میں حصار کے ساتھ نہ کہ

ابوبکر اور ان تاریکیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خلوتوں کے ساتھی تھے اور کڑو
 غصوں کے گھونٹ ابولہب و ابو جہل وغیرہ سے پیتے تھے اور ہر گمروہ و ناپسندیدہ
 مصیبت میں جلتے تھے اور ہر اذیت میں اپنے نبی کے شریک تھے وہ بہت بوجھل بار
 اٹھائے ہوئے تھے اور امر جلیل کا انہوں نے اظہار کیا تھا اور آپ ان افراد
 میں سے تھے کہ جو رات کو شعب سے پھٹتے پھیلتے نکلتے تھے اور اپنے آپ کو مخفی
 رکھتے ہوئے اس شخص کے پاس جاتے اکابر قریش میں سے مثلاً مطعم بن عدی وغیرہ
 کہ جس کی طرف ابوطالب بھیجتے پس اپنی پشت پر بنی ہاشم کے لیے آئے اور گندم
 کے بوجھ اٹھا لائے جب کہ ابو جہل وغیرہ دشمنوں سے بہت شدید خوف میں ہوتے
 کہ اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو ان کا خون بہا دیتے کیا یہ کام شعب ابی طالب کے
 حصار کے زمانہ میں علی کرتے تھے یا ابوبکر اور خود حضرت علیؑ نے ان دنوں کی اپنی
 حالت بیان کی ہے پس آپ نے اپنے ایک مشہور خطبہ میں فرمایا ہے انہوں نے ایک
 دوسرے سے معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ ہم سے نہ کوئی معاملہ کریں گے اور رشادی
 بیاباہ اور جنگ کی آگ کے شعلے ہمارے خلاف بھڑک اٹھے تھے اور ہمیں ایک پہاڑ
 میں رہنے پر مضطر و مجبور کر رکھا تھا ہم میں سے جو ٹوٹن تھا وہ ثواب کی امید رکھتا
 تھا اور جو کافر تھے وہ اپنے خاندان کی حمایت کرتے تھے اور سب قبائل نے ان
 کے خلاف اکٹھے کر لیا تھا اور ان سے گزرتے والوں اور خرید و فروخت کرنے
 والوں کو کاٹ دیا تھا اور وہ بھوک کی وجہ سے صبح شام موت کے منتظر تھے۔
 انہیں کوئی جیت اور کشائش کی راہ نظر نہ آتی تھی ان کے عزم و ارادہ کمزور ہو چکے
 تھے اور ان کی امید منقطع ہو چکی تھی۔

اور ابو جعفر (یعنی اسکانی) نے کہا کہ مجھے شک و شبہ نہیں کہ ابو عثمان (جاحظ)

کو باطل نے خیانت پر مجبور کیا ہے اور خطا و غلطی نے اسے بٹھا دیا ہے اور حق کا ساتھ چھوڑنے نے اسے حیرت و سرگردانی کی طرف پھیر دیا ہے لہذا جس نے جاننے اور پہچاننے کے بغیر کہا ہے جو کچھ کہا ہے اور یہ گمان کر لیا ہے کہ حضرت علیؑ ہجرت سے پہلے کسی امتحان میں نہیں پڑے اور مشقتیں نہیں جھیلیں اور صرف جنگ بدر کے دن سے آپؐ تکلیف کی مشقتوں اور ابتلاء کی محنتوں میں پڑے ہیں اور وہ شعب ابی طالب کے حصار اور جن مصائب میں وہ مبتلا تھے انہیں بھول گیا ہے حالانکہ ابوبکرؓ راحت و سکون میں تھا جو چاہتا تھا اور جس سے چاہتا اٹھتا بیٹھتا تھا اس کا راستہ کھلا ہوا تھا اس کا نض و خوش اور دل سکون میں تھا اور علیؑ علیہ السلام شہداء و آلہ اور احوال و خوفناکیوں کو جھیلتا بھوکا اور پیاسہ رہتا اور صبح و شام قتل ہونے کا منتظر رہتا تھا کیونکہ وہی ذریعہ تھا اور حلیہ ساز تھا شیوخ قریش اور ان کے عقل مندوں سے پوشیدہ طور پر غوطہ بہمت اذوقہ لانے کا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اور بنی ہاشم نیم جان کے رقیق حیات باقی رہیں جب کہ وہ بس حصار میں تھے اور وہ ہر لمحہ ماموں نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے دشمن ابوجہل بن ہشام اور عقیلہ بن ابومعیط و ولید بن مغیرہ و عتبہ بن ربیعہ وغیرہ ایسے فراعنہ قریش اور ان کے جباروں ایسوں سے کہ وہ اچانک اسے قتل کر دیں وہ اپنے آپ کو بھوکا رکھتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اپنے زارے سیر کرتا تھا اور اپنے آپ کو پیاسہ رکھتا اور آنحضرتؐ کو اپنا پانی پلاتا اور وہی آنجناب کا معالج تھا یب آپؐ پیار ہوتے اور بوس و مدد گار تھا جب آپؐ وحشت پریشانی میں ہوتے اور ابوبکر صاحبِ توان چیزوں سے نجات یافتہ تھے انہیں کوئی ایسا درد و الم نہیں چھوتا تھا جو انہیں مس کرتا اور انہیں وہ شدت و رحمت لاحق نہ ہوتی جو

انہیں لاحق ہوتی اور ان کے اخبار و حالات میں سے کسی چیز کا انہیں علم نہ ہوتا مگر اجمالی طور پر نہ کہ تفصیلی طور پر یہ معاملہ تین سال تک رہا کہ ان کے ساتھ معاملہ کرنا شادی بیاہ کرنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام قرار دیا گیا تھا جو حضرات بحسب محصور اور ممنوع تھے وہاں سے نکلنے اور اپنے نفوس میں تصرف کرنے سے تو کس طرح بجا حفظانے یہ فضیلت ہمیں چھوڑ دی ہے اور یہ خصوصیت بھول گیا ہے کہ میں کی کوئی تغیر و تبدل نہیں ہے اتنی۔ ہذا من علاہ احدی المعالی و علی ہذا ففسد ما سواہا۔ یہ تو اس کی بلندیوں میں سے ایک بلندی ہے اسی پر یاقین کا قیاس کیے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابو جعفر کا فی نے اپنے اس قول میں پرج کہا ہے کہ علیؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے معالی اور معالج و دیکھ بھال کرتے تھے جب آپ بیمار ہوتے، پس ابن ابی الحدید نے سلمان فارسی رضی اللہ سے روایت کی ہے کہ میں آپ کی وفات سے پہلے والے دن کی صبح کو آنحضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا آج رات جو درد و تکلیف اور بیداری میں نے اور علیؑ نے برداشت کی ہے اس کا کچھ نہ پوچھو تو میں نے عرض کیا اے رسول خدا آج رات علیؑ کی بدلے میں آپ کے ساتھ بیدار رہ رہوں فرمایا نہیں وہ اس کام کا تیری نسبت زیادہ حق رکھتا ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آئے امیر المؤمنینؑ

تذیل

معلوم رہے کہ شجاعت ان معانی میں سے ہے کہ جو نفس انسانی کے ساتھ قائم

اس کا اور اک بعیرت سے ہو سکتا ہے نہ کہ بصارت سے اور اس کی معرفت اسکی ذات کے مشاہدے سے کسی طور پر ممکن نہیں ہے بلکہ اس کی معرفت کا طریقہ اور اس کا علم اس کے آثار کے مشاہدہ سے ہوتا ہے جو شخص یہ جانتا چاہتا ہے کہ زید شجاعت کے ساتھ موصوف ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان امور کی طرف دیکھا جائے جو اس سے اس وقت صادر ہوتے ہیں جب مردوں نے اسے گھر رکھا ہو اور موت اس کے گرد منڈلا رہی ہو اور جنگ کا دور دورہ ہو اگر تو وہ زیادہ جنت فرما کر تباہ جلد بازی سے کام کرتا ہے شکست کا ترنگب ہوتا ہے اور جان کی بقاء چاہتا ہے اور پستی کو برداشت کر لیتا ہے اور اس کا طوق گلے میں ڈال لیتا ہے اور تلوار کی دھار سے فرار کی عار کا لباس پہننے کی طرف جلدی کرتا ہے تو یہ شخص شجاعت سے کئی مرحلے دور ہے۔

اور اگر جرئت مند ہے بڑھ بڑھ کر حملے کرتا ہے صابر و بردبار ہے۔ تلواروں کی جھنکار کو مزامیر کا محط نغمہ سمجھتا ہے اور ٹکراؤ کی صفوں کی طرف اس طرح دوڑ کر جاتا ہے جیسے عجیب و غریب مناظر کو دیکھنے کی طرف جلدی کرتا ہے ہونایوں کے شدائد میں مطمئن نفس کے ساتھ گھستا ہے اور جنگ کے یہے مصافحہ کرنے کو ٹھنوک پہنچانے والی غنیمت سمجھتا ہے اور نیزہ کے دو طرفہ دائرہ فائدہ عائد ہیں یلقی الرماح بنحرة۔ فکانما فی قلبہ عود من الريحان ویدی السیوف وصوت وقع حديد ما عرسا تجلیھا علیہا وہ نیزہ کی اپنے گلو سے ملاقات کرتا ہے گویا ریحان و اگر تھی ہے اور تلوار اور اس کی جھنکار اس کی نظریں وہ دامن ہے جسے حرم عورت عورتیں اس کے پاس لیکر آئیں تو شجاعت کی زبام اس کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس کا اہل ہے اور جو اس کی اس شجاعت کے ساتھ تعریف کرے

کہ جسے خدا دوست رکھتا ہے تو وہ بچا ہے۔

جب آپ یہ جان چکے اور ان واقعات میں غور و غوض کر چکے جو ہم نے اصحاب حینی اور آپ کے اہل بیت کی جنگ کے ہم نقل کر چکے ہیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب کے سب شجاعت کے اعلیٰ درجہ اور شہامت و ہزگی کے ارفع مرتبہ پر فائز تھے مگر یہ کہ خواب عباس یگانہ آفاق تھے وہ اس کا معنی جامہ پہنے ہوئے تھے اور ان کا رتبہ اس میں درفع و اعلیٰ تھا اور اس کی روشنیاں انہیں سے پھوٹی تھیں اور انہیں سے اس کے پھل پھول چنے جاتے تھے۔ کہ جو ایمان میں زیادہ محکم اور بصیرت میں زیادہ نازک اور خدا کے ہاں قیامت کے دن اتنی وہ قدر و منزلت رکھتے ہوں گے کہ جس میں تمام شہداء رشک کریں گے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کے باپ امیر المومنین سید المرید علیہ الاف التلیم و مسعودی نے مروج الذهب میں جنگ جمل کے واقعہ میں ذکر کیا ہے کہ اصحاب جمل نے حضرت علیؑ کے خیمہ اور مسیرہ پر حملہ کر کے میدان میں صاف کر لیا تو آپ کے پاس عقیل کی اولاد میں سے کوئی آیا جب کہ آپ اپنے گھوڑے کی زین کے قریبوں و دتہ پر سر رکھ کر اونگھ رہے تھے اور آپ سے عرض کیا چچا جان آپ کا خیمہ اور مسیرہ وہاں پہنچ گیا ہے جان آپ دیکھ رہے ہیں اور آپ اونگھ سہے ہیں تو آپ نے فرمایا خاموش اے بھتیجے تیرے چچا کا ایک معین دن ہے کہ جس سے آگے نہیں بڑھ سکتا خدا کی قسم تیرا چچا اسکی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ موت پر جا گرے یا موت اس پر آگرے پھر آپ نے کسی کو اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کی طرف بھیجا کہ جو آپ کے مسیرہ و دستے کہ ان پر حملہ کر دو تو محمد نے کچھ تاخیر کی چونکہ ان کے مد مقابل لوگ ان پر تیر بر بار سے تھے محمد منتظر تھے کہ ان کی ترنم ہو جائی تو حضرت علیؑ ان کے پاس آئے اور فرمایا تو نے حملہ کیوں نہیں

کیا تو محمد نے عرض کیا آگے بڑھنے کی کوئی جگہ ہی نہیں سوائے تیرو نیزہ کے یہی منتظر ہوں کہ ان کے تیر ختم ہو جائیں تو میں ان پر حملہ کروں تو آپ نے فرمایا کہ تیزوں کے درمیان ہی یہ حملہ کرو موت کی ڈھال تمہارے اوپر موجود ہے۔

پس محمد نے حملہ کیا لیکن تیروں اور تیروں کے درمیان رُک گیا پس حضرت علیؓ آئے اور تلوار کا دستہ محمد کو مارا اور فرمایا تمہاری ماں کی رگ نے تجھے آیا ہے اور علم ان سے لے لیا اور حملہ کیا اور باقی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ حملہ کر دیا پس مد مقابل قوم کی مثال اس راگھ کی تھی کہ جھکڑ کے دن جس پر شدت سے آندھی چلے۔ یہ تھے محمد بن حنفیہ بن امیر المؤمنین علیہ السلام حالات کے تمام افراد سے زیادہ عاقل اور زیادہ شجاع دیہاد تھے جیسا کہ زہری نے کہا۔

اور جاحظ سے منقول ہے کہ اس نے کہا باقی رہا محمد بن حنفیہ تو صادر و وارد اور حاضر و بادی (شہری و دیہاتی) نے کہا ہے کہ وہ یگانہ روزگار اور اپنے وقت کے مرد میدان اور سب لوگوں سے زیادہ تمام و باکمال تھے انتھی

اور ان کی شجاعت ظاہر ہوتی ہے ہر اس شخص کے لیے کہ جو کچھ کتب اصل میر نے جنگ جمل میں صفین کے بارے میں لکھا ہے اور کافی ہے تیرے لیے کہ وہ امیر المؤمنین ایسی ہستی کے علمبردار تھے لیکن اس شجاعت و تفریت و توصیف کے باوجود دشمنوں پر حملہ کرنے سے توقف کیا تھا ان کے تیروں کے ختم ہونے کے انتظار میں لیکن میرے ماں باپ قربان ہوں جناب عباس اپنے بیٹائی حسینؑ کے علمبردار اور ان کے لشکر کے کمانڈر ہو کہ جب انہوں نے فرات کی طرف جلتے کا ارادہ کیا تو آپ کو ان چار ہزار افراد نے گھیر لیا جو فرات پر توکل تھے اور آپ پر تیروں کی بارش کر دی لیکن وہ جناب سخت پہاڑ کی مانند تھے کہ جس کو آندھیاں نہیں ہلا سکتیں

اور نہ جھگڑا سے اپنی جگہ سے زائل کر سکتے ہیں لا اذهب الموت اذا الموت
رحی ۔ میں موت سے نہیں ڈرتا جب موت بلند ہو۔

پہلے آپ کے سامنے گزر چکا ہے کہ جب اصحاب حسینؑ ہیں بعض کو دشمنوں نے
گھیر لیا اور باقی اصحاب اور دوستوں سے ان کا تعلق کٹ گیا تو جناب عباس بن
علی علیہما السلام نے دشمنوں پر حملہ کر کے انہیں ان سے نکال لاٹے اور یہی آپ
جان چکے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو اپنے بھائی حسین کے لیے ڈھال اور بچاؤ
کا ذریعہ بنایا جب کہ آپ آنخاب کے سامنے تھے میرے ماں باپ قربان
ہوں آپ پر اے ابوالفضل



jabir.abbas@yahoo.com

فصل شہادت امام حسینؑ اور طفل شیرخوار

ہمارے آقا و مولا ابو عبد اللہ الحسین المظلوم کی شہادت اور آپ کا قتل گاہ میں زمین پر پھڑنا سلام اللہ علیہ اور اسی میں طفل رفیع (علی اصغر) اور عبد اللہ بن حسن بن علی علیہما السلام کی شہادت کا ذکر بھی ہے یہ وہ فعل ہے کہ جس کے مضمون سے پلکوں سے آنسو بہتے ہیں اور حزن ملال ابھارنے کے لیے درد اٹھتے ہیں اور صاحب ایمان کے دل و جگر میں پیدا ہونے والی آگ بجھ سکتی ہے اور اللہ کی بارگاہ میں شہادت ہے اور اسی سے اعانت طلب کی جاتی ہے۔

بعض مقاتل میں روایت ہوئی ہے کہ حسینؑ نے جب بہتر افراد کو اپنے (اصحاب) و اہل بیت میں سے زمین پر پڑے ہوئے دیکھا تو خیمے کی طرف رج کیا اور پکار کر کہا یا سکینہ یا فاطمہ یا زینب یا ام کلثوم علیکن منی السلام تو انہیں سکینہ نے پکار کر کہا کما اے بابا کیا آپ مرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا کس طرح مرنے کے لیے وہ تیار نہ ہو کہ جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ رہا ہو تو اس غم و مہم نے کہا اے بابا ہمیں ہمارے نانا کے روتھ پر پٹا دیجئے تو آپ نے فرمایا ہیمات اگر قطا پرندہ کو چھوڑ دیا جاتا تو وہ سو جاتا پس خواتین نے چیخ و پکار بند کی تو حسین علیہ السلام نے انہیں خاموش کیا نیز اسی کتاب میں ہے کہ آپ جناب ام کلثوم کی طرف بڑھے اور ان سے فرمایا اے پیاری بہن میں تجھے اپنے تیری ذات کے بارے میں

خیر و بھلائی کی وصیت کرتا ہوں اور میں اس قوم کے مقابلہ میں جا رہا ہوں پس سکیئہ
 آگے بڑھیں اور وہ چیخ و پکار کر رہی تھیں اور آپ کو ان سے بہت شدید نفرت
 تھی پس انہیں اپنے سینے سے لگایا اور ان کے آنسو پونچھے اور فرمایا سبطول بعدی یا
 سکیئہ فاعلمی - منك البكاء اذا الحمائم رهاقی - لا تحرقی قلبی بد معك
 حسرة - ما دام منی الروح فی جثمانی فاذا قتلت فانت اولی بالذی
 تبکیئہ یا خیرۃ النسوان - عنقریب میرے بعد اے سکیئہ جان لے
 کہ تجھے رونا نصیب ہوگا جب موت نے مجھے گھیر لیا، اب حسرت بھرے آنسو سے
 میرے دل کو نہ جلاؤ جب تک میری روح میرے جسم میں ہے جب میں شہید ہو جاؤں
 تو ہر دم رونے کی زیادہ حقدار ہوں اے بہترین خاتون

اور ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب امام حسینؑ
 کے لیے وہ وقت آیا جو آیا تو آپ نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ بنت الحسین علیہا السلام
 کو بلایا اور انہیں ایک بلا خط دیا اور ظاہری وصیت کی اور علی بن الحسینؑ کی نفیس
 شکم بیماری لاحق تھی ان کے ساتھ تھے اور وہ یہی سمجھتے تھے جس حالت میں وہ تھے
 (یعنی سمجھتے تھے کہ فوت ہو جائیں گے) تو جناب فاطمہ نے وہ خط یا کتاب علی بن الحسین
 کے سپرد کی پھر وہ ہماری طرف منتقل ہوئی۔

اور مسعودی رحمہ اللہ کی کتاب اثبات الوقیہ میں ہے پھر آپ نے علی بن الحسین
 علیہما السلام کو حضور بخشا اور وہ بیمار تھے پس انہیں اسم اعظم اور مورث انبیاء
 علیہم السلام کی وصیت کی اور انہیں بتایا کہ آپ نے علوم، صرف، مصاحف اور
 سلاح و ہتھیار جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے
 کہ وہ سب چیزیں آپ کے سپرد کریں۔

نیز اسی کتاب میں ہے ایک حدیث میں جو خدیجہ بنت محمد بن علی رضی اللہ عنہا ابوالحسن
 مسکری علیہا السلام کی بہن ہیں ان سے روایت ہے کہ انہوں نے یعنی حسین علیہ السلام
 حاضر میں اپنی بہن زینب بنت علیؓ کی وصیت کی پس جو کچھ علم علی بن الحسین علیہما السلام
 کو زمانہ میں وہ ان کی چھوٹی بہن زینب بنت علیؓ کی طرف منسوب ہوتا تھا علی بن الحسین
 علیہ السلام پر پردہ ڈالتے ہوئے اور قبیحہ کے طور پر اور ان کے پچاؤ کے لیے اور قطب
 راوندی نے کلمات الدعوات میں زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے
 آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے والد علیہ السلام نے اپنی شہادت کے دن اپنے سینہ سے
 لگایا جب کہ خون آپ کے جسم سے کھول رہا تھا اور وہ فرما رہے تھے اے بیٹا
 مجھ سے یہ دعا محفوظ کر لو کہ مجھے جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے تعلیم دی اول
 انیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے تعلیم دی تھی اور انیس جبریل نے کسی حاجت
 کسی حاجت کسی غم کسی غم اور کسی نازل ہونے والی مصیبت اور کسی عظیم مشکل امر
 کے سلسلہ میں تعلیم دینی تھی فرمایا دعا کرو **وَبِحَقِّ لَيْسَ وَالْقُرْآنَ الْحَكِيمَ وَبِحَقِّ**
طَهُ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ يَا مَنْ يَقْدِرُ عَلَى خَوَاتِمِ السَّائِلِينَ يَا مَنْ يَعْلَمُ مَا
فِي الضُّمِيرِ يَا مُنْعِنًا عَنِ الْمَكْرُوبِينَ يَا مُغْرِبًا عَنِ الْمَغْمُومِينَ يَا رَاحِمَ الشَّيْءِ الْكَبِيرِ يَا رَاقِي
الطُّفْلِ الصَّغِيرِ يَا مَنْ لَا يَحْتَاجُ إِلَى التَّعْصِيمِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَافْعَلْ بِي كَذَا وَكَذَا
 یا پس اور قرآن حکیم کے حق کی قسم طہ اور قرآن عظیم کے حق کی قسم اے وہ ذات جو
 سوال کرنے والوں کی حاجتوں پر قدرت رکھتا ہے یا اے وہ جو ضمیر میں جو کچھ ہے
 اسے جانتا ہے اے دکھی لوگوں کے دکھوں کو دور کرنے والے اے غمزدہ افراد
 کے غم کو کشائش میں بدلنے والے اے بہت بڑے پر رحم کرنے والے اے
 چھوٹے بچے کو رزق دینے والے اے وہ جو کسی تغیر کا محتاج نہیں محمد و آل محمد پر

صلوات و رحمت نازل فرما اور میری تلال تلال حاجت کو بر لا۔
 مؤلف کہتے ہیں اور ہم نے آپ سے ایک اور دعایوم عاشور کی صبح کے وقائع
 میں ذکر کی ہے اور آپ سے ایک تیسری دعا بھی امی دن وارد ہوئی ہے کہ جسے شیخ
 الطائف نے مصباح المتوہین تیسری شعبان کے دن کے اعمال میں ذکر کر کے پھر
 اس کے بعد حسین علیہ السلام کی تم دعا پڑھنا اور وہ یوم کوثر والی آپ کی دعا ہے
 اور کی روایت میں ہے کہ یہ وہ آخری دعا ہے جو دعایوم الطف امام حسینؑ
 نے پڑھی تھی اللهم انت متعالی المکان عظیم الجبروت آخرو عاتک
 اور بحار میں بعد اس کے کہ ایک توفیق کی شہادت ذکر کی ہے کہ جو ان خیموں
 سے نکلا تھا کہا ہے پھر امام حسینؑ نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو کوئی مرد نظر نہ آیا
 اور بائیں طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا تو علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام
 نکلے جو کہ بیار تھے اور تلوار اٹھانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے اور ام کلثوم ان
 کے پیچھے پکار رہی تھیں اے بیٹا پٹ اڈ تو آپ نے فرمایا پھر بھی جان مجھے
 چھوڑ دیں تاکہ فرزند رسول خدا کے سامنے جہاد کروں تو امام حسینؑ نے فرمایا اے
 ام کلثوم انہیں پکڑو تاکہ زین آل محمد علیہم السلام کی نس سے خالی نہ ہو جائے۔

شہادت طفل شیرخوار

ان کی والدہ ام رباب بنت امی القین بن عدی تھیں اور ان کی والدہ
 ہند امود تھیں۔

سید نے کہا ہے جب حسینؑ نے اپنے جوانوں اور دوستوں کی لاشیں دیکھیں تو اپنی
 خان اور خون سے اس قوم کا سامنا کرنے کا عزم کیا اور پکار کر کہا۔ هل من ذاب

يَذَّبُ عَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ هَلْ مِنْ مَوْحِدٍ يَخَافُ اللَّهَ فَيَتَأَهَّلُ مِنْ مَغِيثٍ يَرْجُو اللَّهَ
 بَاغًا تَتَأَهَّلُ مِنْ مَعِينٍ يَرْجُو اللَّهَ عِنْدَ اللَّهِ فِي أَعَاتِنَا كَوْنِي هُوَ جُودُ رَسُولِ اللَّهِ كَرَمِ
 دُشْمَنُونَ كُودِ كَوْنِي خُذْ بِرِسْتِ هُوَ جُودِ هَارِ بَارِ فِي خُذْ سَ دُرِّ كَوْنِي فَرَادِ
 هُوَ جُودِ هَارِ فَرَادِ فِي اللَّهِ سَ امِيدِ رَكْ كَوْنِي مَعِينِ وَدُودِ كَارِ هُوَ جُودِ هَارِ
 اعَانَتِ كَرِ كَوْنِي كَچھِ اللَّهِ كَ پَاسِ هُوَ اس كِي امِيدِ رَكْ لَسْ خَوَاتِنِ عَصَمَتِ كِي صَدَا
 بَلَنْدِ هُوِي تُو آپ خِيَمِ كَ دُودِ وَازِ كِي طَرَفِ آئِ اُورِ بِنَابِ زَيْنَبِ سَ فَرَمَا يَحْمِ
 مِيرِ اُچھوٹا بیٹا دے دو تا کہ میں اسے دُودِ اُکروں پس آپ نے اسے لیکر اس کی طرف
 جھکے کہ اس کا بوسہ لیں تو عمر بن کاہل اسدی نے ایسا تیر مارا جو بچے کے گلے میں لگا
 کہ جس نے اسے ذبح کر دیا۔

مؤلف کہتے ہیں شاعر نے اس مضمون کو عمدہ طریقہ سے اپنے شعر میں ادا کیا ہے
 وَمَنْعُطٌ أَهْوَى لَتَقْبِيلِ طِفْلِهِ - فَقِيلَ مِنْهُ قَبْلَهُ اللَّهُ صَحْوًا أَوْ رَدَهُ جَوْجًا كَا
 اپنے بچہ کا بوسہ لینے کے لیے کہ تیر نے اس سے پہلے اس کے گلے کا بوسہ لے لیا آپ
 نے جناب زینب سے فرمایا اس کو پکڑنا پھر آپ نے اس کا خون اپنی دونوں ہتھیلیوں
 میں لیا جب وہ پُڑ ہو گئیں تو خون آسان کی طرف پھینک دیا پھر فرمایا یہ مصیبت مجھ
 پر نازل ہوئی آسان ہے کیونکہ خدا کی نگاہ کرم کے سامنے ہے۔

شیخ مفید نے رفیع کی شہادت کے سلسلہ میں فرمایا ہے پھر میں خیمے کے آگے
 بیٹھ گئے پس عبداللہ بن حسین علیہ السلام آپ کے بیٹے کو لے آئے جب کہ وہ چھوٹا سا
 بچہ تھا آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا پس بنی اسد میں سے ایک شخص نے تیر مارا
 جس نے اسے ذبح کر دیا۔

اور از دی نے کہا ہے عقبہ بن بشر اسدی نے کہا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسن

۲۸۴
 علیم السلام نے فرمایا تھا یقیناً ہمارا تم بنی اسد میں خون ہے راوی کہتا ہے میں نے عرض
 کیا میرا اس میں کیا گناہ ہے خدا آپ پر رحم فرمائے اے ابو جعفر اور وہ کون سا ہے
 حسین کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا وہ بچہ آپ کی گود میں تھا اچانک اسے تم میں
 سے ایک نے اے بنی اسد تیرا اور اسے ذبح کر دیا پس امام حسین نے اس کا خون
 ہاتھوں میں لے لیا جب اپنی دونوں ہتھیلیاں پر کر لیں تو زمین میں اسے اندھیل دیا
 اس کے بعد عرض کیا پروردگار اگر تو نے ہم سے آسمانی نصرت روک لی ہے تو اسے
 قرار دے اس چیز کے لیے کہ جو زیادہ بہتر اور ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے
 اور ضبط نہ تذکرہ میں ہشام بن محمد کلبی سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ نے
 انہیں آپ کے قتل پر مصروف کیا تو قرآن لیا اور اسے مکول کر اپنے سر پر رکھ لیا اور
 پکار کر فرمایا میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور میرے نانا محمد رسول
 اللہؐ ہیں اے قوم کس بنا پر تم میرے خون کو حلال سمجھتے ہو کیا میں تمہارے نبی
 کا نواسہ نہیں ہوں، کیا تمہیں میرے نانا کا میرے متعلق اور میرے بھائی کے متعلق
 یہ ارشاد نہیں پہنچا ہذا ان سید اشباہ اهل الجنة یہ دونوں جو انان جنت
 کے سردار ہیں اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو جابر، زید بن ارقم ابو سعید خدری سے
 پوچھ لو کیا جعفر تیار میرے چچا نہیں پس شمر نے آپ کو پکار کر کہا ابھی تم معاویہ
 بن ابی سفیان کے حسینؑ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ نے خبر دی پس فرمایا میں نے دیکھا گویا ایک کہتا میرے اہل بیت کا خون پی رہا
 ہے میں تجھے وہی خیال کرتا ہوں پس شمر نے کہا میں ایک حرف پر اللہ کی پریشانی
 کروں اگر مجھے معلوم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو میں امام حسینؑ متوجہ ہوئے کہ اچانک
 آپ کا ایک بچہ پیاس سے گریہ کر رہا ہے پس آپ نے اسے اپنے ہاتھ پر اٹھ لیا اور

فرمایا اے قوم اگر مجھ پر رحم نہیں کرتے تو اس بچہ پر تو رحم کرو پس انہیں سے ایک شخص نے اسے تیرا کر ذبح کر دیا پس حسینؑ رونے لگے اور وہ کہہ رہے تھے - خدایا ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ کر انہوں نے ہمیں بلایا تھا تاکہ ہماری مدد کریں پس ہم سے انہوں نے جنگ کی ہے پس فضا میں سے آواز آئی اسے چھوڑو اے حسینؑ جنت میں اسے دو دھپلائے والا موجود ہے۔

پھر اوی نے کہا اور اسے مصعب بن عمیر نے تیرا مارا جو ان کے دونوں ہونٹوں پر لگا اور آپ کے ہونٹوں سے خون بہنے لگا اور روتے اور کہتے تھے خدایا جو کچھ میرے بھائیوں میری اولاد اور میرے اہل بیت کے ساتھ ہو رہا ہے میں اس کی شکایت تیری بارگاہ میں کرتا ہوں انخ اور ابن غنم نے کہا ہے کہ پھر آپ نے اس بچہ کو اٹھایا اور اپنے اہل بیت کے شہداء کے پاس رکھ دیا۔

اور محمد بن طلحہ نے مطالب السؤل میں کتاب الفتوح کے مؤلف سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ آنجناب کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا پس اس کی طرف تیر آیا جس نے اسے قتل کر دیا پس وہ خون اسے مل دیا اور اپنی تلوار سے ایک گڑھا اس کے لیے کھودا اور اس پر نماز پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔

اور کتاب احتجاج میں ہے جب آپ اکیلے رہ گئے اور آپ کے ساتھ باقی نہ رہا سوائے آپ کے بیٹے علیؑ بن الحسینؑ کے اور دوسرا آپ کا بیٹا جو عالم رضایی تھا جس کا نام عبداللہ تھا تو آپ نے بچہ کو لیا تاکہ اس سے وداع کریں کہ اچانک ایک تیر آیا جو بچے کے گلے کے اظہر میں لگا اور اسے شہید کر دیا پس آپ اپنے گھوڑے سے اترے اور تلوار کے نیام سے بچہ کے لیے گڑھا کھودا اور اس کا خون اس پر مل دیا اور اسے دفن کر دیا پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور ذیل کے اشعار کہے

ارباب مقابل نے کہا ہے اور احتجاج میں ہے پھر امام حسینؑ کھڑے ہو گئے اور اپنے
گھوڑے پر سوار ہوئے اور جنگ کے لیے آگے بڑھے اور وہ کہتے تھے۔ (کفر القوم
وقد ما رغبوا۔ عن ثواب الله رب الثقلين قتلوا القزم عليا وابنه۔ حسن الخیر اکرم
الابوين۔ حنقا منهم قالوا اجتمعوا۔ احشوا الناس الى حرب الحسين يا لقوم من
اناس رذل۔ جمعوا الجعم لاقول الحرمين۔ صاروا وتوا صوا كلهم باحتياح لرضاء
السلحين لم يخافوا الله في سفك دمي۔ لعبيد الله نسل الكافرين۔ وابن سعد
قد رما في عنوة۔ بجنود كوكوف الها طلين لالنبي كان من قبل ذاء غيغري
بضياء الفرقدين۔ بعلي الخیر من بعد النبي۔ والنبي القرشي والوالدين
خيرة الله من الخلق ابی۔ شجاعی فانا ابن الخیرتين۔ فضة قد خلصت
من ذهب، فانا لفضة وابن الذهبين من له جد كجدي في الوءى او كشيخي
فانا ابن العلمين۔ فاطمة الزهراء امی وابی۔ قاصم الكفر بيد روحنين
عبد الله غلاما يافعا۔ وقرش يعبدون الوثنيين۔ يعبدون اللات العزى
معا۔ وعلى كان صلى القبلتين فابى شمس امی تم۔ فانا الكوكب ابن القمرين وله
في يوم احد وقعة۔ شقت الغل بغص العسكزين ثم في الاحزاب والغنم معا۔ كان فيهما حنق اهل
القبيلتين في ميل الله ما ذا صنعت، ام السوء معا بالعتريتين عترة البر النبي المصطفى۔ وعلى الورد يوم
الجفيلين قوم نے کفر کیا اور ہمیشہ سے عالین کے پروردگار خدا کے ثواب سے منہ پھڑکا
پرست و مکینہ لوگوں نے حضرت علیؑ اور ان کے فرزند حسنؑ و حسینؑ کو کریم ماں باپ کے بیٹے
تھے شہید کیا انیس بغض و سینه تھا کہ انہوں نے کہا اور جمع کیا اور لوگوں کو اکٹھا کیا
حسینؑ سے جنگ کرنے کے لیے ہائے افسوس ایسی ذیل و مکین قوم سے کہ انہوں نے
جامعتوں کی جماعتیں اہل حرمین سے لڑنے کے لیے جمع کیں پھر وہ چلے اور ایک

دوسرے کو نصیحت و نصیحت کی طہرہ کافروں کو راضی کرنے کے لیے مجھے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی، میرے خون بہانے کو عبید اللہ جو کافروں کی نسل ہے کے لیے بہانے میں خدائے نہیں ڈرے اور ابن سعد نے جبراً و قہراً مجھے مارا ہے ایسے لشکروں کے ذریعہ کہ موسلا دھار بارش کے مانند تھا یہ سب کچھ کسی جرم کی بنا پر نہیں تھا کہ جو مجھ سے پہلے ہوا ہو سوائے اس کے کہ میرا فخر کرنے کے دوستاروں کی روشنی سے علیؑ سے جو نبی کے بعد افضل تھے اور نبی سے کہ جو قرشی اوالدین ہیں میرا باپ لوگوں میں سے فخر ہے پھر میری ماں تو میں دو بہترین شخصیتوں کا بیٹا ہوں چاندی ہے کہ جو سونے سے نکلی ہے میں چاندی ہوں اور دو سونے کے ٹکڑوں کا بیٹا ہوں لوگوں میں کسی کا نانا میرے نانا ایسا ہے یا میرے باپ ایسا ہے تو میں دو عظیم ہستیوں کی اولاد ہوں۔

فاطمہؑ ہر امیری ماں ہیں اور میرا باپ بدر و حسنین میں کفر کی کمر توڑنے والے ہیں جنہوں نے اللہ کی عبادت پھینکنے کی جب کہ قریش دو بتوں کی عبادت کرتے تھے، لات و عزیٰ کی اکٹھی عبادت کرتے تھے اور علیؑ وہ ہیں کہ جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے پس میرے باپ آفتاب ہیں اور ماں چاند ہے اور میں ستارہ ہوں جو آفتاب و مہتاب کا بیٹا ہے اس کا جنگ احد کے دن وہ کارنامہ ہے جس نے کینہ کو دور کیا دو نو لشکروں کو منتشر کر کے پھر جنگ اضرب اور فتح مکہ میں کہ جس میں دو نو لشکروں کی موت تھی یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں کیا لیکن برہی امت نے دو نو عسکروں اور ذریعوں سے کیا سلوک کیا نیک و صالح مصطفیٰ کی حرمت سے اور علیؑ کی اولاد سے جو سرخ گلاب کی طرح ہوتا ہے دو نو لشکروں کے ٹکڑاؤ کے دن پھر آپ اس قوم کے آگے کھڑے ہوئے اور آپ کی تلوار نیام

سے باہر آپ کے ہاتھ میں تھی آپ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اور مرنے کا ارادہ کر چکے تھے اور کہہ رہے تھے انا ابن علی المطهر من آل ہاشم کفانی بهذا معروا حین افخر وجدی رسول اللہ اکرم من شیء وینھن سراج اللہ فی الخلق یزھروا طھامی من سلالة احمد۔ وعسی وید عی الخما حین جعفر۔ وقینا کتاب اللہ انزل صادقاً۔ وقینا الحلال والوحی بالخیر یدکر۔ ونحن امان اللہ للناس کلھم۔ نسربھذا فی الانام ونبھم۔ ونحن ولایة الحوض یسقی ولا تتناکباں رسول اللہ مالیس ینکر۔ وشیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ۔ ومبغضتنا یوم القیامۃ ینحسر میں پاکیزہ علی کا بیٹا ہوں جو آل ہاشم میں سے ہیں میرے لیے یہ فخر کافی ہے جب میں میں فخر کروں اور میرے نانار رسول اللہ جو تمام لوگوں میں سے مکرم و محترم ہیں اور ہم اللہ کا روشن چراغ ہیں مخلوق میں اور فاطمہ زہرا جو احمد مجتبیٰ کی بیٹی ہیں میری ماں ہے اور میرے چچا جعفر دو پیروں والے پکارے جاتے ہیں اور ہم میں اللہ کی سچی کتاب نازل ہوئی ہے اور ہم میں ہدایت وحی اور خیر و اچھائی ہے کہ جس کا ذکر عام ہے ہم اللہ کی امان ہیں تمام لوگوں کے لیے یہ بات ہم چھپ کر اور علی الاعلان کہتے ہیں ہم حوض کے مالک ہیں اپنے دوستوں کو رسول اللہ کے کاسے سے پلائیں گے کہ جس کا انکار نہیں ہو سکتا ہمارے شیعہ اور پیرو لوگوں میں مکرم و محترم شیعہ ہیں اور ہمارا مبغض و دشمن قیامت کے دن خسارے میں ہے۔

محمد بن عالم ابوطالب نے کہا اور ابوعلی سلامی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ یہ اشعار امام حسین کی اپنی انشاء ہیں اور کہہ ہے کہ اس قسم کے کس کے اشعار نہیں ہیں فان تکن الدنیا تعد نفیسة۔ فان ثواب اللہ اعلیٰ و ابل وان تکن الابن

الموت انتابت۔ قتل امری بالسيف فی الله افضل۔ وان تكن الارواق قسما
مقدرا فقلة سعى المرء فی الکسب اجل وان تكن الاموال للترك جمعها۔ فما
بال متورك به المرء يبخل۔ اگر دنیا کو نفیس و عمدہ چیز بھی شمار کیا جائے پھر
بھی اللہ کا ثواب زیادہ بلند اور زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور اگر بدن موت ہی
کے لیے پیدا ہوئے ہیں تو پھر اللہ کی راہ میں انسان کا شہید ہونا افضل ہے اور اگر
رزق تقسیم شدہ اور مقدار ہے تو کسب و کار میں انسان کا زیادہ کوشش نہ کرنا
بہتر ہے۔

اور اگر مال کا بیع کرنا اپنے بعد کے لیے چھوڑنے کے لیے ہے تو پھر کیا وجہ ہے
کہ انسان چھوڑے ہوئے مال میں بخل کرتا ہے پھر آپ نے لوگوں کو مبارزہ کے لیے
پکارا پس آپ مسلسل قتل کرتے رہے ہر اس شخص کو جو آپ کے قریب آتا یہاں
تک کہ آپ نے مقتولین کا ڈھیر لگا دیا پھر آپ نے دشمن کے غیہ پر حملہ کیا اور کہہ
رہے تھے الموت خیر من رکوب العار۔ والعار اولی من دخول النار موت ننگ و
عار کے ارتکاب سے بہتر ہے اوزنگ و عار برداشت کر لینا جہنم کی آگ میں داخل
ہونے سے اولیٰ برتر ہے۔

پھر آپ نے میسرہ پر حملہ کیا اور آپ کہہ رہے تھے انا الحسین بن علی۔ آیت
ان لا انتفی اجسی عیالات ابی۔ (امضی علی دین النبی۔
میں حسین بن علی ہوں میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ دشمنوں سے منہ نہیں موڑوں گا اپنے باپ
کے اہل و عیال سے دفاع کروں گا اور دین نبی پر چل کر اس دنیا سے جاؤں گا
بعض راویوں کا کہنا ہے کہ میں کبھی ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا کہ جس کے دشمن بہت زیادہ
ہوں اور اس کے بیٹے اہل بیت اور ساتھی قتل ہو چکے ہوں اور وہ آپ سے زیادہ

مضبوط اور دل جمعی سے لڑا ہو پیادہ لشکر آپ پر حملہ کرتا تو آپ تلوار لیکر اس طرح نہ در دار حملہ ان پر کرتے کہ وہ بھیڑ بکریوں کی طرح تتر بتر ہو جاتے کہ جن پر بھیڑیا حملہ کرے آپ ان پر حملہ کرتے تھے حالانکہ وہ تیس ہزار کا لشکر تھا تو اس طرح آپ کے سامنے سے منتشر ہوتے جیسے ٹڈی دل پھیل جاتے ہیں پھر آپ اپنے مرکز کی طرف لوٹ آتے اور فرماتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ علی عظیم کے علاوہ حول و قوت کس کی طرف سے نہیں۔

کتاب اثبات الوقیم میں ہے کہ روایت ہوئی ہے کہ اس دن آپ کے ہاتھ سے ایک ہزار آٹھ سو چوبیس مارے گئے اور بجا میں ہے کہ ابن شہر آشوب اور محمد بن ابوطالب نے کہا ہے کہ آپ مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ایک ہزار نو سو پچاس افراد کو زخمیوں کے علاوہ قتل کیا پس عمر سعد نے اپنے لشکر سے کہا دین و ہلاکت ہو تمہارے لیے جانتے ہو کہ کس سے جنگ کر رہے یہ انزع بطین (علی بن ابیطالب) جس کے سر پہ بال نہ ہوں اور شکم بڑا ہو) کا بیٹا ہے یہ عربوں کو قتل کرتے والوں کا بیٹا ہے پس ہر طرف سے اس پر حملہ کرو چار ہزار تیر انداز تھے انہوں نے آپ پر تیروں کی بارش کر دی اور آپ کے اور آپ کے خیموں کے درمیان حائل ہو گئے۔

ابن ابی طالب، صاحب مناقب اور سید (رہ) نے کہا ہے کہ آپ نے چیخ کر کہا وائے ہوم پر لے آل ابو سفیان کے شیعہ و پیروکار اگر تمہارا کوئی دین و مذہب نہیں ہے اور تم معاد و قیامت کا خوف نہیں رکھتے تو دنیا کے آزاد و شریف لوگ تو بنو اور اپنے حبیب و نسب کی طرف تو بٹو اگر تم عرب ہو تو شمر بن نے پکار کر کہا اے فاطمہ کے بیٹے کیا کہتے ہو آپ نے فرمایا میں کتا ہوں کہ میں تم سے

جنگ کر رہا ہوں اور تم مجھ سے لڑ رہے ہو غارتوں کا تو اس میں کوئی حد نہیں لہذا اپنے سرکشوں کو میرے اہل حرم سے متعرض ہونے سے روکو جب تک میں زندہ ہوں تو شمر نے کہا تمہارا یہ حق ہے پھر شمر نے چیخ کر کہا اس شخص کے اہل حرم سے رک جاؤ خود اس کا قصد کرو مجھے میری جان کی قسم وہ کفر کریم ہے۔

راوی کہتا ہے پس اس قوم نے آپ ہی کا قصد کیا جب کہ آپ ان سے ایک گھونٹ پانی مانگ رہے تھے جب بھی آپ اپنے گھوڑے کے ساتھ فرات کی طرف جانے کے لیے حملہ کرتے تو وہ سب کے سب ملائین آپ پر حملہ کرتے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو فرات سے دور کر دیا۔

اور ابن شہر آشوب نے کہا ہے کہ ابو مخنف نے جلودی سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے انور سلمیٰ اور مرد بن جراح زہیدی پر حملہ کیا اور وہ دونوں چار ہزار کے لشکر میں شامل تھے کہ جو گھاٹ پر متعین تھا اور آپ نے اپنا گھوڑا فرات میں ڈال دیا جب گھوڑے نے اپنا سر پانی سے لگایا تاکہ پانی پئے تو آپ نے فرمایا تو بھی پیامدہ ہے اور میں بھی پیسا ہوں خدا کی قسم میں پانی نہیں چکوں گا جب تک تو نہ پی لے جب گھوڑے نے آپ کی گفتگو سنی تو سر اٹھالیا اور پانی نہیں پیا گیا اس نے آپ کی گفتگو سمجھ لی پس امام حسینؑ نے فرمایا پانی بیو میں بھی پیتا ہوں پس آپ نے ہاتھ بڑھایا اور پانی کا ایک چلو لیا تو ایک گھڑسوار نے کہا اے ابا عبد اللہ آپ پانی پینے سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور آپ کی وہ تک حرمت ہو رہی ہے تو آپ نے پانی ہاتھ سے پھینک دیا اور شکر پر حملہ کیا اور انہیں ایک طرف ہٹایا اچانک (دیکھا کہ) خیمہ صبح سالم ہیں۔

علامہ مجلسی نے کتاب جلاء میں کہل ہے پھر دوبارہ آپ نے اپنے اہل بیت سے

وداع کیا اور انہیں صبر و تحمل کا حکم دیا اور ثواب و اجر کا وعدہ دیا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی جاویں اور برقعے اوڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا ابتلاؤ و امتحان کے لیے تیار ہو جاؤ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ و حامی و مددگار ہے اور وہ غفیر و رحیم و بخشنے والا ہے۔ اور تمہاری عاقبت بخیر کرے گا اور تمہارے دشمنوں کو قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہیں ان مصائب و آلام کے بدلے اذاع و اقسام کی نعمتوں اور کرامتوں سے نوازے گا لہذا حرف شکایت زبان پر نہ لانا اور اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہ کرنا جو تمہاری قدر و منزلت کو کم کرے۔

اور بحاریں کہہ رہے تھیں اور ابو الفرج نے کہا ہے راوی کہتا ہے کہ امام حسینؑ پانی مانگتے تھے اور شمرؓ خدا اس پر لعنت کرے کہتا تھا خدا کی قسم تمہیں پانی نہیں ملے گا جب تک (معاذ اللہ) آگ میں داخل نہ ہوں میں ایک شخص نے آپ سے کہا اے حسینؑ کیا فرات کے پانی کی طرف نہیں دیکھتے ہو کہ باوجود پھیلیوں (سایوں) آگ کا ٹھک ہے خدا کی قسم تم اسے نہیں چھو سکو گے یہاں تک کہ پیاسے مرجاؤ گے تو امام حسینؑ نے عرض کیا خدا یا اسے پیاس سے موت دے راوی کہتا ہے خدا کی قسم کہ یہ شخص کہتا تھا مجھے پانی پلاؤ پس پانی لایا جاتا اور وہ اتنا پانی پیتا کہ اس کے منہ سے نکل پڑتا پھر وہ کہتا کہ مجھے پانی پلاؤ مجھے پیاس نے قتل کر دیا ہے پس وہ بعین اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ مر گیا (مردود مؤرخین نے کہا پھر آپ کو ایک شخص نے جس کی کنیت ابوالموتی تھی تیرا راجو آپ کی پیشانی میں جا لگا آپ نے وہ تیر پیشانی سے نکالا اور خون آپ کے چہرہ اور ریش مبارک پر بہنے لگا تو آپ نے عرض کیا خدا یا یقیناً تو دیکھ رہا ہے میں جس حالت میں ہوں تیرے ان نافرمان بندوں کے ہاتھوں خدایا ان کی تعداد کو کم کر دے انہیں علیحدہ علیحدہ کر کے قتل کر دوئے زمین پر ان میں سے کسی کو نہ

نہ چھوڑا اور انہیں کبھی بھی نہ بخشا پھر آپ نے غضبناک شیر کی طرح ان پر حملہ کیا۔ انہیں سے کوئی بھی اس کے قریب نہیں آتا تھا مگر یہ کہ آپ تلوار سے شدید حملہ کر کے اسے قتل کر دیتے تھے اور تبر ہر طرف سے آپ کی جانب آتے اور آپ انہیں اپنی گردن اور سینہ پر لیتے اور فرماتے اے میری امت تم نے محمد کی ان کی عزت کے بارے میں بری جانشینی کی ہے یاد رکھو تم میرے بعد اللہ کے بندوں میں سے کبھی بھی کسی بندہ کو قتل نہیں کرو گے کہ جس کے قتل سے تمہیں خوف و ہیبت محسوس ہو بلکہ میرے قتل کے بعد تمہارے لیے یہ آسان ہو جائے گا خدا کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھے شہادت کی کرامت سے نوازے تمہارا کھاتہ کرنے کی بنا پر اور پھر تم سے میرا انتقام ایسی جگہ سے لے کہ جس کا تمہیں شعور نہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ پس آپ سے حصین بن مالک سکوفی نے چیخ کر کہا اے فاطمہ کے بیٹے کس طرح وہ ہم سے تیرا انتقام لے گا فرمایا تمہارے درمیان جنگ ڈال دے گا اور تمہارے خون بہائے گا پھر تم پر دردناک عذاب انڈیل دیا پھر آپ مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو بہت بڑے بڑے زخم لگے۔

صاحب مناقب اور سید نے کہا ہے یہاں تک کہ آپ کو بہتر زخم لگے۔ اور ابن شہر آشوب نے کہا ہے کہ ابو مخنف نے جعفر بن محمد علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ امام حسینؑ کو تینتیس نیزہ کے اور چونتیس تلوار کے زخم لگے۔

اور باقر علیہ السلام نے فرمایا جب امام حسینؑ کی شہادت ہوئی تو آپ کے جسم اظہر پر نیرے تلوار اور تیر کے تین سو تیس اور کچھ زخم تھے۔

ایک روایت ہے کہ تین سو ساٹھ زخم تھے اور کہا گیا ہے کہ تلوار کے سینتیس زخم تھے سو اٹھ تیروں کے اور بعض نے کہا ہے کہ ایک ہزار نو سو زخم تھے اور تیر آپ کی زہر میں اس طرح لگے ہوئے تھے جیسے قفّذ کے چمڑے پر کاٹے ہوتے ہیں اور روایت ہے کہ سب زخم آپ کے جسم کے سامنے والے حصہ میں تھے۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ کچھ دیور رک گئے استراحت کے لیے جب کہ آپ جنگ سے کمزور ہو گئے تھے پس جب آپ رکے ہوئے تھے تو ایک پتھر آیا جو آپ کی پیشانی پر لگا پس آپ نے کپڑا لیا تاکہ چہرے سے خون پونچھیں کہ آپ کی طرف ایک تیز زہر آکر سر شعبہ تیر آیا اور وہ آپ کے سینہ میں لگا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کے دل پر لگا اور امام حسینؑ نے فرمایا

اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا میرے معبود تو جانتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہیں کہ روئے زمین پر جس کے علاوہ کوئی نواسہ رسول نہیں ہے پھر آپ نے اس تیر کو کپڑا اور پیچھے سے اسے نکالا اور خون پینالے کی طرح بہنے لگا تو آپ نے زخم کے اوپر ہاتھ رکھ لیا جب وہ خون سے پر ہو گیا تو اسے آسمان کی طرف پھینکا اور اس خون میں سے ایک قطرہ بھی واپس نہ آیا اور یہ سرفی آسمان پر نہیں دیکھی گئی تھی جب تک حسینؑ نے اپنا خون آسمان کی طرف نہیں پھینکا تھا پھر دوبارہ ہاتھ زخم کے نیچے رکھا اور جب وہ پر ہو گیا تو اسے اپنے سر اور دائرے پر مل لیا اور فرمایا میں اسی حالت میں رہوں گا یہاں تک کہ میں اپنے نانا رسول اللہؐ کی ملاقات کروں گا درالحالیکہ میں نے اپنے خون کا خضاب لگایا ہو گا اور میں عرض کروں گا یا رسول اللہؐ مجھے خلاں خلاں نے قتل کیا ہے۔

شیخ مفید کہتے ہیں بعد اس کے کہ حسینؑ کا بندر دیا پر جانے اور آپ کے بھائی

عباس کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں اور جب حسین بند دریا سے
 نیچے کی طرف لوٹے تو آپ کی طرف شمر بن ذی الجوش اپنے ساتھیوں کے ایک گروہ
 میں بڑھا اور آپ کو گھیرے میں لے لیا پس ان میں ایک شخص تیزی سے آیا کہ جسے
 مالک بن نمیر کندی کہا جاتا تھا پس اس لعین نے امام حسین کو برا بھلا کہا اور آپ
 کے سر پر تلوار ماری اور اس پر ایک ٹوپی تھی جو کٹ گئی یہاں تک تلوار آپ کے
 سر تک پہنچ گئی اور اس سے خون جاری ہو گیا پس ٹوپی خون سے بھر گئی تو امام حسین
 نے اس لعین سے فرمایا تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھاپی نہ سکے اور خدا تجھے ظالموں
 کے ساتھ ٹھوکر دے پھر آپ نے وہ ٹوپی پھینک دی اور پارچہ کا ایک ٹکڑا
 منگو کر اس سے اپنے سر کو باندھ لیا اور دوسری ٹوپی منگو کر پہنی اور اس پر
 عمامہ باندھ لیا۔

مؤلف لکھتے ہیں کہ طبری نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے لیکن اس نے فلسفۃ کی
 جگہ ”برنس“ ذکر کیا ہے اور راجم ”عمامہ“ باندھ لیا کے بعد مزید کہا اس کے الفاظ
 یہ ہیں اور آپ تھک گئے تو رک گئے پس کندی آیا اور اس نے ٹوپی اٹھالی اور وہ
 خنز (ریشمی قم) کی تھی پس جب وہ اپنی بیوی ام عبد اللہ بنت جبرئیل بن حریذی
 کی بہن تھی کے پاس گیا تو وہ اس ٹوپی کو خون سے دھونے لگا تو اس کی بیوی نے
 کہا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسہ کو لوطتا ہے اور میرے گھر میں آسمان
 ہے اسے کیڑے نکل جائیں گے تو اس کے ہاتھوں نے تباہیادہ ہمیشہ نکر و ناقصین
 بری حالت میں رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

اور طبری نے کہا ہے ابو مخنف نے اپنی گفتگو میں کہا ہے پھر شمر بن ذی الجوش
 اہل کوفہ کے پیادہ لشکر میں سے دس ایک افراد میں امام حسین کی منزل کی طرف بڑھا

کہ جس میں آپ کا ساز و سامان اور اہل عیال تھے پس آپ خیمے کی طرف بڑھے تو وہ یعنی آپ کے اور خیمہ کے درمیان حائل ہوئے تو حسینؑ نے فرمایا ویل ہو تم پر اگر تم میں دین و مذہب نہیں اور تم معاد و قیامت کا خوف تیس رکھتے تو دنیاوی معاملات میں آزاد و شریف اور صاحب حسب بنو میرے گھر اور اہل عیال کو اپنے سرکشوں اور جاہلوں سے محفوظ نہ دے دو تو ذی الجوشن کے بیٹے نے کہا یہ تمہاری بات قبول ہے اے فاطمہ کے بیٹے

راوی کہتا ہے اور پیدل دستکے ساتھ آگے بڑھا کہ جن میں ابو الجنوب تھا کہ جس کا نام عبدالرحمن جعفی تھا اور قثم بن عمرو بن یزید زعفی اور صالح بن دحب یزنی اور سنان بن انس نضلی اور غولی بن یزید ابھی پس شریعین انہیں اچھا کرنے لگا پس اس کا گزر ابو الجنوب سے ہو چھتھاروں سے لیس تھا تو اس سے کہا اس کی طرف بڑھو تو اس نے کہا تجھے کوئی چیز مانع ہے اس کی طرف بڑھنے سے تو شمر نے اس سے کہا یہ بات کب تک کرتے رہو گے تو اس نے کہا تم کب تک مجھے یہ کہو گے پس وہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے تو ابو جنوب نے اس سے کہا اور وہ شجاع دیہاد تھا خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اپنا نیزہ تیری آنکھ میں چھبھ دوں راوی کہتا ہے کہ پس شمر اس سے منہ موڑ کر چلا گیا اور کہا خدا کی قسم اگر تجھے مارنے کی مجھ میں قدرت ہوئی تو میں ضرور تجھے ماروں گا راوی کہتا ہے پھر شمر بن ذی الجوشن پیدل دستہ کے ساتھ حسینؑ کی طرف بڑھا پس امام حسینؑ شدت سے ان پر حملہ کرتے تو وہ منتشر ہو جاتے پھر دوبارہ انہوں نے آپ کو گھیر لیا اور حسین علیہ السلام کی طرف ایک بچہ آپ کے اہل بیت میں سے نکلا تو اسے آپ کی بہن جناب زینب بنت علی علیہ السلام نے پکڑ لیا تاکہ اسے روک لیں تو امام حسینؑ ان مظلمہ سے فرمایا کہ اسے روک

روپس بچہ نے انکار کیا اور تیزی سے حسین کی طرف آیا اور ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔
 اور شیخ مفید نے کہا پس ان کی طرف عبداللہ بن حسن علیہم السلام تو خیر تھا
 اور ابھی حد بلوغ کو نہیں پہنچا تھا خواتین کے ہاں سے نکلا تھا تیزی سے آگے بڑھا
 یہاں تک امام حسینؑ کے پہلو میں جا کھڑا ہوا پس جناب زینب بنت علیؑ اس کو مل
 کر روکے گئیں تو امام حسینؑ نے ان سے فرمایا کہ اسے روک لو اے بہن تو اس نے
 انکار کیا اور شدت سے ان عذرہ سے مانع ہوا اور کہا نہیں خدا کی قسم میں اپنے
 چچا سے جدا نہیں ہو گا اور البحرین (بحیر خ ل) بن کعب تلوار لے کر امام حسینؑ کی طرف
 جھکا تو اس سے اس بچہ نے کہا دیں ہونچھ پرے خبیث عورت کے بیٹے کیا تم میرے
 چچا کو قتل کرتے ہو پس البحرینؑ نے شہزادے پر تلوار ماری کہ جسے بچہ نے اپنے ہاتھ
 پر لیا تو اس ضرب نے چمڑے تک اسے کاٹ دیا تو بچے کا ہاتھ لٹک گیا پس بچہ نے
 پکارا یا ایتاہ (یا امتیاح ل) اے بابا (یا اے اماں) پس امام حسینؑ نے بچہ کو نیکہ
 سینہ سے لگا لیا اور فرمایا اے بیٹے اس مصیبت پر صبر کرو جو تم پر نازل ہوئی ہے
 اور اس میں خیر و بھلائی کی اللہ سے امید رکھ یقیناً خدا تجھے تیرے ابا و صاحبین رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ علی بن ابی طالب حمزہ، جعفر اور حسن بن علی صلی اللہ علیہم اجمعین سے
 ملحق کرے گا پھر امام مظلوم نے ہاتھ بلند کیے اور عرض کیا خدا یا ان سے آسمان کی بارش
 روک لے اور زمین کی برکات سے انہیں محروم فرما خدا یا اگر ان سے وقت تک ان کو
 روک لے تو پھر انہیں کئی گردہوں میں بانٹ دے اور انہیں علیحدہ علیحدہ کر دے اور
 اور دایوں و دھاکوں کو ان سے راضی نہ کر رکھ کیونکہ انہوں نے ہمیں دعوت دی تھی
 تاکہ یہ ہماری مدد کریں پھر انہوں نے ہم پر تجاؤز کیا اور ہم سے دشمنی کی پس ہم سے
 جنگ کرنے لگے سید نے کہا پس حرملہ بن کابل نے اس بچہ کو تیر مارا اور اسے ذبح

کر دیا جب کہ وہ بچہ اپنے چچا حسین علیہ السلام کی گود میں تھا ابن عبد ربہ نے عہد الغریہ میں کہا ہے کہ اہل شام میں سے ایک یحییٰ نے جناب عبداللہ بن حسن بن علی علیہ السلام کو دیکھا اور وہ شہزادہ یہیبت ہی خوبصورت تھا تو کہا کہ میں اس نوجوان کو ضرور قتل کروں گا تو اس سے ایک شخص نے کہا وٹے ہو تجھ پر اسے قتل کر کے کیا کرو گے چھوڑ واسے پس اس یحییٰ نے انکار کیا اور ان پر حملہ کیا اور انہیں تلوار کی ضرب لگا کر شہید کیا جب شہزادے کو ضرب لگی تو انہوں نے کہا یا عتہ اے چچا جان آپ نے فرمایا بلیک یہ اس کی آواز ہے جس کے نام و مددگار کم اور دشمن و انتقام جو زیادہ ہیں اور امام حسین نے ان کے قاتل پر حملہ کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا پھر دوسری ضرب لگا کر اسے قتل کر دیا پھر وہ لشکر آپ سے جنگ کرنے لگا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ظاہر ابن عبد ربہ کو اشتباہ ہو گیا اور اس نے قاسم بن حسن کی جگہ پر عبداللہ بن حسن کا ذکر کیا ہے طبری نے کہا ہے کہ آپ نے پیادہ فوج سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں منتشر کر دیا۔

اور مفید فرماتے ہیں اور پیادہ فوج نے دائیں بائیں سے حملہ کیا اور جو افراد امام حسین کے ساتھ رہ گئے تھے ان سب کو شہید کر دیا یہاں تک کہ آپ کے ساتھ باقی نہ رہے مگر تین یا چار افراد

اور طبری و جزیری دونوں نے کہا ہے اور جب حسین کے ساتھ تین یا چار افراد رہ گئے تو آپ نے ایک مضبوط زریہ جامہ مینی زریہ جامہ کہ جس سے آنکھ میں چمک پیدا ہوتی ہے منگوایا پس اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا تاکہ اسے کوئی اتارنے کی کوشش نہ کرے آپ سے آپ کے بعض اصحاب نے کہا اگر اس کے نیچے کچا پن لیتے (تو بہتر تھا) فرمایا یہ دولت کا اور پست تم کا کپڑا ہے میرے لیے اس کا پہننا مناسب نہیں ہے راوی

راوی کہتا ہے کہ جب آپ شہید ہو گئے تو بحر بن کعب آیا اور اس نے آپ کا لباس اتار لیا اور آپ کی لاش عربیان چھوڑ دی۔

ازدی کہتا ہے کہ مجھ سے عمرو بن شعیب نے محمد بن عبدالرحمن سے بیان کیا کہ بحر بن کعب کے دونوں ہاتھوں سے سردیوں میں پانی بہتا تھا اور گرمیوں میں دونوں ہاتھ خشک ہو جاتے گویا وہ خشک لکڑی ہیں۔

اور سید نے کہا ہے کہ راوی کہتا ہے اور حسینؑ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ایسا کپڑا لا دو کہ جسے میں اپنے لباس کے نیچے قرار دوں تاکہ میری لاش کو عربیان نہ کیا جائے تو آپ کو ایک کچھلا کر دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں یہ اس کا لباس ہے کہ جس پر دولت و خواری عارض ہو پس آپ نے ایک پرانا کپڑا لیا اور اسے پارہ پارہ کر کے اپنے لباس کے نیچے قرار دیا جب آپ شہید ہو گئے تو اسے بھی اتار لیا گیا پھر آپ نے ایک مٹی شوار منگوائی اور پھر اس طرح ذکر کیا ہے جیسے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

شیخ مفید کہتے ہیں جب امام حسینؑ کے ساتھ باقی نہ رہا مگر آپ کے اہل بیت میں سے تین افراد تو آپ اس شکوک کی طرف آگے بڑھے اور انہیں اپنے آپ سے دفع کرنے لگے اور وہ تین افراد آپ سے دفاع کرتے تھے یہاں تک کہ وہ تین افراد بھی شہید ہو گئے۔ اور آپ اکیلے رہ گئے اور آپ سرور بدن کے زخموں سے چور چور ہو گئے تھے تو آپ ان سے تنوار کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور وہ آپ سے دایں بائیں منتشر ہوتے تھے۔

پس حمید بن مسلم نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جس کے گرد بیت سے دشمن ہوں اور وہ بیت زیادہ زخمی اور خراب کہ اس کے بیٹے، اہل بیت اور اصحاب بھی مارے گئے ہوں اور وہ آپ سے زیادہ مضبوط دل او

دل جی رکھتا ہوا اور زیادہ قوی دل ہو پایا وہ لشکر آپ پر شدید حملہ کرتا تو آپ بھی اپنی تلوار سے بھرپور حملہ ان پر کرتے اور وہ آپ کے اطراف و دایں بائیں سے اس طرح منتشر ہونے لگے کہ جس طرح بکریاں بھیڑیے کے حملہ کے وقت منتشر ہوتی ہیں جب شمر بن ذی الجوشن نے یہ کیفیت دیکھی تو گھڑ سواروں کو بلا یا پس وہ پیادہ لشکر کی پشت پر آگئے اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ آپ پر تیر برسا لیں پس انہوں نے آپ کو تیروں سے چھلنی کر دیا یہاں تک کہ آپ کا بدن تفتہ کی طرح ہو گیا پس آپ ان سے رک گئے اور وہ آپ کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے (اور شیخ صدوق کی امالی میں ہے کہ حسینؑ نے دایں بائیں دیکھا تو آپ کو کوئی بھی نظر نہ آیا پس اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خدا یا تو دیکھ رہا ہے جو کچھ ترے نبی کے فرزند کے ساتھ ہو رہا ہے اور بتو کلاب آپ کے اور پانی کے درمیان حائل ہو گئے ایک تیر آپ کو ایسا مارا گیا جو آپ کے گلوئے اقدس پر لگا کہ جس نے آپ گھوڑے سے گر گئے پس آپ نے وہ تیر نکالا اور خون اپنے ہاتھ پر لیا جب تھیلی پر ہو گئی تو وہ اپنے سر اور دھڑی پر مل لیا اور کہہ رہے تھے کہ اللہ عزوجل سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ میں مظلوم اور اپنے خون سے لت پت ہوں پھر آپ اپنے دایں رخسار پر گر پڑے) اور جناب زینب خیمے کی طرف آئیں اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو پکار کر فرمایا وائے ہو تم پر اسے عمر کیا ابو عبد اللہ شہید ہو رہے ہیں اور تو آپ کی طرف دیکھ رہا ہے پس عمر نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا پس آپ نے پکار کر فرمایا وائے ہو تم لوگوں پر تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے تب بھی کسی نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا اور طبری کی روایت میں ہے کہ عمر بن سعد امام حسینؑ کے نزدیک آیا تو جناب زینب نے پکار کر کہا اے عمر بن سعد کیا ابو عبد اللہ قتل ہو رہے ہیں اور تو انہیں دیکھ رہا ہے

راوی کہتا ہے گویا میں عمر کے آنسو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے رخساروں اور داڑھی پر بہ رہے ہیں راوی کہتا ہے اور اس یلین نے اس معذہ کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

سید کہتے ہیں جب حسینؑ زخموں سے چور چور ہو گئے اور تفتک کی طرح ہو گئے تو آپ کو صالح بن دحب مزنی (یزنی خ ل) نے آپ کے پہلو پر تیرہ مارا اور حسینؑ گھوڑے کی زین سے زین پر دایں رخسار پر آگرے اور وہ فرما رہے تھے ۔

بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وآله پھر آپ صلوات اللہ علیہ کھڑے ہو گئے۔

راوی کہتا ہے اور جناب زینبؑ خیمہ کے دروازے سے نکلیں اور وہ پکار رہی تھیں وا احاہ واسیداہ وا اهل بیتا ۔ ہائے میرے بھائی ہائے میرے آقا دوسرا ہائے میرے اہل بیت کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور کاش پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکڑا کر سطح زمین پر آجاتے راوی کہتا ہے اور شمر نے اپنے ساتھیوں کو چیخ کر کہا اس شخص کے متعلق کس چیز کے منظر ہو راوی کہتا پس ان لعینوں نے ہر طرف سے آپ پر حملہ کر دیا انتہی۔

اور حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ حسینؑ کے جسم پر تیر کا ایک جیہ تھا اور آپ نے عمامہ پہن رکھا تھا اور داڑھی پر دسمہ لگایا ہوا تھا وہ کہتا ہے میں نے آپ کو یہ کہتے سنا اس سے پہلے کہ آپ کی شہادت ہو اور آپ پیادہ جنگ کر رہے تھے شجاع و بہادر شاہسوار کی طرح تیر اندازی سے بچتے اور شاہسواروں کے وار کی کاٹ کرتے اور تلوار زنی کی وجہ سے کوئی خلل و نقص آپ میں ظاہر نہیں ہوا اور گھڑسواروں پر شدت سے حملہ کرتے اور فرماتے کہ کب میرے خلاف ایک دوسرے کو برا بگینہ کرتے ہو یا دیکھو خدا کی قسم میرے بعد تم کسی بندے کو شہید نہیں کرو گے اللہ

کے بندوں میں سے کہ جس کی وجہ سے خدا تم پر میرے قتل کرنے کی نسبت زیادہ غصہ بنا کہ ہو خدا کی قسم میں اللہ امید رکھتا ہوں کہ تمہاری دولت کی وجہ سے مجھے خدا عزت و اکرام دے گا پھر تم سے میرا انتقام لے گا اس طرح سے کہ میں کا تمہیں شعور نہیں کرے گا خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خدا تمہارے درمیان جنگ ڈال دے گا اور اور تمہارے خون بہائے گا پھر تم سے اسی پر راضی نہیں ہو گا یہاں تک کہ کئی گنا درد ناک عذاب تم پر نازل کریگا۔

راوی کہتا ہے کہ آپ دن کے کافی حصہ تھے رکے رہے اور اگر لوگ آپ کو شدید کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے لیکن انہیں سے بعض دوسرے بعض کے ذریعہ اس سے بچنا چاہتا تھا اور یہ چاہتے تھے کہ وہ ان کی کفایت کریں راوی کہتا ہے کہ پس شمر نے لوگوں میں پکار کر کہا وائے ہو تم پر اس شخص کے بارے میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو اس کو قتل کرو تمہارے مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھ کر روئیں راوی کہتا ہے پس آپ پر ہر طرف سے حملہ ہوا۔

شیخ مفید کہتے ہیں کہ آپ کی بایں ہتھیلی پر زرعہ بن شریک لعنہ اللہ تے تلوار مار دی اور اسے کاٹ دیا اور انہیں سے ایک دوسرے شخص نے آپ کے کندھے پر ضرب لگائی کہ جس کی وجہ سے آپ منہ کے بل گر پڑے۔

اور طبری کی روایت میں ہے پھر وہ ملائین پیچھے ہٹ گئے جب کہ آپ بڑی مشکل سے اٹھتے اور پھر منہ کے بل گر پڑتے تھے پس وہ کہتا ہے کہ اس حالت میں منان بن انس نخعی نے آپ کو نیزہ مارا کہ جس سے آپ گر پڑے اور روختہ اُلٹا میں ہے کہ سنان نے آپ کی پشت پر نیزہ مارا جو آپ کے سینہ میں کینہ سے نکل آیا جب نیزہ باہر نکلا تو آپ کی روح اقدس اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔

اور مفید و طبری نے کہا ہے کہ غوثی بن یزید اصبحی جلدی سے آگے بڑھا پس گھوڑے سے اترتا کہ آپ کا سر قلم کرے پس وہ کاپنے لگا تو ثمر نے اس سے کہا خدا تیرے بازو کو کمزور کرے کیا ہو گیا ہے تجھے کہ تو کانپ رہا ہے پس ثمر گھوڑے سے اتر ا اور اس لعین نے آپ کو ذبح کیا۔

ابو العباس احمد بن یوسف دمشقی قرمائی متوفی ۱۹۱ھ نے اخبار الادب میں کہا ہے۔ (اور بابر جب گئے) کہ آپ کو شدید پیاس لگی تو انہوں نے آپ کو پانی پینے سے روک دیا آپ کے لیے پانی کا پینا میٹر آیا جب پینے لگے تو حصین بن غیر نے آپ کے گھوڑے اقدس پر تیر مارا کہ جس سے پانی قون میں بدل گیا پھر آپ نے دونو ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور عرض کیا خدایا ان کی تعداد کو کم کر دے انہیں الگ الگ کر کے قتل کر اور ان میں سے کسی کو زمین پر نہ چھوڑ پھر پیادوں نے امام حسین پر ہر طرف سے حملہ کر دیا اور آپ ان میں دائیں بائیں جولان کرتے پس ذریعہ بن شریک لعین نے آپ کے بائیں ہاتھ پر ضرب لگائی اور ایک دوسرے لعین نے آپ کے دوش پر ضرب لگائی اور سنان بن انس نے آپ کو تیزہ مارا تو آپ گر پڑے پس ثمر لعین اتر ا اور اس نے آپ کا سر کاٹ کر بخولی اصبحی کے حوالہ کر دیا پھر ان ملائین نے آپ کا لباس اور ہتھیار لوٹ لیئے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ سید ابن نما، صدوق، طبری، جزری، ابن عبد البر مسعودی اور ابو العزج کی روایت کے مطابق آپ کوستان ملعون نے ذبح کیا ہے سر سید نے کہا ہے پس سنان بن نفعی آپ کی طرف اتر ا اور آپ کے حلق مبارک پر تلوار کی ضرب لگائی اور لعین کہہ رہا تھا خدا کی قسم میں آپ کا سر قلم کر رہا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ آپ نواسہ رسول ہیں اور ماں باپ کے لحاظ سے سب

لوگوں سے بہتر ہیں پھر اس لعین نے آپ کا مقدس معظّم سر کاٹ لیا اور اسی سلسلہ میں شاعر کہتا ہے فای رزیتۃ عدالت حسینا۔ عداۃ تبیرۃ کفاسنان۔ اور کونسی مصیبت حسین کی مصیبت کے برابر ہو سکتی ہے اس دن کجوب ننان کی ہتھیلیاں آپ کو شہید کر رہی تھیں۔

(مدینۃ المعایز میں ایک خبر ذکر کی ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مکہ میں ایک شخص تھا کہ جس کا بدن شدید کالا ہو گیا تھا حالانکہ پہلے وہ صحیح بدن اور سفید چہرہ رکھتا تھا اس نے کہا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں حسین کا جمال تھا (اڈٹوں کی نگہبانی کرتا تھا) جب ہم کسی ایک منزل پر پہنچے تو آپ حاجت کے لیے باہر نکلے جب کہ میں آپ کے ساتھ تھا پس میں نے آپ کا ازار بند دیکھا کہ جو آپ کے لیے ایران کے بادشاہ نے بھیجا تھا جب آپ نے اس کی بھتیجی شاہ زنان بنت یزدجرد سے شادی کر لی تھی پس مجھے آپ کی مصیبت مانع ہوئی کہ میں آپ سے وہ مانگ لیتا میں آپ کے گرد چکر لگاتا رہا کہ شاید میں اسے چرا سکوں لیکن اس پر میں قادر نہ ہو سکا جب کہ بلایں پہنچے اور ہوا جو کچھ ہوا اور ان کے بدن گھوڑوں کے بھموں کے نیچے پڑے ہوئے تھے اور ہم کو ذہن کی طرف واپس لوٹ رہے تھے جب کچھ راستہ طے کر لیا تو مجھے وہ ازار بند یاد آیا پس میں نے اپنے دل میں کہا جو کچھ آپ کے پاس تھا اس سے وہ خالی ہو گئے پس میں معرکہ والی جگہ کی طرف واپس آیا اور آپ کے قریب گیا تو اچانک آپ خون میں لت پت تھے اور آپ کا سر لشت کی جانب سے کاٹا گیا تھا اور تیروں و نیزوں کے بہت سے زخم آپ کو لگے ہوئے تھے پس میں نے ازار بند کی طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے ارادہ کیا کہ اسکی گرہیں کھولوں پس آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے ہاتھ پر مارا تو قریب تھا کہ میرے

جوڑا اور میری رگیں کٹ جائیں پھر آپ نے ازار بند میرے ہاتھ سے لے لیا پس میں نے اپنا پاؤں ان کے سینہ پر رکھا اور پوری کوشش کی کہ آپ کی انگلیوں میں سے کوئی انگلی ہٹاؤں تو مجھ سے یہ نہ ہو سکا پس میں نے ایک پھری نکالی جو میرے ساتھ تھی اور آپ کی انگلیاں کاٹ دیں پھر میں نے ازار بند کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دوبارہ گریں کھولنے کا ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ کچھ گھوڑے قرأت کی طرف سے آ رہے ہیں اور میں نے ایسی خوشبو سونگھی کہ اس سے ابھی خوشبو میں نے نہیں سونگھی تھی جب میں نے انہیں دیکھا تو میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ اس لیے آئے ہیں تاکہ ہر اس شخص کو دیکھیں کہ جس میں کچھ رقی باقی ہیں پس میں مقتولین کے درمیان ہو گیا اور شدت گھبراہٹ سے میری عقل غائب ہو گئی کہ اچانک ان کے آگے آگے ایک شخص ہے کہ گویا اس کا چہرہ آفتاب کی مانند ہے اور وہ پکار رہے ہیں میں محمد رسول اللہ ہوں اور دوسرا پکارا میں حمزہ شیر خدا ہوں اور تیسرے نے پکارا میں جعفر طیار ہوں اور چوتھی نے پکارا میں حسن بن علی ہوں اور اسی طرح حضرت علی پکارا اور حضرت فاطمہ آگے بڑھیں اور وہ رد رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میں تیرے کیے ہوئے سر پر روؤں یا تیرے دونوں کیے ہوئے ہاتھوں پر یا تیرے نہین پر پڑے ہوئے بدن پر یا تیری قیدی اولاد پر گریہ کروں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہاں ہے میرے حبیب او میری آنکھوں کی ٹھنڈک حسین کا سر پس میں نے حسین بنی صلی اللہ علیہ وآلہ کی مقبلی پر دیکھا اور آپ نے اسے حسین علیہ السلام کے بدن پر رکھ دیا تو آپ سیدھے بیٹھ گئے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے انہیں گلے لگایا اور رونے لگے اس کے بعد فرمایا اے بیٹیا

میں نہیں بھوکا اور پیاسہ دیکھ رہا ہوں انہیں کیا ہو گیا ہے کہ تجھے بھوکا اور پیاسہ رکھا خدا انہیں قیامت کے پیاسہ دن میں کھانا اور پانی نہ دے یہاں تک کہ وہ کتا ہے پھر نبی کریمؐ نے جمال سے فرمایا دفع ہو جا اے دشمن خدا تیرے رنگ کو متغیر کر دے پس میں اسی حالت میں اٹھا

اور ابوطاہر محمد بن حسن برسی نے کتاب معالم الدین میں روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ (صادقؑ) نے فرمایا بیب امام حسین علیہ السلام کا معاملہ ہو جو ہوا تو ملائکہ نے بارگاہ خداوندی میں گمبہ وزاری کی صدا بلند کی اور عرض کیا ہے پروردگار! یہ حسین تیرے صفی و برگزیدہ اور تیرے نبی کے نواسے ہیں آپ نے فرمایا پس اللہ عزوجل نے حضرت قائم علیہ السلام کا سایہ قائم کیا اور فرمایا اس کے ذریعہ میں اس کا انتقام لوں گا۔

اور روایت میں ہے کہ اس سان کو فحشاء نے گرفتار کیا اور اس کا ایک ایک پورا قطع کیا پھر اس کے ہاتھ اور پاؤں قطع کئے اور اس کے لیے ایک دیگ کر جس میں زیتون تھا چڑھائی جب وہ کھولنے لگا تو اس کو اس میں پھینک دیا اور وہ لعین اس میں تر پتا رہا۔

راوی کہتا ہے پس آسمان میں اس (شہادت حسین کے) وقت سیاہ تاریک شدید عذاب بلند ہوا کہ جس میں سرخ آندھی تھی جس میں کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی یہاں تک کہ اس قوم کو گمان ہوا کہ ان پر عذاب آگیا ہے پس وہ ایک گھنٹہ تک اسی حالت میں رہے پھر فضا صاف ہو گئی۔

اور ہلال بن نافع نے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں عمر سعد لعین کے ساتھ تھیں کے ساتھ کھڑا تھا کہ اچانک ایک چیخنے والا چیخا کہ اے امیر تجھے خوشخبری ہو یہ شمر ہے

کہ جس نے حسین کو قتل کر دیا ہے راوی کہتا ہے کہ میں دو نوصفوں کے درمیان نکلا پس میں آنجناب کے قریب جا کے کھڑا ہو گیا اور آپ کی روح نکل رہی تھی پس خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا مقتول کہ جو اپنے خون میں لت پت ہو آپ سے اچھی حالت میں اور زیادہ نورانی چہرے والا نہیں دیکھا اور مجھے آپ کے چہرہ کے نور اور ہیبت کے جمال نے آپ کی شہادت سے مشغول کر رکھا تھا پس آپ نے اس حالت میں پانی مانگا تو میں نے ایک شخص کو کہتے شاخدا کی قسم تم پانی کا مزہ نہیں چکھو گے جب تک حامیہ میں داخل نہ ہو جاؤ اور اس کا کھوتا ہوا پانی پیو پس میں نے آنجناب کو کہتے سنا وہیں دہلاکت ہو تیرے لیے میں حامیہ میں وارد نہیں ہوں گا اور نہ اس کا کھوتا ہوا پانی پیوں گا بلکہ میں اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں جاؤں گا اور ان کے ساتھ مفقود صدق میں بلیک مقدم کے پاس ان کے گھر میں جا رہوں گا اور میں ایسا پانی پیوں گا جس میں کسی قسم کا گندہ پن نہیں ہو گا اور آپ سے جا کر شکایت کروں گا اس چیز کی جس کا تم نے میرے بارے میں ارتکاب کیا ہے اور جو کچھ مجھ سے سلوک کیا ہے راوی کہتا ہے کہ پس وہ سب لعین غضیناک ہوئے حتیٰ گو یا خدا نے انہیں سے کسی کے دل میں رحم کا کوئی جزرہ نہیں رکھا تھا پس انہوں نے آپ کا سر قلم کیا جب کہ آپ ان سے گفتگو کر رہے تھے پس میں نے ان کے قلت رحم پر تعجب کیا اور کہا خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ کبھی بھی کسی امر میں اکٹھا نہیں ہوں گا۔

کمالی الدین محمد بن طلحہ مطالب المسؤل ۔ میں کہتا ہے پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اور آپ کے محبوب حسین علیہ السلام کا سر تیز دھار کے ساتھ کاٹ لیا اور اسے بلند کیا جیسے کہ لمحدین کے سر سیدھے نیزے پر بلند کیے جاتے ہیں

اور اسے لیکر گورے مختلف شہروں کے اطراف میں لوگوں کے سامنے اور ان کے اہل حرم اور بچوں کو ذلیل و خوار کر کے ظلم و ستم سے لے چلے اور انہیں کجاہوں کی مکڑیوں پر سوار کیا بغیر تکیہ و فرش کے یہ سب کچھ کیا باوجود یہ جاننے کے کہ وہ ذریتِ رسول ہیں کہ جن کی مودت و محبت کا صریحہ قرآن اور صحیح عقیدہ کے ساتھ سوال کیا گیا ہے اگر آسمان اور زمین بول سکتے تو ان کے لیے روتے اور ان کا مرثیہ پڑھتے اور اگر اس چیز پر سرکش کافر مطلع ہوتے تو ان پر گریہ کرتے اور ان کا مذبح کرتے اور اگر ان کے مقتل میں زمانہ جاہلیت کے بے لگام سرکش موجود ہوتے وہ منظر انہیں رلا دیتا اور اسے ہر جگہ بیان کرتے اور اگر اس واقعہ کے وقت باغی و سرکش جابر موجود ہوتے تو ذریتِ رسول کی اعانت و نصرت کرتے پس کیسی یہ مصیبت تھی کہ جس نے موحدین کے دلوں کو مصیبت زدہ کر دیا اور کیسا ابتلاء تھا جس نے سلف و خلف کے مؤمنین کے نفوس میں حزن و ملال کو داخل کرتے انہیں محزون کیا پس ہائے افسوس ذریتِ نبوت کے لیے کہ جن کا خون تو بہا لیکن اس کا قصاص نہیں لیا گیا اور عترتِ محمدیہ کہ جن کی تیغ برباں کند ہو گئی اور علوی جماعت کہ جن کا ساتھ نہیں دیا گیا اور ان کا اگلا گروہ شہید ہو گیا اور گروہ ہاشمی کہ جن کی حرمت کو مباح سمجھا گیا اور اس کے محرمات کو حلال سمجھا گیا۔

نور علی بن اسباط سے مروی ہے کہ اس نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد اگر اجمی مبطون تھے جس دن ان کے باپ صلیوات اللہ علیہ شہید ہوئے اور وہ خیمہ میں تھے اور میں اپنے موالی اور دوستوں کو دیکھتا تھا کہ وہ کس طرح آپ کے ساتھ آتے جاتے تھے وہ پانی کے ساتھ آپ کے پیچھے رہتے آپ کبھی خیمہ پر حملہ کرتے اور کبھی میسرہ پر اور کبھی

قلب شکر پر اور انہوں نے آنجناب کو اس طرح قتل کیا کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کتوں تک کو قتل کرنے سے کی تھی آپ کو تلوار، نیزہ، پتھر، لکڑی اور عصا کے ساتھ قتل کیا اور اس کے بعد آپ کی لاش پر گھوڑے دوڑائے۔ مؤلف کہتے ہیں امام حسینؑ جمعہ کے دن محرم کی دسویں تاریخ سن اکسٹھ ہجری اس دن کی نماز ظہر کے بعد شہید ہوئے اور اس وقت آپ کا سن مبارک اٹھاون سال تھا۔

ادد کہا گیا ہے کہ آپ کی شہادت ہفتے کے دن ہوئی اور بعض نے پر کے دن کہا ہے لیکن زیادہ صحیح پہلا قول ہے۔

ابوالفرج نے کہا ہے باقی رہی وہ بات جو عام لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر کے دن شہید ہوئے تو وہ باطل ہے کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جو انہوں نے بغیر کسی روایت کے کہی ہے کیونکہ اس محرم کی پہلی تاریخ کہ جس محرم میں آپ شہید ہوئے کا دن تھا اور یہ چیز ہم نے ہندی صاحب سے باقی زانچوں سے نکالی ہے جب معاملہ اس طرح ہے تو پھر یہ درست نہیں بتنا کہ محرم کی دسویں تاریخ پر کا دن ہو اور یہ صحیح و واضح دلیل ہے اس کے ساتھ روایت کا اضافہ بھی ہے انج

اور شیخ مفید نے امام حسینؑ کے عاشور کے دن شہید ہونے کے تذکرہ میں کہا ہے اور صحیح کی عمر سعد نے اس دن جو کہ جمعہ کا دن تھا اور بعض نے کہا ہے کہ ہفتہ کا دن تھا (اور اس خبر کی بنا پر کہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے تحقیقی طور پر جمعہ ہی کا دن تھا) اور مفید نے آپ کے کربلا میں حدود کے بارے میں ذکر کیا ہے پھر آپ اترے اور وہ جمعات کا دن تھا اور وہ محرم کی دوسری تاریخ اور اکسٹھ ہجری کا سن تھا اور سبط کے تذکرہ میں ہے اور آپ کی شہادت جمعہ کے دن

ظہر وعصر کے درمیان واقع ہوئی کیونکہ آپ نے اپنے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی تھی اور بعض نے ہفتہ کا دن کہا ہے اور ہم اسے ذکر کر چکے ہیں۔

اور اسی کتاب میں ہے آپ کے قاتل کے بارے میں اختلاف اور کئی قول ہیں ایک یہ کہ سنان بن انس نخعی تھا یہ قول ہشام بن محمد کا ہے اور دوسرا قول ہے کہ حصین بن نمیر نے آپ کو تیر مارا پھر انکر کہ آپ کو ذبح کیا اور آپ کا سر مبارک اپنے گھوڑے کی گردن سے لٹکا تاکہ اس سے ابن زیاد کا تقرب حاصل کرے تبسرا قول ہے جہا جرن اوس تبی قاتل ہے اور چوتھے قول کی بناء پر کثیر بن عبد اللہ شیبی تھا اور پانچواں قول ہے کہ شمر بن ذی الجوشن تھا انتہی

محمد بن طلحہ شافعی اور علی بن یسیر اربلی امامی نے کہا ہے کہ عمر سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا اترو اور ان کا سر کاٹ لو پس آپ کی جانب تھریں خرشہ ضبابی اترنا اور وہ لعین آپ کی ذبح کی جگہ پر تلوار مارنے لگا تو عمر سعد اس پر غضبناک ہوا اور جو شخص اس کی دایں جانب تھا اس سے کہا وائے ہو تجھ پر اترو حسین کی طرف اور اسے راحت پہنچاؤ پس غولی بن یزید خدا سے ہمیشہ جہنم کی آگ میں رکھے اترنا اور اس نے آپ کا سر قلم کیا۔

اور دیوری نے کہا ہے اور آپ پر سنان بن انس نخعی نے حملہ کیا اور آپ کو نیزہ مار کر گرا دیا اور غولی بن یزید اصبحی اترنا تاکہ آپ کا سر قلم کرے پس اس کے ہاتھ کا پٹنے لگے تو اس کا بھائی شیل بن یزید اترنا اور اس نے آپ کا سر قلم کیا اور اپنے بھائی غولی لعنہ اللہ کو دیدیا۔

اور ابن عبد ربہ نے کہا کہ آپ کو سنان بن انس نے قتل کیا اور ان کا کام خولہ (غولی خلی) بن یزید اصبحی نے جو عمیر قبیلہ سے تھا تمام کیا اور آپ کا سر قلم کر کے عبید اللہ

بن زیاد کے پاس لے آیا اور وہ کہہ رہا تھا اور فر رکا بی زیادہ مال سے میری رکاب
بھروسے انھ

اور صادق سے روایت ہے کہ جب حسینؑ کو تلوار کی ضرب لگائی اور آپؑ گر
گئے پھر وہ لعین جلدی سے آگے بڑھا تا کہ آپؑ کا سر قلم کرے تو بطنانِ عرش سے
منادی نے فدا کی اسے مستحضر اور اپنے نبی کے بعد گمراہ ہونے والی امتِ خدا تمہیں
عبدِ اضحیٰ اور عبدِ فطر پر موقوف نہ کرے اور دوسری روایت میں ہے خدا تمہیں روزہ
اور عبدِ فطر پر موقوف نہ کرے راوی کہتا ہے کہ پھر ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ
یقیناً نہ وہ موقوف ہوئے ہیں اور نہ ہوں گے یہاں تک کہ حسین بن علی علیہما السلام
کے خون کا بدلہ لینے والا بدلہ لے گا۔

اور شیخ ابوالقاسم جعفر بن قزوینی نے حلی کے واسطے سے ابو عبد اللہ
صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہو گئے تو ان کے
پاس آتے والا آیا اور وہ ابھی لشکر گاہ میں ہی تھے پس اس نے چیخ ماری جب
اسے منع کیا گیا تو اس نے کہا میں کیوں نہ چیخ و پکار کروں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ کھڑے ہوئے ہیں کبھی آپؐ زین کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی تمہاری جنگ
کی طرف دیکھتے ہیں اور مجھے خوف ہے کہ آپؐ اہل زمین کے لیے بد دعا کریں اور
اس میں میں بھی ہلاک ہو جاؤں تو بعض نے بعض سے کہا یہ مجنون انسان ہے پس
تو ابون نے کہا خدا کی قسم ہم نے اپنے آپ سے کیا کیا ہے سید کے بیٹے کے لیے جو اتان
جنت کے سردار کو ہم نے شہید کیا ہے پس انہوں نے عبد اللہ کے خلاف خروج
کیا پس ان کا معاملہ وہ ہو جو ہوا راوی کہتا ہے میں نے آپؐ سے عرض کیا میں آپؐ
پر قربان جاؤں وہ چیخ و پکار کرنے والا کون تھا فرمایا ہم جبرئیل علیہ السلام

کے علاوہ کوئی اور نہیں سمجھتے اور سند کے ساتھ سلمہ سے روایت ہے یہی جناب ام سلمہ کی خدمت میں گیا وہ دودھ ہی تھیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کو کس چیز نے دلایا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو عالم خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر مٹی کے آثار تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں بغاؤ کو وہی تو فرمایا میں نے ابھی ابھی حسینؑ کو شہید ہوتے دیکھا ہے۔

اور ابن جریجواری میں ہے وہ کہتا ہے اور آپ کی شہادت کے دن جو آیات و نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں ایک یہ ہے کہ آسمان بہت زیادہ سیاہ ہو گیا تھا کہ دن دیکھاڑے ستارے نظر آنے لگے اور کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

نیز کہا ہے کہ آسمان آپ کی شہادت کی وجہ سے سرخ ہو گیا اور سورج کو گہن لگ گیا یہاں تک کہ دوپہر کے وقت ستارے ظاہر ہو گئے اور لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور شام کے علاقہ میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون نظر آتا تھا۔



جلد دوم

تفسیرِ اباب

واقعات بعد از شہادتِ امام حسینؑ

آنجناب کی شہادت سے بعد کے واقعات میں اور اس میں چند تفصیلات ہیں۔

پہلی فصل

راوی کہتا ہے کہ پھر وہ لعین حسینؑ کی لاش کو لوٹنے کی طرف بڑھے پس آپؑ کا قیص اسحاق بن یزید اہمضری نے لیا اسے پینا تو صبر و محی ہو گیا اور اس کے بال گر گئے اور روایت ہے کہ آپؑ کی قمیص میں ایک ایک دس اور کئی زخم پتھر، نیزہ، تیر اور تلوار کے تھے۔

اور صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امام حسینؑ کے بدن پر تینتیس نیزے کے اور چونتیس تلوار کے زخم تھے اور آپؑ کی تلوار اور بھون کعبہ تسمیٰ لعنہ اللہ نے لی ایک روایت ہے کہ وہ لعین زمین پر گر اہوا اور اس کے پاؤں بیکار ہو گئے۔ اور آپؑ کا علامہ احنس بن مرثد بن علقمہ حضری نے لیا اور کہا گیا ہے کہ جابر بن یزید اودعی نے لیا تھا اور نو پر لعنت کرے پس اس نے وہ علامہ سر پر باندھا تو دیوانہ ہو گیا۔

اور آپؑ کے تعین اسود بن خالد لعنہ اللہ نے لیے۔ اور آپؑ کی انگوٹھی بجدل بن سلیم کلبی لعنہ اللہ نے لی اور انگوٹھی کے ساتھ آپؑ کی انگلی بھی قلم کی اور اس لعین کو مختار نے گرفتار کیا اور اس کے ہاتھ پاؤں قطع کیے اور اسے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ اپنے خون میں ٹوٹتا رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

مردود نہ خاتمہ نہ درود

اور آپ کا خطیفہ قولیہ کہ جو خنز کا تھا قیس بن اشعث لے گیا۔

اور آپ کی زہرہ بترامہ سعد لعنہ اللہ نے لی جب عمر مارا گیا تو قہار نے وہ زہرہ اس کے قاتل ابو عمرہ کو بخش دی اور آپ کی تلوار جمیع بن حلق ادوی نے لی اور بعض نے کہا ہے کہ نجی تمیم میں سے ایک شخص نے لی کہ جسے اسود بن حنظلہ کہا جاتا تھا۔

مؤلف کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کی خلاص نافی تلوار خشکی نے لی اور یہ تلوار جو لوئی گئی ذوالفقار کے علاوہ ہے کیونکہ ذوالفقار تو ذیترہ شدہ و محفوظ تھی اس جیسے دوسرے نبوت و امامت کے ذخائر کی طرح اور اسی طرح آپ کی انگوٹھی بھی تھی۔

شیخ صدوق نے روایت کی ہے محمد بن مسلم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق جعفر بن محمد علیہما السلام سے حسین بن علی علیہما السلام کی انگوٹھی کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کس کی طرف منتقل ہوئی اور میں نے آپ سے تذکرہ کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ آپ کی انگشت مبارک سے اتار لی گئی دوسری پھینچی ہوئی چیزوں کے ساتھ تو آپ نے فرمایا اس طرح نہیں ہے جیسا لوگوں نے کہا ہے حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے علی بن الحسین کو اپنا دھرم بنایا تھا اور اپنی انگوٹھی ان کی انگلی میں پہنائی تھی اور اپنا امرات ان کے سپرد کیا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے امیر المومنین کے ساتھ کیا اور امیر المومنین حسن کے ساتھ کیا اور حسن نے حسین کے ساتھ کیا تھا اس کے بعد وہ انگوٹھی میرے باپ کی طرف منتقل ہوئی ان کے باپ کے بعد اور ان سے پھر میری طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ میرے پاس ہے اور میں ہر جمعہ کو اسے پہنتا اور اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں پس میں جمعہ کے دن آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا پس میں نے آپ کی انگلی میں ایک انگوٹھی دیکھی کہ جس کا نقش "لا الہ الا اللہ عددۃ للقاء اللہ" - تو آپ نے فرمایا یہ میرے جدِ امجد ابو عبد اللہ حسین بن علی علیہما السلام کی انگوٹھی ہے۔

اور روایت ہے جیسا کہ صدوق کی کہانی اور دوختہ الوائین میں ہے کہ حسینؑ کا گھوڑا آگے بڑھا یہاں تک اس نے اپنی گردن کے بالوں اور پیشانی کو خونِ حسینؑ سے رنگین کیا اور وہ ہنسنے لگا تھا پس رسولِ خداؐ و اویوں نے اس کے ہنسنے کی آواز سنی تو باہر نکل آئیں تو اچانک انہیں گھوڑا سوار کے بغیر نظر آیا پس انہوں نے جان لیا کہ حسینؑ شہید ہو گئے۔

مدینۃ المعاجز میں ابن شہر آشوب سے اس نے کہا کہ ابو مخنف نے جلدی سے روایت کی ہے تو حسینؑ زمین پر گرے تو گھوڑا آپ کی حمایت میں دفاع کرتا اور گھڑ سوار پر کود کر اسے زمین سے گرے اور تھوڑا سا تباہیاں سک کہ اس گھوڑے نے چالیس افراد کو قتل کر دیا پھر اس نے اچھی پیشانی خونِ حسینؑ سے رنگی اور خیمہ کی طرف بڑھا اور وہ بلند آواز میں ہنسنے لگا اور اگلے پاؤں زمین پر مارتا تھا

اور صاحبِ مناقب اور محمد بن ابرطال سے روایت کی ہے کہ حسینؑ کا گھوڑا آگے بڑھا اور وہ لشکر کے درمیان سے نکل گیا تھا کہ کہیں کپڑے لیا جائے پس اپنی پیشانی حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہ کے خون پر رکھ دی پھر دوڑتا ہوا خواتینِ عصمت کے خیمہ کی طرف گیا اور وہ ہنسنے لگا اور خیمہ کے پاس اپنا سر زمین پر مارتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گیا پس جب حسینؑ علیہ السلام کی بہنوں، آپ کی بیٹیوں اور اہل خانہ نے گھوڑے

کو دیکھا کہ اس پر کوئی نہیں ہے تو گریہ و تزاری کی آواز بلند کی اور جناب ام کلثومؑ نے اپنا ہاتھ اپنے سر کے اوپر رکھ کر پکارا (وامحمد ۱۸، واجد ۱۸، وانبیاء ۱۸) ابابا القاسم ۱۸، واعلیا ۱۸، واجعفر ۱۸، وحزرتا ۱۸، واحسن ۱۸، ھذا حسین بالعراف صیغ بکربلاء محزونہ الرأس من القفاء منسوب العلمۃ والوداء اے محمد! اے نانا! اے نبی اکرم! اے ابوالقاسم! اے علی! اے جعفر! اے حمزہ! اے حسن! یہ حسین چٹیل میدان میں کربلا کی زمین پر گر پڑا جس کا سر پس گردن جدا کیا گیا ہے جس کا ظہر اور ردا آٹا لی گئی ہے۔

اور اس روایت میں ہے کہ جو ناجیہ مقدسہ سے مروی ہے اور آپ کا گھوڑا تیزی سے خیام کی طرف حملہ کرنے ہوئے روتے ہوئے دوڑ رہا تھا پس جب خواتین نے تیرے گھوڑے کو گرفتار مصیبت دیکھا اور اس پر زین بھکی ہوئی دیکھی تو پر دوں سے باہر آئیں جب کہ ان کے بال کھلے تھے رخساروں پر پیٹ رہی تھیں چہرے کھلے ہوئے تھے اور واویلا و مصیبتاہ پکار رہی تھیں اور عورت کے بعد قریں ہو گئی تھیں اور تیری مقتل کی طرف بڑھ رہی تھیں اور شمر آپ کے سید پر سوار تھا اور اپنی تلوار آپ کی گردن پر رکھے تھا اور ہاتھ سے آپ کی ریش مبارک کو پکڑے ہوئے تھا اور ہندی تلوار آپ کو ذبح کر رہا تھا آپ کے حواس عالم سکون میں اور آپ سانس ڈوب چکے تھے اور آپ کا سر اس نے نیزہ پر سوار کیا



دوسری فصل

(تاراجی خیام)

حسینؑ کے خیموں کو لوٹنا اور اس پر خواتین کا فریاد و مذبحہ کرنا۔

سیدؑ نے کہا ہے اور ایک حسینؑ کے خیام کی طرف سے آئیں تو ایک شخص نے اس سے کہا اے اللہ کی کینز تمہارے آقا و سردار شہید ہو چکے ہیں تو اس کینز نے کہا پس میں اپنی غزوہ کے پاس گئی اور میں بیچ رہی تھی پس سب خواتین میرے سامنے کھڑی ہو گئیں اور وہ فریاد کرتے لگیں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ لوگ آل رسول اور قبول کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے خمیوں کو لوٹنے میں ایک دوسرے سے سبقت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ کسی خاتون کی پشت سے اوڑھی بکھینچتے تھے اور آل رسول کی شہزادیاں اور اہل حرم نکلیں جو رونے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتی ہیں اور حامیوں اور دوستوں کے فراق میں مذہبو گم رہ کر تیں۔

حمید بن مسلم کہتا ہے میں نے بکربن وائل قبیلہ کی ایک عورت کو دیکھا کہ جو اپنے شوہر کے ساتھ عمر سعد کے شکر میں تھی جب اس نے دیکھا کہ وہ لوگ حسین علیہ السلام کی خواتین اور ان کے خیام میں گس گئے ہیں اور وہ انہیں لوٹ رہے ہیں تو تلوار لے کر خیموں کی طرف آئی اور کہا اے آل بکر کیا رسول زادوں کو لوٹا جا رہا ہے حکم کرنا اس اللہ کا کام ہے اے رسول اللہ کے لیے انتقام لینے والے پس اس کے شوہر نے اس کا

ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی جگہ پر داپس لے گیا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر خواتین کو خیموں سے نکالا گیا اور ان میں آگ لگا دی پس وہ سرتنگے چادریں چھٹی ہوئیں پاؤں ننگے روتی ہوئیں ذلت کی قید میں قید ہو کر پس رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں خدا کا واسطہ ہیں حسین علیہ السلام کی مقتول سے گزرا نا پس جب خواتین نے شہداء کو دیکھا تو حیح و پکار بلند کی اور اپنے چہرے پٹینے لگیں۔

راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں زہیب بنت علی علیہما السلام کو نہیں بھولتا وہ حسین پرندہ کر رہی تھیں اور درد ناک آواز اور محزون دل سے پکار رہی تھیں (یا محمد صلی علیک ملائکتہ (ملیک خلد) السماء هذا حسین مرمل بالی ماء مقططر الاغصاء وبناتک سبا یا الی اللہ المشتکی والی محمد المصطفی والی علی المرتضی والی فاطمہ الزہراء والی حمزہ سید الشہداء یا محمد اہل ہذا حسین بالعراء تسقی علیہ الصبا قلیل اولاد البغایا واحزنناہ والکرباہ الیوم مات جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ یا اصحاب محمد اہل ہذا ذریۃ المصطفی یسا قون سوق السبا یا) اے محمد آپ پر ملائکہ آسمان نے (یا آسمان کے مالک انے صلوات بھیجیں حسین خون میں لت پت ہیں اعضاء کٹے ہوئے ہیں آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں بارگاہ خداوندی میں محمد مصطفی کے ہاں علی مرتضی سے فاطمہ زہرا سے حمزہ سید الشہداء سے شکایت ہے اے محمد یہ حسین کھلے میدان میں ہیں جن پر صحرا کی ہوا چل رہی ہے بدکاروں کی اولاد کے مقتول ہیں ہائے حزن و ملال اور دکھ درد آج میرے نانا رسول اللہ کی وفات ہوئی ہے اے اصحاب محمد فریاد ہے یہ مصطفی کی تربیت ہے کہ جنہیں قیدیوں کی طرح ہانکا جا رہا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے یا محمد اہل ہذا بناتک سبا یا و ذریۃ مقتلہ تسقی علیہم

دیر الصبا و هذا (حسینؑ) مخزوز اللاس من الفقا مسلوب العمامة والرداء بآبی من اضحی
 عسکوه فی یوم الاثنين نهبا بآبی من فسطاطه مقطعه العری بآبی من لا غائب فیرتقی ولا
 جری فیرید اوی بآبی من نفسی له الفدا بآبی المہموم حتی قضی بآبی العطشان حتی مضی
 بآبی من شیبۃ تقطر بالدماء بآبی من جدۃ محمد المصطفیٰ بآبی من جدۃ رسول اللہ
 السماء بآبی من ہو سبط بنی الہدیٰ بآبی محمد المصطفیٰ بآبی خدیجۃ الکبریٰ بآبی علی المرتضیٰ
 بآبی فاطمۃ الزہراء سیدۃ النساء بآبی من ردت له الشمس حتی صلی -
 اے محمدؐ آپ کی بیٹیاں قید ہو گئی ہیں اور آپ کی قریت کو شہید کر دیا گیا کہ جن
 پر باد صبا چل رہی ہے اور حسینؑ ہیں کہ جب کا سر پس گردن سے کاٹ دیا گیا ہے جس
 کا عامر اور دوا لوٹ لی گئی ہے میرا باپ صدقے اس پر کہ جس کے شکر کر پیر کے
 دن لوٹا گیا میرا باپ صدقے جس کے خیمے کی طنابیں کاٹ دی گئیں میرا باپ
 صدقہ اس پر جو غائب نہیں کہ اس کے واپس آنے کی امید ہو اور نہ زخمی ہے کہ جس کا
 علاج کیا جائے میرا باپ صدقے اس پر کہ جس پر میری جان قربان ہو میرا باپ
 صدقے اس پر جو مرتے دم تک مہموم و دکھی رہا میرا باپ اس پر صدقہ جو پیار اس
 دنیا سے چلا گیا میرا باپ صدقے اس پر کہ جس کی داڑھی سے خون کے قطرے
 گرتے تھے میرا باپ اس پر صدقے جس کا نانا محمد مصطفیٰ میرا باپ صدقے اس پر
 کہ جس کا نانا خدا نے آسمان کا رسول ہے میرے باپ صدقہ اس پر جو بنی ہادی
 کا نواسہ ہے میرا باپ صدقہ اس پر کہ جو محمد مصطفیٰ خدیجۃ الکبریٰ علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا
 سیدۃ النساء کا بیٹا ہے اور اس کا بیٹا ہے جس کے لیے سوز پلٹ آیا یہاں تک
 کہ اس نے غمانہ پڑھی۔

راوی کہتا ہے کہ پس آپ نے ہر دوست و دشمن کو بلا دیا پھر سکیہ تے اپنے

باپ حسین کے بدن کو گلے سے لگایا تو بدوؤں کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی کہ جنہوں نے اسے کھینچ کر لاش سے جدا کیا۔

اور مصباح کفعمی میں ہے جناب سیکینہ کہتی ہیں کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو میں نے انہیں گلے لگالیا پس مجھ پر عشتی کی حالت طاری ہوئی تو میں نے آپ کو کہتے سنا شیعتی ما ان شریتمہ ری عذیب فاذا کونی سمعتم بقریب او شہید فاند بونی میرے شیعوں جب بیٹھا پانی پیو تو مجھے یاد کرنا یا کسی مسافر یا شہید کا سنو تو مجھ پر تدبیر کرنا پس میں گھبرا کر اٹھ کھڑی ہو میں جب کے آنکھوں کی پلکیں زخمی ہو گئی تھیں اور اپنے رخسار پیٹنے لگی۔



تیسری فصل

خیام پر لوٹ مار

لوگ دلش، لباس اور اونٹوں کی طرف مائل ہوئے اور انہیں لوٹ لیا۔
شیخ مفید کہتے ہیں انہوں نے آپ کا ساز و سامان اونٹ اور بار کو لوٹ لیا
اور خواتین کو بھی لوٹا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے خدا کی قسم میں انتخاب کی خواتین بیٹیوں اور اہل خانہ میں
سے کسی عورت کو دیکھتا کہ اس سے بے وقعتے اور بچا دریں چھیننے کی کوشش کی جاتی یہاں
تک کہ وہ غلوب ہو جاتی اور وہ اس سے بھن جاتی۔

ازدی کہتا ہے کہ مجھ سے سلیمان بن ابی راشد نے حمید بن مسلم سے روایت کی
ہے وہ کہتا ہے کہ میں علی بن الحسین بن علی اصغر علیہم السلام تک پہنچا اور وہ ایک
بچے ہوئے فرش پر تھے اور وہ بیمار تھے اچانک شمر بن ذی الجوشن بعین پیادہ فوج
کے ساتھ آیا تو وہ کہنے لگے کیا اسے قتل نہیں کرتا پس میں نے کہا سبحان اللہ کیا تم بچوں
کو بھی قتل کرتے ہو یہ تو بچہ ہے اور جس بیماری میں ہے وہی اس کے لیے کافی ہے
وہ کہتا ہے کہ میرا ہی طریقہ رہا کہ جو کوئی آتا اس سے ان کا دفاع کرتا رہا یا ہاتھ
کہ عمر سعد آیا اور اس نے کہا خیر دار کوئی شخص ان عورتوں کے خمیوں میں داخل نہ ہو
اور نہ اس بیمار لڑکے سے متعرض ہوا اور میں کسی نے ان کے مال و متاع میں سے کوئی
چیز اٹھائی ہے واپس کر دے مسلم کہتا ہے خدا کی قسم کسی نے بھی کوئی چیز واپس نہیں کی۔

لہ ایک بولتی ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں

اور قمرانی کی اخبار الاول میں ہے کہ شمر نے (اس پر وہ مذاب ہو جس کا وہ مستحق ہے) ارادہ علی اصغر کے شہید کرنے کا جو کہ بیمار تھے پس ترسیب بنت علی بن ابی طالب باہر آئیں اور قمر یا خدا کی قسم یہ قتل نہیں ہوں گے جب تک میں قتل نہ ہو جاؤں پس وہ لعین رک گیا۔

اور روضۃ الصغریٰ میں ہے پس جب شمر لعنہ اللہ اس خیمہ تک پہنچا کہ جس میں علی بن الحسین علیہما السلام بکیہ لگائے پڑے تھے تو اپنی تلوار نیام سے نکالی تاکہ آپ کو شہید کرے تو حمید بن مسلم نے کہا سبحان اللہ کیا یہ بیمار بھی قتل کیا جائے گا اسے قتل نہ کرو اور بعض نے کہا کہ عمر سعد نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور کہا کیا تجھے خدا سے شرم و حیا نہیں آتی تو پچا ہوتا ہے کہ اس بیمار لڑکے کو بھی قتل کر دے تو شمر نے کہا کہ امیر عبد اللہ کا حکم صادر ہوا ہے کہ تمام اولاد حسین کو میں قتل کروں پس عمر نے اسے رد کرنے میں مبالغہ سے کام لیا یہاں تک کہ وہ لعین رک گیا پس اس نے حکم دیا اہل بیت مصطفیٰ کے خیام کے جلانے کا

اور مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ کتاب مقتل میں ہے احمد بن حنبل نے کہا کہ کربلا میں زمین العابدین علیہ السلام کے بیمار ہونے کا سبب یہ ہے کہ انہیں زرہ پہنائی گئی کہ جو بڑی تھی پس آپ نے اس کے فاضل حصہ کو ہاتھ سے پکڑ کر توڑ دیا۔ اور شیخ مفید کی روایت میں ہے اور عمر سعد لعنہ اللہ آیا تو عورتوں نے اس کے سامنے چیخ و پکار کی اور روئیں تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی بھی ان عورتوں کے گھروں میں داخل نہ ہو اور نہ کوئی اس بیمار لڑکے سے تعرض کرے اور خواتین عصمت نے اس سے سوال کیا کہ جو کچھ ان سے چھینا گیا ہے

(۱) درس ایک بوٹی ہے جس سے کپڑے رچنے جاتے ہیں۔

وہ واپس ولادے تاکہ اس سے وہ اپنا پردہ کر سکیں تو اس نے کہا جس کسی نے ان کے مال و متاع میں سے کوئی چیز لی ہے وہ واپس کر دے پس خدا کی قسم کسی نے بھی کوئی چیز واپس نہ کی پس اس نے خیمہ اور غوردوں کے گھروں اور علی بن الحسین پر ایک گروہ کو موکل کیا اور کہا کہ ان کی محافظت کرو تاکہ ان میں سے کوئی نکل نہ جائے لیکن ان سے کوئی برا سلوک نہ کرتا پھر وہ اپنے خیمے کی طرف آیا اور اپنے ساتھیوں میں پکار کر کہا کون ہے کہ جو حسینؑ کے بارے میں ایک کام انجام دے طبری نے کہا ہے پس بنی اس بن انس آگے بڑھا یہاں تک کہ عمر سعد کے خیمے کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا پھر بلند آواز سے پکارا - اوقروا کابی خفۃ و ذہباء انا قتلت الملك المجبى قتلت خیل الناس امانا و ابا و خیر هم ان ینسبون نسباً - میری رکاب کو بھاری انعام سے بھر دے یہی نے اس بادشاہ کو قتل کیا ہے کہ جس کے دروازے پر پہرے دار ہوتے تھے میں نے اسے قتل کیا ہے جو ماں باپ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر تھا، اور حیب نسب کا ذکر ہوتا تو سب سے بہتر نسب والا تھا تو عمر سعد نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مجنون ہے اور تو کبھی بھی جنوں سے صحیح نہیں ہوا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ اندر آیا تو اس کی چھڑی سے مرمت کی اور کہا اے مجنون تو یہ بات کرتا ہے خدا کی قسم اگر ابن زیاد نے تجھے سے یہ سن لیا ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔

ب مؤلف کہتے ہیں اور عمر سعد لعنہ اللہ نے عقبہ بن سمعان کو گرفتار کر لیا اور وہ جنا باب زد وچ حسینؑ کا غلام تھا تو اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں ایک عبد ملوک پس اسے چھوڑ دیا اور ہم اس کی اور مرقع بن ثمامہ کی خبر پہلے بتا آئے ہیں راوی کہتا ہے اس کے بعد عمر سعد نے اپنے ساتھیوں میں منادی کرائی کہ کرن حسینؑ کے سلسلہ میں ایک کام انجام دے گا اور اس کی لاش کو نہ گھوڑا روئندے گا پس ان میں سے اس

کام کے لیے دس افراد تیار ہوئے احمق بن چوہ حضری اور یہ وہی یعن ہے کہ جس نے
 حسین کی قمیص اتاری تھی اور لغین میں مبردس ہو گیا تھا اور حبش (افسوس آمل) ابن
 مرشد بن علقمہ بن سلامہ حضری پس یہ ملائین آئے اور حسین کی لاش کو اپنے گھوڑوں
 سے پامال کیا یہاں تک کہ آپ کی پشت اور سینہ کو چور چور کر دیا اور مجھے خبر ملی ہے
 کہ حبش بن مرشد یعن کی طرف کچھ عرصہ بعد تیر آیا جس کے مارنے والے کا پتہ نہیں
 چلا اور وہ میدان قتال میں کھڑا تھا پس اس نے اس کے دل کو چیر دیا اور وہ
 اسی سے مر گیا لعنة اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے بعد عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں میں
 منادی کی کون ہے جو حسین کے کام کو انجام دے اور گھوڑے آپ کی پشت و سینہ
 کو پامال کرے پس اس کام کے لیے دس آدمی تیار ہوئے جو کہ احمق بن حویرہ (جوہ خول)
 جس نے کہ حسین کی قمیص اتاری تھی اور افغن بن مرشد، حکیم بن طفیل نسبی، عمر بن صبح
 صیداوی، رجاء بن منقذ عہدی سالم بن خثیمہ عقی، راحظ بن ناظم (ناظم خول) صالح
 بن دھب جعفی، ہانی بن ثلبیت حضری، اور اسید بن مالک تھے پس انہوں نے حسینؑ
 کو گھوڑوں کے سموں سے روندایا یہاں تک کہ ان کا سینہ اور پشت چور چور کر دی۔
 راوی کہتا ہے اور یہ دس افراد آئے یہاں تک کہ ابن زیاد کے پاس آکھڑے ہوئے
 تو اسید بن مالک نے جو کہ دس میل سے ایک تھا ان پر خدا کی لعنتیں نازل ہوں (نحن
 رقصنا الصدر بعد الظهر بكل شدید الاسر ہم نے سینہ پشت کے
 بعد چور چور کیا ہر تیز رو گھوڑے سے کہ جس کے جوڑ توی تھے، تو ابن زیاد نے کہا تم
 لوگ کون ہو تو انہوں نے کہا ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے گھوڑوں سے حسین کی پشت
 کو روندایا یہاں تک کہ ان کے سینہ کی ہڈیاں پیس دیں راوی نے کہا کہ پس اس نے
 ان کے لیے تھوڑے سے انعام کا حکم دیا۔

ابو عمر زائد کتا ہے پس ہم نے ان دس افراد کے بارے میں غور و فکر کیا تو
ان سب کو حرام زادہ پایا اور انہیں قمار تے گرتا کیا تھا اور ان کے ہاتھ
پاؤں میں لوسے کی میخیں گاڑیں اور گھوڑوں سے انہیں زندہ پامال کیا یہاں
سک کہ وہ مر گئے۔



jabir.abbas@yahoo.com

یہ تھی فصل

واقعات عصر عاشور

ان امور میں جن کا تعلق عصر عاشور سے ہے۔

سہ ماہے مبارک کو ابن زیاد کی طرف بھیجا دیا۔
 مؤلف کہتے ہیں اس کے بعد عمر بن سعد لعنہ اللہ نے عاشورہ کے ہی دن امام حسین
 کا سرخوئی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم از دی کے ہاتھ عبد اللہ بن زیاد کی طرف بھیجا
 اور آپ کے اصحاب اور اہل بیت کے سروں کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں کاٹا جائے
 اور وہ بہتر مرتبے اور انہیں شمر بن ذی الجوشن، قیس بن اشعث، عمرو بن حجاج اور
 عزر بن قیس کے ہاتھ بھیجا اور وہ انہیں بیکرا بن زیاد کے پاس پہنچے۔
 طبری کہتا ہے کہ خوئی بن یزید امام حسین کا سر لے کر بڑھاپس قصر الامارہ کے ارادہ
 سے چلا پس قصر کے دروازہ کو بند پایا تو وہ اپنے گھر میں آیا تو اسے تغار کے نیچے اپنے
 گھر میں رکھ دیا اور اس کی دو بیویاں تھیں ایک نبی اسد میں سے اور دوسری حضرمیوں
 میں سے کہ جس کا نام نوار بنت مالک بن عقب تھا اور وہ رات مضر میہ کی تربت کی
 رات تھی۔

ہشام کہتا ہے پس مجھ سے نوار بنت مالک سے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتی
 ہے کہ خوئی حسین کا سر لے کر آیا امداسے گھر میں تغار (مشت کی طرح کا ہوتا ہے) کے
 نیچے رکھ دیا پھر کمرے کے اندر آیا اور اپنے بستر کی طرف آیا تو میں نے اس سے کہا کیا

خبر ہے تمہارے پاس کیا ہے تودہ کہنے لگائیں زمانہ کی تو زکریٰ وغنی لیکر آیا ہوں یہیں
کا مگر میں تمہارے پاس ہے وہ عورت کہتی ہے میں نے کہا دیں وہ ہلاکت ہو تیرے
پلے لوگ سونا و چاندی لیکر آئے ہیں اور نواسہ رسول خدا کا سر لیکر آیا ہے نہیں خدا کی
قسم تیرا اور میرا سر ایک کمرے میں کبھی بھی جمع نہیں ہو سکیں گے اور کہتی ہے کہ میں بستر
سے اٹھ کھڑی ہوئی اور گھر کے صحن میں نکل آئی پس اس نے اسدی بیوی کو بلایا اور
اسے کمرے میں داخل کر لیا اور میں بیٹھی دیکھ رہی تھی وہ کہتی ہے خدا کی قسم میں مسلسل
دیکھتی رہی کہ ایک نور ستون کی مانند آسمان سے اس تغار تک تھا اور میں نے سفید
پیر بندے اس کے گرد بچھڑ پھڑاتے دیکھے راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی تو سرے کر وہ
عبید اللہ بن زیاد کی طرف گیا۔

اور کتاب مطالب السؤل اور کشف الغمہ میں ہے کہ سر حسین کا حامل واٹھا
کہ ابن زیاد کی طرف لے جانے والا بشر بن مالک تھا جب اس نے آپ کا سر عبید اللہ
بن زیاد لعین کے سامنے رکھا۔ (املاً رکابی حفة وذہباً۔ فقد قتلت الملك المجہا
ومن یصلی القبلتین فی الصبا وخیرہم اذ ینذرون النبیاء۔ قتلت خیر الناس اما و اباً
میری رکاب کو سونے چاندی سے بھر دے میں نے پردوں اور دربانوں کے پیچھے رہنے
دلے بادشاہ کو قتل کیا ہے جس نے بچپن میں دو قبیلوں کی طرف نماز پڑھی اور
جب نسب کا ذکر ہو تو وہ سب لوگوں سے بہتر ہے میں ماں باپ کی طرف سے لوگوں
میں سے بہترین کو قتل کیا ہے، تو عبید اللہ اس کے اس قول سے سیخ پا ہو گیا اور کہا
کہ اگر تو جانتا تھا کہ وہ ایسا ہے تو پھر کیوں اسے قتل کیا خدا کی قسم تجھے مجھ سے
کچھ نہیں ملے گا اور میں تجھے اسی کے ساتھ ملتی کرتا ہوں پھر اس نے اسے آگے کیا
اور اس کی گردن اڑادی۔

شیخ ابو جعفر طوسی نے مصباح المتہجدین میں عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں اپنے آقا و سرور ابو عبداللہ جعفر بن محمد علیہما السلام کی خدمت میں دس محرم کو حاضر ہوا پس میں نے آپ کو متغیر حالت میں دیکھا جب کہ حزن و ملامت آپ پر غلبہ فرمایا کیا تم غفلت میں ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حسینؑ اسی دن شہید ہوئے ہیں کہا اے میرے آقا و سید اس دن کے روزے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا روزہ رکھو سب دن رات سے نہیں اور افطار کرو و اطہار خوشی کے بغیر اور اسے مکمل دن کا روزہ قرار نہ دے اور تریکا فطرا و کفارا عصر کے ایک گھنٹہ بعد ہونی چاہیے پانی کے گھونٹ سے کیونکہ اس قسم کے وقت میں اس قسم کے دن آل رسول سے جنگ ختم ہوئی تھی اور ان سے مصیبت ملی تھی اور ان کے مویوں اور چہرے پر بھائیوں میں سے تیس افراد زین پر گرے پڑے تھے کہ جن کا پچھرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے لیے دشوار تھا اگر آپ دنیا میں زندہ ہوتے تو ان کی تعزیت آپ ہی کو دی جاتی رادی کہتا ہے کہ ابو عبداللہ علیہ السلام اتنا روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی الخ

سید نے اقبال میں کہا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ عاشور کے دن کا آخری حصہ وہ ہے کہ جس میں حسین علیہ السلام کے اہل حرم آپ کی بیٹیاں اور بچے دشمنوں کی قید میں حزن و ملال ہم دغم اور گریہ و بکا میں مشغول تھے اور اس دن کا آخری حصہ ان پر اس حالت میں گزرا کہ وہ ایسی ذلت و خواری میں تھے کہ جس کا میرا قلم احاطہ نہیں کر سکتا اور یہ زلت اس حالت میں گذری کہ ان کے حامی و مددگار مفقود تھے اور وہ اپنی قیام گاہ اور کوچ میں مسافر تھے اور دشمن انہیں برا بھلا کہنے ان سے دو گردانی کرتے اور انہیں ذلیل و رسوا کرنے میں مبالغہ کی حد تک

بچے ہوئے تھے تاکہ اس کے ذریعہ دین سے خارج ہو جانے والے عمر سعد سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے بچوں کو یتیم کرنے والے اور ان کے جگر دلوں کو زخمی کرنے والے اور عبید اللہ بن زیاد جیسے زندیق اور منکر خدا سے اور یزید بن معاویہ جیسے احماد و عناد کے سرعنتہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے

یہاں تک کہ میں نے کتاب معایج میں ان کی اسناد کے ساتھ جو جعفر بن محمد علیہما السلام تک پہنچتے ہیں دیکھ لیے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ علی بن الحسین علیہما السلام سے سوال کیا انہیں یزید نے اپنی طرف کس حالت میں سوار کر کے بلوایا تھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے اونٹ پر جو شگڑا تھا جس پر کوئی گدا و غیرہ نہیں تھا سوار کیا اور حسین کا سر نیزے پر تھا اور عورتیں ہمارے پیچھے فخروں پر سوار تھیں پس محافظ و نگہبان اور شکری ہمارے پیچھے تھے اور نیزے ہمارے ارد گرد تھے اگر ہم میں سے کسی کی آنکھ سے آنسو نکل پڑتا تو اس کے سر میں نیزہ چھب جاتا یا ہاتھ تک کہ جب ہم دشمن میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے چلا کر کہا اے اہل شام یہ (معاذ اللہ) ملعون خاندان کے قیدی ہیں۔

مؤلف کہتے ہیں اسے قادی کیا آپ کے ماں باپ اور اعزاء و اقرباء پر اس قسم کی بلا و مصیبت اور اتیلا و امتحان آیا ہے کہ جس کے ساتھ تیری یا کسی مسلمان کی توہین جائز نہیں ہے اور نہ ہی کسی ایسے شخص کے لیے جو بادشاہوں اور سلاطین کی اولاد کے مقام و منزل کو ہچانتا ہے (

مؤلف فرماتے ہیں جب یوم عاشور کا آخری حصہ ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پر اور ہمارے مولا امیر المؤمنین پر اور مولا حسن بن علی پر اور

اور ہماری سروسا فاطمہ زہرا پر اور ان کی قدرت طاہرہ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر سلام بھیجی اور انہیں ان مصائب پر تعزیت کو محزون دل کے ساتھ اور روتی ہوئی آنکھ کے ساتھ اور مصائب و نوائب سے نرم و متواضع زبان کے ساتھ پھر اللہ جل جلالہ اور ان معصوم ہستیوں کی بارگاہ میں معذرت کرو جو کچھ ان کی وجہ سے تم پر واجب تھا اس میں کوتاہی کرنے کی بناء پر اور یہ کہ وہ معاف کرے اس چیز کو جو تم علیٰ میں نہیں لائے کہ جو تم اس کے ساتھ علیٰ میں لاتے ہو جو تمہاری نگاہ میں عزیز ہو تا ہے کیونکہ بعید ہے کہ تم ان ہولناک مصائب میں ان کی مصیبت کی مقدار قیام کر سکو۔



پانچویں فصل

روانگی اہل بیت کربلا سے کوفہ

عمر سعد کا کربلا سے کوفہ کی طرف کوچ کرنا۔

اس کے بعد عمر سعد اس دن اور دوسرے دن زوال آفتاب تک وہیں رہا اور اپنے مقتولین کو جمع کیا ان پر تازہ پڑھی اور انہیں دفن کیا اور حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کھلے میدان میں پڑا چھوڑ دیا پھر اس نے حمید بن بکیر احمري کو حکم دیا اس نے لوگوں میں کوفہ کی طرف کوچ کرنے کی منادی کی پھر اس یقین نے حسین علیہ السلام کے اہل و عیال میں سے جو بچ گئے تھے ان کے ساتھ کوچ کیا اور آپ صلوات اللہ علیہ کی خواتین کو اوٹوں کے پالانوں کی جبل پر بغیر کسی گھرے جب کہ ان کے چہرے کھلے ہوئے تھے دشمنوں کے سامنے حالانکہ وہ انبیاء کی امانتیں تھیں انہیں سوار کیا اور انہیں اس طرح ہانک رہے تھے جس طرح ترک دروم کے قیدی ہانکے جاتے ہیں تریارہ سخت مصائب والام و ہجوم میں خدا بھلا کرے پہنچنے والے کا یصلی علی المبعوث من آل ہاشم، ویغزی بنوہان ذلجیب۔ آل ہاشم میں جو نبی مبعوث برسالت ہوئے ان پر صلوات بھیجی جاتی ہے اور ان کی اولاد سے جنگ کی جاتی ہے یہ بہت ہی عجیب و غریب بات ہے کامل بہائی میں ہے کہ عمر سعد لعنہ اللہ نے عاشور کا دن اور اس کے بعد والاد دن زوال تک وہیں رہا اور مشائخ معتمد افراد امام زین العابدینؑ اور امیر المؤمنین کی بیٹیوں اور باقی خواتین

پر موکل تھے اور وہ سب ہیں خواتین تھیں اور امام زین العابدین علیہ السلام اس وقت بائیس سال کے تھے اور امام محمد باقر چار سال کے تھے اور یہ دونوں بزرگوار کربلا میں موجود تھے اور خدا تعالیٰ نے دونوں کو محفوظ رکھا اور مناقب میں ہے اور اہل حرم کو قید کر کے لے آئے

اور ابن عبد ربہ نے عقدا الفرید

میں کہا ہے اور بنی ہاشم میں سے بارہ بچے اور فوجوان قید کیے گئے کہ جن میں محمد بن حسین (ظاہر) محمد بن علی بن الحسین ہوتا چاہیے اور علی بن الحسین اور فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام تھے پس نبی حرب (ابو سفیان کی اولاد) کے قدم جمے نہیں تھے کہ ان سے سلطنت چھین گئی اور عبد الملک بن مردان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ مجھے ان اہل بیت کے خون سے بچائے رکھنا کیونکہ میں نے نبی حرب کو دیکھا کہ جب انہوں نے حسین کو شہید کر دیا تو ان کا ملک ان سے چھین گیا۔

اور از دی نے کہا ہے مجھے ابو نہر عیسیٰ نے قرۃ بن قیس ثمیمی سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے ان خواتین کی طرف دیکھا کہ وہ حسین اور ان کے اہل بیت اور اولاد کی لاشوں سے گزریں تو انہوں نے پیچھ و پکار کی اور اپنے پیروں کو پیٹا وہ کہتا ہے کہ میں ہر چیز بھول سکتا ہوں لیکن زینب بنت فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی گفتگو نہیں بھول سکتا جب وہ اپنے بھائی کی لاش سے گزریں اور وہ کہہ رہی تھیں (یا محمد اے صلی علیک ملائکہ السماء هذا احسین

بالعراء مرسل بالدماء مقطوع الاعضاء یا محمد اے و بناک سبایا و ذریک مقتله تسفی علیہا) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ آپ پر آسمان کے ملائکہ تے نماز پڑھی حسین کھلے میدان میں خون میں لت پت کئے ہوئے اعضاء کے ساتھ پڑے ہیں اے محمد آپ کی بیبیاں

قید ہیں اور آپ کی ذریت جن پر باد صبا چل رہی ہے راوی کہتا ہے میں اس
مخدرہ نے خدا کی قسم ہر دوست و دشمن کو رلا دیا۔

اور مشہور حدیث میں جو زائدہ کے واسطے سے علی بن ابی حسن سے مروی ہے
آپ نے فرمایا کہ جب میدان طف میں جو مصیبت ہم پر آئی سو آئی اور میرے بابا
اور ان کی اولاد اور بھائیوں اور دوسرے خاندان کے افراد میں سے جو لوگ
آپ کے ساتھ تھے شہید ہو گئے اور ان کے اہل حرم اور خواتین کو پالانوں پر سوار
کر کے ہمیں کوئٹہ کی طرف لے چلے میں انہیں زمین پر پڑے دیکھ رہا تھا کہ
اور یہ کہ انہیں دفن نہیں کیا گیا تو میرے سینے میں اس کا بہت احساس ہوا اور ان
کی یہ حالت دیکھ کر میرا قلق و اضطراب شدت اختیار کر گیا قریب تھا کہ میری
روح نکل جائے میری یہ کیفیت میری چھوٹی زینب کبریٰ بنت علیؑ نے دیکھی تو مجھ سے
کہا کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہی ہوں کہ تو اپنی جان دے رہا ہے اے میرے
نانا باب اور بھائیوں کی بقیہ یادگار تو میں نے کہا کس طرح میں جزع فزع نہ کروں
اور مجھے گھبراہٹ نہ ہو جب کہ میں اپنے سید و آقا اور اپنے بھائیوں اور چچوں
اور چچے کی اولاد اور خاندان والوں کو زمین پر کھلے میدان میں خون میں لت
پیت ان کے لباس اتار لیے گئے ہیں اور انہیں نہ کفن دیا گیا ہے اور نہ دفن کیا
گیا ہے نہ کوئی ان پر آکر کھڑا ہوتا ہے بلکہ نہ ان کے کوئی نزدیک جاتا ہے
گویا وہ دیلم خزندہ کا کوئی خاندان ہے تو اس مخدرہ نے فرمایا جو کچھ آپ دیکھ رہے
ہیں یہ آپ کو جزع فزع و گھبراہٹ میں نہ ڈالے خدا کی قسم یہ تو ایک عہد و پیمان
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف سے آپ کے دادا اباب اور چچا علیہم السلام
کی طرف اور خدا نے اس امت کے کچھ لوگوں سے میثاق لیا ہے کہ جنہیں اس زمین

کے قرون نہیں جاتے لیکن وہ اہل آسمان میں معروف ہیں وہ ان بکھرے ہوئے
اعضاء کو اور ان خون میں لت پت جسموں کو جمع کریں اور دفن کریں گے اور اس
طف میں تیرے باپ سید الشہداء علیہ السلام کی قبر پر علم نصب کریں گے کہ جس کا اثر نہیں
ٹھے گا اور نہ ہی راتوں اور دنوں کے گزرتے سے اس کا نشان محو ہو گا البتہ ائمہ
کفر پوری کوشش کریں گے اور ضلالت و گمراہی کے پیرو کار پوری جدوجہد کریں
گے اس کے محو کرنے اور مٹانے میں لیکن اس کے آثار میں ظہور کا اضافہ ہی اضافہ ہو
گا اور آپ کا معاملہ بلند سے بلند تر ہو گا۔



jabir.abbas@yahoo.com

چھٹی فصل

دفن امام حسینؑ و شہداء و کربلا

ہمارے آقا حسین صلوات اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کے دفن کا بیان۔
 اور جب عمر سعد نے کوچ کیا تو بنی اسد میں سے ایک قوم نکلی کہ جو غاضیہ میں
 اترے ہوئے تھے حسینؑ اور آپ کے اصحاب رحمۃ اللہ علیہم کی طرف پس ان کی نماز
 جنازہ پڑھی اور امام حسینؑ کو ہمیں دفن کیا کہ جہاں اس وقت آپ کی قبر مبارک
 ہے اور آپ کے بیٹے علی بن الحسین اکبر علیہ السلام کو آپ کے پائنٹی کی طرف اور
 آپ کے اہل بیت اور اصحاب میں سے شہداء کے لیے کہ جو آپ کے گرد زین پر
 پڑے تھے ایک گڑھ حسین علیہ السلام کی پائنٹی کی طرف کھودا اور انہیں اکٹھا کر
 کے ایک ہی جگہ سب کو دفن کر دیا اور عباس بن علی علیہ السلام کو اسی جگہ دفن کیا
 کہ جہاں آپ شہید ہوئے تھے غاضیہ کی راہ میں کہ جہاں اب آپ کی قبر ہے۔
 اور کامل بہائی میں ہے اور حرب بن یزید کو اسی جگہ دفن کیا گیا کہ جہاں وہ شہید
 ہوئے انہیں ان کے اعزاء و اقارب نے دفن کیا اور کہا ہے کہ بنی اسد سائر
 عرب قبائل پر فخر کرتے ہیں کہ ہم نے حسین علیہ السلام پر نماز پڑھی اور آپ کو اور
 آپ کے اصحاب کو دفن کیا۔

ابن شہر آشوب مسعودی کہتے ہیں اور ان کے بدلوں کو اہل غاضیہ (عام بنی زہل)
 نے حرب بنی اسد میں سے تھے لطف میں دفن کیا ان کی شہادت کے ایک دن بعد اور

پہلے نے مزید کہا ہے اور اکثر کی قبور وہ دیکھتے تھے اور سفید رنگ کے پرندے بھی دیکھتے تھے۔

اور سبط کے تذکرہ میں ہے اور زہیر بن قین جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے تو ان کی بیوی نے ان کے غلام سے کہا جا کر اپنے مولا کو کفن پہناؤ پس وہ گیا تو دیکھا کہ حسین علیہ السلام بھی سریاں ہیں تو اس نے کہا کہ کیا میں اپنے مولا کو کفن پہناؤں اور حسین علیہ السلام کو چوڑے دوں خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا پس وہ کفن اس کے آجنباب کو پہنایا اور دوسرا کفن لاکر اپنے مولا کو پہنایا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اپنی جگہ پر یہ ثابت ہے کہ معصوم کے امر کفن و دفن کا منولی اور سرپرست معصوم ہی ہوتا ہے اور یہ کہ امام کو امام کے علاوہ کوئی غسل نہیں دیتا اور اگر امام مشرق میں انتقال کرے اور اس کا وحی مغرب میں ہو تو خدا دو تو کو جمع کر دیتا ہے۔

اور ابو جعفر ثانی (امام محمد تقی) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی رحلت ہوئی تو جبرائیل اس حالت میں اترے کہ ان کے ساتھ ملائکہ اور روح تھے کہ جو لیلۃ القدر میں اترتے ہیں فرمایا پس امیر المؤمنین کے لیے آنکھ کھولی گئی تو آپ نے منتہائے آسمان سے زمین تک انہیں دیکھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو آپ کے ساتھ غسل دے رہے ہیں اور آپ پر محلات پڑ رہے ہیں اور آپ کی قبر کو درہے ہیں خدا کی قسم ان کے علاوہ کسی نے آپ کی قبر نہیں کھودی یہاں تک کہ جب آنحضرت کو قبر میں رکھا گیا تو جو کوئی قبر میں اترا اس کے ساتھ وہ ملائکہ اترے اور انہیں قبر میں رکھا پس آپ نے گفتگو کی اور امیر المؤمنین کے لیے قوت سماعت کھولی گئی کہ آنحضرت ملائکہ کو وصیت کر رہے

ہیں تو آپ ریڑھے اور آپ نے انہیں یہ کہتے سنا جب کہ وہ اپنی پوری کوشش لگائے ہوئے تھے آپ کے بعد یہ ہمارے صاحب دساتھی ہیں یا دیکھیے کہ اپنی آنکھ سے اس مرتبہ کے بعد ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا فرمایا جب امیر المؤمنین کی وفات ہوئی تو حسن و حسین نے اسی طرح کا منظر دیکھا جو حضرت علیؑ نے دیکھا تھا اور ان دو فوجی نبی اکرمؐ کو بھی دیکھا کہ آپ ملائکہ سے تعاون کر رہے ہیں جس طرح آپ نے پیغمبر کے ساتھ کیا تھا یہاں تک کہ جب امام حسن کی وفات ہوئی تو حسینؑ نے آپ سے بھی وہی کچھ دیکھا اور نبی اکرمؐ اور حضرت علیؑ کو دیکھا کہ وہ دونوں ملائکہ کی اعانت کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو علی بن الحسین علیہ السلام نے آپ سے وہی کچھ دیکھا ائمہ

اور اقصیٰ مدہب والوں کے خلاف جو ہمارے مولا حضرت رضا علیہ السلام نے احتجاج کیا یہ تھا کہ علی بن ابی حمزہ نے آپ سے کہا کیا آپ کے والد امام تھے ہمیں آپ کے آباء و اجداد سے روایت پہنچی ہے کہ امام کی تجہیز و تکفین کا سرپرست و متولی نہیں ہوتا مگر اس ایسا امام تو ابوالحسنؑ نے اس سے فرمایا پس مجھے حسینؑ کے بارے میں خبر دو وہ امام تھے یا غیر امام تھے اس نے کہا کہ امام تھے فرمایا پس ان کے امر تجہیز و دفن کا متولی و سرپرست کون ہوا تھا تو اس نے کہا علی بن الحسین علیہما السلام آپ نے فرمایا علی بن الحسین کہاں تھے وہ تو کوفہ میں قید اور عبد اللہ کے قبضہ میں تھے تو اس نے کہا آپ نکلے لیکن ان لوگوں کو پتہ نہ چلا یہاں تک کہ ان کے امیر کے (اپنے باپ کے امر کے خلی) متولی ہوئے اور پھر واپس چلے گئے تو ابوالحسن علیہ السلام نے اس سے فرمایا تو علی بن الحسین کو جس نے تسکین و قدرت دی کہ وہ کہلا گئے اور اپنے باپ کے امر کے متولی ہوئے تو وہ اس امر کے صاحب کو بھی تمکین دے

سکتا ہے کہ وہ بغداد آئے اور اپنے باپ کے امر کا متولی ہوا اور پھر واپس چلا جائے جب کہ وہ نذرندان میں ہے اور نہ قید میں (خواب بی بی ام سلمہ) اور شیخ طوسی نے اپنی سند کے ساتھ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دن جناب ام سلمہ نے صبح کی روتے ہوئے توان سے کہا گیا آپ کیوں نہ درہی ہیں تو انہوں نے فرمایا میرا بیٹا حسین علیہ السلام آج راتے شہید کر دیا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو نہیں دیکھا تھا جب سے آپ نے رحلت فرمائی مگر آج کی رات میں میں نے آپ کو متغیر حالت میں دیکھا اور آثار حزن و ملال نمایاں تھے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو متغیر حالت اور حزن و ملال میں دیکھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا میں آج رات حسین اور اس کے اصحاب کی قبر میں کھودتا رہا ہوں۔

خواب ابن عباسؓ

اور صدوق نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک دن دوپہر کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو عالم خواب میں دیکھا کہ آپ کے بال پریشان ہیں اور آپ گرد آلود ہیں آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے کہ جس میں خون ہے تو عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیسا خون ہے تو آپ نے فرمایا یہ حسین کا خون ہے میں آج کے دن اسے جمع کرتا رہا ہوں تو اس دن کو شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسی دن آپ کی شہادت ہوئی تھی اور ان دو نور و آیات کے مقتون پر مشتمل بہت سی روایات ہیں اور مناقب میں کہا ہے کہ ابن عباس کے بارے میں ناثر ہے کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد نبی اکرمؐ کو عالم خواب میں دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر گرد و غبار ہے آپ پاؤں نگے ہیں اور آنکھیں

آنسو بہا رہی ہیں اور آپ اپنے قمیص کا دامن میٹھے ہوئے ہیں اور اس آیت کی تلاوت کر رہے ہیں ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون خدا کو اس سے غافل خیال نہ کہہ کر جو عمل ظالم کرتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا میں نے کہا کیا تمہارا اور میں نے حسین کا خون زین سے اکٹھا کیا ہے اور وہ اس وقت میرے دامن میں ہے اور میں جانتا ہوں کہ اپنے پروردگار کے سامنے ان سے معافیت اور ان کا حق کمرہ کر دوں اور کمال ابن اثیر یہ ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس رات خواب میں دیکھا کہ جس میں حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے کہ آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے اور اس میں آپ نے خون جمع کئے ہوئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا حسین اور اس کے اصحاب کا خون ہے کہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھا کر لے جا رہا ہوں پس ابن عباس صبح کی تو دو گوں کو حسین علیہ السلام کی شہادت سے مطلع کیا اور اپنا خواب بیان کیا بعد میں معلوم ہوا کہ اسی دن ہی آپ کی شہادت ہوئی تھی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ معتبر کتب میں حسین علیہ السلام اور آپ ساتھ شہید ہونے والوں کے دفن کی کیفیت مفصل طور پر موجود نہیں ہے۔

البیہ شیخ طوسی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اسد ایک تیا بوریا لیکر آئے اور وہ امام حسینؑ کے نیچے پچھایا گیا اور دیزج سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں صرف اپنے مخصوص غلاموں کے ساتھ آیا اور میں نے آپ کی قبر کھودی تو ایک تیا بوریا پایا کہ جس پر حسین بن علی علیہما السلام کا بدن اطہر تھا اور اس سے کتوری کی خوشبو آتی تھی پس میں نے اس بوریا کو اسی حالت میں رہنے دیا جب کہ بدن

حسین علیہ السلام بوریے کے اوپر تھا اور میں نے حکم دیا اور پرمٹی ڈالنے کا اور اس پر میں نے پانی پھوڑ دیا۔

نیز ابو جہار دوسے روایت ہے حسین علیہ السلام کی قبر کے سربانے اور پانچوں کی طرف سے سب سے پہلے کودا گیا تو اس سے بہت ہی عذرہ کستوری کی خوشبو نکل کر جس میں کسی کو شک نہیں تھا۔

اور مشہور حدیث میں جو زائدہ سے مروی ہے کہ جس کا ابتدائی حصہ گزشتہ فصل کے آخر میں نقل ہو چکا ہے جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے عرض کیا کہ آپ کا یہ نواسہ اور ہاتھ سے سین کی طرف اشارہ کیا آپ کی ذریت اور آپ کے اہل بیت اور آپ کی امت کے بہترین افراد کی ایک جماعت کے ساتھ قرأت کے کنارے اسی زمین میں کر جائے کہ بلا کے نام سے پکارا جاتا ہے یہاں تک کہ کہا جب یہ جماعت اپنے بیٹے کی جگہ کی طرف نکلے گی تو اللہ عزوجل اپنے ہی ید قدرت سے ان کے قبضہ اروح کا موتی ہوگا اور ساتویں آسمان سے زمین کی طرف ملائکہ اتریں گے کہ جن کے ساتھ یا قوت و زمرہ کے ظروف و برتن ہوں گے جو آب حیات سے پر ہوں گے اور حنبت کے حملے اور لباس ہوں گے اور حنبت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوگی پس اس آب حیات سے ان کے بدنوں کو غسل دیا جائے گا اور وہ جنت کے حملے اور لباس انہیں پہنائے جائیں گے۔ اور ان خوشبوؤں کے ساتھ انہیں حنوط کیا جائے گا اور آسمان کے فرشتے صف باصف ان پر نماز پڑھیں گے پھر خدا آپ کی امت میں سے ایک قوم کو مبعوث کرے گا کہ جنہیں یہ کفار نہیں پہچانتے ہوں گے اور جو اس خون میں شریک نہیں ہوئے ہوں گے نہ قول سے نہ فعل سے اور نہ نیت سے پس وہ ان کے ابدان و لاشوں کو دفن کریں

گے اور اس وادی میں سید الشہداء کی قبر کی نشانی اور بنیاد قائم کریں گے جو اہل حق کے لیے نشان ہو گا اور مومنین کے لیے قوت و کامیابی کا سبب بنے گا اور ہر آسمان کے فرشتوں میں سے ایک لاکھ فرشتہ ہر دن اور ہر رات اسے گھرے رکھے گا وہ ان پر صلوات و درود بھیجیں گے اور ان کے پاس اللہ کی تسبیح کریں گے اور آپ کے تائثرین کے لیے اللہ سے استغفار کریں گے اور جو جو اشخاص زائرین کر آئیں گے وہ ان کے نام ثبت کریں گے۔

jabir.abbas@yahoo.com

ساتویں فصل

درد اہل بیت در کوفہ

ابن سعد ان قیدیوں کے ساتھ کربن کی طرف اشارہ ہو چکا ہے چلا پس جب وہ کوفہ کے قریب پہنچے تو اہل کوفہ انہیں دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے راوی کہتا ہے تو کوفہ کی عورتوں میں سے ایک عورت نے جھانک کر دیکھا اور کہا کہ تم خواتین کہاں کے قیدیوں میں سے ہو تو انہوں نے کہا ہم آل محمد علیہم السلام کے قیدیوں میں سے ہیں پس وہ عورت اپنے مکان کی چھت سے اتر آئی اور ان کے لیے چادریں برقعے اور مقننے جمع کئے اور انہیں دیئے کہ جس سے انہوں نے پردہ کیا۔

راوی کہتا ہے اور عورتوں کے ساتھ علی بن الحسین علیہما السلام بھی تھے کہ جنہیں بیماری نے لاغر و نحیف کر دیا تھا اور حسن بن حسن مثنیٰ تھے انہوں نے اپنے چچا اور امام کے ساتھ مواسات کی تھی تلواروں کی ضرب اور نیزوں کے زخموں پر صبر کرنے میں البتہ زخمی حالت میں انہیں میدان میں سے اٹھالے گئے تھے جب کہ وہ زخموں سے چور تھے، نیزان کے ساتھ زید، اور عمر (عمر و غل)، امام حسن سبط رسول کے دو فرزند تھے پس اہل کوفہ فوج اور گریہ کرنے لگے تو جناب علی بن الحسین علیہما السلام نے فرمایا تم ہمارے لیے فوج و گریہ کرتے ہو پس میں کس نے قتل کیا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں عقیلہ بنی ہاشم زینب بنت علی بن ابی طالب علیہا السلام

روایت ہے کہ جب ان کے والد گرامی کو ابن بلعم نے ضرب لگائی تھی اور آپ میں موت کے آثار کو ملاحظہ کیا تو آنجناب کے سامنے ام ایمن دالی حدیث پیش کی اور عرض کیا کہ مجھ سے ام ایمن نے اس طرح حدیث بیان کی ہے اور یہی دست رکھتی ہوں کہ وہ حدیث میں آپ سے سنوں تو آپ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی یہ حدیث اسی طرح ہے کہ جیسے ام ایمن نے بیان کی ہے اور گویا میں تجھے اور تیرے خاندان کی خواتین کو قیدیوں کی طرح اس شہر میں دیکھ رہا ہوں قلت و غوری اور خشوع و انکساری کے ساتھ تمہیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں تمہیں کوئی اچک نہ لے پس میر کہہ تا صبر کرنا پس قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے دانے کو شکاف قہ کیا ہے اور نفس انسانی کو پیدا کیا ہے اس وقت پشت تیریں پر اللہ کا ولی و دوست تمہارے اور تمہارے محب و دوستوں اور شیعوں کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔

ابو منصور طبری نے احتجاج میں کہا ہے اس دن کا زینب بنت علی علیہا السلام کا خطبہ اہل کوفہ کے سامنے انہیں سمر زینش تواریخ اور ملامت کرتے ہوئے قدامت علیہ السلام بن سیر اسدی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ یہ (۶۱ھ) اکسٹھ ہجری کے ماہ محرم میں کوفہ میں وارد ہوا اور یہ وہ وقت تھا جب علی بن الحسین کو خواتین عصمت کے ساتھ کوفہ میں لا رہے تھے آپ اس وقت بیمار تھے انہیں دیکھ کر کوفہ کی عورتیں تدبیر کرتیں اور گریبان چاک کرتی تھیں اور مرد بھی ان کے ساتھ روتے تھے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے ان سے نجف و کمزور آوازیں فرمایا جب کہ بیماری نے انہیں رنجور و کمزور کر رکھا تھا یہ لوگ رو رہے تھے پھر میں ان کے علاوہ کس نے قتل کیا ہے پس زینب بنت علی بن ابی طالب علیہا السلام نے لوگوں کی طرف خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔

تو حزام اسدی کہتا ہے خدا کی قسم میں نے کوئی باجیاد خاتون جناب زینب بنت
امیر المومنین سے زیادہ صیخ و مبلغ نہیں دیکھی گو یادہ باپ کی زبان سے بول رہی تھیں
اور امیر المومنین کے کلمات ان کی زبان سے نکل رہے تھے اس اثر و حام اور اجتماع
میں کہ جہاں ہر طرف سے آواز بلند تھی جب لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو
جاؤ تو فوراً سانس سینوں میں رک گئے اور اذٹوں کی گنگنیٹوں کی آواز بھی بند ہو
گئی اس وقت اس محذور منہ نے خطبہ شروع کیا اور خدائے پاک کی تعریف اور خواجہ
نولاک پر درود کے بعد فرمایا اے اہل کوفہ اے اہل مکہ و فریب اور وقت پر
ساتھ نہ دینے والے کیا تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو تمہاری آنکھیں کبھی بھی آنسو
بہانے سے نہ رکیں اور تمہارے نالے ختم نہ ہوں تمہاری مثال تو بس اس عورت
کی سی ہے جو اپنے صحت کو مضبوطی سے کاٹنے کے بعد اس کے سانگے کھول دے
کیونکہ تم نے بھی ایمان کی رسی بٹی اور پھر اسے کھول دیا اور کفر کی طرف پلٹ گئے
تم میں کوئی اچھی خصلت و عادت نہیں نگریہ کہ تم لاف بندی کرتے اور خود پسند دشمنی
کرنے والے اور درد و غم اور لڑائیوں کی طرح چال پوسی کرنے والے اور دشمنوں
کی طرح چشمک و غمازی کرنے والے ہو تمہاری مثال اس گھاس جیسی ہے جو مزلہ
پراگی ہوئی ہو یادہ چوناجو قبر کے اوپر لگا ہو پس برا تو شہ ہے جو تمہارے نفوس نے
تمہاری آخرت کے لیے ذخیرو کیا ہے اور جس نے غضب خدا تمہارے اوپر لازم
قرار دیا ہے اور تمہیں ہمیشہ کے لیے جہنم میں جگہ دی ہے میں قتل کرنے کے بعد ہم
پر روتے ہو خدا کی قسم تم رونے کے مستحق ہو پس زیادہ گریہ کرو اور تھوڑے مہنسو
کیونکہ تم نے اپنے صحن خانہ کو عیب و تنگ ابدی کے ساتھ ملوث کیا ہے کہ جس کی
الائش کسی پانی سے نہیں دھوئی جاسکتی اور کس طرح اس تنگ و عار کو دھو سکتے ہو

اور جگر گوشہ خاتم النبیین اور جو انسان جنت کے سردار کے قتل کرنے کی کس چیز سے تلافی کر دے کہ جو تمہارے نیک لوگوں کی پناہ گاہ تمہارے مصائب و بلیات کے لیے مغز و مادّی اور تمہارے راستوں کی علامت اور تمہارے جادوؤں کو روشن کرنے والے اور تمہاری محبتوں اور دلیوں کے زعم و متکلم تھے کہ حادثہ میں تم ان سے پناہ لینے اور شریعت کے احکام ان سے سیکھتے تھے یا در کھو کہ تم نے بہت بڑا گناہ محشر کے لیے ذخیرہ کیا ہے پس تمہارے لیے ہلاکت ہو اور تم عذاب خدا میں منہ کے بن کر دو اور اپنی سعی و کوششیں ناپائیدار موحاؤ اور تمہارے ہاتھ کٹ جائیں اور تمہارے عہد و میثاق خسارہ و زیان کا سبب بنیں تم غضب خدا کی طرف لوٹے ہو اور ذلت و رسوائی نے تمہیں گھیرا ہوا ہے تم پر وائے ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ کس جگر رسول کو تم نے پارہ پارہ کیا ہے اور ان کا کون سا خون تم نے بہایا ہے اور ان کی کون سی عصمت مآب بیٹیوں کو تم نے بے پردہ کیا ہے اور سخت اور عجیب مصیبت تم لائے ہو کہ جس سے آسمان پھٹ جائے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور تمہارے اس قبیح و نامناسب کام نے آسمان و زمین کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے کیا تمہیں تعجب ہوا ہے کہ ان برے کاموں کے آثار سے آسمان خون رو رہا ہے حالانکہ بعد میں اس کے جو آثار تم پر ظاہر ہوں گے وہ ان سے زیادہ عظیم اور زیادہ رسوا کرنے والے ہوں گے پس اس مہلت پر جو تمہیں ملی گئی ہے خوش دل اور مغرور نہ ہو کیونکہ خدا بد لہ لینے میں جلدی نہیں کرتا اور اسے یہ خوف نہیں ہے کہ انتقام کا وقت ہاتھ سے نکل جائے گا اور خدا گنہگاروں کی کینیں سے ہے پھر اس مخدرہ سلام اللہ علیہا نے یہ اشعار انشاء فرمائے۔ ما ذا تقولون اذا قال النبی لکم، ما ذا صنعتم و انتھم اخر الامر، باھل بیٹی و اولاد

و تکرمتی منهم اساری ومنهم خرجوا بدم = ما کان جزائی اذا نصحت
لکھ ان تخلصونی بسوء فی ذوی رحمہ انی لا اخشی علیکم ان یحل بکمہ -
مثل العذاب الذی اودی علی ارمہ -

کیا جواب دو گے جب نبی اکرم نے تم سے پوچھا تم نے کیا کیا میرے اہل بیت اور میری
اولاد میرے باکرامت خاندان کے ساتھ کہ انہیں سے کچھ قید اور کچھ خون سے لت
پت ہیں جب کہ تم آخری امت ہو میری یہ جزا اور بدلہ نہیں تھا جو نصیحت و غلوں
میں نے تمہارے بارے میں بتا کہ تم میرے بھائی و اقربا میں میرے بڑے جانشین
جو مجھے خوف ہے کہ تم پر اس قسم کا عذاب نازل ہو جو شہرام کی ہلاکت کا باعث ہوا۔
پھر وہ غمزہ واپس چلی گئیں۔

خدا مکتا ہے پس میں نے لوگوں کو حیران و پریشان دیکھا کہ انہوں نے اپنی
انگلیاں اپنے منہ میں ڈال رکھی تھیں پس میں ایک بڑے شخص کی طرف متوجہ ہوا جو
میرے پہلو میں کھڑا تھا کہ جس کی دڑھی گریہ و کاسے تر ہو چکی تھی اور اس کا ہاتھ
آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا میرے ماں باپ ان پر قربان
جائیں ان کے بڑے بہترین ہیں ان کے جوان بہترین ہیں اور ان کی عورتیں بہترین
ان کی نسل نسل کریم اور ان کا فضل عظیم ہے پھر اس نے یہ شعر پڑھا کہ مولہم
خیر الکھول و نسلہم - اذ عند نسل لایسور ولا یخزی ان کے بڑے
بہترین ہیں اور ان کی نسل جب نیلیں شمار کی جائیں ہلاک ہونے والی اور رہوا ہونے
والی نہیں ہے۔

پس علی بن الحسین علیہما السلام نے فرمایا اے چھوٹی جان آپ خاموش ہو جائیں
باقی کے لیے گورے ہوئے سے عبرت ہے اور آپ الحمد للہ عالمہ غیر معلم ہیں اور ایسی

ہاں ہم ہیں کہ جنہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں اور گریہ و نالہ سے گیا ہوا واپس نہیں آسکتا پس وہ غمزہ خاموش ہو گئیں۔

پھر آپ اونٹ سے اترے اور خیمہ نصب کیا اور خواتین کو اتارا اور خیمہ میں چلے گئے۔

حضرت علی بن الحسین کا احتجاج اہل کوفہ کے خلاف جب آپ خیمہ سے نکلے اور دھوکہ اور بیعت توڑنے پر اہل بیتیں زبردستی تویخ۔

پھر خدام بن سیر کنتا ہے پس زین العابدین علیہ السلام خیمہ سے لوگوں کی طرف نکلے اور اس کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ پس وہ خاموش ہو گئے جب کہ آپ کھڑے ہوئے تھے پس آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجا۔ اسی کے بعد فرمایا اے لوگو جو مجھے پہچانتے ہو اور جو تمہیں پہچانتا ہوں سو وہ جان لے کہ میں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جو فرات کے کنارے قریح ہوا یعنی اس کے کہ اس سے کسی خون کا مطالبہ رکھتے ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جس کی ہتک حرمت کی گئی ہے اور اس کا مال لوٹ لیا گیا ہے اور اس کے اہل و عیال قید کر لیے گئے ہیں میں اس کا بیٹا ہوں جسے ہر طرف سے گھیر کر قتل کیا گیا ہے اور یہی بات میرے فخر کے لیے کافی ہے اے لوگو میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم بھول چکے ہو کہ تم نے میرے باپ کو قتل کیا تھا جب انہوں نے تمہاری دعوت کو قبول کر لیا تو تم مکہ و قریب کے راستے پر چلے گئے کیا تمہیں یاد نہیں آتا کہ تم نے میرے باپ کے ساتھ عہد و پیمان باندھے تھے اور ان کی طرف بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائے تھے پھر انہیں قتل کیا اور وقت آنے پر ان کا ساتھ نہیں دیا پس ہلاکت ہو تمہارے لیے ان اعمال

کی وجہ سے جو آخرت کی طرف بھیج چکے ہو کتنی بری رائے ہے جو تم نے اپنے لیے پسند کی ہے کسی آنکھ سے تم رسول خدا کی طرف دیکھو گے جب وہ تم سے فرمائیں گے کہ تم نے میری عزت کو قتل کیا تھا اور میری ہتک حرمت کی تھی تم میری امت میں سے نہیں ہو۔

جب سید مجاہد کا خطبہ یہاں تک پہنچا تو ہر ناحیہ و جانب سے گریہ واری کی آواز بلند ہوئی تو آپ نے دوبارہ گفتگو شروع کی اور فرمایا خدا رحم کرے اس شخص پر جو میری نصیحت کو قبول کرے اور میری وصیت کو خدا، رسول اور اہل بیت کی راہ میں یاد رکھے کیونکہ ہمارے لیے رسول خدا کی ذات میں شائستہ متابعت اور بہترین جائے اقتداء ہے سب لوگ کہنے لگے اے فرزند رسول ہم سب آپ کے فرمان کو قبول کرتے اور آپ کے عہد و پیمان کی نگہبانی کرتے اور آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور آپ سے کبھی بھی روگردانی نہیں کریں گے اور جو حکم آپ صادر فرمائیں ہم اطاعت کے لیے تیار ہیں خدا آپ پر رحم کرے جس سے آپ چاہیں گے جنگ کریں گے اور صلح کریں گے ہر اس کے ساتھ جس سے آپ صلح کریں گے یہاں تک کہ ہم انتقام کے لیے اس کو پکڑ لائیں گے میں نے آپ پر اور ہم پر ظلم کیا ہے آپ نے فرمایا صححات چھوڑ دانا باتوں کو اے حیلہ باز وہ کہ تم نے سوائے دعا و قریب کے کوئی صفت نہیں اپنائی میں تمہارے دھوکہ میں نہیں آتا تمہارے اور تمہاری خواہشات کے درمیان حائل پیدا ہو گیا ہے کیا پھر ارادہ کر لیا ہے کہ مجھ سے وہی سلوک کرو جو میرے باپ دادا سے پہلے کیا ہے حاشا و کلا خدا کی قسم ابھی تک وہ زخم جو میرے باپ کی شہادت کی وجہ سے ہمارے قلب و جگر پر لگے ہیں درست نہیں ہوئے ابھی تو کل کی بات ہے

کو میرے باپ اپنے اہل بیت سمیت شہید ہوئے ابھی تو رسول خدا اور میرے باپ اور بھائیوں کے مصائب مجھے فراموش نہیں ہوئے اور ان کا خون و ملال اور غم و اندوہ مجھے دامن گیر ہے اور اس کی تلخی میرے منہ اور سینہ میں تکلیف دے رہی ہے اور اسی کا غم و غصہ میرے سینہ میں جاری و ساری ہے میں تم سے یہی چاہتا ہوں کہ نہ ہمارا ساتھ دو اور نہ ہمارے خلاف کچھ کرو اور فرمایا (اشعار کا ترجمہ) کوئی حرج نہیں اگر حسین شہید ہو گئے ان کے باپ تو حسین سے بہتر اور مکرم تر تھے پس اے اہل کو قراں مصیبت پر خوش نہ ہو جو حسین پر بہت بڑی مصیبت آئی ہے جو فرات کے کنارے شہید ہوئے میری روح ان پر قربان اور جس نے انہیں قتل کیا اسی کی جزا اور بدلہ جہنم کی آگ ہے۔

نیز اسی کتاب میں ہے جناب فاطمہ صغریٰ کا اہل کو قراں پر احتجاج زید بن موسیٰ بن جعفر سے ان کے آباء و اجداد علیہم السلام سے روایت ہے کہ فاطمہ صغریٰ نے تخلیہ پڑھا بعد اس کے کہ انہیں کو بلا سے (کو قراں کی طرف) پلٹا یا گیا تو انہوں نے فرمایا حمد ہے خدا کی ریت کے ذرات اور سنگریزوں کی تعداد میں اور عرش سے لیکر فرش تک کے وزن کے برابر میں اس کی حمد کرتی ہوں اور اسی پر ایمان رکھتی ہوں اور اس پر توکل کرتی ہوں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ ایک اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے عبد اور رسول ہیں اور آپ کی اولاد فرات کے کنارے کسی خون کے مطالبہ کے بیگناہ ذبح کیا ہے خدا یا تجھ سے پناہ مانگتی ہوں کہ اس سے کہ تجھ پر جھوٹ بولوں اور اس کے خلاف کہوں کہ جو کچھ تو نے علی بن ابی طالب کی وصایت کے سلسلہ میں عہد و پیمان بھیجا ہے کہ جس کا حق انہوں نے چھینا ہے اسے بیگناہ خدا

کے ایک گھر میں انہوں نے شہید کیا جیسا کہ کل انہوں نے اس کے فرزند کو شہید کیا، وہاں ایک جماعت تھی کہ جو زبانِ مسلمان تھے نابود ہی ہوا ان کے لیے کہ آپ سے پیاس دور نہ ہو سکی زنان کی زندگی میں اور نہ موت کے بعد یہاں تک کہ تو نے ان کی روح کو قبض کیا قابلِ تعریف نفس اور پاکیزہ اصل ہے جس کے مناقب مشہور اور مذاہب و طور طریقہ معروف ہیں تیرے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور مذمت کرنے والے کی مذمت کی پرواہ نہیں کرتا اسے پروہ و ریگاز بچپن سے تو نے اسے اسلام کی طرف ہدایت کی اور بڑے ہونے کے بعد اس کے مناقب قابلِ تعریف ہیں وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسول صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ کے مقابل میں غلص رہا یہاں تک کہ تو نے اسے اپنے قبض میں اس کی روح کو لے گیا دنیا میں راہ اور اس پر چریں نہیں تھا آخرت کی طرف راغب اور تیری راہ میں تیرے لیے جہاد کرتا تھا تو نے اسے پسند فرمایا اسے مختار و منتخب قرار دیا اور صراطِ مستقیم کی طرف اسے ہدایت کی ابالعدائے اہل کفر و ذمہ و مکبر ہم اہل بیت ہیں کہ اللہ نے ہمارے امتحان ہمارے ذریعہ اور تمہارا امتحان ہمارے ذریعہ کیا پس اس نے ہماری آزمائش کو حسن و اچھا قرار دیا اور اپنا علم ہمارے پاس اور اپنی فہم ہمیں عطا کی ہم اس کے علم اور اس کے فہم و حکمت کا طرفہ دعا ہیں اور اس کے شہروں میں اس کے بندوں پر زمین میں اس کی حجت ہیں ہمیں اللہ نے مکرم کیا اپنی کرامت کے ساتھ اور ہمیں نفیلت بخشی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی وجہ سے اپنی بہت سی مخلوق پر پی تم نے ہماری تکذیب کی اور ہمارا کفران کیا اور ہم سے جنگ کرنے کو حلال سمجھا اور ہمارے اموال کے ٹوٹنے کو جائز قرار دیا گو یہ ہم ترک یا تمہارے اولاد ہیں جیسا کہ تم نے کل ہمارے جدا محمد کو شہید کیا اور تمہاری تواروں

ہم اہل بیت کا خون چمکتا ہے قدیمی عقد و کینہ کی بناء پر کہ جس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں اور تمہارے دل خوش ہوئے ہیں اللہ پر حیرت کرتے ہوئے اور مکر و فریب کرتے ہوئے اور اللہ بہترین جزائے مکر وینے والا ہے پس تمہارے دل ہمارے خون بہانے اور ہمارے مال لوٹنے سے خوش نہ ہوں کیونکہ جو عظیم مصائب ہمیں پہنچے ہیں اور جو بڑی بڑی تکلیفیں ہم جھیلی ہیں فی کتاب من قبل ان نبراہا ذلک علی اللہ یسیر۔ لکھلا ماسوا علی ما فاتکم ولا تغر حوا جائنا کہم واللہ لا یحب کل مختال فخصوسا۔ زمین میں اور تمہاری جان میں کوئی مصیبت نہیں پہنچی مگر وہ جو کتاب میں ہے اس سے پہلے کہ ہم اسے شفا بخشیں کیونکہ وہ خدا پر آسان ہے تاکہ تمہیں افسوس نہ ہو اس پر جو تمہارے ہاتھ سے گیا ہے اور تمہیں خوشی نہ ہو اس چیز پر کہ جو تمہیں مل گئی ہے خدا کسی ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا کہ جو تکبر و فخر کرے ہلاکت ہو تمہارے لیے پس لعنت و عذاب کا انتظار کرو گزیرا وہ تم پر نازل ہو چکا ہے اور تمواتر آسمان سے عذاب نازل ہو رہے ہیں پس وہ تمہیں نابود کرے گا بسبب اس کے جو تم نے کسب کیا اور تمہیں ایک دوسرے کی جان میں ڈالے گا پھر قیامت کے دن تم دردناک عذاب میں ہمیشہ رہو گے بسبب اس ظلم کے جو تم نے ہم پر کیا ہے خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے کس ہاتھ نے ہم پر کمرش و زیادتی کی ہے اور کونسا نفس ہے کہ جو ہم سے جنگ کرنے کی طرف راغب ہے یا کس پاؤں سے تم ہماری طرف چلے ہو ہم سے جنگ کرنے کے لیے تمہارے دل سخت ہو گئے ہیں اور تمہارا جگر موٹے ہو گئے ہیں اور تمہارے دلوں پر مہر لگ گئی ہے اور تمہارے کانوں اور آنکھوں پر مہر لگی ہوئی ہے شیطان کا جادو تم پر چل گیا ہے اور امید لائی

ہے اور تمہاری آنکھوں پر پرودہ ڈال دیا ہے پس تم ہدایت حاصل نہیں کر سکتے ہلاکت ہو تمہارے لیے اے اہل کوفہ کتنے رسول اللہ کے انتقام اور بدلے تمہارے ذمہ ہیں پھر تم نے ان کے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ میرے دادا سے اور ان کے بیٹوں جو نبی کی قدرت پاک و پاکیزہ اور عمدہ لوگ تھے عذر و دھوکہ کیا اور اس پر ایک فخر کرنے والے نے فخر کیا اور کہا نحن قتلنا علیاً و بنی - علی بسبب ہذا یہ درماح - و بیننا نساً شہم سبی ترک - و نطخنا ہم وای نطاح ہم نے علی اور اولا د علی کو ہندی تلواروں اور نیزوں سے قتل کیا اور ان کی عورتوں کو ترک کے قیدیوں کی طرح قید کیا اور ان سے جنگ کی کیسی جنگ

اے کئے والے تیرے مذہب میں خاک ہو - ایسی قوم کے قتل کرنے پر تو فخر کرتا ہے کہ جنہیں خدا نے پاک و پاکیزہ کیلئے اور ان سے ہر قسم کی پلیدی دور کی ہے پس اپنا انس روک لے اور اپنی جگہ کئے کی طرح بیٹھ جس طرح تیرا باپ بیٹھا تھا ہر شخص کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے آگے بھیجا ہے تم نے ہم پر حسد کیا تمہارے لیے ہلاکت ہو جو فضیلت خدا کے ہمیں بخشی ہے فنا ذنبنا ان جانش دھرا بجزو رنا - و بحرک ساجر لایواری الا عامصا ہمارا اس میں کیا گناہ ہے کہ ہمارے سمندر پانی سے پر ہیں اور تیرا دریا خشک ہے اور وہ ایک کیرٹے کو بھی نہیں چھپا سکتا یہ خدا کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے جسے خدا نورد و روشنی نہیں دیتا وہ تو نہیں رکھتا -

راوی کہتا ہے روئے کی آوازیں بلند ہوئیں اور انہوں نے کہا اے پاکیزہ افراد کی بیٹی بس بس ہمارے دونوں کو آگ لگا دی اور ہماری گردنوں کو جھکا دیا اور ہمارے اندر آگ لگا دی پس وہ بی بی خاموش ہو گئی اس پر اس کے باپ اور دادا

دنیا پر سلام۔

جناب ام کلثوم دختر علی کا کوفہ میں خطبہ

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ خطبہ سید نے مہوف میں روایت کئے ہیں اور اس خطبہ کے بعد کہا ہے اور اس دن جناب ام کلثوم بنت علی علیہ السلام نے یہ پردہ خطبہ دیا اور گریہ بلند کرنے کے بعد فرمایا اے اہل کوفہ برا ہو تمہارا نہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا اور انہیں شہید کیا اور ان کا مال لوٹا اور اپنے آپ کو اس کا وارث بنالیا اور ان کی خواتین کو قید کیا اور آنجناب کی سرکوبی کی پس ہلاکت و نابودی ہو تمہارے لیے و ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تم جلتے ہو کہ کون سے مصائب اپنے اوپر ڈھائے ہیں تم نے اور کون سا بوجھ گناہوں کا اپنی پشتوں پر لا دیا ہے اور کیسے خون تم نے بہائے ہیں اور کون سی شریف زادیوں کو تم نے قید کیا اور کون سے بچوں کو تم نے لوٹا اور کون سے مال تم نے چھینے تم نے پیغمبر کے بعد بہترین مردوں کو شہید کیا اور تمہارے دلوں سے رحمت و نرم دلی حسینؑ لی گئی یاد رکھو کہ اللہ کا حزب و جماعت ہی کا مایاب و کامران ہے اور شیطان کا حزب و جماعت خسارے اور نقصان میں ہے پھر آپؑ نے فرمایا قتلتم اخی صبرا فویل لد مکم۔ سبجزون ناراً حرہا یتوقد۔ سفکتہم دماء حرم اللہ سفکھا۔ وحرمھا القرآن ثم محمد الا فال بشر و بال نار انکم غدا۔ نفی سقر حقایقینا تخلدوا۔ وانی لا بکی فی حیاتی علی اخی۔ علی خیر من النبی بسو لد بد مع عزیز مستهل مکفکف۔ علی الخد منی دائماً لیس یحمد۔ تم نے میرے بھائی کو ہر طرف سے گھیر کر شہید کیا ہے جس کا بدلہ تمہیں وہ آگ ملے گی

جو ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے تم نے وہ خون بہائے ہیں جنہیں خدا قرآن اور محمد نے حرام قرار دیا ہے پس تمہیں جہنم کی آگ کی بشارت ہو تم کل یقیناً جہنم میں ہمیشہ کے لیے جا رہے ہو گے اور میں زندگی بھر اپنے بھائی پر روتی رہو گی جو نبی اکرم کے بعد بہترین خلق پیدا ہوا ایسے آنسو کے ساتھ جو مثل سیلاب کے اور مثل بارش کے میرے رخسار پر جاری رہیں گے اور کبھی خشک نہیں ہوں گے، راوی کہتا ہے کہ لوگ گریہ و شیون و نالہ سے چیخ و پکار کرنے لگے عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور سر پر خاک ڈالی اور چہرے نوپے اور رخسار پیٹے اور وا دیلا کرتی تھیں اور مرد گریہ کرتے اپنی ڈاڑھیاں نوچتے اس دن کی طرح عورتیں اور مرد گریہ کرتے نہیں دیکھے گئے۔

علامہ مجلسی نے بحاری میں کہا ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض معبر کتب میں بغیر سند کے مسلسل طور پر دیکھا ہے کہ مسلم حصاص (چوہنا پھیرنے والے) سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے ابن زیاد نے کوفہ کے دارالامادہ کو مرمت کے لیے بلایا تھا جس وقت میں دروازوں پر چوہنا پھیر رہا تھا تو اچانک اطراف کوفہ سے نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں پس میری طرف ایک خادم آیا جو چارے ساتھ تھا تو میں نے اس سے کہا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں کوفہ میں نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہیں تو اس نے کہا اس وقت ایک خارجی کامرلا رہے ہیں کہ جس نے بیزید کے خلاف خروج کیا تھا تو میں نے کہا وہ خارجی کون اس نے کہا حسین بن علیؑ

وہ کہتا ہے کہ میں نے خادم کو وہیں چھوڑا اور خود باہر نکلا میں نے اپنا منہ آٹنا پٹیا کہ مجھے خوف ہو کہ کہیں میری آنکھیں نہ ضائع ہو گئی ہوں اور میں نے چوٹے سے ہاتھ دھوئے اور قصر الامادہ کی پشت کی جانب سے باہر نکلا اور کہا اس

(میدان کوفہ) میں آیا اچانک میں کھڑا ہوا تھا اور لوگ قیدیوں اور سروں کے پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اچانک تقریباً ہودج و کجاوے چالیس اونٹوں پر بڑے بڑھے کہ جن میں مستورات خواتین اور اولاد ناظمہ علیہا السلام تھیں اور اچانک علی بن الحسین ایک اونٹ پر تھے جس پر ساز و سامان سکون نہ تھا اور آپ کی گردن کی رگوں سے خون فوارہ کی طرف جاری تھا اور وہ جناب اس کے باوجود رو رہے تھے اور فرماتے تھے یا امة السوء لاسقیا الربکم یا امة لعنوا عی جدنا فینا۔ لو اننا ورسول الله یجمعنا یوم القیمة ما کذتم تقولونا لا تلبون داعینا۔ تصفقون علینا کفکم فرحاً۔ و انتم فی فجاج الارض تسبوننا۔ الیس جدی رسول الله و یدکم اهدی البریة من من سبل المضلین۔ یا وقعہ الطف قد اوسا شتی حزناً والله تهتک استار المنسیا۔

اے میری امت نہ سیراب ہو تمہاری منزل اے وہ امت کہ جس نے ہمارے بارے میں ہمارے نانا کی رعایت نہیں کی اگر ہمیں ہیں اور رسول اللہ کو قیامت کا دن جمع کر دے تو تم کیا کہو گے ہمیں ننگے کجاووں پر تم نے چلایا گو یا ہم نے دین کی عمارت کو ہم نے پختہ و مضبوط نہیں کیا اے بنی امیہ کب تک ان مصائب و الام پر رہے رہو گے اور ہمارے داعی کی آواز پر لبیک نہیں کرو گے تم ہمارے خلاف غرض ہو کر تالیاں بجاتے ہو اور تم اطراف زمین میں ہم پر سب دشمن کرتے ہو کیا میرا نانا رسول اللہ نہیں دیں و ہلاکت ہو تمہارے لیے جو گمراہ کرنے والوں کے راستوں سے تمام مخلوق میں سے زیادہ ہدایت کرنے والا ہے اے واقعہ طف کو بلا تو نے مجھے حزن و ملال کا وارث بنا دیا ہے

خدا کی قسم ہم سے برائی کرنے والوں کے چہروں پر جو پردے پڑے ہیں یہ پھٹ و ہٹ جائیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ اہل کوفہ ان بچوں کو جو معجزوں پر تھے کھجور روٹیاں اور بارام وغیرہ دیتے تھے جناب ام کلثوم نے چیخ کر بلند آوازیں فرمایا اے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور آپ وہ چیزیں بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے چھین کر زمین پر پھینکتی تھیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس محذرہ نے یہ سب باتیں کیں تو لوگ ان کی مصیبتوں پر رونے لگے اس کے بعد جناب ام کلثوم نے اپنا سر محل سے نکالا اور ان سے کہا خاموش ہو جاؤ اے اہل کوفہ تمہارے مرد ہیں قتل کرتے ہیں اور نہ ماری عورتیں ہم پر گریہ کرتی ہیں پس ہمارے اور تمہارے درمیان فصل قضا کے مرن حکم کرنے والا ہے جب وہ محذرہ ابھی خطاب کر رہی تھیں کہ اچانک چیخ دیکر بلند ہوئی کہ اچانک وہ سر یکھ آئے کہ من کے آگے آگے حسین علیہ السلام اور وہ نورانی اور جاندار سیاحہرہ تھا جو ساری مخلوق سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور آپ کی ریش مبارک پچھلے شک مبرہ کی طرح سیاہ تھی اور غضاب اس سے متصل تھا اور آپ کا چہرہ طلوع کرنے والے چاند کے دائرہ کی طرح تھا اور ہوا آپ کی ریش مبارک کو دائیں بائیں ہلاتی تھی پس جناب زینب علیہا السلام ان کی طرف متوجہ ہوئیں تو اپنے بھائی کا سر دیکھ کر اپنی پیشانی محل کے اگلے حصہ پر ماری یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ خون ان کے مقعد کے نیچے سے نکل رہا ہے اور ان کی طرف جلن کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

یا ہللا لما استتم کمالا - غالہ خسفہ فامبا اغروباً -

ما توهمت شقیق فؤادی۔ کان هذا مقدراً مکتوباً۔ یا اخی
 فاطمہ الصغیرۃ کلمہا۔ فقد کاد قلبہا ان یدوباً۔ یا اخی
 قلبک الشفیق علینا۔ مالہ قد قسی و صار صلیباً۔ یا اخی لو
 تری علیا لدی الہ۔ سر مع الیتیم لا یطیق جواباً۔ کلمہا اوجعہ بالضرب
 فاذا ک بذل یفیض دمعا سکوباً۔ یا اخی ضمه الیک و قربہ۔ وسکن فؤادہ
 المدعو یا اذل الیتیم حین ننادی بابیہ لا اہلہ اے پہلی کے چاند کہ جس کے کمال کا وقت ابھی
 نہیں آیا کہ اچانک اسے گہن لگ گیا پس وہ غروب کر گیا اے میرے دل کے ٹکڑے
 مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ یہ امر مقدر اور لکھا ہوا تھا۔ اے بھائی چھوٹی فاطمہ سے
 بات کر قریب ہے کہ اس کا دل یگل جائے۔ اے بھائی تم پر جو تیرا دل شفیق و
 مہربان تھا اسے کیا ہو گیا ہے کہ وہ بہت سخت ہو گیا ہے، اے بھائی کاش آپ
 علی زین العابدین کو دیکھتے قید ہوتے وقت جب کہ وہ یتیم بھی ہو چکے تھے کہ ان میں
 جواب دینے کی طاقت باقی نہ رہی جب اسے ضرب تازیانہ سے تکلیف پہنچا
 تو وہ آپ کو پکارتا ذلت و رسوائی کے ساتھ اور اس کے آنسو برسے لگتے یا بھائی
 اسے گلے لگاؤ اور اسے اپنے قریب کر لو اور اس کے گھبرائے ہوئے دل کو تسکین
 دو کہ ذلت ہے یتیم کے لیے کہ جب وہ اپنے باپ کو پکارے تو اسے جواب
 دیتے ہوئے نہ دیکھے۔

آٹھویں فصل

درود اہل بیت دربار عبداللہ ابن زیاد

حسینؑ مظلوم کے اہل بیت کا عبداللہ بن زیاد و میثوق کے دربار میں داخلہ قابل و ثوق راویوں سے ثابت ہے کہ عمر سعد لعین نے غیر الانبیاء کی امانتوں کو ایسے اونٹوں پر سوار کیا کہ جن کے اوپر نہ سایہ تھا اور نہ نیچے فرش پس انہیں اس طرح سے ہانک کر لائے جیسے قیدیوں کو ہانک جاتا ہے جب کہ ذہن داخل ہوئے تو ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کے آگے آگے حسینؑ کا سر جو پس انہوں نے سر مبارک کو نیزہ پر سوار کیا اور دوسرے سروں کے ساتھ بھی یہی عمل کیا گیا اور انہیں لشکر و قیدیوں سے آگے آگے لے چلے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوئے پھر سر مبارک کو گلی کوچوں اور بازاروں میں پھرایا، ابن اثم کے قوت میں اس طرح ہے اور عاصم کے واسطے سے زہر سے روایت ہے اس نے کہا کہ پہلا سر جو اسلام میں نیزہ پر سوار کیا گیا وہ حسینؑ بن علیہما السلام کا سر تھا پس میں نے اس دن سے زیادہ کوئی عورت اور کوئی مرد روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اور حیزریؒ نے کہا ہے کہ آپ کا سر پہلا وہ سر تھا جو اسلام میں ایک قول کے مطابق ٹکڑی (نیزہ) پر اٹھایا گیا لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلا سر جو اسلام میں نیزہ پر سوار کیا گیا وہ عمرو بن محق کا سر تھا۔

اور شیخ فاضل سلیمان قندوزیؒ کی پناہ بیع المودۃ میں ہے اور شہام بن محمد

نے قاسم جاشعی سے حکایت کی ہے کہ شہداء کے سر کو قدم میں لائے گئے کہ اچانک ایک خوبصورت گھڑ سوار نے عباس بن علی رضی اللہ عنہ کا سراپنہ گھوڑے کی گردن سے لٹکایا ہوا تھا پس اس لعین کا چہرہ تارکول سے بھی زیادہ سیاہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ کوئی رات نہیں گزرتی مگر یہ کہ دو افراد میرے بغلوں سے پکڑ لیتے ہیں اور مجھے آگ کے پاس لے جاتے ہیں اور مجھے اس میں دکھا دیدیتے ہیں پھر وہ لعین بہت بری حالت میں مر گیا

شیخ مفید نے کہا ہے جب حسین علیہ السلام کا سر پہنچا اور ابن سعد اس کے پیچھے کے اگلے دن پہنچا جب کہ اس کے ساتھ حسین علیہ السلام کی بیٹیاں اور اہل خانہ تھے تو ابن زیاد قصر الامارہ میں لوگوں کی ملاقات کے لیے بیٹھا اور لوگوں کو اذن عام دیا اور سر کو حاضر کرنے کا حکم دیا پس سر مبارک اس کے سامنے رکھا گیا پس وہ اسے دیکھنے لگا اور مسکرا رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی کہ جو آپ کے اگلے دانتوں پر مارتا تھا۔

ابن حجر کی صواعق میں ہے کہ جب حسین کے سر کو ابن زیاد کے گھر کی طرف لایا گیا تو اس کی دیواروں سے خون بہنے لگا۔

اور کہا ہے کہ جیسا شرح حمزہ سے منقول ہے پس اس نے سر کے بارے میں حکم دیا تو اسے اس کی دائیں طرف رکھی ہوئی ڈھال و سیریں رکھا گیا اور لوگ اس کے سامنے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے۔

اور مشیر الاحزان میں ہے اور انس بن مالک سے مجھے روایت کی گئی ہے وہ کہتا ہے کہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس موجود تھا تو وہ حسین علیہ السلام کے دانتوں میں چھڑی مارتا اور کہتا تھا ان کے دانت تو خوبصورت تھے تو میں نے کہا خدا کی

قسم میں ایسی بات کر دیں گا جو تجھے بری لگے گی بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا ہے کہ وہ ان کے منہ میں سے تیری چھڑی والی جگر کے بوسے سے لیتے تھے اور سعید بن معاذ اور عمر بن سہل سے روایت سے کہ وہ عبید اللہ کے پاس موجود تھے جب کہ وہ اپنی چھڑی حسین کی ناک اور دونوں آنکھوں پر مارتا تھا اور آپ کے منہ میں چبھوتا تھا ان

ازدی نے کہہ دیا کہ مجھ سے سلیمان بن ابوراشد نے بیان کیا حید بن مسلم سے وہ کہتا ہے کہ مجھے عمر سعد نے بلایا اور مجھے اپنے گھر بھیجا تاکہ میں انہیں اسے اللہ کے نفع دینے اور اس کی عافیت کی خوشخبری دوں میں کو ذی طرف بڑھا اور اس کے گھر والوں کے پاس آیا اور انہیں یہ چیز بتائی پھر میں آگے بڑھا تاکہ دربار میں داخل ہوں تو میں نے عبید اللہ کو اس حالت میں پایا کہ وہ لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھا تھا اور ایک وفد اسے ملنے آیا تھا تو اس نے اسے اجازت دی اور عام لوگوں کے لیے اذن عام دیا پس میں بھی آنے والوں میں داخل ہو گیا اچانک حسین کا سر اس کے سامنے رکھا ہوا تھا اور وہ کچھ دیر تک آپ کے اگلے دانتوں کو چھڑی سے چھیڑتا تھا جب اسے زید بن ارقم نے دیکھا کہ وہ چھڑی لگاتے میں کمر اکر رہا ہے تو اس نے کہا اس چھڑی کو ان دونوں دانتوں سے اٹھا اٹھا لے قسم ہے اس کی جس کے علاوہ کوئی مبعود نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے دونوں ہونٹ ان دونوں ہونٹوں پر دیکھا کہ آپ ان کے بوسے لے رہے ہوتے پھر وہ بڑھا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تو ابن زیاد نے اس سے کہا خدا تیرے دونوں آنکھوں کو رلاتا رکھے خدا کی قسم اگر تو بڑھا فروت دے عقل نہ گیا ہوتا اور تیری عقل زائل نہ ہو گئی ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا راوی

کتاب ہے پس زید اٹھ کھڑا ہوا اور دربار سے باہر چلا گیا تو میں نے لوگوں کو کہتے سنا خدا کی قسم زید بن ارقم نے ایسی بات کی ہے کہ اگر ابن زیاد سن لیتا تو اسے قتل کر دیتا حمید کتاب ہے میں نے کہا اس نے کیا کیا تھا وہ کہنے لگے وہ ہمارے قریب سے گزرا اور کہہ رہا تھا غلام غلام کا مالک ہو اور انہیں اپنا مال بنالیا تم اے عربوں کی جماعت آج کے بعد غلام ہو گئے ہو تم فاطمہ زہرا کے فرزند کو شہید کیا ہے اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنالیا ہے وہ تمہارے بہترین لوگوں کو قتل کرتا ہے اور تمہارے بروں کو غلام بناتا ہے پس تم ذلت و رسوائی پر راضی ہو گئے ہو پس دوری ہے اس کے لیے جو ذلت و رسوائی پر راضی ہو۔ اور تذکرہ سبط اور صواعق میں جیسا کہ تبر لہذا ب سے بھی منقول ہے انہوں نے کہا ہے پس زید اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کہہ رہا تھا تم آج کے دن کے بعد غلام ہو گئے ہو تم نے فاطمہ زہرا کے فرزند کو شہید کیا ہے اور مرجانہ کے بیٹے کو اپنا امیر بنالیا ہے خدا کی قسم وہ تم میں سے بہترین کو قتل کرے گا اور بڑوں کو غلام بنائے گا پس دوری ہے اس کے لیے کہ جو ذلت و عار پر راضی ہو جائے اس کے بعد کہا اے ابن زیاد میں تجھ سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ جو تیرے لیے اس سے بہت سخت اور تیرے غیض و غضب کا باعث ہو گی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا کہ آپ نے منن کو اپنے دائیں نالہ پر اور حسین کو بائیں پر بٹھایا ہوا تھا پھر آپ نے ان دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا خدایا میں ان دونوں کو اور صالح المؤمنین (حضرت علیؑ) کو تیرے پیروں کرتا ہوں پس تیرے نزدیک رسول اللہ کی امانت کیسی ہے اے ابن زیاد

نیز سبط کے تذکرہ میں ہے وہ کتاب ہے کہ افراد بخاری میں ابن میر بن سے

روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جب حسین ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا (جبب البسر میں مسطور ہے کہ جبب اسی سر مبارک کو ابن زیاد کے پاس لے گئے تو اس نے اسے اٹھا کر ان کے چہرہ اور بالوں کو دیکھنا شروع کیا اچانک اس کے مخوس ہاتھ میں لہرزہ پیدا ہوا تو اس نے سر مبارک کو اپنی ران پر رکھا تو اس سے ایک قطرہ خون کا گرا اور اس ملعون کے لباس سے گزر کر اس کی ران میں سوراخ کر دیا چنانچہ وہ ناسور ہو گیا اور اس میں بدبو پیدا ہو گئی جتنی جراحوں نے کوشش کی اس بیماری کا علاج نہ ہو سکا مجبوراً ابن زیاد ہمیشہ اپنے ساتھ مشک و کستوری تاکہ بدبو بظاہر نہ ہو) اسے ایک طشت میں رکھا اور آپ کے اگلے دانتوں پر پھر طی مارنے لگا اور آپ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا اور اس کے پاس انس بن مالک (صحابی) بیٹھے ہوئے تھے وہ رونے لگے اور کہا یہ رسول اللہ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور آپ نے دسمہ کا خضاب لگا رکھا تھا اور روایت ہے کہ یہ خضاب تھا ثور غین نے کہا ہے یہ اس میں ثابت نہیں رہ سکا بلکہ سورج نے اسے متغیر کر دیا تھا۔

اور ہشام بن محمد نے کہا ہے کہ جبب آپ کا سر ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو اس سے اس کے کاہن نے کہا اٹھ کر اپنا قدم اپنے دشمن کے منہ پر رکھ مؤلف کہتے ہیں پھر اس نے وہ کچھ نقل کیا ہے کہ جس دردناک عظیم مصیبت کو میں نقل کرنا پسند نہیں کرتا اور اللہ بھلا کرے مہیار کا جہاں وہ کہتا ہے۔

آپ کی وجہ سے آپ کے منبر کی لکڑیوں کی تعظیم کرتے ہیں جب کہ آپ کی اولاد کو قدموں کے نیچے رکھا۔

اور خدا جزائے خیر دے فتنار کو کہ جس نے ابن زیاد سے اس چیز کا بدلہ لیا
شیخ ابو جعفر طوسی اور شیخ جعفر ابن نمانے روایت کی ہے کہ جب فتنار کے پاس
ابن زیاد کا سر لایا گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے پس اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کی
کامیابی پر اور کہا کہ حسین بن علی علیہما السلام کا سر ابن زیاد لعنہ اللہ کے سامنے
رکھا گیا اور وہ نعین کھانا کھا رہا تھا اور میرے پاس ابن زیاد کا سر لایا گیا ہے اور
میں کھانا کھا رہا ہوں جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے فتنار تو کھڑے ہو گئے اور
اپنے جوتے سے ابن زیاد کے منہ کو دندا پھروہ جوتا اپنے غلام کی طرف پھینکا
اور کہا کہ اسے دھولاؤ کیونکہ جس نے اسے ایک تجس کا قر کے منہ پر رکھا ہے۔

اس کے بعد صبط ابن جوزی نے کہا ہے اور شعبی نے کہا کہ ابن زیاد کے پاس
قیس بن عباد موجود تھا تو ابن زیاد نے اس سے کہا کہ میرے اور حسین کے بارے میں
تم کیا کہتے ہو تو اس نے کہا کہ قیامت کے دن اس کا نانا اس کا باپ اور اس کی
ماں آئیں گے اور وہ اس کی شفاعت کریں گے اور تیرا نانا تیرا باپ اور تیری
ماں آئیں گے اور وہ تیرے بارے میں سفارش کریں گے پس ابن زیاد سیخ پا
ہو گیا اور اس کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔

اور مدائنی نے کہا کہ منجملہ ان افراد کے جو اس واقعہ میں موجود تھے کبر بن دہل
کا ایک شخص بھی تھا کہ جسے جابر یا جبیر کہا جاتا تھا جب اس نے دیکھا جو کچھ ابن
زیاد نے کیا تو اپنے دل میں کہا اللہ کی طرف سے مجھ پر لازم ہے کہ میں دس
اقوام مسلمانوں میں سے نہیں پاؤں گا کہ جو ابن زیاد کے خلاف خروج کریں مگر یہ
کہ میں ان کے ساتھ خروج کروں گا جب فتنار نے حسین کے انتقام کا مطالبہ کیا
اور دو نوٹکر آئے سامنے آئے تو یہ شخص یہ کہتے ہوئے میدان میں نکلا (وکی نشیء

(عیشِ خل) قراراہ فاعلاً ۱۔ الامقام الرمح فی ظل الفردوس۔
 اور ہر قسم کی زندگی کو میں فاسد و خراب ہونے والی سمجھتا ہوں مگر نیزہ کی جگہ گھوڑے
 کے سائے میں، پھر اس نے ابن زیاد کی صفوں پر حملہ کیا اور حیح کر کھائے ملعون
 اے ملعون کے بیٹے اور اے ملعون کے جانشین پس لوگ ایک طرف ہو گئے ابن زیاد
 سے اور وہ دونوں نیزوں کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے اور دونوں مقتول
 ہو کر گر پڑے اور بعض نے کہا ہے کہ ابن زیاد کو تو ابراہیم بن اشتر نے قتل کیا
 جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

نیز تذکرہ میں ہے اور ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے وہ کہتا ہے
 کہ مر جانا ابن زیاد کی ماں نے اپنے بیٹے سے کہا اے خبیث تو نے رسول اللہ
 کے فرزند کو شہید کیا ہے خدا کی قسم تو جنت کو کبھی دیکھ بھی نہیں سکے گا۔
 اس کے بعد ابن زیاد نے تمام سروں کو کوفہ میں نیزوں پر نصب کیا اور
 وہ ستر سے زیادہ تھے اور یہ پہلے سر تھے جو کو قدیس مسلم بن عقیل کے سر کے بعد
 اسلام میں نصب ہوئے تھے۔

شیخ مفید (قدہ) نے فرمایا اور حسین کے اہل و عیال ابن زیاد کے دربار
 میں داخل کئے گئے کہ جن میں جناب زینب متکبرہ اور اجنبی صورت میں داخل ہوئیں
 اور انہوں نے بہت ترین لباس پہن رکھا تھا۔

اور طبری و جزری کی مزورت میں ہے کہ جناب زینب دختر فاطمہ علیہا السلام
 بہت ترین لباس میں اجنبی اور منکر صورت بنائے ہوئے داخل ہوئیں جب کہ
 کینزوں نے انہیں گھر رکھا تھا۔

اس کے بعد شیخ مفید (رہ) نے فرمایا ہے کہ پس وہ محدہ علیہا السلام گئیں

یہاں تک کہ تھر کے ایک کونے میں بیٹھ گئیں اور انہیں کینڑوں نے گھیر لیا تو ان زیاد نے کہا یہ کون ہے کہ جو ایک طرف جا بیٹھی ہیں کہ جس کے ساتھ اس کی عورتیں (اور کینڑیں) ہیں تو جناب زینب نے اسے کوئی جواب نہیں دیا اس نے دوبارہ اور تیسری مرتبہ آپ کے بارے میں سوال کیا تو آپ کی کسی کینڑ نے کہا یہ جناب زینب دختر قاطمہ دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں پس ابن زیاد ان محذرہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے (معاذ اللہ) تمہیں رسوا کیا اور تمہیں قتل کیا اور تمہاری باتوں کو جو ٹھاکر دکھایا تو جناب زینب نے فرمایا حمد ہے اس اللہ کے لیے کہ جس نے ہمیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذریعہ مکہ مکرمہ کیا اور عزت بخشی اور ہمیں ہر قسم کا پلیدیگی سے پاک و پاکیزہ رکھا جو حق پاکیزگی ہے رسوا تو فاسق ہوتا ہے اور تکذیب تو فاجر کی جاتی ہے اور وہ ہمارا غیر ہے الحمد للہ پس ابن زیاد نے کہا کس طرح تو نے دیکھا اللہ کا عمل اپنے اہل بیت کے ساتھ تو آپ نے فرمایا خدا نے ان کے لیے شہادت لکھ دی تھی لہذا وہ اپنے یٹنے کی جگہ کی طرف نکلے اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اور تجھے اکٹھا کرے گا پس تم ایک دوسرے کے خلاف حجت و دیں پیش کرو گے اور ایک ایک دوسرے سے مخاصمت کر دو گے اس کے ہاں

اور سید کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے نہیں دیکھا مگر وہ جو ہمیں عمدہ تھا یہ ایسی قوم تھی کہ جن کے لیے شہادت لکھ دی گئی تھی پس وہ اپنی آرام گاہ کی طرف نکلے اور عنقریب خدا انہیں اور تمہیں جمع کرے گا پس تیرے خلاف احتجاج اور مخاصمت ہوگی پھر دیکھنا کہ کامیابی کے نصیب ہوتی ہے اس دن تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھ کر روئے اے مرجان کے پوتہ راوی کہتا

ہے کہ پس ابن زیاد غصہ میں آگیا اور گویا وہ آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا اور ارشاد میں ہے پس ابن زیاد غصہ میں آیا اور وہ شیخ پا ہو گیا تو عمرو بن حرث نے کہا اے امیر یہ ایک عورت ہے اور عورت سے اس کی گفتگو کے سلسلہ میں مؤاخذہ نہیں کیا جاتا اور خطاب پر اس کی مذمت نہیں کی جاتی تو ابن زیاد نے ان معذرہ سے کہا خدا نے میرے نفس کو تیرے سرکش اور تیرے اہل بیت کے نافرمانوں سے شفا بخشی ہے۔ تو جناب زینب پر رقت طاری ہوئی اور وہ رو پڑیں اور اس سے فرمایا مجھے میری جان کی قسم تو نے میرے بڑے کو قتل کیا ہے اور میرے خاندان کو نابود کیا ہے اور میری شاخ کو تو نے کاٹ دیا ہے اور میری اصل کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ اگر اس سے تجھے شفا ملتی ہے تو پھر تو نے شفا حاصل کی ہے تو ابن زیاد نے کہا میری جان کی قسم یہ مجھے گفتگو کرتی ہے اور اس کا باپ بھی مسیح کلام کرنا اور شاعر تھا تو آپ نے فرمایا عورت کو سبوح بافی سے کیا سروکار میں نے مسیح گفتگو کرنے سے مشغول ہوں لیکن میرے پر آشوب سینے سے یہ بات اٹھی ہے۔

اور اس کے سامنے حضرت علی بن الحسین علیہما السلام کو پیش کیا گیا تو اس نے کہا تم کون ہو تو آپ نے فرمایا میں علی بن الحسین ہوں وہ لعین کہنے لگا کیا اللہ نے علی بن الحسین کو قتل نہیں کیا، تو اس سے حضرت علی (زین العابدین) نے فرمایا میرا ایک بھائی تھا کہ جو علی کے نام سے موسوم تھا اسے لوگوں نے قتل کر دیا، تو آپ سے ابن زیاد نے کہا بلکہ اللہ نے اسے قتل کیا ہے تو علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اللہ یتوفی الانفس حیث موتھا۔ اللہ نفسوں کو ان کی موت کے وقت پورا پور ایتنا ہے تو ابن زیاد سیخ پا ہو گیا اور کہا کہ تم میں میرے

جواب دینے کی جُرت ہے اور تجھ میں میری تردید کرنے کی ہمت باقی ہے اس کو لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو پس آپ کی چھوٹی جناب زینب آپ سے لپٹ گئیں اور فرمایا اے ابن زیاد ہمارے خون تیرے لیے کافی ہیں اور سید سجاد کو گئے لگایا اور فرمایا خدا کی قسم میں اس سے جدا نہیں ہوں گی اور اگر اسے قتل کرنا ہے تو پھر مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دو کچھ دیر تک ابن زیاد ان محذوف اور ان کی طرف دیکھتا رہا پھر کہا رحم بھی عجیب چیز ہے خدا کی قسم میں اس کے متعلق گمان رکھتا ہوں کہ وہ اسے دوست رکھتی ہے کہ اس کے ساتھ ہی قتل ہو جائے اس کو چھوڑ دو جس حالت میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہی اس کے لیے کافی ہے۔

اور تذکرہ مبطل میں ہے اور کہا گیا ہے کہ جناب رباب بنت امرا القیس حسین علیہ السلام کی زوجہ نے آپ کا سراٹھا لیا اور اسے اپنی گود میں رکھا اور اس کے بوسہ لیے اور کہا اے حسینا فلا نسیت حسینا۔ اقصدا انتا اسنتہ الادعیۃ غادروہ بکربلاء صریحا۔ لاسقی اللہ جانہی کربلاء اے حسین میں حسین کو نہیں بھول سکوں گی کہ ان لوگوں کے نیروں نے اس کا قصد کیا کہ من کی کوئی صں اور باپ نہیں اسے زمین کربلا پر پھینک دیا خدا کربلا کے دونوں اطراف کو خدا سیراب نہ کرے۔

اور سید نے جناب زینب علیہا السلام کے اس ارشاد کے بعد کہا ہے کہ اے ابن زیاد تو نے ہم سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا اب اگر اس کے قتل کا ارادہ کر چکا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دے تو حضرت علی نے اپنی چھوٹی سے کہا اے چھوٹی جان آپ خاموش ہو جائیں تاکہ میں اس سے گفتگو کروں پھر آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تو مجھے قتل کی دھمکی دیتا ہے اے ابن

زیاد کیا تجھے معلوم نہیں ہو گیا کہ قتل ہوتا ہماری عادت ہے اور ہماری کرامت و عزت شہادت ہے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے علی بن الحسین اور ان کے صل خانہ کے بارے میں حکم دیا اور انہیں مسجد اعظم کے پہلو کے ایک گھر میں لے گئے بس جناب زینب و فخر علیؑ نے فرمایا کہ کوئی عرب عورت ہمارے پاس نہ آئے مگر ام دلا یا کثیر کیونکہ وہ بھی ہماری طرح قید ہو چکی ہیں۔

اس کے بعد ابن زیاد نے امام حسینؑ کے سر کے بارے میں حکم دیا اور اسے کوفہ کی گلیوں میں پھرایا گیا (یہاں کچھ اشعار نغمے جنہیں ہم نے حذف کر دیا ہے اور ہمارے شیخ صدوق امالی میں اور قتال تیشا پوری نے اپنے روح میں عبد اللہ بن زیاد کے دربار سے نقل کیا ہے کہ جب امام حسینؑ کا سر لایا گیا تو اس نے حکم دیا اور اسے سونے کے ایک ٹشت میں اس کے سامنے رکھا گیا اور وہ یحییٰ آپ کے اگلے دندان مبارک پر چھڑی مارتا اور کہتا تھا اے ابو عبد اللہ آپ بہت جلد بوڑھے ہو گئے پس اس قوم میں سے ایک شخص نے کہا میں نے رسول اللہ کو اس جگہ کے بوسہ لینے دیکھا جہاں تو نے اپنی چھڑی رکھی ہوئی ہے تو اس یحییٰ نے کہا جنگ بدر کے دن کے بدلے کا دن ہے اس کے بعد علی بن الحسین کے بارے میں حکم دیا انہیں طوق پہنایا گیا اور عورتوں و قیدیوں کے ساتھ قید خانے کی طرف بھیجا گیا اور یہاں ان کے ساتھ تھا پس ہم کسی کو چہرے سے نہیں گزرتے تھے مگر یہ کہ عورتوں اور مردوں سے وہ پر ہوتا جو اپنے چہروں پر مار رہے اور روہے ہوتے پس انہیں قید خانے میں قید کر کے اس کا دروازہ بند کر دیا اس کے بعد علی بن الحسین علیہ السلام اور خواتین کو ابن زیاد نے بلایا اور حسین علیہ السلام کا سر حاضر کیا اور ان میں زینب و فخر علیؑ بھی تھیں پس ابن زیاد نے کہا خدا ہے

اس خدا کی جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہیں قتل کیا اور اپنی گفتگو کو آگے چلایا
 یہاں تک کہ کہا پس ابن زیاد نے حکم دیا انہیں قید خانے میں واپس لے جانے
 کا اور اطراف و اکناف میں قتل حسینؑ کی خوش خبریاں بھیجیں اس کے بعد
 قیدیوں اور سر حسین علیہ السلام کے بارے میں حکم دیا اور انہیں شام
 لے جایا گیا۔

jabir.abbas@yahoo.com

نویں فصل

شہادت عبداللہ بن عقیفؓ

سید نے فرمایا ہے اس کے بعد ابن زیاد منبر پر گیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اپنی گفتگو میں یہ بھی کہا کہ میں نے حق کو اور اہل حق کو نذر دیا اور امیر... کو اور اس کے شیعوں اور پیروکاروں کو کی نصرت و مدد کی اور (معاذ اللہ) کذاب بن کذاب کو قتل کیا اس سے زیادہ وہ نہیں کہہ پایا تھا یہاں تک کہ عبداللہ بن عقیف از دی کھڑے ہو گئے اور وہ خیار و زہاد شیعہ میں سے تھے اور اس کی بایں آنکھ جنگ جمل کے دن اور دوسری صفین کے دن ضائع ہو گئی تھی اور وہ ہمیشہ مسجد اعظم میں رہتے اور رات تک نمازیں پڑھتے رہتے پس انہوں نے کہا اے مرجانہ کے پوت جھوٹا اور جھوٹے کا بیٹا تو اور تیرا باپ ہے اور وہ کس جس نے عامل و گورز بنایا ہے اور اس کا باپ دشمن خدا کیا تم لوگ انبیاء کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور پھر مؤمنین کے منبر پر یہ باتیں کرتے ہو، راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد سیخ پا ہو گیا اور کہا کون ہے یہ باتیں کرنے والا تو جناب عبداللہ نے کہا میں ہوں اے دشمن خدا کیا تو ذریت طاہرہ کو شہید کرتا ہے کہ جن سے خدا نے جس و پلیدی کو دود رکھا ہے اور پھر تو گمان کرتا ہے کہ تو دین اسلام پر ہے و لا غوثا (ہائے فریاد) کہہے مجاہدین و انصار

کی اولاد کہ جو تیرے طاعنی و سرکش سے (یعنی یزید) جو یحییٰ بن یحییٰ ہے محمد رسول اللہ ﷺ
 صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان پر انتقام نہیں لیتے راوی کہتا ہے ابن زیاد کے غضب
 کا بارہ چڑھ گیا یہاں تک کہ اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں اور کہا اس کو میرے
 پاس لے آؤ پس پاس بان ہر طرف سے آگے دوڑے تاکہ وہ انہیں گرفتار کریں پس
 قبیلہ اند کے اشراف و بڑے لوگ اس کے بنی اعوام میں سے اٹھ کھڑے ہوئے
 اور جناب عبداللہ کو پاس بانوں کے ہاتھ سے چھڑا کر مسجد کے دروازے سے
 باہر لے گئے اور انہیں ان کے گھر پہنچا دیا

تو ابن زیاد نے کہا اس اندھے نبی از کے اندھے خدا اس کے دل کو اندھا
 کرے جیسے اس کی آنکھ کو اندھا کیا ہے کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس
 لے آؤ۔

راوی کہتا ہے پس وہ ان کی طرف نکلے جب یہ خبر قبیلہ اند کو پہنچی تو وہ
 اکٹھے ہوئے اور ان کے ساتھ بن کے قبائیں بھی اکٹھے ہوئے تاکہ وہ اپنے ساتھی
 کی حفاظت کریں راوی کہتا ہے جب ابن زیاد کو یہ معلوم ہوا تو اس نے مصر
 کے قبائیں جمع کئے اور انہیں محمد بن اشعث سے منظم کر کے مکہ و یان و رگوں سے جنگ
 کرنے کا راوی کہتا ہے کہ انہوں نے شدید جنگ کی یہاں تک کہ ان کے درمیان
 عربوں کی ایک جماعت قتل ہو گئی راوی کہتا ہے اور ابن زیاد کے ساتھی عبداللہ
 بن عقیف کے گھر تک پہنچ گئے اور اس کا دروازہ توڑ کر اندر گھس گئے تو ان کی بیٹی
 چلائی بابا یہ لوگ آگئے جہاں سے تجھے ڈرتا تھا تو عبداللہ نے کہا تم ڈرو نہیں مجھے
 میری تلوار دے دو راوی کہتا ہے پس اس خاتون نے تلوار انہیں دے دی
 پس وہ اپنے سے انہیں دور کرنے لگے اور وہ کہتے جا رہے تھے۔

انا بن ذی الفضل عقیف الطاهر۔ عقیف شیعی و ابن ام عامر کم داسع
 من جمعکم وحاسر، وبطل جدلہ منا وریں صاحب نقض پاکیزہ عقیف کا بیٹا
 ہوں عقیف میرا باپ اور ام عامر میری ماں ہے کتنے زردہ پرش اور قباد دش
 تمہارے بہادر ہیں کہ نہیں میں تے قتل کیا ہے اور زمین پر پھینکا ہے راوی کہتا
 ہے کہ ان کی بیٹی کہتی جاتی تھی اے بابا کاش میں مرد ہوتی تو آج کے دن تیرے
 سامنے ان فاجروں سے جو عترت طاہرہ کے قاتل ہیں جنگ کرتی راوی کہتا ہے
 وہ ملائین ہر طرف سے ان کو گھیرے تھے اور وہ انہیں اپنے سے دور کر رہے
 تھے پس کوئی شخص عید اللہ پر قابو نہ پاسکا جب بھی وہ کسی طرف سے آتے تو وہ
 خاتون کہتی بابا اس طرف سے آگے ہیں یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گئے
 اور انہیں گھیر لیا تو ان کی بیٹی نے کہا ہائے ذلت در سوالی میرے باپ کو گھیر
 لیا گیا ہے اور اس کا کوئی نام و مددگار نہیں کہ جس سے وہ اعانت طلب کرے
 پس جناب عید اللہ اپنی تلوار گھماتے اور کہتے اقسام لو فیسم لی عن بصری۔ ضاق
 علیکم موردی و مصدری۔ خدا کی قسم اگر میری بھارت درست ہو جاتی تو تم پر تنگ
 ہوتا مجھ پر درد و غم و غم و غم،

راوی کہتا ہے یہی وہ انہیں گھیرے رہے یہاں تک کہ انہیں گرفتار کر لیا پھر
 انہیں اٹھا کر ابن زیاد کے پاس لے گئے جب اس نے عید اللہ کو دیکھا تو کہا
 حمد ہے اس کی جس نے تجھے رسوا کیا تو عبداللہ بن عقیف نے فرمایا اے دشمن خدا
 مجھے کیسے خدا نے رسوا کیا ہے واللہ لو فی عن بصری۔ ضاق علیکم موردی و مصدری
 اگر میری بھارت ہوتی تو تیرے لیے مجھ پر درد و غم و غم ہو جاتا، تو ابن
 زیاد نے کہا اے دشمن خدا تم عثمان بن عفان کے بارے میں کیا کہتے ہو تو عبداللہ نے

کہا اسے علاج کے غلام کی اولاد اسے مرجانہ کے بیٹے اور اس کو گالی دی تجھے عثمان سے کیا سروکار اس نے برا کیا یا اچھا کیا اصلاح کی یا فساد کیا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوق کا سرپرست ہے وہ اس کے اور عثمان کے درمیان عدل اور حق کے مطابق فیصلہ کرے گا لیکن تو اپنے باپ اور اپنے اور نبی کے بارے میں سوال کرتا تو ابن زیاد نے کہا میں تجھ سے کبھی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرتا یہاں تک کہ تو موت کا مزہ چکھے کہ جو تیرے گلے میں بھنس جائے تو عبداللہ بن عقیق نے کہا حد ہے عالمین کے پروردگار اللہ کی یاد رکھ کہ میں اپنے پروردگار اللہ سے سوال کرتا تھا کہ وہ مجھے شہادت کی نعمت عطا فرمائے اسی سے پہلے کہ تو اپنی ماں سے پیدا ہوا اور میں یہ بھی سوال کرتا تھا کہ اس کی مخلوق میں سے زیادہ ملعون اور زیادہ مغضوب شخص کے ہاتھ پر ہو پس جب میری نگاہ بند ہو گئی تو میں شہادت سے مایوس ہو گیا لیکن اب میں اللہ کی حمد کرتا ہوں کہ جس نے مایوسی کے بعد مجھے شہادت سے نوازا ہے اور مجھے چھوڑا یا ہے میری قدیمی دعا کے اس سے قبول ہونے کو تو ابن زیاد لعنہ اللہ نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑادی گئی اور شور زار میدان میں انہیں پھانسی پر لٹکایا گیا۔

اور شیخ مفید (رحمہ اللہ) نے فرمایا ہے کہ حبيب پاسبانوں نے عبداللہ کو گرفتار کیا تو انہوں نے قبیلہ ازد کا شعار اور نعرہ بلند کیا تو ان میں سے سات سو افراد جمع ہو گئے اور انہیں پاسبانوں سے چھین لیا جب رات ہوئی تو ابن زیاد نے کچھ لوگ بھیجے کہ جو عبداللہ کو ان کے گھر سے نکال لائے اور ان کا ہر قلم کر کے ان کی لاش سجھ (شور زار) (مسجد مل) میں سولی پر لٹکا دی رحمۃ اللہ علیہ

جب عبید اللہ بن زیاد نے صبح کی تو امام حسینؑ کا سر بھیجا اور اسے کو قد کی لگی کوچوں اور تمام قبائل میں پھرایا گیا اور زید بن ارقم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ سر حسینؑ کو میرے قریب سے گزارا گیا جب کہ وہ بنزہ پر تھا اور میں اپنے بالا خانے میں تھا جب وہ میرے بالا خانہ کی محاذات میں اور سامنے آیا تو میں نے اسے یہ پڑھتے ہوئے سنا امام حسینؑ ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا کیا تو نے گمان کیا ہے کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے پس خدا کی قسم میرے بال کھڑے ہو گئے اور میں نے پکار کر کہا آپ کا سر خدا کی قسم اسے فرزند رسول اللہؐ اور آپ کا معاملہ زیادہ عجیب و غریب ہے بہت ہی زیادہ

جب وہ لوگ انہیں کو قد میں گمراہ دینے سے فارغ ہوئے تو باب قصر کی طرف واپس لے آئے تو ابن زیاد نے سر مبارک زحر بن قیس کے حوالہ کیا اور آپ کے اصحاب کے سر بھی اس کے سپرد کیے اور اسے یزید بن معاویہ کی طرف بھیجا۔

اور سید نے کہا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے یزید بن معاویہ کی طرف خط لکھا جس میں حسینؑ کی شہادت اور ان کے اہل بیت کے بارے میں اطلاع دی اور عمرو بن سعید بن عاصؓ میر مدینہ کی طرف بھی اسی قسم کا خط لکھا۔

طبری نے ہشام سے اور اس نے عوانہ بن حکم کلبی سے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے تو سارے سامان اور قیدیوں کو لایا گیا یہاں تک کہ ان سب کو قد میں عبید اللہ کے دربار میں داخل کیا گیا پس اس وقت وہ قید میں تھے اچانک ایک پتھر قید خانے میں اکر گرا جس کے ساتھ ایک خط باندھا ہوا تھا اور اس خط میں

تھا کہ ڈاکہ تمہارے بارے میں مزید بنا معاویہ کی جلب اس اس دن گیا ہے وہ اتنے دن راستہ میں لگائے گا اور فلاں دن واپس آئے گا پس اگر تکبیر کی آواز سنو تو قتل ہونے کا یقین کر لینا اور اگر تکبیر کی آواز نہ سنو تو پھر انشاء اللہ امن و سلامتی ہے۔

راوی کتاب ہے کہ جب قاصد کے واپس آنے میں دو دن یا تین دن باقی رہ گئے تو اچانک پھر قید خانے میں پتھرا کر گرا اور اس کے ساتھ خطا اور استرا باندا ہوا تھا اور اس خط میں تھا کہ وصیت و عہد و پیمان کر لو ڈاکہ کی فلاں فلاں دن امید ہے پس ڈاکہ آیا لیکن تکبیر کی آواز نہ سنی گئی اور مزید کا خط آیا کہ قیدی میری طرف بھیج دے۔ راوی کتاب ہے پس عبید اللہ نے مخفی بن تعلیہ اور ثمر بن زئی ابوحسن لغنہما اللہ کو بلایا اور کہا کہ قیدیوں اور سرحدین کو امیر... یزید بن معاویہ کے پاس لے جاؤ راوی کتاب ہے کہ وہ نکلے یہاں تک کہ یزید کے پاس پہنچے کاس ابن اثیر میں ہے وہ کتاب سے اس کے بعد ابن زیاد نے عمر سعد سے حسینؑ کے قتل و شہید کرنے سے روکنے کے بعد کہا اے عمروہ خط لے آؤ جو میں نے قتل حسینؑ کے بارے میں لکھا تھا تو وہ کہنے لگیں آپ کا حکم بجالانے گیا اور وہ خط شائع ہو گیا وہ کہنے لگا اسے ضرور لیکر آؤ اس نے کہا وہ ضائع ہو گیا ہے اس نے کہا ہر صورت میں لیکر آؤ اس نے کہا خدا کی قسم وہ اس لیے رکھا ہے کہ مدینہ میں قریش کی بوڑھی عورتوں کے سامنے عذر کے طور پر پڑھا جائے خدا کی قسم میں نے آپ کو حسینؑ کے بارے میں ایسی نصیحتیں کی ہیں کہ اگر وہ نصائح میں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص کو کی ہوتیں تو اس کا حق ادا کیا ہوتا پس عثمان بن زیاد عبید اللہ کے بھائی نے کہا خدا کی قسم اس نے سچ کہا ہے میں دوست رکھتا

تھا کہ نبی زیاد کے ہر شخص کے ناک میں قیامت تک نیچل ہوتی لیکن جین شہید نہ ہوتے تو عبید اللہ نے اس بات کا بھانہ منایا۔

اور تذکرہ مبطل میں ہے پھر عمر بن سعد ابن زیاد کے ہاں سے اٹھا وہ اپنے گھر اپنے گھروالوں کے پاس جا رہا تھا کوئی شخص اس طرح سے واپس نہیں لوٹا ہوں میں نے خاسق ابن زیاد ظالم بن خابر کی اطاعت کی اور حاکم عدل کی نافرمانی کی اور قرابت شریفہ کو قطع کیا اور لوگوں نے اسے ملتا جلتا چھوڑ دیا اور جب کبھی لوگوں کی کسی جماعت کے قریب سے گزرتا تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے اور جب مسجد میں داخل ہوتا تو لوگ وہاں سے نکل جاتے اور جو کوئی اس کو دیکھتا اسے برا بھلا کہتا پس وہ اپنے گھر ہی میں رہنے لگا یہاں تک کہ قتل ہو گیا خدا اس پر لعنت کرے۔

اور ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے کہ حمید بن مسلم سے روایت ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ عمر سعد میرا دوست تھا تو میں اس کے پاس آیا اس کی حسین سے جنگ کرنے کے بعد تو میں نے اس کے حالات کے بارے میں اس سے سوال کیا تو اس نے کہا میرا حال نہ پوچھو کیونکہ کوئی غائب اپنے گھر کی طرف اس سے بری حالت میں نہیں لوٹتا جس طرح میں لوٹا ہوں میں نے قرابت قریبہ سے قطع رحمی کی اور ایک امر عظیم کا میں نے ارتکاب کیا ہے۔



دسویں فصل

خبر شہادت امام حسینؑ کا مدینہ پہنچانا۔

ابن زیاد کا عبدالملک سلمیٰ کو شہادت حسین کی خبر دینے کے لیے مدینہ بھیجا اور مکہ میں ابن زبیر کا خطبہ پڑھنا طبری نے کہا ہے ہشام نے کہا مجھ سے عوانہ بن حکم نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد نے امام حسین بن علی علیہما السلام کو شہید کیا اور آپ کا سر اس کے پاس لایا گیا تو عبدالملک بن ابی حارث سلمیٰ کو بلایا اور اس سے کہا تم جاؤ اور جا کر عمرو بن سعید بن ماص کو حسین کے قتل کی خوشخبری سناؤ اور ان دونوں عمرو بن سعید بن ماص مدینہ کا امیر تھا اسی وقت سے کہ وہ جا کر بیت دلعن کرنے لگا تو عبید اللہ نے اسے جھڑک دیا اور عبید اللہ ایسا جبری تھا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا پس اس سے کہا تم چلے جاؤ جب مدینہ میں پہنچو اور تجھ سے پہلے یہ خبر نہ پہنچے اور اس کو کچھ دینار دیے اور کھانا ملے اس سے کام نہ لو اگر تمہاری سواری اس قابل نہیں تو دو سری سواری خریدو عبدالملک کہتا ہے کہ میں پہنچا تو ایک شخص قریش میں سے مجھے ملا اور کہا کہ کیا خبر ہے میں نے کہا خبر امیر کے پاس ہے تو اس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون حسین بن علی علیہما السلام شہید ہو گئے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ میں عمرو بن سعید کے پاس گیا تو اس نے کہا تیرے پیچھے کیا ہے میں نے کہا وہ عزیز جو امیر کے سرور و خوشی کا باعث ہے حسین اسے گئے ہیں تو اس نے کہا

کہ ان کے قتل کی منادی کرو پس میں نے آپ کے قتل کی منادی کی پس میں نے خدا کی قسم کبھی کوئی چیخ دیکھ کر کی آواز حسین علیہ السلام پر بنی ہاشم کی عورتوں کی اپنے گھروں میں چیخ دیکھ کر سے زیادہ تئیں سنی پس عمرو بن سعید نے کہا اور وہ ہنسا عجبت نساء بنی زیاد عجمۃ - کعجیب نساء ناکذاۃ الارنب - بنی زیاد کی عورتوں نے نالہ و فریاد کی جس طرح ہماری عورتوں نے ارنب کی صبح نالہ و فریاد کی۔

» اور ارنب ایک واقعہ کہ جو بنی زبید نے بنی زیاد کے خلاف انجام دیا کہ جو بنی حارث بن کعب تھے عبدالملک کی قوم میں سے اور یہ شعر عمرو بن سعدی کرب کا تھا » اس کے بعد عمرو نے کہا یہ چیخ دیکھ کر کی آواز ہے عثمان بن عفان کے لیے چیخ دیکھ کر کے بدلے اس کے بعد وہ منبر پر گیا اور لوگوں کو آنجناب علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں حکم بن عاص اور اس کے بیٹے مروان لعنہما اللہ کے ذکر میں کہا ہے باقی رہا اس کا بیٹا مروان تو وہ زیادہ خبیث عقیدہ والا اور زیادہ عظیم کفر و احماد رکھتا تھا اور وہی تھا کہ جس نے اس وقت خطبہ پڑھا تھا جب حسین علیہ السلام کا سر مبارک مدینہ اور وہ اسی وقت مدینہ کا امیر تھا اور اس نے آپ کا سر اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور کہا یا جندہ ملک فی الیوم وحمة قبری علی الخدین بانما بمعسدمین - میری پیچیلیوں کے درمیان کس قدر خوش نمائے تیری ٹھنڈک، اور وہ سرخی جو خسار و پرکھتی ہے گویا وہ زعفران میں رنگے ہوئے دو کپڑوں میں تو نے رات گزاری ہے چہرہ اس یحییٰ نے آپ کا سر مبارک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر کی طرف پھینکا اور کہا اے محمد بدر کے دن کے بدلے یہ دن ہے اور یہ قول مشق ہے اس شعر سے جس سے یزید بن معاویہ نے غش کیا تھا اور وہ شعر ابن زبیری کا ہے جب آپ

کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تھا اور وہ خبر مشہور و معروف ہے۔

مؤلف کہتے ہیں ہمارے شیخ ابو جعفر نے اسی طرح کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مروان ان دنوں مدینہ کا امیر نہیں تھا بلکہ مدینہ کا امیر عمر بن سعید بن عاص تھا اور اس کی طرف حمزین بھی نہیں بھیجا گیا صرف عبید اللہ ابن زیاد نے اسے خط لکھا تھا جس میں شہادت حسین کی بشارت دی تھی پس اس نے اس لعین کا خط منبر پر پڑھا اور مذکورہ رجز بھی کہا اور قبر مطہر کی طرف اشارہ کر کے یوم یوم بدو (بدو کے دن کے بدلہ کا دن) کہا جس کا انصار میں سے ایک گروہ نے برا منایا اس بات کو ابو عبیدہ نے کتاب مثالب میں ذکر کیا ہے ابن ابی الحدید کی گفتگو یہاں ختم ہوئی، ہشام بنی ابو مخنف سے سلیمان بن ابوراثہ سے عبدالرحمن بن عبید ابو الکثر سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نے کہا جب عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب کو حمزین کی معیت میں ان کے دونوں بیٹوں کی شہادت کی خبر ملی تو ان کا غلام آیا اور لوگ انہیں تعزیت دے رہے تھے راوی کہتا ہے میرے گمان میں ان کا یہ غلام ابوسلاص کے علاوہ نہیں تھا تو اس نے کہا یہ وہ مصیبت ہے کہ جو حسین کی وجہ سے ہم نے جھیلی ہے اور ہم پر آئی ہے راوی کہتا ہے تو اس کو عبداللہ بن جعفر نے جوتے سے بیٹھا اور فرمایا گندی بودالی کے بیٹے کیا تو حمزین کے بارے میں یہ کہتا ہے خدا کی قسم اگر میں ان کے پاس ہوتا تو میں دوست رکھتا کہ ان سے جدا نہ ہوتا یہاں تک کہ ان کے ساتھ شہید ہو جاتا خدا کی قسم میں نے دل سے وہ دونوں بچے حیات کو بخشے اور ان کی مصیبت میرے لیے خوشگوار ہے کہ انہوں نے میرے بھائی اور میرے چچا زاد کے ساتھ مواسات و صبر و شکیبائی کی اور شہید ہوئے اس کے بعد آپ نے اپنے ہم مجلس لوگوں کی طرف رخ کر کے کہی خدا کی حمد ہے ”خدا کی

قسم حسینؑ کی شہادت اور ان کے زین پر چڑھنا اس طرح اپنے آپ کو تسلی دے رہا ہوں اگر میں اپنے ہاتھ سے ان سے مواسات اور ان سے ہمدی کا اظہار کر سکا تو میرے بچوں اور اولاد نے مواسات کی

راوی کہتا ہے کہ جب اہل مدینہ کے پاس شہادت حسینؑ کی خبر آئی تو عقیل بن ابوطالب کی بیٹی نکلی اور اس کے ساتھ اس کے خاندان کی خواتین تھیں اور وہ بی بی سرتنگے جب کہ اپنا دامن اپنے اوپر لپیٹتی تھیں یہ کہہ رہی تھیں۔ ماذا تقولون اذا قال النبی لکم۔ ماذا فعلتم وانتم اخرا لامہ۔ بعترقی وباہلی بعد معتقدی منہم اساری ومنہم خرجوا بدم۔ تم کیا کہو گے جب نبی اکرمؐ نے تم سے فرمایا کہ تم نے کیا سلوک کیا جب کہ تم آخری امت تھے میری عزت اور میرے اہل بیت سے میرے مفقود ہونے کے بعد کہ جن میں سے بعض اسیر و قیدی ہیں اور بعض اپنے خون میں لت پت ہیں۔

اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ کی شہادت کی خبر مدینہ میں پہنچی تو اسماء بنت عقیل اپنے خاندان کی عورتوں کی ایک جماعت میں نکلی یہاں تک کہ وہ رسول اللہؐ کی قبر تک پہنچیں پس وہ خاتون قبر سے لپٹ گئی اور اس کے ایک نعرہ مارا پھر ہاجرین و انصار کی طرف مخاطب ہوئیں اور کہا ماذا تقولون ان قال النبی لکم۔ یوم الحساب وصدق یقول مسموع۔ حد لکم عترتی او کنتم غیبا۔ والحق عند ولی الامر مجموع۔ اسلمتموہم بایدی الظالمین فاما منکم لہ الیوم عند اللہ مشنوع ما کان عند عداۃ الطیف اذ حضر و انک الذی ایاہم منہ کیا جواب دو گے اگر پیغمبر نے تم سے پوچھا قیامت و حساب کے دن اے لوگو کہ سچائی ہی کیا جائے گی کہ تم نے چھوڑ دیا میری عزت کو یا تم غائب تھے اور حقیقت

حق تعالیٰ کے نزدیک معلوم اور مجموع ہو جائے گی انہیں ظالموں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا کوئی شخص نہیں ہے جو تمہارے بارے میں خدا کی بارگاہ میں مقبول اشفاعہ ہو سکے دشت کربلا میں جب ان کی موت ان پر نازل ہوئی کوئی یار و مددگار نہیں تھا کہ جو کہتا کہ ان کی موت دفع ہو جائے، راوی کہتا ہے کہ ہم نے اس دن سے زیادہ عورتیں مردہ دیکھے۔

ہشام کہتا ہے کہ مجھ سے ہمارے بعض اصحاب نے عمرو بن ابی المقدام سے اس نے عمرو بن عکرمہ سے حدیث بیان کی ہے تو کہتا ہے کہ ہم نے شہادت حسین کی صبح مدینہ میں کی اچانک ہمارا ایک غلام کہنے لگا میں نے رات ایک سنا دی کوئی کہتا ہے کہ سنا ہے جو کہہ رہا تھا ایہا القتاتلون جھلا حسینا۔ البشر و بالعباد والتکلیل کل اهل السماء یدعون علیکم۔ من بنی و ملک و قبیل، قد لعنتم علی لسان ابن داؤد و موسیٰ و حامل الانجیل اے حسین کے ساتھ جو کہ جنہوں نے جہالت سے انہیں شہید کیا، تمہیں عذاب و عقاب کی بشارت ہو تمام اہل آسمان تمہیں بد دعا کرتے ہیں انبیاء اور ملائکہ کے تمام قبیلہ تمہیں سلیمان ابن داؤد اور موسیٰ و صاحب انجیل موسیٰ کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔

ہشام کہتا ہے عمرو بن خیردم کہی نے اپنے باپ کی زبانی بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے خود یہ آواز سنی اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں ہے اور لوگ دو یا تین مہینہ اس حالت میں رہے کہ سورج طلوع ہونے کے وقت کچھ دیر تک گویا دیواروں پر خون ملا ہوتا۔

سبط نے تذکرہ میں کہا ہے کہ جب شہادت حسین کی خبر مکہ میں پہنچی اور عبداللہ بن زبیر کو اطلاع ملی تو اس نے مکہ میں خطبہ دیا اور کہا اے بعدیاد رکھو کہ اہل عراق

دھوکہ باز اور فاجر و بری قوم ہے اور یاد رکھو کہ اہل کوفہ ان میں سے بدتر ہے کہ
 جہنوں نے حسینؑ کو بلایا تاکہ وہ انہیں اپنا دالی و حاکم بنائیں تاکہ وہ جناب ان کے
 امور و معاملات کو درست و سیدھا کریں اور ان کے دشمن کے خلاف ان کی مدد
 کریں اور معالم و احکام اسلام کو دوبارہ پٹنائیں جب وہ جناب ان کے پاس
 گئے تو وہ ان کے خلاف بھڑک اٹھے اور انہیں شہید کر دیا اور ان سے کہا کہ اپنا
 ہاتھ ملعون ابن زیاد کے فاجر و ملعون ہاتھ میں دے دے تاکہ وہ ان کے بارے
 میں اپنی رائے دیکھے تو انہوں نے کریم و شریف موت کو قابلِ مذمت موت پر
 ترجیح دی پس خدا حسینؑ پر رحم فرمائے اور ان کے قاتل کو رسوا و ذلیل کرے اور
 اس پر لعنت کرے جس نے اس کا حکم دیا اور اس پر لعنتی ہوا کیا بعد اس چیز کے
 کہ جو ابو عبد اللہؑ پر جاری ہوئی جو جاری ہوئی کوئی شخص ان لوگوں پر مطمئن ہو
 سکتا ہے یا ان بدشکین فاجروں کے مہذب سپاہیوں کو قبول کر سکتا ہے خدا کی قسم حسینؑ
 علیہ السلام دن کو ہمیشہ روزے رکھتے اور رات عبادت میں بسر کرتے تھے اور
 زیادہ نزدیک و ادلی تھے ان کے نبی اکرمؐ کے نسبت اس فاجر بن فاجر کے خدا
 کی قسم وہ قرآن کی جگہ غنادراگ کو اور اللہ کے خوف سے رونے پر حدی خوانی کو
 اور روزے کی جگہ شراب پینے کو اور رات میں عبادت کرنے پر مزامیر کو اور
 مجالس ذکر پر شکار کی طلب میں دوڑ دھوپ کو اور بندروں کے ساتھ کھیلنے کو
 نہیں دیتے تھے انہوں نے آپؐ کو شہید کر دیا عنقریب دوزخ کی داوی غمی میں داخل
 ہوں گے یاد رکھو اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر

مؤلف کہتے ہیں کہ یہی خطبہ جزیری نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ کامل میں
 ذکر کیا ہے۔

اور ابن سعد کی طبقات میں جناب ام سلمہ سے ہے یہ کہ حبيب انیس شہادت حسین کی خبر ملی تو انہوں نے کہا کیا انہوں نے ایسا کر دیا خدا ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے پر کرے اس کے بعد وہ اتنا روئیں کہ غش کر گئیں۔

ابن ابی احمید نے کہا ہے کہ ربیع بن خثیم نے بیس سال تک کسی سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ امام حسین شہید ہوئے تو اس سے ایک جلد سا گیا راوی کہتا ہے حبيب اسے یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کیا انہوں نے ایسا کر لیا ہے اس کے بعد کہا اللہم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحكم بین عبدا وک فیما کانوا فیہ یخست لعلون۔ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب و شہود کے عالم خدا اپنے بندوں کے درمیان جہاں وہ اختلاف کریں تو ہی فیصلہ کرے پھر وہ سکوت و خاموشی کی طرف لوٹ گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

اور مناقب میں تفسیر ثعلبی سے منقول ہے کہ ربیع بن خثیم نے بعض ان افراد سے کہا جو قتل و شہادت حسین کے وقت وہاں موجود تھے تم ان سروں کو لاؤ اور آویزاں کیا اس کے بعد کہا خدا کی قسم تم نے ایسے برگزیدہ افراد کو شہید کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اہل بیت درک کرتے تو ان کے بوسے لیتے اور انہیں اپنی گود میں بٹھاتے اس کے بعد اللہم فاطر السموات والارض الخ آخر آیت تک تلاوت کی۔

گیا رھویں فصل

سر ہائے پاکیزہ کا شام بھیجا جانا

عبید اللہ بن زبیا و کما پاکیزہ سرد اور اہل بیت طاہرین کو کوفہ سے شام بھیجا اور بعض واقعات جب وہ لوگ سر مٹھ کر کوفہ میں پھرنے سے فارغ ہوئے تو اسے باب قصر کی طرف واپس لے گئے پس وہ سر مبارک ابن زیاد نے زحر بن قیس کو دیا اور آپ کے اصحاب کے سر بھی اس کے سپرد کیے اور اسے یزید کے پاس بھیجا اور اس کے ساتھ ابو بردہ بن عون ازدی اور طارق بن ابونظیان (طارق بن کواہل کوفہ کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا یہاں تک وہ یزید کے ہاں پہنچے۔

عبداللہ بن ربیعہ جہری سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں دمشق میں یزید بن معاویہ کے پاس موجود تھا کہ زحر بن قیس آیا اور وہ اس کے دریا میں داخل ہوا تو یزید نے اس سے کہا وائے ہو تجھ پر تمہارے پیچھے کیا خبر ہے اور تیرے پاس کیا ہے تو اس نے کہا اللہ کی فتح و نصرت کی بشارت جو حسین بن علی علیہ السلام اپنے اہل بیت کے اٹھارہ اور شیعوں میں سے ساٹھ افراد کے ساتھ وارد ہوئے پس ہم ان لوگوں کی طرف گئے اور ان سے سوال کیا کہ وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے امیر عبید اللہ بن زبیا کے حکم کو مانیں یا جنگ کریں تو انہوں نے سر تسلیم خم کرنے پر جنگ کو ترجیح دی پس ہم نے سورج کے طلوع ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور انہیں ہر طرف سے گھیر لیا جب تلواریں ان کے سروں پر بیٹھ گئیں تو بغیر کسی پناہ

کے وہ بھاگنے لگے اور ہمارے جلسے جس طرح کو توڑنا ہین سے پناہ تلاش کرتا ہے ہر بلندی دہستی میں پناہ تلاش کرتے تھے بھلا اے امیر۔۔۔۔۔ اونٹ کو توڑ کر نے یاد میں قبول نہ کرنے کی مقدار نہیں گذری تھی کہ ہم نے ان کے آخری شخص تک کو قتل کر دیا اور ان کے بدنوں کو برہنہ اور ان کے لباس خون آلود اور ان کے چہرہ مٹی پر چھوڑ دیا کہ سونے کی تمازت ان پر پڑے اور آندھی کی گرد و غبار ان پر پڑے اور سخت بیابان کے شکاری پرندے ان پر منڈلا رہے ہیں۔

بینید کچھ دیر تک اپنا سر نیچے کیے رہا پھر سر اٹھایا اور کہا کہ اگر تم حسین کو قتل نہ کرتے تب بھی تمہاری اطاعت پر راضی تھا اگر میں اس کے کام میں دخل ہوتا تو میں اس سے درگزر کرتا خدا حسین پر رحمت نازل کرے اور اس کو کوئی انعام نہ دیا۔

سید شبلخی نے نور الابرار میں اور سبط نے تذکرہ میں کہا ہے کہ اسے اپنے دربار سے نکال دیا اور اس کو کوئی چیز نہ دی ٹوٹتے کہتے ہیں امام حسینؑ نے اس بات کی خبر دی تھی جیسا کہ ابو جعفر محمد بن جریر سے اس کی سند کے ساتھ روایت ہے ابراہیم بن سعید سے اور وہ زبیر بن قین کے ساتھ تھا جس وقت زبیر نے حسینؑ کی رفاقت اختیار کی تھی تو آپؑ نے زبیر سے فرمایا تھا اے زبیر جان لے کہ یہیں میرا مشہد (ورثہ بنے گا) ہے اور میرے جسم میں سے یہ (یعنی آپؑ کا سر) زہر بن قیس اٹھالے جائیگا پس وہ یزید کے دربار میں جائے گا اس کے انعام کی امید پر لیکن وہ اسے کچھ نہیں دے گا۔

اس کے بعد عبید اللہ بن زیاد نے سر حسینؑ کو بھیجنے کے بعد حکم دیا آپ کے بچوں اور خواتین کے بارے میں کہ انہیں تیار کیا جائے اور علی بن الحسینؑ کے متعلق

امریکہ کہ انیس طوق گراں بار پہنایا جائے اور اس کے بعد انیس سرمبارک کے پیچھے غفر بن ثعلبہ عائدی اور ثمر بن ذی الجوشن کے ساتھ بھیجا پس وہ انیس لے کر نکلے یہاں تک کہ ان لوگوں کے ساتھ جا ملے کہ جن کے ساتھ سرمبارک تھا اور علی بن الحسین علیہما السلام ان میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کرتے تھے سارے راستہ میں یہاں تک کہ دمشق میں جا پہنچے۔

اور قریقین کی کتب میں یہ روایت ہے کہ سرمبارک کو اٹھالے جانے والے جب پہلی منزل میں اترے تو وہ شراب پیتے گئے اور سر اٹھ کر دیکھ کر خوشی منانے لگے پس ان کی طرف ایک تھیلی دیوار سے نکل کر جس کے ساتھ لوہے کا قلم تھا جس نے فون سے چند سطریں لکھیں اتوجوا امة قتلت حسينا - شفاعۃ جدہ یوم الحساب کیا وہ امت کہ جس نے حسینؑ کو شہید کیا ہے قیامت و حساب کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید رکھتی ہے پس وہ اس سے گھبرا گئے اور ڈر گئے اور اس منزلی سے کوچ کیا۔

اور سبط کے تذکرہ میں ہے ابن سیرین نے کہا ہے کہ بغیر اکرمؑ کی بعثت سے پانچ سو سال پہلے کا ایک پتھر ملا جس پر سریانی زبان میں لکھا تھا جسے سریانی منتقل کیا گیا تو اس کا مفہوم یہ تھا۔

اتوجوا امة قتلت حسينا - شفاعۃ جدہ یوم الحساب - کیا وہ امت جس نے حسینؑ کو شہید کیا ہے قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید رکھتی ہے۔

اور سلیمان بن یسار نے کہا ہے کہ ایک پتھر ملا جس پر لکھا تھا لا بد ان ترد القیامة فاطمة - وقميصها بدم الحسين مطلق - ویل لمن شفاعته خصماثة۔

والصوماء فی یوم القیامة ینفخ - اس سے چارہ نہیں کہ
فاطمہ زہر میدان قیامت میں اس حالت میں آئیں گی کہ ان کا قمیض خون حسینؑ
سے لت پت ہوگا ویل و ہلاکت ہے اس شخص کے لیے کہ جس کی شفاعت کرنے
والے اس کے دشمن ہوں جب کہ قیامت میں صور پھونکا جائے گا۔

تاریخ خمس سے منقول ہے وہ کتاب ہے کہ وہ لوگ چلے یہاں تک کہ راستہ
میں ایک دیر (گرجے) تک پہنچے پس وہاں اتر پڑے تاکہ وہاں قیلو کہ کریں پس
ایک دیوار پر لکھا ہوا دیکھا اترجوا امة قتلت حسینا۔ شفاعتہ جدہ
یوم الحساب۔ کیا وہ امت جس نے حسینؑ کو شہید کیا ہے ان کے نانا کی شفاعت
کی قیامت میں امید رکھتی ہے پس انہوں نے اس سطر کے بارے میں اور یہ کہ آ
کس نے لکھا ہے سوال کیا تو اس نے کہا کہ یہ تحریر تمہارے نبی کی بعثت سے
پانچ سو سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔

اور سبط ابن جوزی نے اسناد کے ساتھ ابو محمد عبد الملک بن ہشام نووی بصری
سے ایک حدیث میں روایت کی ہے کہ یہ لوگ جب بھی کسی منزل میں اترتے تو سر
مبارک کو اس صندوق سے نکالتے کہ جو اس کے لیے تیار کی ہوئی تھی اور اسے
نیزے پر سوار کیا اور اس کی حفاظت کرنے لگے کوئچ کے وقت تک پھر اسے
صندوق میں رکھ دیتے اور کوئچ کرتے پس ایک منزل میں اترے کہ جس میں ایک
دیر (گرجہ) تھا اور اس میں ایک راہب رہتا تھا پس انہوں نے عادت کے
مطابق سر مبارک نکالا اور اسے نیزہ پر سوار کیا اور دہلیور کے مطابق محافظ
اس کی حفاظت کرنے لگے نیزے کو دیر کے سہارے کھڑا کیا جب آدمی رات ہوئی
تو راہب نے سروالی جگہ سے آسمان تک نور و روشنی دیکھی پس اس قوم پر حجاب تک

کہ کہاتم لوگ کون ہو تو انہوں نے کہا ہم ابن زیاد کے ساتھی ہیں تو اس نے کیا یہ کہیں
 کہے انہوں نے کہا حسین بن علی بن ابی طالب کا سر ہے جو غافلہ و دختر رسول اللہ
 کے فرزند ہیں اس نے کہا تمہارے نبی کی دختر کے انہوں نے کہا کہ ہاں تو اس نے
 کہا تم بہت بری قوم ہو اگر حضرت مسیح کا کوئی بیٹا ہوتا تو ہم اسے اپنی پلکوں پر
 بٹھاتے پھر اس نے کہا کیا تم کوئی چیز لینا چاہو گے انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہے اس
 نے کہا میرے پاس دس ہزار دینار ہیں وہ لے لو اور یہ سیر مجھے دے دو تاکہ وہ
 ساری رات میرے پاس رہے اور جب تم کو قح کر دو تو وہ لے لو انہوں نے کہا
 اس میں ہمارا کیا حزن و غم ہے پس انہوں نے وہ سہرے دیا اور اس نے وہ
 دینار انہیں دے دیئے پس راجہ نے سر کو لیا اور اسے دھویا اور خوشبو
 لگائی اور اپنے نذوق پر نہ کھا اور ساری رات بیٹھ کر دستار ہا جب صبح ہوئی تو
 اس نے کہا اے سر مبارک میں اپنی جان کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور
 میں گواہی دیتا ہوں لا الہ الا اللہ اور یہ کہ آپ کے نانا محمد رسول اللہ اور میں
 گواہی دیتا ہوں کہ میں آپ کا غلام اور عبد ہوں پھر وہ حیدر سے اور جو کچھ اس
 میں تھا نکلا اور اہل بیت علیہم السلام کی خدمت کرنے لگا۔

ابن ہشام میں سیرہ میں کہا ہے پھر انہوں نے سر مبارک لے لیا اور چل پڑے
 جب دمشق کے قریب پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اؤ تاکہ وہ دینار تم تقسیم
 کر لیں اور یزید انہیں نہ دیکھے ورنہ وہ ہم سے لے بیگا پس وہ تھیلیاں اٹھائیں اور
 انہیں کھولا تو دینار ٹھیکریوں میں بدل چکے تھے اور ایک دینار کی ایک طرف لکھا
 ہوا تھا ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون۔

اللہ کو غافل نہ سمجھنا اس چیز سے جو کچھ ظالم کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف لکھا تھا

وسيعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ غنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کی برگشت کس طرف ہے۔ پس انہیں نہر بردی میں پھینک دیا۔

ادریخ اجل سعید بن جبۃ اللہ راوندی نے کتاب خراج میں یہ برفصیل کے ساتھ لکھی ہے اور اس میں ہے کہ رامب نے جب سر مبارک واپس کر دیا تو دیر سے اتر اور ایک پہاڑ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے لگا اور ان کا رُمیں سردار عمر سعد تھا اور وہ درہم اس نے رامب سے لیے تھے جیب اس نے دیکھا کہ وہ ٹھیکریوں میں تبدیل ہو گئے ہیں تو اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ انہیں نہر میں پھینک دیں۔

مؤلف کہتے ہیں جو کچھ تواریخ و سیر سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ عمر سعد ان لوگوں کے ساتھ شام کی طرف جاتے ہوئے نہیں تھا۔

پس اس کا ان کے ساتھ ہونا بعید ہے اور اس سے زیادہ بعید اس جناب رحمہ اللہ کا آخر خبر میں یہ قول ہے کہ عمر سعد ری کی طرف چلا گیا لیکن اپنی حکومت تک نہ پہنچ سکا اور خدا نے اس کی زندگی ختم کر دی اور اسے راستہ میں ہلاک کر دیا کیونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ عمر سعد کو جناب قتار نے اس کے گھر ہی میں کوفہ میں قتل کیا تھا اور ہمارے مولانا قاسم علیہ السلام کی بددعا کو اللہ نے مستجاب کیا جو آپ نے اس طرح کی تھی۔ اور خدا تجھ پر اسے مسلط کرے کہ جو میرے بعد مجھے تیرے بستر پر قریح کرے واللہ العالم

سید فرماتے ہیں کہ ابن ہشیم و غیرہ نے ایک حدیث کی روایت کی ہے کہ جس میں سے تم قدر ضرورت پیش کرتے ہیں وہ کتاب ہے کہ میں غانہ کعبہ کے

طواف کر رہا تھا اچانک ایک مرد یہ کہہ رہا تھا خدا یا مجھے بخش دے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ تو ایسا کرے گا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے خدا سے ڈر اور اس قسم کی بات نہ کرو کیونکہ تمہارے گناہ اگر بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کی مقدار بھی ہوں اور تم اللہ سے استغفار کرو تو وہ بخش دے گا اور بیشک غفور رحیم ہے راوی کہتا ہے پس اس نے مجھ سے کہا دھر آؤ سا کہ میں تجھے اپنے قصد کی خبر دوں پس میں اس کے ساتھ آیا تو اس نے کہا تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم پچاس افراد تھے ان لوگوں میں سے کہ جو حسین علیہ السلام کے سر کے ساتھ شام گئے تھے پس جب ہم شام کرتے تو سر کو ایک تابوت میں رکھ دیتے اور تابوت کے گرد شراب پیتے پس میرے ساتھیوں نے ایک رات شراب پی یہاں تک کہ وہ مت ہو گئے لیکن میں نے ان کے ساتھ نہیں پی پس جب رات تاریک ہو گئی تو میں نے کلک سنی اور بجلی چمکتے دیکھی پس اچانک آسمان کے دروازے کھل گئے اور حضرت آدم نوح، ابراہیم، اسمعیل، اسحاق، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اترے جب کہ جبریل اور ملائکہ کا ایک گروہ بھی ان کے ساتھ تھا پس جبریل تابوت کے قریب گئے اور سرمبارک کو اس سے نکالا اور اسے سینہ سے لگایا اور اس پر بوسہ دیا اس کے بعد تمام انبیاء نے بھی ایسا ہی کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ مرعین علیہ السلام پر رونے لگے اور انبیاء نے انہیں تعزیت پیش کی اور جبریل نے آپ سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی امت کے بارے میں میں آپ کی اطاعت کروں اگر آپ حکم دیں تو میں زمین میں ان کے لیے نازلہ پیدا کر دوں اور اس کے اوپر کوٹہچے کر دوں جس طرح میں نے قوم لوط سے کیا تھا تو نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اے جبریل ان کا میرے ساتھ قیامت کے دن
 اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک موقف اور کھڑے ہونے کی منزل ہے پھر ملائکہ
 ہماری طرف آئے تاکہ وہ ہمیں قتل کریں تو میں نے کہا الامان الامان یا رسول
 اللہ تو پیغمبر نے فرمایا تو چلا جا خدا تجھے نہ بخشے ،



jabir.abbas@yahoo.com

بارھویں فصل

راہ شام کے واقعات

چند ایک واقعات جو شام کے راستہ میں درپیش آئے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ان منازل کی ترتیب کہ یہاں ہر مرحلہ میں وہ اترے ہیں وہاں رات بھی گزاری ہے یا صرف وہاں سے عبور کیا ہے معلوم نہیں اور نہ ہی مذکور ہے کتب معبرہ میں بلکہ اکثر کتب میں تو اہل بیت کی شام کی جانب مسافر کی کیفیت ہی بیان نہیں ہوئی البتہ بعض واقعات بعض منازل میں واقع ہوئے ہیں کہ جن کی طرف ہم انشاء اللہ اشارہ کریں گے۔

ابن شہر آشوب نے مناقب میں کہا ہے اور آپ کے مناقب یعنی حسین علیہ السلام کے مناقب میں سے وہ ہیں کہ جو ان مشاہد سے ظاہر ہوا کہ جنہیں شہداء اس کا جاتا ہے کہ بلا سے کی طرف اور وہ جو ان دونوں کے درمیان ہیں موصل، نصیبین، حما، حمص، دمشق وغیرہ میں

مؤلف کہتے ہیں کہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس معظم و مقدس کے لیے ان جگہوں پر مشہور مشاہد ہیں باقی رہا وہ مشہد الیاس جو دمشق میں ہے و تو معلوم ہے اور بیان کا محتاج نہیں ہے اور میں خود اس کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہوں۔

رہا آپ کا مشہد موصل میں تو وہ جیسا کہ رونقہ الشہداء میں ہے کہ جبکا خلاصہ

یہ ہے ان لوگوں نے جب موصل میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس کے عامل و گورنر کی طرف پیغام بھیجا کہ ان کے لیے زاد و نوشہ اور گھاس پوس کا انتظام کرے ان کے لیے شہر کو بھی مزین کرے پس اہل موصل نے اتفاق و اتحاد کیا کہ وہ ان کے لیے تیار کریں جو کچھ انہوں نے چاہا ہے لیکن ان سے یہ استدعا کریں کہ وہ شہر کے اندر داخل نہ ہوں بلکہ اس کے باہر ہی اتریں اور اس میں داخل ہوئے بغیر وہاں سے چلے جائیں پس وہ شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اترے اور سر مبارک ایک پتھر پر رکھا اور اس پر سر عزتم سے خون کا ایک قطرہ گرنا اور ہر سال عاشور کے دن وہ قطرہ پھیل جاتا اور اس سے خوف اٹھنے لگتا اور لوگ اطراف سے وہاں جمع ہوتے اور مراسم عزاداری قائم کرتا اور مجالس و ماتم ہر عاشور کے دن وہاں قائم کرتے اور وہ پتھر عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک باقی رہا پس اس نے پتھر کے وہاں سے منتقل ہونے کا حکم دیا پس اس کے بعد اس کا کوئی اثر اور نشان نہ دیکھا گیا لیکن انہوں نے اس مقام پر ایک قبہ بنایا کہ جس کا نام مشہد النقطہ رکھا۔ باقی رہا وہ ساتھ جو نصیبین میں واقعہ ہوا تو کامل بہائی میں ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ جب نصیبین میں پہنچے تو منصور بن ایسا نے شہر کو مزین کرنے کا حکم دیا پس ان لوگوں نے اسے پس انہوں نے اسے ہزار آئینہ سے زیادہ کے ساتھ اسے مزین کیا پس اس ملعون نے چاہا کہ جس کے ساتھ حسین علیہ السلام تھا کہ وہ شہر میں داخل ہو لیکن اس کے گھوڑے تھے اس کی اطاعت نہ کی اس نے دوسرا گھوڑا تبدیل کیا تو اس نے بھی اطاعت نہ کی اور اسی طرح ہوتا رہا اچانک سر مبارک زمین پر گر پڑا پس اسے ابراہیم موصلی نے اٹھایا جب غور سے دیکھا تو حسین علیہ السلام کا سر اسے پایا تو اس نے انہیں لعنت ملاحت کی اور توحید و سرز نش کی تو اب شام

نے اسے قتل کر دیا پھر انہوں نے سر مبارک شہر کے یاہر قرار دیا اور اسے بیکر شہر میں داخل نہ ہوئے، مؤلف کہتے ہیں کہ شاید سز میاں کھٹک کے گرنے والی جگہ مشہد ہوگئی ہے (کامل بہائی میں ہے کہ سر مبارک کو اٹھانے والے ملائین قبائل عرب سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ ان کے خلاف خروج نہ کریں اور ان سے سر مبارک چھین نہیں لہذا انہوں نے عام اور مشہور راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور جب کس قبیلہ تک پہنچتے تو ان سے علف (گھاس و پوس) کا مطالبہ کرتے اور انہیں کہتے کہ ہمارے ساتھ ایک خارجی کا سر ہے)

باقی راہ وہ مشہدِ حرمہ میں تھا تو بعض کتب میں بعض ارباب مقامات سے منقول ہے کہ اس نے بعض ان کے ہاجرین نے کہا جب میں نے حج کا سفر کیا تو حرمہ میں پہنچا تو اس کے باغات کے درمیان ایک مسجد دیکھی کہ جو مسجد الحسین علیہ السلام کے نام سے موسوم تھی وہ کتاب ہے کہ میں مسجد کے اندر گیا تو اس کی ایک عمارت میں ایک پردہ دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھا جب میں نے پردہ اٹھایا تو دیوار میں ایک نصب شدہ پتھر دیکھا اور اس پتھر کی پشت کو جو مفسیوطی سے نصب تھی کہ جس پر گردن کی جگہ بتی ہوئی تھی اور وہاں خشک خون نمایاں تھا مسجد کے ایک خادم سے میں نے پوچھا کہ پتھر اور یہ خون کا اثر کیلئے تو اس نے کہا کہ شام کی طرف جلتے ہوئے امام حسینؑ کا سر اٹھانے والوں نے اس سر کو اس پتھر پر رکھا تھا اور اس کا نشان بن گیا ہے الخ

باقی راہ مشہدِ الراس کہ جو محض میں ہے تو اس کے حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے جیسا کہ کر بلا سے عثمان تک کے مشہدِ الراس کے حالات بھی میں نہیں دیکھ سکا۔
البتہ ہمارے مولا اباعبداللہ حسین علیہ السلام کے صحن کے شمالی دروازے کے پہلو

میں ایک مسجد ہے کہ جو مسجد رائس الحسین کے نام سے موسوم ہے اور کوثر کی پشت پر قائم مغربی کے پاس ایک مسجد خانہ نام کی ایک مسجد ہے کہ جس میں امام حسینؑ کی زیارت اس مناسبت سے کہ آپ کا سروہاں رکھا گیا متعجب ہے۔

مفید، سید، اور شہید نے باب زیارت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ میں کہا ہے جب تم علم جو کہ ”مسجد خانہ“ ہے تک پہنچو تو وہاں دو رکعت نماز پڑھو۔

اور محمد بن ابوعبید نے مفصل بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام گزریے مغربی کے راستہ کی طرف بچھے ہوئے ستون کے پاس سے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی تو آپ سے لوگوں نے پوچھا یہ کسی نماز ہے تو آپ نے فرمایا یہ میرے جدا محمد حسین علی علیہما السلام کے سر مبارک کی جگہ ہے ان ملائین نے سر کو یہاں رکھا تھا جب کہ بلا سے آئے تھے پھر اس کو اٹھا کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گئے۔

قبائے عظام کے شیخ و استاد صاحب جواہر الکلام نے کہا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ جگہ سر مبارک کے دفن کی جگہ ہو آخر تک جو کچھ انہوں نے نقل کیا ہے کہ جسے میں نقل نہیں کرتا چاہتا بلکہ مجھے تعجب ہے کہ آنجناب رحمہ اللہ نے کس طرح اسے نقل کیا ہے۔

باقی رہا مشہد الراس الشریف، جو عسقلان میں ہے تو بعض کتب میں ہے کہ وہ مشہور و معروف ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حلب کے قریب ایک مشہد ہے کہ جسے مشہد السقط کا نام دیا گیا ہے جو جبل جوشن پر ہے وہ پہاڑ حلب شہر پر تھا ہوا ہے اس کی مغربی

جانب شیعوں کا قبرستان ہے کہ جس میں صاحب مناقب ابن شہر آشوب کی قبر ہے اور احمد بن منیر عاملی کی قبر بھی ہے کہ جس کے حالات کتاب الملای میں ہیں اور میں نے بھی ان کے حالات انقوائد الرضویہ میں ذکر کیے ہیں

حموی نے معجم البلدان میں یوشن کے سلسلہ میں کہا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں چو شن ایک پہاڑ ہے حلب کی مغربی جانب میں اور اس سے ہی سرخ تانیا نکالا جاتا ہے اور وہ پہاڑ اس کی کان ہے اور کہا گیا ہے کہ جب سہ حسن بن علی علیہ السلام کے قیدی اور ان کی خواتین گزریں کہ تراب ہو گیا اور حسین علیہ السلام کی ایک زوجہ حاملہ تھیں پس وہاں ان کا بچہ سقط ہو گیا پس جو لوگ اس پہاڑ میں کام کر رہے تھے ان سے روٹی یا پانی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انہیں برا بھلا کہا اور کچھ نہ دیا تو اس عذرہ نے انہیں بد و عادی اس کے بعد جس کسی نے اس میں کام کیا اسے نفع نہیں ہوا اور اس پہاڑ کے اگلے حصہ میں ایک مشہد ہے کہ جو مشہد السقط کے نام سے مشہور ہے اور مشہد السقط بھی اسے کہتے ہیں اس سقط کا نام حسن بن حسین رضی اللہ عنہ رکھا گیا مؤلف کہتے ہیں قی رکھتا ہے کہ کہا جائے فانظر الی حفظ هذا الاسم کیف لقی من الاواخر ملاق من الاول ویکو اس نام کا حصہ کہ اس نے ادا فرمایا وہ کچھ جھیل جواول سے جھیل تھا۔

تیرہویں فصل

اہل بیت کا شام میں ورود

شیخ کفعمی اور ہمارے شیخ بہائی اور محدث کاشانی نے کہا ہے کہ اہل صف میں
 حسین کا مبارک دمشق میں داخل ہوا اور وہ دن بنی امیہ کے ہاں عید کا دن ہے اور
 یہی وہ دن ہے کہ جس میں دکھ و افسان کی تجدید ہوئی کانت ماتم بالعراق تعدھا
 امویہ بالشام من اعیادھا۔ شام میں ماتم پیا تھے
 کہ بنی امیہ شام میں اسے عید منارہے تھے۔
 نیز ابو ربیعان سے "الانار الباقیہ" میں حکایت ہوئی ہے اس نے کہا ہے
 ماہ صفر کی پہلی تاریخ حسین علیہ السلام کا سر مبارک دمشق میں داخل ہوا کہ جسے یزید
 نے اپنے سامنے رکھا اور وہ آپ کے لگے دانتوں پر چھڑی مارتا تھا اور کتا تھا
 میں خذف میں نہیں ہوں آخر اشعار تک

اور مناقب میں ابو مخنف سے ایک روایت میں ہے کہ جب سر حسین یزید کے
 ہاں لایا گیا تو سر مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ جو ہر خوشبو سے فائق و بلند
 تھی۔

اور سید کہتے ہیں کہ وہ لوگ سر حسین اور قیدی بکر چلے جب دمشق کے قریب
 گئے تو جناب ام کلثوم شمر کے قریب گئیں اور اس سے کہا کہ مجھے تجھ سے ایک

حاجت ہے تو اس نے کہا تیری کیا حاجت ہے تو آپ نے فرمایا جیب میں بیکر
شہر میں جاؤ تو ایسے دروازے سے بیکر جاؤ جہاں دیکھنے والے کم ہوں اور ان
پہلے سے حکمران سردوں کو محلوں کے درمیان سے نکال لے جائیں اور ہمیں ان
سے ددر رکھیں کیونکہ ہم لوگوں کے دیکھنے سے اس حالت میں رسوا ہوئے ہیں تو
اس کے جواب میں اس یمن نے حکم دیا کہ سر نیزوں پر محلوں کے درمیان قرار دیں
بغادت و سرکشی اور کفر کی بنا پر اور انہیں دیکھنے والوں کے درمیان سے اسی حالت
میں لے چلا یہاں تک کہ انہیں دمشق کے دروازہ پر لایا پس وہ مسجد جامع کے دروازہ
کی ٹیڑھیوں پر آکر کئے جہاں قیدیوں کو کھڑا کیا جاتا ہے اور بعض فضلاء نے تابعین
سے روایت ہے کہ جب اس نے شام میں سرحدیں کا مشاہدہ کیا تو ایک ماہ تک اپنے
آپ کو اپنے ساتھیوں سے غمی رکھا جب انہوں نے اسے معذور ہونے کے بعد پایا
اور اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کیا دیکھتے تھیں ہو جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی
ہے اور اس نے یہ اشعار اشاء کئے۔

جاؤ ابراہیم یا بن بنت محمد، متوملا بن ماشہ ترمیلا۔ وکانما بلک یا بن
بنت محمد۔ قتلوا جہاراعا ملدین رسولاً قتلوا عطشاناً ولم یترقوا فی قتلا
التاویل والتنزیل، ویکبرون بان قتلت وانما۔ قتلوا بلک التکبیر والتہلیل۔
تیرا سر لیکر آئے اسے تو اس نے رسول جب کہ وہ اپنے خون میں لت پت تھا، گویا آپ
کی وجہ سے انہوں نے دن دھاڑے جان بوجھ کر رسول کو شہید کیا ہے، تجھے پیار
انہوں نے قتل کیا اور تیرے قتل کے بارے میں تاویں و تنزیل کی انہوں نے رعایت
نہیں کی وہ اس بات پر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھے قتل کیا حالانکہ تیری
وجہ سے انہوں نے تکبیر و قلیل کو قتل کیا ہے۔

اور بخار میں ہے اور صاحب مناقب نے اپنی سند کے ساتھ زید سے اپنے
 آباء و اجداد سے روایت کی ہے کہ سہل بن سعد نے کہا کہ میں بیت المقدس کی
 طرف نکلا یہاں تک کہ میں وسط شام میں پہنچا اچانک میں ایسے شہر میں پہنچا کہ میں
 میں نہریں جاری تھیں اور درخت کثرت میں تھے اور لوگوں میں پردے حجاب
 اور دیباچ لٹکائے ہوئے تھے اور خوش و خرم تھے اور ایک دوسرے کو مبارک
 باد دیتے تھے اور ان کے پاس عورتیں دف و طبل سے کھیل رہی تھیں تو میں نے
 اپنے دل میں کہا اہل شام کی کوئی ایسی عید ہم نہیں دیکھتے کہ جسے ہم نہ پہچانتے ہوں پس
 میں نے کچھ لوگوں کو باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا اے قوم کیا تمہاری شام
 میں کوئی ایسی عید ہے کہ جسے ہم نہیں جانتے تو انہوں نے کہا اے شیخ ہم سمجھتے ہیں کہ
 تم اعراقی ہو تو میں نے کہا میں سہل بن سعد ہوں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا
 ہے تو انہوں نے کہا اے سہل تعجب ہے کہ آسمان سے خون نہیں برستا اور زمین
 اپنے اہل کے ساتھ دھنسیں نہیں جاتی میں نے کہا کیوں انہوں نے کہا یہ حسین کا سر
 ہے جو عترت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہے جو بطور ہدیہ عراق کی زمین سے لایا گیا ہے پس
 میں نے کہا تعجب ہے کہ سر حسین علیہ السلام بطور ہدیہ لایا گیا اور لوگ خوش ہو رہے
 ہیں میں نے کہا کہ وہ کس دروازے سے داخل ہوں گے انہوں نے اشارہ کیا اس
 دروازے کی طرف کہ جسے باب سمات کہا جاتا تھا سہل کتا ہے کہ میں اسی
 انتظار میں تھا کہ میں نے جھڈے دیکھے کہ جو ایک دوسرے کے پیچھے تھے اچانک
 ہمیں ایک گھڑ سوار نظر آیا کہ جس کے ہاتھ میں جھنڈا تھا جس کا پھل اتار گیا تھا
 جس پر ایک سر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ چہرہ میں سب لوگوں
 سے زیادہ مشابہ ہے اور اس کے پیچھے میں کچھ خواتین دیکھیں جو ایسے اونٹوں پر سوار

تھیں کہ جن پر کوئی بچھونا نہیں تھا پس میں ان میں سے پہلے اونٹ کے قریب گیا اور میں نے کہا اے بچی تو کون ہے تو اس بی بی نے فرمایا میں سیکہ بنت الحسین ہوں تو میں نے کہا تجھے کوئی حاجت ہے میرے پورا کر نے کی میں ہوں بن سعد ہوں ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے آپ کے نانا کو دیکھا ہے اور ان کی حدیث سنی ہے تو اس بی بی نے کہا اے سعد اس سروالے سے کہ کہ وہ سر مبارک کہ ہم سے آگے لے جاتے تاکہ لوگ اسے دیکھنے میں مشغول ہوں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے حرم مطہر کو نہ دیکھیں ہوں کہتے ہیں کہ پس میں سروالے کے قریب گیا اور اس سے کہا کیا تو میری حاجت پوری کرے گا کہ جس کے بدلے مجھ سے چار سو دینار لے لے اس نے کہا وہ حاجت کیا ہے تو میں نے کہا کہ سر کو اہل حرم کے آگے لے جاتا اس نے ایسا کیا اور میں نے جو اس سے وعدہ کیا تھا وہ اسے دیدیا اور پھر سر مبارک ایک ڈیہ میں رکھا گیا اور یزید لعنہ اللہ کے دربار میں وہ داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا جب کہ یزید تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سر پر تاج تھا جس میں وہ دیا قوت جڑے ہوئے تھے اور اس کے گرد قریش کے بڑے بوڑھے تھے جب وہ سروالہ داخل ہوا تو اس نے یہ اشعار کہے ۔ او قدر کا بی فضة وذہبا ۔ انا قتلت السید المحجبا ۔ قتلت خیر الناس اما وابدا ۔ خیر هم اذ نیجبون النبا ۔ میری رکاب سونے چاندی سے بھر دے میں نے ایسے سردار کو قتل کیا ہے جو حجاب اور دیانوں کے پیچھے رہتا تھا میں نے اسے قتل کیا ہے جو بہترین ماں باپ کا بیٹا تھا اور جب نسب بیان کیا جاے تو بہترین نسب رکھتا تھا ۔

یزید نے کہا اگر تو جانتا تھا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے تو میرے کیوں

قتل کیا تو اس نے کہا تجھ سے انعام کی امید رکھتا تھا بیزید نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا پس اس کا سر کاٹ دیا گیا اور حسینؑ کا سر سونے کے ایک طبق میں رکھا گیا اور وہ لعین کہہ رہا تھا کیسے دیکھا تو نے اے حسینؑ انتہی ۔

مؤلف کہتے ہیں کہ صاحبِ کامل بہائی نے سہل بن سعد کی تہذیبِ مختصر کے ساتھ لکھی ہے اور اس روایت میں ہے کہ میں نے سر نیزوں پر دیکھے اور ان کے آگے آگے عباس بن علی علیہ السلام کا سر تھا اور امام علیہ السلام کا سر سب سروں کے پیچھے اور محذرات کے آگے تھا اور سر مبارک عظیم ہیبت رکھتا تھا کہ جس سے نور چمکتا تھا آپ کی ریش مبارک مڑور تھی کہ جس میں سفید بالے ہوئے تھے اور دھما کا خضاب لگایا ہوا تھا آپ کی آنکھیں موٹی اور سیاہ تھیں اور ابرو دھمکے ہوئے تھے پیشانی بلند اور ناک کشیدہ تھی اور آسمان کی جانب متبسم تھے اور آنکھ افق کی طرف لگی ہوئی تھی اور ہوا آپ کی ریش مبارک کہ دائیں بائیں حرکت دیتی تھی گویا علی امیر المومنین تھے» مزین کریں پس اسے اور یہ بھی کامل بھائی میں ہے کہ اہل بیت کو تین دن تک شام کے دروازے پر روک رکھا تھا تاکہ شہر کی اس طرح زینت کی لکھی کہ جیسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا تھا اس کے بعد پانچ لاکھ شام کے مرد اور عورتیں حلقہ باندھے ہوئے دف و طنبور سے بجاتے ہوئے ان کے استقبال کو گئے اور پڑے بڑے لوگ طبل و طنبور سے اور یگل بجاتے تھے اور ان میں سے ہزار ہا مرد و جوان اور عورتیں رقص کرتے اور دف و طبل و طنبور سے بجا رہے تھے اور تمام اہلِ نسا نے رنگ برنگے لباس سے مزین سرے اور خضاب لگائے ہوئے تھے اور یہ بدھ کا دن اور ربیع الاول کی سولہ تاریخ تھی اور شہر سے باہر لوگوں کی کثرت فشر کے میدان کی طرح تھی جو ٹھاٹھیں مار رہی تھی جب دن پڑھا تو سروں کو شہر میں داخل

کیا گیا اور زوال کے وقت یزید بن معاویہ کے دروازے تک کثرتِ اُردھام کی بناءً انتہائی تھکن کے ساتھ پہنچے اور یزید کے لیے تخت بچھایا گیا جو بواہرات سے مرصع اور اس کا گھرانوہ و اقسام کی زینتوں سے مزین تھا اور اس کے تخت کے اطراف میں سونے اور چاندی کی کرسیاں تھیں پس یزید کا حاجب و دربان باہر آیا اور ان لوگوں کو اس کے دربار میں داخل کیا گیا کہ جن کے ساتھ سرہائے شہداء تھے جب وہ یزید کے دربار میں گئے تو انہوں نے کہا امیر کی عزت و احترام پر قرار رہے ہم نے ابونزب کے اہل بیت کو قتل کیلئے اور ان کی جڑ کاٹ دی ہے پھر انہوں نے تفصیلی حالات بیان کیے اور سرہائے شہداء اس کے پاس رکھ دیئے اور اس ساری مدت میں کہ جب اہل بیت علیہم السلام ان کے ہاتھوں قید تھے اور چھبیسٹھ دن تک کسی شخص میں یہ قدرت نہیں کروہ ان کو سلام کر سکتا پس اچانک اس دن اہل شام میں سے ایک بوڑھا علی بن الحسین کے قریب گیا اور اس نے کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے تم لوگوں کو قتل کیا اب انھیں شیخ مقید فرماتے ہیں جب وہ یزید کے دروازے تک پہنچے تو مخضر بن ثعلبہ نے آواز بلند کی اور کہا یہ مخضر بن ثعلبہ ہے جو امیر... کے پاس (معاذ اللہ) آٹا فجرہ کو لیکر آیا ہے تو اسے جناب علی بن الحسین علیہ السلام نے جواب دیا مجھے ام مخضر نے جنا ہے وہ برا (زیادہ شریبر خ ل) اور نہ زیادہ لیٹیم و مینہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یزید نے اسے یہ جواب دیا۔

اور شیخ صدوق عطر اللہ مرقدہ نے امالی میں ابن زیاد کے حاجب سے ایک حدیث میں کہ جس کا ابتدائی حصہ ہم عبید اللہ بن زیاد کے دربار کے واقعات میں نقل کر چکے ہیں روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ قتل حسین علیہ السلام کی بشارتیں مختلف

نوامی د اطراف میں ابن زیاد نے بھیجیں پھر قیدیوں اور سرہین کے متعلق حکم دیا اور انہیں شام لے گئے مجھ سے ایک جماعت نے کہ جو اس ساتھ میں نکلے تھے بیان کیا ہے کہ وہ راتوں میں حسین علیہ السلام پر جنات کی نعرہ دزاری صبح تک ستے تھے اور انہوں نے کہا جب ہم دمشق میں وارد ہوئے تو خواتین اور قیدیوں کو دن دہاڑے شہر میں داخل کیا گیا تو جفا کار اہل شام نے کہا کہ ہم نے ان سے زیادہ بچے قیدی نہیں دیکھے تم لوگ کون ہو تو خواب سکیہ بنت العیین نے فرمایا ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے قیدی ہیں پس انہیں مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑا کیا گیا جہاں قیدیوں کو کھڑا کیا جاتا تھا اور ان میں علی بن العیین علیہ السلام بھی تھے اور آپ اس وقت توجوان تھے پس ان کے پاس اہل شام کے بوڑھوں میں سے ایک بوڑھا شخص آیا اور اس نے کہا جو ہے اس خدا کی جس سے تمہیں قتل کیا اور تمہیں ہلاک کیا اور فتنہ و فساد کے سینگہ کاٹ دیئے پس اس نے انہیں سب وشم اور برا بھلا کہنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جو اس کی گفتگو ختم ہوئی تو اس سے جناب علی بن العیین علیہ السلام نے فرمایا کیا تو نے اللہ عزوجل کی کتاب پڑھی ہے اس نے کہا ہاں تو فرمایا کیا یہ آیت نہیں پڑھی قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا المودة فی القربی - کہہ دے کہ میں تم سے قربی کی مودت کے علاوہ کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اس نے کہا ہاں پڑھی ہے فرمایا وہ قربی ہم ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کیا یہ آیت پڑھی ہے وانت ذا القربی حقہ - ذی القربی کو ان کا حق دے۔ اس نے کہا ہاں فرمایا وہ ہم ہیں پس تو نے یہ آیت پڑھی ہے انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ پس اللہ کا ارادہ ہے کہ تم اہل بیت سے ہر قسم کی پلیدی کو دور رکھے اور تم کو اس طرح پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے

اس نے کہا ہاں پڑھی ہے فرمایا وہ ہم ہیں پس شامی نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا پھر کہا خدا یا میں تیری بارگاہ میں تو بہ کرتا ہوں۔ یہ تین مرتبہ کہا خدا یا میں دکن آل محمد سے اور اہل بیت محمد کے قاتلوں سے تیری بارگاہ میں ہیزاری اور تبرا کرتا ہوں جس نے قرآن تو پڑھا ہے لیکن آج تک اس دن سے پہلے مجھے یہ شعور و علم پیدا نہیں ہوا۔

اور شیخ طوسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب علی بن الحسین علیہ السلام آئے جب کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے تو ابراہیم بن طلحہ بن عبد اللہ آپ کے سامنے آیا اور کہا اے علی بن الحسین فتح کس کی ہوئی آپ نے سر ڈھاتپا ہوا تھا اور آپ محل میں تھے آپ نے فرمایا پس علی بن الحسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا اگر تو جانا چاہے کہ فتح کس کی ہوئی تو جب نماز کا وقت ہو تو اذان و اقامت کہنا (تو معلوم ہو جائے گا کہ کسے فتح ہوئی) دیوڑی کی اخبار السطوال میں ہے مؤرخین نے کہا ہے پھر ابن زیاد نے علی بن الحسین اور اہل حرم میں سے جو آپ کے ساتھ تھے انہیں تیار کیا اور یزید بن معاویہ کی طرف نہ حرب بن قیس اور غفر بن ثعلبہ اور ثمر بن ذی الجوشن کے ساتھ بھیجا پس وہ وہ لوگ چلے یہاں تک کہ شام میں پہنچے اور یزید بن معاویہ کے دربار میں دمشق شہر میں داخل ہوئے اور ان کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک بھی داخل کیا گیا اور اسے اس یلعین کے سامنے پھینکا اس کے بعد ثمر بن ذی الجوشن نے گفتگو شروع کی اور کہا اے امیر..... ہم پر یہ (حسین) اپنے اہل بیت کے امٹھارہ اور اپنے شیعوں میں سے ساٹھ افراد کے ساتھ وارد ہوئے پس ہم ان کی طرف گئے پس ہم نے ان سے ہمارے امیر عبید اللہ کے حکم کے سامنے تسلیم خم کرنے

یا جنگ کرنے کے بارے میں سوال کیا انہ

اور ٹوہرین کے درمیان مشہور یہ ہے کہ یہ کلمات زحر بن قیس لعنہ اللہ کے ہیں اور ہم یہ بات امن زیادہ کے پاکیزہ سروں کو شام بھیجنے کی فصل میں وارد کر چکے ہیں۔

اس کے بعد حسین علیہ السلام کے گھرانے کی خواتین کو یزید کے دربار میں داخل کیا گیا تو یزید کے خاندان کی عورتیں اور معاویہ کی بیٹیاں اور گھر کی عورتوں نے بیخ و پکار کی وادیل کی آواز بلند کی اور ماتم برپا کیا اور حسین علیہ السلام کا سر اس کے سامنے رکھا گیا تو جناب سکینہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے یزید سے زیادہ تمہاری تلب اور اس سے زیادہ برا اور زیادہ جفا کار کا فرد مشرک نہیں دیکھا اور اس نے سر مقدس کی طرف دیکھنا اور یہ کہنا شروع کیا لیت اشیاخی بیدر شہد وا۔ جزء الخضر من وقع الاسل۔ کاش میرے بڑے بوڑھے بدر والے تلوار پڑتے سے تزرع کا تالہ و فریاد دیکھتے۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا سر حسین علیہ السلام کے بارے میں کہ اسے مسجد دمشق کے دروازے پر نصب کیا جائے اور سبط نے تذکرہ ہی کہا ہے کہ یزید سے مشہور یہ ہے تمام روایات میں کہ جب سر مہر اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے اہل شام کو جمع کیا اور خیزران کی پھڑی آپ کے دندان مبارک پر مارتا اور ابن زبیری کے اشعار لیت اشیاخی بیدر شہد وا۔ پڑھتا تھا یہاں تک کہ سبط نے کہا ہے اور زہری نے کہا جب سر کا شہد اُسے تو یزید جیرون کی اپنی نظارہ گاہ میں تھا پس اس نے خود سے یہ اشعار پڑھے لمابدات تلك الحمول واشرفت تلك الشمس علي ربا جيرون

نعب الغراب فقلت صم اولاً لصبح فلترقضيت من الغريم دليوني جيب ظا هر مئے

یہ عمل اور چکے آفتاب جیرون کے ٹیلوں پر تو کوئے نے موت کی صدا بلند کی میں نے اس سے کہا تم جیویا نہ جیجی میں نے اپنے مقروض سے قرضے چکایے ہیں۔

اور ابن ابوالانبیاء نے کہا ہے جب اس نے چھڑی سے آپ کے اگلے دانتوں کی بے اترامی کی تو حسین بن حمام مری کے اشعار پڑھے صبرنا وکان الصبر مناسجیۃؑ یا سیاخنا یقربین ہاماد و محصاء نفلق ہامان رؤس احبۃؑ الینا و ہم کا تو اعق و اظلمناؑ صبر کیا اور صبر کرنا ہماری عادت ہے ہم اپنی آنکھوں سے کمر جو مریوں اور کلائیوں کو چیرتی ہیں اپنے دوستوں کے سر کھول دیئے چونکہ وہ زیادہ نافرمان اور زیادہ ظالم تھے مجاہد نے کہا ہے خدا کی قسم لوگوں میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں رہا کہ جس نے یزید کو سب و شتم نہ کیا ہو اور اسے عیب نہ لگایا ہو اور اس کا ساتھ نہ چھوڑ دیا ہو۔

ابن ابوالانبیاء کہتا ہے اور اس کے پاس ابوبکر بنہ اسلمی (صحابی) موجود تھے تو انہوں نے اس سے کہا اے یزید اپنی چھڑی اٹھا لے پس خدا کی قسم کہ میں نے طویل مدت تک دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو ان دانتوں کے بوسے لیتے ہوئے۔ (سبط ابن جوزی کہتا ہے میرے نانا نے کہا اس سے تعجب نہیں ہے کہ ابن زیاد نے حسین سے جنگ کی اور عمر سعد اور شمر کو آپ کو شہید کرنے پر مسلط کیا اور آپ کا سر اس یھن کے پاس لے گئے تعجب تو اس بات کا ہے کہ یزید نے یہ بدیہی کو انتخاب کیا اور آپ کے دندان مبارک پر چھڑی ماری اور آل رسول کو قید کیا اور بے پالانے اونٹوں پر انہیں سوار کیا اور چاہتا تھا کہ فاطمہؑ دختر حسینؑ اس مرثیہ نامی کو بخش دے کہ جس نے اس سے درخواست کی تھی اور تعجب اس بات کا ہے کہ اس نے ابن زبیری کے اشعار (لیت اشیا تمی الخ) پڑھے)

ابن جوزی نے کتاب الرد علی المتعصب الغیبد " میں کہا کہ عمر سعد اور عبید اللہ بن زیاد کے نعل پر تعجب نہیں ہے تعجب تو یزید کی بد بخئی اور اس کے چھڑی سے حسین علیہ السلام کے دندان مبارک پر مارنے اور مدینہ رسول کو غارت کرنے اور وطن پر ہے کیا جائے کہ یہ کام خوارج کے ساتھ کیا جائے کیا شریعت میں نہیں ہے کہ خار جیوں کو بھی دفن کیا جائے باقی رہا اس کا یہ کہنا کہ میں انہیں سب وستم کرتا ہوں تو یہ ایسی چیز ہے کہ جس کے کرنے والے اور اس پر لعنت کرنے کا اعتقاد رکھنے والے کو فایده نہیں کیا جاسکتا اور اگر وہ لعین سر مبارک کا احترام کرتا اس کے پاس اس کے پہنچنے کے وقت اور اس پر نماز پڑھتا (یا درود پڑھتا) اور اس کو طہرت میں نہ رکھتا اور خیزران کی پھڑکی سے اسے نہ مارتا تو اس میں اس کا کیا ضرر و نقصان تھا جب کہ ان کی شہادت سے اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا لیکن زمانہ جاہلیت کے عقد دینے تھے اور اس کی دیں وہ اشعار ہیں کہ جو اس نے پڑھے کہ جن کا ذکر گزرجکا ہے (لیت اشیاخی بیدر شدوا)

اور ابن عبید ریانہ لسی نے عقد العزیدین ریاضی سے اس کی اسناد کیا تھ محمد بن (علی بن الحسین) بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ہمیں یزید بن معاویہ کے پاس لایا گیا اور ہم بارہ فریختھے اور اس وقت ہم میں سے سب سے زیادہ بڑے علی بن الحسین علیہ السلام تھے پس ہمیں اس کے دربار میں داخل کیا گیا جب کہ ہم میں سے ہر ایک کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا تھا پس اس نے ہم سے کہا کہ اہل عراق کے غلاموں نے تمہارا محاصرہ کیا اور مجھے ابو عبد اللہ کے قریب اور ان کے قتل ہونے کا علم نہیں ہوا۔

اور شیخ ابن تمانہ کہتا ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا ہمیں یزید کے دربار میں داخل کیا گیا ہم بارہ افراد تھے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے تو میں نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں اے یزید تمہارا رسول کے بارے میں کیا گمان ہے اگر آنحضرت ہمیں اس حالت میں دیکھیں تو اس نے کہا اے اہل شام ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

مؤلف لکھتے ہیں کہ ایک ملعون شخص نے ایسا بیچ بھلا کہا کہ جسے نقل کرنا میں پسند نہیں کرتا۔

پس نعان بن بشیر نے اس سے کہا ان کے ساتھ وہ سلوک کرو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ان کے ساتھ سلوک کرتے اگر انہیں اس نامرادی (اس ہتھیت ظلم) میں دیکھتے۔

اور فاطمہ بنت حسین علیہ السلام نے فرمایا اے یزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی بیٹیاں قیدی دایر ہیں پس لوگ رونے لگے اور اس کے گھردالوں نے رونے شروع کیا یہاں تک کہ آوازیں بلند ہوئیں پس علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اور میں طوق سلاسل میں تھا پس نے کہا کیا مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دیتے ہو تو اس بعین نے کہا بات کرو لیکن کوئی بیہودہ اور فضول بات نہ کرنا میں نے کہا میں ایسے مرفق میں کھڑا ہوں کہ مجھ جیسے انسان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ بیہودہ اور فضول بات کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے اگر آپ مجھے طوق پہننے دیکھیں تو یزید نے اپنے اطرافیوں سے کہا کہ اسے آمار دو۔ مسعودی کی کتاب اثبات الوصیہ میں ہے کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو علی بن الحسین کو اہل حرم کے ساتھ لے گئے اور انہیں یزید لعین کے دربار میں داخل

کیا گیا اور آپ کے فرزند ابوجعفر ۱۰ سال اور پندرہ ماہ کے تھے اور انہیں بھی ان کے ساتھ
دربار میں داخل کیا گیا پس جب یزید نے انہیں دیکھا تو آپ سے کہا اے علی کیا دیکھا
تو آپ نے فرمایا میں نے وہ کچھ دیکھا جو اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کی خلقت
سے پہلے فیصلہ اور مقدم کیا تھا پس یزید نے آپ کے معاملہ میں اپنے ہم نشینوں سے
مشورہ کیا تو انہوں نے آپ کو شہید کرنے کا مشورہ دیا اور انہوں نے اسی حدیث بات
کی کہ جسے نقل کرنا بکے پسند تھے ابوجعفر علیہ السلام نے گفتگو کرنے میں پہل کی اور
اللہ کی حمد و ثناء کے بعد یزید سے کہا انہوں نے تجھے جو مشورہ دیا وہ اس کے خلاف
ہے جو فرعون کے ہم نشینوں نے جب اس نے موسیٰ و ہارون کے متعلق مشورہ دیا تھا
اسے مشورہ دیا انہوں نے اس سے کہا تھا کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو مہلت دے
اور انہوں نے ہمارے قتل کا مشورہ دیا ہے اور اس کا سبب اور علت ہے یزید
نے کہا وہ کیا سبب اور وجہ ہے فرمایا وہ شریف و نجیب ماؤں کے بیٹے تھے اور یہ
غیر شریف اور غیر نجیب ماؤں کی اولاد ہیں کیونکہ انبیاء اور ان کی اولاد کو زنا زیادہ
کی اولاد کے علاوہ کوئی قتل نہیں کرتا یزید نے سر نیچے کر لیا۔

سبب کے تذکرہ میں ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام اور خواتین صحبتِ رسیوں
سے بندھے ہوئے تھے تو حضرت علی (زین العابدین) نے اس سے پکار کر کہا اے
یزید تیرا کیا گمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں اگر آپ ہیں رسیوں
میں بندھا ہوا برہنہ اونٹوں کے پالانوں پر دیکھیں تو ان لوگوں میں کوئی ایسا نہیں
تھا جس نے گریہ نہ کیا ہو۔

شیخ مفید اور ابن شہر آشوب نے کہا کہ جب سر ہائے شہدائِ یزید کے سامنے
رکھے گئے کہ جن میں حسین علیہ السلام کا سر بھی تھا تو وہ لعین اپنی چھڑی آپ کے دانتوں

پر اس نے لگا اس کے بعد اس نے کما جنگ بدر کے دن کے بدر کے دن ہے اور
 کہنے لگا "فلق ہاماعن رجال اعزۃ علینا وھمکاتوا اعقوا واطلماء"
 — ہم ایسے مردوں کی کھوپڑیوں کو چیرتے ہیں جو ہمیں عزیز ہیں کیونکہ وہ
 زیادہ نافرمان اور زیادہ ظالم تھے۔

پس یحییٰ بن حکم مروان بن حکم کے بھائی نے کہا کہ جو یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا
 "لھام باد فی الطفت ادنی قرایۃ عن ابن زیاد العبد ذی الحسب
 الرذل و امیۃ امسی نسلھاعد و الحصى و بنت رسول اللہ لیس طعانسل
 میدان طف میں جو مارا گیا ہے وہ زیادہ قریبی ہے پست فطرت ابن زیاد غلام
 سے امیر کی نسل ریت کے ذرات کے برابر ہے جب کہ دختر رسول خدا کی نسل نہیں
 رہی، یزید نے یحییٰ کے سینہ پر گھون مارا اور کہا خاموش رہ تیری ماں نہ ہو اور
 ابراہیم نے بکلی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ عبدالرحمن بن حکم بن ابوالعاص
 یزید بن معاویہ کے پاس تھا جب کہ عبید اللہ بن زیاد نے حسین بن علی علیہما السلام کا
 سر مبارک اس کے پاس بھیجا تھا پس جب سر اطرشت میں اس کے سامنے رکھا گیا تو
 عبدالرحمن رو پڑا پھر اس نے کہا "ابلیغ امیر المؤمنین فلا تکن کموثر قوس
 و لیس لھا و تربیل لھام یجذب الطفت الابیات" یزید کو یہ خبر پہنچائی
 کہ اس کا ان کے کھینچنے والا نہ ہو جس میں تیر نہیں وہ جو کر بلا پس مارا گیا تا آخر اشعار
 اور ابن تماک روایت میں ہے کہ حسن بن حسن نے جب یزید کو دیکھا کہ وہ ٹھہری
 مار رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے دشمن مبارک کی جگہ پر تو اس نے کہا
 واللہ ہلکۃ ذلت و شوائی اسمیۃ امسی نسلھاعد و الحصى و بنت رسول اللہ
 لیس لھا نسل" کی نسل تو ریت کے ذرات کے برابر ہے اور دختر رسول کی نسل

باقی نہیں رہی۔

ہمارے شیخ صدوق نے فضل بن شاذان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا آپ فرما رہے تھے جب سر حسینؑ شام کی طرف لے جایا گیا تو یزید نے حکم دیا کہ اسے رکھا جائے اور اس کے اوپر دسترخوان بچھایا پس وہ اور اس کے ساتھی کھانا کھانے لگے اور قناع (جو کی شراب) پینے لگے جب وہ لعین فاسق ہوئے تو اس نے سر کے بارے میں حکم دیا تو اسے طشت سے تحت کے نیچے رکھا اور اس پر شطرنج کا صفحہ بچھایا اور شطرنج کھیلنے لگا اور امام حسینؑ ان کے والد گرامی اور ان کے جدا بعد کا متحرک ساتھ نام لیتا تھا اور جب اپنے مد مقابل پر غلبہ آتا تو قناع کے تین گھونٹ پیتا اور بقیہ طشت کی قریبی زمین پر پھینکتا تو جو بھی قناع یا شطرنج کو دیکھے تو سین کو یاد کرے اور یزید و آل یزید پر لعنت کرے تو اللہ عزوجل اس لیے اس کے گنہوں کو مٹا دے گا چاہے وہ ستاروں کی تعداد میں کیوں نہ ہوں اور اجنباب ہی سے روایت ہے سب سے پہلے جس کے لیے شام میں قناع شراب بنائی گئی وہ یزید بن معاویہ لعنہ اللہ تھا قناع شراب حاضر کی گئی جب کہ وہ دسترخوان پر تھا اور اسے اس نے سر حسینؑ پر بچھایا ہوا تھا پس وہ اسے خود پینے اور اپنے ساتھیوں کو پلانے لگا اور وہ کتا تھا پو کہ یہ مبارک شراب ہے اور اس کی برکت میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم اسے پی رہے ہیں اور ہمارے دشمن حسینؑ کا سر ہمارے سامنے ہے اور ہمارا دسترخوان اس کے اوپر بچھا ہوا ہے اور ہم کما ہے ہیں اور ہمارے نفس سکون میں اور دل مطمئن ہیں پس جو ہمارے شیعوں میں سے ہو وہ قناع کے پینے سے اجتناب کرے کیونکہ یہ ہمارے دشمنوں کی شراب ہے۔

کامل بہائی میں کتاب حاویہ سے ہے کہ یزید نے شراب پی اور اس میں سے کچھ سر مبارک سید السہدائ پر پھینکی پس یزید کی بیوی نے سر اٹھاٹھا لیا اور اسے پانی سے دھویا اور گلاب کے پانی سے معطر کیا تو اس نے اس رات عالم خواب میں سیدۃ النسا خاتمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کہ جو اس کے اچھے سلوک کی وجہ سے اس کے گناہوں کی بخشش کا وعدہ کر رہی تھیں۔

شیخ مفید نے کہا اس کے بعد یزید نے جناب علی بن الحسین علیہ السلام سے کہا آپ کے باپ نے مجھ سے قطع رحمی کی اور میرے حق کو تو پہچانا اور میری سلطنت کے سلسلہ میں نزاع اور جھگڑا کیا تو اللہ نے اس کے ساتھ وہ کچھ کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں تو علی بن الحسین علیہما السلام نے فرمایا "ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان تدرأھا ان ذلک علی اللہ یسیر" نہیں کوئی مصیبت جو زمین میں آئے یا تمہارے نفسوں میں گریہ کر وہ ایک کتاب میں ہے اس سے پہلے کہ ہم اسے خلق کرتے یہ بات اللہ کے لیے آسان ہے تو یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا اس کا جواب دو اور اس کے قول کی تردید نہ کرؤ لیکن خالد نہ سمجھ سکا کہ کس طرح تردید کرے تو یزید نے اس سے کہا کہ و ما اصابکم من مصیبة فھا کسبت ایدیکھو و یعفون کثیر جو مصیبت بھی تمہیں پہنچے وہ بسبب اس کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کسب کیا ہے اور بہت سی چیزوں کو معاف کر دیتا ہے پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو بلایا اور انہیں اس کے سامنے بٹھایا گیا پس اس نے ان کی بری ہیئت و کیفیت دیکھی تو کہنے لگا خدا برا کرے این مرجانہ کا اگر تمہارے اور اس کے درمیان کوئی قرابت و رشتہ داری ہوئی اور رحم ہوتا تو تم سے یہ سلوک نہ کرتا اور نہ ہی تمہیں اس حالت میں بھیجتا،

علی بن ابراہیم قرنی نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب حسین بن علی علیہما السلام کا سر تیزید کے دربار میں داخل کیا گیا اور علی بن الحسین اور امیر المومنین علیہ السلام کی شہزادیوں کو اس کے دربار میں داخل کیا گیا اور علی بن الحسین کو طوق و سلاسل پہنائے گئے تھے تو زید بن عرقبہ نے کہا اے علی بن الحسین حمد ہے اس خدا کی جس نے ہمارے باپ کو قتل کیا تو علی بن الحسین نے فرمایا خدا اس پر لعنت کرے جس نے میرے باپ کو قتل کیا آپ نے فرمایا کہ زید بیسج پا ہو گیا اور حکم دیا آپ کا سر قلم کرنے کا تو علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اگر تو نے مجھے قتل کر دیا تو رسول زادوں کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا جب کہ میرے علاوہ ان کا کوئی محرم نہیں ہے تو اس نے کہا تم ہی انہیں ان کے گھروں کو واپس لے جاؤ گے فوراً اس نے سوہان طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے وہ طوق آنجناب کی گردن سے سوہان کے ساتھ کاٹا اور کہا تم جانتے ہو کہ میرا مقصد کیا تھا آپ نے فرمایا ہاں تیرا مقصد یہ تھا کہ کسی کا بھد پر احسان و منت نہ ہو تو زید نے کہا یہی خدا کی قسم میرا ارادہ تھا اس کے بعد زید نے کہا اے علی بن الحسین ”ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم جو مصیبت تھیں پہنچی ہے تو اس کا سبب تمہارے ہاتھ سے کسب شدہ افعال ہیں“ تو علی بن الحسین نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں یہ آیت ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہم میں قریہ آیت بازل ہوئی ہے۔ ”ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی النفسک الا فی کتاب من قبل ان تدبر اھا“ کی مصیبت زمین میں یا تمہارے نفسوں میں نہیں پہنچتی مگر وہ کتاب میں ہے اس سے پہلے کہ ہم انہیں پیدا کرتے“ پس ہم وہ ہیں کہ جو اس پر افسوس نہیں کرتے جو فوت ہو گیا اور نہ ہم خوش ہوتے ہیں اس چیز پر کہ جو اس میں

سے ہمارے پاس آئے۔

اور کتاب عقد الفرید میں ہے وہ کہتا ہے کہ حسین علیہ السلام کو فد کی طرف یزید بن معاویہ کی حکومت کو مغضوب و ناپسند کرتے ہوئے نکلے تو یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا جو کہ اس کا گورنر تھا عراق میں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حسین کو فد کی طرف چل پڑے ہیں زمانوں میں سے تیرا نامہ اور شہروں میں سے تیرا شہر اور محال و گورنروں میں سے تم اس میں مبتلا ہوئے اور اس امتحان کی وجہ سے تو آ کر ادھر ہو کر رہے گا یا غلامی کی طرف پلٹ جاتے گا پس عبید اللہ نے آپ کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک اور آپ کا خاندان یزید کی طرف بھیجا جب اس کے سامنے سر مبارک رکھا گیا تو اس نے حسین بن جاحم مزنی کے قول سے تمثیل کیا نفلق ہاماً من رجال العزۃ علینا وہم کانوا عتق و اظلموا ہم ایسے مردوں کی کھوپڑیاں چیرتے پھاڑتے ہیں کہ جو ہمیں عزیز اور ان کی موت ہمارے لیے دشوار ہے لیکن وہ زیادہ ناقربان اور زیادہ ظالم تھے۔ اور آپ سے علی بن الحسین نے کہا اور آپ قید میں تھے اللہ کی کتاب شرعی نسبت اوویت رکھتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا ان ذلک علی اللہ یسیر جو کوئی مصیبت زمین میں اور تمہارے نفسوں میں نہیں آتی مگر کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے جاری کرتے اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے لکیلا تأسوا علی ما فاءکم ولا تغربوا بما آتاکم واللہ لا یحب کل غنا فخور اس پر انوس نہ کرو جو کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور خوشی نہ کرو اس چیز پر جو خدا نے تمہیں دی ہے خدا کسی متکبر اور نادمہ و تحریے کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا "یزید سیخ پا ہو گیا اور اپنی دڑھی سے کھیلنے لگا پھر اس نے کہا اس آیت کے علاوہ آیت اللہ کی کتاب کی

تیرے ساتھ اور تیرے باپ کے ساتھ اولویت رکھتی ہے خدا فرماتا ہے ”وما اصابکم من مصیبة فہما کسبتہا یدیکم ویعقوبن کثیر“ جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کے افعال کے کسب کی وجہ سے ہے اور بہت سے گناہ معاف کرتا ہے اے اہل شام ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے پس ان میں سے ایک شخص نے معلوم ملعون بات کہی تو عثمان بن بشیر انصاری نے کہا آپ دیکھیں کہ رسول اللہؐ ان سے کیا سلوک کرتے اگر آپ انہیں اس حالت میں دیکھتے آپ بھی وہی سلوک ان سے کریں یزید نے کہا تو نے سچ کہا ہے الخ

اور مناقب دیگر میں ہے روایت ہوئی ہے کہ یزید لعنہ اللہ عقیدہ نبی ہاشم کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ غزوہ بدر میں تھے تو عقیدہ سلام اللہ علیہ نے علی بن الحسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا وہ ہمارے سردار اور قوم کے خطیب ہیں پس سید سجاد نے یہ اشعار انشاء فرمائے ”لا تظمعو ان تہینونا فنکر حکم وان نکف الاذی منکم وتؤذوناء اللہ یعلم اننا لا نجکم علی لانلوکم ان لم تحبونا“ یہ طمع و لالچ نہ رکھنا کہ تم تو ہماری اطاعت کرو اور ہم تمہارا اکرام و احترام کریں اور یہ کہ ہم تو اذیت و تکلیف تم سے دو کے رکھیں اور تم ہمیں اذیت دو اللہ جانتا ہے کہ ہم تم سے محبت نہیں رکھتے اور نہ تمہیں اس بات پر ملامت کرتے ہیں کہ تم ہم سے محبت نہیں کرتے یزید نے کہا اے فوخیڑ لڑکے تم نے سچ بات کہی ہے لیکن تمہارے باپ اور تمہارے دادا نے چاہا کہ وہ امیر ہوں حمد ہے اس خدا کی جس نے ان دو نو کو قتل کیا اور دو نو کا خون بہایا تو آپ نے فرمایا کہ نبوت و امارت ہمیشہ میرے آباء و اجداد کے لیے رہی اس وقت سے کہ جب ابھی تو پیدا ہوا تھیں ہوا تھا اسی لیے تو جناب سیکھ نہ سکتی تھیں کہ میں نے یزید سے زیادہ سنگ دل

نیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ برا اور زیادہ جھاکار کا فرد مشرک دیکھا ہے :

اور کتاب مناقب میں یحییٰ بن حسن سے روایت ہے کہ یزید نے علی بن الحسین علیہ السلام سے کہا آپ کے باپ پر تعجب ہے کہ وہ علی اور علی نام رکھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ میرے باپ اپنے باپ سے محبت رکھتے تھے لہذا بار بار انہیں کے نام پر نام رکھتے تھے۔

سید فرماتے ہیں پھر اس نے حسین کا سر اپنے سامنے رکھا اور عورتوں کو اپنے پیچھے بٹھایا تاکہ وہ سراطر کو دیکھ نہ سکیں پس سر مبارک کو علی بن الحسین علیہما السلام نے دیکھا اور اس کے بعد کبھی بھی سر کا گوشت نہیں کھایا باقی رہیں جناب زینبؓ تو حیب انہوں نے سر حسینؑ دیکھا تو اپنا گریبان چاک کر دیا اور غزوں و مغموم آواز میں کہا کہ جس سے دل گھبراتے (زخمی خل)

ہوتے ہیں یا حسینؑ یا حبیب رسول اللہؐ یا بن مکہ و منی یا بن فاطمہ الزہراءؑ سیدۃ النساء یا بن بنت المصطفیٰؐ اے حسینؑ اے رسول اللہؐ کے محبوب اے مکہ و منی کے بیٹے اے فاطمہ زہراؑ کے بیٹے اے مصطفیٰؐ کی بیٹی کے بیٹے۔

راوی کتاب ہے کہ اس بی بی نے ہر اس شخص کو رلا دیا جو مجلس میں موجود تھا اور یزید اس پر اللہ کی لعنتیں ہوں خاموش تھا۔
پھر بنی ہاشم میں سے ایک خاتون جو یزید کے گھر میں تھی حسینؑ پر نالہ و فریاد کرنے لگی اور وہ پکار کر کہتی تھی یا سید اہل بیتؑ یا بن محمدؐ یا ربیع الارامل والیتامی یا قتیل اولاد الا دعیاء۔ ” اے پیارے لے

اپنے اہل بیت کے سید و سردار اے محمد کے فرزند اے بیوہ عورتوں اور یتیموں کی نصل بہار اے زبردستی ملتی ہوئے والوں کی اولاد کے مقتول،
 راوی کہتا ہے میں کہنے لے اس خاتون کا نالہ و شہین سادہ رو پڑا
 ”وصایا زیل القلب عن مستقرها و یترک زند الغیظ فی الصدور ایاء
 وقوف بنات الوحی عند طلیقہا بحال بہا شیخین حتی الاعادیا“
 وہ چیز جو دل کو اپنی جلائے استقرار سے زائل کر دیتی ہے اور غیظ و غضب کے
 جہنم کو سینہ میں جلا دیتی ہے وحی کی بیٹیوں کا کھڑا ہونا ان کے آزاد
 کردہ کے سامنے ایسی حالت میں کہ جو پران کا دشمن بھی ملامت و فریاد کرتا
 ہے اس کے بعد یزید لعنہ اللہ نے خیزران کی چھڑی منگوائی اور اس سے امام
 حسینؑ کے اگلے دانتوں پر مارنے لگا پس ابوہریرہ سلمیٰ اس کی طرف متوجہ
 ہوئے اور کہا وائے ہوتجہ پر اے یزید کیا تو اپنی چھڑی حسین بن قاسم کے
 مسوڑوں پر لگاتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ
 وآلہ کو دیکھا کہ آپ اس کے دانتوں اور اس کے بھائی کے دانتوں کو چوستے
 تھے اور کہتے تھے انتم اسید اشباب اہل الجنة تم دو تو جو امان جنت
 کے سردار ہو پس خدا تمہارے قاتل کو قتل کرے اور اس پر لعنت کرے
 اور اس کے لیے جہنم کی آگ آمادہ کرے اور وہ بری باز گشت ہے،
 راوی کہتا ہے کہ اس سے یزید سیخ پا ہو گیا اور انہیں و بار سے نکالتے
 کا حکم دیا تو انہیں کھینچ کر باہر پھینک دیا گیا، راوی کہتا ہے کہ یزید ابن زبیری
 کے اشعار سے غش کرنے لگا۔ لیث اشیاخی بید رشحہ و اجزع
 الخرج من وقع الاسل لدھلو و اسمعلوا فرحاء ثم قالوا یا یزید لا تشل

قد قتلنا القوم من ساداتہم وعد لانا بہد رفاعتہم علیہم ہاشم
بالمک فلاخبر جاء ولاوحی نزلہ لست من خندق ان لم انتقم منہی احدنا فاعن
کاش بدروالے میرے بڑے بڑھے دیکھتے خورج کا آہ و تالہ تلوار لگنے سے،
توخشی کا ہلہ بلند کرتے اور کہتے کہ یزید تیرے ہاتھ نسل نہ ہوں ہم نے ان
کے سرداروں کے سردار کو قتل کیا ہے بدر کی تلافی میں جس میں کوئی کسر نہیں
ہے بنی ہاشم نے ملک کے لیے کھیل کھیلا نہ کوئی خبر آئی اور نہ وحی نازل ہوئی
میں قبیلہ خندق سے نہیں اگر میں اولاد احمد سے اس کے کئے کا بدلہ نہ لوں۔

خطبہ حضرت زینب یزیدلعین کے دربار میں

راوی کتاب ہے کہ حضرت زینب بنت علی بن ابوطالب علیہ السلام کھڑی
ہو گئیں اور انہوں نے فرمایا حمد ہے اللہ کے لیے کہ جو عالمین کا پروردگار
ہے اور خدا کی رحمت واس کا درود ہو اس کے رسول پر اور اس کی
ساری آل پر سچ کہا ہے اللہ سبحانہ نے کہ جو اس طرح کتاب ہے ”ثم کان عاقبة
الذین اساءوا والسوء ان کذبوا بآیات اللہ وکانوا به یستمہزؤن“
پھر عاقبت وانجام ان لوگوں کا کہ جنہوں نے بے کام کیے تھے یہ تھا کہ انہوں
نے بے کام کئے تھے یہ تھا کہ انہوں اللہ کی آیات کی تکذیب کی اور وہ ان کا
مذاق اڑاتے تھے ”کیا تو گمان کرتا ہے اے یزید جب تو نے زمین کے اطراف
اور آسمان کے آفاق ہم سے چھین لیے پس ہم اس طرح ہانکے جاتے جیسے قیدی
ہانکے جائیں کہ ہم اللہ کے ہاں ذلیل و خوار ہیں اور تیری اس کے ہاں کرامت
و عزت ہے اور یہ چیز اس کے ہاں تیری قدر و منزلت کی عظمت ہے پس تو

نے ناک اونچی کر لی اور اپنے اطراف میں ناز سے دیکھنے لگا اور تو تباد و خوش
ہے کہو نیانے تیری طرف رخ کیا ہے اور تیرے امور منظم ہیں اور اب ہمارا
ملک و سلطنت تیرے لیے انتخاب و مصفا ہو گیا ہے پس تو ٹھہر جا ٹھہر جا
کیا تو خدا کے عز و جل کا ارشاد بھول گیا ہے ”وَلَا يَجْسِبُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ مَّا غَلٰی
لَهُمْ خَيْرٌ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ اَمَّا غَلٰی لَهُمْ لِيَزَادُوا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ“ گمان نہ کرو
ان لوگوں کے بارے جنہوں نے کفر کیا ہے کہ ہم نے جو زیادہ مال انہیں دیا
ہے وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم نے تو انہیں مال اس لیے دیا ہے تاکہ ان کے
گناہ میں اضافہ ہو اور وہ درونماک عذاب کے مستحق قرار پائیں ”اَمِنْ الْعَدَلِ
يَا بَنِي الطَّلَقَاءِ تَخَذِ بِيْرَكَ حَوَائِثُكَ وَاَمَّا ثَلُوكَ وَسَوْفَ يَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ سَيَا
قَدْ صَنَعْتَكَ سَتُورَهُنَّ وَاِبْدِيَّتْ وَجُوهَهُنَّ“ کیا یہ عدل و انصاف ہے اے
رسول اگر تم کے آزاد کردہ افراد کے بیٹے کہ اپنی آزاد عورتوں اور کیزوں کو
تو نے پس پردہ بچھا رکھا ہے اور رسول زاد یوں کو قیدی بنا کر ہانک رہا ہے
اور ان کے پردہ ان سے چھین کر انہیں آشکار کرے اور دشمن انہیں ایک شہر
سے دوسرے شہر لے جائیں اور ہر پانی کے گھاٹ اور ہر منزل کے لوگ
انہیں دیکھیں اور قریبی دور کے اور لپٹ و شریف ان کی طرف نگاہ اٹھا
کر دیکھیں اور وہ اپنا کوئی مرد اور حمایت کرنے والا نہ رکھتی ہوں کوئی امید
مراقبت و محافظت اس شخص سے ہو سکتی ہے کہ جس نے پاکیزہ لوگوں کے
جگہ کھائے اور جس کا گوشت شہیدوں کے خون سے آگاہ ہے وہ کس طرح ہمارے
خاندان سے کیتہ توڑی ہیں کونسا ہی کرے گا جو تکبر دشمنی اور بغض و کینہ کے ساتھ
ہماری طرف دیکھتا ہے اور بے پرواہی سے کہتا ہے لاهلو و استاہلو افرح اتم

قالوا یا یزید سد لا تشل ۔ جو خوش ہو کر ہلہلہ کرتے اور کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل تہ ہوں اور جو ابو عبد اللہ جو انان جنت کے سردار کے دانتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی چھڑی ان پر مارتا ہے اس طرح کیوں نہ کہے تو نے تو زخم کو جڑ تک پہنچا دیا ہے اور ذریت محمد اور آل عبد المطلب میں سے زمین کے تاروں کے خون بہانے سے جڑ کو کاٹ دیا اور اپنے شاخ اور ٹروں کو آواز دی اور اپنے گمان میں انہیں پکارا اور غریب تو ان کے انجام سے دوچار ہو گا اور آرزو کرے گا کاش تو شل ہوتا اور گنگ ہوتا اور تو نے وہ کچھ نہ کہا جوتا جو کہا ہے اور وہ کچھ نہ کیا جوتا جو کیا ہے خدا یا ہمارا حق لے اور جہنوں نے ہم پر ظلم کیا ہے ان سے انتقام لے اور ان پر اپنا غضب نازل فرما جہنوں نے ہمارا خون بہا یا اور ہمارے حامی و مددگاروں کو شید کیا ہے خدا کی قسم تو نے نہیں پھیلا مگر اپنا چمڑہ اور نہیں کاٹا مگر اپنا گوشت اور ضرور تو بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہو گا ان کی ذریت کا خون بہانے کی وجہ سے اور ان کی عزت اور ان سے وابستہ لوگوں کی ہتھک حرمت کرنے کی بنا پر وہاں کہ جہاں خدا ان کی پرانگی کو مجتمع کرے گا اور ان کے انتشار کو اجتماع میں بدلے گا اور ان کا حق و مول کرے گا۔

”ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون“ راہ خدا میں مارے جانے والوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے ہاں رزق کھاتے ہیں اور تیرے لیے اللہ حکم و فیصلہ کرنے والا اور حمد حکومت کرنے والا اور جبریل ان کی پشت پناہی کرنے والے کافی ہیں اور غریب کہ وہ کس نے تیرے لیے سلطنت

آراستہ کی اور تجھے مسلمانوں کی گردن پر سوار کیا جان لے گا کہ ظالموں کے لیے
برابرہ ہے اور یہ کہ تم میں سے کون بری جگہ میں ہے اور کس کا لشکر زیادہ
کمزور ہے اور اگر حواش زنا نہ مجھے تجھ سے خطاب کرنے کی طرف کھینچ لائے
میں تیرے مقام و منزلت کو کم سمجھتی ہوں اور تجھے سزائے نشت و ملامت کرنے کو
بڑا شمار کرتی ہوں اور تیری سرکوبی کو زیادہ حساب کرتی ہوں لیکن آنکھیں ٹپکا
ہیں اور سینہ آتشبار ہیں بہت تعجب کی بات ہے کہ نجیب حزب اللہ طلقاء
حرب شیطان کے ہاتھوں شہید ہوئے یہ ہاتھ ہمارے خون سے آلودہ ہیں اور یہ
منہ ہمارا گوشت فوج رہے ہیں اور ان پاک و پاکیزہ لاشوں پر بھیڑیے
نوبت نبوت (پیرہ دینے) آتے ہیں اور ان کے سامنے پرندے زمین
پر لوٹتے ہیں اگر تو نے بھی غنیمت کے طور پر گزار کیا ہے تو غریب ہم
تیرے لیے غرامت و تاوان ہوں گے اس وقت کہ جب سوائے تیرے
کردار کے تو کوئی چیز پائے گا اور تیرا پروردگار بعدوں پر ظلم نہیں کرتا
اللہ کی بارگاہ میں شکایت ہے اور اسی پر اعتماد ہے پس تو حقنا مکر و فریب
کو سکتا ہے کر لے اور جتنی کوشش تجھ سے ہو سکتی ہے کر لے اور تھکا دینے والی
جدوجہد کر لے پس خدا کی قسم ہمارے ذکر اور یاد کو غور نہیں کر سکتا اور ہماری
وحی کو ختم نہیں کر سکتا اور ہماری انتہا کو نہیں پاسکتا اور اپنے آپ سے
اس ننگ و عار کو نہیں دھو سکتا اور نہیں ہے تیری رائے مگر غلط اور نہیں ہیں
تیرے دن مگر کم تعداد اور نہیں ہے تیری جماعت مگر متلاشی اور تتر بتر وہ
دن کہ جس میں منادی ندا کرے گا خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر اور حمد
ہے اس خدا کے لیے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے وہ کہ جس نے ہمارے

پہلے پر سعادت کو تمام کیا اور ہمارے آخری پر شہادت و رحمت کو ختم کیا اور ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے ثواب کو مکمل کرے اور ان کے لیے مزید ثواب کے ابواب ہبیا کرے اور ہم پر ان کی جانشینی اچھے طریقے سے کرے وہ رحم کرنے اور محبت کرنے والا ہے ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے (اگرچہ جناب زینب کا یہ سارا خطبہ خصوصاً بیزید جیسے فرعون و قت کے سامنے ایک شاہکار اور کرامت و معجزہ ہے لیکن زیادہ اہم اس گفتگو کا آخری حصہ ہے کہ جس کی یہ گشت ذکر اہل بیت اور دین اسلام و وحی اور روش حق امامت کی بقا ہے اور حکومت بیزید کی بربادی اور اس وسیع و عریض اموی مملکت کے شیرازہ کا بکھر جانا کہ جو اس زمانہ میں نصف معمورہ جہان پر فرمانروا تھی اور چین کی سرحد سے لیکر وسط افریقہ تک اس کے زیر پرچم ادارہ ہوتی تھی)۔

اس پر معنی و مفصل خطبہ ثانی کے دوسرا مقابلہ میں بیزید نے کہا یا صبیحۃ محمد من صوائیح ما اصون الموت علی النوائیح داغدیدہ“
 عورتوں سے نالہ و شیون پسندیدہ و قابل تعریف ہے اور نوحہ کرنے والی عورتوں پر موت کشتی آسان ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابن عباس نے جو خط بیزید کو لکھا تھا اس میں ہے کہ سب سے بڑی سرزنش اور ملامت تیرا رسول زادوں اور ان کے بچوں اور اہل حرم کو عراق سے شام کی طرف قیدی بنا کر لوٹ مار کر کے بھیج کر لے جانا کہ جس میں تو لوگوں کو ہم پر اپنی قدرت دکھا رہا تھا اور یہ کہ تو نے جین مغلوب و مقہور کیا ہے اور تو اکل رسول پر مسلط ہوا ہے اور اپنے گمان

میں تو نے اپنے کافر و فاجر بدر کے دن کے اپنے خاندان والوں کا انتقام لے رہا ہے اور تو نے اس انتقام اور بدلے کو ظاہر کیا ہے کہ جسے چھپائے ہوئے تھا اور ان کنبوں کو ظاہر کیا ہے کہ جو تیرے دل میں اس طرح چھپے تھے۔ جس طرح آگ چٹاق کے پتھر میں پھپی ہوئی ہے اور تو نے اور تیرے باپ نے خون عثمان کو ان کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا ہے پس ویں و ہلاکت ہے تیرے لیے جزا و صاب کے دن جزا دینے والے اور صاب لینے والے کی طرف سے خدا کی قسم اگر تو میرے ہاتھ کے زخم سے مامون ہے تو قمری زبان کے زخم سے مامون تیرے منہ میں پتھر اور مٹی کے رینے ہوں اور تو کمزور رائے اور تو ہلاک ہونے والا ہے اور تیرے لیے خاک ہے اور تو مذمت شدہ ہے یہ چیز تجھے معذرتہ کر دے کہ تو آج ہم پر کامیاب ہو گیا ہے خدا کی قسم اگر ہم آج تم پر ظفر باریا نہ ہو سکے تو کل حاکم عادل کے دربار میں ضرور کامیاب ہوں گے کہ جو اپنے حکم میں ظلم و جور نہیں کرتا اور منقریب دہ تجھے تیری سریر اور دردناک عذاب کے ساتھ گرفت کریگا اور تجھے دنیا سے مذموم و مذکورہ گرا ہو اور گنہگار کی صورت میں نکال لے جائیگا تیرا باپ نہ ہو جتنی دیر استطاعت رکھتا ہے زندگی کر لے جو گناہ تو نے کئے ہیں خدا کے ہاں ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ”والسلام علی من اتبع الهدی“ سلام اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے (علماء سیر نے من بصری سے ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا معاویہ میں کچھ ایسی باتیں ہیں کہ اگر تمام اہل زین ان میں سے بعض سے دو چار ہوں تو ان کے لیے کافی ہیں اس امر خلافت پر زبردستی کو دہڑاتا اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر لوگوں کو جاگیریں دینا زیادہ زبردستی (اپنے

باپ کے زنا کرنے کی بناء پر اپنا بھائی بنا لینا مجرم عدی اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرنا اور یزید جیسے شخص کو لوگوں کا والی و حاکم بنانا اس نے کہا معاویہ معاویہ کہا کرتا تھا اگر مجھ میں یزید کی محبت نہ ہوتی تو میں اپنی رشد و ہدایت کو دیکھ لیتا)

شیخ مفید نے کہا ہے فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام نے کہا جب ہم یزید کے سامنے جلیٹے تو ہمارے لیے اسے رقت و ترمی پیدا ہوئی پس ابن شام میں سے ایک سرخ رنگ کا شخص یزید کی طرف کھڑا ہوا اور کہا اے امیر... یہ لڑکی اس کی مراد میں تھی (اس نے مجھے معین کیا خ ل) مجھے بخش دے اور میں (اور وہ خ ل) خوب عورت لڑکی تھی پس میں کانپنے لگی اور میں نے گمان کیا کہ شاید ان کے لیے یہ جائز ہو تو میں نے اپنی پھوپھی زینب کا دامن پکڑ لیا اور وہ بتاب جانتی تھیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا تو میری پھوپھی نے اس شامی سے کہا تو نے جھوٹ بکا خدا کی قسم اور کینگی کا اظہار کیا خدا کی قسم یہ نہ تیرے لیے جائز ہے اور نہ اس کے لیے پس یزید سیخ پا ہو گیا اور اس نے کہا تم نے جھوٹ بولا ہے خدا کی قسم یہ میرے لیے جائز ہے اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہرگز خدا نے تیرے لیے یہ جائز نہیں قرار دیا مگر یہ کہ تو ہماری ملت و دین سے نکل جائے اور کوئی دوسرا دین اپنالے پس یزید اس سے آگ بگولہ ہو گیا اور کہا کہ مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتی ہو دین سے تو تمہارا باپ اور تمہارا بھائی نکل گیا تو جناب زینب علیہا السلام نے فرمایا میرے باپ اور میرے بھائی کے دین سے تو نے اور تیرے باپ نے ہدایت حاصل کی ہے اگر تو مسلمان ہے تو اس یمن نے کہا تو نے جھوٹ

بولائے دشمن خدا آپ نے فرمایا تو امیر و حاکم سے ظلما گالیاں دیتا ہے اور اپنی سلطنت کی بناء پر جبر و قہر کرتا ہے گریا کہ وہ لعین شرما گیا اور خاموش ہو گیا شامی نے دوبارہ وہی بات دہرائی اور کہا مجھے یہ روٹی بخش دو تو زید نے اس سے کہا تم ہو جا خدا تجھے حتی موت دے۔

اسی طرح کچھ اختصار کے ساتھ سبط نے تذکرہ میں ہشام بن محمد سے جیسا کہ صدوق نے لالی میں اور ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے مگر یہ کہ ان دونوں نے فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام کی جگہ فاطمہ بنت علی علیہ السلام کا ذکر کیا ہے (اور شیخ ابن نمک کے مقتل میں ہے اور ابن شام زید کو فتح کی مبارک باد دیتے تھے پس ان میں سے ایک سرخ رنگ کا شخص سیلی آنکھوں والا کھڑا ہو ہو گیا اور اس نے جناب فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور وہ خوبصورت بچی تھی اور کہا اے امیر..... یہ روٹی مجھے بخش دیجئے تو جناب فاطمہ نے اپنی چھوٹی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یتیم بھی ہوئی اور اب خادمہ بھی بنائی جاؤں گی پس جناب زینب نے فرمایا نہیں خدا کی قسم یہ کرامت و عزت نہ تیرے لیے ہے نہ اس کے لیے مگر یہ کہ یہ ہمارے دین سے نکل جائے پس اس سیلی آنکھوں والے نے اپنی بات کا اعادہ کیا تو زید نے کہا خدا تجھے فیصلہ کن موت دے اس کے بعد ابن زبیری کے اشعار سے تمثیل کیا "لیت اشتیاحی۔"

اور اس سے یہ شعر ذکر کیا اور "فاہلوا والا شعرا" اور اس کا قول "قد قتلنا" اس کے بعد کہا ہے پس زینب بنت علی علیہ السلام کھڑی ہو گئیں اور کہا الحمد للہ رب العالمین وصلى الله على رسوله وآله اجمعین

صدق اللہ کذلک! دُراس کے بعد کہا ہے کہ یزید نے ایک خطیب کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ منبر پر جائے پھر اس طرح ذکر کیا ہے اور اس کے بعد کہا ہے جیسے سید نے ذکر کیا ہے مثیر (لاخوان)

اور ملفوف میں ہے پس اہل شام میں سے ایک شخص نے دیکھا فاطمہ بنت حسین علیہ السلام کی طرف اور کہا اے امیر۔۔۔ مجھے یہ لڑکی بخش دے پس جنت فاطمہ نے اپنی بھوپھی جان میں یتیم بھی ہوئی اب خادمہ بھی بنائی جاؤں گی تو خباب زینب نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے اور اس قاسق کے لیے کوئی کرامت و عزت نہیں پس شامی نے کہا یہ لڑکی کون ہے تو یزید نے کہا یہ فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام ہے اور یہ زینب بنت علی علیہ السلام ہے تو شامی نے کہا حسین بن فاطمہ۔ و علی بن ابی طالب یزید نے کہا ہاں تو شامی نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے۔

اے یزید کیا تو اپنے نبی کی عزت کو قتل کرتا ہے اور اس کی ذریت کو امیر و قید کرتا ہے خدا کی قسم میں نے وہم و گمان نہیں کیا مگر یہ کہ وہ روم کے قیدی ہیں پس یزید نے کہا خدا کی قسم میں تجھے انہیں سے محق کرتا ہوں پھر اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

اور امالی صدق میں ہے پھر یزید لعنہ اللہ حسین علیہ السلام کی خواہش کے لیے حکم دیا کہ انہیں علی بن الحسین علیہ السلام کے ساتھ ایسے قید خانے میں قید کیا گیا کہ جو انہیں گرمی و سردی محفوظ نہیں رکھتا تھا یہاں تک کہ ان کے چہروں کے رنگ متغیر ہو گئے۔

اور ملفوف میں ہے راوی نے کہا ہے اور یزید نے خطیب کو بلایا اور اس

کو حکم دیا کہ وہ مہاجر جائے اور حنین اور ان کے باپ صلوات اللہ علیہما کی مذمت کرے پس وہ مہاجر ہو گیا اور اس نے امیر المؤمنین اور حسین شہید علیہما السلام کی خدمت اور معاویہ و یزید کی مدح میں مبالغہ سے کام لیا پس علی بن الحسین علیہ السلام نے حج کر کے مدین و ہلاکت ہو تیرے لیے اے خطیب تو نے مخلوق کی رضا خالق کی ناراضگی کے بدلے خرید کی ہے پس اپنے رہتے کی جگہ جہنم کی آگ سمجھ لے : اور ابن سنان خفاجی نے امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کی تعریف و توصیف میں بڑا اچھا کہہا ہے "اعلیٰ المنابر تعلون بسبہ و بسیفہ نصبت لکم اعدوا ہامبروں پر اسے علی الاعلان سب و شتم کرتے ہو حالانکہ اس کی تلوار ہی سے مہربوں کے تختے نصیب ہوئے ہیں مولف کہتے ہیں خفاجی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن سنان شاعر ابن سنان کے لقب سے مشہور ہے جو نبی عامر کے خفاجہ کی طرف منسوب ہے نیز اس کے اشعار میں سے ہے "یا امة کفرت و فی افواہہا حقرا ن فیہ ضلالہا و شادھا و اعلیٰ المنابر تعلتون و بسیفہ نصبت لکم اعدوا ہا و تلک الخلائق مداریۃ و قتل الحسین و تلک الخلائق اے وہ امت جو کافر ہو گئی ہے حالانکہ ان کی زبان پر قرآن ہے کہ جس میں ان کی ضلالت و ہدایت ہے، کیا مہربوں پر اس شخص کے سب و شتم کا اعلان کرتے ہو کہ جس کی تلوار سے اس کے تختے نصیب ہوئے ہیں جنگ بدر سے تم سینہ میں کینہ رکھتے ہو حسین کی شہادت انہیں چھپے ہوئے کیتوں میں سے ایک ہے ۔

علی بن الحسین کا خطبہ

اور بخاریں ہے اور صاحب مناقب وغیرہ نے بھی کہا ہے کہ روایت ہے کہ یزید نے منبر اور خطیب کے بارے میں حکم دیا تاکہ وہ حسین اور علی علیہما السلام کی برائیاں اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کی لوگوں کو خبر دے پس خطیب منبر پر گیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد حضرت علی اور حسین علیہما السلام کی بہت برائی کی اور معاویہ اور یزید کی تعریف میں طول دیا اور ان دونوں کا ہر اچھی صفت کے ساتھ ذکر کیا۔

راوی کہتا ہے کہ پس علی بن الحسین علیہ السلام نے چغ کر کہا اے خطیب دلیل و ہلاکت ہو تیرے لیے تو نے مخلوق کی رضا و خوشنودی خدا کی ناراضگی کے بدلے خرید کی ہے پس تیرا مستقر اور رہنے کی جگہ جہنم کی آگ ہے اس کے بعد علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اے یزید مجھے اذن دے تاکہ میں ان کٹڑیوں پر جا کر ایسی باتیں کر دوں کہ جن میں اللہ کی رضا اور ان اہل جلسہ کے لیے ان میں اجر و ثواب ہو۔

راوی کہتا ہے کہ پس یزید نے اس بات کا ان سے انکار کیا پس لوگوں نے کہا اے امیر۔۔۔ ان کو اذن دیجئے تاکہ یہ منبر پر جائیں شاید ہم کوئی چیز ان سے سن سکیں تو یزید نے کہا اگر یہ منبر پر گیا تو میری اور آل ابوسفیان کی قضیوت و رسوائی کرتے کے بغیر نہیں اترے گا پس کہا گیا اے امیر۔۔۔ یہ بھلا کہاں اچھا خطبہ دے سکتا ہے تو یزید نے کہا یہ ان اہل بیت میں سے ہے کہ جنہیں علم اس طرح دیا گیا ہے جیسے کبوتر اپنے بچہ کو دانہ

بھرتا ہے پس وہ لوگ مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ یزید نے آپ کو اذن دیا پس آپ منبر پر گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد ایسا خطبہ دیا کہ جس سے آنکھوں کو رلایا اور دلوں میں دھڑکن پیدا کی اس کے بعد فرمایا اے لوگو! میں چھ چیزیں عطا ہوئی ہیں اور میں سات فضیلتوں سے نوازا گیا ہے میں علم، حلم و بردباری، جود و سخا، فصاحت و بلاغت، شجاعت و بہادری اور مؤمنین کے دلوں میں مودت و محبت دی گئی ہے اور میں ان فضائل سے نوازا گیا ہے کہ ہم میں سے نبی فخر نجد ہیں اور ہم میں سے صدیق، اور ہم میں سے طیار (جو ملائکہ کے ساتھ منبر پر وں سے پڑا کرتے ہیں) اور ہم میں سے اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور ہم میں سے اس امت کے دو سبط ہیں جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا تو میں اسے اپنے صرب و نسب کی خبر دیتا ہوں اے لوگو! میں کہہ دیتی کا بیٹا ہوں میں زمرم و صفحا کا بیٹا ہوں آخر خطبہ تک۔

مؤلف کہتے ہیں اور کامل بہائی میں ہے کہ آنجناب نے یزید سے سوال کیا تھا کہ آپ جمعہ کے دن خطبہ دیں تو اس نے کہا تھا کہ ہاں تو جب جمعہ کا دن آیا تو یزید نے ایک ملعون کو حکم دیا کہ وہ منبر پر جائے اور جو کچھ اس کی زبان پر آئے برائیوں میں سے وہ حضرت علیؑ اور جناب حسین علیہما السلام کے بارے میں کہے اور شیخیں کی مدح و ثنا اور تشکر کے بارے میں تقریر کرے پس وہ ملعون منبر پر گیا اور ان باتوں میں سے جو کچھ چاہا کہا پس امام علیہ السلام نے فرمایا مجھے بھی اذن دوتا کہ میں بھی خطبہ پڑھوں تو یزید نادم و پشیمان ہوا اس چیز پر جو آپ سے اذن دینے کے متعلق وعدہ کیا تھا پس آپ کو

اجازت نہ دی پس آپ کے بارے میں لوگوں نے سفارش کی تو وہ سفارش بھی قبول نہ کی اس کے بعد اس کے بیٹے معاویہ نے اس سے کہا جو کہ تم سن تھا اسے بابا اس کا خطبہ کہاں تک پہنچ سکتا ہے اس کو اجازت دو تو یزید نے کہا تم ان لوگوں کے بارے میں شک و شبہ کا شکار یہ مسلم اور فصاحت و بلاغت کے حادث ہیں اور مجھے خوف ہے کہ اس کے خطبہ سے فتنہ و فساد کھڑا ہو جائے کہ جس کا وبال ہم پر پڑے اس کے بعد اس نے اجازت دی تو آپ متبرک پر تشریف لے گئے اور فرمایا ”الحمد لله الذی لا بدایۃ له والذی لا ینفاد له والاول الذی لا اول ولا ولیۃ والاخر الذی لا آخر لاخریۃ والباقی بعد ضواء الخلق قدر اللیال وایام وقسم فیما بینہم الاقسام فتبارک الله الملك العلام -

حمد ہے اس خدا کے لیے جس کی ابتدا نہیں ہے وہ ابدی دائم ہے جس کے لیے ختم ہونا نہیں وہ اول ہے کہ جس کی اولیت کے لیے کوئی اول نہیں اور وہ آخر ہے کہ جس کی آخریت کے لیے کوئی آخر نہیں وہ جو مخلوق کے فنا ہونے کے بعد باقی ہے جس نے راتوں اور دنوں کو مقدر کیا ہے اور ان کے درمیان تقسیم قرار دیا ہے پس بابرکت ہے وہ اللہ جو بادشاہ و سب سے زیادہ جانتے والا ہے۔

آپ نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم، حلم، شجاعت، سخاوت اور مومنین کے دلوں میں محبت عطا کی اور ہم میں سے رسول اور ان کے وحی ہیں اور سید الشہداء ہیں اور جعفر ہیں جو جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور اس امت کے دو سبط ہیں اور وہ محمدی ہیں جو دجال کو قتل کریں

گئے اے لوگو جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا تو میں اسے اپنے حسب و نسب سے متعارف کرتا ہوں میں مکہ و منی کا بیٹا ہوں میں زمزم و عفا کا بیٹا ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جس نے رکن کو اطراف روا سے اٹھایا میں اس کا بیٹا ہوں جو چادر درو پہننے والوں میں سے بہترین ہیں میں اس کا بیٹا ہوں جسے مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا میں اس کا بیٹا ہوں جسے سدرۃ المنتقیٰ تک پہنچایا گیا میں اس کا بیٹا ہوں جو قریب ہو پس بھکا اور قاب قوسین اداؤنی کی منزل پر فائز ہوا میں اس کا بیٹا ہوں جس کی طرف خدائے جلیل نے وحی کی جو وحی کی میں اس حسین کا بیٹا ہوں جو کربلا کے شہید ہیں میں علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں میں محمد مصطفیٰ کا بیٹا ہوں میں فاطمہ زہرا کا بیٹا ہوں میں سدرۃ المنتقیٰ کا بیٹا ہوں میں شجرہ طرب کا بیٹا ہوں میں خوں میں لت پت ہونے والے کا بیٹا ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جس پر جنات تاریکی میں رونے میں اس کا بیٹا ہوں جس پر پرندوں نے فضا میں نوحہ کیا جب آپ کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو لوگوں کے گریہ و زاری اور دناہ و شیرن کی آواز بلند ہوئی اور یزید لعنہ اللہ کو قتل و فساد کا خوف لاحق ہوا تو اس نے مؤذن کو نماز کی آذان کہنے کا حکم دیا پس مؤذن کھڑا ہوا اور اس نے کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر" بیشک اللہ اکبر و اعلیٰ و اجل و اکرم ہے ان تمام سے کہ جن کا مجھے خوف و ڈر ہو سکتا ہے۔ جب اس نے کہا اشہدان لا الہ الا اللہ تو امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں ہر گواہی دینے والے کے ساتھ اور ہر شکر پر بوجھ ڈالتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس کے علاوہ کوئی پروردگار نہیں پس جب مؤذن نے کہا "اشہدان محمداً رسول اللہ" تو آپ نے اپنے سر سے علامہ اٹھایا اور مؤذن سے کہا میں تجھ سے

اس فہم کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو جا پھر آپ یزید کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے یزید یہ عزیز و کریم رسول میرے نانا ہیں اگر تو کہے کہ تیرے نانا ہیں تو جاننے والے جانتے ہیں کہ تو بھولتا ہے اور اگر تو کہے کہ میرے نانا ہیں تو پھر نے میرے باپ کو ظلم کیوں شہید کیا ہے اور کیوں ان کا مال لوٹا ہے اور کیوں ان کی خدشات کو قید کیا ہے پس آپ نے یہ کہہ کر اپنا گریبان چاک کیا پھر رو کر فرمایا خدا کی قسم اگر دنیا میں کسی کا نانا رسول اللہ ہیں تو وہ میرے علاوہ کہئی نہیں تو پھر اس شخص نے میرے باپ کو ظلم و ستم سے کیوں شہید کیا ہے اور ہمیں روم کے قیدیوں کی طرح کیوں قید کیا ہے پھر آپ نے فرمایا اے یزید تو نے یہ سب کچھ کیا ہے پھر بھی کہتے ہو محمد اللہ کے رسول ہیں اور قبیلہ کی طرف رخ کرتے ہو پس دیل و ہلاکت ہے تیرے لیے قیامت کے دن جہاں پھر سے غماخت میرے نانا اور میرے باپ کریں گے پس یزید نے چیخ کر مژوں سے کہا کہ نماز کی آقامت کہو پس لوگوں کے درمیان عظیم ہمہم اور زمزمہ بپا ہوا اور بعض نے اس کے ساتھ نماز پڑھی اور بعض نے نہ پڑھی جہاں تک کہ لوگ متفرق ہو گئے۔

راوی کا کتاب ہے پھر حضرت زینب نے یزید کی طرف کسی کو بھیجا اور اس سے سین پر ماتم بپا کرنے کی اجازت چاہی پس اس نے اجازت دیا اور انہیں دارا بجا رہیں ایک مکان دیا گیا پس وہاں انہوں نے سات دن تک مجلس و ماتم بپا کیا اور ہر دن ان کے پاس عورتوں کی بے شمار جماعت جمع ہوتی پس لوگوں نے چاہا کہ وہ یزید کے گھر پہنچو مگر اسے قتل کر دیں بہت مردان کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے یزید سے کہا اہل بیت حسین کا شام میں وقت اور ٹھہرنا

تمہارے یہ مصلحت نہیں پس انہیں تیار کر کے مجاز کی طرف بھیج دو پس اس نے ان کے لیے سامان سفر تیار کیا اور انہیں مدینہ کی طرف بھیجا۔

مؤلف کہتے ہیں اور صاحب مناقب نے مدائن سے نقل کیا ہے کہ جب سید سجادؑ نے اپنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے انتساب بتایا (کہ وہ تربت رسول میں سے ہیں) تو یزید نے جلاوٹے کہا کہ اسے اس باغ میں لے جا کر قتل کر دے اور اس میں اسے دفن کر دے پس وہ آپ کو لے کر باغ میں گیا اور قبر کھودنے لگا اور سید سجادؑ نماز پڑھتے رہے پس جب اس نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اسے فضا سے ایک ہاتھ نے ایسی ضرب لگائی کہ وہ منہ کے بل گر پڑا اور نعرہ مار کر مدہوش ہو گیا پس خالد بن یزید نے اسے دیکھا کہ وہ مرجھا رہا ہے تو اس نے جا کر اپنے باپ کو اس کا فتنہ سنایا تو یزید نے حکم دیا کہ جلاوٹ کو اس گھر سے بیرون دفن کرنے اور سید سجادؑ کو چھوڑ دینے کا اور کہا ہے کہ زین العابدین علیہ السلام کی قید کی جگہ اس وقت مسجد ہے۔

اور صاحب بھائر نے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جب حضرت علی بن الحسین کو ان کے اہل بیت کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس لے آئے تو انہیں ایک گھر میں قرار دیا پس ان میں سے بعض نے کہا ہمیں اس گھر میں اس لیے قرار دیا گیا ہے تاکہ یہ ہم پر گر پڑے اور ہمیں قتل کر دے تو یزید نے ردی زبان میں ایک دوسرے سے کہا ان کی طرف دیکھو کہ انہیں اس بات کا خوف ہے کہ ان پر یہ مکان نہ گر جائے حالانکہ کل انہیں نکالا جائے گا اور قتل کر دیا جائیگا تو علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا ہم میں میرے علاوہ کوئی نہیں تھا کہ جو ردی زبان اچھی طرح جانتا اور اہل مدینہ کے نزدیک ”رطانہ“ ردی

زبان کو کہا جاتا ہے۔

(اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دستگاہ حکومت میں کچھ مامورین اجنبی اور بدعتیہ یا عقیدہ اسلامی کے مخالف تھے کہ جن سے خدمت لی جاتی تھی تاکہ دین کے مخالف احکام یا دینداروں کی نسبت بیباک ہوں اور کوئی لحاظ نہ کریں اور بعید نہیں کہ یہ خارجی مشرکوں کے ذریعہ ہوں اور نظام اسلام اور مسلمانوں کو نابود کرنے کے لیے اس حکومت میں وارد ہوئے ہوں۔

ہمارے شیخ محدث ذریعہ اور علامہ غلیسی نے دعوات راوندی سے نقل کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ روایت ہوئی ہے کہ جب بیمار امام کو بیزید کے پاس لے گئے تو اس کا ارادہ تھا کہ آپ کو بھی شہید کر دے لہذا انہیں اپنے سامنے کھڑا کیا اور ان سے سوالات کئے تاکہ آپ کی کسی بات کو بہانہ بنا کر آپ کو شہید کر سکے لیکن آپ اس سے نرمی و مدارات سے گفتگو کرتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں تسبیح تھی کہ جسے انگلیوں سے پھرتے تھے اور گفتگو بھی کرتے تھے تو بیزید نے کہا کہ میں تم سے مشغول گفتگو ہوں اور تم تسبیح پھیر رہے ہو یہ کام کس طرح درست ہے آپ نے فرمایا میرے باپ نے میرے نانابا غیر اکرم سے روایت کی ہے کہ آپ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور کسی سے کوئی بات نہ کرتے یہاں تک کہ تسبیح بیکر کہتے خدا بایں نے صبح کی ہے میں تیری تسبیح تحمید تجلیل تکبیر و تحمید کرتا ہوں اتنی تعداد میں کہ جتنی مرتبہ اپنی تسبیح کو پھیروں اور پھر تسبیح ہاتھ میں لیکر اسے پھرتے رہتے اور جس سے چاہتے گفتگو کرتے بغیر اس کے کہ تسبیح پڑھیں اور فرماتے اس کے لیے تسبیح کے ثواب کا حساب ہو گا اور وہ اس کے لیے حرز جان ہے یہاں تک کہ بستر کی طرف لوٹے اور جب بستر پر جا

تو اسی پیلے قول کی طرح کہہ کر تبیخ سر کے نیچے رکھ دے تو وہ اس کے لیے حجاب ہو گیا اس وقت سے لیکر مخصوص وقت تو میں نے یہ اپنے نانا کی اقتداء کرتے ہوئے کیا ہے پس یزید نے آپ سے کئی مرتبہ کہا میں تم میں سے کسی سے بات نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ ایسا جواب دیتا ہے جس سے وہ مجھ پر غالب ہو جاتا ہے اور آپ سے درگزر کیا اور آپ کو صلہ دیا اور آپ کو چھوڑ دینے کا حکم کیا۔

جد سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور یہ اقبال بھی ہے کہ رسول خدا ہوں اس قرینہ سے کہ مخاطب امیر المومنین کی نصیحت کا تو غافل ہی نہیں تھا۔

اور مملوف میں ہے راوی کہتا ہے کہ یزید نے اس دن علی بن الحسین علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ وہ آپ کی تین حاجات پوری کرے گا پھر ان کے بارے میں حکم دیا ایسی منزل و مکان کا کہ جو انہیں گرمی اور سردی سے محفوظ نہیں رکھ سکتا تھا پس وہ اس میں رہے یہاں تک کہ ان کا چہرہ متغیر ہو گئے اور عقیقت یہ کہ وہ اس شہر میں رہے حسین علیہ السلام پر فوج دزاری کرتے رہے۔

جناب سکینہ کنتی ہیں کہ جب ہمارے قیام کو چار دن گزر گئے تو میں نے ایک خواب دیکھا اور مجھے وہ طویل خواب یاد ہے اس کے آخر میں کہتی ہیں میں نے ایک خاتون دیکھی جو ایک ہودج میں سوار ہے اور اس نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا ہوا ہے پس میں نے اس کے بارے میں سوال کیا تو مجھ سے کہا گیا یہ ظہر بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہما تیرے باپ صلوات اللہ علیہ کی ماں ہیں تو میں نے کہا خدا کی قسم میں ضرور ان کے پاس جاؤں گی اور انہیں بتاؤں گی جو کچھ ہمارے ساتھ کیا گیا ہے پس میں نے ان تک پہنچنے میں پوری کوشش کی۔

یہاں تک کہ میں انہیں جا ملی پس میں ان کے سامنے کھڑی ہو کر رونے لگی اور میں نے کیا اے مادر گرامی خدا کی قسم انہوں نے ہمارے حق کا انکار کیا اے امی جان انہوں نے بخدا ہمارے اجتماع کو متفرق کر دیا مادر گرامی خدا کی قسم ہمارے حریم کو مباح سمجھا امی جان ہمارے باپ حسین کو خدا کی قسم انہوں نے شہید کر دیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا سکیئہ خاموش ہو جاؤ تو میں نے میرے دل کی رگ کاٹ دی یہ تیرے باپ کی قمیص ہے کہ جو کبھی مجھ سے جدا نہیں ہوتی یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ بارگاہ خدا میں حاضر ہوں گی۔

شیخ ابن نمائے کہا ہے اور جناب سکیئہ نے عالم خواب میں دیکھا جب کہ وہ دمشق میں تھیں گویا توڑ کے پانچ ناتے آرہے ہیں اور ہر ناقہ پر ایک بزرگ ہیں کہ جنہیں ملائکہ نے گھیر رکھا ہے اور ان کے ساتھ ایک خادم ہے جو چل رہا ہے پس وہ ناتے گزر گئے لیکن وہ خادم میری طرف بڑھا اور میرے قریب آیا اور کہا کہ اے سکیئہ تیرے نانا تجھ پر سلام کر رہے تھے تو میں نے کہا رسول اللہ پر سلام اے رسول اللہ کے قاصد تم کون ہو کیا میں جنت کے خادم میں سے ایک خادم ہوں میں نے کہا یہ بزرگ کون لوگ تھے جو ناقوں پر سوار تھے تو اس نے کہا کہ پہلے حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ السلام تھے اور دوسرے ابراہیم علیہ السلام تھے اور تیسرے موسیٰ علیہ السلام تھے اور چوتھے روح اللہ علیہ السلام تھے تو میں نے کہا یہ جو اپنی ریش اقدس کو پکڑے ہوئے تھے کبھی گرتے اور کبھی اٹھتے تھے یہ کون تھے اس نے کہا وہ آپ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے میں نے کہا وہ کہاں جا رہے تھے تو اس نے کہا آپ کے بابائین علیہ السلام کے پاس پس میں آگے بڑھی آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ

میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کے بعد ظالموں نے ہم سے کیا سلوک کیا پس میں اسی حالت میں تھی کہ اچانک نور کے پانچ ہودج میں ایک خاتون تھی تو میں نے کہا یہ آنے والی خواتین کون ہیں تو اس نے کہا کہ پہلی جناب حوا ام البشر ہیں۔ دوسری آسیہ بنت مزاحم ہیں اور تیسری مریم بنت عمران اور چوتھی خدیجہ بنت خویلد ہیں اور پانچویں کہ جس نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا ہوا ہے اور جو کبھی گرتی اور کبھی اٹھتی ہیں یہ آپ کی دادی فاطمہ بنت محمد آپ کے باپ کی مادر گرامی ہیں تو میں نے کہا خدا کی قسم میں ضرور انہیں خبر دوں گی جو کچھ ہمارے ساتھ کیا گیا ہے پس بن انہیں جاملی اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر روئے لگی اور میں کہتی تھی اے مادر گرامی خدا کی قسم انہوں نے ہمارے حق کا انکار کیا اے مادر محترم خدا کی قسم انہوں نے ہمارے اجتماع کو افتراق و جدائی میں بدل دیا اے مادر مہربان انہوں نے خدا کی قسم انہوں نے ہمارے حرم کو مباح سمجھا اے مادر خدا کی قسم انہوں نے ہمارے بابا حسینؑ کو شہید کر دیا تو آپ نے فرمایا سیکھ اپنی آواز کو روک لو تو نے میرے جگر کو جلا دیا اور میرے دل کی رگ کاٹ دی یہ تمہارے بابا حسینؑ کی قمیص ہے جو مجھ سے جدا نہیں ہوئی یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ قنارہ پر رو دیگا حاصل کروں پھر میں بیدار ہو گئی اور میں نے چاہا کہ اس خواب کو چھپائے رکھوں لیکن میں نے اپنے گھروالوں کو بتایا تو یہ لوگوں کے درمیان شائع و مشہور ہو گیا۔

اور بخار میں کہا ہے اور بڑید کی توجہ سے نقل ہوا ہے وہ کہتی ہے میں سوئی ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ آسمان کا دروازہ کھل گیا ہے اور ملائکہ فوج در فوج حسین علیہ السلام کے سر کی جانب اتر رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں

اسلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا بن رسول اللہ میں اسی حالت میں تھی کہ اچانک میں نے ایک بادل دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہا ہے اور اس میں بہت سے مرد ہیں ان میں ایک مرد صبح کارنگ موتی کی طرح صاف و شفاف اور چاند ایسا چہرہ ہے وہ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا یہاں تک کہ وہ حسینؑ کے اگلے دندان مبارک پر جھک کر ان کے بوسے لینے لگا اور وہ کہہ رہا تھا اے میرے بیٹے! اتوں نے تجھے قتل کیا کی تو سمجھتا ہے کہ انہوں نے تجھے پہچانا نہیں اور پانی پینے سے تجھے روک دیا اے میرا بیٹا میں تیرا نانا رسول اللہ ہوں اور یہ تیرا باپ علی مرتضیٰ ہے اور یہ تیرا بھائی حسن ہے اور یہ تیرا چچا جعفر ہے اور یہ عقیل ہے اور یہ دو تو حمزہ اور عباس ہیں پھر آپ اپنے خاندان کے افراد کو یکے بعد دیگرے شمار کرنے لگے۔

ہند کہتے ہیں کہ جب گھبراہٹ میں ڈر کریں اٹھ بیٹھی اور اچانک فوراً روشنی حسین علیہ السلام کے سر پر پھیلی ہوئی تھی پس میں نے بزد کو تلاش کرنا شروع کیا وہ ایک تاریک کمرے میں تھا اور اس نے اپنا منہ دیوار کی طرف کیا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا مجھے حسین سے کیا سروکار تھا اور اس کو سب دنیا کے ہم و غم گھیرے ہوئے تھے پس میں نے اسے یہ خواب بتایا لیکن وہ سر نہ بچے کئے ہوئے تھا۔

راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی تو اس نے رسول اللہ کے ابن حرم کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ کون سی چیز تمہیں زیادہ پسند ہے میرے ہاں قیام کرنا یا مدینہ کی طرف واپس جانا اور تمہارے لیے بلند جائزہ و انعام ہے تو انہوں نے کہا سب سے پہلے تو ہم دوست رکھتے ہیں کہ ہم حسین علیہ السلام پر توجہ و تزاری

کریں اس نے کہا جو کچھ تمہارے بچے میں آئے کرو پھر ان کے لیے مجھے اور مکانات دمشق میں خالی کرائے گئے اور کوئی ہاشمی اور قریشی عورت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ انہوں نے غم حسین میں سیاہ لباس پہنا اور سات دن تک جیسا کہ نقل ہوا ہے آپ پرندہ اور گریہ و زاری کیا گیا شیخ ابن تمار رحمہ اللہ نے کہا ہے اور خواتین اہل بیت دمشق میں قیام کی مدت میں دسویں کے ساتھ نالہ و شیون گریہ اور آہ و بکا کرتے ہوئے ان قیدیوں کی مصیبت عظیم تھی اور دسویں کی پسر مردہ ایسی کہ جس کا کوئی علاج نہ تھا اور انہیں ایسی جگہوں میں رکھا گیا کہ جو انہیں گرنی و مروی سے محفوظ نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ نازک بدنوں کا پٹھہ کہ جو پس پردہ بڑے ہوئے تھے پھول گیا اور خون جاری ہوا صبر و شکیبائی کو تح کر گئی اور جہنم و قہر نے مقام کر لیا اور حزن و ملال ان کا ندیم و جلس ہو گیا۔

حسین کی چھوٹی بچی کا خواب

کامل بہائی میں ہے کتاب حاویہ سے منقول ہے کہ اہل بیت کی خواتین نے چھوٹے بچوں سے ان کے آباد و بزرگوں کی شہادت خفی رکھی تھی اور ان سے کہتی تھیں کہ تمہارے باپ سفر پر گئے ہوئے ہیں اور یہی حالت تھی یہاں تک کہ یزید نے حکم دیا کہ انہیں اس کے گھر میں داخل کیا جائے اور امام حسین علیہ السلام کی ایک چھوٹی سی بچی تھی جس کی عمر چار سال تھی وہ ایک تینکے سے بیدار ہوئی اور کہا میرے بابا حسین کہاں ہیں میں نے ابھی ابھی انہیں خواب میں اضطراب

شدید پس دیکھا ہے جب خواتین نے یہ سنا تو وہ رونے لگیں اور ان کے ساتھ سب بچے رونے لگے اور واویلہ کی صدا بلند ہوئی پس یزید کی نیند اکھڑ گئی اور اس نے کہا کہ کیا بات ہے واقعہ کی جستجو کی گئی تو یہ قصہ اس سے بیان کیا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کے باپ کا سراں کی جانب لے جایا جائے پس سر مبارک لے آئے اور وہ اس کی گود میں رکھ دیا گیا تو اس بچی نے کہا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا تیرے باپ کا سر ہے پس بچی گھبرا گئی اور چیخ ماری اور بیار ہو گئی اور انیس دنوں غلام میں فوت ہو گئی

اور یہی روایت بعض تالیفات میں زیادہ تفصیل سے لکھی گئی ہے اور اس میں ہے کہ پس سر مبارک اس کی طرف لے آئے جو ایک ریتی (سبز رنگ) رومال سے ڈھکا ہوا تھا پس وہ اس کے سامنے رکھا گیا اور اس سے رومال ہٹایا گیا تو اس نے کہا یہ کس کا سر ہے تو انہوں نے کہا یہ تمہارے باپ کا سر ہے پس بچی نے اسے طشت سے اٹھا کر سید سے لگایا اور وہ کہہ رہی تھی بابا جان کس نے آپ کو آپ کے خون سے خضاب لگایا بابا کس نے آپ کی گرون کی گیس کاٹ دیں بابا کس نے مجھے صغریٰ میں یتیم کیا اے بابا تیرے بعد کون باقی ہے کہ جس سے ہم امید رکھیں اے بابا اس یتیم کا برٹے ہونے تک کون کین ہے اور اسن بچی کے اس قسم کے کلمات ذکر کیے ہیں یہاں تک کہ کہا اس کے بعد اس بچی نے اپنا منہ آبختاب کے دھن مہارک پر رکھ دیا اور شدت سے روتی رہی یہاں تک کہ اسے غشی طاری ہوئی جب اسے حرکت دی ہلایا تو اچانک اس کی روح دنیا سے رخصت ہو چکی تھی جب ابن بیت نے دیکھا جو کچھ اس بچی پر گزرا تھا تو بلند آواز سے رونے لگے تو انہوں نے اور چواہل دمشق میں سے موجود تھے عزاداری

تجدید کی پس اس دن کوئی مرد و عورت نہیں تھی مگر یہ کہ گریہ کر رہے تھے نہ تھی۔
اور اسی کتاب میں اسی راوی سے ہے کہ یزید نے حسین علیہ السلام اور
آپ کے اہل بیت اور اصحاب کے باقی مردوں کے بارے میں حکم دیا کہ انیس
شہر کے دروازوں پر لٹکایا جائے۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ آپ کا سر مبارک دمشق کی جامع مسجد کے منار
پر چالیس دن تک لٹکا رہا اور باقی سر دوسری مسجدوں کے دروازوں پر
اور ایک دن یزید کے گھر کے دروازے پر لٹکائے گئے۔

اور شیخ راوندی نے منہال بن عمرو سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے
خدا کی قسم میں نے دیکھا حسینؑ کے سر مبارک جب اٹھا لائے اور میں دمشق
میں تھا اور آپ کے آگے آگے ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا
یہاں تک کہ جب وہ خدا کے ارشاد ”ام حسبیت ان اصحاب الکہف والرحیم
کانوا من آیاتنا عجبا“ تک پہنچا تو خداوند عالم نے سر پاک کو فصیح و بلیغ زبان
میں قوت گویائی دی اور کہا میرا شہید ہونا اور میرا اٹھا کر دیار بیدیار
پھرانا اصحاب کہف سے زیادہ عجیب ہے۔

علامہ مجلسی قدس سرہ نے بحار میں کہا ہے بعد اس کے علی بن الحسین علیہ السلام
کے منبر شام پر خطبہ کا ذکر کیا ہے اور روایت ہے کہ یزید کی اس مجلس میں یہودیوں
کا ایک عالم و صبر موجود تھا تو اس نے کہا اے امیر... یہ نوجوان کون ہے
یزید نے کہا وہ علی بن الحسینؑ ہے اس نے کہا کون حسینؑ یزید نے کہا علی بن ابی طالبؑ
کا بیٹا اس نے کہا پس اس کی ماں کون ہے اس نے کہا اس کی ماں فاطمہ بنت
محمدؐ ہے تو میرے کہنا یا سبحان اللہ یہ تمہارے نبی کا نواسہ ہے کہ جسے تم نے آنا

جلدی قتل کر دیا ہے بہت بری جانشینی کی ہے تم نے اس کی ذریت میں خدا کی قسم اگر موسیٰ بن عمران نے ہم میں اپنا صلیبی نواسہ چھوڑا ہوتا تو ہمارا گمان کہ ہم اپنے پروردگار کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے اور تمہارا نبی کل تم سے جدا ہوا ہے پس تم اس کے بیٹے پر کو دپڑے اور اسے قتل کر دیا بری امت ہو تم راوی کہتا ہے کہ یزید نے حکم دیا اور تین مرتبہ اس کا گلا دیا گیا وہ میرا ٹھکڑا ہوا اور وہ کہہ رہا تھا اگر چاہتے ہو تو مجھے قتل کرو اور اگر چاہو تو مجھے مار دے بیٹو اور چاہو تو مجھے چھوڑ دو میں نے تو رات میں پڑھا ہے جو شخص کسی بیغمبر کی ذریت کو قتل کرے جب تک زندہ ہے ملعون ہے اور جیب مرے گا تو خدا اس کو جہنم کی آگ میں پھانسی لٹکائے گا اور سید نے کہا ہے کہ ابن لبیعہ نے ابوالامود محمد بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے رائس بجاوت نے ملاقات کی اور کہا خدا کی قسم میرے اور حضرت داد کے درمیان مترابپ ہیں اور یہودی میری زیارت کو آتے ہیں اور میری تعظیم کرتے ہیں اور تمہارے نبی کے فرزند اور نبی کے درمیان صرف ایک باپ ہے اور تم نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ اور زین العابدین سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں جب حسین کا سر یزید کے پاس لایا گیا تو وہ شراب کی مجلسیں منعقد کرتا اور سر حسین کو لایا اور اسے سامنے رکھ کر اس پر شراب پیتا پس ایک دن اس کے دربار میں شام روم کا قاصد آیا اور وہ روم کے اشراف و عظماء میں سے تھا تو اس نے کہا اے عربوں کے بادشاہ یہ کس کا سر ہے یزید نے اس سے کہا ہے اس سر سرور کار تو اس نے کہا جب میں اپنے بادشاہ کی طرف واپس جانا ہوں تو وہ

مجھ سے ہر چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے کہ جسے میں نے دیکھا ہوتا ہے لہذا میں دوست رکھتا ہوں کہ اس سرور اس کے صاحب کے قلعہ کی اس کو خیر دوں تاکہ وہ فرحت و سرور میں تیرے ساتھ شریک ہو قویزید نے کہا: یہ سر حسین بن علی بن ابی طالب کا ہے روحمی نے کہا اس کی ماں کون ہے یزید نے کہا فاطمہ بنت رسول اللہ تو نصرانی نے کہا قف ہے تیرے اوپر اور تیرے دین پر میرا دین تمہارے دین سے بہتر ہے میرا باپ حضرت داؤد کی اولاد در اولاد میں سے ہے اور میرے اور حضرت داؤد کے درمیان بہت سے آباء ہیں تاہم نصار غی میری تعظیم کرتے ہیں اور میرے قدموں کی مٹی بطور تبرک اٹھاتے ہیں اس بناء پر کہ میں داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں اور تم اپنے نبی کے نواسہ کو قتل کرتے ہو حالانکہ تمہارے اور تمہارے نبی کے درمیان صرف ایک ہی ماں ہے پس تمہارا دین کونسا دین ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کیا تو نے کفینہ الحاضر کی کما فی سنی ہے یزید نے کہا تم تباؤ سا کہ میں سنوں مؤلف کہتے ہیں پھر اس نے نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ کے گدھے کے سم کی تعظیم کرنے کی حکایت ذکر کی کہ وہ گدھا تھا کہ جس پر حضرت عیسیٰ سوار ہوتے تھے ہم اختصار کی بناء پر اسے ذکر نہیں کرتے۔

پھر اس نے یزید سے کہا اور اسے سرزنش کی اور کہا یہ نصاریٰ کا نظریہ ہے حضرت عیسیٰ کے گدھے کے سم کے بارے میں اور تم اپنے پیغمبر کے نواسہ کو شہید کرتے ہو خدا تعالیٰ تمہیں برکت دے اور نہ تمہارے دین میں پس یزید نے کہا اس کو قتل کرو تا کہ یہ ہمیں اپنے ملک میں رسوا نہ کرتا پھر ہے جب نصرانی نے اس بات کا احساس کیا اس نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے قتل کرو

اس نے کہا ہاں وہ کہنے لگا جان لے کر میں نے آج رات تمہارے نبی کو عالم خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں اے نصرانی تم اہل جنت میں سے ہو تو میں نے آپ کے ارشاد پر تعجب کیا و اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہؐ پھر جلدی سے سرسبز علیہ السلام کی طرف بڑھا اور اسے اپنے سینہ سے لگایا اور اس کے بوسے لینے لگا جب کہ روتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا گیا رضوان اللہ علیہ

راوی کہتا ہے کہ ایک دن حضرت زین العابدین علیہ السلام نیکے وقت کے بازار میں جا رہے تھے کہ نہال بن مروان کے سامنے آ گئے اور عرض کیا آپ کا کیا حال ہے اے فرزند رسول خدا تو آپ نے فرمایا ہم آل قرون میں نبی اسرائیل کے مثل وقت گزار رہے ہیں جو ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے آئے منہال عرب غم پر فخر کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ عرب تھے اور قریش باقی عربوں پر فخر کرتے ہیں اس بناء پر کہ محمدؐ ان میں سے تھے اور ہم ان کے اہل بیت ہیں کہ جن کا مال غصب کیا جاتا ہے انہیں قتل کر دیا جاتا ہے اور انہیں راندہ اور طرد کیا جاتا ہے پس انا اللہ وانا الیہ راجعون اس حالت سے کہ جس میں ہم ہیں اے منہال، کیا کہنا ہیہا را کا جو کہتا ہے۔

یغظمونہ اعداؤں منبرہ و تخت ارجلہم اولادھو وضو اعبای حکم بنوہ یتبعونکم و فخرکم انکم صحب لہ تبع آپ کی وجہ سے آپ کے منبر کے تختوں کی تعظیم کرتے ہیں جب کہ آپ کی اولاد کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھتے ہیں، آنحضرت کے بیٹے کس بناء پر تمہاری اتباع کریں جب کہ تمہارے لیے فخر یہ ہے کہ تم آنحضرت کے صحابی و متبع ہو۔

اور حکایت ہوئی ہے کہ یزید علیہ لعائن اللہ نے حکم دیا کہ آپ کا سر اس کے گھر کے دروازے پر لٹکایا جائے اور حسینؑ کے اہل بیت کے بارے میں حکم دیا کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہوں پس جب خواتین اہل بیت یزید کے گھر میں داخل ہوئیں تو آل معاویہ اور آل ابوسفیان میں سے کوئی عورت نہ پہنچی کہ جس نے گریہ و زاری اور چیخ و پکار اور حسینؑ پر فوج کرتے ہوئے ان کا استقبال نہ کیا ہو اور جو زینت کے لباس، زیورہ پہن رکھے تھے وہ پھینک دیئے اور آپ پر تین دن ماتم اور غماص حزن و ملال قائم کیں۔

اور بعض نے کہا ہے کہ ان کے لیے حجرے اور گھرو مشق میں خالی کیے گئے اور کوئی ہاشمی اور قریشی عورت باقی نہ رہی مگر یہ کہ حسینؑ کے غم میں سیاہ لباس پہنا اور جیسا کہ نقل ہوا ہے آپ پر سات دن تک مذبحہ کیا۔ اور کتاب ارشاد میں ہے کہ پھر عورتوں کو حکم دیا کہ انہیں علیحدہ مکان میں آماراجائے ان کے ساتھ ان کا بھائی علی بن الحسین علیہ السلام بھی تھے پس ان کے لیے ایک گھر علیحدہ کیا گیا کہ جو یزید کے گھر کے ساتھ منسلک تھا پس اس میں کئی دن رہے۔

کان پہائی میں ہے پس جب عورتیں گھر میں داخل ہوئیں تو آل ابوسفیان کی عورتوں نے ان کا استقبال کیا اور رسول اللہؐ کی بیٹیوں کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیے اور فوج و زاری کی اور گریہ و بکا کیا اور تین دن تک ماتم و مجلس قائم کیں اور یزید کی بیوی ہند نے اپنے سر سے چادر اتار دی اور گریہ بیان چاک کیا اور پردہ پھاڑ دیا اور پاؤں تلخے یزید کی طرف نکلی جب کہ وہ مخصوص مجلس میں تھا اور کہا اے یزید تو نے حکم دیا ہے سوچیں کے بارے میں کہ اسے یزید سے

پر چڑھایا جائے گھر کے دروازے پر اور یزید اس وقت اس حالت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سر پر درو یا قوت اور نفیس جو اہر سے جڑا ہوا تاج اس کے سر پر تھا تب اس نے اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھا تو تڑپ کر اٹھا اور اس کے سر کو ڈھانپا اور کہا اے ہند اپنا سر ڈھانپو (ناروتھیون ۱) اور نواسہ رسول پر گریہ کرو

ایک اور روایت میں ہے کہ ہند یزید کی بیوی عبداللہ بن عامر بن کرز کی بیٹی کبھی اس سے پہلے محسن کے پاس تھی جب یزید کی مجلس میں آئی جب کہ وہ ملعون و بار عام میں تھا تو اس نے کہا اے یزید کیا ظلمہ بنت رسول اللہ کے فرزند کا سر میرے گھر کے صحن میں لٹکا گیا ہے پس یزید تڑپ کر اس کی طرف گیا اور اس کے سر کو ڈھانپا اور کہا ہاں ان پر ناروتھیون نواسہ رسول اور قریش کے فریاد اس پر گریہ و زاری کرو ابن زبیر دلعنہ اللہ نے جلد بازی کی اور انہیں قتل کر دیا خدا سے قتل کرے۔

چھر یزید نے انہیں اپنے مخصوص گھر میں ٹھہرایا اور صبح و شام کے کھانے پر علی بن الحسین علیہ السلام کو اپنے ساتھ بٹھاتا تھا (یہ روایت گذشتہ کثیر روایات کے برخلاف ہے مترجم)

اور کمال ابن اثیر و ملہوف میں ہے صبح شام کے کھانے پر یزید امام علی زین العابدینؑ کو بلاتا تھا ایک دن آپ کو بلایا تو عمرو بن حسین (حسن خ) آپ کے ساتھ تھا اور وہ توجیزہ بچہ تھا کہتے ہیں گیارہ سال اس کی عمر تھی پس یزید نے عمرو سے کہا کیا اس سے یعنی خالد بن یزید سے قتال اور جنگ کرو گے ؟ تو عمرو نے کہا مجھے ایک چھری دیدو اور اس کو بھی بنا کہ میں اس سے جنگ کروں

پس یزید نے اسے سینے سے لگا کر کہا ”شنشنتہ اطرفہا من اخزم وھیل
تارالحیة الاحیة“ اس سرشت و مزاج کو میں اخزم سے جانتا ہوں سانپ
کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔

دو قویں سے پہلی کتاب میں ہے اور کہا گیا ہے جب سرحدیں یزید تک پہنچا
تو یزید کے ہاں ابن زیاد کی حالت اچھی ہو گئی اور اس کو زیادہ اہمیت دی
اور اسے صلہ و انعام دیا اور اس کی کارکردگی سے وہ خوش ہوا اس کے بعد
تھوڑا ہی وقت گزرا کہ اسے لوگوں کے اس سے بغض رکھنے لعنت کرنے اور
سب و شتم کرنے کی خبر ملی تو پھر قتل حسینؑ سے پشیمان ہوا اور کہنے لگا مجھ
پر کیا تھا اگر میں اذیت و تکلیف برداشت کرتا اور حسینؑ کو اپنے گھر میں اپنے
ساتھ ٹھہراتا اور جو وہ چاہتے اس میں ان کو حاکم بناتا اگرچہ اس میں میری
باوٹا ہی کی کمزوری و ضعف تھا رسول اللہؐ کے اخترم کی حفاظت اور ان کے
حق و قربت رعایت کرتے ہوئے خدا ابن مرجانہ پر لعنت کرے اس نے
انہیں مضطرب و مجبور کر دیا حالانکہ حسینؑ نے تو اس سے سوال کیا تھا کہ وہ
میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیں یا کسی سرحد سے جا لیں یہاں تک کہ ان کی وفات
ہو جائے پس اس نے ان کی بات قبول نہ کی اور انہیں قتل کر کے مجھے مسلمانوں
کی نگاہ میں مبغوض کر دیا ہے اور ان کے دلوں میں میری عداوت و دشمنی
کا بیج بویا ہے پس نیک و بد مجھ سے بعض رکھنے لگا ہے چونکہ انہوں قتل حسینؑ
کو عظیم اور بہت بڑا گناہ سمجھا ہے مجھے ابن مرجانہ سے کیا لگاؤ ہے خدا اس
پر لعنت کرے اور اس پر اپنا غضب نازل کرے۔

مولف کہتے ہیں کہ جو شخص یزید کے اقوال و افعال میں تامل اور غور و فکر

کمرے تو اس کے سامنے ظاہر ہو گا کہ جب حسین کا سراود آپ کے اہل بیت کو لایا گیا تو وہ اس سے بہت ہی زیادہ خوش ہوا اور اس نے سر مبارک کی توجہ کی جو کہی اور جو کچھ کہا سو کہا اور جناب علی بن الحسین علیہ السلام اور باقی اہل بیت کو ایسے قید خانے میں قید رکھا کہ جہاں گری اور سردی سے محفوظ نہیں رکھا تھا یہاں تک کہ ان کے چہرے متغیر ہو گئے لیکن جب لوگ ان ہستیوں کو چپان گئے اور ان کی جلالت و عظمت سے مطلع ہوئے اور یہ کہ وہ مظلوم ہیں اور رسول اللہ صلی علیہ وآلہ کے اہل بیت ہیں تو لوگوں نے یزید کے فعل کو ناپسند کیا بلکہ اسے لعنت و ملامت کی اور برا بھلا کہا اور اہل بیت کی طرف متوجہ ہوئے اب جب یزید کو اس کی اطلاع ملی تو چاہا کہ اپنے آپ کو خون حسین سے بری الذمہ قرار دے لہذا اس فعل کی نسبت ابن زیاد کی طرف دی اور اس کام کی بناء پر اسے لعنت کی اور آپ کی شہادت پر ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا اور اپنی حالت علی بن الحسین اور ان کے باقی اہل بیت کے ساتھ بدلی لی اور انہیں اپنے غصوص گھر میں اتار ملک و سلطنت کی مخالفت اور عامۃ الناس کے دلوں کو اپنی طرف جلیب و جذب کرنے کے لیے تربیہ کہ وہ واقعاً قتل حسین پر ناوم ہوا اور واقع اور نفس الامریں اسے ابن زیاد کا فعل برا لگا۔

وہ چیز جو اس امر پر دلالت کرتی ہے وہ ہے کہ جسے سب اب جوی نے تذکرہ میں نقل کیا ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو اپنے پاس بلایا اور اس کو بہت سامان دیا اور بڑے بڑے تحفہ دیے اور اس کو اپنے نزدیک بٹھایا اور اس کی قدر و منزلت بلند کی اور اس کو اپنے گھر کی سورتوں کے پاس لے گیا

اور اسے اپنا نذیم جلیس بنایا اور ایک رات شراب سے جب مست ہوا تو مغنی لگانے والے سے کہا گانا گاؤ پھر بیدار بنے بالید یہ پہ اشعار کہے (اسقنی شربة تروى مشاقی ثم مل فاسق مثلها ابن زیادى) صاحب السرد الامانة عندی و لتسدید مفتی و جہادی = قاتل الخارجی اعنی جینا و مبدل الاعداء و الحساد۔۔۔ مجھے شراب کا جام پلا کہ جو میری طبیعت و مزاج کو سیراب کر دے اور ایسا ہی ابن زیاد کو دے جو میرا راز داں صاحب سر اور میرا امین ہے۔ مال غنیمت کے لانے میں اور میرا مرد جہاد ہے جو خارجی کا قاتل ہے یعنی حسین کا اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔

اور ابن اثیر سے کمال میں ابن زیاد سے نقل کیا ہے کہ اس نے مسافر بن شریح یشکری سے شام کے راستے میں کہا کہ امیرا حسین کو قتل کرنا تو بیدار بنے مجھے اشارہ کیا تھا انہیں یا اپنے آپ کو قتل کرتے کا تو میں نے ان کے قتل کو انتخاب کیا۔



چودھویں فصل

اہل حرم کی مدینہ واپسی

یزید کا حسن کے اہل حرم کو شام سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف بھیجا اور ان کا مدینہ میں ورود اور حسین علیہ السلام پر ماتم و مجالس تمام کرنا۔

معلوم ہوتا چاہیے کہ جب یزید بن معاویہ نے رسول زادوں اور ذریت طیبہ کو اجازت دے دی کہ وہ حسین پر توحہ و زاری کریں اور آپ کی مجالس و ماتم تمام کریں اور علی بن الحسین علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ وہ ان کی تین حاجتیں پوری کرے گا تو انہوں نے کئی دن تک ماتم اور مجالس تمام کیں اور بعض نے کہا ہے کہ سات دن تک حجب اٹھا رہاں دن ہوا تو یزید نے انہیں بلایا اور ان کے سامنے دمشق میں قیام کی درخواست پیش کی تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمیں مدینہ واپس کیا جائے کیونکہ وہ ہمارے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ کا مقام ہجرت ہے تو یزید نے نعان بن بشیر سے صحابی رسول اللہ سے کہا ان خواتین کے لیے سامان سفر جو مناسب ہو تیار کر اور اہل شام میں سے کوئی امین اور صالح مرد ان کے ساتھ بھیج اور ان کے ساتھ گھڑ سوار اور اعموان و بددگار روانہ کر پھر ان کو لباس دے اور کچھ بخشش اور ضروریات خورد و نوش کا تعین و تقرر کیا۔

شیخ مفید فرماتے ہیں کہ جب یزید نے انہیں تیار کیا تو علی بن العیینؓ کو بلایا اور علیحدگی میں ان سے کہا کہ خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر خدا کی قسم اگر میں آپ کے باپ کا ساتھی ہوتا تو جو کچھ وہ مانگتے ہیں انہیں دیتا اور جو کچھ میری استطاعت میں ہوتا اس سے ان کی موت کو دفع کرتا لیکن خدا کا فیصلہ تھا جو آپ نے دیکھا مجھ سے مدینہ سے خط و کتابت کرنا اور جس چیز کی ضرورت ہو اس کی مجھے اطلاع دینا اور آپ کے لیے اور آپ کے خاندان کے لیے لباس پیش کئے اور ان کے ساتھ کیا ان میں ایک نعمان بن بشیر تھا اس کے قاصد کے عنوان سے اور اس سے سفارش کی کہ انہیں رات کو سفر کرانا اور انہیں اپنے آگے رکھتا تاکہ اس کی نگاہ میں رہیں جب وہ کہیں اتریں تو ان سے دور رہے اور وہ خود اور اس کے ساتھی اس کے گرد محافظوں کی طرح ہوں اور ان سے آنا دور رہنا کہ ان میں سے کوئی وعتو یا قضاے حاجت نہ کرنا چاہیے تو بابت زحمت و تکلیف نہ ہو پس ان کے ساتھ جانے والوں میں سے نعمان بھی تھا اور وہ ہمیشہ انہیں راستے میں اتارنا رہا اور ان سے زحمت سے پیش آنا رہا جس طرح کہ اسے یزید نے وصیت کی تھی اور ان کی رو رعایت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ مدینہ میں داخل ہوئے، سمجھی

اور یافعی سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ مافظ ابو علاء سہدائی نے ذکر کیا ہے کہ یزید کے پاس جب سرسبز آیا تو اس نے مدینہ کسی کو بھیجا پس اس کے پاس کچھ بنی ہاشم کے موالی آئے اور ان کے ساتھ ابوسفیان کے کچھ موالی ختم کئے اس کے بعد مسیٰن کے اہل حرم اور ان کے خاندان کے باقی ماندہ افراد کو بھیجا

اور ہر ضرورت کی چیز تیار کر رکھی اور ہر حاجت کے بارے میں حکم دیا۔ اور ملہوف میں ہے علی بن الحسین علیہ السلام سے کہا آپ اپنی تین حاجات بیان کیجئے کہ جن کے پورا کرنے کا میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا پہلی حاجت یہ ہے کہ مجھے میرے سید و سرور اور آتما اور میرے باپ کا چہرہ کی زیارت کرا سکا کہ میں اس سے زار و نوشہ حاصل کروں اور دوسری حاجت یہ ہے کہ جو مال ہمارا چھینا گیا ہے وہ ہمیں واپس کر دے اور تیسری یہ ہے اگر تو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو ان خواتین اہل بیت کے ساتھ کسی شخص کو بھیج کہ جو انہیں ان کے نانکے روزہ پہ پہنچا آئے۔

تو زید نے کہا رہا آپ کے باپ کا چہرہ تو وہ آپ کبھی بھی نہیں دیکھ سکیں گے باقی آپ کا قتل کرنا تو میں نے اس سے درگزر کیا ہے میں یہ خواتین تو انہیں آپ کے علاوہ کوئی نہیں لے جائے گا اور جو آپ کا مال و متاع چھینا گیا ہے میں اس کی کئی گنا قیمت کا معاوضہ دینے کو تیار ہوں۔

آپ نے فرمایا ہم تمہارا مال نہیں چاہتے وہ تیرے لیے ہی وافر ہے میں نے تو وہ طلب کیا ہے جو ہم سے چھینا گیا ہے کیونکہ اس میں جناب فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا پر خا اور ان کا منقذہ ان کا قلاوہ و ہار اور ان کی قمیص ہے۔ اس نے ان چیزوں کے واپس کرنے کا حکم دیا اور اپنی طرف سے دو سو دینار کا اضافہ کیا امام زین العابدین نے وہ دینار لیکر فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیئے پھر اس نے حکم دیا حسین علیہ السلام کے اہل بیت کے اسیروں اور قیدیوں کو ان کے وطن مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف واپس لوٹانے کا اور بعض مقتاتل میں ہے جب انہوں نے مدینہ کی طرف

واپس جانے کا ارادہ کیا تو یزید نے ان کے لیے محض منگوائے اور انہیں مزین و آراستہ کیا اور ان پر ریشمی پردے ڈالے اور ان میں فراواں مال ڈالا اور جناب ام کلثوم سے کہا کہ یہ اموال اس مصیبت کے عوض اور بدلے میں لیجئے کہ جو تمہیں پہنچی ہے تو جناب ام کلثوم نے فرمایا اے یزید تو کس قدر بے شرم ہے اور کس قدر سخت رو ہے میرے بھائی اور میرے اہل بیت کو قتل کرتا ہے اور ان کے بدلے میں مال دیتا ہے خدا کی قسم ایسا کبھی بھی نہیں ہو گا۔

اور کامل بھائی میں ہے کہ روایت ہوئی ہے کہ جناب ام کلثوم حسینؑ کی بہن کی وفات دمشق میں ہوئی سلام اللہ علیہا اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ جو ابن بطوطہ کے نام سے مشہور اور علامہ حلی کے فرزند قمر الحقیقین کا ہم عصر ہے وہ اپنے سفر نامہ میں کہ جس کا نام تحفۃ النظاری فی غرائب الامصار ہے لکھتا ہے شہر دمشق کے قبیلہ کی جانب کی بستی میں شہر سے ایک فرسخ پر ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب جو فاطمہ زہرا علیہا السلام کے بطن سے تھیں کہ مشہد ہے اور کہا گیا کہ ان کا نام زینب علیہا السلام تھا اور نبی اکرمؐ نے ان کی کنیت ام کلثوم رکھی تھی کیونکہ وہ اپنی خالہ ام کلثوم بنت (ربیعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے مشابہ تھیں اور اس پر ایک بہت بڑی مسجد ہے اور اس کے گرد کچھ مسکونی مکانات ہیں اور اس کے اوقاف ہیں اور اہل دمشق اس کو قبر الست ام کلثوم کا نام دیتے ہیں۔

سید کہتے ہیں باقی رہا سرچش تو ایک روایت ہے کہ اسے واپس لایا گیا اور کربلا میں آپ کے جسد شریف کے ساتھ اسے دفن کیا گیا اور ظاہر شیعہ کا اسی اشارہ شدہ معنی پر ہے اور بہت سے مختلف آثار و منقولات

ہمارے ذکر شدہ قول کے علاوہ کی بھی روایت ہوئی ہے کہ جنہیں ہم نے
چھوڑ دیا ہے تاکہ کتاب کے اختصار والی شرط جو ہم نے کی تھی نہ ٹوٹے۔
مؤلف کہتے ہیں کہ کلمات سر مبارک علیہ افضل التسلیمات کے دفن کے
سلسلہ میں مختلف ہیں

ایک گروہ کہتا ہے کہ حسین کو یزید نے عمر دین سعید بن عاص کے پاس
جو مدینہ پر اس کا گورنر تھا بھیجا پس عمر دے کہا میں دوست رکھتا تھا کہ
وہ اسے میرے پاس نہ بھیجتا پھر اس نے حکم دیا اور اسے ان کی والدہ فاطمہ
علیہا السلام کی قبر کے پاس دفن کر دیا گیا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ وہ یزید کے خزانہ میں تھا یہاں تک کہ جب منصور
بن جہر اس کے خزانے میں داخل ہوا تو اسے سرخ رنگ کے عطردان
میں پایا کہ جس میں ابھی تک سیاہ خضاب کا اثر موجود تھا پس اسے دشت
میں باب القراویس کے پاس دفن کر دیا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ سلیمان بن عبد الملک بن مروان نے اسے یزید
کے خزانہ میں پایا تو اسے دیباچ کے پانچ پارچے پہنائے اور اپنے ساتھیوں
کی ایک جماعت کے ساتھ اس نماز پڑھی اور اسے قبر کھود کر دفن کر دیا۔
وہ چیز جو ہمارے علماء امامیہ کے درمیان مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یا
تو اسے آپ کے حید شریف کے ساتھ دفن کیا گیا اور اسے علی بن الحسین علیہ السلام
والپس لائے تھے اور یا یہ کہ اسے امیر المومنین کے پاس دفن کیا گیا جیسا کہ
بہت سی روایات و اخبار میں ہے۔

ابن شہر آشوب نے کہا ہے سید مرتضیٰ نے بعض مسائل میں فرمایا ہے کہ

سرسین آپ کے بدن کی طرف کر بلا میں تنام سے واپس لایا گیا اور اس کے ساتھ اسے غم کیا گیا اور شیخ طوسی نے فرمایا اور اسی سے ہے زیارت اور بعین اور تاریخ حبیب الیسر میں ہے کہ یزید بن معاویہ نے شہداء کے سر علی بن الحسین علیہما السلام کے سپرد کئے پس آپ نے ابدان طاہرہ کے ساتھ بلیں صفر کے دن انہیں ملحق کیا اور پھر آپ مدینہ طیبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ہے کہ یہ سب سے زیادہ صحیح روایت ہے ان روایات میں سے جو سر کرم کے دفن کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

سبط نے تذکرہ میں کہا ہے کہ اس میں پانچ قول ہیں! کر بلا میں اس کا دفن ہونا مدینہ میں ان کی والدہ کی قبر کے ساتھ ۳ و مشق میں مسجد رقدہ میں اور طاہرہ میں اور کہا ہے کہ زیادہ مشہور یہ ہے کہ قیدیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس ہوا اور پھر جد اطہر کی طرف کر بلا میں اسے پلٹا یا گیا اور اس کے ساتھ دفن کیا گیا بہر حال جہاں کہیں بھی آپ کا سر اور جسم ہودہ دلوں اور صفیروں میں ساکن ہیں اور اسرار و خواطر میں رہتے ہیں ہمارے بعض شیوخ و بزرگوں نے اسی معنی کو شعر میں پیش کیا ہے ”لا تطلبوا اعلیٰ الحسین، بارض مشرق و ابغرب، و دموا الجميع و مرجوا نحوی فمشہدہ بقلی“ مولا حسین کو مشرق و مغرب کی زمین میں تلاش نہ کرو اور سب کو پھوڑ کر میری طرف بڑھو کہ آپ کا شہد و مزار میرے دل میں ہے۔

اور مہوف میں ہے راوی کہتا ہے جب حسین کی خواتین اور اہل و عیال شام سے لوٹے اور عراق میں پہنچے تو دہلیز راستہ بتانے والے سے کہا ہمیں کر بلا والے راستہ سے گزار لو پس مصرع و مقتل کاہ میں پہنچے پس جابر بن عبد اللہ انصاری

اور بنی ہاشم کی ایک جماعت اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ میں سے کچھ مرد وہاں پائے کہ جو حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے وہاں آئے ہوئے تھے پس یہ دو توافقے ایک ہی وقت میں وہاں پہنچے اور ایک دوسرے کا آٹنا سامنا کرید و بکا و حزن و ہلال اور ماتم سر و صورت زنی سے کیا اور انہوں نے جگر خراش ماتم و دکھ و دکا اظہار کیا اور اس علاقہ کی عورتیں بھی ان کے پاس اکٹھی ہو گئیں پس اسی حالت میں انہوں نے کئی دن وہاں گزارے ۔

اور ابن قناکے مقتل میں بھی اسی کے قریب عبادت ہے ۔

سید کہتے ہیں رادی کا کنسا ہے پھر کہ بلا سے مدینہ کے ارادہ سے جدا ہوئے بشیر بن جذلم پس جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو علی بن الحسین علیہ السلام اترے پس سامان آمار اور خیمہ نصب کئے اور اپنی خواتین کو آنا د اور کہا اے بشیر خدا تمہارے باپ پر رحم کرے وہ شاعر تھا کیا تو بھی کچھ اشعار کہہ سکتا ہے پس اسی نے کہا جی ہاں اے فرزند رسول خدا میں بھی شاعر ہوں پس آپ نے فرمایا مدینہ میں جاؤ اور ابو عبد اللہ کی شہادت کی خبر جاساؤ بشیر کہتا ہے پس میں گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے دوڑایا یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہوا جب میں مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ میں پہنچا تو میں نے گریہ و زاری کی آواز بلند کی اور یہ اشعار کہنے شروع کئے ۔ یا اہل یثرب لا مقام لکم بہا عقتل الحسین نادحی مد رارع الجسم منه بکو بلاع مقروح والرائس منہ علی القناہ یدارے اے اہل مدینہ مدینہ رہنے کے قابل نہیں رہا جسٹن شہید ہو گئے کہ جن پر میرے آنسو برس رہے ہیں ان کا جسم کہ بلا پس خون و خاک میں غلطا ہے اور ان کا سر نیزہ پر ویا رہا بدیا رہا جا رہا ہے ۔

بشیر کہتا ہے پھر میں نے یہ کہا یہ علی بن الحسین علیہما السلام ہیں کہ جو اپنی بیویوں اور بہنوں کے ساتھ تمہارے شہر کے باہر اترے ہوئے ہیں اور میں تمہاری طرف ان کا قاصد ہوں جو ان کی رہائش گاہ بتانے آیا ہوں بشیر کہتا ہے میں مدینہ میں کوئی عذرہ اور پردہ نشین نہیں تھی مگر یہ کہ وہ اپنے پردوں سے باہر آگئیں اور وادیاں اور اکبر رہی تھیں پس میں نے اس دن سے زیادہ رونے والے نہیں دیکھے اور مسلمانوں کے لیے اس دن سے زیادہ سخت و تلخ نہیں گزرا تھا اور میں نے ایک لڑکی کو حسین پر فوج کرنے سے منع کیا کہ وہ بھی ”نعمی سیدی ناع نعاہ فاؤ جعاء و امرضی ناع نعاہ فاؤ جعاء یعنی جو دایا لد موع واسکباء وجود ابد مع بعد و معکامعاء علی من دھی عرش الجلیل فزععاء فاصیح مند الحمد والمدین احمدعاء علی ابن نبی اللہ وابن وحیہ وان کاں عنا شاحط الدار الشسعاء“ میرے آقا کی شہادت کی خبر لایا اور مجھے دکھی کیا جس سے مجھے بیمار کر دیا اور اس خبر سے میرے دل کو اور اس خبر سے میرے دل کو تکلیف پہنچی پس میری دونوں آنکھیں غم کے آنسو زیادہ سے زیادہ بہاؤ اور آنسو کے بعد آنسو مسلسل بہاؤ اس پر کہ رب علیل کا عرش جس کے غم میں گر گیا اس کی شہادت نے شرافت، دین اور حیثیت و غیرت کو ختم کر دیا ہے پیغمبر اور علی کے بیٹے پر گریہ کرو اگرچہ اس کا مزار دور اور بہت دور ہے اس کے بعد اس شہزادی نے کہا اے قبر موت لانے والے تو نے ابو عبد اللہؑ پر ہمارے حزن و ملال کو تازہ کر دیا اور ہمارے زخم پھیل دیئے جو ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے پس تو کون ہے خدا تجھ پر رحم کرے تو میں نے کہا کہ میں بشیر بن جندلم ہوں مجھے میرے مولا علی بن الحسین نے

بجھا ہے اور وہ جناب ابو عبد اللہ الحسین کے اہل و عیال کے اور خواتین اہل بیت کے ساتھ فلاں فلاں جگہ اترے ہوئے ہیں۔

بشیر کہتا ہے کہ پس لوگوں نے مجھے وہیں چھوڑ دیا اور وہ مجھ سے پہلے دوڑ پڑے پس میں نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا یہاں تک کہ میں ان کی طرف پلٹا پس میں نے دیکھا کہ لوگوں نے راستے اور گلیوں پر کر رکھی تھیں پس میں گھوڑے سے اترا اور لوگوں کی گردنوں پر قدم رکھتے ہوئے خیمے کے دروازہ کے قریب پہنچا اور علی بن الحسین ابھی اندر تھے آپ خیمے سے نکلے اور آپ کے ہاتھ میں ایک رومال تھا کہ جس سے آپ اپنے آنسو پونچھتے تھے اور آپ کے پیچھے ایک خادم تھا کہ جس کے ساتھ ایک کرسی تھی پس اس نے کرسی رکھی اور آپ اس پر بیٹھ گئے اور آپ اپنے گریہ پر قابو نہیں رکھتے تھے اور لوگوں کی گریہ و بکاہ کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور عورتوں اور کینزوں کی داد دینے اور مین کرتے کی صدائیں اٹھ رہی تھیں اور لوگ ہر طرف سے آپ کو تعزیت کہہ رہے تھے پس وہ جگہ ایک ہی شدید صدا کے گریہ و نالہ تھی پس آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ پس ان کے نالہ و شیون کی سوزش ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا حمد و ثناء ہے اس خدا کے لیے جو عالمین کا پالنے والا ہے رحمن و رحیم اور روز جزا کا فرمانبردار ہے اور تمام مخلوق کا خالق ہے وہ خدا جو عقول کے ادراک سے دور ہے۔ اور میں کے سامنے بچے ہونے راز آشکار و واضح ہیں میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں عظیم شداؤں پر مصائب، غم اندوزت کا کیف صبر سوز دردوں اور سخت گراں مصیبت پر لے لوگو خدا تعریف ہے اس خدا کے لیے کہ جس نے ہمارا امتحان لیا اور ہمیں مبتلا کیا بڑے مصائب کے

تو اس نے وہ سب واپس کر دیئے اور کہا جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے یہ دنیا کے لیے ہوتا تو اس میں جو کچھ آپ نے دیا ہے میری رضایت کے لیے کافی تھا لیکن خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا ہے وہ اللہ کے لیے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے آپ کی قرابت کی بنا پر ہے۔

اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ آپ کی زوثرہ محترمہ جناب رباب بنت المرئی اقیس محبی تھیں جو آپ کی شہزادی جناب سکینہ کی ماں ہیں انہیں بھی آپ کے دوسرے اہل خانہ کی طرح شام لے جایا گیا تھا پھر وہ مدینہ کی طرف واپس آئیں اشraf قریشی نے ان کی خواستگاری کی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد میں کسی کو اپنا سسر نہیں بتاتی آپ کے بعد وہ محترمہ ایک سال زندہ رہیں کبھی وہ مکان کے سایہ میں نہیں بیٹھیں یہاں تک کہ کمزور و بیمار ہو گئیں اور دکھ و درد میں وفات پائی (اور بعض نے کہا ہے کہ ایک سال تک قبر حسین پر رہیں اور پھر مدینہ آکر فوت ہوئیں بعض متاثر ہیں ہے کہ جناب ام کلثوم حبیبہ مدینہ آئیں تو رو کر یہ اشعار پڑھے ”مدینۃ جَدنا لا تقبلینا فبا الحرات والاخران جئنا۔ انا فاخبر رسول اللہ عناءنا با نقدا فجعلنا فی ابیتاء“ آخر اشعار تک کہ مغلہ ان کے یہ اشعار ہیں ”مدینۃ جَدنا لا تقبلینا“

فبا الحرات والاخران جئنا فرجنا منک بالاہلین جمعاً رجعنا لارجال ولا بنینا وکنا فی الخروج یجمع شملہ رجعنا خاسرین مسلبینا وکنا فی امان اللہ جمعاً رجعنا بالقطیعة خائفینا ومولنا الحسین بہ رمینا۔ ضغن الضائعات بلا کفیل و نحن النائمات علی امینا الا یاجدنا قتلوا حسینا۔ ولم یراعوا حباب اللہ فیناء الا یاجدنا

بلغت عدائا مناھا واشتفى الاعداء فینا لقد متسکوا النساء و
حملوهاء على الاقتاب قهراً اجمعیناء۔

اے ہمارے نانا کے مدینہ میں قبول نہ کر ہم حسرتیں اور حزن و ملال لے کر آئے ہیں
خیر وار رسول اللہ کو بنا دے کہ ہم کہ ہمارے باپ کی وجہ سے درد و تکلیف پہنچائی
گئی، جب ہم تم سے تو سب گھر والوں کے ساتھ گئے واپس آئے تو درمرد ہیں
اور نہ بیٹے جب ہم نکلتے تھے تو سب اکٹھے تھے واپس آئے ہیں تو نقصان اٹھا کر
اور مال و فعال لٹا کر واپس آئے ہیں ہم اللہ کی واضح امان میں تھے واپس آئے
تو احباب کی بدائی کے ساتھ ہم خوف زدہ ہیں اور ہمارے آقا و مولا حسینؑ
ہمارے انیس و ہمدرد تھے جب واپس آئے تو حسینؑ زیر خاک گر دو مردھون ہیں
پس ہم صالح و برباد ہو چکے ہیں ہمارا کوئی دکیل و سرپرست نہیں رہا اور ہم
اپنے بھائی پر فوج کناں ہیں اے جد بزرگوار و شمنوں نے حسینؑ کو شہید کر دیا
ہے اور ہمارے بارے میں دربار خداوندی کی رعایت نہیں کی گئی اے نانا
جان ہمارے دشمن اپنی آرزو کو پا چکے ہیں اور ہماری ہتک و حرمت سے انہیں
شفاعی ہے خواتین اہل بیت کو بے پردہ کیا ہے اور بے محمل کجاواں پر جبرا
انہیں لے کر گئے ہیں۔ اشعار کافی ہیں لیکن اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم
نے ذکر نہیں کئے۔

راوی کتاب ہے کہ باقی رہیں جناب زینبؑ تو انہوں نے مسجد کے دروازے
کے دو چوڑے کاپڑوں کو پکڑ کر پکارا نانا جان میں آپ کو اپنے بھائی حسینؑ کی شہادت
کی خبر سنانے آئی ہوں اور آنجناب کے اس کے ساتھ آتسو نہیں تھمتے تھے اور گریہ و
ریکا اور فوج نہ زاری سے نہیں تھکتی تھیں اور جب ان کی نگاہ علی بن الحسین علیہ السلام

پر پڑتی تو ان کے حزن و ملال تازہ ہوتا اور ان کے دکھ و درویشی اضافہ ہوتا تھا۔ سید (رہ) فرماتے ہیں اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام زین العابدینؑ اپنے والد گرامی پر چالیس سال گریہ کرتے رہے دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت میں بسر کرتے تھے جب افطار کا وقت ہوتا تو آپ کا خادم کھانے پینے کی چیزیں لے آتا اور آپ کے سامنے رکھتا اور کہتا کہ اے مولا کھانا کھائیے تو آپ فرماتے فرزند رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے مارے گئے رسول اللہ کے پیٹے پیاس شدید کئے گئے اور بار بار ان الفاظ کا تکرار کرتے اور رونے جاتے یہاں تک کہ کھانا آپ کے آنسوؤں سے تر ہو جاتا پھر پانی آپ کے آنسوؤں سے مل جاتا ہی آپ کی کیفیت رہی یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جانے۔

اور آپ کے ایک غلام کا بیان ہے کہ آپ ایک دن صومرا کی طرف نکلے وہ کہتا ہے کہ میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا پس آپ کو اس حالت میں پایا کہ ایک سخت پتھر پر آپ نے سجدہ کر رکھا ہے اور میں آپ کے نعرہ اور گریہ کی آواز سن رہا ہوں اور میں ہزار مرتبہ شمار کیا ”لا الہ الا اللہ حقا حقاً۔ لا الہ الا اللہ تعبد اور قاء لا الہ الا اللہ ایمانا و صدقا۔“

پھر آپ نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا جب کہ آپ کی ریش مبارک اور آپ کا پہرہ اور آپ کی آنکھوں کے آنسوؤں میں ڈوبے ہوئے تھے تو میں عرض کیا اے میرے آقا و مردار کیا آپ کے حزن و ملال کے ختم ہونے اور آپ گریہ کے کم ہونے کا وقت نہیں آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا وائے ہو تجھ پر یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام نبی اور نبی کے فرزند تھے ان کے بارہ

بیٹے تھے کہ جن میں سے ایک کو اللہ سبحانہ نے غائب اور آنکھوں سے اوجھل کر دیا تھا تو حزن و ملال سے ان کا سر سفید ہو گیا اور غم و اندوہ سے ان کی مگر جھک گئی اور گریہ و بکا سے ان کی بینائی ختم ہو گئی حالانکہ ان کا بیٹا دار دنیا میں زندہ سلامت تھا اور میں نے اپنے باپ اپنے بھائی اور اپنے اہل بیت میں سے سترہ افراد کو ہاتھ سے دیا جو زمین پر شہید ہو کر گرے پڑے تھے تو میرا حزن و ملال کیسے ختم ہوا اور میرا گریہ و بکا کیسے کم ہو۔

شیخ ابو جعفر طوسی عطا اللہ مرتدہ نے اپنی سند کے ساتھ خالد بن سیدہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے سوال کیا اس شخص کے بابے میں کہ جو اپنے باپ اپنی ماں اپنے بھائی یا قریبی رشتہ دار پر گریبان چاک کرے تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں حضرت موسیٰ بن عمر ان سے اپنے بھائی ہارون علیہما السلام پر گریبان چاک کیا تھا البتہ باپ اپنے بیٹے پر اور شوہر اپنی بیوی پر گریبان چاک نہ کرے لیکن بیوی اپنے شوہر پر گریبان چاک کر سکتی ہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا بیشک فاطمیات (فاطمہ زہرا کی بیٹیوں) نے گریبان چاک کئے تھے اور رخسار بیٹے تھے حسین بن علی علیہما السلام پر اور آپ جیسی ہستی پر تو رخسار بیٹے جائیں اور گریبان چاک کیے جائیں۔

کتاب دعائم الاسلام سے جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حسین بن علی علیہما السلام پر ایک سال شب و روز تو میرا وزاری کی گئی اور تین سال تک آپ کی شہادت کے دن سے یہ سلسلہ جاری رہا۔

اور برقی نے روایت کی ہے کہ جب حسین بن علی علیہ السلام شہید ہوئے تو بنی ہاشم کی خواتین نے سیاہ اور کھرورے لباس پہنے اور وہ گرمی و سردی کی پرواہ نہیں کرتی تھیں اور علی بن الحسین علیہما السلام ان کے ماتم و مجالس کے لیے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔

اور ثقہ الاسلام کلینی (برواللہ مصحفہ) نے ابو عبد اللہ صادق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب حسین کی شہادت ہو گئی تو آپ کی زوجہ کلیدہ نے آپ کی مجلس و ماتم بپا کیا خود بھی روئیں اور دوسری عورتیں بھی اور خدم و حشم بھی گریہ و بکا کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے آنسو خشک ہو کر ختم ہو گئے پس وہ اسی حالت میں تھیں کہ انہوں نے اپنی کینزوں میں سے ایک کینز کو دیکھا کہ اس کے آنسو بہہ رہے ہیں پس اسے بلایا اور اس سے کہا کیا بات ہے کہ ہم میں سے تمہارا آنسو بہہ رہے ہیں تو اس نے کہا کہ جب میں کچھ تھک گئی تو میں نے ستو کا شربت پیا تو راوی کہتا ہے کہ اس بی بی نے کھانے ستو کا حکم دیا پس خود بھی کھایا اور ستو پئے اور دوسری خواتین کو بھی کھلائے پلائے اور کہا کہ ہم اس سے چاہتے ہیں کہ حسین پر رونے میں تقویت حاصل کریں کہا ہے کہ اس کلیدہ خاتون کے پاس ایک بڑا کاسہ کھانے کا بھیجا گیا کہ اس سے ماتم حسین پر مدد لیں جب وہ کاسہ انہوں نے دیکھا تو کہ یہ کیسا ہے انہوں نے کاکہ مدہ یہ جو فلاں نے بھیجا ہے تاکہ اس سے مجلس و ماتم حسین پر استعانت لیں تو انہوں نے کہا ہم عروسی و شادی میں نہیں ہیں ہم اسے کیا کریں گے پھر انہیں گھر سے باہر نکل جانے کا حکم دیا جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو ان کا کوئی پتہ نہ چلا گیا وہ آسمان و زمین کے درمیان اڑ گئیں اور گھر سے نکلنے کے بعد ان کا

نام و نشان تک معلوم نہ ہوا۔

اور صادقؑ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ ہاشمی پورتنے نے سرسمر لگایا اور نہ غضاب کیا اور نہ ہی کسی ہاشمی گھر میں پانچ سال تک دھواں اٹھنا دیکھا گیا جب تک عید اللہ بن زیاد و لعنہ اللہ تعالیٰ قتل نہیں کیا گیا۔

اور تاریخ زہبی سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کما کر ۳۵۲ھ ہجری میں عاشور کے دن معزالدولہ نے اہل بغداد پر حسین بن علی علیہما السلام کا نام و مجلس و نوحہ خوانی لازم قرار دیا اور حکم دیا کہ بازار بند کئے جائیں اور ان پر عزا داری کے شعار و لباس آویزاں کئے جائیں اور کھانا و روٹی کے تنور وغیرہ کی تعطیل کی جائے اور شیعہ خواتین نے اپنے چہروں پر لاکھ و سیاہی ملی اور سر و چہرے پیٹے اور فوج پڑے اور پھر یہ عمل کئی سال تک ہوتا رہا۔

اور تاریخ ابن اوردی میں ہے وہ کتاب سن تین سو باون میں معز ولدولہ نے فوج و ماتم اور عورتوں کے بال کھولنے اور چہروں پر غم حسینؑ میں سیاہی ملنے کا حکم دیا اور اہل سنت اس سے روکنے سے عاجز و ناتواں تھے کیونکہ بادشاہ شیعوں کے ساتھ تھا۔

اور مقریزی کی کتاب الخط و الآثار سے منقول ہے وہ کتاب ہے کہ ابن ذولق نے کتاب سیرۃ معز الدین میں کیا ہے کہ سن تین سو تریسٹھ میں شیعوں اور ان کے پیروکاروں کی ایک جماعت مغارب کے گھڑ سواروں اور ان کے پیادوں کے ساتھ عزا داری حسین علیہ السلام کے جلوس کے ساتھ جناب ام کلثوم اور جناب نفیسہ خاتون کے مزارات سے واپس لوٹے

اور بعض کتب میں ہے کہ ۳۲۲ھ ہجری میں بغداد میں عزا داری حسین علیہ السلام

تمام کی گئی پس اہل سنت بھرپور اٹھے اور لڑائی و قتال ہوا یہاں تک کہ ایک جماعت قتل ہوئی اور بازار تباہ ہوئے۔

ابو ریحان کی کتاب امتار الباقیہ سے منقول ہے کہ عربوں کے نزدیک یہ دن (یوم عاشوراء) لائق تعظیم و بزرگی تھا یہاں تک کہ اس میں حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام شہید کئے گئے اور آپ کے ساتھ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ وہ کچھ سلوک کیا گیا کہ تمام امتوں میں بدترین عداوت کے ساتھ نہیں کیا گیا قتل کرنا پانی بند کرنا طور سے مارتا نیچے جلانا سروں کو نیزوں پر سوا کرنا اور لاشوں پر گھونگر دوڑانا تو اس بنا پر اس دن کو شوم و منحوس سمجھنے لگے لیکن بنی امیہ نے اس دن کو لباس پہنے نہایت کی سرے لگائے اور اسے عید قرار دیا اور ولیمہ اور معانیایں کیس اور حلوسے اور اچھے کھانے کھائے اور عامر میں یہ رسم ان کی سلطنت میں جاری و ساری رہی اور ان کی حکومت کے زوال کے بعد بھی ان میں (اہل سنت) باقی رہی لیکن شیعہ ان پر فوج و زاری اور گریہ و بکا اس دن میں سید الشہداء کے شہید ہونے کی بنا پر کرتے رہے اور اس کا مظاہرہ مدینۃ السلام (بغداد) اور اس جیسے دوسرے شہروں میں ہوتا رہتا ہے اور اس دن تربت مسعودہ (جیسے سعادت بخشی گئی ہے) کی کربلا میں زیارت کرتے ہیں اور اسی لیے عامر بزرگوں اور اثبات البیت کی تجدید کرتا پسند کرتے ہیں۔



چوتھا باب

اشہادت ابو عبد اللہ الحسین کے بعد جو چیزیں آسمان وزمین اور ان دونوں میں رہنے والوں سے ظہور میں آئیں اور وہ ہیں ان دونوں کا آپ پر گریہ و بکا اور آپ کے سلسلہ میں ملائکہ کا بارگاہ خدا عزوجل میں چیخ و پکار کرنا اور جنات کا آپ پر نوحہ و زاری کرنا اور آپ کے متعلق کہے گئے مراثیے اور اس میں چند اصول ہیں -

پہلی فصل

آسمان وزمین کا گریہ و بکا

آسمان وزمین اور ان دونوں میں رہنے والوں کا آپ پر گریہ و بکا شیخ ابو جعفر طوسی قدس سرہ نے مفید سے احدثین ولید سے ان کے والد سے صفادے ابن عیسیٰ سے ابن ابی عمیر سے حسین بن ساختہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں اور ابو سلمہ سراج، یونس بن یعقوب اور فضیل بن یسار ابو عبد اللہ جعفر بن محمد علیہ السلام کے پاس تھے میں نے آپ سے عرض کیا آپ پر قربان

جاؤں میں اس قوم کی مجلسوں جاتا ہوں تو دل میں آپ حضرات کا ذکر اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو میں اس وقت کیا کہوں تو آپ نے فرمایا اے حسین جب تم ان کی مجالس و مجلسوں میں جاؤ تو کہو ”اللھم ارنا الرخاء و السروس“ خدایا ہمیں کٹاؤ اور خوشی و سرور دکھا تو جو چاہئے ہو وہ تمہیں ملے گا وہ کتنا ہے میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں میں حسین علیہ السلام کو یاد کرتا ہوں تو اس وقت میں کیا کہوں جب انہیں یاد کروں تو فرمایا کہو صلی اللہ علیک یا ابا عبد اللہ اس کا تین مرتبہ تکرار کرو پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابو عبد اللہ احمین جب شہید ہوئے تو آپ پر سات آسمانوں سات زمینوں اور جو کچھ ان میں یا ان کے درمیان ہے اور جو جنت اور بہنم میں ٹوٹتا پڑتا ہے اور جو چیزیں نظر آتی ہیں یا نظر نہیں آتیں سب نے ان پر گریہ و بکا کیا سوائے تین چیزوں کہ جو آپ پر نہیں روئیں تو میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں دو تین چیزیں کو کسی ہیں کہ جنہوں نے اس مظلوم پر گریہ نہیں کیا فرمایا بصرہ، دمشق اور حکم بن ابوالعاص کی آل و اولاد

اور شیخ صدوق عطر اللہ مرقدہ نے جملۃ المکیہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے میثم تمار قدس اللہ روحہ کو کہتے سنا خدا کی قسم یہ امت اپنے نبیؐ کے بیٹے کو غرم کی دس تاریخ کو قتل کرے گی اور دشمنان خدا اس دن کو برکت کا دن قرار دیں گے اور یہ ہو کے رہے گا اور یہ اللہ تعالیٰ ذکر کے علم میں آچکا ہے اس کو میں ایک عہد کے طور پر جانتا ہوں جو میرے مولا امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ نے مجھ سے کیا ہے اور آپ نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ پر ہر چیز گریہ کرے گی یہاں تک کہ وحشی جانور جنگلوں میں اور چھیلیاں دریاؤں میں

اور پرندے آسمان کی فضا میں اور آپ پر سورج چاند تارے آسمان زمین انسانوں اور حیات میں سے مومنین اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے قرشتے (رضوانِ آل) مالک اور حاملین عرش اور آسمانِ تھون وراکھ کی بادش برسامے گا۔ یہاں تک کہ میثم نے فرمایا۔ اے جلیلہ جب تم سورج کو سرخ حالت میں دیکھو کہ گویا وہ تازہ خون ہے تو بس جان لو کہ سید الشہداء (حسین آل) علیہ السلام شہید ہو چکے ہیں جیلہ کتنا ہے پس میں ایک دن نکلا تو دیواروں پر سورج کی روشنی پڑ رہی تھی کہ کیا کہ سرخ طاف ہیں پس میں نے چیخ و پکار کی اور رونے لگا اور میں نے کہا خدا کی قسم ہمارے سید و سرور حسین بن علی صلوات اللہ علیہ شہید ہو گئے ہیں۔

اور شیخ ابوالفتح عمیر بن قولیہ قمی نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ہشام بن عبد الملک نے کسی کو میرے پدر بزرگوار کی طرف بھیجا جو آپ کو شام لے گیا جب آپ ہشام کے پاس گئے تو اس نے آپ سے کہا اے ابو جعفر ہم نے آپ کو بلوایا ہے تاکہ آپ سے ایسا مسئلہ پوچھیں کہ میرے علاوہ کسی میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ اس کے بارے میں آپ سے سوال کرے اور میں زمین میں کسی مخلوق کو نہیں جانتا کہ وہ اسے جان سکے یا جانتا ہو اس مسئلہ کو سوائے ایک شخص کے تو میرے پدر بزرگوار نے فرمایا امیر... سوال کرے مجھ سے اس مسئلہ کے بارے میں جسے وہ چاہتا ہے اگر مجھے معلوم ہوا تو اس کا جواب دوں گا اور اگر مجھے معلوم نہ ہوا تو کہوں گا کہ میں نہیں جانتا اور سچ بولتا میرے لیے اولیٰ و انسب ہے پس ہشام نے کہا مجھے اس رات کے بارے میں خبر دئیے کہ جس میں علی بن ابی طالب شہید ہوئے کہ جو شخص اس شہر سے غائب تھا کہ جس میں وہ شہید ہوئے اس نے آپ کی شہادت

پریس چیز کو دلیل بنایا اور اس میں عام لوگوں کے لیے کون سی علامت و لٹنائی تھی اگر آپ اسے جانتے ہیں اور اس کا جواب دے سکتے ہیں تو مجھے بتائیے کہ کیا علی کے علاوہ کے شہید ہونے کی بھی یہ علامت تھی تو میرے پدر بزرگوار سے اس سے کہا اے امیر۔۔۔ جب وہ رات ہوئی کہ جس میں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب شہید ہوئے زمین سے کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا یہ عمل طلوع فجر تک رہا اسی طرح تھی وہ رات کہ جس میں حضرت ہارون موسیٰ علیہما السلام کے بھائی شہید ہوئے اور اسی طرح تھی وہ رات کہ جس میں پرشع بن نون علیہما السلام شہید ہوئے اور اسی طرح تھا اس رات بھی جس میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو اٹھایا گیا اور اسی طرح تھی وہ رات کہ جس میں شمعون بن جون الصفا شہید ہوئے اور اسی طرح تھی وہ رات کہ جس میں حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو شام کا چہرہ متغیر ہوا یہاں تک کہ اس کا رنگ اڑ گیا اور ارادہ کیا کہ میرے والد پر حملہ کرے تو میرے والد نے اس سے کہا اے امیر۔۔۔ لوگوں پر واجب ہے کہ امام کی اطاعت کریں اور اسے سچی نصیحت کریں اور جو چیز میرے لیے داعی نبی کہ میں نے امیر۔۔۔ کو جواب جس چیز کے بارے میں اس نے مجھ سے سوال کیا وہ میرا اس کو جانتا ہے کہ جس کی وجہ سے مجھ پر ضروری ہے کہ تمہاری بات مانوں لہذا امیر۔۔۔ کو اچھا ظن و گمان رکھنا چاہیے پس ہشام نے آپ سے کہا آپ اپنے گھروالوں کی طرف جیب چاہیں واپس چلے جائیں آپ نے فرمایا پس امام علیہ السلام اس کے ہاں سے نکلے اور نکلنے وقت ہشام نے ان سے کہا مجھے اللہ کا حمد و وثیقا دینے کے لیے آپ یہ حدیث کسی سے بیان نہیں کریں گے یہاں تک کہ میں مرجاؤں پس میرے والد نے اسے

دہ دہ دہ دیا کہ جس پر وہ راضی ہو گیا۔

مؤلف کہتے ہیں آپ کا یہ ارشاد اور اسی طرح تھی وہ رات کہ جس میں ہارون علیہ السلام شہید ہوئے حالانکہ ہمارے نزدیک جو ثابت ہے ہارون خود اپنی موت مرے تھے جیسا کہ ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جناب موسیٰ نے حضرت ہارون سے کہا تھا کہ ہمارے ساتھ طور سیناء پہاڑ پر چلو اس کے بعد دو ٹو بھائی نکلے اچانک انہیں ایک کمرہ نظر آیا کہ جس کے دروازے پر درخت ہے کہ جس پر دو کپڑے پڑے ہیں تو حضرت موسیٰ نے جناب ہارون سے کہا کہ اپنا لباس اتار دو اور اس کمرے میں جاؤ اور یہ دو ٹوکپڑے پہن کر پلنگ پر سو جاؤ پس ہارون نے ایسا ہی کیا پس جب وہ اس پلنگ پر سو گئے تو خدا نے ان کی قبض روح کر لی انھیں مقبرہ زاریخ میں بھی اسی طرح ہے تو شاید آپ کی گفتگو ہشام کے مذاق کے مطابق تھی کہ ہشام کے نزدیک حضرت ہارون کو بھی شہید کیا گیا تھا جیسا کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے بھی کہا تھا یہاں منا ہے کہ نہ ہری کی حدیث مکمل نقل کی جائے۔

ابن عبد ربہ نے مفدا الفرید میں کہا ہے نہ ہری کی حدیث حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں اس کے بعد اس کی سند عمر بن قیس اور یحییٰ سے ذکر کی ہے ان دونوں نے کہا نہ ہری کہتا ہے کہ میں قتیبہ کے ساتھ نکلا شہر مصیہ کے ارادہ سے پس ہم امیر... عبد الملک بن مروان کے پاس گئے اور وہ اس وقت اپنے ایوان میں بیٹھا تھا اور لوگ دو صفوں میں ایوان کے دروازے سے لے کر اس تک بیٹھے تھے جب وہ کوئی ضرورت کی بات کرتا تو وہ اس سے کہتا جو اس کے نزدیک تھا یہاں تک کہ وہ مسئلہ ایوان کے دروازے تک جا

پہنچا اور ان دونوں کے درمیان کسی کی آمد و رفت نہیں تھی نہ ہری کتنا ہے ہم آئے تو ہم ایوان کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو عبد الملک نے اس شخص سے کہا کہ جو اس کی دائیں طرف تھا کیا تمہیں خبر ملی ہے کہ بیت المقدس میں اس رات کیا ہوا جس رات حسین بن علیؑ قتل ہوئے تو نہ ہری کتنا ہے پس یہ مسئلہ ہر ایک نے اپنے سامنے سمجھا تو یہاں تک کہ مسئلہ ایوان کے دروازے تک پہنچا لیکن کسی نے بھی اس کا کوئی جواب نہ دیا تو میں نے کہا کہ اس بارے میں مجھے کچھ علم ہے تو نہ ہری کتنا ہے کہ پھر یہ مسئلہ ایک ایک مرد سے ہوتا ہوا عبد الملک تک پہنچا تو نہ ہری کتنا ہے کہ مجھے بلایا گیا اور میں دونوں صفوں کے درمیان چلتا ہوا پہنچا جب عبد الملک بہت ہی حدیث کا متلاشی تھا تو اس نے کہا جس دن حسینؑ شہید ہوئے تو بیت المقدس میں کیا رونما ہوا اور دوسری روایت میں ہے اس رات کی جس کی صبح حسین بن علیؑ علیہما السلام شہید ہوئے بیت المقدس میں کیا ہوا نہ ہری نے کہا ہاں فلاں شخص نے ہم سے اس کا نام بیان نہیں کیا مجھ سے حدیث بیان کی کہ اس رات جس کی صبح علی بن ابی طالب اور حسین بن علیؑ شہید ہوئے کوئی پتھر بیت المقدس میں نہیں اٹھایا گیا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون پایا گیا عبد الملک نے کہا تو نے سچ کہا ہے جس نے تجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے اس نے مجھ سے بھی بیان کی ہے اور تو اور میں اس حدیث میں تنہا ہیں،

پھر عبد الملک نے کہا تم کیوں آئے ہو اس نے کہا ایوان کے دروازہ کو لازم کھڑے رہے پس میں دروازہ پر رکارہا تو اس نے مجھے بہت سا مال دیا نہ ہری کتنا ہے پس میں نے اسے مدینہ کی طرف جانے کے لیے اذن چاہا تو

اس نے مجھے اذن دیا اور میرے ساتھ میرا ایک غلام بھی تھا اور بہت سا مال تھا ایک کبیس میں پس وہ کبیس گم ہو گیا تو میں نے غلام کو ہتھم کیا اور اس کو دعوہ دو عید کی ڈرایا دھمکا یا لیکن اس نے کسی چیز کا اقرار نہ کیا نہ ہری کتاب ہے اس کو گرا لیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گیا اور اپنی کہتی اس کے سینہ پر رکھی اور اس کو دبا یا حالانکہ میں اسے مارنا اور ختم کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ میرے نیچے پڑا ہوا مر گیا اور میرے ہاتھوں میں گر گیا اور میں پشیمان ہوا اور مدینہ آیا اور سعید بن مسیب اور ابو عبد الرحمن اور عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ سے میں نے سوال کیا تو ان سب نے کہا کہ ہم تیرے لیے توبہ کی راہ نہیں جانتے پس یہ خبر علی بن الحسین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے قصہ بیان کیا

تو آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہ کے لیے توبہ ہے تم دو ماہ پے درپے روزے رکھو اور ایک مومن غلام آزاد کرو اور ساتھ مساکین کو کھانا کھلاؤ پس میں نے یہ کام انجام دیئے پھر میں نکلا عبد الملک کی ملاقات کے ارادہ سے اور اس کو یہ خبر مل چکی تھی کہ میرا مال تلف ہو گیا ہے پس میں کئی دن اور اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا لیکن مجھے اس کے ہاں جانے کی اجازت نہ مل سکی پس میں اس کے بیٹے کے استاد کے پاس جا بیٹھا اور اس کے پاس رہ کر اس کا بیٹا ماہر ہو گیا تھا اور وہ اس کو وہ باتیں سکھاتا تھا کہ جو امیر المومنین کے پاس جا کر کہہ سکے تو میں نے اس کے مؤذیب و معلم سے کہا تجھے کتنی امید ہے کہ امیر... تجھے اس کا صلہ دے گا تو اتنا مال میں تجھے دوں گا اس شرط پر کہ تم بچے

کو سکھاؤ کہ جب وہ امیر... کے پاس جاٹے اور وہ اس کے کہے کہ اپنی حاجت بیان کرو تو وہ کہے کہ میری حاجت یہ ہے کہ آپ زہری سے راضی ہو جائیں پس اس نے ایسا ہی کیا تو عبد الملک ہنس پڑا اور کہا کہ زہری کہاں ہے اس نے کہا دروازے پر ہے پس اس نے مجھے اذن دخول دیا پس میں اس کے پاس گیا یہاں تک کہ جب اس کے سامنے پہنچا تو میں نے کہا اے امیر... مجھ سے سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا مومن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں دیکھا جاتا۔

مؤلف کہتے ہیں مصیہ ایک شہر ہے حیان کے کنارے پر جو شام کی سرحد ہے انطاکیہ اور بلادِ روم کے درمیان یہ جگہ ہے کہ قدیم زمانہ سے مسلمانوں کی سرحد چلی آتی ہے، نیز مصیہ دمشق کی ایک بستی ہے بیت البیلا کے قریب جو دمشق کے دروازے کے ساتھ ایک جگہ ہے اور زہری کی حدیث میں پہلا معنی مراد ہے کہ وہ سرحد کی حفاظت کے لیے آیا تھا جیسا کہ اس نے عبد الملک کے جواب میں کہا تھا۔

اور عبد الملک کا کہنا کہ تم اور میں اس حدیث میں غریب ہیں یعنی اس کی روایت کرنے میں منفرد ہیں کیونکہ اہل حدیث کی اصطلاح میں غریب کے دو معانی میں سے ایک متن حدیث کی روایت میں منفرد ہونا ہے شیخ ابوالفاسم جعفر بن قولویہ قتی نے زہری سے روایت کی ہے اس نے کہا جب حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو بیت المقدس میں کوئی سنگریزہ ایسا نہیں تھا کہ جس کے نیچے تازہ خون نہ پانا گیا ہو،

اور تیز شیخ مذکور نے روایت کی ہے حارث اعلیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میرے ماں باپ حسین پر قربان ہوں اسے کوثر کی پشت پر شہید کیا جائے گا خدا کی قسم گویا میں مختلف وحشی جانوروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپ کی قبر پر گر نہیں بلبی کر کے رات کو صبح تک اس پر رو رہے اور اس کا مٹیہ پڑ رہے ہیں جیب ایسا ہو تو پھر حیفاً اور ناشکریا سے کچنا جناسے اجتناب کا معنی آپ کی امامت کے حق کو ادا کرنا آپ کی زیارت کے لیے جانا اور ان کی قبر پر اکیلے نہ رہنے دینا ہے

اور زرارہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا اے زرارہ کہ آسمان حسین علیہ السلام پر چالیس دن تک خون ریز رہا اور زمین چالیس دن تک سیاہی مائل رہی اور سورج چالیس دن تک گھن گھن کرے اور سورج ہونے کے ساتھ گریہ کرتا رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور بکھر گئے اور سمندر متغیر ہوئے اور پھٹ گئے اور ملائکہ چالیس دن تک سین پر روتے رہے جاری کسی عورت نے نہ تحصاب لگایا نہ تیل لگایا نہ سرمہ لگایا اور نہ سر پر گھنسی دی یہاں تک کہ عبد اللہ بن زیاد لعنہ اللہ کا سر چارے پاس آیا اور ہم آپ کے بعد ہمیشہ گریاں رہے اور میرے جد بزرگوار جیب ان کا ذکر کرتے اتنا روتے کہ آپ کی آنکھیں آپ کی ریش مبارک کو پر کر دیتیں یہاں تک کہ جو شخص بھی آپ کو دیکھتا آپ پر رحم کرتے ہوئے اور دلموزی کرتے ہوئے روتا اور وہ ملائکہ کہ جو آپ کی قبر کے پاس ہیں وہ ہمیشہ روتے رہتے ہیں اور ان کو روتے ہوئے دیکھ کر جو کچھ فضا میں ہے اور جو فرشتے آسمان میں ہیں وہ سب روتے ہیں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی آنکھ خدا کے ہاں زیادہ محبوب اور

نہ ہی کوئی آنسو جو کسی آنکھ سے نکلتا ہے ہر اس آنسو سے کہ جو روئے اور آنسو
 بہائے آپ پر جو بھی روتا ہے وہ جناب سیدہ خاتمہ سے تعلق پیدا کرتا ہے
 اور ان کی مساعادت کرتا ہے اور رسول اللہ سے اپنا تعلق جوڑتا اور چار
 حق ادا کرتا ہے جو بندہ بھی مختور ہو گا اس کی آنکھیں رو رہی ہوں گی مگر وہ کہ
 جو میرے جد بزرگوار پر روئیں وہ اس حالت میں مختور ہوں گے کہ ان کی آنکھیں
 ٹھنڈی ہوں گی اور اسے بشارت ملے گی اور اس کے چہرہ پر سرور و خوشی دوڑ
 رہی ہو گی ساری مخلوق جزع و فزع میں ہو گی لیکن وہ مامون ہوں گے ساری
 مخلوق حساب کے لیے پیش ہو گی اور وہ حسین سے عرش کے نیچے باتیں کر رہے
 ہوں گے اور وہ عرش کے سائے میں میرے حساب کے خوف سے محفوظ ہوں
 گے ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ انکار کر دیں گے
 اور وہ آپ کے پاس بیٹھتے اور آپ سے باتیں کرنے کو ترجیح دیں گے اور
 حوریں انہیں پیغام بھیجیں گی کہ ہم ولدانِ غلدریں کے ساتھ تمہارے مشتاق
 ہیں لیکن وہ سب اٹھا کر بھی ان کی طرف نہیں دیکھیں گے بسبب اس سرور اور
 کرامت کے جو وہ اپنی مجلس میں دیکھیں گے اور ان کے اعداء اور دشمنوں میں
 سے بعض کو ان کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر آگ میں ڈالیں گے اور ان میں سے
 کچھ کہیں گے ”مالنا من شافعین“ ہماری سفارش و شفاعت
 کرنے والا کوئی نہیں، اور نہ ہی کوئی غلص دوست ہے اور وہ ان کی قدر
 منزلت کو دیکھیں گے اور وہ ان کے نزدیک جانے کی قدرت نہیں رکھتے ہوں
 گے اور نہ ان تک پہنچ سکیں گے اور ملائکہ اور خازنینِ جنت ان کی ازدواج
 و بیویوں کے پیغام لائیں گے ان کرامتوں کے بارے میں جو انہیں دی جائیگی

تو وہ کہیں گے کہ انشاء اللہ ہم تمہارے پاس آئیں گے پس وہ ان کی باتیں واپس پٹنچائی گئے تو ان کے شوق میں اضافہ ہو گا جب کہ یہ جا کر خبر دیں گے اس کرامت اور حسین علیہ السلام سے ان کے قرب کے بارے میں کہ جس میں وہ ہوں گے پس یہ مومن کہیں گے حمد و ثناء ہے اس اللہ کے لیے کہ جس نے سب سے بڑی فزاع اور گجراہٹ اور قیامت کی ہولناکیوں ان کی کفایت کی ہے اور ہمیں ان چیزوں سے نجات دی ہے کہ جن کا ہمیں خوف تھا اور ان کے پاس سواریاں اور عمدہ ناقوں کے ساز و سامان کے ساتھ پس وہ ان پر سوار ہوں گے اور وہ اللہ کی حمد و ثناء میں ہوں گے اور حمد ہے اللہ کے لیے اور درود و صلوات ہے محمدؐ اور ان کی آل کے لیے یہاں تک کہ وہ اپنی منزلوں میں جا ٹھہریں گے۔

اور امیر المومنین سے روایت ہوئی ہے کہ آپ رجبہ میں تھے اور آپ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے ”فما یکت علیہم السماء والارض مما کانوا منظرین“ (آسمان وزمین نے نہ ان پر گریہ کیا ہے اور نہ انہیں مہلت دی گئی) کہ امام حسینؑ مسجد کے ایک دروازے سے نکلے تو آنجناب نے فرمایا یا درکھو تحقیق یہ (حسینؑ) غمگین و شہید ہو گا اور اس پر آسمان وزمین گریہ کریں گے اور ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ حسینؑ کے قتل پر آسمان وزمین روئے اور وہ دو فوسرخ ہوئے اور وہ دو دھوکھی بھی کی پر نہیں روئے سوائے یحییٰ بن زکریا اور حسین بن علی علیہما السلام کے

مؤلف کہتے ہیں ان دونوں احادیث سے مضمون کی احادیث سنی اور شیعہ حق سے بہت زیادہ مروی ہوئی ہیں۔

اور ابو عبد اللہ صادق سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا

کا قاتل حرامزادہ تھا اور حسین علیہ السلام کا قاتل بھی حرامزادہ تھا اور آسمان نے ان دو مظلوموں کے علاوہ کسی پر گریہ نہیں کیا راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا آسمان کس طرح گریہ کرتا ہے آپ نے فرمایا سورج سرخی میں طلوع کرتا ہے اور سرخ ہی میں غائب ہوتا ہے ۔

اور داؤد بن فرقہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے راغبی کبوتر کو دیکھا کہ وہ کافی دیر تک قرق (کبوتر کا آواز نکالنا) کرتا رہا پس حضرت ابو عبد اللہ میری طرف کافی دیر تک دیکھتے رہے پس فرمایا اے داؤد تم جانتے ہو یہ پرندہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم آپ پر قربان جاؤں فرمایا یہ تاملین مسین کے لیے بد دعا کرتا ہے لہذا اسے اپنے گھر میں رکھا کرو ۔

حسین بن علی بن صاعد بربری سے روایت ہے اور وہ امام رضا علیہ السلام کی قبر مبارک کا نگران تھا تو اپنے باپ کے واسطے سے حضرت رضا سے روایت کرتا ہے فرمایا یہ تو (پرندہ) تم دیکھتے ہو یہ میرے نانا رسول اللہ کے زمانہ میں گھروں قصور و محلات اور مکافوں میں رہتا تھا اور جب لوگ کھانا کھاتے تو یہ اڑ کر ان کے سامنے آ بیٹھتا پس اس گلی کھانا پھینک جاتا اور اسے پانی پلاتے اور یہ پھر اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا لیکن جب امام حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو یہادی سے نکل کر دیرانوں پہاڑوں اور خشک میدانوں میں جا رہا اور کہتا تم بری امت ہو کہ تم نے فلاں کو قتل کیا ہے میں بھی اپنے آپ کو تم سے مومن نہیں ہوں

اور شیخ صدوق نے حضرت صادق سے روایت کی ان سے ان کے

دادا سے کہ امام حسینؑ ایک دن امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب اپنے بھائی کو دیکھا تو روپڑے امام حسنؑ نے فرمایا اے ابا عبد اللہ کس چیز نے آپ کو رلایا آپ نے فرمایا مجھے جو کچھ یہ لوگ آپ سے سلوک کریں گے اس نے رلایا ہے تو امام حسنؑ نے فرمایا جو چیز میری طرف لے آئیں گے وہ قرز ہر ہوگی کہ جو مکارانہ میری طرف بھیجی جائے گی کہ جس سے میں شہید ہوں گا لیکن اے ابا عبد اللہ وہ دن تیرے دن کی طرح نہیں ہوگا تیس ہزار کا شکریہ تیرے قریب آئے گا کہ جو دعویٰ کریں گے کہ وہ ہمارے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی امت ہیں اور دین اسلام ہے اپنے آپ کو منسوب کریں گے اور وہ تمہارے قتل خون بہانے اور تمہاری ہتک حرمت کرنے اور تمہاری ذریت اور خواتین کو قید کرنے اور تمہارا مالی و سیلاب لٹنے پر اجتماع و اکٹھ کریں گے تو اس وقت بنی امیہ پر لعنت اترے گی اور آسمان راکھ اور خون کی بارش برسائے گا اور ہر چیز تم پر گریہ کرے گی یہاں تک کہ پرنندے جنگلوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں -

اور اس زیارت میں ہے کہ جو سید مرتضیٰ علیہ السلام نے پڑھی ہے آپ کے گرنے اور خاک و خون میں غلطاں ہونے سے اسلام غلطان ہوا اور پچھڑا اور حدود و احکام معطل ہوئے اور دنیا تاریک ہو گئی اور سورج کو گہن لگا اور چاند تاریک ہوا اور بادل و بارش رک گئی اور زمین و آسمان ملنے لگے اور زمین اور بطحا لرزنے لگے اور بلا و مصیبت عالم گہر ہوئی اور خواہشاں و آرزوئیں مختلف ہوئیں اور رسول اکرمؐ کو دکھ درد و ہوا اور بتولی عذاب پریشان ہوئیں اور افکار و عقلیں بے کار ہو کر رہ گئیں اسی طرح اور احادیث میں بھی ہے

ابن حجر نے صواعق میں کہا ہے اور ابو نعیم حافظ نے کتاب دلائل النبوة میں نصرۃ اذویہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہے کہ حبیب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو آسمان سے خون کی بارش ہوئی حبیب ہم نے صبح کی تو ہمارے ڈول اور کوزے خون سے پر تھے نیز آپ کی شہادت کی نشانیوں میں سے یہ تھی کہ آسمان شدت کے ساتھ سیاہ ہو گیا یہاں تک کہ دن کو ستارے نظر آتے تھے اور کوئی پتھر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون تھا۔

ابو ایشخ نے کہا ہے کہ درس کے دانے کہ جو ان کے لشکر میں تھے خاکستر ہو گئے یہ اس کاروان میں تھی کہ جو یمن سے عراق کی طرف جا رہا تھا اور حضرت کی شہادت کے وقت ان تک یہ درس (جو سرخ رنگ کی بوٹی ہے جس سے بچے رنگے جاتے ہیں) پہنچی تھی۔

اور ابن عیینہ نے اپنی داوی سے حکایت کی ہے کہ وہ جالی کہ جس کی درس راکھ ہو گئی تھی اس نے اسے خبر دی تھی کہ انہوں نے اپنے لشکر میں ایک ناتہ نحر کیا تھا تو اس کے گوشت میں انہیں چوہے ایسے نظر آتے ہیں اسے بکایا تو وہ عاقم اور تھے ایسا ہو گیا اور آسمان آپ کے قتل کی وجہ سے سرخ ہو گیا اور سورج کہن لگا یہاں تک کہ دوپہر کو ستارے ظاہر ہو گئے اور لوگوں کو گمان ہو گیا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور شام میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون نظر آیا اور عثمان بن ابوشیبہ نے روایت نقل کی ہے کہ آسمان آپ کی شہادت کے بعد سات دن تک اس حالت میں ہو گیا کہ دیواروں کو تم دیکھتے کہ گویا وہ سرفخی کی شدت کی بنا پر سرخ طاف داڑھیاں ہیں اور ستارے ایک دوسرے سے ٹکراتے تھے اور ابن جوزی نے ابن سیرین سے

نقل کیا ہے کہ دنیا تین دن تک تاریک رہی اس کے بعد آسمان میں سرخی ظاہر ہوئی اور ابوسعید نے کہا ہے دنیا کا کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون تھا اور آسمان نے خون برسایا کہ جس کا اثر لباس و کپڑوں میں ان کے چھٹنے تک باقی رہا۔

اور ثعلبی اور ابونعیم نے گذشتہ چیز کو نقل کیا ہے کہ ان پر خون کی بارش ہوئی ابونعیم نے مزید کہا ہے ہم نے اس حالت میں صبح کی کہ ہمارے غمے (ڈول) اور کوزے خون سے پر تھے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ خون کی ایسی بارش ہوئی گھروں اور دیواروں پر خراسان، شام اور کوفہ میں اور یہ کہ حبیب سرحین ابن زیاد کے گھر کی طرف لایا گیا تو اس کی دیواروں سے خون بہہ رہا تھا۔

اور ثعلبی نے اخراج کیا ہے کہ آسمان نے آپ پر گریہ کیا اور اس کا گریہ اس کی سرخی ہے اور اس کے بغیر نے کہا ہے کہ آسمانی آپ کے قتل کے بعد چھ ماہ تک سرخ رہے اس کے بعد ہمیشہ یہ سرخی نظر آتی رہی۔

اور ابن سیرین نے کہا ہے میں یہ خبر دی گئی ہے کہ یہ سرخی جو شفق کے ساتھ ہے حسین کی شہادت سے پہلے موجود نہیں تھی اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ یہ سرخی آسمان میں آپ کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی گئی تھی۔

ابن جریر نے کہا ہے اس کی حکمت و فلسفہ یہ ہے کہ ہمارا غیظ و غضب چہرے کی سرخی میں اثر انداز ہوتا ہے اور حق تعالیٰ بصیرت سے منظرہ و پاک ہے لہذا شہادت حسینؑ سے اپنے غضب کی تاثیر کو افاق کی سرخی سے ظاہر کیا ہے اس جنایت کی غفلت کے اظہار کے لیے (جو کچھ مواقع میں ہے یہاں ختم ہوا)

اور اس کی قصیدہ ہمزیہ پر جو شرح ہے اس سے بھی اس کے قریب قریب حکایت کی گئی ہے۔

اور سبط کے تذکرہ میں ہلال بن زکوان سے روایت ہے وہ کہتا ہے جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو دو بیاتین ماہ تک ہم ٹھہرے رہے کیا کہ صبح کی نماز سے لیکر غروب آفتاب تک دیواریں خون سے رنگین ہوجاتی تھیں۔

اور اس نے کہا ہے کہ ہم ایک سفر میں نکلے پس ہم پر بارش برسی کہ جس کا اثر ہمارے لباس میں خون ایسا رہا اور مناقب شہر آشوب سے منقول ہے اور قرقہ بن عبید اللہ نے کہا ہے ایک دن دھوپ رنگ آسمان سے سفید کپڑوں پر بارش برسی تو میں دیکھا کہ وہ خون ہے، اور اونٹ واوی میں پانی پینے گئے تو وہ خون تھا بصر میں معلوم ہوا کہ یہ وہی دن تھا کہ جس میں حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔

نیز اسی سے ہے کہ انسود بن قیس نے کہا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ایک سرنخی مشرق کی سمت سے اٹھی اور ایک مغرب کی طرف سے اور قریب تھا کہ وسط آسمان میں ایک دوسرے سے مل جائیں چھ ماہ تک یہ کیفیت رہی سیو ملی کی عقودا بجان سے ہے کہ منہجین کا کہنا ہے کہ سورج گرہن نہیں لگتا مگر اٹھائیس یا تیس کو اس مقدار نت کی بنا پر کہ جس کا وہ گمان کرتے ہیں خدا نہیں قتل کرے پس سورج گرہن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے دن لگا جیسا کہ صحیحین میں ہے اور وہ دس ربیع الاول کا دن تھا یہ زبیر بن بکار کی روایت ہے اور حسینؑ کی شہادت کے دن بھی سورج کو گہن لگا جیسا کہ تواریخ میں مشہور ہے اور وہ عاشور کا دن تھا۔

ہمارے شیخ شہید نے اول کتاب ذکر کیا میں فرمایا ہے یہ بات مشہور ہے کہ سورج کو عاشور کے دن گہن لگا جب امام حسین شہید ہوئے ایسا گہن لگا کہ اس دن دوپہر کو ستارے نکل آئے۔

بیتقی وغیرہ نے یہ روایت کی ہے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سورج کو گہن لگا جس دن جناب ابراہیم فرزند نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات ہوئی اور نبیرین یکار تے کتاب الانساب میں روایت کی ہے کہ جناب ابراہیم ماہ ربیع الاول کی دس تاریخ کو فوت ہوئے اور ہمارے علمائے روایت کی ہے کہ جناب حمدی علیہ السلام کی علامات میں سے ایک ماہ رمضان کے پہلے نصف میں سورج کو گہن لگنا ہے انتہی۔

دوسری فصل

ملائکہ کا نمونہ و گریہ کرنا

شہادت امام حسینؑ کے سلسلہ میں ملائکہ کا نالہ و شیون اور ان کا آپ پر گریہ کرنا۔

شیخ ابو جعفر طوسی نے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جب امام حسینؑ کی شہادت ہوئی تو ملائکہ نے بارگاہ ایزدی میں فریاد و نالہ کیا اور کہا اے پروردگار یہ سلوک تیرے منتخب اور تیرے نبی کے فرزند حسینؑ سے ہو رہا ہے فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے قائم کا نمونہ اور سایہ انہیں دکھایا اور فرمایا اس کے ذریعہ حسینؑ پر عظیم کرنے والوں سے میں انتقام لوں گا۔ اور شیخ صدوق (رہ) نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا کہ چار ہزار ملائکہ زمین پر اترے بن کا مقصد حسین علیہ السلام کی معیت میں جہاد کرنا تھا تو آپ نے انہیں اذن جہاد نہ دیا پس وہ آسمان کی طرف اذن لینے کے لیے واپس گئے جب دوبارہ زمین پر اترے تو حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے پس وہ ہمیشہ آپ کی قبر کے پاس بال پریشان غبار آلود شکل میں قیامت تک روتے رہیں گے اور ان کا رئیس ایک ملک ہے کہ جس کا نام منصور ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہیں کہ چار ہزار فرشتے قیامت

سب کے لیے آپ کی قبر کے پاس روتے رہتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ جو زائر بھی آپ کی زیارت کو آتا ہے تو یہ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اگر بیمار ہوتا ہے تو اس کی بیماریاں دور کرتے ہیں اگر کوئی مرجاتا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھتے اور اس کی موت کے بعد اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور یہ سب فرشتے زمین میں قائم صلوات اللہ علیہ کے قیام کا انتظار کر رہے ہیں۔

اور شیخ ابن قریوبہ نے عبدالملک بن مقرن کی وساطت سے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت کرو تو خاموشی اختیار کرو سوائے کسی امر خیر کے اور دن و رات کے محافظ فرشتے ان فرشتوں کے پاس جاتے ہیں جو حاضر حسینی میں ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں لیکن وہ شدت گریہ کی وجہ سے انہیں جواب نہیں دے پاتے پس وہ ان کے منتظر رہتے ہیں یہاں تک کہ زوال آفتاب ہوتا ہے یا صبح کی روشنی پھیلتی ہے پھر وہ ان سے گفتگو کرتے اور آسمان کے معاملات کے بارے میں ان سے سوالات کرتے ہیں لیکن ان دونوں اوقات کے درمیان نہ وہ کوئی گفتگو کرتے ہیں اور نہ ہی گریہ و بکا اور دعا سے وہ تھکتے ہیں الحدیث۔

اور حریر سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ صادق کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں کس قدر آپ اہل بیت کی عمریں کم اور موت و شہادت قریب ایک دو ہرے کے نزدیک ہے حالانکہ یہ مخلوق آپ کی محتاج ہے فرمایا ہم میں سے ہر ایک صحیفہ و کتابچہ رکھتا ہے

کہ جس میں اس کے فرائض و ذمہ داریاں درج ہیں جب ہم وہ احکام و فرائض بجا لے آتے ہیں کہ جو اس میں تحریر ہوتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کے معلوم ہو جاتا ہے کہ اب میری موت و رحلت کا وقت آ گیا ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اسے اس کی موت کی خبر دیتے اور جو کچھ اس کے لیے خدا کے ہاں آمادہ ہے وہ بتاتے ہیں جب امام حسینؑ نے اپنا صحیفہ پڑھا تو آپ کو عطا ہوا تھا اور جو کچھ آپ پر آنے والا تھا اور جو کوئی باقی رہنے والا تھا اس میں اس کی تفصیل بیان ہوئی تھی۔

تو کچھ چیز باقی تھیں کہ جن پر ابھی عمل نہیں ہوا تھا تو آپ قتال و جنگ کے لیے نکلے اور چونکہ کچھ فرائض باقی تھے تو فرشتوں نے خدا سے اذن چاہا کہ آنجناب کی نصرت و مدد کریں تو خدا نے انہیں اذن دیا لیکن وہ جنگ کی تیاری کرتے رہے اور اپنے آپ کو آمادہ کرتے رہے اور ادھر آنجناب شہید ہو گئے پس وہ اترے تو آپ شہید ہو چکے تھے صلوات اللہ علیہیں ملائکہ نے عرض کیا اے پروردگار تو نے ہمیں زمین پر جانے اور حسینؑ کی نصرت کی اجازت دی تھی جب ہم نیچے اترے تو وہ شہید ہو چکے تھے پس اللہ مبارک و تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی تو اس کے قبہ (اور قبر) کو لازم پکڑے رہو یہاں تک کہ جب اسے دیکھو کہ اس نے خروج کیا ہے تو اس کی مدد و نصرت کرو اور اس پر اور جو کوتاہی تم سے ان کی نصرت کے سلسلہ میں ہوئی ہے اس پر گریہ کرو جب کہ تمہیں اس کی نصرت اور اس پر گریہ کرنے کے لیے مخصوص کئے گئے ہو تو ملائکہ قرب خدا حاصل کرنے اور آپ کی نصرت کے فوت ہونے پر جزا و فرز ع کرتے ہوئے روئے جب آپ خروج کریں گے تو وہ آپ کے انصار و اعوان

میں سے ہوں گے۔

اور صفوان جال کے واسطے سے ابو عبد اللہ حادثی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے آپ سے مدینہ کے راستہ میں سوال کیا جب کہ ہم مکہ کی طرف جا رہے تھے پس میں نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو افسردہ مفرزون اور دل شکستہ دیکھ رہا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر تم بھی وہ کچھ سنو جو میں سن رہا ہوں تو وہ تجھے مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھے میں نے عرض کیا آپ کیا سن رہے ہیں آپ نے فرمایا ملائکہ کا بارگاہِ خدا میں ابتحال اور گڑگڑانا ایدر المؤمنین اور صین علیہا السلام کے قانون کے خلاف اور ان پر لعنت کرنا اور جنات کا آپ پر نوحہ کرنا اور ان ملائکہ کا کہ جو آپ کے گرد ہیں ردنا اور شدت سے خزع و خزع کرنا تو اس کے باوجود کس کے لیے کھانا پینا اور سونا خوشگوار ہو سکتا ہے آخر حدیث تک اور بخاری میں حسن بن سلیمان سے اس کی سند کے ساتھ ابو معاویہ سے ائش سے حضرت جعفر بن محمد سے ان کے والد گرامی سے ان کے جد امجد علیہا السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا اور جب میں پانچویں آسمان تک پہنچا تو میں نے علی بن ابی طالبؓ کی تصویر شکل دیکھی تو میں نے کہا اے میرے حبیب جبرئیل یہ تصویر کیسی ہے تو جبرئیل نے عرض کیا اے محمدؐ ملائکہ نے خواہش ظاہر کی کہ وہ حضرت علیؓ کی تصویر و شکل دیکھا کریں پس انہوں نے عرض کیا ہاں ہاں پروردگار! اولاد آدمؑ اپنی دنیا میں صبح و شام علیؓ بن ابی طالبؓ قیرے محبوبِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے محبوب ان کے خلیفہ ان کے دھی اور ان کے امین کے چہرے کو دیکھ کر مستفید و مستمتع ہوئے ہیں تو ہمیں بھی ان کی تصویر و شکل سے مستمتع و مستفید فرما جتنا

اہل دین ان سے مستمع ہوتے ہیں پس اللہ عزوجل نے اپنے نور قدس سے علی کی ان کے لیے تصویر و شکل بنائی لہذا علی رات دن ان کے درمیان ہیں وہ ان کی زیارت کرتے اور رات دن انہیں دیکھتے ہیں

راوی کہتا ہے کہ پس مجھے خبر دی اعش نے جعفر بن محمد کے واسطہ سے ان کے والد گرامی علیہا السلام سے کہ آپ نے فرمایا جب حضرت امیر کو عین ابن فلمج نے ان کے مبارک پر ضرب لگائی تو یہ ضرب اس صورت و شکل پر بھی لگی جو آسمان میں تھی پس ملائکہ صبح و شام اسے دیکھتے اور آپ کے قاتل ابن بلجم پر لعنت کرتے ہیں پس جب حسین بن علی علیہا السلام شہید ہوئے تو ملائکہ اترے اور آپ کو اٹھا کر لے گئے یہاں تک کہ آپ کے عہد مبارک کو اس صورت کے ساتھ رکھا کہ جو پانچویں آسمان پر حضرت علی کی ہے تو جب بھی اوپر کے آسمانوں کے فرشتے اترتے ہیں یا نچلے آسمان اور اس کے اوپر کے آسمانوں کے فرشتے اوپر جاتے ہیں پانچویں آسمان تک حضرت علی کی تصویر کی زیارت کے لیے اور آپ کو اور حسین بن علی علیہا السلام کو اپنے خون میں لت پت دیکھتے ہیں تو زید اور ابن زیاد اور حسین بن علی علیہا السلام کے قاتل پر لعنت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے اعش کہتا ہے کہ مجھ سے صادق نے فرمایا یہ مسکون و مخزون علم میں سے ہے اسے اس کے اہل کے علاوہ اخراج نہ کرنا۔

تیسری فصل

جنات کا نوہ وزاری کرنا

شیخ ابن قویہ قمر (رحمہ اللہ) میثمی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ اہل کوفہ میں سے پانچ افراد نے حسین بن علی علیہما السلام کی مدد و نصرت کا ارادہ کیا اور شاہی نامی یقی میں جا کر قیام کیا کہ اچانک دو افراد ان کی طرف آئے ایک بوڑھا اور ایک جوان اور انہوں نے ان پر سلام کیا راوی کہتا ہے کہ بوڑھے نے کہا میں جنات میں سے ایک مرد ہوں اور یہ میرا بھتیجا ہے یہ چاہتا ہے اس مظلوم کی مدد کرنا راوی کہتا ہے کہ اس بوڑھے جن نے ان سے کہا میری ایک رائے ہے راوی کہتا ہے کہ ان انسان جوانوں نے کہا وہ کوئی رائے ہے جو تیری نظر میں آئی ہے اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اڑ کر جاتا ہوں اور میں ان کی خبر لے آتا ہوں تاکہ تم بصیرت کے ساتھ جاؤ انہوں نے کہا یہ تیری اچھی رائے ہے راوی کہتا ہے کہ وہ جن ایک دن اور ایک رات غائب رہا جب دو سراؤں ہوا تو اچانک انہوں نے آواز سنی لیکن کوئی انہیں نظر نہیں آتا تھا اور وہ کہہ رہا تھا -

واللہ ماجئتکم حتی بصرت بہ : بالطف منفر الحدین منھوراً = وحولہ
فتیۃ تدمی غورھم = مثل المصابیح یطفون الدجی نوراً وقد حششت ملومی

کی اصافہم عن قبل ان تتلاقی الخرد الحوراء = قعا قعی قد رواللہ بالغہ =
 وكان امر قضاء الله مقدراً كان المحبين سراحاً يستضاء به = اللہ يعلم فی الم
 اقل زوراء مجاوراً الرسول اللہ فی غرق و للوئی للظیار موداً "تمارے پاس میں نہیں آیا
 جب تک میں نے دیکھا نہیں کہ آپ میدان طغ میں خاک آلود رخساروں کے ساتھ
 نحو ذریعہ شدہ پڑے ہیں آپ کے گرد چند جوان پڑے ہیں کہ جن کی گردنوں
 سے خون ٹپک رہا ہے تاریکی میں روشنی دینے والے چراغوں کی مانند، میں نے اپنے
 ناقہ کو بہت تیزی کے ساتھ چلایا تاکہ ان تک پہنچ جاؤں اس سے پہلے کہ وہ
 جنت کے حورالعین سے جا ملیں جو صاحب شرم و حیا ہیں خدا کی قدر و قضا مجھے
 مانع ہوئی اور اس کی قضا و قدر مفقود شدہ ہے، حسین ایسے چراغ تھے کہ جن سے
 عالم میں روشنی پھیلتی ہے اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کوئی بھوڑ نہیں بولا کہ جو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جعفر طیار کا خوش و خرم ہو کر مجاور جا ہوا ہے۔
 پس اسے انسانوں میں سے ایک نوجوان نے جواب دیا۔

اذھب فلزال قبراً انت ساکنہ الی القیامۃ یسقی الغیث مطوراً
 وقد سلکت سبیل اکنث ساکنہ وقد شربت بکائس کان مفزوراً و
 قتیۃ فرغوا للہ انفسہم و فارقوا المال والاحیاب والدوراء
 تم جاؤ کہ اب تک جس قبر میں تم ساکن ہو قیامت تک اللہ کی رحمت اس
 پر نازل ہوتی رہے تو نے ایسا راستہ اختیار کیا جو مناسب تھا اور ایسے جاگے
 تو سیراب ہوا کہ جو لبریز تھا، جن جوانوں کا ہدف و مقصد خدا تھا وہ مال احباب
 اور گھروں سے جدا ہو گئے۔

سبط نے تذکرہ میں کہا اور ملائی نے اہل مدینہ کے ایک مرسے ذکر کیا ہے

وہ کہتا ہے کہ میں گھر سے نکلا اور میرا مقصد حسینؑ سے جا ملتی ہونا تھا جب آپ عراق کی طرف جا رہے تھے جب میں زندہ میں پہنچا تو اچانک میں نے ایک شخص کو بیٹھے دیکھا اس نے مجھ سے کہا اے اللہ کے بندے شاید تم حسینؑ کی نصرت و مدد کرتا چلے جتے ہو میں نے کہا کہ ہاں وہ کہنے لگیں بھی ایسا ہی ہوں لیکن میں یہاں بیٹھا ہوں اور میں نے اپنے ایک ساتھی کو بھیجا ہے وہ ابھی ابھی خبر لائے گا وہ کہتا ہے کہ تھوڑا سا وقت ہی گزرا تھا کہ اس کا ساتھی روتا ہوا آیا تو اس شخص نے اس سے پوچھا کیا خیر لائے ہو تو اس نے ”ما جئتمکم حتی بصرت بہ“ گذشتہ اشعار کہے۔

ابن شہر آشوب نے مناقب میں کہا کہ جنات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر مبارک پر ایک پورا سا ہر روز نور و زاری کی ہے، اور اسی سلسلہ میں دلیل نے کہا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے میرے دادا سے اس نے اپنی ماں سعدی بنت مالک خراغیر سے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے حسین علیہ السلام پر جنات کا نور سنا۔

یا بن الشہید و یا شہید اعمہ و خیر العمومۃ جعفر الطیار و عجبا لم تقول علائک حورۃ عنی الوجہ منک و قد علاہ غبار اے شہید کے بیٹے اور اے شہید کہ جس کا بہنوین جعفر طیار تھا تعجب ہے اس صیقل شدہ تلوار سے جو تجھ پر اٹھی اور تیرے چہرے پر بلند ہوئی اور اس پر غبار تھا۔

مناقب کے علاوہ ایک روایت میں ہے دلیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے قصیدہ میں کہا ”زخیر قبری بالعراق یزاورا بعض الحمار فبنیہا کھمار = لم لا زورک یا حسین لک القدا = قومی ومن عطفت علیہ نزار ذلک الطودۃ

فی قلوب ذوی النہی، و علی عدوک مقتدہ و ذماریہ ابی الشہید و یا شہید اعمہ خیر العوالم جعفر الطیار
عراق میں جس بہترین قبر کی زیارت کی جاتی ہے تو جا کر زیارت کر اور جو گدھا
تجھے اس سے منع کرے اس کی نافرمانی کر میں آپ کی زیارت کیوں نہ کروں
اے حسین آپ پر میری قوم و قبیلہ قربان ہوا اور تیری محبت اہل عقل کے دل
میں ہے اور آپ کے دشمن پر ناراض ہیں، اے شہید کے بیٹے اور اے شہید کر سں کا
بہترین چچا جعفر طیار ہے۔

موتف کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ انہیں دو اشعار سے وہ شعر بھی لیا گیا ہے
کہ جو ہمارے آقا و مولا موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہ کی بارگاہ میں پڑھا گیا۔

ابن شمر آشوب نے کہا ہے اور حکایت ہوئی ہے کہ منصور نے موسیٰ بن جعفر
صلوات اللہ علیہ کی خدمت پیش کش کی کہ نوروز کے دن آپ لوگوں سے مبارک
باد لینے کے لیے بیٹھیں اور جو تحائف پیش کئے جائیں انہیں وصول کریں آپ نے
فرمایا کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول روایات کی
دیکھ بھال کا ہے تو ان میں اس عید کی کوئی خبر موجود نہیں ہے اور یہ تو اہل
فارس کی رسم ہے اور اسلام نے اس کو غمو کی ہے اور اللہ کی پناہ ہے اس سے
کہ ہم اس چیز کو زندہ کریں کہ جسے اسلام نے مٹا دیا ہے تو منصور نے کہا لشکر کی
سیاست کے لیے ہم ایسا کرتے ہیں آپ سے اللہ علی غظیم کا واسطہ دے کریں سوال
کر تا ہوں کتاب جلوس کریں تو آپ بیٹھ گئے اور مختلف ممالک کے بادشاہ
امراء اور لشکر آپ کو تحفیت و مبارکباد دینے کے لیے حاضر ہوئے اور ہدیے
اور تحفے لائے اور آپ کے سر ہاتے منصور کا خادم کھڑا تھا کہ جو ان اموال کو
زیر نظر رکھا اور شمار کرتا رہا پس سب لوگوں کے آخر میں ایک بوڑھا سنی رسیدہ

حاضر ہوا اور کہنے لگا اے رسول اللہ کے نواسے میں ایک فقیر آدمی ہوں میرے پاس مال و دولت نہیں ہے میں تین اشعار بطور تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ جو میرے جد و دادا نے آپ کے جدا جدا محمد بن عبد اللہ علیہ السلام کے متعلق کہے ہیں ”عجبت لمعقول علاك فريده ، يوم المهياب وقد علاك غبار ولا لحعم نقدك دون حراث = يدعون جدك والد موع غزار = الا تقضقضت الهام وعاقها = عن جسمك الاجلال والا كبار =“ تعجب ہے اس تموار پر جو تجھ پر بلند ہوئی جنگ کے دن اودھ پر گر دو غبار اٹھا اور ان تیروں سے تعجب ہے کہ جو شریف زادوں کے سامنے تیرے بدن اطر میں آ کر پار ہو گئے جو آپ کے جدا جدا کو مدد کے لیے پکار رہی تھیں اور ان کے آنسو بہ رہے تھے کیا ان تیروں کو آپ کے جسم سے متفرق نہیں کیا اور نہ انہیں روکا تیری جلالت و عظمت آپ نے فرمایا میں نے تیرا یہ قبول کیا خدا تجھے برکت دے بیٹھ جاؤ اور سر اٹھا کر خادم سے کہا امیر۔۔۔ کے پاس جاؤ اور اسے اس مال کے متعلق بتاؤ اور یہ کہ اسے کیا کرنا پس خادم گیا اور بیٹھ کر آیا اور کہا کہ امیر۔۔۔ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب مال میری طرف سے ان کی خدمت میں بھیج دیا ہے جو چاہیں اس میں تعریف کریں تو حضرت موسیٰ نے اس بوڑھے شخص سے فرمایا یہ سب مال اپنے قبضے میں کر لو یہ میری طرف سے تمہیں ہیرہ بخشش ہے۔

سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں کہا کہ آپ پر جنات کا فہم کرنا ذکر ہوا زمہری نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں میں نے جنات کا نوہم کبھی نہیں سنا مگر اس رات کہ جس میں حسین علیہ السلام شہید ہوئے میں نے کسی کہتے

والے کو کہتے ہوئے سنا الا یا عین فاحتفلی بجمہد و من یبکی علی الشہداء
 بعدی - علی رھط نقودھم المنا یا الی متجبر فی ثوب عبدی لے آنکھ کو شش کر
 رونے کی اور میرے بعد کون شہداء پر روئے گا اس جماعت پر کہ نہیں موت
 کیچھ کر لے گئی ایسے جابر کے پاس جو غلام کے لباس میں تھا جناب ام سلمہ کتی
 ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ حسین شہید ہو گئے ہیں شعبی کہتا ہے کہ کوفہ کے لوگوں نے ات
 کو کسی کفن والے کو یہ کہتے سنا " ابکی قتیل بکر بلاء ع مفرج الجسم بالاما
 ابکی قتیل الطغاة ظلماء بغیر جرم لوی الوفاء و ابکی قتیل ابکی علیہ
 من ساکن الارض والسماء ھتک اھلوه واستحلوا - ما حرم اللہ فی
 الاماء یا بابی جسمہ المعریء الامن الدین والحمیاء کل الرزایا
 لھا عزاء - وما لدن الرزء من عزاء -

میں کر بلا میں شہید ہونے والے پر گریہ کرتا ہوں جس کا جسم خون سے لت پت
 ہے اس پر روتا ہوں کہ طاعی و سرکشوں نے سوائے وفاء بعد اللہ کے جرم
 ظلم و ستم سے شہید کیا میں اس پر گریہ کرتا ہوں جس پر آسمان وزمین کے رہنے
 والے روئے ہیں ان ظالموں نے اس کی ہتھک حرمت کی اور جس چیز کو خدا
 نے کینزوں کے بارے میں بھی حرام قرار دیا ہے اسے حلال سمجھا میرا باپ قربان
 ہو اس جسم پر جو دین و جہاد کے علاوہ ہر چیز سے عریاں تھا ہر مصیبت کیلئے
 تسلی ہے لیکن اس سوگ کے لیے کوئی تسلی نہیں نہ ہری کہتا ہے کہ آپ پر جنات
 نے گریہ کیا اور کہا "خیر تساء الجن یبکین ثجیات و یلطمین فرداً
 کالد نائیر ففسیات و یلبس ثیاب السور بعد القصیبات
 جنات کی بہترین عورتیں دکھ درو سے روتی ہیں اور ایسے چہروں کو جو سونے کے

دیناروں کی طرف صاف شفاف ہیں ٹپانچے مارتی ہیں اور رنگ برنگ لباسوں کے بعد سیاہ لباس پہنتی ہیں

وہ کتاب ہے منجمہ جنات کے اشعار کے جو حفظ کر لیے گئے یہ ہے۔

”مسح النبى جبینه و لہ بریق فی الحدود ابواہ من علیا

قریش = جدہ خیر المجد و دع قتلولک با بن الرسول عفا سکنوا نار الخلود
اس کی پیشانی کو تہی اکرم نے چھوا تھا لہذا اس کے رخسار میں بجلی کی چمک ہے
اس کے ماں باپ قریش کے بلند ترین افراد ہیں اس کا نانا بہترین افراد
بشر میں سے ہے آپ کو انہوں نے شہید کیا اے فرزند رسول پس وہ ہمیشہ
ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں رہیں گے۔

ابن قویہ نے ابو زیاد قعدی سے روایت ہے کہ گپکاروں نے سحری
کے وقت جہان میں جنات کا حسین علیہ السلام پر فوج سنا وہ کہہ رہے تھے
مسح الرسول جبلیہ الخ گذشتہ اشعار

علی بن حمزہ سے روایت ہے وہ کتاب ہے کہ میں نے یسٰی سے سنا وہ کتنی
نحیٰ میں نے ایک حبیبہ کا حسین بن علی علیہ السلام پر فوج سنا وہ کہہ رہی تھی۔

”یا عین جودی بالدموع فاعلم عیبکی الحزن بجرقة و توجع =

یا عین الہالك الرقاد بطیر عن ذکر آل محمد و توجع = باتت ثلاثا بالصفید
جسوسم: بین الموش کلام فی ائے آنکھ آنسو برس کیونکہ غزوہ و محزون ہی میں اور
درد کے ساتھ روتا ہے اے آنکھ تجھے مٹی نیند نے غافل کر دیا ہے آل محمد
کے ذکر اور ان پر دکھ درد کے اظہار سے، تین دن تک ان کے بدن مٹی
پر پڑے رہے و تھی جانوروں کے درمیان داو درتی سے روایت ہے وہ

کہتا ہے کہ فجر سے میری دادی نے بیان کیا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو جنات نے ان اشعار کے ساتھ ان پر گریہ و توجہ کیا یا عینِ جودی بالعبود و ابکی فقد حق الخبر ابکی ابن فاطمة الری و بعد القرات فما صدر الجن تبکی شجوها لهما آتی منه المہر قتل الحسين درھطہ ع تعسا الذلک من خیرہ فلا بکینک ما جری ع عرق و ما حمل الشجر ملا بکینک حرقة عند القناء و بالسحر۔“

اے آنکھ آنسو بہا سوزش کے ساتھ یہ خبر ثابت شدہ ہے پس گریہ کر، فاطمہ زہرا کے فرزند پر گریہ کر جو فرات کے کنارے گیا تو تھا لیکن وہاں سے واپس نہیں آیا سوز دل کے ساتھ جنات اس پر گریہ کرتے ہیں جب سے ان کی شہادت کا خبر آئی حسین اور ان کے ساتھیوں کی جماعت کو انہوں نے شہید کیا اس خبر نے تباہی مچا دی ہے جن دن سوزش کے ساتھ میں آپ پر گریہ کروں گا شام و صبح میں آپ پر رودوں کا جب تک رگوں میں خون جاری ہے اور درخت بار آور ہوتے ہیں اور مناقب میں ہے کہ ان کے فوج میں سے یہ ہے احمرت الارض من قتل الحسين کما ع اخضر عند لقوط الجونة العلی یا ویل قائلہ یا ویل قائلہ عفانہ فی قضیر المناختر جس کی شہادت سے زمین سرخ ہو گئی جس طرح کہ دھوپ پڑنے سے جوتی کا رنگ سبز ہو جاتا ہے۔

مناقب میں ہے کہ جنات کا ایک فوجیہ ہے ابکی ابن فاطمة الذی من قتله شباب الشعراء و لقتله زلزلیتم و لقبلہ خسف القمر میں اس فرزند فاطمہ پر گریہ کرتا ہوں کہ جس کی شہادت سے بال سفید ہو گئے اور ان کی شہادت

سے تم میں زلزلہ گر گیا اور چاند گہن لگ گیا۔

اور سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں ہے اور ثعلب نے اپنی امالی میں ابی جناب کہلی سے اس کا اخراج کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں کربلا میں آیا تو میں نے وہاں کے اشراف عرب میں سے ایک شخص سے کہل بچے خبر لی ہے کہ تم لوگ جنت کا نوحہ سنتے ہو تو اس نے کہا کہ کوئی آزاد و غلام تجھے نہیں ملے گا مگر یہ کہ وہ تجھے بتائے گا کہ اس نے سنا ہے میں نے اس سے کہا کہ تم بتاؤ کہ تم نے ان سے کیا سنا ہے تو اس نے بتایا کہ اس نے انہیں یہ کہتے سنا مسیح الرسول جبینہ عفلہ بریق فی الحد و رعر ابوہ من علیا قریشی جذا خلیل رسول اکرم نے چونکہ اس کی پیشانی کے بوسے لیے لہذا اس کے چہرہ میں بجلی سی چمک ہے اسی کے ماں باپ قریش کے چوٹی کے خاندان میں سے ہیں اور اس کا سنانا بہترین نوحہ بشارت ہے۔

(ایک چوتھی فصل عربی زبان میں آپ کے متعلق کہے گئے سرائی اور اشعار میں ہے ہم اسے حذف کر رہے ہیں مترجم)



پانچواں باب

امام حسین بن علی علیہما السلام کی اولاد آپ کی فضیلت اور آپ کی قبر شریف پر خلفائے عظم و جویس کے بیان میں ہے اور اس میں چند تفصیلات ہیں۔

پہلی فصل

اولاد و ازواج امام

آپ کی اولاد اور بعض ازواج کا تذکرہ

ہمارے شیخ مفید (رحمہ اللہ) نے فرمایا ہے کہ امام حسین کی اولاد چھ افراد تھے علی بن الحسین اکبر کہ جن کی کنیت ابو محمد علیہ السلام ہے اور ان کی والدہ شاہ زنان بنت کبریٰ یزدجرد تھی اور علی بن الحسین اصغر کہ جو اپنے والد کے ساتھ فیدان طف میں شہید ہوئے اور پہلے ان کا ذکر ہو چکا ہے اور ان کی والدہ یحییٰ بنت ابومرہ بن مردہ بن مسعود ثقفیہ تھیں اور جعفر بن الحسین کہ جن کی اولاد نہیں ہے اور ان کی والدہ قضا عقیقہ تھیں اور ان کی وفات حسین علیہ السلام کی زندگی میں ہو چکی تھی۔

اور عبداللہ بن حسین علیہ السلام جو اپنے باپ کے ساتھ ہی یحسین میں شہید ہوئے

گئے ان کی طرف ایک تیر آیا جب کہ وہ باپ کی گود میں تھے اور اس نے اسے
ذبح کر دیا اور ان کا ذکر بھی گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

اور سکنۃ بنت المحسن علیہ السلام ان کی والدہ رباب بنت امرئ القیس
بن عدی کلبیہ معدیہ تھیں اور یہی خاتون عبداللہ بن حسین کی والدہ بھی تھیں اور
فاطمہ بنت المحسن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبداللہ تمیمیہ تھیں انتہی

اور علی بن عیسیٰ اربلی نے کتاب کشف الغمہ میں حسین علیہ السلام کی اولاد
کے تذکرہ میں کہا ہے اور کمال الدین نے کہا ہے کہ آپ کی اولاد ذکور و انث

دس افراد تھے جن میں سے چھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں بیٹے علی اکبر، اور علی
اوسط جو کہ زین العابدین علیہ السلام ہیں کہ جن کا تذکرہ ان کے باب میں آنش
آئے گا اور علی اصغر، محمد، عبداللہ اور جعفر رہے علی اکبر تو انہوں نے اپنے

والد کے سامنے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور باقی رہے علی اصغر تو ان کی
طرف تیر آیا اور وہ چھوٹے بچے تھے اور اس نے انہیں شہید کر دیا اور بعض
نے کہا ہے کہ عبداللہ بھی اپنے والد عزیم کے ساتھ شہید ہوئے باقی بیٹیاں

تو وہ زینب، سکنہ اور فاطمہ ہیں، یہ مشہور قول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ
کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور آپ کا
ذکر جادواں اور بناء سازمان خصوصیت کے ساتھ بیٹوں میں سے علی اوسط

زین العابدین سے ہے نہ کہ باقی فرزندوں سے الخ
مولف کہتے ہیں کہ آپ کی اولاد کی تعداد بتائی ہے پھر کچھ کا تذکرہ کیا ہے
اور کچھ کا نہیں کیا۔

اور ابن تشاب نے کہا ہے کہ آپ کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں

علی اکبر جو کہ اپنے باپ کے ساتھ شہید ہوئے اور علی امام سید العابدین اور علی اصغر اور محمد اور عبد اللہ جو اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے اور جعفر زینب - سکینہ اور فاطمہ

اور حافظہ عبد العزیز بن اخضر جنابذی نے کہا ہے حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چھ بیٹے تھے چار بیٹے اور دو بیٹیاں، علی اکبر باپ کے ساتھ شہید ہوئے اور علی اصغر، جعفر اور عبد اللہ سکینہ اور فاطمہ

اور کہا ہے کہ نسل حسین علی اصغر (زین العابدین) سے چلی ہے اور ان کی والدہ ام ولد تھیں اور آپ اپنے اہل زمانہ سے افضل و برتر تھے، اور زہری نے کہا ہے کہ میں نے کوئی ہاشمی آپ سے افضل و برتر نہیں دیکھا

مؤلف کہتے ہیں کہ حافظہ نے امام علی زین العابدین علیہ السلام کا ذکر چھوڑ دیا ہے جہاں کہا ہے علی اکبر اور علی اصغر اور ثابت کیا ہے جہاں کہا ہے اور حسین کی نسل علی اصغر سے چلی ہے تو اس روایت میں علی اصغر سا قحط ہوا ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ کی اولاد میں علی تین افراد ہیں جبکہ کمال الدین نے ذکر کیا ہے اور زین العابدین علیہ السلام علی اوسط ہیں اور کمال الدین اور حافظہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں چار کا فرق ہے انتہی

مؤلف کہتے ہیں کہ ارباب حدیث و میر کے کلمات امام زین العابدین علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے نام کی تعین میں مختلف ہیں۔

سبط ابن جوزی نے کہا ہے آپ کی والدہ ام ولد ہے اور ابن قتیبہ نے کہا وہ (اسدیہ) سندھی تھیں جنہیں سلاقہ کہا جاتا تھا اور بعض نے کہا ہے قزاق اور کامل میر و سے منقول ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام کی والدہ کا نام سلاقہ تھا

جو یزدجرد کی اولاد میں سے مشہور تھیں اور وہ بہترین عورتوں میں سے تھیں انتہی

اور بعض نے کہا ہے کہ ان کا نام خولہ تھا اور بعض کہتے ہیں سلامہ اور بعض نے برہ کیا ہے

اور ارشاد میں ہے کہ آپ کی والدہ شاہ زنان بنت یزدجرد بن شہر یار بن کسریٰ تھیں اور کیا گیدہ ہے کہ ان کا نام شہر یافویہ تھا

اور امیر المومنین علیہ السلام نے حرث بن جابر خفی کو مشرق کے ایک حصہ کا وائی و حاکم کیا تو اس نے یزدجرد بن شہر یار بن کسریٰ کی دو

بیٹیاں آپ کی خدمت میں بھیجیں ان میں سے شاہ زنان آپ نے اپنے بیٹے حسین علیہ السلام کو بخشی کہ جس سے امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوئے اور دوسری محمد بن ابوبکر کو عطا کی اس نے قاسم بن محمد بن ابی بکر کو عنم دیا پس امام اور قاسم خالہ زاد بھائی تھے انتہی

مؤلف کہتے ہیں یحییٰ قوی احتمال ہے کہ ان کا اصلی نام سلامہ تھا سلامہ کے ساتھ یا اس کے برعکس اس کی تصحیف و تعریف ہوئی ہے اور شاہ زنان لقب تھا اور شہر یافویہ وہ نام ہے کہ جو امیر المومنین نے رکھا تھا حکایت کی گئی ہے کہ امیر المومنین نے اس سے کہا تمہارا نام کیا ہے تو اس نے کہا شاہ زنان بنت کسریٰ تو امیر المومنین نے فرمایا نہیں شاہ زنان نہیں ہے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ پر یہ تو سیدۃ النساء ہے (یعنی اس کا معنی سیدۃ النساء ہے) بلکہ تم شہر یافویہ ہو اور تمہاری بہن مروارید بنت کسریٰ ہے تو اس خاتون نے کہا جی ہاں

باقی رہا غزالہ یا بروہ تو وہ امام حسین علیہ السلام کی ایک ام ولد کا نام ہے کہ

جس نے علی بن الحسین علیہ السلام کی تربیت کی تھی اور آپ اسے ماں کہتے تھے کیونکہ روایت ہے کہ آپ کی والدہ آپ کی ولادت کے فوراً ہی بعد وفات پائیں لہذا ان کی کفالت و تربیت ان کے والد گرامی کی ایک ام ولد نے کی آپ کی نشوونما ہوئی تو وہ جناب اس کے علاوہ کسی کو اپنی ماں نہیں سمجھتے تھے اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو کینز ہیں اور لوگ اسے آپ کی ماں کہتے تھے لہذا لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہی آپ کی ماں ہے (بعد میں کہ وہ سندھ کی رہنے والی ہوں جیسا کہ بعض کتب اہل سنت نے ناظمی کی بنا پر آپ کی والدہ کو سندھی سمجھا ہے مفرغ)

پس اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو وارد ہوا ہے کہ آپ نے اپنی ماں کی شادی اپنے غلام سے کر دی تو اس سے مراد وہی کینز ہے کہ جس کو لوگ آپ کی ماں سمجھتے تھے۔

باقی رہی سکینہ بنت الحسین تو ان کا نام آمنہ اور بعض نے کہا ہے امینہ تھا ان کی والدہ جناب رباب بنت امرئ القیس بن عدی تھیں اور وہ امرئ القیس وہی ہے کہ جس نے زمانہ جاہلیت میں قبیلہ بکر بن وائل پر جنگ فلعج کے دن لوٹ مار کی تھی اور وہ نصرانی تھا اور عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانہ میں مسلمان ہو گیا ابھی ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی کہ عمر نے اسے والی و حاکم بنا دیا اور ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ حضرت علیؑ نے اس کی بیٹی رباب کی اپنے بیٹے حسین کے لیے خواستگار کی تو اس نے حسینؑ سے اس کی شادی کر دی پس اس سے عبداللہ اور سکینہ پیدا ہوئے اور سکینہ اور ان کی والدہ کے بارے میں آپ نے یہ اشعار کہے "لعمرك انني لاحب دارا تكون بها سكينة والربا باء احبهما وابلزل

التراب

صالی وولیس لعاتب عندی عنایا فلست لهودان غابوا مضیعاً حیاتی و بیغیتی
 تیری جان کی قسم میں اس گھر کو دوست رکھتا ہوں کہ جس میں سکینہ اور رباب
 ہوں میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان پر اپنا اکثر مال صرف کرتا ہوں
 اور اس میں کسی سزائش کرنے والے کے لیے کوئی سزائش کرنے کا سختی نہیں میں زندگی
 بھر انہیں ضائع نہیں ہونے دوں گا گریہ کہ میں خاک کے بیچے دفن ہو جاؤں
 اور ایک روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے دونوں بیٹوں حسن و حسین
 علیہ السلام کے ساتھ امری القیس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے کہا اے
 چچا میں علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا چچا زاد بھائی اور ان کا
 داماد ہوں اور یہ دونوں میرے بیٹے آنحضرت کی بیٹی کے فرزند ہیں ہم تمہارے داماد
 بننے کے خواہاں ہیں تو اس نے کہا میں نے آپ سے اے علی حیاۃ بنت امری القیس
 کا نکاح کیا اور اے حسن آپ سے سلی بنت امری القیس کا نکاح کیا اور آپ سے
 اے حسین رباب بنت امری القیس کا نکاح کیا ۔

تو ہشام کہی نے کہا ہے کہ جناب رباب بہترین اور افضل و برتر خواتین میں
 سے تھیں اور حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان سے حورسنگاری کی گئی تو انہوں
 نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد میں کسی کو اپنا سر نہیں بناتی
 (اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رباب شہادت امام کے وقت جوان
 تھیں اور شہزادہ علی اصغر کی عمر تقریباً چھ ماہ ہونا بھی اس بات کو بتاتا ہے لہذا
 پہلی دو روایات صحیح نہیں معلوم ہوتیں اگر عمر کے زمانہ میں آپ کی شادی ہوئی
 ہو تو واقعہ کہ بلا کے موقع پر آپ کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ ہونا چاہیے
 اس عمر میں عام طور پر بچہ کا پیدا ہونا مادۃً مشکل ہے اس طرح جناب سکینہ کے

باسے میں بعض مؤرخین کا یہ لکھنا کہ وہ واقعہ کربلا میں کاتی عمر کی تھیں بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہ عادت ممکن نہیں ہے کہ ایک بچہ اور دوسرے میں بیس پچیس سال کا فاصلہ ہو لہذا صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ جناب سکینہ واقعہ کربلا میں کم سن تھیں جیسا کہ واقعات کے گہرے مطالعہ سے عیاں ہے مترجم)

اور روایت ہے کہ جناب رباب نے اپنے امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر یہ مرثیہ کہا "ان الذی کان نوراً لیستضأ عیدہ بکر بلا عقیل غیر مدفون" سیط البی جزاک اللہ صالحۃ = عناد جنبت خزان الموازین = قد کنت جبلاً صعباً الوزیہ و کنت تصعبنا بالرحم والدین = من للسائلین ومن عیفتی دیادی الیہ کل مسکین = واللہ ابغی محرراً

حقی اعجب بین الملل الطین وہ جو نور و روشنی تھا کہ جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی کہ بلا میں بغیر دفن کئے مقتول پڑا ہے اسے نواسہ رسول خدا آپ کو جاری جانب سے جزائے غیر دے اور میزان کے خارے سے بچائے رکھے آپ ہمارے ساتھ رحمت اور دین کے مطابق سلوک کرتے اور رہتے تھے اب کون ہے یتیم اور سائلوں کے لیے اور کون ہے جو ہر مسکین کو غنی کرے اور اسے پناہ دے خدا کی قسم میں آپ کے بدلے کبھی سے رشتہ نہیں جوڑوں گی یہاں تک کہ میں مٹی اور ریت میں جا چھپوں عبید اللہ بن زیاد کے دربار کے واقعات میں گزر چکا ہے جناب رباب کا سر حسین کو اٹھانا اور "واحسینا فلا نسیت حینا۔ الخ کے اشعار کا پڑھنا

اور جزدی نے کلمہ کہ رباب حسین علیہ السلام کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ رباب بنت امرئ القیس بھی تھیں اور وہ جناب سکینہ کی والدہ ہیں اور انہیں

شام بھی دوسرے افراد خاندان رسالت کے ساتھ لے جا باگیا اور پھر مدینہ واپس آئیں تو اشرف قریش نے ان کی خورستگاری کی انہوں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد میں کسی کو اپنا سر بنائے کے لیے تیار نہیں ہوں آپ کے بعد ایک سال زندہ رہیں کبھی کرے کی چھت کے نیچے نہیں گئیں یہاں تک کہ کمزور و ضعیف ہو گئیں اور اسی غم و درد سے وفات پائی اور بعض نے کہا ہے کہ ایک سال تک آنجناب کی قبر اظہر پہرہ رہی اور پھر مدینہ واپس آئیں تو آپ کے غم و افسوس میں وفات پا گئیں انتھی ۔

ابو الفرج اصفہانی کا کہنا ہے کہ روایت ہے کہ جناب سکینہ کسی مجلس ماتم میں تھیں کہ جس میں عثمان کی بیٹی بھی تھی تو عثمان کی بیٹی نے کہا میں تنہید کی بیٹی ہوں تو جناب سکینہ خاموش رہیں پس آنے میں موثر بنے کہا "شہد ان محمد رسول اللہ" تو جناب سکینہ نے کہا یہ میرے باپ ہیں یا میرے باپ ہیں تو عثمان کی بیٹی نے کہا میں آپ لوگوں پر کبھی بھی فخر نہیں کروں گی۔

دبیری نے ناٹق سے نقل کیا ہے کہ سکینہ بنت الحسین علیہ السلام اپنی والدہ رباب کے پاس روتی ہوئی آئیں جب کہ اس وقت چھوٹی بچی تھیں تو انہوں نے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے تو جناب سکینہ نے کہا "مرتبتی دبیرۃ فلسفنی بابیرہ" شہد کی مکھیاں میرے قریب سے گزری جس نے اپنے ڈونک سے مجھے ڈسا ان کا مقصد دبیرۃ کی تصغیر تھی جو شہد کی مکھی ہے اس کو دبیرہ اس لیے کہتے ہیں چونکہ وہ شہد کے بناتے میں تدبیر کرتی ہے۔

<http://fb.com/ranajabirabbas>

بن ابی طالب علیہم السلام کے نکاح میں تھیں ان کے بھائی حسین علیہ السلام سے پہلے جب امام حسن کی شہادت کا وقت آیا تو آپ نے حسین کو بلا لیا، رر کہا اے بھائی میں اس عورت کو پسند کرتا ہوں یہ تمہارے گھروں سے باہر نہ جائے جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے شادی کر لینا پس جب آپ کی شہادت ہو گئی اور عدت ختم ہوئی تو حسین نے اس سے شادی کر لی

ار ران بحر کی کتاب تقریب سے منقول ہے وہ کتاب ہے کہ ناظر بیت الحسین علیہ السلام تھا اور جو تھے جنت کے راویوں میں سے ہیں سوہجری کے جد ان کی وفات ہوئی اور وہ کافی عمر میں فوت ہوئی ہیں۔

شیخ مفید نے کہا ہے اور روایت ہوئی ہے کہ حسن بن حسن علیہ السلام نے اپنے چچا حسین علیہ السلام سے ان کی دو بیٹیوں میں سے ایک کے لیے خواستگاری کی تو امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں نے تیرے بیٹے اپنی بیٹی خالہ کا انتخاب کیا ہے کیونکہ یہ دو تو میں سے میری ماں خالہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔



دوسری فصل

فضائل زیارت سید الشہداء

آپ کی زیارت کی فضیلت

ابو عبد اللہ حسین مظلوم علیہ السلام کی زیارت مستحب ہے بلکہ اس کے استجاب کی تاکید ضروریات و بدیہیات مذہب و دین میں سے ہے یہاں تک کہ وارد ہوا ہے کہ آپ کی زیارت ہر مومن پر فرض ہے اور مردوں اور عورتوں پر واجب ہے اور جو اسے چھوڑے اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حق کو ترک کیا ہے بلکہ اس کو ترک کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نافرمانی اور ایمان دین کے ناقص ہونے کی علامت ہے اور جو بغیر کسی وجہ کے اسے ترک کر دے تو وہ اہل جہنم میں سے ہے اور ابو جعفر علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے کہا ہمارے شیعوں کو حسین بن علی کی قبر کی زیارت کا حکم دو کیونکہ آپ کی قبر کی زیارت کیلئے آنا ہر اس مومن پر فرض ہے جو اللہ جل و عل کی طرف سے حسین کی امامت کا انزال کرتا ہے۔

ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص زندگیاں بھر حج کرتا رہے لیکن حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے حقوق میں سے ایک حق کا تارک ہے کیونکہ حسین علیہ السلام کا حق اللہ کی طرف سے فرض اور ہر مسلمان پر واجب ہے۔

اور آپ نے فرمایا جو قبر حسین علیہ السلام پر نہ آئے اور اس کے باوجود دیگر گناہ کر کے کہ وہ ہمارا شیعہ ہے یہاں تک کہ مر جائے تو وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے اور اگر کہ اہل جنت میں سے ہو بھی تو وہ اہل جنت کا عمان ہوگا۔

اور آنجناب نے ابان بن تغلب سے فرمایا اے ابان تم زیارت حسین پر کب گئے تھے میں نے عرض کیا نہیں تھا کی قسم اے فرزند رسول خدا کافی مدت ہوئی کہ میں نہیں جاسکا تو آپ نے فرمایا سبحان ربی العظیم و بحمدہ تم نے رسول اللہ شیعہ میں سے ہو کر حسین علیہ السلام کو چھوڑ رکھا ہے ان کی زیارت کو نہیں جاتے جو شخص حسین کی زیارت کرے تو خدا اس کے لیے ہر مہم قدم پر ایک حسہ لکھتا ہے اور ہر مہم قدم پر ایک سیئہ اور برائی لکھتا ہے اور اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔

اور بہت سے روایات میں ہے خوف و خطر کی بنا پر قبر حسین کی زیارت کو نزدیک نہ کر دو کیونکہ جو شخص خوف و خطر کے موقع پر آپ کی زیارت کرے تو خدا فرزع اکبر کے دن سے اسے امان بخشنے لگا اور اس میں ثواب خوف کی مقدار پر ہے اور جو شخص دشمنوں کے ڈر سے خوف رکھتا ہو خدا سے سرش کے سائے میں رکھے گا اور سرش کے نیچے سین علیہ السلام سے وہ ہم کلام ہوگا اور خدا قیامت کے دن کے انزع احوال و خوفناکیوں سے مامون رکھے گا اور کئی ایک روایات میں صادق سے وارد ہوا ہے غنی و تو نگر پر حق ہے کہ وہ سال میں دو مرتبہ حسین کی قبر پر آئے اور قیقر پر حق ہے کہ سال میں ایک دفعہ آئے۔

اور آپ نے فرمایا جو زندہ دیکر رہتا ہے تو کم از کم جہنم میں آئے اور جودہ

رہتا ہے تو تین سال میں ایک دفعہ آئے اور ایک حدیث میں ہے کہ چار سال سے زیادہ تخلف اور نہ جانا مناسب نہیں ہے۔

اور ابو الحسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص سال میں تین مرتبہ قبر حسینؑ پر آئے وہ فقرو و قہر سے مامون ہو جائے گا۔ اور زیادہ تاکید ہے آپ کی زیارت میں خلوص کی اور اس کی طرف شوق رکھنے کی جو آپ کی قبر کی طرف شوق و ولولہ سے آئے تو وہ اللہ کے کرم و محترم بندوں میں سے ہے اور وہ حسین بن علی علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے ہو گا اور جو آپ کی زیارت کرے اور اس کا قصد و ارادہ اللہ تعالیٰ کا ذات اور اس کی رضا ہو تو خدا اس کو گناہوں سے اس طرح نکالے گا جیسے وہ بچہ ہوتا ہے جو ماں سے متولد ہوا ہو اور راستہ میں ملائکہ اس کی مشابعت کرتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبیؐ میں کیا ہیں اور اسرافیل اس کی مشابعت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی طرف پلٹا ہے اور عمران سے روایت ہے کہ کتاب ہے کہ میں نے قبر حسینؑ کی زیارت کا جب میں گھر واپس آیا تو جناب ابو جعفر محمد بن علی باقرؑ اور محمد بن علی بن علیؑ بن علی میرے پاس تشریف لائے اور ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اے حمران تیجہ بشارت ہو جو شخص شہداء آل محمد علیہم السلام کی قبور کی زیارت کرے اور اس سے مراد اس کی اللہ اور اس کے نبی کا تقرب اور اس سے رشتہ ہو جانا ہو تو وہ اپنے گناہوں سے خارج ہو گا اس دن کی طرف کہ جس دن اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

اور ابو عبد اللہ صادقؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کا

دن ہو گا تو ایک منادی ندا کرے گا کہ حسین بن علی کے زائر کہاں ہیں تو لوگوں کی ایک بڑی جماعت کھڑی ہوگی کہ جن کی تعداد خدا کے عزوجل علاوہ کوئی نہیں جانتا ہو گا تو خدا ان سے کہے گا کہ قبر حسین کی زیارت سے تمہارا کیا ارادہ و مقصد تھا وہ کہیں گے اے پروردگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی محبت کی بناء پر اور حضرت علی و فاطمہ علیہما السلام کی محبت میں اور اس چیز پر رحمت اور دلسوزی کی بناء پر جس کے ظالم ان کے بارے میں مرتکب ہوئے تھے تو ان سے کہا جائے گا یہ ہیں محمد علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام پس ان سے ملحق ہو جاؤ پس تم ان کے درجہ میں ان کے ساتھ ہو ملحق ہو جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے لواحد و جھڑے کے ساتھ پس وہ ان کے سائے میں رہیں گے اور وہ حضرت علی کے ساتھ میں ہو گا یہاں تک کہ وہ سب جنت میں داخل ہوں گے پس وہ لواحد و جھڑے کے آگے اور دائیں بائیں ہوں گے۔

اور بہت سی احادیث میں ہے کہ آپ صلوات اللہ علیہ کی زیارت گناہوں کی بخشش جنت کے دروں اور جہنم کی آگ سے آزادی، برائیوں کے بھڑنے اور درجات کے بلند ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے کا سبب ہے۔

پس جو شخص قبر حسین علیہ السلام پر آئے آپ کے حق کو جانتے پہچانتے ہوئے تو خدا اس کے گزشتہ و آئندہ گناہ معاف کر دے گا ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی شفاعت نرگناہگاروں کے بارے میں قبول ہوگی اور وہ آنجناب کی قبر مبارک کے پاس کوئی حاجت اللہ عزوجل سے نہیں مانگے گا مگر یہ کہ وہ اسے پورا کرے گا۔

اور ابو عبد اللہ صادق کے فرمایا عبد اللہ بن بخار کو تم لوگ امام حسین کی

زیارت کرتے ہو اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو تو میں نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں جب تمہاری کشتی بچکولے کھلنے لگے تو تمہیں تدا آتی ہے یا د رکھو تم پاک و پاکیزہ ہوئے اور تمہارے لیے جنت تونگوار ہے۔

آپ سے خاند بننا ملنے عرض کیا کہ لوگ قیر حسین پر تو تر پڑھنے والی عورتوں اور کھانے کے ساتھ قیر حسین پر آتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے بھی سنا ہے راوی کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا جو قیر حسین پر آئے آپ کے حق کو پہچانتے ہوئے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اور وار دہوا کہ امام حسین علیہ السلام کے زائرین باقی لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے جب کہ باقی لوگ حساب و موقف میں ہوں گے اور یہ کہ آپ کا زائر اپنے گناہ کو اپنے گھر کے دروازے پر پل بنا کر اس سے گزر جائے گا جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص پل کو اپنے پیچھے چھوڑ آسا ہے جب اس سے عبور کر لے

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا جس کو دوست رکھتے ہو اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کی طرف لے جاؤ پس انسان جسے دوست رکھے گا اس کا ہاتھ پکڑ لے گا یہاں تک کہ لوگوں میں سے ایک شخص زائر کسی سے کہے گا اے فلاں کیا تجھے پہچانتے نہیں ہو میں وہ ہوں کہ جو فلاں فلاں دن تیرے لیے کھڑا ہوا تھا پس وہ اسے جنت میں بغیر کسی مانع و دافع کے داخل کریگا۔

سلیمان بن خالد کے واسطے سے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا ہر دن اور ہر رات ایک لاکھ مرتبہ زمین کی طرف نظر کرتا ہے اس میں سے جسے چاہتا ہے بخش دے اور جسے

چاہتا ہے مذاب کرتا ہے اور خصوصیت کے ساتھ حسین بن علی علیہ السلام کی قبر کے زائرین اور ان کے گھروالوں کو اور اسے کہ جس کی زائر قیامت کے دن شفاعت کریگا بخش دیتا ہے وہ کوئی بھی ہو اس نے کہا اگرچہ وہ شخص جہنم کی آگ کا متعلق ہو چکا ہو فرمایا اگر یہ سختی آگ ہو چکا ہو بشرطیکہ ناصی اور دشمن اہل بیت نہ ہو اور بہت سی روایات میں ہے کہ آپ کی زیارت حج و عمرہ جہاد اور غلام آزاد کرنے کے برابر ہے بلکہ ہیں۔ جنوں کے برابر ہے اور بیس جنوں سے افضل ہے بلکہ خلاص کے لیے اسی مقبول حج مکہ کا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے بلکہ جو شخص آپ کی قبر پر آپ کے حق کو پہچانتے ہوئے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی معیت میں سو حج کیے ہوں اور جو آپ کے پاس چل کر آئے تو خلاص کے لیے ہر قدم کے بدلے جسے وہ اٹھاتا اور رکھتا ہے اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب مکھ گا۔

اور صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر میں تم سے ان کی زیارت اور ان کی قبر کی فضیلت بیان کروں تو تم بالکل حج کرنا چھوڑ دو اور تم میں سے کوئی شخص بھی حج نہ کرے۔ روانے ہو تجھ پر کیا تجھے علم نہیں کہ خدائے کربلا کو حرم امن اور مبارک قرار دیا ہے اس سے پہلے کہ مکہ کو حرم قرار دے۔

اور ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حسین علیہ السلام ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی گود میں تھے آپ ان کے ساتھ کھیتے اور انہیں ہنساتے تھے تو بی بی عائشہ نے کہا کس قدر یہ بچہ آپ کو اچھا لگتا ہے تو آپ نے ان سے فرمایا دائے ہو تجھ پر کس طرح ہیں اسے دوست نہ رکھوں اور کس طرح یہ

مجھے اچھا معلوم نہ ہو حالانکہ وہ میرے دل کا میوہ اور میری آنکھ کی روشنی اور محمدؐ کی ہے لیکن میری امت اس کو شہید کرے گی پس جو اس کی زیارت کرے اس کی شہادت کے بعد تو خدا اس کے بیٹے میری تجوں میں سے ایک حج لکھے گا تو بی بی نے کہا آپ کی تجوں میں سے ایک حج اے رسول اللہؐ فرمایا جی ہاں اور دو حج میرے تجوں میں سے ام المؤمنینؓ نے کہا دو حج آپ کے تجوں میں سے فرمایا جی ہاں اور بی بی بی عائشہؓ مسلسل رد و قدح کرتی رہیں اور حضرت اصفہ کر تے رہے اور کئی گنا کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہؐ کے تجوں میں سے نوے حج تک عمروں کے ساتھ پہنچے۔

قداح کے واسطے سے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے آنجناب سے کہا کیا ثواب ہے اس کے لیے جو قبر حسینؑ پر زیارت کرنے ان کا حق پہنچاتے ہوئے گئے جب کہ نہ وہ مستبکر ہو اور نہ ہی پہلو کرنے والا تو آپؑ نے فرمایا اس کے لیے ہزار حج مقبول اور ہزار عمرہ مبرور ہے اور اگر وہ شفیق ہو تو اسے سعید لکھا جائے گا اور وہ ہمیشہ رحمت خدا عز و جل میں غور ظن رہے گا۔

اور بہت سی احادیث میں ہے کہ آپؑ کی زیارت طول عمر حفظ نفس و مال و رزق کی زیادتی اور کرب و مصیبت کے دور ہونے اور حاجات کے پورا ہونے کا سبب ہے بلکہ کم از کم اس کے لیے یہ ہے کہ خدا اس کے نفس و مال کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے اہل و عیال کی طرف پلٹ آتا ہے جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا اس کی زیادہ حفاظت کرے گا اور حکایت ہے کہ جب مختلف شہروں کے لوگوں تک آپؑ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپؑ کے مزار پر ایک لاکھ عورت حاضر ہوئی کہ جن کے بچے نفیس ہوتے تھے پس سب صاحب اولاد ہو گئیں اور عرب اس

عورت سے کہتے تھے کہ جس کے ہاں کبھی بچہ نہیں ہوتا تھا کہ تم کریم شخص کی قبر پر جاؤ۔

ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام حسین صاحب کربلا مظلوم گرفتار بلا پیاسے اور بیکس شہید کئے گئے پس اللہ عزوجل نے قسم کھائی ہے کہ آپ کے پاس کوئی بیکس بے فریاد اس کمرب و مصیبت زدہ گنہگار و عاصی معصوم و مہموم پیاسہ اور آفت زدہ نہیں آئے گا پھر آپ کے پاس دعا نہیں کرے گا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حسین بن علی علیہما السلام کے ذریعہ تقرب حاصل نہیں کرے گا مگر یہ کہ خدا اس کی مصیبت و تکلیف کو دور کرے گا اور جو وہ مانگے گا وہ اسے دیگا اور اس کا گناہ معاف کرے گا اور اس کی عمر میں اضافہ کرے گا اور اس کے رزق میں وسعت دیگا پس عبرت حاصل کر دے عابدان نظر

ابن ابی نعیر سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے ابو عبد اللہ صادق سے عرض کیا مجھے آپ کا شوق و محبت بلالایا کہ میں آپ کے پاس آؤں اور جس تکلیف و مشقت کو برداشت کیے ہوئے ہوں اس کے بارے میں آپ سے سوال کروں تو آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کی شکایت نہ کرو پس اس کے پاس کیوں نہیں گیا کہ میں کا تجھ پر مجھ سے زیادہ حق ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ کیوں تو اس کے پاس نہیں گیا میں کا حق تجھ پر مجھ سے زیادہ تھا زیادہ شدید و سخت تھا مجھ پر آپ کے قول کی نسبت کہ اپنے پروردگار کی شکایت نہ کر، میں نے کہا آپ سے مجھ پر کس کا حق زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا حسین علیہ السلام کا تو کیوں حائر (حسین خلی) پر نہیں آیا اور ان کے پاس اللہ سے دعا کیوں نہیں کی اور اس کی

بارگاہ میں اپنے حبابات کی شکایت کیوں نہیں کی۔

اور آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو قبر حسین کی زیارت نہ کرے تو وہ غیر کثیر سے محروم ہو گیا اور اس کی عمر میں سے ایک سال کم ہو جائیگا۔ اور کئی ایک روایات میں ہے کہ آپ کی زیارت سب اعمال سے افضل ہے اور زائر کو ہر درہم کے مقابلہ میں کہ جو اس نے خرچ کیا ہے ہزار درہم ملے گا۔

بلکہ صادق علیہ السلام نے ابن سنان کی حدیث میں فرمایا کہ ایک درہم کا اس کے لیے دس لاکھ حساب ہو گا یہاں تک آپ نے دس ہجرت کیا۔ اور یہ کہ انبیاء و رسل ائمہ اور ملائکہ علیہم السلام حسین کی زیارت کیلئے آتے ہیں اور آپ کے زائرین کے لیے آسمان میں دعا کرنے والے بہت زیادہ ہیں اور وہ اسے خشت کی بشارت دیتے ہیں اس کے علاوہ بھی روایات آپ کی زیارت کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

پس ہم تبرکاً چند ایک احادیث پیش کرتے ہیں شیخ ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قویہ قمی سے ان کی سند کے ساتھ معاویہ بن وہب سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اذن چاہا تو مجھ سے کہا گیا کہ داخل ہو جاؤ پس میں آپ کی بارگاہ میں داخل ہوا تو آپ کو اپنے حجرے میں ان کے مصلی پر پایا پس میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ آپ نے اپنی نماز ختم کی اور میں نے سنا کہ آپ مناجات کر رہے ہیں اپنے پروردگار سے اور وہ کہہ رہے ہیں ”اللہم یا من خصنا بالکرامة ودعنا بالشفاعة وخصنا بالوصیة واعطانا

علم ما مضی وما بقی وجعل افئدة من الناس تهوی الینا اغفر لی ولا
 خوانی وزوار قبر ابی الحسین الذین اتفقوا اموالهم واشتصوا ابدانهم
 رغبة فی برنا ورجاء لما عندک فی صلتنا وکروراً ادخلوه علی نبیک
 واجابة منهم لامرنا وغيظا ادخلوه علی عدونا وابدلك رضاک
 فکافهم عنا بالرضوان والکلاهم باللیل والنهار واخلف علی اھالیهم
 واولادهم الذین خلّفوا باحسن الخلف واصعبهم واکفهم شر کل جبار عنید کل ضعیف
 من خلقک وشدید وشر شیاطین الجن والانس واعطهم اعظم ما ملوا من فی
 غیبتهم عن اوطانهم ما اتوا به علی انھم اصابہم وقرابا اتم جس کا ترجمہ پیش کرنے
 کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں "خدا یا اے وہ ذات کہ جس نے ہمیں
 کرامت و بزرگی کے ساتھ مخصوص کیا اور ہمیں شفاعت کا وعدہ دیا اور
 وصیت کے ساتھ ہمیں خاص کیا اور ہمیں گذشتہ و آئندہ کا علم دیا اور لوگوں
 کے دلوں کو ہمارے طرف بھگنے والا قرار دیا مجھے اور میرے بھائیوں کو اور
 میرے بابا حسینؑ کی قبر کے زائروں کو بخش دے وہ کہ جنہوں نے اپنے مال
 خرچ کئے اور جنہوں نے اپنے ابدان کو رنج و تکلیف کے لیے گھر سے نکالا ہم
 سے نیکی میں رغبت کرتے ہوئے اور جو کچھ تیرے پاس ہے ہم سے صلہ کرنے
 کے بدلے اس کی امید رکھتے ہوئے اور اس سرور کے عوض کہ جو تیرے تجا
 کے دل میں داخل کیا ہے اور ہمارے امر و حکم کو قبول کرتے ہوئے اور اس
 غیظ و غضب کی بنا پر جو ہمارے دشمنوں پر انہوں نے داخل کیا ہے کہ جن
 سے مقصد ان کا تیری ہی رضا تھی پس ہماری طرف سے انہیں رضوان کا
 اجر دے اور شب و روز ان کی حفاظت فرما اور ان کے اہل خانہ اور اولاد

کی ادلا دیا۔ اچھی طرح ان کی جانشینی فرما اور ہر جبار عنید کے شر سے ان کی کفایت کر اور اپنی کمزور اور حائل طور غلوق کے شر سے اور جن و انس کے شیاطین کے شر سے اور انہیں عطا فرما عظیم ترین وہ چیزیں کہ جن کی انہوں نے تجھ سے اپنے وطنوں سے دور رہ کر امید کی ہے اور جو کچھ انہوں نے اپنے بیٹوں گھروالوں اور رشتہ داروں کے لیے چاہا ہے۔

خدا یا ہمارے دشمنوں نے انہیں ان کے زیارت کے لیے نکلنے پر عیب و نقص لگایا ہے لیکن یہ چیز انہیں ہماری طرف نکلنے سے نہ روک سکی ہمارے مخالفین کی فافقت کرتے ہوئے میں رزم کران چہروں پر کہ جن کو سورج کی دھوپ نے متغیر کر دیا ہے اور رزم فرمان چہروں پر کہ جو ابو عبد اللہ الحسین کی قبر پر پڑتے پڑتے ہیں اور رزم فرمان آنکھوں پر کہ جن سے ہم پر رزم کرتے ہوئے آنسو نکلے ہیں اور رزم فرمان دونوں پر کہ جنہوں نے ہمارے لیے جزع و فزع کی اور بھلے اور رزم فرمان اس پر حج و پکار پر جو ہمارے لیے ہوئی خدایا میں یہ نقوس اور یہ بدن تیرے سپرد کرتا ہوں یہاں تک کہ تو انہیں پیاس کے دن حوض کوثر پر پہنچائے پس آپ مسلسل یہ دعا کرتے رہے جب کہ آپ مجدد میں تھے جب بیچھڑے تو میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں اگر یہ دعا جو میں نے آپ سے سنی ہے اس دشمن کے لیے ہوتی جو اللہ عز و جل کو نہیں پہچانتا تو میں گمان کرتا ہوں کہ امیگ اس کے جسم کس بھی حصہ کو کبھی نہ کھا سکتی خدا کی قسم میں تمنا و آرزو کی ہے کہ کاش میں نے آنجناب کی زیارت کی ہوتی اور حج پر نہ گیا ہوتا تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم کتنا نزدیک رہتے ہو آنجناب کی قبر سے تو کوئی چیز تجھے اس سے مانع ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا اے معاویہ وہ لوگ جو آپ کے زائرین کے لیے آسمان میں دعا

کرتے ہیں ان سے زیادہ ہیں کہ جو ان کے لیے زمین میں دعا کرتے ہیں۔
 اور بخاری میں ہے مزار الکبیر کے مؤلف نے اپنی اسناد کے ساتھ کہ جو ائمہ
 تک پہنچتی ہے روایت کی ہے وہ کتاب ہے میں کہ میں کوثر میں اترا ہوا تھا اور میرا
 ایک پڑوسی تھا جس کے ساتھ میرا بہت زیادہ بیٹھک تھی شب جمعہ تھی کہ میں نے
 اس سے کہا زیارت حسین علیہ السلام کے بارے میں تم کیا کہتے ہو تو اس نے مجھ سے کہا
 وہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور ہر ضلالت گمراہی جہنم کی
 آگ میں جلنے کا سبب ہے پس میں اس کے سامنے سے اٹھ کھڑا ہوا اور میں غصہ و
 غضب سے بھرا ہوا تھا جب سوئی کا وقت ہوا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں
 اس کے پاس جاتا ہوں اور اس کے سامنے امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل بیان
 کرتا ہوں کہ جس سے اس کی آنکھیں گرم ہوں گی وہ کتاب ہے کہ پس میں اس کے پاس
 گیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اچانک دروازے کے پیچھے سے آواز آئی کہ وہ
 رات کے پہلے ہی صبح سے زیارت امام حسین کے ارادہ سے گیا ہوا ہے
 پس میں جلدی چلا یہاں تک کہ حائر حسینی میں پہنچا اچانک میں نے اس شیخ کو مسجد
 میں دیکھا کہ وہ بخود رکوع سے نہیں تھکتا تو میں نے اس سے کہا کل تو مجھ سے کہتا
 تھا کہ یہ بدعت ہے اور بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت جہنم کی آگ میں
 جانے کا ذریعہ ہے اور آج تم خود زیارت کر رہے ہو تو اس نے کہا اے سلیمان
 مجھے ملامت و سرزنش نہ کرو میں نے اہل بیت کی امامت کو ثابت نہیں سمجھا تھا
 یہاں تک کہ یہ رات آئی تو میں نے ایک ایسا خواب دیکھا کہ جس نے مجھے ڈرا دیا
 میں نے کہا اے شیخ تو نے کیا دیکھا ہے اس نے کہا میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ جو
 نہ بہت زیادہ دراز قد تھا اور نہ ہی بہت چھوٹے قد کا اور وہ آنا خوبصورت تھا

کو جس کے حسن و جمال کو میں بیان نہیں کر سکتا اور اس کے ساتھ کچھ لوگ تھے کہ جنہوں نے اسے گھیر رکھا تھا اور اسے اپنے درمیان لیے ہوئے تھے اس کے سامنے ایک شاہسوار تھا ایسے گھوڑے پر جس کی دم بالوں سے پرتھی اس شخص کے سر پر تاج تھا کہ جس کے چار رکن تھے کہ ہر رکن میں ایک موتی تھا کہ جو تین دن کی رات تک روشنی دیتا تھا تو میں نے کہا یہ کون ہیں تو ان لوگوں نے بتایا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں میں نے کہا دوسرا جو ان کوں ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کے دھی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں پھر میں نے نگاہ آگے بڑھائی تو اچانک نور کا ایک ناقہ دیکھا کہ جس پر نور کا ہورج ہے جو ناقہ آسمان و زمین کے درمیان اڑ رہا ہے تو میں نے کہا یہ ناقہ کس کا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد کا ہیں نے کہا یہ فوجیز کون ہیں انہوں نے کہا حسن بن علی ہیں نے کہا یہ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں تو کہتے والے بتایا کہ یہ سب اس کی زیارت پر جا رہے ہیں جسے مظلوم و شہید کر کے کربلا میں مارا گیا جو کہ حسین بن علی ہیں پھر میں اس ہودج کی طرف گیا اچانک میں نے کچھ رقعے دیکھے جو اوپر سے گرتے رہے ہیں اللہ جل ذکرہ کی طرف سے امان ہے شب جمعہ حسین بن علی کی زیارت کرنے والوں کے لیے پھر ایک حالت نے آواز دی یاد رکھو ہم اور ہمارے شیعہ جنت کے بلند ترین درجہ میں ہیں خدا کی قسم اے سلیمان میں اس جگہ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک میری روح میرے جسم سے الگ نہیں ہوتی۔

شیخ ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قلوبیہ سے باپ سے ابن محبوب سے حسین سے ابو نواسر ہے ابو حمزہ ثمالی کا روایت ہے وہ کہتا ہے میں بنی مروان کے آخری زمانہ میں حسین بن علی علیہما السلام کی قبر کی زیارت کے لیے اہل شام سے چھپ

کر گیا یہاں تک کہ میں کہ بلا میں پہنچا پس میں سبتی والی طرف چھپ بیٹھا یہاں تک کہ صبح آدھی رات ہوئی تو میں قبر مطہر کی طرف بڑھا جب میں اس کے قریب گیا تو میری طرف ایک شخص بڑھا اور مجھ سے کہا واپس چلے جاؤ ورنہ نالیکہ سمجھے اجر و ثواب ملے گا کیونکہ اس وقت تو قبر تک نہیں پہنچ سکتا پس میں گھبرا کر واپس پلٹ آیا یہاں تک کہ جب طلوع فجر کا وقت قریب ہوا تو میں اس کی طرف گیا جب میں قبر اطہر کے قریب پہنچا تو میری طرف وہی شخص نکلا اور مجھ سے کہا اے شخص تم قبر تک نہیں پہنچ سکتے تو میں نے اس سے کہا خدا تمہیں عافیت میں رکھے کیوں میں وہاں تک نہیں پہنچ سکتا جب کہ میں کو فر سے آیا ہوں اسی قبر کی زیارت کے لیے لہذا میرے اور اس کے درمیان حائل نہ ہو اور مجھے خوف ہے کہ مجھے یہاں صبح ہو جائے اور اہل شام اگر مجھے یہاں پائیں تو قتل کر دیں راوی کہتا ہے اس نے فجر سے کہا تھوڑی دیر صبر کر دو کیونکہ حضرت موسیٰ بن عمران نے خدا سے سوال کیا تھا کہ اے حسین بن علی علیہ السلام کی قبر کی زیارت کا اذن دے پس خدا نے انہیں اذن دیا ہے تو وہ جناب ستر سزار ملائکہ میں آسمان سے اترے ہیں تو وہ سین کی بارگاہ میں اول شب سے طلوع فجر کا انتظار کر رہے ہیں پھر وہ آسمان کی طرف عروج کریں گے اور چلے جائیں گے راوی کہتا ہے میں نے اس مرد سے کہا تم کون ہو خدا تمہیں عافیت میں رکھے تو اس نے کہا کہ میں ان فرشتوں میں سے ہوں کہ جنہیں قبر حسین کی حفاظت اور آپ کے زائرین کے لیے استغفار پر مامور کیا گیا ہے میں واپس پلٹ آیا اور قریب تھا کہ میری عقل اڑ جائے اس چیز سے جو میں نے اس سے سنی تھی وہ کہتا ہے پس میں آگے بڑھا یہاں تک کہ جب طلوع فجر ہو گیا تو قبر شریف کی طرف بڑھا تو پھر میرے اور اسکے

درمیان کوئی حائل نہ ہوا پس میں آنجناب علیہ السلام کے قریب گیا اور آپ پر سلام کیا اور آپ کے قاتلوں کے لیے بددعا کی اور نماز صبح پڑھی اور پھر گھر کی طرف اہل شام کے خوف سے جلدی جلدی بڑھا

اور انہیں سے ان کی مسند کے ساتھ اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں اسے فرزند رسول اللہ میں حاضر حسیفی میں تھا عرفہ کی رات کہ میں نے تقریباً تین ہزار مرد و خوبصورت چہرہ پاکیزہ خوشبو بہت ہی زیادہ سفید کپڑوں میں جو ساری رات نماز پڑھتے دیکھے پس میں چاہتا تھا کہ میں قبر کے پاس آؤں اور اس کا بوسہ لوں اور غفلت و عاثریں کر دوں پس میں مخلوق کی کثرت کی وجہ سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا جب طلوع فجر ہوئی تو میں نے سر مسجد میں رکھا جب سرائٹھایا تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا تو مجھ سے ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا کیا تم جلتے ہو یہ کون ہیں میں نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جہنم سے چار ہزار فرشتے گزرے جب آپ جنگ کر رہے اور شہید ہو رہے تھے پس وہ آسمان کی طرف مدح کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کا اے ملائکہ لا گزرو تم میرے حبیب اور میرے مصطفیٰ اور چنے ہوئے محمدؐ کے بیٹے کے قریب سے گزرے جب کہ وہ شہید ہو رہے تھے اور مظلوم ماہے جا رہے تھے پس تم نے ان کی مدد نہیں کی پس زمین کی طرف ان کی قبر کی جانب اتر جاؤ اور قیامت تک بال پریشاں غبار آلود ہو کر اس پر روتے رہو پس وہ ان کے پاس ہی یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی۔

اور انہیں سے سند کے ساتھ مفضل بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے

ابو عبد اللہ صادقؑ سے عرض کیا گویا میں نے خدا کی قسم ملا کہ کوئی کھلے کر وہ قبر حسین علیہ السلام پر مومنین سے مزاحمت کر رہے ہیں راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا وہ مومن کو اپنا آپ دکھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا جیہات جیہات (یہ دو رہے یہ دو رہے) خدا کی قسم وہ مومنین کو لازم پکڑے ہوئے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے چہروں کو اپنے ہاتھوں سے مسح کرتے اور چھوتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ خدا زائرین حسین علیہ السلام پر صبح و شام خدا جنت کا کھانا اتارتا ہے اور ملائکہ ان کے خادم ہوتے ہیں بندہ خدا سے دنیا و آخرت کے حاجات میں سے کسی حاجت کا سوال نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ وہ حاجت اسے عطا کرتا ہے راوی کہتا ہے میں نے کہا خدا کی قسم یہ کرامت و عزت ہے تو آپ نے فرمایا اے مفصل میں نہیں مزید بتاؤں میں نے عرض کیا جی ہاں اے میرے آقا و سردار فرمایا گویا میں نور کا ایک تخت و بکھرا ہوں کہ اسے رکھا گیا ہے اور اس پر سرخ یا قوت کا ایک گنبد نصب کیا گیا ہے جو ہر اسے سے جڑا ہوا ہے اور گویا حسین بن علی علیہ السلام اس تخت پر جلوہ افروز ہیں اور آپ کے گرد و پیش فرمے ہزار سبز گنبد ہیں اور گویا میں مومنین کو دیکھتا ہوں کہ وہ آپ کی زیارت کرتے اور آپ پر سلام کرتے ہیں اور اللہ عز و جل ان سے کہتا ہے اے میرے اولیاء و دوستو مجھ سے سوال کرو میں طویل مدت تک تمہیں اذیت دی گئی تم ذلیل کئے گئے اور تم پر ظلم و ستم ڈھائے گئے لیکن آج کا وہ دن ہے کہ جس میں جو کچھ تم مانگو دنیا و آخرت کے حاجات میں سے وہ تمہیں میں دوں گا پس ان کا کھانا پینا جنت میں سے ہو گا پس یہ وہ کرامت و اعزاز ہے کہ جس کی مثل کوئی بھی شئی نہیں ہے۔

علامہ مجلسی (رحمہ) فرماتے ہیں کہ یہ کھانے پر زخ میں اتریں گے اور گنبد رحمت

میں تعصب ہوگا جس کا قرینہ آنجناب علیہ السلام کا ارتداد ہے حوائج دنیا و آخرت میں سے

انہیں سے روایت ہے ان کی سند سے عبد اللہ بن حماد بصری کے واسطے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے راوی کہتا ہے مجھ سے آنجناب نے فرمایا تحقیق تمہارے یا فرمایا تمہارے قرب میں ایک ایسی فضیلت ہے کہ جس قسم کی فضیلت کسی کو نہیں دی گئی اور میں گمان نہیں رکھتا کہ تم اس کی کنہ معرفت رکھتے ہو اور نہ ہی اس کی محافظت کرتے ہو اور نہ ہی اس پر نیام کرتے ہو اور اس کے خصوصی اہل ہیں کہ جو اس کے لیے معین ہوئے ہیں اور وہ انہیں دی گئی ان کے حول و قوت کے بغیر بلکہ وہ صرف خدا کا ان پر احسان ہے اور ایسی سعادت ہے کہ جو اس نے انہیں بخشی ہے اور رحمت و رأیت اور تقدیم ہے، میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں وہ کیا چیز ہے کہ جس کی آپ نے تعریف و توصیف تو فرمائی ہے لیکن اس فضیلت کا نام نہیں لیا تو آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی محمد حسین علیہ السلام کی زیارت ہے کیونکہ وہ مسافر ہیں اور غربت و مسافت کی زمین میں ہیں جو اس کی زیارت کرے وہ اس پر گریہ کرتا ہے اور اس کے لیے سون و ملال کرتا ہے وہ جو اس کی زیارت نہیں کرتا اور اس کے لیے جلتا ہے وہ جو وہاں حاضر نہیں دے سکا اور اس کے لیے دعائے ترحم کرتا ہے جو دیکھے ان کے بیٹے کی قبر کی طرف جو ان کی پائنتی کی طرف چلیں میدان میں کہ جہاں نہ کوئی ذوق تھا اور نہ کوئی قریبی رشتہ دار پھر آپ کے حق کو روک دیا گیا اور ایک دوسرے کا ساتھ دیا اہل ارتداد (جو حق و دین کو چھوڑ چکے تھے) نے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو شہید کر دیا اور ضائع کر دیا اور

انہیں فرات کے اسی پانی کے پینے سے روک دیا کہ جسے کتے تک پی رہے تھے اور انہوں نے ان کے بارے میں اور ان کے اہل بیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے حق کو اور ان کی وصیت کو ضائع کر دیا پس آپ اپنی قبر میں اپنے عزیزوں اور شیعوں کے درمیان مٹی کے کئی طبقوں لکھ نیچے زنجی حالت میں پوشیدہ پڑے ہیں کہ جن کا قرب و شتتا کہ ہے وحدت و تنہائی اور ان کے ناناکے مزار سے دوری کی بنا پر اور اس منزل میں ہونے کی وجہ سے کہ جس میں نہیں آتا مگر وہ کہ جس کے دل کا ایمان کے لیے امتحان اللہ نے لے لیا ہے اور جسے ہمارے حق کا اس نے عرفان دیدیا ہے تو میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں میں ان کے پاس آیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں سلطنت و حکومت ان کے اموال کی حفاظت میں مبتلا ہوا اور میں ان کے ہاں مشہور و معروف ہوں لہذا میں نے بقیہ کے طور پر ان کی قبر پر آنا چھوڑ دیا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ ان کے ہاں زیارت کے لیے آنے میں کیا خیر و برکت ہے آپ نے فرمایا کیا تمہیں پتہ ہے کہ کیا فضیلت ہے اس کے لیے جو اس کے پاس آئے اور ہمارے پاس اس کے لیے خیر و جنیل میں سے کیا ہے میں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا اس کی فضیلت تو اتنی ہے کہ اس پر ایمان کے فرشتے فخر و مباہات کرتے ہیں باقی رہی وہ چیز جو اس کے لیے ہمارے پاس ہے تو ہم اس کے لیے ہر صبح و شام تہنم کی دعا کرتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی ہے کہ جب سے آنجناب شہید ہوئے ہیں وہ جگہ کسی دعا و صلوات پڑھنے سے خالی نہیں ہے جو آپ پر صلوات پڑھتا اور دعا کرتا ہے ملائکہ جنات انسانوں اور وحشی جانوروں میں سے ہر چیز آپ کے زائر پر غبطہ اور

زنک کرتی ہے اور تبرکاً اسے مسح کرتی ہے اور اس کی طرف دیکھنے میں خیر کی امید رکھتی ہے کیونکہ اس نے آپ کی قبر کی زیارت کی اور اسے دیکھا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک قوم کو فر کے اطراف میں سے اور دوسرے لوگوں میں آپ کی زیارت کو آتے ہیں اور عورتیں مذہب اور گریہ وزاری کوئی ہیں اور یہ پندرہ شعبان میں ہوتا ہے کوئی کاری قرأت کر رہا ہوتا ہے کوئی قصہ واقعہ بیان کر رہا ہوتا ہے کو مذہب کرتے والا مذہب و گریہ کر رہا ہوتا ہے اور کوئی مرثیہ پڑھ رہا ہوتا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں آپ پر قربان جاؤں میں نے بھن یہ امور دیکھے ہیں جو آپ بیان کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا حمد و تعریف ہے اس خدا کے لیے کہ جس نے کچھ لوگ ایسے قرار دیئے ہیں جو ہمارا زیارت کو آتے ہیں اور ہماری مدح و ثنا کرتے ہیں اور ہمارا مرثیہ پڑھتے ہیں اور ہمارے کچھ دشمن ہیں ہمارے تقلید میں سے یا دوسرے لوگوں میں سے کہ جو ان پر طعن و تشنیع کرتے اور ان کے خون کو باطل قرار دیتے ہیں اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اسے قبیح و برا سمجھتے ہیں۔

اور کتاب بشارۃ المصطفیٰ سے ائمش سے عطیہ کوئی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جابر بن عبد اللہ انصاری کے ساتھ حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے نکلا پس جب ہم کربلا میں وارد ہوئے تو جابر فرات کے کنارے کے قریب ہوئے اور غسل کیا پھر ایک چادر باندھی اور ایک چادر اوپر لی (احرام کی مانند) پھر ایک تھیلی کھولی کہ جس میں سعد (خوشبو) تھی اسے اپنے بدن پر بھڑکا اس کے بعد قدم قدم پر ذکر خدا کرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ قبر مطہر کے قریب پہنچے تو نچھ سے کہا کہ مجھے اس کا لمس کرایا تو وہ قبر

مس کراؤ (چونکہ جابر نابینا تھے غالباً اس لیے فرمایا کہ میرا ہاتھ قبر پر رکھو) پس میں نے انہیں قبر کو لمس کرایا تو وہ قبر پر گر کر بیہوش ہو گئے پس میں نے ان پر پانی چھڑکا تو وہ افاقہ میں آئے اور کہلایا حسین اس لفظ کا تین مرتبہ تکرار کیا اس کے بعد کہا اے ”محبوب جو اپنے محبت کرنے والے کو جواب نہیں دے رہا پھر کہا کسی طرح آپ جواب دیں آپ کی تودل کی رگیں کاٹ دی گئیں اور آپ کے بدن اور سر میں جدائی ڈال دی گئی ہیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان کے بیٹے ہیں کہ جو سب انبیاء سے بہتر و افضل تھے اور آپ مومنین کے سرور کہ بیٹے ہیں کہ جو تقویٰ کا حلیف و ہم قدم تھا اور ہدایت کے سلسل ہیں اور اصحاب کسار میں سے آپ پانچویں ہیں اور سید نقباء اور فاطمہ سیدۃ النساء کے بیٹے ہیں آپ ایسے کیوں نہ ہوں جب کہ سید المرسلین کی ہتھیلی سے آپ کو غذا ملی اور متقین کی آغوش میں آپ پہلے اور ایمان کے پستان سے دودھ پیاؤ اسلام کے ساتھ آپ کی دودھ بڑھائی ہوئی اور آپ نے پاک و پاکیزہ زندگی گزاری اور پاک و پاکیزہ موت آپ کو نصیب ہوئی مگر یہ کہ مومنین کے دل آپ کی جدائی سے خوش نہیں ہیں لیکن انہیں آپ کے لیے جس چیز کو پسند کیا گیا آپ کی حیات و زندگی میں انہیں شک و شبہ نہیں ہے پس آپ پر اللہ کا سلام اور اس کا رضوان ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اسی راستہ پر چلے کہ میں پر آپ کے بھائی رحیمی بن زکریا چلے تھے۔ پھر انہوں نے آپ کی قبر کے گرد اپنی آنکھوں کو پھیرا اور کہا۔

السلام علیکم ایہا الارواح التي جلت بفناء قبر الحسين عليه السلام
وانا خت برحله اشهد انکم اقمتم الصلوة و آتیتم الزکوۃ و امرتم بالمعروف

وَنَعِيَمُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَجَايِدُ تَمَّ الْمَلْعَدِينَ وَعَبْدُ تَمَّ اللَّهُ حَتَّى اتَاكَهُ الْيَقِينُ۔
 تم پر سلام ہو وہ ارواح کہ جو قبر حسین کے صحن میں اترے اور ان کے سارے سامان
 کے سامنے جنہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگوں نے
 نماز کو قائم کیا اور زکات دی اور امر معروف کیا اور نہی از منکر کی اور
 ملحدین اور منکرین خدا سے چھا دیا اور اللہ کی عبادت کی یہاں تک کہ تمہیں
 موت آگئی اور قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو حق کیساتھ
 مبعوث کیا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ شریک تھے اس چیز میں کہ جس میں تم داخل
 ہوئے۔

عطیہ کتنا ہے میں نے کہا ہم کس طرح شریک ہو گئے جب کہ ہم نہ کسی
 وادی میں اترے اور نہ کسی پہاڑ پر چڑھے اور تنوار سے کسی کو قرب لگائی
 جب کہ ان لوگوں کو نہ بدن اور اولاد میں جدائی ہوئی اور ان کی عورتیں بیوہ
 ہوئیں تو جابر نے مجھ سے کہا اے عطیہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ کو یہ
 کہتے سنا کہ جو کسی قوم سے محبت کرے وہ ان کے ساتھ حضور ہوگا اور جو کسی
 قوم کے عمل کو دوست رکھے وہ ان کے عمل میں شریک ہوگا قسم ہے اس کی
 جس نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میری تبت اور میرے ساتھیوں کی غیبت
 اسی چیز پر ہے کہ جس پر حسین اور ان کے اصحاب چلے ہیں اب مجھے پکڑ کر کوثر
 کے گھردن کی طرف لے چلو پس جب ہم نے کچھ راستہ طے کیا تو جابر نے کہا
 اے عطیہ کیا میں تجھے وصیت و نصیحت کروں اور میں گمان نہیں رکھتا کہ ان
 سفر کے بعد میری تجھ سے ملاقات ہو آل محمد کے محب و دوست سے محبت
 رکھو جب تک وہ ان سے محبت رکھے اور آل محمد سے بغض و دشمنی رکھنے والے

سے بغض و دشمنی رکھو جب تک وہ ان سے بغض رکھتا ہے چاہے وہ ہمیشہ روزے
 رکھتا اور ساری ساری رات عبادت کرتا ہو اور محب آل محمد سے نرمی کرو
 کیونکہ اگر ان کے گناہوں کی کثرت کی بناء پر ایک قدم ان کا پیسلے تو دوسرا ان
 کی محبت کا دیر سے ثابت رہے گا کیونکہ ان کا محب کی طرف لڑے گا اور ان کا
 میغض جہنم کی طرف لڑے گا۔



jabir.abbas@yahoo.com

تیسری فصل

قبر امام پر حکمرانوں کے مظالم :-

مظلوم کا آپ کی قبر اور پر ظلم و جور

ابن اثیر نے کالمیں دو سو چھتیس ہجری کے واقعات میں کہا ہے اسی سال متوکل نے امام حسین علیہ السلام کی قبر اور اس کے اطراف کے مکانات اور گھروں کے منہدم کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ آپ کی قبر والی جگہ پر ہل چلا کر بیج بویا جائے اور اسے پانی سے سیراب کیا جائے اور یہ کہ لوگوں کو آپ کی زیارت کے لیے آنے سے منع کیا جائے لہذا اس طرف لوگوں میں منادی کرائی جس کو تین دن کے بعد حسین کی قبر کے پاس ہم نے پایا تو اس کو ہم زمین کے نیچے کی بند کو ٹھٹھی میں قید کریں گے پس لوگ بھاگ گئے اور آپ کی زیارت چھوڑ دی اور آپ کی قبر کو خراب کیا گیا اور وہاں زراعت کی گئی۔

اور متوکل یمن بہت زیادہ حضرت علی اور ان کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا اور جس کسی کے بارے میں اسے یہ اطلاع ملتی کہ وہ حضرت علی اور ان کے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے تو اس کا مال اور خون بہانے میں لگا رہتا تھا۔

اور اس کے تدلیوں میں سے ایک جادہ عننت تھا وہ اپنے کپڑوں کے نیچے اپنے پیٹ پر تکیہ باندھ لیتا اور مرتنگا کرتا جب کہ وہ گنجائے اودہ متوکل

کے سامنے وہ رقص کرتا اور گانے والے گانا گاتے قد اقبل الاصلع البطين خلیفۃ المسلمین اصلع البطین۔ گنجا بڑے پیٹ والا مسلمانوں کا خلیفہ آرہا ہے (نبی امیہ اور دوسرے دشمنان علی نے مشورہ کر رکھا تھا کہ حضرت علی ایسے ننھے) اور متوکل شراب پیتا اور ہنستا تھا اس خبیث نے ایک دن یہی کھیل کھیلا جب کہ المنقرض بھی موجود تھا تو اس نے عبادہ کی طرف اشارہ کیا اور اسے دھکی دی تو وہ اس کے خوف سے خاموش ہو گیا تو متوکل نے کہل تجھے کیا ہو گیا ہے اس نے کھڑے ہو کر بتایا تو المنقرض نے کہا اے امیر جس کی یہ کتا نقابی کرتا ہے اور اس سے لوگ ہنستے ہیں وہ آپ کا چچا زاد بھائی اور آپ کے خاندان کا بزرگ اور اسی سے آپ کا فخر و اعزاز ہے اگر آپ چاہیں تو خود اس کا گوشت کھا لیا کر و سکن اس کتے اور ان نمنبروں کو وہ نہ کھلایا کر تو متوکل نے گانے والوں سے کہا مل کر گاؤ غار الفتی (ابن عم و الفتی فی حرامہ۔ نوجوان کو اپنے چچا زاد کے معاملہ میں غیرت آئی حالانکہ وہ جوان اپنی مال کی شرمگاہ میں ہے۔

ان اسباب میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جن کی وجہ سے المنقرض نے متوکل کے

قتل کو حلال قرار دیا

اور ابو الفرج نے مقابل الطالیین میں کہا ہے کہ متوکل بہت ہی زیادہ سختی سے آل ابو طالب کو تار تار کرتا تھا اور ان کی جماعت پر بہت سختی سے پیش آسمان کے معاملات میں اہتمام کرتا ان پر شدید ضبط و قصب اور تہذیب و کینہ بدگمانی رکھتا اور انہیں مہتمم کرتا اور اس کے وزیر عبید (عبد بن ل) اللہ بن یحییٰ بن خاقان سے ان کے بارے میں بری رائے معلوم ہوئی تو اس کے قبیح فعل

کون کے معاملہ میں اچھا سمجھتا پس آل ابوطالب پر اس انتہاء کو پہنچ گیا یہ کہ اس پہلے کے نبی عباس کے حلفاء میں سے کوئی بھی نہ پہنچا اور ان میں سے ایک حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کو خراب کرنا اور اس کے آثار کو مٹانا اور زائرین کے تمام راستوں پر نگھیان و چوکیدار مقرر کرنا کہ جس کسی کو آپ کی زیارت کرتے دیکھ لیں اسے اس کے پاس لے آئے اور وہ اسے قتل کرتا یا سخت سزا دیتا۔

پس مجھ سے احمد بن جعد الوشاء نے بیان کیا ہے اور اس نے یہ خود مشاہدہ کیا تھا وہ کہتا ہے کہ حسین علیہ السلام کی قبر کو خراب کرنے کا سبب یہ تھا کہ بعض گانے والیاں متوکل کے خلیفہ بننے سے پہلے اس کے پاس اپنی لڑکیاں بھیجا کرتی تھیں کہ جو اس کے شراب پینے کے وقت لایا کرتی تھیں جب وہ خلیفہ ہو گیا تو اس کی مغنیہ کے پاس کسی کو بھیجا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ غائب ہے اور وہ امام حسین کی زیارت پر گئی ہوئی تھی اور اس کو متوکل کی اطلاع مل گئی پس جلدی واپس آگئی اور ایک لڑکی اس نے متوکل کے پاس بھیجی کہ جس سے اسے زیادہ الفت تھی تو متوکل نے اس لڑکی سے پوچھا تم لوگ کہاں تھے تو اس نے کہا میری مالکہ اور سردار حج پر گئی تھی اور ہمیں بھی ساتھ لے گئی تھی اور وہ ماہ شعبان کے دن تھے تو اس نے کہا کہ ماہ شعبان میں تم نے کہاں کا حج کیا تو اس نے کہا حسین کی قبر کا تو وقفہ سے آگے بگولہ ہو گیا اور اس کی مالکہ و ملا کو بلا کر قید کر دیا اور اس کا مال و دولت بھی ضبط کر لیا اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کر جسے دینج کہا جاتا تھا جو یہودی تھا پس مسلمان ہو گیا تھا (پس اسے بھیجا) حسین کی قبر کی طرف اور اسے حکم دیا آپ کی قبر پر ہل جوتے اور

اس کے آثار مٹانے اور جو کچھ اس کے گرد و اطراف میں تھا اسے غراب کرنے کا پس وہ اس مقصد کے لیے گیا اور اطراف میں جو کچھ تھا اسے غراب کیا اور آپ پر قبر پر جو عمارت تھی اسے گرا دیا اور قبر کے گرد تقریباً دو سو جریب زمین میں بن جوتے جب آپ کی قبر تک پہنچا کوئی آگے نہیں بڑھتا تھا پس یہودیوں میں سے کچھ لوگوں کو لے آیا جنہوں نے اسے کھودا اور اس کے گرد پانی جاری کیا اور ہتھیار بند افراد بٹھائے دو چوکیوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا کوئی زائر آپ کی زیارت نہ کرتا مگر یہ کہ اسے کچھڑ کر اس کے پاس بھیج دیتے۔

پس مجھ سے محمد بن حسین اشعری نے بیان کیا وہ کہتا ہے خوف کی وجہ سے میں ان دنوں زیارت سے بعید العمد ہو گیا تھا پھر میں اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اس کام کے لیے تیار ہوا اور ایک شخص روضہ شہداء میں

نے بھی میرا ساتھ دیا پس ہم زیارت کے لیے نکلے دن کو چھپ جاتے اور رات کو چلتے رہتے یہاں تک کہ ہم غاصیہ کے اطراف میں پہنچ گئے اور وہاں سے آدھی رات کو نکلے پس دو مسلح ہتھیار بیدار دچوکیداروں کے درمیان سے ہم چلے کہ جو سوتے ہوئے تھے یہاں تک کہ ہم قبر پہنچے جو ہم سے پوشیدہ ہو چکی تھی پس ہم اس کی علامتیں ڈھونڈنے لگے (سوئکنے لگے اور اس کی جہت تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ ہم وہاں پہنچ گئے جب کہ وہ آپ کے گرد تھا وہ اکھاڑ دیا گیا تھا اور اسے جلایا گیا تھا اور آپ کی قبر سے پانی جاری کیا گیا تھا پس ہم نے آپ کی زیارت کی اور اس پر گزیرے اور اس سے ایسی خوشبو منو گئی کہ جیسی

خوشبو کبھی بھی نہیں سونگھی گئی تھی میں نے اس عطار سے کہا جو میرے ساتھ تھا یہ کوئی خوشبو ہے تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس قسم کا عطر و خوشبو کبھی بھی نہیں سونگھا پس ہم نے آپ سے دوا لے لیا اور قبر کے گرد کئی جگہوں پر علامتیں رکھ دیں تو جب متوسل یعنی مارا گیا تو ہم طایلسین اور شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ اکٹھے ہوئے یہاں تک کہ قبر مبارک پر پہنچے اور وہ علامتیں نکالیں اور قبر متور کو اس حالت کی طرف پلٹایا کہ جس پر وہ پہلے تھی۔

اور مکہ و مدینہ پر اس نے عربین فوج رنجی یا رنجی۔
کو عامل و گورتر بنا لیا جس نے آل ابوطالب کو لوگوں سے سوال کرنے سے او
لوگوں کو ان سے نیکی کی ہے کم ہی کیوں نہ ہوتی مگر یہ کہ وہ اسے سخت سزا دیتا
اور زنی تاوان لگاتا یہاں تک کہ ایک قمیص کئی سویات میں مشرک ہوتی کہ
جس میں وہ یکے بعد دیگر نماز پڑھتیں پھر اسے اتار کر اپنے چرخوں پر سر
نگے اور عریاں بیٹھ جائیں یہاں تک کہ متوسل یعنی مارا گیا تو منتظران کی طرف عطف و
مہربانی سے پیش آیا اور ان سے نیکی و احسان کیا اور کچھ مال بھیجا جو ان میں والی
مدینہ نے تقسیم کیا اور منتظر عام حالات میں اپنے باپ کی غافلت اور اس کے
مذہب کے برخلاف کو ترجیح دیتا اس پر لعن و تشنیع کرتے ہوئے اور اس کے
فعل سے نفرت کرتے ہوئے

اور شیخ طوسی نے امالی میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبدالحمید سے روایت
کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابراہیم دیزج کے پاس گیا اور میں اس کا پڑوسی تھا
اس بیمار ی میں اس کی عبادت کرتے ہوئے کہ جس میں وہ مر گیا تھا میں
نے اسے بری حالت میں پایا، چابک وہ گویا مدہوشی پڑا تھا اور اس کے

پاس طبیب تھا پس میں نے اس سے اس کی حالت پوچھی اور میرے اور اسکے درمیان میں جوں اور انس تھا جو مجھ سے اس کے وثوق اور کشادہ روئی کا باعث تھا پس مجھے اپنی حالت کو چھپانے رکھنے کا کہا اور طبیب کی طرف اشارہ کیا تو طبیب اس کے اشارے کو سمجھ گیا لیکن وہ اس کی حالت کو نہ سمجھ سکا تا کہ وہ اس کو دوا بتاتا کہ جسے وہ استعمال کرتا پس کھڑا ہو گیا اور باہر نکل گیا اور خلوت کر دی پس میں نے اس سے اس کی حالت کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تجھے بتاتا ہوں خدا کی قسم اور اللہ سے استغفار کرتا ہوں متوکل نے مجھے حکم دیا تھا تینویں کی طرف مسین علیہ السلام کی قبر کی جانب نکلنے کا پس ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے کھود ڈالیں اور اس کا نام و نشان مٹا دیں پس میں شام کے وقت اس تاحینہ میں پہنچا اور میرے ساتھ علمہ اور مزدور تھے کہ جن کے ساتھ زمین ناپنے کے آلات اور رسیاں تھیں پس میں نے اپنے لڑکوں اور ساتھیوں سے کہا کہ علمہ کو قبر خراب کرنے اور اس زمین میں ہل چلانے پر لگائیں اور میں نے اپنے آپ کو سفر کی مکان کی وجہ سے چھٹک دیا اور میں سو گیا پس مجھے نیند کہیں لے گئی اچانک شدید شور و غل ہوا اور آواز بلند ہوئی اور لڑکے مجھے اٹھانے لگے پھر میں اٹھ کھڑا ہوا جب کہ میں کھڑے ہوئے تھا تو میں نے لڑکوں سے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے تو انہوں نے کہا بہت عجیب و غریب بات ہے میں نے کہا وہ کیا انہوں نے کہا قبر والی جگہ کچھ لوگ ہیں کہ جو ہمارے اور قبر کے درمیان حائل ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں تیر بھی مارتے ہیں پس میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا تا کہ میں معاملہ کی سمجھ پاؤں تو میں وہاں کچھ پایا جو انہوں نے بیان کیا تھا اور یہ یابی مبین (۱۲-۱۳)

پندرہ کی رات (میں سے ایک رات کی ابتداء کا واقعہ ہے میں نے کہا کہ تم بھی نہیں تیر مارو انہوں نے تیر مارے تو ہمارے تیر ہماری ہی طرف پلٹ آئے ان میں سے کوئی تیر نہیں گرا مگر اس کے اس ساتھی کی طرف کر بے اس نے مارا تھا اور اسے قتل کر دیا پس میں اس سے وحشت زدہ ہو گیا اور گھبرا گیا اور مجھے بخار ہو گیا اور پہلی رزہ طاری ہوا اور میں نے قبر سے اسی وقت کو قح کیا اور میں نے اپنے نفس کو باور کرایا کہ متوکل بچے قتل کر دے گا کیونکہ قبر کے بارے میں تمام وہ کام بجا نہیں لا سکا کہ جن کا اس نے مجھے حکم دیا تھا۔

عبدالحمید کہتا ہے میں نے اس سے کہا جس چیز کا متوکل سے تجھے ڈر تھا اس کی کفایت کی گئی ہے منزل گذشتہ رات کی ابتداء میں مارا گیا ہے اور اس کے قتل میں المنقر نے مدد کی ہے تو اس نے کہا میں نے بھی سنا ہے لیکن میرے جسم میں ایسی کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ یہ دن کے پہلے پہر کی بات ہے پس ویزج نے شام نہیں کی کر مر گیا۔

ابن قیس کہتا ہے کہ ابو الفضل نے کہا کہ منقر نے اپنے باپ کو شاکر وہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو سب و شتم کر رہا ہے پس اس نے رگوں میں ایک شخص سے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا وہ واجب القتل ہے مگر یہ کہ جو شخص اپنے باپ کو قتل کرے اس کی عرطوبتیں نہیں ہوگی اس نے کہا جب میں اس کے قتل کرنے میں اللہ کی اطاعت کر رہا ہوں تو بھرتے اس بات کی پرواہ نہیں کہ میری عرطوبتیں نہ ہو پس اس نے متوکل کو قتل کر دیا اور اس کے بعد سات ماہ زندہ رہا۔

اور اس کتاب میں قاسم بن احمد اسدی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ

متوکل جعفر بن مقفم کو خبر ملی اور دیہات کے لوگ ارض نیسوی میں حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے جمع ہوتے ہیں پس ان میں سے بہت سی مخلوق آپ کی قبر پر جاتی ہے پس اس نے اپنی فوج کا ایک افسر بھیجا اور اس کے ساتھ بہت ہی سارا لشکر بھیجا تاکہ قبر حسین کو کھود ڈالے اور لوگوں کو آپ کی زیارت سے اور وہاں جمع ہونے سے منع کرے پس وہ قائد و افسر طغ کر بلا کی طرف گیا اور جو اسے حکم دیا گیا تھا اور اس پر عمل کیا اور یہ سن دو پینتیس کی بات ہے پس دیہات کی آبادیوں کے لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے خلاف انہوں نے اکٹھا کر لیا اور کہا کہ اگر تم ہم سب کو قتل کر دو تو ہم میں سے جو بچ جائیں گے وہ حسین کی زیارت سے نہیں رکیں گے اور انہوں نے ایسے دلائل و براہین دیکھے کہ جنہوں نے انہیں یہ سب کچھ کرنے پر آمادہ کیا پس اس افسر نے تمہارا معاملہ دربار شاہی میں لکھ بھیجا پس متوکل کا خط قائد و افسر کو ملا کہ وہ ان لوگوں سے رک جائے اور کوفہ کی طرف جائے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اس کا کوفہ کی طرف جانا اہل شہر کے مصالح کے لیے ہے اور شہر کی طرف مائل ہونے کی بنا پر ہے پس وہی معاملہ رہا یا تک کہ سن ستائیس آیا اور متوکل کو بھی خبر ملی کہ اطراف اور کوفہ کے لوگ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے ان کی بہت بڑی جماعت اکٹھی ہو گئی ہے اور وہاں ایک بہت بڑا بازار لگ گیا ہے تو اس نے فوجی افسر بہت زیادہ لشکر کے ساتھ بھیجا اور منادی کو حکم دیا کہ وہ منادی کرے اس سے بری الذمہ ہونے کی جو حسین کی قبر کی زیارت سے منع قطع ہو گئے اور اس نے آل ابی طالب اور شیعوں کی جانچ پڑتال شروع کر دی اور انہیں قتل کرنے لگا لیکن جو ان نے

جو اندازہ لگایا تھا وہ اس کے لیے پورا نہ ہو سکا۔

اور اسی کتاب میں عبد اللہ بن ربیعہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں
۲۲۷ھ دو سو ستالیس میں حج پر گیا جب میں حج سے فارغ ہوا تو عراق کی طرف
گیا پس امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کے لیے حکومت کے
خوف و خطر کے باوجود گیا اور آپ کی زیارت کی اس کے بعد میں امام حسین علیہ
السلام کی قبر کی زیارت کے لیے گیا تو اچانک اس کی زمین پر ہل چلائے گئے تھے اور زمین
کی کھیتی باڑی کے لیے کھدائی کی گئی تھی اور زمین میں کام کرتے دے بیل چھوڑ
گئے تھے پس میری آنکھ اور میری نگاہ کے سامنے یہ منظر تھا کہ میں نے بیوں کو دیکھا
کہ انہیں زمین میں چلایا جاتا تو وہ چل پڑتے لیکن جب قبر کی جگہ کے سامنے جاتے
تو اس سے وائیں اور بایں پھر جاتے پس انہیں چاکوں سے بڑی سختی سے پٹیا جاتا
لیکن یہ چیز نفع بخش نہ ہوتی اور قبر مٹھکھی دھرا اور صلب سے نہ رو دہی جاتی
اور ہوا ہوتی پس میرے لیے زیارت ممکن نہ ہوئی اور میں بغداد کی طرف متوجہ
ہوا اور میں کہتا تھا۔ تاللہ ان کانت امیۃ قد آتت قتل ابن بنت بینہا مظلوماً
قلت اناہ بنو ابیہ مثلہا ہذا العمرک قبرہ مہدوماً أسفوا علی ان لا یوزا
اشابعوا فی قتلہ فلتبعوۃ خدا کا قسم اگر بنی امیہ نے نواسہ رسول کو شہید کیا تو اس کے
باپ کے بیٹوں (بنی عباس) نے بھی اسی قسم کا ظلم کیا ہے تیری جان کی قسم یہ اس
کی قبر منہدم کر دی گئی ہے انہیں افسوس ہے کہ انہوں نے آپ کے شہید کرتے
میں ان کی پیروی نہیں کی پس جب وہ یوسیدہ ہو گیا تو اس کے پیچھے لگے جب
میں بغداد میں پہنچا تو میں نے ہولناک آواز سنی تو پوچھا کیا بات ہے تو لوگوں
نے بتایا کہ پرنس جعفر متوکل کی قتل ہو جانے کی خبر لایا ہے تو مجھے اس سے تعجب

ہوا اور عرض کیا الہی رات کے بدلے رات

اور اسی کتاب میں یحییٰ بن مغیرہ رازی سے روایت ہے وہ کتاب ہے کہ میں جریر بن عبد الحمید کے پاس تھا کہ اچانک اس کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا تو جریر نے اس سے دوگوں کے بارے میں خبر پوچھی تو اس نے کہا میں نے رشید کو اس حالت میں پھوڑا ہے کہ اس نے حسین علیہ السلام کی قبر پر ہل چلائے ہیں اور حکم دیا کہ جو اس میں بیری کا درخت ہے اسے کاٹ دیا جائے پس اسے کاٹ دیا گیا ہے راوی کہتا ہے کہ جریر نے اپنے دو تو ہاتھ بلند کئے اور کہا اللہ کبر اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہمارے ایک حدیث آئی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا لعنت کرے بیری کا درخت کاٹنے والے پر آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا پس ہم اس حدیث کے معنی سے واقف نہ ہوئے تھے اس وقت تک کہ اس کو کاٹنے کا مقصد حسین علیہ السلام کے مصرع و مقتل کو تغیر دینا ہے تاکہ لوگ آپ کی قبر سے واقف نہ ہو سکیں۔

اور اسی کتاب میں عمر بن قریظ رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کتاب ہے کہ مجھے متوکل نے حسین علیہ السلام کی قبر کو خراب کرنے کے لیے بھیجا پس میں اس طرف گیا پس میں نے بیل کے بارے میں حکم دیا پس انہیں تمام قبور سے گزرا گیا جب حسین علیہ السلام کی قبر پہنچے تو وہاں آپ کی قبر سے نہ گزرے وہ کتاب ہے کہ میں نے چاہا کہ اپنے ہاتھ میں لیا اور مسلسل انہیں مارتا رہا یہاں تک کہ وہ چابک میرے ہاتھ میں ٹوٹ گیا لیکن خدا کی قسم آپ کی قبر کے اوپر سے وہ نہ گزرے اور نہ ہی اس کی طرف سے تجاوز کیا۔

اور کتاب مناقب سے روایت ہے کہ
اور کربلا میں جو مال تھا اسے لے لیا اور کہا کہ قبر کو قزاقوں کی ضرورت نہیں
ہے اور اسے شکر پر خرچ کر دیا جب وہ نکلا تو وہ اور اس کا بیٹا راشد
قتل ہو گیا۔

خاتمہ

تو ابین کے حالات، قحط کا خروج کرنا اور حسین علیہ السلام کے
قاتلوں کو اس کا قتل کرنا اور ہم صرف اسی پر اقتصار کرتے ہیں جو کچھ ابن
اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے۔

اس نے کہا ہے کہ تو ابین کا ذکر

کما گیا ہے کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور ابن زیاد وغیرہ سے
اپنی شکر گاہ سے واپس پلٹا اور کوفہ میں داخل ہوا تو شیعہ ایک دوسرے
کو لعنت ملات اور شیعہ کی کالہا کر کے گئے اور انہوں نے سمجھا کہ ان سے
ایک بہت بڑی غلطی ہوئی کہ انہوں نے حسین علیہ السلام کو دعوت دی اور پھر
ان کی نصرت اور ان کی پکار پر لبیک نہیں کی یہاں تک کہ وہ جناب ان کے
پہلو میں ہی شہید ہو گئے اور انہوں نے سمجھا کہ یہ تنگ دماغ اور گناہ و معصیت
کا داغ نہیں دھل سکتا جب تک کہ وہ انہیں قتل نہ کریں جو آپ کے قاتل
ہیں یا وہ خود نہ قتل ہو جائیں پس وہ رؤساء شیعہ میں سے پانچ افراد
کے ہاں جمع ہوئے سلیمان بن مردخسائی جو کہ صحابی رسول تھے یہ مسیب
بن نجیحہ قراری اور وہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب ہیں سے تھے عبداللہ

بن سعد بن نفیل ازوی نے عبداللہ بن وال تیمی جو کہ یکبر بن واسلہ میں سے
تیم ہے ۵۰ رفاعہ بن شداد بکلی اور یہ سب حضرت علی علیہ السلام کے بہترین
صحابی تھے پس یہ لوگ سلیمان بن مرد و خزاعی کے گھر جمع ہوئے۔

پس مسیب بن نجیح نے ابتدا کی اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کہا ابا عبد
کہ ہم طویل زندگی سے مبتلا اور انواع و اقسام کے فتنوں سے متعرض ہوئے
ہیں پس ہم اپنے پروردگار سے رغبت و آرزو رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ان
لوگوں میں سے قرار دے کہ تمہیں وہ کل کہے گا (اولو نعمہ کہ ما
یستد کر فیہ من تذکرہ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمریں نہیں دی تھیں کہ جن میں جس کو
جو کچھ سوچنا سمجھنا ہو مروج سمجھ لے۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ عمر کہ جس میں اللہ
فرزند آدم تک عذر و معذرت پروری کر دیتا ہے وہ ساٹھ سال ہے ہم
سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں کہ ہوا اس عمر تک پہنچ گیا ہو اور ہم اپنے نفوس
سے تزکیہ کرنے میں نقصان اور خسارے میں رہے ہیں پس خدا نے ہمیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے سلسلہ میں ہر موقع پر ہمیں بھوٹا پایا ہے اور اس
سے پہلے ہم تک آپ کے خطوط اور قاصد پہنچ چکے تھے اور اپنا عذر رکھیں
کہ چکے تھے آپ نے لٹھتے ہوئے اور ابتدا کرتے ہوئے اور ظاہر
بظاہر اس سے اپنی نفرت و مدد کا سوال کیا لیکن ہم نے اپنے نفسوں کو
پیش کرنے میں بخل سے کام لیا یہاں تک کہ ہمارے پہلو میں آپ شہید ہو
گئے نہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے ان کی مدد کی ہے اور نہ ہی اپنی زبانوں
کے ساتھ ہم نے ان کی طرف سے جہل و نزاع کیا ہے اور نہ ہی مال و دولت

سے ہم نے انہیں قوت بہم پہنچائی ہے اور نہ ہی ہم نے اپنے قبائل و مشائر سے ان کے لیے نصرت و مدد و طلب کی ہے پس کیا عذر ہے ہمارے پاس ہمارے پروردگار کے ہاں اور اپنے نبی کی ملاقات کے وقت جب کہ ہمارے اندر ہی اس کے حبیب کا بیٹا اور نبی کی خدیت اور ان کی نسل شہید کر دی گئی خدا کی قسم ہمارے پاس کوئی عذر نہیں بغیر اس کے کہ تم اس کے قاتل کو قتل کرو اور جنہوں نے اس کے خلاف قسطنط پیدا کیا یا اس مقصد کے حصول میں خود قتل ہو جاؤ تو پھر شاید ہمارا پروردگار اس وقت ہم سے راضی ہو جائے ورنہ میں اس کی ملاقات کے وقت

اس کے عقاب و عذاب

سے مامون نہیں ہوں اے قوم اپنے میں سے ایک شخص کو اپنا والی و سرپرست بناؤ جو نہ تمہارے لیے ایک امیر کا ہونا ضروری ہے کہ جس کی طرف تم جا کر پناہ لو اور ایک جھنڈا اور ایک علم ہونا چاہیے کہ جسے تم گھیرے رہو اور دفاع بن شداد کھڑے ہو گئے اور کہا۔

اما بعد بیشک خدا نے آپ کو زیادہ درست بات کی طرف ہدایت کی ہے اور آپ نے زیادہ رشید و ہدایت یافتہ امر کی طرف ہدایت کی ہے کہ آپ نے فاسقین سے جہاد کرتے اور بہت بڑے گناہ سے توبہ کرنے کی طرف بلایا ہے پس آپ کی بات مسوع ہے اور آپ کے قول کی طرف لبیک کہی جائے گی اور آپ نے کہا ہے کہ اپنے امر و معاملہ کی ولایت و امریت کسی شخص کے سپرد کرو کہ جو تمہارا راہب و نفع دہ ہو اور اسی کے جھنڈے کو تم گھیرے رہو اور ہمارے رائے بھی وہی ہے جو آپ

کی رائے ہے اگر وہ شخص آپ ہوں تو آپ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ہم میں آپ کا خلوص و نصیحت قابل قبول ہیں اور آپ ہماری جماعت میں محبوب ہیں۔

اور اگر آپ کی اور ہمارے اصحاب کی رائے یہ ہو کہ ہم اپنے اس امر کا والی شیخ الشیعہ و صاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ صاحب سبقت و قدم سلیمان بن مرد بنصرہ اعلیٰ بنائیں جو اپنی شجاعت و بہادری اور دین و دیانت میں قابل تعریف اور عقلمندی و ہوشیاری میں قابل وثوق ہیں۔

اور عبد اللہ بن سعد نے بھی اسی قسم کی گفتگو کی اور مسیب و سلیمان دونوں کی تعریف کی تو مسیب نے کہا کہ تمہارے رائے صاحب و درست ہے پس سلیمان بن مرد کو اپنا ولی و امیر انتخاب کر لو پس سلیمان نے گفتگو شروع کی ابا بعد میں ڈرتا ہوں کہ نہ ہوں ہمارا آخر اس زمانہ کی طرف کہ جس میں زندگی تنگ ہو گئی ہے اور مصیبت عظیم ہو گئی ہے اور ظلم و جور عام و شامل ہو گیا ان شیعوں میں سے صاحبان تعقلیت کو اس چیز کی طرف کہ جو اچھی ہے کیونکہ ہم نے گروہی لمبی کی تھیں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے قدم اور آنے کی طرف انہیں ہم نے نصرت کی تمنا و آرزو دینی تھی اور انہیں آنے پر انگیفہ اور آمادہ کیا تھا جب وہ آئے تو ہم نے سستی کی اور عاجز ہو گئے اور غفلت سے کام لیا اور ایک دوسری کی انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ہمارے نبی کا بیٹا اور فرزند اور ان کی زندگی کا بچہ اور ان کے گوشت اور خون کا ایک حصہ شہید ہو گیا جب کہ وہ فریاد کرتا رہا اور عدل و انصاف کا سوال کرتا رہا اور وہ اسے نہ دیا گیا فاسقوں نے اتنی تیروں کا نشاۃ اور نيزول

کا گول دائرہ بنایا یہاں تک اسے اپنا مقصد بنالیا اور اس پر تجاؤز کیا اور اس سے انصاف چھین لیا خبردار کھڑے ہو جاؤ تمہارا پروردگار تم پر ناراض ہے اور اپنی بیویوں اور بیٹوں کی طرف نہ لوٹو یہاں تک اللہ تم سے راضی ہو خدا کی قسم مجھے امید نہیں کہ وہ تم سے راضی ہو جب تک تم ان سے جنگ اور مقابلہ نہ کرو کہ جنہوں نے اسے شہید کیا ہے فیردار موت سے نہ ڈرو کیونکہ کوئی شخص اس سے نہیں ڈرا نگریہ کہ وہ ذلیل ہوا اور بنی اسرائیل کی طرح ہو جاؤ جب ان سے ان کے نبی نے کہا تھا "تم نے اپنے بچھڑے کو معبود بنا کر ظلم کیا ہے پس اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو پس اپنے ہی نفسوں کو قتل کرو، پس انہوں نے گھٹتے ٹیک کر ایسا کیا اور گردنیں لمبی کیں جب انہیں علم ہو گیا کہ انہیں اتنے عظیم گناہ سے کوئی چٹ نجات نہیں دے گی مگر قتل ہوتا پس تنہا ہی کیا کیفیت ہوگی اگر تمہیں اس چیز کی طرف بلایا گیا جس طرف وہ بلائے گئے اتھوں نے اپنی تلواروں کو تیز کیا اور نیزوں کو جڑا (واعذوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل) اور تیار کرو تم ان کے بے اتنی قوت کہ جس کی تم استطاعت رکھتے ہو اور بندھ ہوئے گھوڑے " یہاں تک کہ تمہیں بلایا جائے اور تمہیں فوراً لے جایا جائے۔

پس خالد بن سعد بن نفیل نے کہا رہا میں تو خدا کی قسم اگر مجھے علم و یقین ہو جائے کہ مجھے میرے گناہ سے مجھے نجات دے گا اور میرے پروردگار کو مجھ سے میرا اپنے آپ کو قتل کرنا راضی کر دے گا تو میں اپنے آپ کو قتل کر دیتا اور میں گواہ بناتا ہوں تمام ان افراد کو جو حاضر ہیں کہ میں جس میں چیز کا مالک ہوں سوائے ان ہتھیاروں کے کہ جن کے ساتھ میں

اپنے دشمن سے جنگ کروں گا باقی سب کچھ صدقہ ہے مسلمانوں کے لیے کہ وہ اس سے فاسقوں سے جنگ کرنے میں قوت و طاقت حاصل کریں۔
ابو المعتمر بن حبیب بن ربیعہ کنانی نے بھی اسی قسم کی گفتگو کی۔

توسیمان نے کہا تمہارے لیے کافی ہے کہ جو شخص اس میں سے کچھ چاہتا ہے تو وہ عبداللہ بن دالمی کے پاس لے آئے پس جب اس کے پاس اتنا مال جمع ہو جائے کہ جسے تم لے جانا چاہتے ہو تو اس کے ساتھ ہم تمہارے اتباع میں سے صاحب حاجت و مساکین کو تیار کریں گے۔

اور سلیمان بن مروانہ سعد بن حذیفہ بن یمان کو خط لکھا جس میں اسے وہ کچھ بتایا کہ جس کا عزم کر چکے تھے اور اسے اور مدائن میں اس کے ساتھ جو شیعہ تھے ان کو اپنی مسعدت و مدد کے لیے بلایا پس سعد بن حذیفہ نے وہ خط مدائن کے شیعوں کے سامنے پڑھا تو انہوں نے بھی اس دعوت کو قبول کیا اور سلیمان بن مروانہ کو خط لکھا کہ جس میں انہیں بتایا کہ وہ اس تحریک کے ساتھ ہیں اور مسعدت اور مدد کے لیے تیار ہیں۔

اور سلیمان نے ایک خط مثنیٰ بن عزیہ عبدی کو لکھا کہ جس قسم کا خط سعد بن حذیفہ کو لکھا تھا تو مثنیٰ نے اسے جواب دیا کہ ہم شیعہ جماعت نے اللہ کی حمد و ثنا کا ہے اس چیز پر جو تم نے عزم و ارادہ کیا ہے اور ہم انشاء اللہ اس مقررہ وقت پر تمہارے پاس پہنچ جائیں گے جو تم نے معین کیا اور خط کے آخر میں لکھا

آخر اشعار تک نظر میں رکھ گویا میں تیرے پاس علامت لگائے ہوئے آ گیا ہوں۔

پس سب سے پہلے جس امر کی انہوں نے شہادت حسین علیہ السلام کے بعد ابتداء کی سن اکٹھ ہجری میں وہ یہ تھی وہ مسلسل آلات جنگ جمع کرتے اور لوگوں کو حسین علیہ السلام کے خون کے مطالبہ کرنے کے لیے بلاتے رہے پس لوگ ان کی دعوت کو قبول کرتے اور وہ اسی حالت پر رہے یہاں تک کہ یزید بن معاویہ سن چوتھ میں مر گیا تو جب یزید مر گیا تو سلیمان کے پاس ان کے ساتھ آئے اور ان سے کہا کہ یہ سرکش و طاعن تو مر گیا ہے اور حکومت اس وقت کمزور ہے اگر آپ چاہیں تو ہم مرو بن حریش پر حکم کریں اور وہ کوثر پر ابن زیاد کا جانشین ہے پھر ہم خون حسین کے مطالبہ کو ظاہر کریں گے اور ان کے قاتلوں کا پیچھا کریں گے اور لوگوں کو ان کے اہل بیت کی طرف بلائیں گے کہ جن پر دوسروں کو ترجیح دی گئی اور جنہیں ان کے حق سے دور رکھا گیا۔

توسلیمان بن مرو نے کہا

توسلیمان بن مرو نے کہا جلدی نہ کرو میں نے اس چیز میں غور و فکر کیا ہے کہ جسے تم نے ذکر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ حسین علیہ السلام کے قاتل اشرار کو فر اور اس کے بڑے لوگ ہیں جو کہ عربوں کے شاہسوار ہیں اور وہی ہیں کہ جن سے خون حسین کا مطالبہ ہے جب انہیں معلوم ہو گیا وہ کچھ کر جو تم چاہتے ہو تو وہ تمام لوگوں کی نسبت تمہارے شدید مخالف ہو جائیں گے اور تم میں سے جو لوگ میرے پیچھے ہیں انہیں میں نے دیکھا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ اگر یہ خرد و جگر میں تو وہ خون کا بدلہ اور انتقام نہیں لے سکیں گے اور اپنے نفس کو شفا نہیں بخش سکیں گے اور وہ اپنے دشمن کے لیے قربانی کا لیلہ بن

جائیں گے لیکن اپنے دعوت دینے والوں پھیلا دو اور اپنے اس امر کی طرف لوگوں کو دعوت دو پس انہیں نے ایسا کیا تو بہت سے لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا یزید کے ہلاک ہونے کے بعد

اس کے بعد اس کو فر نے عمرو بن حریث کو نکال دیا اور ابن زبیر کی بیعت کر لی اور سلیمان اور ان کے ساتھی لوگوں کو دعوت دیتے رہے جب یزید کے مرنے سے چھ ماہ گزر گئے تو مختار بن ابوعبیدہ کو فر میں پندرہ مضان کو آئے اور عبداللہ بن یزید انصار بن ابی زبیر کی طرف سے کو قہ پر امیر بن کرمہ رمضان کے اختتام سے اٹھ دن رہتے تھے کہ آیا اور ابداہم بن محمد بن طلحہ اس کے ساتھ ہی کو قہ کے خراج اور محصول لینے کے لیے آیا اور مختار نے لوگوں کو تائبین حسینؑ سے قتال اور جنگ کے لیے بلانا شروع کیا اور وہ کہتا تھا کہ میں مہدی محمد بن حنفیہ کی طرف سے وزیر امین کے طور پر ہوں گا پاس آیا ہوں پس شیعوں کا ایک گروہ اس کی طرف پلٹ آیا اور مختار کا کھانا تھا کہ سلیمان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ خروج کرے اور خود اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں انہیں قتل کرادے وہ جنگ کی بعیرت نہیں رکھتا اور عبداللہ بن یزید کو مختار کے اس کے خلاف کو قہ میں انہیں دو فوج خروج کرنے کی اطلاع ملی اور اس سے کہا گیا کہ مختار کو قید کر لو اور اسے انجام کار سے ڈرایا گیا اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو عبداللہ نے کہا اگر اتوں نے ہم سے جنگ کی تو ہم بھی ان سے جنگ کریں گے اور اگر انہوں نے ہمیں چھوڑے رکھا تو ہم بھی انہیں طلب و تلاش نہیں کریں گے یہ لوگ حسین بن علی علیہ السلام کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں جب تک یہ امن و امان سے خدا کی ان پر

رحمت ہو پس یہ ظاہر بظاہر نکلیں اور جنہوں نے حسین علیہ السلام کو قتل کیا ہے ان کی طرف جائیں وہ ان کی طرف بڑھ رہا ہے یعنی ابن زیا اور میں بھی ان کی پشت پناہی کروں گا یہ ہے ابن زیا و جو حسین علیہ السلام کے قاتل اور تمہارے خیار و امثال (اپنے اور افضل) لوگوں کا قاتل تمہاری طرف متوجہ ہوا ہے اور اس سے گزشتہ لڑائی منہج کی پل پر لوگ جدا ہوئے ہیں میں اس سے جنگ کرنا اور اس کے مقابلہ میں تیار سی کرنا اس سے بہتر ہے کہ تم آپس میں جنگ اور قوت آزمائی کرتے ہو پس تم میں سے بعض بعض کو قتل کرے اور جب دشمن سے تمہارا سامنا ہو تو تم کمزور ہو چکے ہو اور یہی تو اس کی آرزو و تمنا ہے تمہاری طرف مخلوق خدا میں سے سب سے بڑا دشمن تمہارا رہا ہے کہ جو خود اور اس کا باپ تم پر سات سال تک دالی و گورنر رہا ہے اور وہ دو تہہ پاکر امن اور اہل دین لوگوں کے قتل سے باز نہیں رہتا تھا وہی ہے کہ جس نے تمہیں قتل کیا اور تمام مصیبتیں تم پر اسی کی وجہ سے آئیں اور یہ وہی ہے کہ جس نے اسے قتل کیا ہے کہ جس کے خون کی تم منادی اور پکار کرتے ہو وہ تمہاری طرف آ رہا ہے پس تم اپنی تیر و ہار اور شوکت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو یہ شوکت و وہد یہ اس کے لیے قرار دو نہ کہ اپنے نفسوں کے لیے میں تمہیں مخلصانہ نصیحت کرتا ہوں اور مروان نے ابن زیا کو جزیرہ کی طرف بھیجا تھا اور وہ جب وہاں سے فارغ ہوا تو عراق کی طرف چل پڑا۔

جب عبداللہ بن یزید اپنی گفتگو سے فارغ ہوا تو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کہا اے لوگو تمہیں عوارزنی اور شجاعت و بہادری دیکھانے سے اس دعوے

کی بات دھوکہ نہ دے خدا کی قسم اگر کسی خروج کرنے والے نے ہماری طرف خروج کیا تو ہم اس سے جنگ کریں گے اگرچہ ہم موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں یہ لوگ ہمارے خلاف خروج کرنا چاہتے ہیں ہم باپ کو بیٹے کے بدلے اور بیٹے کو باپ کے بدلے اور دوست کو دوست کے بدلے اور تعیب و مرلیف کو ان کے بدلے کہ جو اس کی عزت و تقابلیت میں ہیں گرفتار کریں گے یہاں تک کہ وہ دین کے پیرو ہوں اور اطاعت کو قبول کریں۔

پس مسیب بن نبیحہ اس پہل پہل پڑے اور اس کی بات کاٹ دی اور اس کے بعد کہا اے بیعت توڑتے والوں کے بیٹے تم ہمیں تلوار اور شجاعت و دلیری کی دھمکی دیتے ہو تم خدا کی قسم اس سے کہیں زیادہ ذلیل ہو ہم تجھے ہم سے بغض و حسد رکھنے میں ملازمت نہیں کرتے کیونکہ ہم نے تیرے باپ اور دادے کو قتل کیا ہے باقی رہے آپ اے امیر تو آپ نے درست بات کہی ہے تو ابراہیم نے کہا خدا کی قسم تم ضرور جنگ کرو گے اور اس نے کمزوری دکھائی ہے (یا مکاری کہے) یعنی عبداللہ بن یزید تو اس سے عبداللہ بن وال نے کہا تجھے اس چیز پر کیا حق اعتراض ہے جو ہمارے اور ہمارے امیر کے درمیان ہے تم ہمارے امیر نہیں ہو تم تو اس جزیہ و خراج کے امیر ہو لہذا تم اپنے خراج کی طرف متوجہ رہو اور اگر تم اس امت کے امر حکومت کو خراب کرتا چاہتے ہو تو تیرے باپ دادا نے بھی کیا تھا اور ان دو پر بدائی کا دائرہ اور چکر تھا۔ پس انہیں ان لوگوں نے برا بھلا کہا جو ابراہیم کے ساتھ تھے اور انہوں نے انہیں گالیاں دیں اور امیر منبہ سے اترا آیا اور ابراہیم نے اسے دھمکی دی کہ وہ اس کی شکایت ابن زبیر کو لکھ بھیجے گا پس عبداللہ

اس سے گھرا یا اور اس سے عذر و معذرت چاہی اور اس نے اس کی معذرت قبول کر لی۔

اس کے بعد سلیمان کے ساتھی نکلے اور وہ ظاہرِ بظاہر متحیر و حیریدہ لگے اور تیار کر کے لگے

فخار کا کوفہ میں آنا

شیعہ فخار کو برا بھلا کہتے تھے اور اسے عیب لگاتے تھے اس چیز کی بناء پر جو امام حسن بن علی علیہ السلام کے معاملہ میں اسی سے ہوئی تھی جب آپ کو مقامِ ساباط میں چھرا مارا گیا تھا اور مدائن کے قصرِ ایض میں اٹھالے گئے یہاں تک کہ حسین کا زمانہ آیا اور امام حسینؑ نے جنابِ مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا اور فخار اس وقت اپنی ایک بستی پہلے سے طے شدہ وقت سے تھیں تھا جیسا کہ گزشتہ چکاپے پس فخار اپنے موالی اور غلاموں میں آیا اور مغرب کے بعد بایں بیک پہنچا اور عبید اللہ بن زیاد سے عمرو بن حریش کو مسجد میں بٹھایا ہوا تھا اور اس کے ساتھ جھنڈا تھا پس فخار وہاں رک گیا نہیں جانتا تھا کہ کیا کرے تو عمرو کو اس کی خبر ملی تو اس نے اسے بلایا اور اسے امان دی تو فخار اس کے پاس حاضر ہوا۔

جب صبح ہوئی تو عمارہ بن ولید بن عقبہ نے فخار کا معاملہ عید اللہ سے ذکر کیا تو اس نے فخار کو بھی حاضر کیا ان لوگوں میں کہ جو اس کے دربار میں حاضر ہوئے اور اس سے کہا کہ تم آئے تھے گروہ لیکر تاکہ ابن عقیل کی مدد کرو تو فخار نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا لیکن میں تو آیا اور عمرو کے جھنڈے تلے اتر اور عمرو

لے بھی اس کی گواہی دی پس اس یعن نے مختار کے چہرے پر چھڑی ماری جس سے اس کی آنکھ کی پلک الٹ گئی اور کہا اگر عمر کی شہادت نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا پھر اسے قید کر دیا یہاں تک کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ اس کے بعد مختار نے کما کو عبد اللہ بن عمر بن خطاب کے پاس بھیجا اور اس سے اپنے بارے میں سفارش کرتے کا سوال کیا اور ابن عمر نے مختار کی بہن صفیہ بنت ابی عبیدہ سے شادی کی ہوئی تھی پس ابن عمر نے یزید کو خط لکھا جس میں مختار کی سفارش کی پس یزید نے ابن زیاد کو کہہ بیجا جس میں مختار کو چھوڑ دینے کا حکم تھا پس اس نے مختار کو چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ وہ کوفہ میں تین دن سے زیادہ قیام نہیں کر سکتا پس مختار حجاز کی طرف نکل گیا پس اس سے ابن العرق واقعہ سے پیچھے ملا اور اس پر سلام کیا اور اس کی آنکھ کے بارے میں پوچھا تو مختار نے کہا ناینہ کے بیٹے نے بھڑی زور سے ماری ہے پس اس طرح ہو گئی ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو اس کے بعد کہا خدا مجھے قتل کرے اگر میں نے اس کے پو دوں اور اعضاء و جوارح کے ٹکڑے ٹکڑے کئے۔

پھر مختار نے اس سے ابن ذبیر کے بارے میں سوال کیا تھا اس نے کہا کہ اس نے بیت الحرام میں پناہ لے رکھی ہے اور وہ پوشیدہ طور پر بیعت لیتا ہے اگر اس کی شوکت و طاقت زیادہ ہو گئی اور اسے کثیر تعداد میں آدمی مل گئے تو وہ اپنی بیعت ظاہر بظاہر لے گا۔

تو مختار نے کہا ہے وہ اس وقت دنیا کے عرب کا مروہ ہے اور اگر وہ میری رائے کی پیروی کرے تو میں لوگوں کے معاملہ کی کفایت کروں گا قتل و فساد کی کڑک و چک شروع ہو گئی اور گویا وہ چھوٹ چکا ہے پس جب کسی جگہ تکو

میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ظہور کیا ہے اور میں شہید مظلوم جو مقتول ہوا تھا اور سید المسلمین اور سید المرسلین کے نواسہ حسین بن علی کے خون کا میں نے مطالبہ کیا ہے تو خدا کی قسم تو میں آپ کے قتل کے بدلے اتنے افراد قتل کروں گا کہ جتنے حضرت یحییٰ بن زکریا کے خون پر قتل ہوئے تھے۔

اس کے بعد فخر چلا گیا اور ابن العرق اس کی بات پر تعجب کرتا رہا ابن العرق کہتا ہے خدا کی قسم میں نے وہ آنکھوں سے دیکھا جو فخر سے ذکر کیا تھا اور میں نے اسے ججاج بن یوسف کے سامنے بیان کیا تو وہ ہنسا اور کہا کیا کہنا فخر کا کیا دیندار، جنگ کو بھڑکانے والا اور دشمنوں کو مارنے والا شخص تھا۔

پھر فخر ابن زبیر کے پاس آیا تو ابن زبیر نے اس سے اپنا معاملہ چھپایا پس وہ اس سے الگ ہو گیا اور ایک سال تک اس سے غائب رہا پھر اس کے بارے میں ابن زبیر نے سوال کیا تو اس سے کہا گیا کہ وہ طائف میں ہے اور یہ کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ صاحب غضب اور جباروں کو چلانے والا ہے اس کو کیا ہو گیا ہے خدا اس کو قتل کرے اس نے کسی چھوٹے کا ہنمناکی پیروی کی ہے اگر خدا نے جباروں کو ہلاک کیا تو ان میں سے پہلا فخر ہو گا۔

وہ یہی بات کہہ رہا تھا کہ فخر مسجد میں داخل ہوا پس طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور بیٹھ گیا اور اس کی جان پہچان والے آکر اس سے باتیں کرنے لگے لیکن وہ ابن زبیر کے پاس نہ آیا پس ابن زبیر نے اس پر عباس بن سہل ابن معرکہ مقرر کیا پس وہ اس کے پاس آیا اور اس کے حالات پوچھے اس کے بعد اس سے کہا آپ جیسا انساناں اس سے غائب رہے کہ جس پر

اشراف قریش انصار اور تنقیف کا اجتماع و اکٹھ ہو چکا ہے اور کوئی قبیلہ نہیں بچا
 گئے یہ کہ اس کا زعم و دُرس اس کے پاس آیا ہے پس آپ بھی اس شخص کی بیعت کر
 لیں تو غدار نے کہا کہ میں پہلے سال اس کے پاس آیا تھا اور اس کی اپنی خبر مجھ
 سے پھپھائی جب اس نے مجھ سے استغناء و لاپرواہی دکھائی تو میں نے بھی چاہا
 کہ میں اسے دکھاؤں کہ میں بھی اس سے مستغنی ہوں پس عباس نے اس سے کہا آج
 رات اس سے ملو اور میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گا پس غدار نے اسے قبول کر
 لیا پھر غدار کے بعد ابن زبیر کے پاس آیا پس غدار نے کہا کہ میں تمہاری
 بیعت کرتا ہوں اس شرط پر کہ کس معاملہ کا فیصلہ میرے بغیر نہیں کرو گے اور
 یہ کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو تیری سلطنت میں داخل ہوں گا اور
 جب تجھے غلبہ حاصل ہو گیا تو اپنے افضل و برتر عمل پر مجھ سے اعانت طلب
 کرو گے تو ابن زبیر نے کہا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول پر میں تجھ سے بیعت
 لوں گا تو اس نے کہا کہ میرا بدترین غلام بھی اس پر تیری بیعت کرے گا خدا کی
 قسم میں تیری بیعت کبھی بھی نہیں کروں گا مگر اسی شرط پر کہ اس کی بیعت کی اور
 اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ مصعب بن عمیر والی جنگ میں حاضر ہوا اور
 اچھی آزمائش و امتحان میں نکلا اور بے جگرہی سے جنگ کی اور ابن شام پر سب
 سے زیادہ سخت تھا۔

جب یزید بن معاویہ مر گیا اور اہل عراق نے ابن زبیر کی اطاعت کر
 لی تو غدار اس کے پاس پانچ ماہ تک رہا جب دیکھا کہ ابن زبیر اسے کہیں کا حال
 مقرر نہیں کرتا تو کوفہ سے جو شخص بھی آتا تو غدار اس سے لوگوں کے حالات
 پوچھتا پس اسے ہانی بن جبہ و داعی نے اسے بتایا کہ اہل کوفہ ابن زبیر کی اطاعت

کام طرف ہانکے گئے ہیں مگر یہ کہ لوگوں کا ایک گروہ ایسا ہے کہ جو باقی اہل کوثر کی تعداد میں ہے اگر کوئی شخص انہیں ان کی رائے جمع کرے تو وہ ایک مدت تک زمین کو کھا سکتا ہے تو مختار نے کہا میں اب اسحاق ہوں میں خدا کی قسم ان کے لیے ہوں کہ انہیں حق پر جمع کروں اور ان کے ذریعہ باطل کے شاہسواروں کا سامنا کروں گا اور ان کے ذریعہ ہر جبار عنید کو ہلاک کروں گا۔

اس کے بعد اپنی سواری پر سوار ہو کر کوثر کی طرف گیا پس جمعہ کے دن حیرہ کی نہر پہ پہنچا پس غسل کیا اور اپنے کپڑے پہنے پھر سوار ہوا اور مسجد سکون قبیلہ اور کنندہ کے قبرستان سے گزرا کسی مجلس سے نہیں گزرتا تھا مگر یہ کہ ان پر سلام کرتا اور کہتا کہ تمہیں نفرت و کامیابی کی بشارت ہو تمہارے پاس وہ کچھ آیا ہے جسے تم پسند کرتے ہو پس بنی بدو کے نزدیک سے گزرا تو عبید بن عمرو بدئی کو ملا جو قبیلہ کنندہ سے تھا اس پر سلام کیا اور اس سے کہا کہ نفرت و کامیابی کی بشارت ہو تو اب عمرو ہے اور ابھی رائے پہنچے کہ جس کے ہوتے ہوئے خدا ہرگز کسی گنہگار کو نہیں چھوڑے گا مگر یہ کہ تجھے بخش دے گا اور نہ ہی کسی برائی گنہگار اس کی پردہ پوشی کرے گا اور عبیدہ بہت بڑا عہد اور بہت بڑا شاعر اور تشیع اور محبت علیؑ میں بہت زیادہ شدید تھا لیکن وہ شراب سے صبر نہیں کر سکتا تھا پس اس نے کہا خدا تمہیں بشارت دے تو کیا آپ ہمارے دکھ درد پر کر رہے ہیں (یا مضبوط کام کرنے والے ہیں) اس نے کہا ہاں آج رات مجھے ملو پھر بنی ہند کے قریب گزرا اور اسمعیل بن کبیر سے ملاقات کی اور اس سے کہا آج رات تم اور تمہارے بھائی مجھ سے ملاقات کرو میں تمہارے پاس وہ کچھ لایا ہوں کہ جسے تم دوست رکھتے ہو اور قبیلہ ہمدان کے ایک حلقہ سے گزرا

تو ان سے کہا میں تمہارے پاس وہ کچھ لایا ہوں جو تمہیں خوش کریگا، پھر مسجد میں آیا اور لوگوں نے اس کی طرف جھانک جھانک کر دیکھا پس ستون کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ جیب نماز کی اقامت کہی گئی تو مختار نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جمعہ اور عصر کے درمیان نماز پڑھنا ہوا اس کے بعد اپنے گھر واپس گیا اور شیعہ اس کے پاس آنے جانے لگے اور اسماعیل بن کثیر اور اس کا بھائی اور عبیدہ بن عمرو اس کے پاس آئے تو مختار نے ان سے سوالات کیے تو انہوں نے سلیمان بن مرد کی خبر دی اور وہ منبر پر گیا پس اللہ کی حمد کی پھر کہا کہ ہمدی بن وسمی نے مجھے تمہاری طرف امین، وزیر، بزرگ (یا منتخب آل) اور امیر بنایا کہ بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے محمد بن کے قتل کرنے اور اپنے اہل بیت کے خون کا مطالبہ کرنے اور خلفاء اور کمزور لوگوں سے دفاع اور ان کی حمایت کرنے کا پس تم غلو ق خدا میں سے پہلے قبول کرنے اور لبیک کہنے والے بنو پس لوگوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اس کی بیعت کر لی اور شیعوں کے پاس قاصد بھیجے کہ جو سلیمان بن مرد کے ہاں جمع تھے اور ان سے بھی اس قسم کی گفتگو کی اور ان سے کہا کہ سلیمان جنگی بعیرت نہیں رکھتے اور نہ انہیں معاملات کا تجربہ ہے وہ تو چاہتے ہیں کہ تمہیں نکال لے جائیں اور تمہیں اور اپنے آپ کو قتل کر دیں لیکن میں اس شمال اور تصویر کے مطابق عمل کروں گا جو مجھے دی گئی ہے اور اس امر کے موافق کہ جو تمہارے ولی و مولا کی طرف سے بیان کیا گیا ہے اور میں تمہارے دشمن کو قتل کروں گا اور تمہارے سینوں کو شفا بخشوں گا پس میری بات سنو اور میرے حکم کی اطاعت کرو پھر وہ لوگ منتشر ہو گئے۔

پس مسلسل یہی اور اس قسم کی گفتگو کرتا رہا یہاں تک کہ شیعوں کا ایک گروہ مائل کر لیا اور وہ اس کے پاس آنے جلنے اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے لگے لیکن عظام و بزرگانِ شیعہ سلیمان کے ساتھ تھے جو کسی کو ان کے برابر نہیں سمجھتے تھے اور تمام خلوق میں سے زیادہ بد بھرا نہیں کا تھا مختار پر اور وہ اس انتظار میں تھا کہ سلیمان کا معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے۔

پس جب سلیمان جزیرہ کی طرف گئے تو عمر بن سعد، شدت بن ربیع اور زید بن حارثہ بن رویم نے عبداللہ بن یزید خطمی (حطمی) سے اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا کہ مختار تمہارے اوپر سلیمان سے زیادہ سخت ہے سلیمان تو نکلا ہے تمہارے دشمن سے جنگ کرنے کے لیے اور مختار چاہتا ہے کہ تمہارے ہی شہر میں تم پر حملہ کرے پس اسے زنجیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال دو یہاں تک کہ لوگوں کا معاملہ سیدھا ہو جائے۔

پس وہ آئے اور انہوں نے اچانک مختار کو گرفتار کر لیا جب مختار نے انہیں دیکھا تو کہا تمہیں کیا ہو گیا خدا کی قسم تمہارے ہاتھوں نے کوئی کامیابی حاصل نہیں کی تو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے عبداللہ سے کہا کہ اس کی شکستیں با کمر سے پاؤں تنگے چلاؤ تو عبداللہ نے کہا میں یہ کام ایسے شخص سے نہیں کروں گا کہ جس کی ہم سے غداری ظاہر نہیں ہوئی ہم نے تو اسے بدگماتی کی بناء پر گرفتار کیا ہے تو ابراہیم نے کہا اس سے تیرا گزارا نہیں ہو گا تو بھی اس حلقہ میں داخل ہو جا، یہ کیا خبر ہے کہ جو تمہارے بارے میں غمے پہنچی ہے اے ابن ابی عبیدہ تو مختار نے کہا جو کچھ میرے بارے میں تمہیں پہنچا ہے وہ باطل ہے اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں دھوکہ دینے سے جیسا کہ تبرے

باپ اور دادا نے دھوکہ دیا پھر اسے زندان کی طرف لے جایا گیا ہتھکڑی لگائے بغیر اور بعض نے کہا ہے بلکہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا پس وہ قید خانے میں کہا کرتا تھا یاد رکھو قسم ہے محمد وں کجوروں اور درختوں بادلوں چٹیل . میدانوں ملائکہ ابرار اور منتخب اور چنے ہوئے اچھے لوگوں کی کہ میں ضرور ہرجیاد کو قتل کروں گا ہر لچکدار نیزہ اور کٹنے والی ہندی تلوار کی تقار کے گرد ہوں کے ذریعہ جو اچانک ڈھانپ لینے اور شرار دہرے لوگوں کو عزت دینے سے نہیں ہو گا یہاں تک کہ جب میں دین کے ستون کو قائم کروں اور مسلمانوں کے شگاف کے مختلف حصوں کو زائل کروں اور مومنین کے سینوں کی سوزش غم کو شفا دے دوں اور انبیاء کے خون کا انتقام لے لوں تو پھر دنیا کا زوال میرے لیے کوئی بری چیز نہیں اور میرے بچے موت کی کوئی پہرہ وانی نہیں کہ وہ کب آتی ہے ۔

اور بعض مؤرخین نے غمتار کے کوثر کی طرف بھٹنے اور اس کے اسباب کے بارے میں گذشتہ واقعہ کے علاوہ بھی کہا گیا ہے اور وہ یہ کہ غمتار نے ابن زبیر سے کہا جب کہ وہ اس کے پاس تھا کہ میں ایک ایسی قوم کو جانتا ہوں کہ اگر ان کے لیے کوئی ایسا شخص ہو کہ جو فقہ اور علم رکھتا ہو اس چیز کا یہ کہ جسے بجالایا یا چھوڑتا ہے تو وہ ان میں سے تمہارے لیے ایک ایسا شکر نال رکھتا ہے کہ جس کے ساتھ تم اہل شام سے جنگ کر سکو ابن زبیر نے کہا وہ کون ہیں غمتار نے کہا کہ وہ میں حضرت علیؑ کے شیعہ تو ابن زبیر نے کہا کہ وہ مرد تم ہو جاؤ میں تھا کہ اس نے کوثر بھیجا پس وہ کوثر کے ایک گوشہ میں اترا اور وہ حسینؑ پر روتا اور ان کے مصائب کا ذکر کرتا تھا یہاں تک کہ شیعہ اسے ملے اور اس سے محبت کرنے

لگے اور اسے شہر کو قہ کے وسط میں منتقل کیا اور ان میں سے بہت سے لوگ خناس کے پاس آگئے اور جب اس کا معاملہ قوت پکڑ گیا تو وہ ابن مطیع کی طرف چلا۔

توابعین کے روائے اور شہید ہونے کا ذکر

جب سلیمان بن مرد و خزامی نے سنی پینسٹھ میں خروج کا ارادہ کیا تو اپنے اصحاب کے رؤساء کو بلا بھیجا اور وہ ان کے پاس آئے جب ربیع الثانی کا چاند نظر آیا تو اپنے اصحاب کے رؤساء کے ساتھ نکلے اور انہوں نے ایک دوسرے سے اسی رات خروج کرنے کا معاہدہ کر رکھا تھا پس جب سلیمان نخل میں آئے تو لوگوں میں چکر لگایا تو ان کی تعداد کو کافی اچھی نہ لگی پس حکیم بن متقذ کندی اور ولید بن عبید کندی کو بھیجا اور انہوں نے کوثر میں منادی کی لے خون حسینؑ کا بدلہ لینے والے اور یہ دونوں پہلے اشخاص تھے اللہ کی غافرت میں سے کہ تہوں نے بالثارات الحسین (اسے خون حسین کا بدلہ لینے والے) کی آواز بلند کی۔

جب صبح کی تو ان کے پاس اتنے افراد آئے جتنے پہلے ان کے لشکر میں تھے پھر سلیمان نے اپنے دفتر کو دیکھا تو اس میں سولہ ہزار افراد پاٹے جو ان کی بیعت کر چکے تھے تو سلیمان نے کہا سبحان اللہ سولہ ہزار افراد میں سے صرف چار ہزار نے ہم سے وفا کی تو ان سے کہا گیا کہ خمار لوگوں کو آپ کی مدد سے روک رہا ہے اس کی دہ ہزار افراد نے پیروی کر لی ہے تو انہوں نے کہا پھر بھی دس ہزار آدمی باقی ہیں کیا یہ مؤمن نہیں ہیں کیا یہ اللہ کو اور عمو و راقی کو یاد نہیں کرتے بہت تین دن تک نخل میں ٹھہرے رہے تو جو لوگ ان میں

سے پیچھے رہ گئے تھے ان کی طرف قاصد بھیجتے رہے تو تقریباً ہزار آدمی مزید ان کی طرف نکلے۔

توسیب بن نجیحہ کھڑے ہوئے اور کہا خدا آپ پر رحم کرے جسے مجبور کر کے ساتھ لے جایا جائے وہ آپ کو فائدہ نہیں پہنچائے گا آپ کے ساتھ مل کر شنگ نہیں کرے گا مگر وہ کہ جسے نیت و قصد و ارادہ لیکر آئے ہیں کسی کا انتظار نہ کیجئے اور اپنے کام میں جلد و جہد سے کوشش کی جئے تو سلیمان نے کہا آپ کی رائے اچھی اور درست ہے پھر سلیمان اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو جو خارج ہوا ہے اور اس کا ارادہ اس خزانہ اللہ کی ذات اس کی رضا اور آخرت ہے تو وہ ہم میں سے اور ہم اس سے ہیں پس اس زندگی اور موت میں اللہ کی رحمت ہے اور جو صرف دنیا چاہتا ہے تو خدا کی قسم نہ کوئی مال فیما آئے گا کہ جسے ہم ہیں گے اور نہ ہی کوئی مال عظیمت کو جسے ہم تقسیم کریں سوائے اللہ کی رضا کے اور ہمارے ساتھ نہ سونا ہے نہ چاندی اور نہ کوئی مال و متاع ہے ہمارے پاس ہماری تلواروں کے علاوہ کچھ نہیں ہم نے اپنے کندھوں پر رکھا ہوا ہے اور اتنے نہ اور راہ کے جو بقدر ضرورت ہے اور کچھ نہیں لہذا جس کا مقصد یہ ہو وہ ہمارے ساتھ نہ آئے تو ان کے ساتھیوں نے ہر طرف سے پکار کر کہا ہم دنیا طلب نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے لیے ہم نکلے ہیں ہم تو توبہ کرنے اور رسول اللہ ہماری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسے کے خونِ مطالیہ کرنے کے لیے نکلے ہیں۔

جب سلیمان نے چلنے کا ارادہ کیا تو عبد اللہ بن سعد بن نعیل نے کہا میری ایک رائے ہے اگر درست ہوئی تو اللہ توفیق دیتے والا ہے اور اگر درست

نہیں تو میری طرف سے ہے ہم نکلے ہیں خون حسین علیہ السلام کا مطالبہ کرنے کی جیب کہ آپ کے مارے قاتل کو قہر میں ہیں کہ جن میں سے عمر سعد اور مختلف گھرانوں اور خاندانوں کے سردار ہیں تو یہاں سے ہم کہاں جا رہے ہیں اور جن سے انتقام و بدلہ لینا ہیں انہیں چھوڑ رہے ہیں تو اس کے سب ساقیوں نے کہا رائے یہی ہے تو سلیمان نے کہا لیکن میری یہ رائے نہیں ہے کیونکہ جس نے آپ کو شہید کیا اور آپ کے لیے لشکر مرتب کر کے بھیجے اور کہا کہ آپ کے لیے کوئی امان نہیں جیت تک کہ سر تسلیم خم نہ کریں اور ان میں میرا حکم جاری ہو تو وہ فاسق بن فاسق علیہ اللہ بن زیاد ہے لہذا اس کی طرف چلو اللہ کی برکت سے اگر تو خدا نے تمہیں اس پر غلبہ دیا تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اس کے بعد کا معاملہ ہم پر اس سے آسان ہو گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ تمہارے شہر والے بھی عاقبت کے ساتھ تمہاری اطاعت و پیروی کریں گے پس وہ دیکھیں گے کہ ہر وہ شخص جو فوج حسین میں شریک ہوا ہے اسے قتل کریں گے اور اس پر پردہ نہیں ڈالیں گے اور اگر تم شہید ہو گئے تو تم نے ان سے جنگ کی کہ جو سزا کے مستحق تھے اور جن سے جنگ کرنا حلال تھا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ابرار اور نیک لوگوں کے لیے بہتر ہو میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ تمہاری جد و جہد سزا کے مستحق اور وہ لوگ جن سے جنگ حلال ہے کہ علاوہ کے لیے ہو اور اگر تم نے اپنے شہر والوں سے جنگ کی تو کوئی شخص نہیں ہو گا مگر دیکھے گا کہ کسی نے اس کے بھائی یا باپ یا دوست کو قتل کیا ہے یا ایسا شخص ہے کہ جو اسے قتل کرنا چاہتا ہے لہذا اللہ سے دعا ہے کہ تم فیر کرتے ہوئے چل پڑو۔

اور عید اللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو ابن مروہ کے خروج کی خبر ملی تو وہ سلیمان کے پاس اشرف کو فد کی ایک جماعت میں آئے لیکن جو لوگ حسینؑ

کے خون میں شریک تھے وہ سلیمان کے ڈر سے ان کے ساتھ نہ آئے اور عمر سعدان
 دنوں قہر الامارہ میں ان کے خوف سے رات گزارتا تھا جب وہ دونوں سلیمان کے
 پاس آئے تو عبد اللہ نے کہا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس سے خیانت کرتا ہے
 اور نہ اسے دھوکہ دیتا ہے اور تم ہمارے بھائی ہمارے شہر کے رہنے والے
 اور جنہیں خدا نے خلق کیا ہے اس شہر میں تم سب سے زیادہ ہمیں محبوب ہو ملتا
 اپنے نفسوں کے ذریعہ ہمیں درد و تکلیف نہ پہنچاؤ اور ہماری جماعت سے نکل
 کر ہماری تعداد میں کمی نہ کرو ہمارے ساتھ قیام کرو یہاں تک کہ ہم تبدیلی کر لیں
 جب ہمارا دشمن ہماری طرف چلا تو ہم سب کے سب ملکر اس کی طرف نکل کر
 اس سے جنگ کریں گے، اور سلیمان اور ان کے ساتھیوں کے لئے فرات کے کنارے
 کا خراج و محصول قرار دیا اگر وہ قیام کریں اور ابراہیم بن محمد نے بھی اسی
 قسم کی گفتگو کی۔

تو سلیمان نے ان دونوں سے کہا کہ آپ دو حضرات نے خالص نصیحت کی ہے
 اور مشورہ دینے میں پوری کوشش صرف کی ہے پس ہم اللہ کے ساتھ اور اسی
 کے لیے ہیں اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں رشد و ہدایت کے قصد کرنے کا اور
 ہماری رائے یہ ہے کہ ہم جاؤں گے تو عبد اللہ نے کہا کہ تم ٹھہر جاؤ یہاں تک
 کہ ہم آمادہ اور تیار کریں تمہارے ساتھ ایک بہت بھاری لشکر تاکہ تم دشمن
 کا سامنا بہت بڑی جماعت کے ساتھ کر سکو اور انہیں خبر پہنچ چکی تھی عبد اللہ
 بن زیاد کے شام سے بہت سے لشکروں کے ساتھ آگے بڑھنے کی نیکین سلیمان
 نہر کے اور جمعہ کی شام جب کہ ربیع الثانی کی پانچ راتیں باقی تھیں اور پینسٹھ
 ہجری تھی پس دارالامان میں چاہتے تو بہت سے لوگ ان سے پیچھے رہ گئے

توسلمان نے کہا کہ کتنا میرے لیے پسندیدہ بات ہے کہ وہ خود پیچھے رہ گئے اور اگر وہ تم میں سکتے تو وہ تباہی اور فساد کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہ کرتے خدا نے ان کے آنے کو ناپسند کیا ہے لہذا انہیں روک دیا ہے اور اس فضیلت کے ساتھ تمہیں مخصوص کیا ہے پھر وہ چل پڑے اور قبر حسین علیہ السلام پر آئے پیچھے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے ایک ہی چیخ ماری پس اس دن سے زیادہ رونے والا کبھی نہ دیکھا گیا پس انہوں نے آپ پر ترجم اور رحمت کی دعا کی اور آپ کے پاس ایک دن اور ایک رات روتے رہے اور تفرغ و زاری کرتے رہے اور آپ کے لیے اور آپ کے اصحاب کے لیے نزول رحمت کی دعا کرتے رہے۔

اور آپ کی صریح کے پاس ان کا قول یہ تھا۔ اللہم ارحم حینا الشہید بن الشہید المہدی بن المہدی للصدیق اللہم انا شہدا تا علی دینہم و سبیلہم اعداء قاتلہم و اولیاء محبیہم اللہم اناخذ لنا ابن بنت نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ فاغفر لنا ما مضی منا و توب علینا فارحم حینا و اصحابہ الشہداء الصدیقین و انا شہدک انا علی دینہم و علی ما قتلوا علیہ و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکون من الناسرین۔ خدایا حسین شہید بن شہیدی مہدی بن مہدی (علیہ السلام) صدیق بن صدیق (سب سے زیادہ تصدیق کرنے والا) پر رحمت نازل فرما خدایا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم انہیں کے دین اور انہیں کے راستہ پر ہیں اور ان کے قاتلوں کے دشمن اور ان کے محبوبوں کے دوست ہیں خدایا ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسہ کی مدد نہیں کی اور ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا جو گناہ ہم سے ہو گیا ہے اسے بخش دے اور ہماری توبہ قبول کر لیں حسین اور آپ کے اصحاب جو کہ شہداء و صدیقین ہیں پر وہ فرما اور ہم بچے

گواہ بناتے ہیں کہ ہم انہیں کے دین پر اور اس نظریہ پر کہ جس پر وہ مارے گئے ہیں اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارے میں ہیں، اور آپ کی قبر مبارک کی طرف دیکھنے سے ان کے غیظ و غضب میں اضافہ و زیادتی ہوتی تھی۔

پھر وہ چلے بعض اس کے کہ شخص ٹوٹتا تھا ان کی ضرب کی طرف و دایع کرتے والے کی طرح پس آپ کی ضرب پر حجر اسود کے بوسہ لینے کے اردھام سے بھی زیادہ، مجھ ہو گیا پھر وہ شہر اتیار عین کی طرف چلے گئے ان کی طرف عبد اللہ بن یزید نے اپنی طرف سے ایک خط لکھا اے ہمارے قوم اپنے دشمن کی اٹا نہ کرنا تم اپنے اہل شہر میں سب کے سب خیار اور عمدہ لوگ ہو جب دشمن نے تمہیں مصیبت میں ڈالا اور شہید کر لیا تو مجھے لگا کہ تم اپنے شہر کے اعلام اور بزرگ ہو تو یہ چیز اسے تمہارے پیچھے رہنے والوں کے بارے میں طمع میں ڈالے گی اے ہمارے قوم اگر وہ تم پر غالب آگئے تو وہ تمہیں پتھروں سے سنگسار کریں گے یا تمہیں اپنے دین کی طرف پٹانے کی کوشش کریں گے (اگر تم پٹ گئے) تو کبھی بھی فلاح و کامیابی حاصل نہیں کر دو گے، اے قوم تمہارے اور ہمارے ہاتھ ایک ہیں تمہارا اور ہمارا دشمن ایک ہے جب ہمارا کلمہ اور بات دشمن کے خلاف ایک ہو تو ہم اس پر غالب آئیں گے اور جب ہم میں اختلاف ہو تو مخالف کے مقابلہ میں ہماری شوکت و طاقت کمزور ہو جائے گی اے ہمارے قوم میری نصیحت کو دھوکہ نہ دے فریب نہ سمجھنا اور میرے حکم کی مخالفت نہ کرنا اور واپس آ جاؤ جس وقت میرا خط تمہارے سامنے پڑھا جائے والسلام پس سلیمان اور ان کے ساتھیوں نے کہا یہ ہمارے پاس آیا تھا جبکہ

ہم اپنے ہی شہر میں تھے پس جب ہم نے اپنے نفسوں کو جہاد کے لیے تیار کر لیا ہے اور ہم دشمن کی زمین کے قریب گئے تو اب یہ رائے درست نہیں ہے پس سلیمان نے اسے خط لکھا جس میں اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی تعریف کی اور کہا کہ قوم اپنے نفس اپنے پروردگار کے ہاں بیچ کر خوش ہیں اور انہوں نے بہت بڑے گناہ سے توبہ کر لی ہے اور وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور اسی پر توکل کر لیا ہے اور اللہ نے جو کچھ ان کے بارے میں فیصلہ کیا ہے اس پر راضی ہو گئے ہیں جب عبد اللہ کے پاس خط آیا تو اس نے کہا اس قوم نے مرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے پہلی خبر جو تمہارے پاس آئے گی ان کے بارے میں وہ ان کے قتل ہونے کی ہوگی خدا کی قسم یہ عترت و مکرم مسلمان و مہر تسلیم خم کرتے ہوئے شہید ہو رہے ہیں۔

پھر وہ چل کر قریظیا تک پہنچ اپنے آپ کو مرتب کیے ہوئے اور وہاں زفر بن حارث کلان سے قلعہ بند ہو کر بیٹھا تھا اور وہ ان کی طرف نہیں نکلا پس مسیب بن نجیہ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے مطالبہ کیا کہ اس کی طرف بازار لگانے والے نکلیں، پس مسیب قریظیا کے دروازے تک آیا اور ان سے اپنا تعارف کرایا اور زفر سے ملنے کے لیے اذن چاہا پس بذیل بن زمز اپنے باپ کے پاس آیا اور اس سے کہا ایک اچھی ہئیت کا شخص ہے جس کا نام مسیب بن نجیہ ہے وہ آپ کے پاس آنے کا اذن طلب کرتا ہے تو اس سے اس کے باپ نے کہا کیا تم جانتے نہیں ہو کہ یہ کون ہے سارے قبیلہ مضر حراء کا شاہو اس ہے اگر اس کے دس اشراف اور بزرگوں کو شمار کیا جائے تو ان میں سے ایک یہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ عابد و زاہد اور

پرمزگار شخص ہے وہ دین و مذہب کا پیرو ہے پس اسے اذن دے دو جب مسیب اس کے پاس گیا تو زفر نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اور اس سے سوال کیا تو مسیب نے اسے اپنے حالات بتائے اور جوان کا عزم و ارادہ تھا اس کی خبر دی ہم نے شہر کے دروازے بند نہیں کیے مگر اس لیے کہ ہمیں معلوم ہو کہ تم ہمارا ارادہ رکھتے ہو یا ہمارے غیر کا اور ہم لوگوں سے عاجز و ناتوان تو نہیں ہیں لیکن ہم آپ لوگوں سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتے اور تمہارے متعلق صلاح و نیکی اور اچھی سیرت کی اطلاع ملی ہے۔

پھر اپنے بیٹے کو حکم دیا تو اس نے ان کے لیے بازار نکال کر مگرایا اور مسیب کے لیے ہزار درہم اور ایک گھوڑا دینے کا حکم دیا مال تو اس نے واپس کر دیا البتہ گھوڑا لے لیا اور کہا شاید مجھے اس کی ضرورت ہو اگر میرا گھوڑا گنگڑا ہو گیا اور زمر نے ان کے لیے بہت سا کھانا کھاس پس اور آٹا وغیرہ بھیجا یہاں تک کہ لوگ بازار سے بے پرواہ ہو گئے مگر یہ کہ کوئی شخص چابک یا کوئی کپڑا خریدتا۔ پھر دوسری صبح انہوں نے وہاں سے کوچ کیا تو زمر بھی ان کی مشابعت کرتے نکلا اور سلیمان سے کہا رتر سے پانچ امرا لشکر چلے ہیں جو کہ حصین بن نمیر، شرجیل بن ذی الکلاع، اودم بن محرز اور جیلہ بن عبید اللہ ششمی اور عبید اللہ بن زیاد ہیں بہت سی فوج کے ساتھ جو کانتوں اور درختوں کی مانند ہیں اگر تم چاہو تو ہمارے شہر میں داخل ہو جاؤ اور ہمارے ہاتھ و طاقت ایک ہوگی جب یہ دشمن آیا تو ہم سب مل کر اس سے جنگ کریں گے، تو سلیمان نے کہا ہمارے شہر والوں نے مجھ سے یہی مطالبہ کیا تھا لیکن ہم نے انکار کر دیا تو زمر نے کہا پھر عین اللہ کی طرف ان سے سبقت کر جاؤ اور وہ چشمہ کا ستر

پس شہر کو اپنی پشت پر قرار دو پس دیہات، پانی اور گزرنے والے تھارے ہاتھ میں ہوں گے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پس اس سے تم امن میں رہو گے۔ پس منزوں کو لپیٹ لو اور جلدی طے کرو خدا کی قسم میں نے کبھی بھی کوئی جماعت تم سے زیادہ مکرم و معترم نہیں دیکھی میں امید رکھتا ہوں کہ تم ان سے پہلے پہنچ جاؤ گے اور اگر ان سے جنگ ہو تو کھلے میدان میں ان سے جنگ نہ کرنا کہ تم ایک دوسرے کو تیر و نیزے مارو کیونکہ وہ تعداد میں تم سے بہت زیادہ ہیں اور میں اس سے مامون نہیں ہوں کہ وہ تمہیں اپنے گجرے میں لے لیں پس تم ٹھہر نہیں سکو گے اور وہ تمہیں بچھاڑ دیں گے اور ان کے سامنے صف بندی نہ کرنا کیونکہ میں تمہارے ساتھ پیدل فوج نہیں دیکھ رہا جب کہ ان کے ساتھ پیدل اور گھڑ سوار فوج ہے کہ جن میں سے بعض دوسروں کی حمایت و مدد کرتے ہیں لیکن ان کا سامنا بیاہ اور سواروں کے دستوں دستوں سے کرنا پھر ان دستوں کو ان کے سپہ سالار اور مسیروں پر پھیلا دینا اور ایک دستہ کے ساتھ ایک دوسرا دستہ قرار دینا جب ایک دستہ پر حملہ ہو تو دوسرا اٹھ کھڑا ہو اور دشمن کو اس سے دور کرے اور جب ایک دستہ چاہے اوپر چلا جائے اور جب چاہے نیچے آجائے اور اگر تم ایک ہی صف ہوئے پس پیدل فوج نے تم پر حملہ کر کے تمہیں صف سے پیچھے ہٹا دیا تو تمہاری صف ٹوٹ جائے گی اور شکست ہو جائے گی پھر ان سے وداع کیا اور ان کے لیے دعائے خیر کی اور انہوں نے اس کے لیے دعا تیر کی اور اس کی تعریف کی۔ پھر وہ تیزی کے ساتھ جد و جہد کرتے ہوئے عین الار وہ تک پہنچ گئے اور اس کے مغربی حصہ میں جا اترے اور وہاں پانچ دن قیام کیا پس خود بھی آرام کیا اور اپنے ساتھیوں اور سواروں کو بھی آرام و سکون دیا اور دوسرے اہل شام

اپنے لشکروں کے ساتھ آگے بڑھے اور جب سین الورد سے ایک دن اور ایک رات کی راہ پر پہنچے تو سلیمان اپنے ساتھیوں میں کھڑے ہوئے اور انہیں آخرت باود لائی اور اس کی طرف ترغیب دی اور پھر ان سے کہا ابا بعد تحقیق تمہارا وہ دشمن جس تک پہنچنے کے لیے آپ نے اپنے آپ کو رات دن چلنے میں تنہا کیا ہے آگاہ ہے جب تمہارا ان سے آنا سامنا ہو تو سوچ مخ کی جنگ ان سے جنگ کرو اور صبر و تحمل سے کام لو کیونکہ خدا صابروں کے ساتھ ہے اور تم میں سے کوئی شخص پشت پھرنے والے کو قتل نہ کرو ورنہ تمہاری کام تمام نہ کرو اور کسی مسلمان قیدی کو قتل نہ کرو وگرنہ یہ کہ قید ہونے کے بعد تم سے جنگ کرے کیونکہ مسلمانوں کے ساتھ حضرت علی کی سیرت اسی طرح تھی۔

اس کے بعد کہا اگر میں شہید ہو جاؤں تو امیر الناس مسیب بن نجیم ہے اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو پھر امیر عبد اللہ بن سعد بن نفیل ہے اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو امیر عبد اللہ بن دال اگر وہ شہید ہو جائے تو امیر رقاعہ بن شداد خدارم کرے اس شخص پر جو خزانے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کر دکھائے۔

اس کے بعد مسیب کو چار سو سواروں میں بھیجا اور ان سے کہا جاؤ یہاں تک ان کے لشکروں کے پہلے حصہ کا سامنا کرو پس ان پر اچانک حملہ کرو اگر تمہیں پسند کے مطابق معاملہ نظر آئے تو ورنہ واپس آ جانا اور اپنے اصحاب میں سے کوئی شخص وہاں نہ رہتے دینا یا دوسرے کو ان کے منہ میں دینا مگر یہ کہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو۔

پس وہ رات دن چلتے رہے پھر سحری کے وقت اترے جب صبح کی تو اپنے ساتھیوں کو مختلف جہات میں بھیجا تاکہ جو کوئی ملے اسے لے آئیں پس

مسیب کے پاس ایک اعرابی کو لے آئے تو اس سے سب سے زیادہ قریبی لشکر کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا ان کے شکروں میں سے سب سے زیادہ قریب تمہارے شرجیل بن ذی کلار کا لشکر ہے جو کہ آپ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور اس میں اور حصین بن نمیر ہیں اختلاف ہو گیا حصین کا دعویٰ ہے کہ پوری جماعت اس کی کمان میں ہے اور شرجیل اس کا انکار کرتا ہے اور وہ دو توان زیادہ کے حکم کے منتظر ہیں۔

پس مسیب اور جوان کے ساتھ تھے تیزی سے چل پڑے پس ان پر جھونکے جب کہ وہ تعلت میں سوئے پڑے تھے پس انہوں نے ان کے لشکر کی ایک سمت سے حملہ کیا اور لشکر شکست کھا گیا اور مسیب نے ان میں سے کچھ آدمی مارے اور بہت سو کو نہی کیا اور کافی گھوڑے پکڑ لیے اور شامی اپنی چھاؤنی چھوڑ کر بھاگے پس اسی میں سے مسیب کے ساتھیوں نے جتنا چاہا مال غنیمت اٹھایا چھوہہ سلیمان و اقربال غنیمت لیکر ملٹ آئے یہ خبر ابن زیاد کو ملی تو اس نے تیزی کے ساتھ حصین کو بھیجا یہاں تک کہ اس نے بارہ ہزار کے لشکر میں پڑاؤ ڈالا پس سلیمان کے ساتھی اس کی طرف جادی الاولیٰ کے چار دن باقی تھے کہ کھجے جب کہ ان کے میمنہ پر عبداللہ بن سعد اور مسیرہ پر مسیب بن نجیحہ تھے اور قلب لشکر میں خود سلیمان تھے اور حصین نے اپنے میمنہ پر جملہ بن عبداللہ کو اور مسیرہ پر ربیع بن عمار قنوی کو قرار دیا جب کہ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو اہل شام نے انہیں عبدالملک بن مردان پر مجتمع ہونے کی دعوت دی اور سلیمان کے ساتھیوں نے عبدالملک کی بیعت چھوڑنے اور عبید اللہ بن زیاد کو ان کے سپرد کرنے کی طرف بلایا اور یہ کہ وہ ابن زبیر کے جو عراق میں ساتھی ہیں انہیں کال

کرامت خلافت کو اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف پلٹا دیں گے پس دونوں طرف نے ایک دوسرے کی بات قبول کرنے سے انکار کیا پس سلیمان کے میمنہ نے حصین کے میسرہ پر حملہ کیا اور میسرہ نے بھی میمنہ پر اور سلیمان نے قلب میں سے ان کی جماعت پر پس اہل شام اپنی چھاؤنی کی طرف بھاگ گئے اور ہمیشہ کامیابی سلیمان کے ساتھیوں کے ساتھ رہی یہاں تک کہ ان کے درمیان رات مائع ہوئی۔

جب صبح ہوئی تو حصین کے پاس صبح سویرے ابن ذی الکلاع کے ساتھ آٹھ ہزار کا لشکر آیا کہ جسے عبید اللہ بن زیاد نے ان کی امداد کے لیے بھیجا اور سلیمان کے ساتھی بکھلے اور انہوں نے ان سے ایسی جنگ کی کہ اس سے زیادہ سخت جنگ نہیں ہو سکتی سارا دن جنگ ہوتی رہی ان کے درمیان کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی مگر نماز جب شام ہوئی تو ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور قرعین میں بہت زیادہ زخم لگے تھے اور سلیمان کے ساتھیوں میں واقعات و قصص بیان کرنے والے پھرتے رہے جو انہیں برا بھلا کہتے رہے۔

جب اہل شام نے صبح کی تو ان کے پاس ادھم بن محرز باہلی ابن زیاد کی طرف سے تقریباً دس ہزار کا لشکر لے کر آیا پس جمعہ کے چاشت کے وقت تک بڑی شدید جنگ ہوئی پھر اہل شام نے ان پر اثر دھام کیا اور ہر طرف سے ان پر دباؤ دھچکاؤ ڈالا اور سلیمان نے دیکھا جو کچھ مصیبت ان کے اصحاب پر نازل ہوئی تھی پس گھوڑے سے اترے اور پکار کر کہا اے اللہ کے بندوں جو صبح سویرے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری اور اپنے گناہ سے توبہ چاہتا ہے تو میری طرف آئے پھر انہوں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا اور ان کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیئے اور ان کے ساتھ چل دیئے پس دشمنوں

کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور اہل شام میں سے بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور بہت کوزخمی کیا جب حصین نے ان کا صبر و تحمل اور شجاعت و بہادری دیکھی تو پیدل فوج کو بھیجا کہ وہ ان پر تیر بارانی کریں اور انہیں گھڑ سواروں اور پیادوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا پس سلیمان رحمہ اللہ شہید ہو گئے انہیں یزید بن حصین نے تیر مارا تو وہ گر پڑے پھر ترپ کراٹھے اور دوبارہ گر گئے جب سلیمان شہید ہو گئے تو علم مسیب بن نجہ نے اٹھایا اور سلیمان کے لیے ترخم کی دعا کی پھر آگے بڑھے اور کچھ دیر جنگ کر کے واپس آگئے پھر حملہ کیا کئی مرتبہ ایسا کیا اس کے بعد بہت سے مردان جنگ کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔

جب وہ شہید ہو گئے تو علم عبد اللہ بن سعد بن قسیل نے اٹھایا اور ان دونوں کے لیے دعائے رحمت کی اور پھر یہ آیت پڑھی (فمنہم من قضیٰ نجۃ ومنہم من ینتظر و ما یدلوا بتدیلہ) ان میں سے بعض اپنا مقصد پورا کر گئے اور بعض انتظار میں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی اور اس کو جو اس کے ساتھ از و قید کے تھے انہوں نے گھیر لیا۔

یہ لوگ جنگ کر رہے تھے کہ ان کے پاس تین شاہسوار سعد بن حذیفہ کی طرف سے آئے جو خبر دے رہے تھے کہ وہ اہل مدائن کے ایک سو تتر افراد کے ساتھ چلے آ رہے ہیں اور یہ بھی خبر دی کہ شعی بن خزیمہ عبدی کے ساتھ اہل بصرہ کے تین سو افراد آ رہے ہیں پس یہ لوگ خوش ہوئے اور عبد اللہ بن سعد نے کما کاش وہ اس وقت آجاتے جب ہم زندہ ہوتے پس جب قاصدوں نے اپنے بھائیوں کی بچھڑی ہوئی لاشوں کو دیکھا تو یہ بات انہیں

بری لگی اور ان کے یہ انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کی اور عبداللہ بن سعد بن نفیل شہید ہو گئے اور انہیں ربیعہ بن خارق کے ہیتجے نے شہید کیا اور خالد بن سعد بن نفیل نے اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور تلوار کا اس پر وار کیا تو اس نے خالد کے گلے میں بائیں ڈال پس اس کے ساتھیوں نے خالد پر حملہ کر کے اسے چھڑوایا اپنی کثرت کی بناء پر اور خالد کو انہوں نے شہید کر دیا اور علم یوں ہی پڑا رہا اور اس کے پاس کوئی نہیں تھا پس انہوں نے عبداللہ بن مال کو پکار کر جو جنگ کی آگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گرم کئے ہوئے تھا پس رفاعہ بن شداد نے حملہ کر کے اہل شام کو اس سے دور کر دیا تو وہ آیا اور اس نے اٹھایا تھوڑی دیر جنگ کی پھر اپنے ساتھیوں سے کہا وہ شخص وہ زندگی چاہتا ہے کہ جس کے بعد موت نہیں اور وہ راحت و آرام چاہتا ہے جس کے بعد کوئی دکھ تکلیف نہیں اور وہ سرد خوشی چاہتا ہے کہ جس کے بعد کوئی غم و ملال نہیں تو وہ اللہ کا قرب حاصل کرے ان سے جنگ کر کے کہ جن لوگوں سے حرام کو حلال سمجھا جنت کی طرف چلو اور یہ عصر کے وقت کی بات ہے پس اس نے اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کیا اور بہت سے مردوں کو قتل کیا اور انہیں دور کر دیا، اس کے بعد اہل شام ہر طرف سے ان کی طرف بھجے یہاں تک کہ انہیں اس جگہ پہنچا دیا کہ جہاں یہ تھے اور ان کی جگہ ایسی تھی کہ جس کی طرف صرف ایک ہی سمت سے آیا جاسکتا تھا یہ شام ہوئی تو ان سے جنگ کرنے کی کمان ادم بن حرزہ باہلی کو دی گئی اور اس نے اپنے سواروں اور پیادوں سے ان پر حملہ کر دیا پس ابن حرزہ، ابن مال تک پہنچا اور وہ اس آیت کی تلافی کرتا رہا تھا۔

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا - ”جو اللہ کی راہ میں مارے گئے

اتیں مردہ نہ سمجھو، اس سے ادیم بن محرز آگ بگولہ ہو گیا اور عبداللہ بن مال پر حملہ کیا ان کے ہاتھ پر قرب لگا کر ہاتھ کاٹ دیا پھر ان سے ایک طرف ہو گیا اور کہا کہ میں تیرے بارے میں گمان رکھتا ہوں کہ تو اس بات کو دوست رکھتا تھا کہ تو اپنے گھر والوں کے پاس ہوتا ابن مال نے کہا کہ تو نے بہت برا گمان کیا ہے خدا کی قسم میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تیرا ہاتھ میرے ہاتھ کی جگہ ہوتا مگر یہ کہ مجھے اتنا اجر ملے کہ جتنا میرے ہاتھ کے گٹنے میں ہے تاکہ تیرا بوجھ اور گناہ زیادہ ہو اور میرا اجر و ثواب عظیم ہو تو وہ اس بات سے بھی سیخ پا ہو گیا اور عبداللہ پر حملہ کر دیا اور انہیں نیزہ مار کر شہید کر دیا اور وہ آگے ہی بڑھ رہے تھے اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے تھے اور ابن مال فقہاء اور عباد میں سے تھے جب وہ شہید ہو گئے تو رفاعہ بن شداد بجلی کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ علم اٹھائیں تو اس نے کہا کہ ہمیں پلٹ جانا چاہیے شاید خدا ہمیں ان کے برے دن کے لیے جمع کرے تو عبداللہ بن عوف امر نے اس سے کہا خدا کی قسم اگر ہم واپس مڑے تو ہلاک و تباہ ہو جائیں گے دشمن ہمارے کندھوں پر چڑھ آئیں گے اور ایک فرسخ تک پہنچنے سے پہلے ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ہم میں سے کوئی بچ بھی گیا تو عرب بدداسے پکڑ کر ان کا قرب حاصل کریں گے۔ پس وہ چاروں طرف سے بند کر کے قتل کیا جائے گا یہ سورج غروب کے قریب پہنچ چکا ہے پس ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ان سے جنگ کرتے ہیں جب رات تاریک ہو گئی تو اول شب ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر صبح تک چلتے رہیں گے اور ہم کافی آگے نکل جائیں گے اور ہر شخص اپنے ساتھی اور اپنے زخمی کو بھی اٹھالے اور وہ جہت بھی ہم جان لیں کہ صحن طرف ہم نے جانا ہے تو رفاعہ نے کہا آپ

کی رائے بہت اچھی ہے اور علم اٹھایا اور بڑی شدید جنگ کی اور اہل شام کا ارادہ تھا کہ رات سے پہلے پہلے انہیں ختم کر دیں لیکن ان کی شدید جنگ کی بناء پر وہ اس مقصد تک نہ پہنچ سکے اور عبداللہ بن عمر بن کثافہ آگے بڑھا اور اہل شام سے جنگ کی اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا فخر تھا جو چھڑا سا بچہ تھا تو اس نے اہل شام میں سے بنی کنا نہ کو پرکار اور اپنا بچہ ان کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے کو فر پہنچا دیں انہوں نے اس کے سامنے امان کی پیشکش کی تو اس نے انکار کر دیا پھر ان سے جنگ کر کے شہید ہو گیا۔

اور کرب بن بزید عمیری شام کے وقت ایک سو افراد کے ساتھ آگے بڑھا اور گھسان کی لڑائی کی اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ابن ذی الکلاع عمیری نے امان پیش کی تو اس نے کہا کہ ہم دنیا میں تو امن و امان سے تھے ہم تو آخرت کی امان کی تلاش میں نکلتے ہیں پس انہوں نے اہل شام سے جنگ کی یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے اور صحر بن ہلال مزنی نہیں مزنی قبیلہ کے افراد کے ساتھ آگے بڑھا اور یہ سہرات جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

جب شام ہوئی تو اہل شام کا لشکر اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹ آیا اور رفاعہ نے ہر اس شخص کو دیکھا کہ جس کا گھوڑا زخمی ہو گیا یا مر گیا تھا اور وہ زخمی تھا اس کو اس کی قوم کے افراد کے سپرد کیا پھر راتوں رات ان لوگوں کو بیکر چل پڑا اور حسین نے صبح کی تاکم ان کا سامنا کرے پس انہیں نہ دیکھا تو ان کے پیچھے کسی کو نہیں بھیجا پس یہ لوگ چلتے چلتے قریبیا پہنچے تو درمزنے انہیں قیام کرنے کی دعوت دی پس تین دن وہاں رہے اس نے ان کی مہمانی کی پھر انہیں زاد و توشہ دیا اور وہ کو فر چلے گئے۔

پھر سعد بن حذیفہ بن یمان اہل مدائن کے ساتھ آیا اور مقام ہبیت میں پہنچا تو اسے اطلاع ملی تو واپس ہو گیا پس اس کی ملاقات متقی بن عمر بن عبدی سے جو اہل بصرہ کے ساتھ آ رہا تھا مقام حدود میں ہوئی تو یہ اسے خبر بتائی پس وہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رفاعہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کا استقبال کیا اور ایک دوسرے کو مل کر روئے اور ایک دن و رات وہاں قیام کیا پھر ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور ہر گروہ اپنے اپنے شہر کی طرف چلا گیا۔

جب رفاعہ کو قہ میں پہنچا تو مختار قید میں تھا پس غم خانے اسے پیغام بھیجا اما بعد پس مرحبا خوش آمدید اے وہ جماعت کہ خدا نے جن کا اجر عظیم کیا ہے جب وہ پلٹ آئے ہیں اور ان کے فعل کو پسند کیا ہے جب انہوں نے جنگ کی ہے خیر و اربیت الحرام کے ملک کی قسم تم میں سے کسی نے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور نہ کسی ٹیلیہ پر چڑھا مگر یہ کہ اس کا ثواب اس پوری دنیا سے زیادہ ہے جناب سلیمان نے وہ کچھ پورا کیا جو کام اس کے ذمہ تھا اور خدا نے اس کی روح قبض کی اور اس کی روح کو انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ قرار دیا لیکن وہ تمہارا وہ ساتھی نہیں تھا کہ جس کے ساتھ تمہاری مدد و نصرت کی جائے گی میں وہ امیر ہوں کہ جسے مامور کیا گیا اور وہ امین ہوں جسے مامون سمجھا گیا اور جباروں کا قاتل اور دشمنان دین سے انتقام لینے والا ہوں تو خونخواروں سے خون کا قصاص و بدلہ لینے والا ہوں پس خود تیار ہو اور دد مردوں کو تیار کرو اور اللہ کی کتاب اس کے نبی کی سنت اور اہل بیت کے خون کا مطالبہ اور کمزوروں سے دفاع اور ان کی حمایت اور حرام خدا کو حلال سمجھنے والے لوگوں سے جہاد کی تمہیں خوش خبری ہو۔

والسلام، جناب سلیمان اور ان کے ساتھیوں کی شہادت ماہ ربیع الثانی میں ہوئی۔

جب عبدالمک بن مروان نے سلیمان کے شہید ہونے اور ان کے ساتھیوں کے شکست کھا جانے کی خبر سنی تو میر پر گیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا اے یقیناً اللہ اہل عراق کے سردار میں سے فتنہ کے پیوند لگانے والوں اور ضلالت کے سردار سلیمان بن مرد کو قتل کر دیا ہے یاد رکھو کہ تواروں نے مسیب کے سر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اللہ نے ان میں سے دو عظیم رئیسوں کو جو خیال و مصلحت سے عبد اللہ بن سعد ازدی اور عبد اللہ بن دال بکری کو قتل کر دیا ہے اور اب ان کے بعد کوئی ایسا نہیں رہا کہ جو کسی قسم کی رکاوٹ کھڑی کرے، لیکن اس میں نظر ہے کیونکہ اس کا باپ زندہ تھا۔

کوفہ میں مختار کا قیام

اسی سال یعنی سن چھیا سٹھ ہجری چودہ ربیع الاول میں مختار کوفہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن زبیر کے عامل و گورنر عبد اللہ بن مطیع کو وہاں سے باہر نکال دیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ سلیمان بن مرد جب شہید ہو گئے تو ان کے باقی ماندہ ساتھی کوفہ میں آئے جب آئے تو مختار کو قید میں پایا کہ نہیں عبد اللہ بن یزید سلمیٰ اور ابیہ ایمین بن محمد بن طلحہ نے قید کر رکھا تھا اور اس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے پس مختار نے قید خانہ سے انہیں خط لکھا جس میں ان کی مدح و ثنا کی اور انہیں کامیابی کی امید دلائی اور انہیں بتایا کہ مختار ہی وہی شخص ہے کہ بے محمد بن علیؑ نے جو ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں خون حسینؑ کے

انتقام لینے پر مامور کیا ہے پس مختار کا خطرہ فاعل بن شداد اور مثنیٰ بن حنظلہ بن عبدی اور سعد بن جندبہ بن میان اور یزید بن انس اور احمد بن شعیبہ بن حمزہ اور عبد اللہ بن شداد بکلی اور عبد اللہ بن کامل تھے پڑھا جب خط پڑھ چکے تو مختار کے پاس ابن کامل کو بھیجا اور مختار سے کہا کہ ہم اس حیثیت میں ہیں کہ جو آپ کے لیے باعث سرور و خوشی ہے۔

اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ کو قید سے نکالیں تو ہم ایسا کر سکتے ہیں پس ابن کامل مختار کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو مختار اس سے خوش ہوئے اور ان سے کہا کہ میں انہیں دنوں میں قید سے نکل آؤں گا۔

اور مختار نے ابن عمر کی طرف خط لکھا تھا اور اس میں اس سے کہا تھا کہ میں مظلوم قید کیا گیا ہوں اور اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ان کے بارے میں ان دنوں کو خط لکھا انہوں نے اس کی سفارش قبول کرتے ہوئے مختار کو قید سے نکالا اور مختار سے ضمانت لی اور انہیں قسم کھلائی کہ وہ انہیں دھوکہ نہیں دیگا اور جب تک ان کی حکومت ہے وہ قریح نہیں کرے گا اور اگر ایسا کیا تو اس پر ہزار اونٹ کی قربانی ہوگی جنہیں کعبہ کے پاس نحر کرے گا اور اس کے تمام غلام مذکور مؤنت آزاد ہوں گے۔

جب قید سے نکلا مختار تو اپنے گھر میں آیا اور اس سے کہا کہ جس پر اسے وثوق و بھروسہ تھا خدا انہیں قتل کرے کس قدر یہ احمق ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کر دوں گا رہا میرا اللہ کی قسم کھانا تو میں جب کسی چیز کی قسم کھاتا ہوں پھر میں اس سے بہتر چیز کو دیکھتا ہوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور میرا ان کے خلاف قریح کرنا ان سے رکتے سے بہتر

ہے باقی رہا اوٹوں کی قربانی اور غلاموں کا آزاد ہونا تو وہ ایک تھوک سے بھی میرے لیے زیادہ آسان ہے کیونکہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اگر میرا مقصد پورا ہو جائے اور اس کے بعد اید تک میں کسی غلام کا مالک نہ ہوں۔

پھر نغمہ کے پاس شیعہ آنے جلنے لگے اور اس کو پسند کرنے پر ان کا اتفاق ہو گیا اور اس کے ساتھی مسلسل ٹرہتے رہے اور اس کا امر حکومت قوت پکڑتا رہا یہاں تک کہ ابن زبیر نے عبداللہ بن یزید حطی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو معزول کر کے ان دونوں کے محل اور کام پر عبداللہ بن مطیع کو کوفہ پر عامل و گورنر مقرر کر دیا پس اس سے بحیر بن رستان حمیری نے ملاقات کی جب کہ وہ کوفہ کی طرف جا رہا تھا اور اس سے کہا کہ آج رات نہ جاؤ کیونکہ قمر طالع ستاروں کی منزل میں ہے (طالع منازل قمر کے دو ستاروں کا نام ہے) لہذا تم نہ جاؤ تو اس نے کہا کہ کیا تم تکلیف سختی اور مصیبت کے علاوہ کچھ چاہتے ہیں پس وہ سختی میں پڑتا تھا جیسا چاہتا تھا بلاؤ و مصیبت اس کی گفتگو سے ممکن تھی اور وہ بہادر و شجاع تھا اور ابراہیم مدینہ گیا اور خراج میں کمزوری آئی اور کماقتہ و فساد کا زمانہ تھا تو ابن زبیر اس سے خاموش رہا۔

اور ابن مطیع کوفہ میں ماہ رمضان میں آیا تھا جب کہ اس کی پانچ راتیں باقی تھیں اور اس نے پولیس پر اپاس بن ابو مغارب علی کو افسر مقرر کیا اور اسے حسن سیرت اور مشکوک پر سختی کرنے کا حکم دیا جب کوفہ میں آیا تو منبر پر گیا اور انہیں خطبہ دیا اور کہا اما بعد مجھے امیر۔۔۔ نے بھیجا ہے تمہارے شہر اور تمہاری سرحدوں پر حاکم بنا کر اور مجھے تمہارے مال فیجی جمع کرنے پر اور یہ کہ تمہارے مال فیجی کو تم سے اٹھا کر تلے جاؤں مگر تمہاری رضامندی سے اور یہ کہ

میں عمر بن خطاب کی اس وصیت کی اس نے اپنی وفات کے وقت کی تھی۔ اور عثمان بن عفان کی سیرت کی پیروی کروں پس اللہ سے ڈرو اور سیدھے چلو اور اختلاف نہ کرو اور اپنے بیوقوفوں کے ہاتھ پکڑو اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر اپنے آپ کو ملامت کرنا پس خدا کی قسم میں سختی کروں گا بیمارنا فرمان پر اور شک و شبہ میں ڈالنے والے کی پھولی می کچی کو بھی سیدھا کروں گا۔

پس سائب بن مالک اشعری اٹھ کھڑا ہوا اور کہا رہا ہمارا مال فیٹی ہماری رضا و رغبت سے اٹھا کے لے جانا تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم راضی نہیں ہیں کہ ہمارے مال فیٹی کی بچت ہم سے اٹھا کر لے جائی جائے اور یہ کہ اسے تقسیم نہ کیا جائے مگر ہم ہی ہیں اور یہ کہ ہم میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی سیرت کے علاوہ کہ جس پر وہ ہمارے ان شہروں میں شہادت تک چلتے رہے ہیں کسی اور سیرت پر نہ چلا جائے ہمیں عثمان کی سیرت کی ضرورت نہیں نہ ہمارے فیٹی میں اور نہ ہی ہمارے نفوس ہیں اور نہ ہی ہم میں عمر بن خطاب کی سیرت کی ضرورت ہے اگرچہ وہ دونوں سیرتوں میں سے ہمارے لیے زیادہ آسان ہے اور وہ لوگوں سے کچھ اچھا سلوک بھی کر لیتے تھے۔

توزید بن انس نے کہا سائب نے سچی بات کہی ہے تو ابن مطیع نے کہا ہم تم میں اسی سیرت پر چلیں گے کہ جسے تم پسند کرتے ہو پھر وہ میرے اتر آیا۔ اور ایاس بن مضارب ابن مطیع کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ سائب بن مالک منار کے ساتھیوں کے رؤساء اور سرداروں میں سے ہے پس منار کے پاس کسی کو بھیجئے تاکہ وہ آپ کے پاس آئے جب وہ آئے تو اسے قید کر دو یہاں تک کہ لوگوں کا معاملہ سیدھا ہو جائے کیونکہ اس کا معاملہ اس کے لیے

جتمعت ہو رہا ہے گویا کہ وہ شہر میں حکومت کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے والا ہے۔ پس ابن مطیع نے فتنار کی طرف زائدہ بن قدامہ اور حسین بن عبد اللہ برسمی کو جو مہدان قبیلہ سے تھا بھیجا اور ان دونوں سے جا کر کہا کہ امیر کے بلاوے کو قبول کرو پس اس نے جانے کا ارادہ کیا تو زائدہ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

واذمکربک الذین کفروا یشبہتولک اذ یقتلواک و یمزجولک۔ (الایہ)
اور جب تیرے پارے میں کافروں نے مکر و حیل کیا کہ وہ تجھے قید کر لیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے شہر سے نکال دیں پس فتنار نے اپنے کپڑے پھینک دیئے اور کہا مجھ پر بحاف دے دو کیونکہ مجھے بخار شروع ہو گیا ہے اور مجھے شدید سردی لگ رہی ہے پس امیر کے پاس آپ دونو جائیں اور اسے میری حالت بتائیں پس وہ ابن مطیع کے پاس آئے اور اسے بتایا تو اس نے فتنار کا بچپنا چھوڑ دیا۔

اور فتنار نے اپنے ساتھیوں کی طرف کسی کو بھیجا اور انہیں اپنے گروہ کے گھروں میں جمع کیا اور ارادہ کیا کہ ماہ محرم میں کوفہ کی حکومت پر قبضہ کر لے۔ پس اصحاب شہام میں سے ایک شخص آیا اور شہام قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ ہے اور اشرف و بزرگوں میں سے تھا اس کا نام تھا عبد الرحمن بن شریح وہ سعید بن منذر بن مسعود بن ابوسعرفی اور اسود بن جراح کندی اور قدامہ بن مالک حبشی سے ملا اور ان سے کہا کہ فتنار چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ خروج کرے لیکن ہم نہیں جانتے کہ ابن خنیفہ نے اسے بھیجا ہے کہ نہیں پس ہمارے ساتھ اٹھ کر چلو ابن خنیفہ کی جانب تاکہ ہم انہیں خبر دیں اس چیز کی کہ جیسے فتنار ہمارے پاس لے کر آیا ہے اگر انہیں نے ہمیں اس کی اتباع و پیروی

کی رخصت دی تو ہم اس کی پیروی کریں گے۔ اور اگر انہوں نے منع کیا تو پھر ہم اس سے اجتناب کریں گے خدا کی قسم کوئی چیز بھی دینا کی ہمارے ہاں ہمارے دین کی سلامتی سے زیادہ راجح اور بہتر نہیں ہونا چاہیئے تو ان لوگوں نے کہا کہ تو نے درست اور صحیح بات کی ہے۔

پس یہ لوگ ابن خنیفہ کی طرف گئے جیب ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے لوگوں کے حالات پوچھے تو انہوں نے ان کے حالات بتائے اور یہ کہ وہ کس حالت میں ہیں اور انہیں مختار کے حالات سے باخبر کیا اور جس چیز کی طرف مختار نے انہیں بلایا تھا اور انہوں نے ان سے اس کی پیروی کرتے کا ذوق و اجازت چاہی جیب وہ اپنی گفتگو سے قانع ہوئے تو ابن خنیفہ نے ان سے کہا بعد اس کے کہ اللہ کی حمد و ثنا کی اور اہل بیت کی فضیلت اور حسین علیہ السلام کی شہادت سے جو مصیبت ان پر آئی ہے اس کا ذکر کیا پھر ان سے کہا باقی رہی وہ چیز کہ جس کو تم نے ذکر کیا ہے کہ تمہیں اس نے ہمارے خون کے مطالبہ کرنے کی طرف بلایا ہے تو خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا ہمارے دشمن سے ہماری نصرت و مدد کرے اپنی مخلوق میں سے جس سے چاہے، اور اگر وہ ناپسند کرتے تو کہتے کہ نہ کرو۔

پس یہ لوگ واپس آئے جب کہ شیعوں میں سے کچھ ان کی انتظار میں تھے ان میں سے کہ جنہیں انہوں نے اپنے حالات بتائے تھے اور یہ چیز مختار کے لیے اشاق و دشواری تھی اور اسے خوف تھا کہ وہ کوئی ایسی بات کے ساتھ ہویں کہ جو شیعوں کو مختار سے پھڑا اور الگ کر دے جیب وہ کو فرما آئے تو وہ مختار کے گھر گئے اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھروں میں جلتے تو مختار نے ان سے کہا

تمہارے پیچھے کیا ہے کیونکہ تم آزمائش اور شک میں پڑ گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تمہاری نصرت و مدد کا حکم ملا ہے تو اس نے کہا اللہ اکبر تو شیعوں کو میرے پاس جمع کر دیں ان لوگوں کو جمع کیا گیا جو ان سے نزدیک تھے تو مختار نے ان سے کہا کہ چند ایک افراد نے پسند کیا کہ وہ جانیں اس چیز کا مصداق و سچائی کہ بے میں میکر آیا تھا پس وہ امام مہدیؑ کی طرف گئے اور ان سے سوال کیا اس چیز کے بارے میں کہ جو میں تمہارے لایا تھا پس انہوں نے انہیں خبر دی کہ میں ان کا ذریعہ ہوں اور تمہیں میری اتباع اور اطاعت کا حکم دیا ہے اس چیز میں کہ جس کی طرف میں تمہیں بلاتا ہوں محرمات کی تہک حرمت کرنے والوں سے جنگ کرنے اور تمہاری نبی اکرمؐ کے معصطفیٰ اور چنے ہوئے اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے سلسلہ میں

پس عبدالرحمن بن خرواع کھڑا ہوا اور انہیں اپنی حالت اور اپنے جانے کے بارے میں خبر دی اور یہ کہ ابن خنیفہ نے انہیں مختار کی مدد کرنے اور پشت پناہی کرنے کا حکم دیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ شاہد و موجد غائب تک یہ خبر پہنچا دے اور تیاری کرو اور آمادہ رہو اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ نے بھی اٹھ کر اسی قسم کی گفتگو کی۔

پس شیعہ فتنہ کے ساتھ مجتمع ہو گئے کہ جن میں سے ایک شعبی اور اس کا باپ شراحیل بھی تھا پس جب مختار کا معاملہ خرواع کے لیے آمادہ اور محصیا ہو گیا تو اس کے بعض ساتھیوں نے کہا اشرف کو فخر کا اتفاق ہے کہ تم ابن مطیع کے ساتھ جنگ کرو اگر ہمارے اس امر پر ابراہیم بن اشتر لبیک کرے اور وہ اسے قبول کر لے تو پھر ہم دشمن کے خلاف قوت و طاقت حاصل کرنے کی امید

رکھتے ہیں کیونکہ وہ ایک نوجوان رئیس ہے اور ایک بزرگ و شریف باپ کا بیٹا ہے اور اس کا عزت دار اور کافی تعداد رکھنے والا قبیلہ بھی ہے۔

تو فخر نے ان سے کہا تم اس سے ملاقات کرو اور اسے دعوت دو پس وہ لوگ ابراہیم کی طرف بکھلے جب کے شعبی بھی ان کے ساتھ تھا پس انہوں نے ابراہیم کو اپنے حالات بتائے اور اس سے اس کام میں مساعدت کرنے کا سوال کیا اور اس کے سامنے ذکر کیا اس چیز کو جس پر اس کا باپ تھا حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت کی دلاء و محبت میں سے تو ابراہیم نے کہا کہ میں حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت کے خون کے مطالبہ کی تمہاری دعوت کو قبول کرتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے اس امر کا دلی و نگران بناؤ تو انہوں نے کہا کہ تم یقیناً اس کے اہل ہو مگر اس وقت اس کی کوئی سبب نہیں کیونکہ یہ فخر ہمارے پاس ”جہدی“ کی طرف سے آیا ہے اور وہ جنگ کرنے پر مامور ہے اور ہمیں اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس ابراہیم خاموش ہو گیا اور انہیں کوئی جواب نہ دیا پس وہ ابراہیم کے ہاں سے واپس آ گئے اور فخر کو بتایا پس فخر تین دن تک رکا رہا اور پھر اپنے دس سے زیادہ ساتھیوں کے ساتھ کہ جن میں شعبی اور اس کا باپ بھی تھا ابراہیم کی طرف گیا پس ابراہیم کے گھر میں گئے تو ان کے لیے تکبہ بچھائے گئے اور وہ ان پر بیٹھے اور فخر ابراہیم کے ساتھ اس کے فرش پر بیٹھا پس فخر نے اس سے کہا یہ خط ہے ہمدی محمد بن علی امیر المؤمنین کا اور وہ اس وقت اہل زمین میں سے اچھا انسان ہے اور اس کا بیٹا ہے کہ جو آج سے پہلے کے اہل زمین انبیائے خدا اور اس کے رسولوں سے بہتر تھا اور وہ تجھ سے خواہش کر رہے ہیں کہ تم ہماری مدد کرو اور ہمارا ساتھ دو۔

شعبی کتاب ہے اور خط میرے پاس تھا جب مختار نے اپنی گفتگو پوری کی تو مجھ سے کہا کہ خط ابراہیم کو دیدو پس شعبی نے وہ خط اسے دیدیا کہ جسے ابراہیم نے پڑھا تو اس میں لکھا تھا محمد مہدی کی طرف ابراہیم بن مالک اشتر کی جانب سلام علیک میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد و تعریف کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اما بعد تحقیق میں تمہاری طرف اپنا وزیر اور اپنا امین کہ جسے میں نے اپنے لیے پسند کیا ہے بھیج رہا ہوں اور اس کو میں نے حکم دیا ہے میرے دشمن سے جنگ کرنے اور میرے اہل بیت کے خون کا مطالبہ کرنے کا پس ان کے ساتھ خود اور اپنے قبیلہ کے ساتھ اور جو تیری اطاعت کریں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو کیونکہ اگر تو تے میری مدد کی اور میری دعوت پر لبیک کہا تو تمہارے لیے میرے ہاں نفیخت ہوگی اور گھوڑوں کی بائیس اور سارا غازی لشکر اور ہر شہر و منبر اور سرحد کہ جن پر تجھے غلبہ ہو کو فہ سے بیکر آخری شام کے شہروں تک تیرا ہے۔

جب ابراہیم خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو کہا کہ آج سے پہلے ابن خنیفہ نے مجھے خط لکھا ہے اور میں نے بھی انہیں خط لکھا ہے پس میری طرف نہیں لکھا مگر اپنا نام اور والد گرامی کا نام مختار نے کہا وہ بھی ایک زمانہ تھا اور یہ بھی ایک زمانہ ہے ابراہیم نے کہا کہ کون جانتا ہے کہ یہ ابن خنیفہ کا خط ہے تو ایک جماعت نے جو مختار کے ساتھ تھی کہ جن میں زید بن انس، احمد بن شعیبہ عبد اللہ بن کامل اور ان کی جماعت تھی سوائے شعبی کے سب نے گواہی دی جب انہوں نے گواہی دی تو ابراہیم صدر مجلس سے ہٹ گیا اور مختار کو وہاں بٹھایا اور اس کی بیعت کی پھر وہ لوگ ابراہیم کے ہاں سے باہر آ گئے۔

اور ابراہیم نے شیعی سے کہا میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تو نے اور تیرے باپ نے قوم کے ساتھ گواہی نہیں دی کیا تیری رائے ہے کہ ان سب نے حق کے بغیر گواہی دی ہے تو شیعی نے اسی سے کہا یہ قاریوں کے سردار اور شہر کے بزرگ اور عربوں کے شاہسوار ہیں اور ان ایسا شخص حق کے علاوہ بات نہیں کر سکتا پس ان کے نام لکھ لیے اور انہیں اپنے پاس رکھ دیا اور ابراہیم نے اپنے قبیلہ اور انہیں جو اس کی اطاعت کرتے تھے دعوت دی اور فتنار کے ہاں آئے جلنے لگا ہر رات شام کے وقت اپنے معاملات و امور کے متعلق سوچ و بچا اور ان کی تدبیر کرنے لگا اور ان کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ وہ جموعات کی رات چودہ ربیع الاول ۳۴ھ چھپا سٹھ ہجری

چب وہ رات آئی تو مغرب کی نماز ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑھی پھر فتنار کو ملنے کے ارادہ سے نکلا جب کہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے پاس ہتھیار تھے اور ایاس بن مضارب عبد اللہ بن مطیع کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ فتنار ان دو راتوں میں سے کسی رات تیرے خلاف خروج کرنے والا ہے اور میں نے اپنے بیٹے کو کناسہ کی طرف بھیجا ہے اگر کوئی بڑے میدان کی طرف اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو آپ اہل اطاعت کا ایک جات کے ساتھ بھیجیں۔

تو فتنار اور اس کے ساتھی آپ کے خلاف خروج کرنے سے خوف و ہدیت محسوس کریں گے تو ابن مطیع نے عبد الرحمن بن سعید بن قیس ہمدانی کو جبانہ مطیع کی بھیجا اور کہا کہ اپنی قوم کی کفایت کرو لیکن وہاں کوئی حادثہ ایجاد نہ کرنا اور کعب بن ابوکعب خشعی کو جبانہ بشر کی طرف بھیجا اور زعر بن قیس جعفی

کو جبانہ کندہ کی طرف بھیجا اور عبدالرحمن بن عوف کو جبانہ حامیہ کی طرف اور
ثمر بن ذی الجوشن کو جبانہ سالم کی طرف اور یزید بن رویم کو جبانہ مرد کی
طرف بھیجا اور ہر ایک کو نصیحت و وصیت کی کہ اس کی طرف سے کوئی اقدام
نہ ہو اور شہبث بن ربعی کو سمحہ (نمکین اور دلدل والی زمین) کی طرف بھیجا
اور اس سے کہا کہ جب تم ان لوگوں کی آواز سنو تو ان کی طرف جاؤ۔

اور ان لوگوں کا جانوں (لے درخت بلند و موارزین) کی طرف نکلنا
پر کے دن ہو اور ابراہیم بن اشتر متنگ کی رات مختار کی طرف جانے کیلئے
نکلا اور اسے یہ خبر مل چکی تھی کہ جبانے مردوں سے پر کر دیئے گئے ہیں اور
ایاس بن مضارب پولیس میں ہے کہ جس نے بازار اور قصر الامارہ کو گھریے
میں لیا ہوا ہے تو ابراہیم نے تقریباً ایک سو اپنے ساتھی زرہ پوش ساتھ لے
کہ جنہوں نے اوپر قبائش پہنی ہوئی تھیں اس کے ساتھیوں نے ابراہیم سے کہا
کہ شارع عام سے ہٹ کے چلیں قناس نے کہا کہ خدا کی قسم میں تو بازار کے وسط
سے گزروں گا قصر الامارہ کے پہلو سے اور میں دشمن پر رعب ڈالوں گا اور اسے
دکاؤں گا کہ وہ ہمارے نزدیک کمزور و ذلیل ہیں پس باب النعین پر گیا اور پھر
عمرو بن حریش کے گھر پر پس ایاس بن مضارب کا پولیس میں جو ظاہر بظاہر
ہتھیار لگائے ہوئے تھے سامنا ہوا تو اس نے پوچھا تم لوگ کون ہو ابراہیم
نے کہا میں ابراہیم بن اشتر ہوں تو ایاس نے کہا یہ جماعت کون ہے کہ جو تمہارے
ساتھ ہے اور تم کیا چاہتے ہو اور میں تجھے نہیں چھوڑوں گا جب تک تمہیں امیر
کے پاس نہ لے جاؤں تو ابراہیم نے کہا راستہ چھوڑ دو اس نے کہا میں ایسا نہیں
کروں گا اور ایاس بن مضارب کے ساتھ قبیلہ ہمدانی کا ایک مرد تھا جس کو بطن

کہتے تھے اور ابراہیم اس کا احترام کرتا تھا اور وہ ابن اشتر کا دوست تھا تو ابن اشتر نے اس سے کہا کہ مجھ سے قریب ہواے ابو قطن پس وہ قریب ہوا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ ابراہیم اس سے خواہش کرے گا کہ ایاں کے ہاں اس کی سفارش کر دو تو ابراہیم نے اس کے ساتھ جو نیزہ تھا وہ پھڑپھڑایا اور ایاں کو گودن کی گودی (رہنسی کی ٹہیوں کے درمیان والا گڑھا) میں مار کر اس کو گرا دیا۔ اور اپنی قوم کے ایک شخص کو دیا جس نے اس کا سر جدا کر لیا اور ایاں کے ساتھی تتر بتر ہو گئے اور وہ ابن مطیع کے ہاں پلٹ گئے۔

تو اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے رشید بن ایاں کو پولیس افسر بنا بھیجا اور کسانہ میں اس کی جگہ سوید بن عبد الرحمن منقری ابو القعقاع بن سوید کو بھیجا اور ابراہیم بن اشتر مختار کے پاس آیا اور کہا ہم نے خروج کا وعدہ تو آنے والی رات کیا تھا لیکن ایک ایسا امر پیش آ گیا ہے کہ آج رات خروج کرنے سے چارہ نہیں اور اسے وہ ساری خبر بتائی تو مختار ایاں کے قتل سے بڑا خوش ہوا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پہلی فتح و کامیابی ہے پھر سعید بن منقر سے کہا اٹھو اور نرم و ہموار زمین اور سرکنڈوں میں آگ لگا کر انہیں اٹھا لو اور تم یا عبد اللہ بن شداد جا کر منادی کرو "دیا اشارات الحنین" اے حسین کے لیے جوش میں آنے والو" اس کے بعد اپنا ہتھیار لگایا، ابراہیم نے مختار سے کہا کہ یہ لوگ جو جانوں میں ہیں یہ ہمارے ساتھیوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں اگر میں اپنی قوم کی طرف جاؤں ان افراد کے ساتھ جو میری معیت میں ہیں اور انہیں دعوت دوں جو میری دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور انہیں اطراف کو فہ کی طرف جاؤں اور انہیں اپنے شعار و نعرے

کے ساتھ پکاروں تو جو خروج کرنا چاہتا ہے وہ ہماری طرف نکل گئے گا اور جو آپ کے پاس آئے اس کو آپ اپنے پاس روک لیں ان افراد کے ساتھ ملا کر جو پہلے آپ کے پاس ہیں پس اگر آپ پر جلدی ہو تو آپ کے پاس اتنے لوگ ہوں گے جو میرے آنے تک آپ کی حفاظت کریں گے فخر نے اس سے کہا ایسا ہی کرو اور جلدی کرو اور اس سے پہنچا کہ ان کے امیر کے پاس جا کر اس سے جنگ کرو اور کسی سے بھی جنگ نہ کرو جب تک تم استطاعت رکھتے ہو کہ تم اس سے جنگ نہ کرو مگر یہ کہ کوئی شخص جنگ کرنے میں ابتدا کرے

پس ابراہیم اور اس کے ساتھی نکل کر اپنا قوم میں پہنچ گئے اور ان کے پاس زیادہ تر وہ لوگ جمع ہو گئے کہ جو ان کی دعوت کو قبول کر چکے تھے اور ابراہیم ان کو لیکر شہر کی گلیوں میں رات کے طویل حصہ تک چلتا رہا البتہ وہ ان جگہوں سے اجتناب کرتا تھا کہ جس میں وہ امراء تھے کہ جنہیں ابن مطیع نے مقرر کر رکھا تھا جب ابراہیم مسجد سکون تک پہنچا زحر بن علی بن جعفی کے گھڑ سواروں کی ایک جماعت اس کے پاس آئی کہ جن پر کوئی امیر و افسر نہیں تھا تو ابراہیم نے ان پر حملہ کر کے انہیں وہاں سے ہٹا دیا یہاں تک کہ انہیں جہانہ کندہ میں داخل کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا خدا یا تو جانک ہے کہ ہم تیرے نبی کے اہل بیت کے لیے غضبناک ہوئے ہیں اور ان کے لیے جوش میں آئے ہیں لہذا ہماری ان کے خلاف نفرت و مدد فرما۔

پھر ابراہیم ان کو چھڑ کر واپس آگیا بعد اس کے کہ انہیں شکست دے دی اس کے بعد ابراہیم چلا یہاں تک کہ جہانہ اشیر تک پہنچا اور وہاں ایک دوسرے کو اپنے شعار و نعرے کے ساتھ پکارا تو ابراہیم وہاں رک گیا تو اس کے پاس سید بن عبد الرحمن

منفری آیا اور اسے امید ہوئی کہ وہ انہیں مارے گا اور اس سے ابن میطع کے پاس
 اس کا حصہ ہو جائے گا پس ابراہیم کو پتہ ہی نہ چلا کہ وہ اس کے پاس آگیا تو ابراہیم
 نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے اللہ کے پاہیوں! تیرے پڑ و کیونکہ تم نصرت و مدد الہی
 کے زیادہ مستحق ہو ان فساق سے کہ جو تمہارے نبی کے اہل بیت کے خون میں غوطہ
 زن رہے ہیں پس وہ اتر آئے پھر ابراہیم نے دشمنوں پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ
 انہیں صحرا کی طرف نکال دیا پس وہ شکست کھا گئے اور بعض بعض پر سوار ہو
 رہے اور گھر رہے تھے اور ایک دوسرے کو ملامت کرتے تھے اور ابراہیم نے ان
 کا پیچھا کیا یہاں تک کہ انہیں کنامہ میں داخل کر دیا پس ابراہیم سے اس کے ساتھیوں
 نے کہا ان کا پیچھا کرو اور ان میں جو رعب و خوف پڑا ہے اس کو نصیحت سمجھو
 تو ابراہیم نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم اپنے صاحب کے پاس آئیں گے کہ جس کی نصرت و
 گجراہٹ کہ خدا امن میں تبدیل کرے اور تاکہ اسے معلوم ہو کہ ہماری نصرت
 اس کے لیے کس قدر ہے تاکہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی قوت و طاقت میں
 اضافہ ہو جب کہ میں ماثون نہیں ہوں کہ دشمن اس پر آگیا ہو پھر ابراہیم چل کر
 غنار کے دروازے پر پہنچا تو سنا کہ آوازیں بلند ہو رہی ہیں اور لوگ ایک دوسرے
 سے جگ کر رہے ہیں اور شبت بن ربیع سجنہ کی طرف سے آیا ہے اور غنار نے
 اس کے لیے یزید ابن اس کو تیار کیا ہے اور حجار بن الجحر علی آیا ہے اور غنار
 نے اس کے سامنے امر بن شعیط کو قرار دیا پس اس آئنا میں کہ وہ جنگ کر رہے
 تھے کہ اچانک ابراہیم قصر الامارہ کی طرف سے آیا اور حجار اور اس کے ساتھیوں
 کو خبر پہنچی کہ ابراہیم پیچھے سے ان کی طرف آگیا ہے تو وہ گلی کوچوں میں اس کے
 آنے سے پہلے ہی تتر بتر ہو گئے اور قیس بن طہفہ نہد کا تقریباً سو افراد کے ساتھ

آگیا اور وہ مختار کے ساتھیوں میں سے تھا اس نے ثبث بن ربعی پر حملہ کر دیا اور وہ نیزہ بدین اس سے بڑھ رہا تھا پس اس نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور یہ اکٹھے ہو گئے اور ثبث ابن میطع کے پاس چلا اور اس سے کہا کہ تمام امراء کو جمع کرو جو جانوں میں ہیں اور تمام لوگوں کو بھی پھر انہیں ان لوگوں کی طرف بھیجو اور ان سے جنگ کرو کیونکہ ان کا معاملہ قوت پکڑ گیا ہے اور مختار نے خروج کر دیا ہے اور ظاہر ہو گیا ہے اور اس کا امر حکومت مجتمع ہو رہا ہے۔

جب اس کی بات مختار تک پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ سمنہ میں دیر بند کے پیچھے جا اترا اور ابو عثمان ہندیا نکلا اور اس نے قبیلہ عساکر میں منادی کی اور وہ اپنے گھروں میں مجتمع تھے اور وہ اپنے آپ کو ظاہر کرنے سے ڈرتے تھے کیونکہ کعب خشمی ان کے قریب تھا اور اس نے گلی کو چوں کے سروں پر قبضہ کر رکھا تھا جب ان کے پاس ابو عثمان آیا اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تو اس نے پکارا "یا اشارات" اے حسین کے خون کا بدلہ لینے میں ہتھیار لوگو، "یا منصور اُمت اُمت

اے ہدایت یا قہ قبیلہ آل محمد کا آمین اور ان کا وزیر خروج کر چکا ہے اور وہ دیر بند میں اترا ہوا ہے اور مجھے تمہاری طرف داعی اور مبشر بنا کر بھیجا ہے پس باہر نکل آؤ خدا تم پر رحم کرے پس وہ یا اشارات الحین پکار ہوئے باہر آ گئے اور کعب سے جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ اس نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ مختار کی طرف بڑھے اور اس کے ساتھ اتر پڑے اور عبد اللہ بن قنادہ تقریباً دو سو افراد میں نکلا اور مختار کے ساتھ پڑاؤ ڈالا اور ان سے

بھی کب متعرض ہوا تھا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ وہ اس کی قوم کے لوگ ہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔

اور شبام قبیلہ رات کے آخری حصہ میں نکلا جو قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ ہے ان کی اطلاع عبدالرحمن بن سعید ہمدانی کو ہو گئی تو اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تم مختار کے پاس جانا چاہتے ہو تو جانا بیع سے نہ گزرو پس وہ مختار سے جا کر مل گئے پس مختار کے پاس ہزار افراد میں سے کہ جنہوں نے اس کی بیعت کی تھی تین ہزار آٹھ سو آدمی پہنچ گئے پس یہ لوگ صبح صادق سے پہلے اس کے پاس جمع ہوئے جب صبح ہوئی تو وہ اپنی تیاریاں سے فارغ ہو چکا تھا اور اپنے ساتھیوں کو رات کے اندھیرے میں نماز پڑھاٹی۔

اور ابن مہلیح نے جباؤں کی طرف پیغام بھیجا اور جو لوگ وہاں تھے انہیں حکم دیا کہ مسجد میں آئیں اور راشد بن ایاس کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کرے کہ میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو آج رات مسجد میں نہ آیا پس وہ لوگ جمع ہوئے پس ابن مہلیح نے شبث بن ربعی کو تقریباً تین ہزار فوج کے ساتھ مختار کی طرف بھیجا اور راشد بن ایاس کو چار ہزار پس کے سپاہیوں میں پس شبث مختار کی طرف گیا اور اس کو بھی اطلاع مل گئی اور وہ صبح کی نماز سے فارغ ہو چکا تھا پس اس نے بھیجی اسے جو ان کی خبر لایا اور جو مختار کے پاس اس وقت آیا تھا وہ سعید بن ابوسعرفی تھا اور وہ اس کے ساتھیوں میں سے تھا وہ اس کے پاس آنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا مگر اسی وقت اس نے راشد بن ایاس کو راستہ میں دیکھا تھا لہذا اس کی خبر

فوج نے حملہ کیا لیکن یہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور ان سے یزید بن انس نے کہا
 اے جماعت شیعہ تمہیں قتل کیا جاتا تھا اور تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے تھے
 اور تمہاری آنکھیں پھوڑی جاتی تھیں اور تمہیں کھجوروں کے تنوں پر سولی چڑھایا
 جاتا تھا تمہارے نبی کے اہل بیت کی عبت میں جب کہ تم اپنے گھروں میں اور
 اپنے دشمن کی اطاعت میں ہوتے تھے اب تمہارا ان لوگوں کے بارے میں کیا گمان
 ہے اگر آج یہ ہم پر غالب آگئے خدا کی قسم یہ تمہاری کسی آنکھ کو پھوڑتا دیکھ
 کر ہمیں چھوڑیں گے اور تمہیں باندھ کر قتل کریں گے اور تم ان سے اپنی اولاد نبی
 ازواج اور اپنے مال میں وہ کچھ دیکھو گے کہ جس سے موت بہتر ہے خدا کی قسم
 تمہیں ان سے نجات نہیں دے سکتا مگر سچائی، صبر و تحمل اور درست نیت
 زنی اور پے درپے تلوار کی ضرب پس حملہ کے لیے تیار ہو جاؤ پس وہ تیار ہو
 کر اس کے حکم کا انتظار کرنے لگے اور اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے باقی رہے
 ابراہیم بن اثثر تو اس کا راشد سے ساقتا ہوا چانک اس کے ساتھ چار ہزار
 فوج تھا تو ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان کی کثرت سے تمہیں ہول و خوف
 نہ ہو خدا کی قسم بعض اوقات ایک مرد دس سے بہتر ہوتا ہے اور خدا صبر
 کرنے والوں کے ساتھ ہے اور خذیمہ بن نصر گھڑ سواروں میں ان کی طرف بڑھا
 اور خود اتر کر پیدل فوج کے ساتھ چلنے لگا اور ابراہیم اپنے علمدار سے کہتے
 جلتے تھے تم اپنا علم آگے بڑھاؤ اور ان کے ساتھ چلو
 اور لوگوں نے گھمان کی جنگ کی اور فرزدیح بن نصر عبسی نے راشد پر حملہ کر کے
 اسے قتل کر دیا اور پھر پلار کر کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے راشد کو قتل کر دیا
 تو راشد کے ساتھی شکست کھا کر جگ کھڑے ہوئے اور ابراہیم و فرزدیح اور

بھی مختار کو دی پس مختار نے ابراہیم بن اشتر کو راشد کی طرف سات سو افراد میں اور بعض کہتے ہیں کہ چھ سو افراد اور پھر سو پیادوں میں بھیجا اور نعیم بن مہیرہ نے اپنے بھائی مفضل بن مہیرہ کو تین سو سواروں اور چھ سو پیادوں میں بھیجا اور اس کو شہبث بن ربیع اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور دونوں کو جدی جنگ کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ دشمن کے نزدیک نہ جانا کیونکہ وہ ان دونوں کی تعداد بے کثرت میں ہیں پس ابراہیم راشد کی طرف گیا اور مختار نے یزید بن انس کو شہبث بن ربیع والی مسجد کی جگہ پر نو سو افراد میں اس سے آگے بھیجا اور نعیم شہبث کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے سخت جنگ کی پس نعیم نے سعربن ابوسعہ کو گھڑ سواروں کا سردار بنایا اور وہ خود پیادوں کے ساتھ چلا اور ان سے جنگ کی یہاں تک کہ سوزج چمکا اور اس کی روشنی پھیل گئی تو شہبث کے ساتھی بھاگ کر گھروں میں چھپ گئے شہبث نے انہیں پکارا اور براہِ گتختہ کیا تو ان میں سے ایک جماعت اس کی طرف پلٹ آئی اور انہوں نے نعیم کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور وہ تتر بتر ہو گئے اور انہیں شکست دے دی لیکن نعیم نے جبر و تحمل دکھایا اور وہ مارا گیا اور سعربن ابوسعہ اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت اس پر ہو گئی پس شہبث نے سربن کو پھڑ دیا اور غلاموں کو قتل کر دیا اور پھر شہبث نے آکر مختار کو گھرے میں لے لیا اور وہ نعیم کے قتل ہونے سے کمزور ہو گیا تھا۔

اور ابن میلج نے یزید بن حارث بن رویم کو دو ہزار کا شکر و کیر بھیجا ہو گیا کو چوں کے موہنوں پر کھڑے ہو گئے اور مختار نے یزید بن انس کو گھڑ سواروں کی کمان دی اور وہ خود پیادوں کے ساتھ چلا پس اس پر شہبث کی گھڑ سوار

جو لوگ ان دونوں کے ساتھ تھے راشد کے قتل کے بعد مختار کی طرف آچکے مختار کے پاس راشد کے قتل کی بشارت دینے والا اور بشارت والا بھیجا تو مختار اور اس کے ساتھیوں نے تیکمہ کی آواز بلند کی اور ان کے دل قوی ہو گئے اور ابن میطیع کے ساتھیوں میں کمزوری اور بزدلی آ گئی۔

اور ابن میطیع نے حسان بن قائد بن بکر عصبی کو ایک کافی شکریں جو دو ہزار کے قریب تھا بھیجا اور وہ ابراہیم کے سامنے آیا تاکہ اس کو ابن میطیع کے جو ساتھی بختہ میں تھے ان سے روکے تو ابراہیم ان کی طرف بڑھا تو وہ جنگ کے بغیر شکست کھا گئے۔

اور حسان پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کو گرماتا تھا کہ اس پر خذیمہ نے حملہ کیا اور اس کو پہچان اور کہا ہے حسان اگر قربت و رشتہ داری تہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا پس اپنے آپ کو نجات دو پس اس کے گھوڑے کا پیر بھسلا اور وہ گر پڑا پس لوگ اس کی طرف بڑھے تو وہ کچھ دیر لڑتا رہا تو خذیمہ نے اس سے کہا تیرے لیے امان ہے اپنے آپ کو قتل نہ کرو اور لوگوں کو اس سے روکنا اور ابراہیم سے کہنا یہ میرا چچا زاد ہے اور میں نے اس کو امان دی ہے ابراہیم نے کہا ”احسنت“ تو نے بہت اچھا کیا ہے پس اس کا گھوڑا لانے کا حکم دیا تو لوگ اسے لے آئے اور اسے سوار کر کے کہا اپنے گھرواؤں میں پہنچ جاؤ۔

اور ابراہیم مختار کی طرف بڑھا جب کہ شبث بن ربعی نے مختار کو گھیر رکھا تھا پس یزید بن حارث نے اس کا سامنا کیا جو سمجھ کے قریب کے گلی کو چوں کے منہ پر ماسور تھا پس وہ ابراہیم کی طرف بڑھا تاکہ اسے

شبیث اور اس کے ساتھیوں سے روکے تو ابراہیم نے اس کی طرف اپنے ساتھیوں میں سے ایک گروہ خذیمہ بن نصر کے ساتھ بھیجا اور خود مختار کی طرف چلا اور شبیث اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ وہاں تھا جب ابراہیم ان کے قریب پہنچا تو شبیث پر حملہ کیا اور یزید بن انس نے بھی حملہ کیا تو شبیث اور اس کے ساتھی کو فر کے گھروں کی طرف شکست کھا کر بھاگ گئے اور خذیمہ بن نصر نے یزید بن حارث پر حملہ کر کے اسے بھی بھاگ دیا اور خود کو چوں کے موہنوں اور گھروں کے اوپر اندھام کر لیا اور مختار آگے بڑھا جب وہ کو چوں کے موہنوں پر پہنچا تو تیر اندازوں نے اس پر تیر برسائے اور اس طرف سے اسے کو فر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور سیحہ سے لوگ شکست کھا کر ابن مطیع کے پاس پلٹ آئے اور اسے راشد بن ایاس کے قتل کی خبر بھی ملی تو وہ پریشان ہو گیا تو اس سے عمرو بن حجاج زبیدی نے کہا اے شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال لوگوں کی طرف نکل اور انہیں دشمن کے مقابلے کے لیے آمادہ کریں کہ لوگ بہت سے ہیں اور وہ سب تمہارے ساتھ ہیں سوائے اس گروہ کے کہ جنہوں نے خردج کیا ہے خدا انہیں رسوا و ذلیل کرے گا اور میں پہلا شخص تیری دعوت پر لبیک کہتا ہوں پس میرے ساتھ ایک گروہ کو بلا بھیج اور میرے نیکے ساتھ ایک گروہ

پس ابن مطیع نکلا اور لوگوں میں جا کھڑا ہوا اور انہیں شکست کھانے پر سرزنش و توبیخ کی اور انہیں مختار اور اس کے ساتھیوں کی طرف نکلنے کا حکم دیا۔

اور جب مختار نے دیکھا کہ یزید بن حارث نے اسے کوفہ میں داخل ہونے سے روک دیا ہے تو وہ مزید تہہ تبیدہ اٹھس اور باریق کے گھروں کی طرف مڑا اور ان کے گھر علیحدہ علیحدہ تھے انہوں نے اس کے ساتھیوں کو پانی بھی پلایا لیکن مختار نے غرور پانی نہیں پیا کیونکہ وہ روزہ سے تھا تو عمر بن شعیب نے ابن کمال سے کہا کیا تو اسے روزہ دار سمجھتا ہے اس نے کہا جی ہاں ۴۱

پس مختار نے کہا یہ جنگ کے لیے بہترین جگہ ہے تو ابراہیم نے کہا اس قوم کو خدا نے شکست دی ہے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے میں آپ ہمارے ساتھ چلیں خدا کی قسم قصر الامارہ کے اس طرف کوئی مانع و رکاوٹ نہیں ہے پس مختار نے وہاں پر بڑھے کمزور بیمار اور گرانبار کمزور و بے چوڑا اور ان پر ابو عثمان بھدلی کو اپنا جانشین بنایا اور ابراہیم کو اپنے آگے بھیجا اور ابن میثم نے عمرو بن جراح کو دو ہزار کی فوج میں بھیجا اور وہ ان پر نکل کر آیا تو مختار نے ابراہیم کو پیغام بھیجا کہ اس سے پہلو تہی کر لو اور اس کے سامنے کھڑے ہو میں ابراہیم نے اس سے پہلو تہی کر لیا وہاں رہنے دیا اور مختار نے یزید بن اسد کو حکم دیا کہ وہ عمرو بن جراح کے آگے سامنے کھڑا ہو پس وہ اس کی طرف گیا اور مختار ابراہیم کے پیچھے پیچھے چلا پھر حاکم بن عبد اللہ کے معنی والی جگہ ٹھہر گیا اور ابراہیم چلتا رہا تاکہ کوفہ میں کناسہ کی جانب سے داخل ہو تو شمر بن ذی الجوشن اس کی طرف مختار نے سعید بن مسند ہمدانی کو بھیجا اور وہ اس سے جنگ کرتا رہا اور ابراہیم کی طرف پیغام بھیجا اور اسے چلتے رہنے کا حکم دیا تو ابراہیم چلتا چلتا شہر کی گلی میں پہنچ گیا تو اچانک زوق بن مسحق و دہزار کے دستہ کے ساتھ اویس بن

نے کلبے پانچ ہزار کی فوج کے ساتھ اور صحیح بھی یہی ہے اس کے مقابلہ میں آیا اور ادھر سے ابن مطیع نے منادی کرانے کا حکم دیا اور لوگوں میں منادی کرائی کہ ابن مساحق سے جاملو اور ابن مطیع تلک کر کناہ میں جا ٹھہرا اور قصر الامارہ پر سبت بن ربیع کو اپنا جانشین بنایا پس ابراہیم ابن مطیع کے قریب ہوا اور اپنے ساتھیوں کو گھوڑوں سے اترنے کا حکم دیا اور ان سے کہاتیں ہولناکی اور خوف میں نہ ڈالے یہ بات کہ تم سے کہا جائے مثبت آل قتیبہ بن تہاس آل اشعث آل یزید بن حارث یا آل نفلان اہل کوفہ کے بڑے گھرانوں کا نام لیا آگئے ہیں پھر کہا کہ ان لوگوں نے جب تلواروں کی دھار غسوس کی تو ابن مطیع کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے جس طرح بکری بیڑیے سے بھاگتی ہے پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم نے اپنی قبا کا نچلا حصہ پکڑ کر اسے کمر کے پٹکے میں داخل کر لیا اور قیازرہ کے اوپر تھیں اور جب حملہ کیا تو تھوڑی دیر نہیں ہوئی کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے پر گم و چڑم رہے تھے کوچوں کے موہنوں کے سامنے اور ایک دوسرے پر اثر و حام کیے ہوئے تھے اور ابن اشتر ابن مساحق تک پہنچ گیا اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور اس پر تلوار بلند کی تو اس نے کہا اے ابن اشتر میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میرے اور آپ کے درمیان کوئی کینہ و دشمنی ہے یا آپ نے کوئی خون کا بدلہ لینا ہے پس ابراہیم نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ اسے یاد رکھنا اور وہ بھی اس کا تذکرہ کرتا رہا۔

اور ان کے پیچھے ہی کناہ میں داخل ہوئے یہاں تک کہ بازار اور مسجد میں داخل ہو گئے اور ابن مطیع کا محاصرہ کر لیا کہ جس کے ساتھ اشراف اور قبیلوں کے

سردار بھی تھے سوائے مردین حریت کے کہ وہ اپنے گھر آیا تھا اور میر صحر
 کی طرف چلا گیا اور قتارہ کمر بازار کے پہلو میں آکر بیٹھا اور ابراہیم کو
 قہر الامارہ کے حصار کرنے پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ یزید بن اس
 اور امر بن شعیب بھی تھا پس انہوں نے تین دن تک محاصرہ جاری رکھا پس
 محاصرہ سخت ہو گیا تو شہیت نے ابن مطیع سے کہا اپنے لیے اور جو آپ کے
 ساتھ ہیں ان کے لیے کچھ سوچ بچار کرو کیونکہ خدا کی قسم ان کے پاس آپ
 سے اور اپنے نفوس سے کوئی چیز بے پرواہ کرتے والی نہیں ہے ابن مطیع
 نے کہا کہ مجھے کوئی مشورہ دو تو شہیت نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ
 اپنے لیے اور ہمارے لیے ان سے امان طلب کرو اور نکل چلو اور
 اپنے آپ کو اور جو آپ کے ساتھ ہیں انہیں ہلاکت میں نہ ڈالو ابن مطیع
 نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا کہ میں اس سے امان لوں جب کہ امیر.....
 کے لیے حجاز اور بصرہ میں معاملات ٹھیک ٹھاک ہیں تو اس نے کہا کہ
 پھر اس طرح نکل جاؤ کہ کوئی نہ سمجھے اور کو قریں کسی باوثوق شخص کے
 ہاں جا کر مکان چو جاؤ یہاں تک کہ اپنے صاحب سے جا ملو، اور یہی مشورہ
 عبدالرحمن بن سعید اسماء بن خارجہ، ابن خنف اور اشراق و سر دار بن
 کوثر نے دیا پس وہ شام تک وہیں رہا اور ان سے کہا کہ وہ جو لوگ
 کہ جنہوں نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ تمہارے پیٹ اور حسین لوگ
 ہیں اور تمہارے اشرف و بزرگ اور تم میں سے اہل فضل سب سننے اور
 اطاعت کرتے ہیں اور میں یہ بات اپنے صاحب کو پہنچاؤں گا اور اسے
 تمہارا اطاعت کرنا اور جہاد کو تابناک و لگا ہوا تک کہ خدا ہی اپنے امر

پر غالب ہے پس انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔

اور وہ ان سے نکل کر ابو موسیٰ کے گھر آیا پس ابن اشتر آیا اور قصر الامارہ میں اتر گیا اور اس کے ابن مطیع کے ساتھیوں نے دروازہ کھولا اور کہا اے فرزند اشتر ہم آمانی میں ہیں اس نے کہا کہ تم آمان میں ہو پس انہوں نے نکل کر قحطار کی بیعت کر لی اور قحطار قصر میں داخل ہوا اور اس میں رات گزاری اور صبح کے وقت اشتراف الناس اور رؤساء مسجد و قصر کے دروازے پر آئے اور قحطار باہر نکلا اور منبر پر گیا اور خدا کی حمد و ثناء کی اور کہا حمد ہے اس خدا کی کہ جس نے اپنے ولی و دوست کو نصرت کا وعدہ دیا اور اپنے دشمن کو خسران کا اور اس کو اس میں آخر زمانہ تک ہوجانے والا وعدہ اور پوری ہونے والی قضاء و قدر قرار دیا اور جس نے افتراء باندھا وہ نامراد ہے اے لوگو ہمارے لیے ایک علم بلند کیا گیا اور ایک مدت مقرر کی گئی پس ہمیں اس جھنڈے کے بارے میں کہا گیا کہ اس کو اٹھائے رکھو اور غایت و مدت کے بارے میں کہا گیا کہ اس تک چلتے رہو اور اس سے تجاوز نہ کرو تب ہم نے بلانے والے کی دعوت اور وعدہ دینے والے کی بات کو سنا اور کہتے ہیں موت کی خبر دینے والے مرد و عورتیں شور و غوغا میں اور ووری ہے اس کے لیے جو طغیان و سرکشی کرے اور منہ پھیرے اور نافرمانی کرے اور جھوٹ بولے اور روگردانی کرے خبردار پس داخل ہو جاؤ اے لوگو اور ہدایت کی بات میں داخل ہو جاؤ قسم ہے اس کی جس نے آسمان کو رکھوئی تھت اور زمین کو غطف راستہ قرار دیا ہے تم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام

اور آل علی کی بیعت کے بعد کوئی بیعت، اس بیعت سے زیادہ نہایت باقیہ تہیں کی ہے، پھر مختار منبر سے اتر اور اشرف کو ذرا اس کے دربار میں آئے۔ اور اس کی بیعت کی اللہ کی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی سنت اور اہل بیعت کے خون کے مطالبہ اور عمرات خدا کو حلال قرار دینے والوں سے جہاد اور مضاہ و کمزوروں سے دفاع اور جوہم سے جنگ کرے اس سے جنگ کرنے اور جوہم سے صلح کرے اس سے صلح کرنے پر اور بیعت کرنے والوں میں سے منذر بن حسان اور اس کا بیٹا حسان بھی تھا جب وہ دونو مختار کے ساتھ نکلے تو ان کے سامنے سعید بن مسعود ثوری شیعوں کی ایک جماعت میں جب انہوں نے ان دونو کو دیکھا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم یہ دونو جباروں کے سرغزو میں سے ہیں۔ انہوں نے منذر اور اس کے بیٹے حسان کو قتل کر دیا انہیں سعید نے منع کیا کہ جب تک مختار سے حکم نہ لیں لیکن وہ نہ رکے جب مختار نے سنا تو اسے ناپسند کیا اور مختار لوگوں کو مٹنا و آرزو دیتا رہا اور اشرف و رؤساء کی مورت و محبت کو اپنی طرف کھینچتا رہا اور اچھی میرت سے پیش آتا رہا اور اس سے کہا گیا کہ ابن مطیع ابو موسیٰ کے گھر میں ہے تو وہ خاموش رہا جب رات ہوئی تو اس کے لیے ایک لاکھ درہم بھیجا اور کہا اس کے ساتھ سامان سفر تیار کر دیجھے تیری جگہ کا علم تھا اور یہ کہ تجھے خراج و نکلنے سے کوئی چیز نافع نہیں سوائے غارت کے نہ ہونے کے اور دونو کے درمیان دوستی تھی۔

اور مختار نے بیت المال میں نو لاکھ درہم پائے تو انہیں ان ساتھیوں میں تقسیم کیا اور جن کے ساتھ لڑا ابن مطیع کے قصر میں حضور ہونے کے

زمانہ میں جنگ کرتا رہا تھا اور وہ تین ہزار پانچ سو افراد تھے ان میں سے ہر ایک کو پانچ سو درہم آئے اور اپنے ان چھ ہزار ساتھیوں کی جو قصر کے محاصرہ کے بعد آئے اور وہ رات اور وہ تین دن اس کے ساتھ گزارے دو سو درہم دیئے اور لوگوں کا اچھا استقبال کیا اور اشرف قبائلی کو اپنا ہم نشین بنایا اور پولیس کی کمان عبد اللہ بن کامل شاکری کو اور فوج کی کمان ابو مرہ کیساں کر دی۔

پس ابو مرہ ایک دن غمار کے سر پر کھڑا تھا جب کہ غمار اشرف اور رؤساء شہر کی طرف بات کرنے اور چہرہ کے ساتھ متوجہ تھا تو مالی میں سے اس کے بعض ساتھیوں نے ابو مرہ سے کہا کیا ابو اسحاق کو دیکھتے تھیں ہو کہ وہ عربوں کی طرف متوجہ ہے ہماری طرف دیکھتا بھی تو غمار نے اسی سے اس بات کے بارے میں سوال کیا جو انہوں نے کہی تھی تو اس نے اسے بتا دی تو اس سے کہا کہ انہیں کہو کہ یہ بات ان پر شاق اور دشوار نہ گزیرے تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور کافی دیر خاموش رہ کر پھر یہ آیت پڑھی انا من المعبر منتقون۔ اہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں جب انہوں نے یہ آیت سنی تو ایک دوسرے سے کہا کہ تمہیں بشارت ہو گویا تم خدا کی قسم قتل کر دو گے یعنی رؤساء کو

اور پہلا جھڑا جو غمار نے باندھ کر دیا وہ عبد اللہ بن حارث اشتر کے بھائی کا تھا اسے ارمیقہ کا حاکم بنایا اور محمد بن عمار بن عطار کو آذیجا کا اور عبد الرحمن بن سعید بن قیس کو موصل پر حاکم بنا کر بھیجا اور اسحق بن مسعود کو مدائن اور جوئی کی زمین پر اور قدامہ بن ابی عیسیٰ بن زعمہ نجر

ثقیف کے حلیف وہم قسم کو بھقبذا الیٰ علیٰ پر اور محمد بن کعب بن قریظ کو بھقبذا
اوسط پر اور سعد بن حذیفہ بن یمان کو حوٰن پر اور اسے کروں سے جنگ
کرنے اور راستوں کو قائم و سیدھا رکھنے پر مامور کیا۔

اور ابن زبیر نے موصل پر محمد بن اشعث بن قیس کو گورنر بنایا تھا
جب مختار کی حکومت قائم ہوئی اور اس نے عبد الرحمن بن سعید کو امیر
بنا کر موصل بھیجا تو محمد وہاں سے مکہ کی طرف چلا گیا یہ انتظار کرتا رہا کہ لوگوں
کا معاملہ کہاں پہنچتا ہے پھر مختار کے پاس جا کر اس کی بیعت کر لی۔

جب مختار ان امور سے فارغ ہوا تو چاہتا تھا تو اب لوگوں کے
یہ بیٹھنے لگا اور ان کے فیصلے کرنے لگا اس کے بعد کہا کہ میں جو مقصد رکھتا
ہوں اس کی وجہ سے تضاد و فیصلہ کرنے سے مشغول ہوں لہذا شریح
کو نصب کیا کہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کرے پھر شریح ان سے ڈر
گیا اور اپنے آپ کو بیمار بنایا اور وہ کہا کرتے تھے کہ وہ عثمانی مذہب
ہے اور اس نے جریر بن عدی کے خلاف گواہی دی تھی اور ہانی بن عروہ
نے جو پیغام اسے دیا تھا وہ اس نے نہیں پہنچایا اور حضرت علیؑ نے اسے
تضاد سے معزول کر دیا تھا جب یہ خبریں شریح تک پہنچیں تو اس نے
اپنے آپ کو مریض بنایا تو مختار نے اس کی جگہ عبد اللہ بن عتیبہ بن مسعود
کو مقرر کیا پھر عبد اللہ بیمار ہو گیا تو اس کی جگہ عبد اللہ بن مالک طائی
کو مقرر کیا۔

تائیلین امین کو مختار کا قتل کرنا

اور اسی سال یعنی چھیانوے میں مختار کو قہ میں جو حسن کے قاتل تھے ان پر پل پڑے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مروان بن حکم کی حکومت جب منظم و مرتب ہو گئی تو اس نے دو لشکر بھیجے ایک حجاز کی طرف کہ جس کی کمان جعیش بن ابجر قتیق کے ہاتھ میں تھی اور دوسرا شمر عراق کی طرف بسید اللہ بن زیاد کے ساتھ روانہ کیا اور ہم ذکر کر چکے ہیں اس کے اور تو ابین کے درمیان جو امور واقع ہوئے تھے اور مروان نے ابن زیاد کے لیے تمام وہ مال قرار دیا ہے جس پر اس کو غلبہ حاصل ہوا اور یہ کہ وہ کوفہ کو تین دن مسک لوٹے سکتا ہے پس وہ جزیرہ میں رکھا کہ جس میں قیس عیلان تھا از مر بن حار سمیت کہ جو ابن زبیر کی اطاعت میں تھے پس عبید اللہ بن زیاد تقریباً ایک سال عراق سے انہیں میں الگھا اور مشغول پس مروان مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک بن مروان خلیفہ بنا اور اس کے ابن زیاد کو اس منصب پر برقرار رکھا جو اس کے باپ نے اسے دیا تھا اور اسے اپنے کام میں جدوجہد کرنے کا حکم دیا جب اس سے زقر اور جو اس کے ساتھ تھے قیس وغیرہ میں سے کے متعلق اس سے کچھ نہ ہو سکا تو موصل کی طرف آیا پس عبد الرحمن بن سعید مختار کے عامل نے مختار کو لکھا جس میں موصل کی زمین میں ابن زیاد کے دخول کی خبر دی اور یہ کہ وہ اس کی وجہ سے موصل سے تکریت کی طرف ہٹ گیا ہے پس مختار نے یزید بن انس اسدی کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ وہ موصل کی طرف چلے

یہ وہ اس کی قریب ترین زمین میں جا کر رہے یہاں تک کہ وہ اس کو لشکروں سے امداد بہم پہچائے نیز بدلتے اس سے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں تین ہزار شاہسوار انتخاب کروں اور پھر مجھے چھوڑ دو اس بہت کے لیے جلدھر مجھے متوجہ کرتے ہو اگر مجھے ضرورت ہوئی تو میں آپ کو لکھونگا کہ آپ میری امداد کریں مختار نے اس کی بات قبول کر لی اور اسے پس اس کے لیے تین ہزار افراد انتخاب کیے اور وہ کوفہ سے چلا اور اس کے ساتھ مختار اور دو مہرے لوگ اس کی مشابعت کے لیے چلے جب اسے دواغ کیا تو اس سے کہا جب دشمن سے آمناساٹنا ہو تو انہیں مہلت نہ دے اور جیب تجھے فرصت مل جائے تو تاخیر نہ کر اور تیرے ہر دن کی خبر میرے پاس ہونا چاہیئے اور اگر تجھے مدد کی ضرورت ہو پس مجھے لکھو اس کے باوجود میں تیری مدد بھیجتا اگرچہ تم مدد نہ بھی مانگو کیونکہ یہ بہتر تیرے کندھے کو زیادہ مضبوط اور دشمن کو زیادہ مرعوب کرنے والی ہے لوگوں نے اس کے لیے سلامتی کی دعا کی اور اس نے ان کے لیے کی پس اس نے ان سے کہا کہ میرے لیے خدا سے شہادت کی دعا کرو خدا کی قسم اگر فتح و نصرت مجھ سے فوت ہو جائے تو شہادت مجھ سے فوت نہ ہوگا

اور مختار نے عبدالرحمن بن سعید کو لکھا کہ یزید اور شہر دہ کے درمیان مانع ہٹالے پس یزید مدائن میں گیا پھر ارض جو عی اور رادانا میں گیا موصل کی سرزمین تک پس باقی (باتلی ٹول) میں جاتا رہا اور اس کی اطلاع ابن زیاد کو بھی ہو گئی تو اس نے کہا کہ میں ہزار کی طرف دو

ہزار بھیجوں گا پس اس سے ربیعہ بن خارق غنوی کو تین ہزار میں اور عبد اللہ بن جلدہ شعی کو تین ہزار میں پس ربیعہ عبد اللہ سے ایک دن پہلے گیا اور باقی میں یزید بن انس کے قریب جا اترا پس یزید بن انس نکلا جب کہ وہ بہت سخت بیمار تھا ایک گدھے پر سوار تھا کہ اسے چند مردوں نے پکڑ رکھا تھا پس اپنے ساتھیوں کے سامنے کھڑا ہوا اور انہیں تیار کیا اور جنگ کے لیے برانگیختہ کیا اور ان سے کہا کہ اگر میں کام آگیا تو تمہارا امیر و قواد بن عازب امیدی ہے اور اگر وہ بھی ختم ہو گیا تو تمہارا امیر عبد اللہ بن صمرہ عذری ہے اگر وہ ہلاک ہو جائے تو تمہارا امیر سعد بن ابوسعفی ہے اور اپنے میمنہ پر عبد اللہ کو اور میسرہ پر سعد کو قرار دیا اور گھڑ سواروں پر و قواد کو اور خود سوار ی سے آخر کے پیادوں کے سامنے ایک پلنگ پر رکھا گیا اور کہا چاہو تو اپنے امیر سے دفاع کرتے ہوئے جنگ کرو یا بھاگ جاؤ وہ لوگوں کو حکم دیتا تھا کہ وہ یہ کریں پھر اسے غشی طاری ہو جاتی تھی اور پھر اسے افاقہ ہزتا اور لوگوں نے عرفہ کے دن جمعہ پھوٹتے ہی جنگ شروع کی اور چاشت کے وقت تک گھلمان کی لڑائی ہوئی اور اہل شام شکست کھا گئے اور ان کی چھاؤٹی پر قبضہ کر لیا اور یزید کے ساتھی ربیعہ تک پہنچ گئے جب کہ اس کے ساتھی اس سے بھاگ گئے تھے اور وہ انہیں پکار رہا تھا اے اولیاء حق میں ابن خارق ہوں تم بھاگے ہوئے غلاموں سے جنگ کر رہے ہو کہ جنہوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے اور جو اس سے خارج ہو گئے ہیں پس ایک جماعت اس کے پاس اکٹھی ہو گئی جنہوں نے اسی سے مل کر جنگی کی پس سخت لڑائی ہوئی پھر اہل شام شکست کھا گئے اور

ربیع بن غارق مارا گیا جسے عبداللہ بن ورقمہ اسدی اور عبداللہ بن حمزہ عذری نے قتل کر دیا پس شکست خوردہ فوج تھوڑی دیر چلی تھی کہ انہیں عبداللہ بن جلدین ہزار کی فوج سے ملا پس شکست خوردہ اس کے ساتھ پلٹ آئے، اور یزید با قلی (بائلی) میں اترا اور رات بھر ایک دوسرے سے نگہبانی اور حفاظت کرتے رہے جب یوم النہی (قربانی کا دن) کی صبح ہوئی تو جنگ کی طرف بھاگے اور شدید جنگ کی پھر اتر کر ظہر کی نماز پڑھی پھر دوبارہ جنگ شروع کی اور اہل شام شکست کھا گئے اور ابن جلد ایک جماعت میں رہ گیا پس اس نے شدید جنگ کی لیکن اس پر عبداللہ بن قرقاد غصہ سے حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اور اہل کوفہ نے ان کے لشکر کو گھیرے میں لے کر انہیں بری طرح قتل کیا اور ان میں سے تین سو افراد مجید کر لیے اور یزید بن انس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ جب کہ اس کے آخری رقی دسانس تھے پس انہوں نے انہیں قتل کر دیا پھر وہ دن کے آخر میں فوت ہو گیا اور اس کو اس کے ساتھیوں نے دفن کر دیا پس وہ پریشان سے ہو گئے اور وہ ورقمہ بن مانب اسدی کو اپنا جانشین بنا گیا تھا اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا تمہاری کیا رائے ہے مجھے خبر ملی ہے کہ ابن زیاد اتنی ہزار فوج کے ساتھ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے اور میں تم میں سے ایک شخص ہوں لہذا مجھے مشورہ دو کیونکہ ان حالات میں مجھے اہل شام سے مقابلہ کرنے کی طاقت و قوت نظر نہیں آتی اور یزید فوت ہو گیا اور ہمارے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بھی کچھ چلے گئے ہیں اب اگر ہم اپنی مرضی

سے واپس جائیں تو یہ لوگ کہیں گے کہ ہم ان سے اس بنا پر مڑائے ہیں کہ ہمارا امیر فوت ہو گیا ہے اور یہ ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہیں گے اور اگر آج ان کا سامنا کرتے ہیں تو ہم خطرے میں ہیں اگر آج انہوں نے ہمیں شکست دے دی تو کل جو شکست ہم نے انہیں دی ہے وہ ہمارے لیے نفع بخش نہیں ہوگی تو انہوں نے کہا کہ آپ کی رائے اچھی ہے اور واپس چلے گئے پس یہ خبر مختار اور کوثر کو پہنچی تو لوگوں نے مختار کو بھڑکایا اور کہا کہ یہ بزدل کرخت کر دیا گیا اور اس بات کی تصدیق نہ کی کہ وہ اپنی موت مر رہے۔

پس مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بلایا اور اس کو سات ہزار کے لشکر کا امیر بنایا اور کہا کہ جاؤ اور جب یزید بن انس کے لشکر سے ملاقات ہو تو ان پر بھی تم ہی امیر ہو انہیں اپنے ساتھ داخل کر لو یہاں تک کہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں سے آنا سامنا ہو پس ان سے جنگ کرو پس ابراہیم نے اپنی لشکر گاہ حمام العین بنائی اور چل پڑا جب وہ چلا گیا تو اشتر و درہار کوثر شیب بن ربیع کے ہاں جمع ہوئے اور کہا خدا کی قسم مختار ہم پر ہمارے مرضی کے بغیر امیر بناتا تھا اور ہمیں ہمارے موابیوں کے ذریعہ اذیت و تکلیف پہنچائی ہے پس انہیں گھوڑوں پر سوار کیے اور ہمارا مال تنی انہیں دیلے اور شیب ان کا شیخ اور بڑا تھا اور زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام کا سردار و بڑا تھا تو اس نے کہا مجھے چوڑو میں اس سے ملاقات کرتا ہوں پس وہ مختار کے پاس گیا پس کوئی چیز نہ چھوڑی کہ عین کا انہوں نے برا منایا تھا مگر یہ کہ اس کے سلسلے ذکر کی پس شروع ہوا کہ کوئی چیز و خلعت ذکر نہیں کرتا تھا مگر یہ کہ مختار اس سے کہتا کہ اس سلسلہ میں انہیں راضی

کرونگا اور ہر وہ چیز لاؤں گا جسے وہ پسند کرتے ہیں شہید نے اس کے ساتھ
موالی اور ان کا فتنی میں شریک ہونا ذکر کیا تو مختار نے کہا اگر میں موالیوں
(آزاد شدہ غلام یا غیر عرب لوگ) کو پھڑردوں اور تمہارا مال فتنی تمہارے لیے
قرار دوں تو تم میرے ساتھ مل کر کوئی امیہ اور ابن زبیر سے جنگ کرو گے
اور مجھے اس وعدہ کے پورے کرنے پر اللہ کا عہد و میثاق اور اپنی قسمیں
کہ جن سے میں مطمئن ہو جاؤں دو گے تو شہید نے کہا یہاں تک میں اپنے ساتھیوں
سے ہوں اور ان سے یہ ذکر کروں پس وہ ان کے پاس گیا واپس لوٹ کر مختار
کے پاس نہ آیا اور ان کا اتفاق ہو گیا مختار سے جنگ کرنے پر۔

پس اکٹھے ہوئے شہید بن ربیع، محمد بن اشعث، عبدالرحمن بن سعید
بن قیس اور شمر یہاں تک کہ کعب بن ابی کعب شیعہ کے پاس گئے اور اس سے
اسی سلسلہ میں گفتگو کی تو اس نے ان کی بات قبول کر لی اس سے نکل کر
عبدالرحمن بن مخنف ازدی کے پاس گئے اور اسے اس چیز کی دعوت دی
تو اس نے کہا اگر تم میری اطاعت کرو تو مختار کے خلاف خروج نہ کرو
انہوں نے اس سے کہا کہ کیوں؟ اس نے کہا مجھے خوف ہے کہ تم میں ائتراق و
اختلاف پیدا ہو جائے گا اور اس شخص کے ساتھ تمہارے شجاع و بہادر
اور شامسوار ہیں مثل فلاں و فلاں کے پھر اس کے ساتھ تمہارے غلام و
موالی ہیں اور ان سب کا اتفاق و اتحاد ہے اور تمہارے موالی تم پر زیادہ
مخت و محبتناک ہیں تمہارے دشمن سے وہ تمہارے ساتھ عربوں کی شجاعت
اور عجبوں کی دشمنی کے ساتھ لڑیں گے اور اگر تم اسے تھوڑی سی مہلت دے دو
تو تمہاری کفایت ہو جائے گی اہل شام اور اہل بصرہ کے آجانے سے وہ

تمہارے بغیر اس کے لیے کافی ہیں لہذا تم اپنا قوت اپنے اوپر خرچ نہ کرو و انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ تو ہمارا مخالفت نہ کر اور ہمارے آراء کو اور جس پر ہم نے اتفاق کر لیا ہے ہمارے خلاف فاسد و خراب نہ کر تو اس نے کہا میں بھی تم میں سے ایک شخص ہوں جب چاہو خروج کرو پس ابراہیم بن اشتر کے چلے جانے کے بعد مختار کو خبر پہنچی ان کے خروج کی تو ایک تیز رفتار قاصد ابراہیم بن اشتر کی طرف بھیجا جو اسے سبابط میں جا ملا اور اس کو تیزی سے واپس آنے کا حکم دیا اور ان لوگوں کے پاس بھی اس سلسلہ میں قاصد بھیجا کہ مجھے بتاؤ کیا چاہتے ہو میں ہر وہ کام کرنے کے لیے تیار ہوں جو تمہیں پسند ہو انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ہم سے الگ ہو جاؤ کیونکہ تو نے تم کھائی ہے کہ ابن حنفیہ نے مجھے بھیجا ہے حالانکہ انہوں نے مجھے نہیں بھیجا تو مختار نے کہا ان کی طرف تم اپنی طرف سے وفد بھیجو اور میں بھی وفد بھیجتا ہوں پھر اس میں سو حج و ہجاء کرو تاکہ تمہارے سامنے معاملہ ظاہر ہو جائے اور وہ چاہتا تھا کہ ان باتوں سے انہیں تاخیر میں ڈالے یہاں تک کہ ابراہیم بن اشتر اس کے پاس آجائے اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور اہل کوفہ نے کوچوں کے منہ اور سرے ان سے اپنے قبضہ میں کر رکھے تھے پس ان تک سوائے متوڑی بہت چیز کے کچھ نہیں پہنچ سکتا تھا اور عبد اللہ بن سبیح میدان میں نکلا اور اس سے خوشا کرنے لگے ان کی جنگ کی پس عقیقہ بن طارق جشمی آیا اور اس نے اس کے ساتھ مل کر کچھ دیر جنگ کی یہاں تک کہ انہیں اس سے پلٹا دیا پھر آگے بڑھا پس عقیقہ شمر قیس عیلان کے ساتھ اتر پڑا جاناہ سلول میں اور عبد اللہ

بن بیع اہل مین کے ساتھ جیانہ بیع میں اور جب فخر کا قاعد چلا تو ابن اشتر کے پاس اسی دن کی شام کے قریب پہنچا پس ابن اشتر اس رات کے ابتدائی حصہ میں ٹوٹا پھر اتر کر شام کو کچھ دیر گھڑوں کو آرام پہنچایا پھر ساری رات چلتا رہا اور اگلے دن بھی اور عصر کے وقت آن پہنچا اور رات مسجد میں گزار دی اور اس کے ساتھی طاقتور اس کے ساتھی بھی تھے اور جب اہل مین جیانہ بیع میں جمع ہوئے اور نماز کا وقت آیا تو اہل مین کے ہر سردار کو ناپسند تھا کہ اس کا ساتھی اس سے آگے بڑھے پس انہیں عبدالرحمن بن عتف نے کہا یہ پہلا اختلاف ہے اس کو آگے بڑھاؤ جو تم میں سب کا پسندیدہ ہے سید القراء قاعد بن شداد بجلی پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہی انہیں نماز پڑھاتا رہا یہاں تک کہ جنگ ہوئی۔

پھر فخر نے بازار میں اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور اس میں کوئی عمارت نہیں تھی پس ابن اشتر کو امیر بنایا اور وہ مضر قبیلہ کی طرف گیا کہ جن کی کمان شہبث بن ربیع، اور محمد بن عمیر بن عطار دکر رہا تھا اور وہ کناسہ میں تھے اور اسے خوف ہوا کہ ابن اشتر کو اہل مین کی طرف بھیجے اور وہ اپنی قوم میں جنگ کرنے میں مبالغہ سے کام نہ لے۔

اور خود فخر اہل مین کی طرف جیانہ بیع کی جانب گیا اور عمرو بن سعید کے گھر کے پاس رک گیا اور اپنے آگے الحمر بن شعیبہ بجلی اور عبداللہ بن کامل شاکر سی کو بھیجا اور دونوں کو اس راستہ کو لازم پکڑنے کا حکم دیا کہ جس کا ان سے ذکر کیا جو جیانہ بیع کی طرف نکلتا تھا اور پوشیدہ طور پر انہیں بتایا کہ قبیلہ شام نے اس کو پیغام بھیجا ہے کہ وہ نیچے سے ان کی

طرف آئیں گے پس وہ گئے جیسا انہیں حکم دیا تھا۔

پس اہل عین کو ان دونوں کا راستہ معلوم ہو گیا تو وہ متفرق ہو کر ان کی طرف بڑھے اور بڑی سخت جنگ کی جو لوگوں نے دیکھی اس کے بعد احمر بن شمیٹ اور ابن کامل کے ساتھی شکست کھا گئے اور فخر کے پاس جا پہنچے تو اس نے کہا تمہارے پیچھے کیا خبر ہے تو انہوں نے کہا شکست کھا گئے ہیں اور احمر بن شمیٹ اتر اور اس کے ساتھ اس کے کچھ ساتھی تھے اور ابن کامل کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ ابن کامل کو کیا ہوا۔

پس فخر ان کو لے کر ان لوگوں کی طرف بڑھا یہاں تک کہ ابو عبد اللہ بجل کے گھر تک پہنچا اور ٹھہر گیا اور اس کے بعد عبد اللہ بن قراہ خشمی کو چار سو کے دستہ میں ابن کامل کی طرف بھیجا اور اس سے کہا اگر وہ مارا گیا ہے تو تم اس کی جگہ ہو اور ان لوگوں سے جنگ کرو اور اگر وہ زندہ ہے اس کے پاس اپنے ساتھیوں میں سے تین سو چھوڑ دے اور خود ایک سو کو لے کر جانہ سبع میں آجا اور وہاں کے رہنے والوں کے پاس جام قطن کی طرف آنا۔

پس وہ گیا تو دیکھا کہ ابن کامل اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ملکر جنگ کر رہا ہے کہ جنہوں نے اس کے ساتھ صبر و تحمل کیا ہے پس اس کے پاس تین سو افراد چھوڑے اور ایک سو کو لے کر عبد القیس کی مسجد تک آیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اس بات کو تو دوست رکھتا ہوں کہ غمار کو غلبہ حاصل ہو لیکن اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ آج کے دن میرے قبیلہ کے اشراف و بزرگ مارے جائیں خدا کی قسم اگر میں مر

جاؤں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ وہ میرے ہاتھوں ہلاک ہوں
لیکن تمہارا میں نے سنا ہے کہ شبام قبیلہ پیچھے سے ان کی طرف آئے گا۔
پس شاید وہ ایسا کریں اور ہم اس سے عاقبت میں رہیں پس انہوں نے اس کی
بات مان لی اور اس نے عبدالقیس کی مسجد کے پاس رات گزار دی۔
اور مختار نے مالک بن عمرو نہدی کو بھیجا اور وہ شجاع و بہادر تھا
اور عبداللہ بن شریک نہدی کو چار سو کے دستہ میں احمد بن شعیط کی طرف
پس وہ اس تک پہنچے جب کہ قوم اس پر چڑھ آئی تھی اور زیادہ ہو گئے
تھے تو اس وقت ان میں ٹھکان کی جنگ ہوئی۔

اور باقی رہا ابن اشتر تو وہ مضر کی طرف گیا اور شہبث بن ربعی اور
اس کے ساتھیوں سے اس کا سامنا ہوا پس ابراہیم نے ان سے کہا وائے ہو
تم پر واپس چلے جاؤ میں پسند نہیں کرتا کہ میرے ہاتھوں مضر قبیلہ موت کا
نشان بنے انہوں نے انکار کر دیا اور اس سے جنگ کی تو ابراہیم نے انہیں
شکست دی اور حسان بن قائد بھی زخمی ہو گیا اسے اٹھا کر اس کے گھر لے
گئے تو وہ مر گیا اور وہ شہبث کے ساتھ تھا اور مختار کے پاس مضر قبیلہ
کی شکست کی بشارت آئی تو اس نے احمد بن شعیط اور ابن کامل کو خوشخبری
کا پیغام بھیجا تو ان کا معاملہ زیادہ مضبوط و سخت ہو گیا۔ پس شبام
قبیلہ جمع ہوا اور انہوں نے ابوالقלוص کو اپنا سردار بنایا تاکہ اہل یمن
پر پیچھے سے حملہ کریں تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا اگر تم اپنی کوشش
مضروبیم پر قرار دو تو زیادہ درست ہے اور ابوالقلوص خاموش
رہا تو ان لوگوں نے کہا آپ کیا کہتے ہیں تو اس نے کہا خدا تعالیٰ کہتا ہے

کھار میں سے جوتھار کے
 اس پاس ہیں ان سے جنگ کرو، پس وہ اس کے ساتھ اہل یمن کی طرف گئے پس
 جب جبانہ یسج کی طرف نکلے تو کوچہ کے سرے پر انہیں امیر مختار کی ملاقاتوں
 نے اسے قتل کروا دیا پس جبانہ میں داخل ہوئے تو یاشارات الحسینؑ کا
 نعرہ بلند کیا تو یہ نعرہ یرتید بن عمیر بن مران ہمدانی نے سنا تو اس نے کہا
 یاشارات عثمان تو ان سے رفاعہ بن شداد نے کہا ہمارا عثمان سے کیا
 تعلق میں اس قوم سے مل کر جنگ نہیں کرتا جو عثمان کے خون کا مطالبہ چاہتی
 ہے پس اس سے اس کی قوم کے کچھ افراد نے کہا تو یہی ہمیں لیکر آیا تھا اور
 ہم نے تیری اطاعت کی ہے یہاں تک کہ جب ہم نے اپنی قوم کو دیکھا ہے
 تنواریں انہیں پکڑ رہی ہیں تو تم نے کہا ہے کہ واپس مڑ جاؤ اور انہیں
 چھوڑ دو پس وہ انہیں کی طرف مڑا اور وہ کہہ رہا تھا

”میں ابن شداد ہوں علیؑ کے دین پر ہوں میں عثمان
 کا دوست تیس میں آج جنگ کی آگ کی گرمی میں داخل ہو گیا اور اس میں
 سستی نہیں کروں گا پس جنگ کر کے مارا گیا یہ رفاعہ پہلے تھا اس کے ساتھ تھا
 جب یہ دن آیا تو اہل کوفہ کی معیت میں جنگ کی جب یرتید بن عمیر سے سنا
 کہ یاشارات عثمان کہہ رہے ہیں تو ان سے لڑا اور مختار کی معیت میں
 جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوا۔ اور یزید بن عمیر بن ذی مران اور نعان بن
 صہبان جرحی (ظاہر) جو عابد تھا مارا گیا اور فرات بن زحر بن قیس مارا
 گیا اور ابوہریرہ بن زبیری ہوا اور عبد اللہ بن سعید بن قیس مارا گیا اور عمر بن

مقتل مارا گیا اور عبدالرحمن بن عقیف نے جنگ کی ہمت تک نہ کر سکی اور لوگ اسے ہاتھوں میں اٹھا کر لے گئے اور وہ بامدھ تھا اور اس کے گرد ازو قید گئے لوگوں نے جنگ کی اور اہل مین کو بری طرح شکست ہوئی اور وہ مین کے گھروں سے پانچ سو افراد قید ہوئے کہ جن کی ٹہلیں بندھی ہوئی تھیں اور انہیں قتل کے پاس لایا گیا تو قتل کے انہیں حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس کے سامنے پیش کرتے کا حکم دیا اور کہا دیکھو ان میں سے جو بھی حسین علیہ السلام کے قتل کرنے میں موجود تھا تو اس کا بٹہ بتاؤ پس ہر اس شخص کو قتل کیا جو ان میں سے حسین علیہ السلام کے قتل میں موجود تھا پس ان میں سے دو سو اٹھالیس افراد کو قتل کیا اور اس کے ساتھی ہر اس شخص کو قتل کرنے لگے جو انہیں اذیت و تکلیف پہنچاتا تھا۔

جب قتل کرنے یہ سنا حکم دیا کہ جتنے قیدی باقی رہ گئے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے اور ان سے عہد و میثاق لے لے کہ وہ قتل کے خلاف کسی دشمن کے ساتھ اکٹھے نہیں ہوں گے اور قتل اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کوئی باغیانہ حرکت اور دھوکہ بازی سے قتل وغیرہ نہیں کریں گے اور قتل کے منادی نے ندا کی جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے مگر وہ کہہ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے خون میں شریک ہوا تھا اور عمرو بن حجاج زبیدی جو کہ ان لوگوں میں سے تھا جو حسین علیہ السلام کی شہادت میں شریک ہوئے تھے لہذا وہ اپنی سواری پر سوار ہو کھڑا قتل کے راستہ پر چل پڑا اور اس وقت تک اس کی بڑبڑ نہیں ملی اور بعض کہتے ہیں کہ قتل کے ساتھی اسے جا ملے اور وہ پیاس کی شدت سے گر پڑا اور انہوں نے اس کو ذبح کر کے اس کا سر لے لیا

اور جب قرأت بن زحر بن قیس مارا گیا تو عائشہ بنت خلیفہ بن عبد اللہ جعفیہ نے
تختار کی طرف پیغام بھیجا اور
اس سے سوال کیا کہ اسے اس کے دفن کرنے کی اجازت دی جائے تختار
نے اجازت دے دی اور اس خاتون نے اسے دفن کیا اور تختار نے
اپنا ایک غلام بھیجا کہ جسے زہبی کے نام سے پکارا جاتا تھا شمر بن ذی الجوشن
کی تلاش میں زہبی کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے پس جب شمر کے قریب
پہنچے تو شمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھ سے دور ہو جاؤ شاید وہ مجھ میں
طبع رکھتا ہے تو وہ اس سے دور ہو گئے پس زہبی نے شمر میں طبع کیا پھر
شمر نے ہر کہ کے اسے قتل کر دیا اور شمر وہاں سے چلا یہاں تک کہ شام کے
قریب سہم میں اترا پھر وہاں سے چلا یہاں تک کہ ایک بستی میں اترا کہ جسے
کھانیہ کہا جاتا ہے بونہر کے کنارے ایک ٹیلہ پر ہے پھر ان بستی والوں کی طرف
کسی کو بھیجا اور مضبوط کام کرنے والا قاصد یا غیر مسلمان شخص ان میں سے
لیا اور اس کو مارا اور کہا کہ میرا یہ خط مصعب بن زہیر کے پاس لے جاؤ
پس وہ قاصد گیا یہاں تک کہ بستی میں داخل ہوا اور اس میں ابو عمرہ تھا کہ
فرحی افسر موجود تھا اور تختار نے اسے اس بستی کی طرف بھیجا تھا کہ وہ
اس کے اور اہل بصرہ کے درمیان نیکیا بی اور محافظت کا کام کرے یہ غیر
مسلمان قاصد اس بستی کے ایک اور ڈاکہ کو ملا اور اس سے شمر کے صلوک کی
شکایت کا وہ یہ باتیں کر رہا تھا کہ اچانک اس کے قریب سے ابو عمرہ
کے ساتھیوں میں سے ایک شخص جس کا نام عبدالرحمن بن ابی کثود تھا گذرا
اس نے خط اور اس کا عنوان تھا مصعب بن زہیر کے لیے شمر کی جانب سے

تو اس نے اس قاصد سے پوچھا کہ شمر کہاں ہے تو اس نے وہ جگہ بتائی تو اس کے درمیان نہیں تھا مگر تین فرسخ کا فاصلہ راوی کہتا ہے پس وہ بڑھے شمر کی طرف چل رہے تھے اور شمر سے اس کے ساتھیوں نے کہا تھا کاش تو ہمارے ساتھ اسی بستی سے کوئٹہ کر جائے کیونکہ ہمیں اس سے ڈر لگتا ہے تو اس نے کہا یہ سب کو کچھ بہت بڑے پھوٹے (غبار) کے ڈر سے ہے خدا کی قسم میں تین دن تک اس جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاؤں گا خدا ان کے دلوں کو رعب سے بھر دے وہ سوئے ہوئے ہیں کہ اچانک گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی گئی تو وہ آپ میں کہنے لگے یہ گھوڑوں کی آواز ہے پھر وہ شدت کمزور گئی پس اس کے ساتھی اٹھنا چاہتے تھے کہ اچانک گھوڑے پیٹلے بھاگنے لگے پس انہوں نے تکبیر کی آواز بلند کی اور گروں کو گھیر لیا پس شمر کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے گھوڑے بھی پھوڑ گئے اور شمر یعنی اٹھا اور اس نے ایک لنگ باندھ رکھی تھی اور وہ مبروص تھا اور اس کی بوندی اس چادر کے اوپر سے نظر آتی تھی اور وہ نیزہ سے ان سے لڑ رہا تھا اور انہوں نے اس کے لباس اور ہتھیار پہننے نہ دیئے اور اس کے ساتھی بھی اس سے جدا ہو چکے تھے جب وہ اس سے دور چلے گئے تو تکبیر کی آواز سنی اور کہنے والا کہہ رہا تھا خبیث مار گیا اسے ابن ابونوہ نے قتل کیا ہے اور یہی وہ شخص تھا جس نے قاصد کے پاس اس کا خط دیکھا تھا اور اس کا بدن کتوں کے لیے پھینک دیا گیا۔

اور مختار قصر الامارہ کی طرف جاتے سبيع سے آیا اور اس کے ساتھ سراقہ بن مرداس بارتی امیر و قیدی تھا اس نے پکار کر کہا نجر پر احسان

کر و مختار نے اسے قید خانے میں بھیج دیا دوسرے دن اسے حاضر کیا ۔۔۔۔۔ جب مختار کے پاس پہنچا تو کہا ا صلح اللہ الامیر خدا امیر کے کاموں کی اصلاح کرے میں قسم کھاتا ہوں اس خدا کا کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں نے ملائکہ کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کی معیت میں ا بلق ٹھوڑوں پر آسمان اور زمین کے درمیان جنگ کر رہے ہیں تو مختار نے کہا منبر پر جا کر لوگوں کو بتاؤ پس وہ منبر پر گیا اور انہیں یہ بتایا پھر وہ اترا تو مختار نے اسے خلوت میں بلا کر کہا میں جانتا ہوں کہ تو نے کچھ بھی نہیں دیکھا اور تیرا مقصد جو میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ میں تجھے قتل نہ کروں پس جہاں چاہتے ہو مجھ سے دور چلے جاؤ میرے ساتھیوں کو میرے خلاف نہ کرو پس وہ بصرہ چلا گیا اور مصعب کا جا بھان ہوا ۔

اور اسی دن عبدالرحمن بن سعید بن قیس ہمدانی مار گیا اور اس کے قتل کرنے کا دعویٰ عمر بن ابوسعرا اور ابو زبیر شیبانی شام ہمدان کی شاخ ہے ۔ اور ایک اور شخص نے تو عبدالرحمن کے بیٹے نے ابو زبیر شیبانی سے کہا کیا تو میرے باپ عبدالرحمن اپنی قوم کے سردار کو قتل کرتا ہے تو اس نے کہا ۔ ”ولا تجد قومًا يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله“ الایۃ جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں انہیں ان سے محبت کرتے نہیں پائے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے روگردانی کرتے ہیں ۔

یہ جنگ اس کی قوم کے سات سو اسی افراد کے قتل پر ختم ہوئی اور اس دن سب سے زیادہ اہل ین میں سے قتل ہوئے اور یہ جنگ سن چھیاسٹھ

میں دی الحجہ کی چھ راتیں باقی تھیں اور رؤسا و قبیلہ نکل کر بصرے چلے گئے اور فتنار حسین علیہ السلام کے قاتلوں کے لیے اکیلا اور کہا ہمارا یہ دین نہیں کہ ہم حسین کے قاتلوں کو زندہ رہنے دیں ورنہ میں دنیا میں برآل محمد علی اللہ علیہ وآلہ کا ناصر و مددگار ہوں اس وقت کذاب اور چھوٹا ہوں جیسا کہ لوگوں نے میرا نام رکھا ہے میں قاتلین حسین کے خلاف اللہ سے اعانت طلب کرتا ہوں پس مجھے ان کے نام بتاؤ پھر ان کا پیچھا کرو یہاں تک کہ انہیں قتل کرو میرے لیے کھانا پینا خوشگوار نہیں جب تک میں زمین کو ان سے پاک نہ کر لوں۔

پس فتنار کو عبداللہ بن اسید جہنی، مالک بن بشیر بدی اور حمل بن مالک غازی کی طرف رہنمائی کی گئی پس فتنار نے ان کی طرف اپنے آدمی بھیجے اور انہیں قادیسہ سے حاضر کیا پس جب انہیں دیکھا تو کمالے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کہاں ہیں حسین بن علی علیہ السلام حسین مجھے لاکھ دو تم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن پر صلوات بھیجے گئیں حکم دیا گیا تھا تو انہوں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے ہمیں مجبور کر کے بھیجا گیا پس ہم پر منت و احسان کیجئے اور ہمیں زندہ رہنے دیں تو فتنار نے ان سے تم نے حسین اپنے نبی کے فواسر پر احسان کیوں نہیں کیا انہیں باقی رہنے دیجئے اور انہیں پانی پلاتے اور بدئی امام حسین کی ٹوپی لے گیا تھا پس اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور اسے ٹڑپتا ہوا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور دوسروں کو بھی قتل کر دیا۔

اور زیاد بن مالک ضبعی، عمران بن خالد قشیری، عبدالرحمن بن

ابو نضارہ بجلی عبد اللہ بن قیس ثولانی کے بارے میں حکم دیا اور انہیں اس کے پاس حاضر کیا گیا جب انہیں دیکھا تو کہا اے صالح اور نیک لوگو کے قاتلو اے جنت کے جوانوں کے سردار کے قاتلو آج خدا تم سے قصاص لے گا تمہیں دسی (ایک قسم کی خوشبو ہے) منحوس دل میں لے آئی ہے ان لوگوں نے وہ دوس لوٹی تھی جو حسین کے ساتھ تھی پھر ان کے قتل کا حکم دیا، اور اس کے پاس عبد اللہ اور عبد الرحمن صلوات کے دو بیٹے اور عبد اللہ بن دھب بن عمرو ہمدانی جو امشی ہمدانی کا چچا زاد تھا کو حاضر کیا گیا ان کے قتل کا حکم دیا اور انہیں قتل کیا گیا، اور اس کے پاس عثمان بن خالد بن اسید دھمائی تھنی اور ابواسامہ بن بشر بن شعیبہ قاتلی کو حاضر کیا گیا اور یہ دو نو عبد الرحمن بن عقیل کے قتل میں شریک ہوئے تھے اور ان کا لباس و ہتھیار روٹے تھے ان کی گردنیں اڑا کر انہیں جلا دیا گیا پھر خولی بن یزید اصبحی کی طرف آدمی بھیجے اور وہ امام حسینؑ کا سراٹھانے والا تھا تو وہ بیت الخلاء میں بھپ گیا قتل کے ساتھی گھر میں داخل ہو کر اسے تلاش کرنے لگے تو اس کی بیوی نکلی کہ جن کا نام عیوف بنت مالک تھا وہ اس کی دشمن و مخالف ہو گئی تھی جب سے وہ سر امام حسینؑ لے کر آیا تھا اس نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا تیرا شوہر کہاں ہے اس نے زبان سے کہا مجھے پتہ نہیں اور ہاتھ بیت الخلاء کی طرف اشارہ کیا پس وہ اس میں گئے تو دیکھا کہ اس نے سر پہ ٹوکرا رکھا ہوا تھا پس اسے نکالا اور گھروالوں کے پہلوں میں قتل کر کے اسے آگ سے جلایا خدا تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔

عمر سعد وغیرہ کو جو امام حسینؑ کو شہید کرنے میں موجود تھے کا قتل ہونا

پھر مختار نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کل میں ضرور ایک ایسے شخص کو قتل کر دوں گا جس کے قدم بڑے بڑے ہیں آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں جس کے ابرو اٹھے ہوئے ہیں جس کا قتل مومنین اور ملائکہ مقربین کو خوش کریگا اور اس کے پاس ہیشتم بن اسود نخعی موجود تھا وہ تاڑ گیا کہ مختار کی مراد عمر سعد سے وہ اپنے گھر آیا اور اس نے اپنے بیٹے عریان کے ساتھ کسی کو بھیج کر اسے بتایا جب اس نے عمر سے جا کر کہا تو عمر سعد نے کہا خدا تمہارے باپ کو جزائے قیصر دے عہود و موثاق کے بعد کس طرح مجھے قتل کرے گا اور عبد اللہ بن جعدہ بن ہبیرہ مختار کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ عترم تھا حضرت علیؑ سے قربت کی وجہ سے اس سے عمر سعد نے بات کی کہ وہ مختار سے اس کے لیے امان لے عبد اللہ نے ایسا کیا اور مختار نے بھی اسے امان لکھ دی اور اس میں شرط کی کہ کوئی حدیث اس سے نہ ہو اور حدیث سے مراد لی کہ وہ بیت الخلاء میں داخل نہ ہو اس کے بعد عمر سعد اپنے گھر سے نکلا بعد اس کے کہ عریان اس کے ہاں سے واپس گیا اور حامد میں آیا اور اپنے غلام کو اس کی اور مختار کی امان کی خبر دی تو اس کا غلام اس سے کہنے لگا اور کون سا حدیث (نباکام) اسی سے زیادہ بڑا ہے کہ جو تو نے کیا ہے تو نے اپنا گھر والے اور ساز و سامان پھوڑا ہے اور یہاں تک آیا ہے واپس چلا جا اور اپنے خلاف سبیل راستہ نہ بنا تو واپس آ گیا اور وہ غلام مختار کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ عمر گھر سے چلا گیا ہے اس نے کہا ہرگز نہیں اس کی گردن میں ایک ایسی زنجیر ہے جو اسے واپس لے آئے گی مختار نے صبح کی تو ابو عمرہ کو عمر کے پاس پایا وہ آکر اس سے کہنے لگا امیر کے حکم پر لیک کہو عمر اٹھا تو اپنے جہ سے پھسلا تو ابو عمرہ

نے منے نوار مار کر قتل کر دیا اور اس کا سر لیکر مختار کے پاس آیا تو مختار نے عمر کے بیٹے حفص بن عمر سے کہا جو مختار کے پاس بیٹھا تھا کیا جانتے ہو یہ کون ہے اس نے کہا ہاں اس کے بعد زندگی میں کوئی خیر و بھلائی نہیں تو مختار کے حکم سے اسے بھی قتل کر دیا گیا تو مختار نے کہا یہ حسین کے بدلے اور یہ علی بن الحسین کے بدلے لیکن یہ برابر نہیں ہیں خدا کی قسم اگر چار میں سے تین حصہ قریش کے ہیں آپ کے بدلے قتل کرو تو آپ کے ایک پورے کے برابر بھی نہیں۔

اور مختار کے اس کے قتل کے سلسلہ میں ہیجان میں آنے اور برا بھلا بھینچتے ہوئے کا سبب یہ تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری محمد بن حنفیہ کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا اور ان کے درمیان گفتگو شروع ہوئی یہاں تک کہ مختار کا ذکر آیا تو ابن حنفیہ نے کہا وہ گمان کرتا ہے کہ چار اشیعہ ہے حالانکہ حسین کے قاتل اس کے پاس کرسیوں پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں جب یزید پلٹ کر آیا تو مختار کو یہ چیز بتائی تو مختار نے عمر سعد کو قتل کر کے اس کا سر ابن حنفیہ کی طرف بھیجا اور انہیں لکھا جس میں جو ایسا کہ جس میں پر اسے قدرت حاصل ہوئی انہیں قتل کیا ہے اور وہ ان باقیوں کی تلاش میں ہے کہ جو حسین کے قتل میں حاضر تھے۔

عبداللہ بن شریک نے کہا میں نے رنگ برنگ عبا میں اور سیاہ ٹوپیاں پہننے والے ہاتھوں میں فلاہیے پہننے والوں کو دیکھا کہ جب عمر سعد ان کے قریب سے گزرتا تو کہتے کہ یہ حسین کا قاتل ہے اور یہ اس سے پہلے کی بات ہے کہ وہ آپ کو قتل کرتا اور ابن اسیر بن نے کہا ہے کہ حضرت علی نے عمر سعد سے کہا تھا تیری کیا کیفیت ہوگی جب تو ایسے مقام پر کھڑا ہوگا۔

پھر مختار نے حکیم بن طفیل لمائی کی طرف اپنے آدمی بھیجے اس نے جناب علی بن علی علیہ السلام کا لباس واسلحہ لٹا تھا اور امام حسینؑ کو بھی تیر مارا تھا اور کہتا تھا کہ میرا تیر آپ کے قمیص سے اٹک گیا تھا لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا پس مختار کے ساتھی اس کے پاس آئے اور انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اس کے گھر والے گئے اور عدی بن حاتم کو شفیع بنایا پس عدی نے اس کے بارے میں ان سے بات کی تو انہوں نے کہا یہ معاملہ مختار کے ہاتھ میں ہے پس عدی مختار کے پاس گیا تاکہ اس کے بارے میں سفارش کرے اور اس نے اس کی قوم کے چند افراد کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی تھی کہ جو جہانہ بیع کے دن پکڑے گئے تھے تو شیعوں نے کہا ہمیں خوف ہے کہ مختار اس کی شفاعت قبول کر لے پس اسے تیر مار مار کر مار دیا جیسا کہ حسین کو اتنے تیر مارے گئے تھے کہ آپ کے جسم پر تیر قفقذ کے کانٹے معلوم ہوتے تھے پس عدی مختار کے پاس گیا مختار نے اسے اپنے پاس بٹھایا تو عدی نے اس کے بارے میں سفارش کی تو مختار نے کہا کیا آپ جانتے سمجھتے ہیں کہ آپ حسینؑ کے قاتلوں کی سفارش کریں عدی نے کہا اس پر جھوٹ بولا گیا ہے مختار نے کہا تو بھر ہم اسے آپ کے لیے چھوڑ دیتے ہیں، اتنے میں ابن کمال داخل ہوا اور مختار کو اس کے قتل ہونے کی خبر دی تو مختار نے کہا تمہیں اس میں کیا جلدی تھی اسے میرے پاس کیوں نہیں حاضر کیا حالانکہ مختار کو اس کے قتل کی خوشی تھی تو ابن کمال نے کہا اس کے بارے میں شیعوں نے غالب آگئے تو عدی نے ابن کمال سے کہا تو جھوٹ بولتا ہے لیکن تجھے گمان ہوا کہ وہ شخص جو تجھ سے بہتر ہے مقریب اس کی سفارش کریگا اس لیے تو نے

اسے قتل کر دیا ہے پس ابن کمال نے عدی کو برا بھلا کہا تو فتنہ نے اسے اس سے منع کیا۔

اور فتنہ نے علی بن الحسین علیہ السلام کے قاتل جو کہ منقذ بن مرہ تھا قلیلیہ عبد القیس سے کی طرف اپنے سپاہی بھیجے اور وہ شجاع و بہادر تھا پس انہوں نے اس کے گھر کو گھیر لیا پس وہ ان کے مقابلہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا جب کہ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا پس ان سے نیزہ کے ساتھ لڑتا رہا اس کے ہاتھ پر تلوار لگی اور وہ ان سے بھاگ کھڑا ہوا اور نکل گیا اور مصعب بن زبیر سے جا ملا بعد میں اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اور فتنہ نے زید بن رقاد جہانی کی طرف آدمی بھیجے وہ کہا کرتا تھا میں نے ان میں سے ایک نوجوان کو تیر مارا تھا کہ جس کی ہتھیلی اس کی پیشانی پر تھی جو تیر سے بچنا چاہتا تھا تیر نے اس کی ہتھیلی اس کی پیشانی کے ساتھ جوڑ دی اور وہ اپنی ہتھیلی کی پیشانی سے اگ نہ کر سکا اور یہ نوجوان عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھا اور جب میں نے اسے تیر مارا تھا تو اس نے کہا تھا خدا یا انہوں نے میں کم سمجھا اور ہمیں ذلیل و خوار سمجھا پس انہیں قتل کر جیسا انہوں نے میں قتل کیا ہے پھر اس نے اس جوان کو ایک اور تیر مارا اور کہا کرتا تھا جب میں اس کے پاس آیا تو وہ دم توڑ چکا تھا پس میں نے وہ تیر کہ جس سے میں نے اسے قتل کیا تھا اس کے پیٹ سے نکالا اور دوسرا تیر میں ہلا ہلا کر اس کی پیشانی سے نکالتا رہا یہاں تک کہ تیر تو میں نے لے لیا لیکن اس کا چھل اندر رہ گیا جب فتنہ کے ساتھی اس کے پاس آئے تو وہ تلوار لیکر ان کی طرف نکلا تو ابن کمال نے ان سے

کہا اسے نیزہ اور تلوار نہ مارو بلکہ تیر اور پتھر مارو پس انہوں نے ایسا ہی کیا پس وہ لعین گھر پڑا اور پھر اسے زندہ جلا دیا۔

اور مختار نے سنان بن انس کو تلاش کیا کہ جو حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کا مدعی تھا تو دیکھا کہ وہ بصرہ کی طرف بھاگ گیا ہے پس اس کا گھر منہدم کر دیا۔

اور عبداللہ بن عقبہ غزوئ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے تو اس کا گھر بھی مسمار کر دیا اور اس نے خاندان رسالت کے ایک نو خیز بچہ کو شہید کیا تھا اور بنی اسد میں سے ایک دوسرے شخص کو تلاش کیا کہ جسے حرملہ بن کابل کہتے تھے اس نے بھی حسین کے اہل بیت میں سے ایک شخص کو شہید کیا تھا وہ بھی نکل گیا اور قبیلہ ششم میں ایک شخص کو کہ جس کا نام عبداللہ بن عمروہ خثعمی تھا تلاش کیا اور وہ کہتا تھا کہ میں نے انہیں بارہ تیر مارے ہیں وہ بھی نکل گیا اور مصعب بن زبیر سے جا ملا اس کا گھر بھی مسمار کر دیا۔

اور عمرو بن صبیح مدائی کو تلاش کیا وہ کہتا تھا میں نے انہیں نیزے و تیر مارے ہیں اور زخمی کئے ہیں لیکن کسی کو قتل نہیں کیا پس وہ رات کو آیا اور گرفتار ہو کر مختار کے سامنے پیش ہوا تو حکم دیا کہ نیزے لائے جائیں اور وہ اسے مارے جائیں یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

اور زہر بن اشعث کی طرف بھیجا اور وہ اپنی ایک بستی میں تھا کہ جو تادمیہ کے پہلو میں تھی اس کو تلاش کیا تو وہ نہ ملا اور وہ بھی مصعب کی طرف بھاگ گیا تھا مختار نے اس کا گھر بھی مسمار کر دیا اور اس کی اینٹوں

اور مٹی سے حجر بن عدی کندی کا گھر بنایا کہ جسے ابن زیاد نے مسمار کیا تھا۔

ابراہیم بن اشتر کا ابن زیاد سے جنگ کرنے جلانا

اور اسی سال ذی الحجہ کی آٹھ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم بن اشتر عبد اللہ بن زیاد سے جنگ کرتے چلے اور ابراہیم کا اوھر جانا غتار کے سبیل کی جنگ سے فارغ ہونے کے دو دن بعد تھا اور غتار نے ابراہیم کے ساتھ اپنے ساتھیوں میں سے شاہو اور چہرے مہرے والے اہل بصیرت کہ جو تجربہ کار بھی بھیجے اور غتار نے خود اس کی مشابعت کی جب وہ عبد الرحمن بن ام الحکم کے ویر (گرجا) تک پہنچا تو غتار کے ساتھی اسے آٹے کہ جن کے ساتھ کرسی تھی کہ جسے وہ سفید سیاہی مائل خچر پر لا دے ہوئے تھے اور وہ ابراہیم کے لیے نصرت کی دعا مانگتے اور خدا سے نصرت و مدد طلب کرتے تھے اور کرسی کا محافظ و نگران حوشب برسی تھا جب غتار نے انہیں دیکھا تو کہا۔ اعاوب المرسلات عرفاء لیقتلن بعد صف صفاً وبعد الف فاسطین انفاء خبر و ارقم ہے دھیمی چلتے والی ہواؤں کے پروردگار کی صفوں کے بعد صفیں قتل ہو گئی اور ہزار کے بعد حق سے عدول کرتے واؤں کے اور ہزار، پھر غتار نے اسے وداع کیا اور کہا تین چیزیں مجھ سے لے لو اللہ عزوجل سے خلوت و جلوت میں ڈرتے رہو اور جلدی چلو اور جیب دشمن سے سامنے ہو تو سامنا کرتے ہی جنگ شروع کر دو۔

اور غتار واپس آگیا اور ابراہیم چلا گیا پس کرسی واؤں تک پہنچا کہ جو اس کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے کہ اور انہوں نے ہاتھ آسمان کی طرف

اٹھائے ہوئے تھے اور اللہ سے دعا کر رہے تھے تو ابراہیم نے کہا خدا یا ہمارا مؤلفذہ کرنا ان چیزوں سے کہ جو ہم میں سے سفہاء اور بیوقوف کرتے ہیں یہ نبی اسرائیل کی سنت ہے اس کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس جس وقت کہ وہ اپنے پچھڑے پردک گئے پھر وہ لوگ پلٹ آئے اور ابراہیم آگے چلا گیا۔

ابن زیاد ملعون کا قتل ہونا

جب ابراہیم بن اشتر کوفہ سے چلا تو تیز رفتاری سے کام لیا تاکہ ابن زیاد سے جا ملیں اس سے پہلے کہ وہ عراق کی سرزمین میں داخل ہو اور ابن زیاد ایک بہت بڑے شکر کے ساتھ شام سے چلا تھا اور موصل پہنچ کر اس نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں پس ابراہیم چلا اور عراق کی زمین پیچھے چھوڑی اور موصل کے علاقہ میں داخل ہو گیا اور اپنے ہر اول دستے پر طفیل بن لقیط نخعی کو مقرر کیا جو شجاع اور بہادر تھا۔

جب ابن زیاد کے قریب پہنچ گیا تو اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور انہیں چلا تھا مگر تیاری اور اجتماع کے ساتھ مگر یہ کہ طفیل کو اطلاع کے طور پر بھیجنا یہاں تک کہ وہ موصل کے علاقہ میں خازر کی نہر تک پہنچ گیا اور یار شباہی میں اتر پڑا اور ابن زیاد اس کی طرف بڑھایا یہاں تک کہ ان کے قریب نہر خازر کے کنارے پر

اور عمیر بن حباب سلمیٰ نے جو کہ ابن زیاد کے ساتھیوں میں سے تھا ابن اشتر کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے ملو اور قبیلہ قلیں سارا کا سارا عبدالملک

ابن مروان سے بعض کینہ رکھتا تھا مزح راہط کی جنگ کی وجہ سے اور عبدالملک کا سارا لشکر اس وقت قبیۃ کلب میں سے تھا پس غیر اور ابن اشتر نے تو اس نے اسے بتایا کہ وہ ابن زیاد کے لشکر کے میسرہ پر ہے اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ شکست قبول کر کے پیچھے ہٹ جائے گا ابن اشتر نے کہا تیری کیا رائے ہے میں اپنے گرو خندق کو دلوں اور دین دن توقف کروں غیر نے کہا ایسا نہ کرو وہ تو یہی چاہتے ہیں جنگ کو طول دینا ان کے لیے بہتر ہے وہ بہت زیادہ اور تم سے کئی گنا ہیں طول دینے میں کم لشکر زیادہ لشکر کی اطاعت نہیں رکھتا لیکن ان سے فوراً لڑ جاؤ کیونکہ وہ تمہارے رعب و خوف سے بھرے ہوئے ہیں اور اگر وہ میرے ساتھیوں کو ہونگھ لیں اور ایک دن کے بعد دوسرے دن ان سے اور ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ تو ان سے مانوس ہو جائیں گے اور ان میں جرات پیدا ہو جائے گی تو ابراہیم نے کہا اب مجھے معلوم ہو گیا کہ تم میرے غلط ہو میرے ساتھی نے بھی مجھے یہی وصیت و نصیحت کی ہے تو غیر نے کہا اس کی اطاعت کر کیونکہ اسی بوڑھے کو جنگ کا تجربہ ہے اور اس نے اس کی اتنی مصیبتیں بھیسیں اور تجربے حاصل کیے ہیں کہ کسی نے نہیں کیے جب صبح ہو تو حملہ کرو، اور غیر اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ آیا۔

اور ابن اشتر اپنی ڈاڑھ کو سخت کرتا رہا اور ساری رات نہیں سویا یہاں تک کہ جب صبح کا دُوب ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور ان کے غلغلیہ دستہ بنائے اور ان پر افسر مقرر کیے اور سفیان بن یزید از دی کو مہینہ پر اور علی بن مالک حبشی کو اپنے میسرہ پر اور وہ احوص کا بھائی تھا اور عبدالرحمن

بن عبد اللہ کو جو ابراہیم بن اشتر کا ماوری بھائی تھا گھڑ سواروں پر مقرر کیا اور اس کا گھڑ سوار دستہ کم تھا اور طقیل بن لقیط کو پیادہ فوج پر مقرر کیا اور اس کا علم قزاح بن مالک کے ہاتھ میں تھا۔

جب صبح کی پو پھوٹی تو تاریکی میں نماز صبح پڑھی پھر نکلا اور اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی اور ہر امیر کو اس کی جگہ لاکھڑا کیا اور ابراہیم گھڑے سے اتر کر چل رہا تھا اور لوگوں کو ابھارتا اور فتح کا میابی آرزو اور تمنا دلاتا تھا اور کچھ دیر چلا اور ایک بہت بڑے ٹیلے نے جھونکا جو دشمن پر مشرف اور وہاں سے اسے جھونکا جاتا تھا اچانک دیکھا کہ ان میں سے ابھی کسی نے حرکت تک نہیں کی پس اس نے عبد اللہ بن زہیر سلوانی کو بھیجا تاکہ وہ ان کی خبر لے آئے پس وہ واپس آیا اور اس سے کہا کہ یہ لوگ دہشت و کمزوری میں نکلا ہے ان میں سے ایک شخص مجھے ملا اور ان میں کوئی بات نہیں مگر یہ کہ انے ابو نزاب کے خبیثو اسے جھوٹے فتار کے شیعو وہ کہتا ہے میں نے اس شخص سے کہا وہ چہینو ہمارے درمیان ہے وہ گالی گلوں سے اجل دار فتح ہے۔

اور ابراہیم سوار ہوا اور جھنڈوں کی طرف چلا اور انہیں براہِ انگشتہ کرتا اور یاد دلاتا تھا جین علیہ السلام، ان کے اصحاب اور ان کے اہل بیت سے ابن زیاد کے قتل و سلوک کو ان کے قید کرنے انہیں قتل کرنے اور ان سے پانی کو بند کرنے میں سے اور اپنی فوج کو ان کے شہید کرنے پر براہِ انگشتہ کرنے میں سے

اب وہ لوگ بھی اس کی طرف بڑھے اور ابن زیاد نے اپنے میمنہ پر

حصین بن نمیر سکونی کو اور میسرہ پر عمر بن حباب سلمیٰ کو اور گھڑ سواروں پر نضر بن
 ذی الکلاع جبری کو جب دونوں شکر قریب آئے تو حصین نے اہل شام
 کے صیغہ کو لے کر ابراہیم کے میسرہ پر حملہ کیا پس علی بن مالک حبشی نے ثابت
 قدمی دکھائی لیکن وہ شہید ہو گیا پھر اس کا علم قرہ بن علی نے اٹھایا اور وہ
 بھی شجاع اور بہادر مردوں کے ساتھ مارا گیا اور میسرہ کو شکست ہو گئی
 پس علم عبداللہ بن ورقاء بن جنادہ سلوی نے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ کے صحابی حبشی بن جنادہ کا بیٹا تھا اور بھانٹنے والوں کے سامنے کھڑا
 ہو گیا اور کہا اے اللہ کے سپاہیوں میری طرف آؤ پس اکثر لوگ اس کی
 طرف پلٹ آئے پس اس نے کہا تمہارا امیز یہ ہے جو ابن زیاد سے لڑ رہا
 ہے ہمارے ساتھ مل کر اس کی طرف پلٹو پس وہ پلٹ آئے اور اچانک
 ابراہیم سر کھولے ہوئے پکار رہا تھا میری طرف آؤ اللہ کے سپاہیو میں
 اشتہار کا بیٹا ہوں تمہارا بہتر فرار پلٹ کر حملہ کرنا ہے وہ گنہگار نہیں خواہ اعلیٰ
 کے اسباب کو دور کر دے پس اس کے ساتھی پلٹ آئے اور ابراہیم کے
 میسرہ نے ابن زیاد کے میسرہ پر حملہ کیا اور وہ امید رکھتے تھے کہ عمر بن حباب
 شکست کھائے گا جیسا کہ اس کا گمان تھا لیکن میرے شدید جنگ کی اور
 بھگتے کو ناپسند کیا۔

جب ابراہیم نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنے ساتھیوں سے کہا اس سوادِ عظم
 سب سے بڑی سپاہ کو ہدف و مقصد بناؤ خدا کی قسم اگر اسے ہم نے شکست
 دے دی تو بیسے دائیں بائیں کی فوج ہم سمجھ رہے ہیں یہ ڈرے ہوئے
 پرند کی طرح نتر نتر ہو کر اڑ جائے گی پس ابراہیم کے ساتھی قلب لشکر کی

طرف چل پڑا پس ایک دوسرے کو نیزے مارے پھر تلواروں اور گرزوں کی طرف گئے پس کچھ دیر تک اس سے اضطراب پیدا ہوا اور لوہے پر لوہے کے بڑنے کی آواز اس طرح تھی جیسے دھویوں کے کپڑے ٹپکنے کی آواز ہوتی ہے اور ابراہیم اپنے عہدار سے کہتے اپنے جھنڈے کے ساتھ ان میں ڈوب جاتا تو دو کتا آگے بڑھنے کا رستہ نہیں ہے تو ابراہیم یہ کہتے یہ ٹھیک ہے پس جب وہ آگے بڑھتا تو ابراہیم تلوار سے شدید حملہ کرتا کئی شخص پر نہیں مارتا تھا مگر یہ کہ اسے پچھاڑ دیتا اور بار بار ابراہیم نے اپنے سامنے کے لشکر پر اس طرح حملہ کیا گویا وہ بکری کے بچے ہیں اور اس کے ساتھیوں نے بھی ایک مرد ایسا حملہ کیا او گھمان کی ٹرائی ہوئی اور ابن زیاد کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور دونوں طرف سے بہت زیادہ لوگ مارے گئے اور بعض نے کہا ہے کہ عمیر بن حباب سب سے پہلے بھاگا اور اس کی پہلی جنگی معذوری دھجوری کی وجہ سے تھی جب وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تو ابراہیم نے کہا کہ میں ایک شخص کو ایکے جھنڈے کے نیچے نہر خازر کے کنارے قتل کیا ہے اس کو سلامش کرو کیونکہ میں نے اس سے کستوری کی خوشبو سونگھی ہے اس کے ہاتھ مشرق کی طرف اور پاؤں مغرب کی طرف تھے انہوں نے جا کر تلاش کیا تو اچانک ابن زیاد لعین مقتول پڑا تھا ابراہیم کی ضرب سے کہ جس نے اسے دو حصوں میں بانٹ دیا تھا اور وہ اسی طرح پڑا تھا جیسا کہ ابراہیم نے ذکر کیا تھا پس اس کا سر کاٹا گیا اور اس کے جسم کو جلا دیا گیا۔

اور شریک بن جریذ غلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر حملہ کیا اور اس کا

گمان یہ تھا کہ عبید اللہ بن زیاد بے پس و دو ایک دوسرے کے گلے پڑ گئے پس تغلی نے پکارا بچے اور زانیہ کے بیٹے کو قتل کر دو پس انہوں نے حسین کو قتل کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن زیاد کو شریک بن جرید ہی نے قتل کیا تھا اور یہ شریک جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کی معیت میں تھا اور اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی جب حضرت علی کی زندگی کے دن ختم ہوئے تو یہ شریک بیت المقدس جا کر وہیں رہنے لگا جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے عہد کیا اگر کسی ایسے شخص نے ظہور کیا جو امام حسین کے خون کا مطالبہ کرے تو وہ (شریک) ابن زیاد کو قتل کرے گا یا اس کے سامنے قتل ہو گا پس جب قتار نے ظہور کیا حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لیے تو شریک قتار کے پاس آیا اور ابراہیم بن اشتر کے ساتھ گیا جب ان کا آنا سامنا ہوا تو شام کے گھڑ سواروں پر حملہ کیا عبید ربیع کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایک صف چرتے ہوئے ابن زیاد تک پہنچ گئے اور غبار اڑ رہا تھا پس لہجے کے لہجے پر پڑنے کی آواز کے علاوہ کچھ سنائی نہیں دیتا تھا جب لوگ ہلے تو اچانک دو تو قتل ہوئے پڑے تھے شریک اور ابن زیاد لیکن پہلا قول زیاد صحیح ہے، اور شریک ہی وہی ہے جس نے کہا۔ کل عیش قد آراہ باطلًا غیر رکز الرمح فی ظل الفرس، ہر قسم زندگی کو میں باطل سمجھتا ہوں سوائے نیزے کو گھوڑے کے سائے میں گارھنے کے راوی کتاب ہے اور شریک بن ذی الکلاع جبیری بھی مارا گیا اور اس کے قتل کا دعویٰ میثاق بن یزید از دی و رقاع بن عازب اسدی اور عبید اللہ بن زہیر سلمیٰ نے کہا اور عیینہ بن اسماعیل ابن زیاد کے ساتھ تھا۔

اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے تو وہ اپنی بہن ہند بنت اسما کو جو عبداللہ بن زیاد کی بیوی تھی وہاں سے اٹھا کر لے گیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا
 احمق تو ہماری رسیوں کو توڑ رہی ہے تو بسا اوقات میدان جنگ میں نشاندار
 یہاں دوڑنے ہلاک کیے ہیں اور جب ابن زیاد کے ساتھی شکست کھا گئے تو ابراہیم
 کے ساتھیوں نے ان کا پیچھا کیا پس جو نہر خازر میں غرق ہوئے وہ ان سے
 زیادہ تھے جو قتل ہوئے اور انہوں نے ان کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا کہ جس میں
 ہر چیز موجود تھی۔

اور ابراہیم نے خوشخبری مختار کو بھیجا جب کہ وہ مدائن میں تھا اور
 ابراہیم نے اپنے عامل مختلف شہروں میں بھیجے پس اپنے ماوراء النہر عبدالرحمن
 بن عبداللہ کو نصیبین کی اور اس کے سنجا اور دار اور جو ان کے قریب
 قریب مرزین جزیرہ کا علاقہ تھا اس پر قبضہ کر لیا پس زقر بن حارث کو
 قرقیسیا کا اور حاتم بن نعان باہلی کو حران رہاء اور حمیسا ط اور اس کے اطراف
 کا والی بنایا اور عیمر بن حباب سلمیٰ کو کفر توشا اور طور عبداللہ بن کا حکم بنایا
 اور ابراہیم نے موصل میں قیام کیا اور عبید اللہ بن زیاد کا کسر اور اس کے ساتھ
 اس کے افسروں کے سرستھے مختار کی طرف بھیجا پس انہیں قصر الامراء میں
 پھینکا گیا تو ایک پہلا سا سانپ آیا اور وہ باقی سروں میں سے گرتا ہوا
 عبید اللہ بن زیاد کے منہ میں داخل ہو کر اس کے تنھنے سے نکل آیا پھر اس
 کے تنھنے میں داخل ہوا اور اس کے منہ سے نکلا یہ عمل اس نے کئی مرتبہ کیا
 اس مطلب کو نہ مذمت کی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

اور مغیرہ کہتا ہے پہلا شخص کہ جس نے اسلام میں کھوٹے درہم کے

سکہ بنوائے (یا چھ دیواروں پر بنوئے) عبید اللہ بن زیاد تھا اور عبید اللہ بن زیاد کا ایک حایب دور بان کہتا ہے میں اس کے ساتھ قصر الامارہ میں داخل ہوا جب اس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا تھا تو اس کے چہرے میں آگ بھڑک اٹھی اس نے اپنی آستین کے ساتھ کہا اس طرح اس کے چہرہ پر تھی تو اس نے کہا کسی سے نہ کہنا۔

اور مغیرہ نے کہا مر جانے سے اپنے بیٹے عبید اللہ بن زیاد سے حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد کہا اے خدیث تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسے کو شہید کیا ہے تو کہیں بھی جنت کو نہیں دیکھ سکے گا جو کچھ ہم نے کامل ابن اثیر سے نقل کیا وہ یہاں ختم ہوا اور بحار میں ثواب الاعمال سے اس کی اسناد کے ساتھ عمار بن عمر یحییٰ سے مروی ہے وہ کہتا ہے جب عبید اللہ بن زیاد لعنہ اللہ کا سر اور اس کے ساتھیوں دان پر خدا کا غضب نازل ہوا کے سر لائے گئے تو میں ان سروں کے پاس گیا اور لوگ کہہ رہے تھے آگیا ہے آگیا ہے میں ایک سانپ آیا سروں کے درمیان سے گزرا کہ عبید اللہ کے نتھنے میں داخل ہو گیا پھر نکلا اور چہرہ دوسرے نتھنے میں داخل ہوا۔

اور کامل الزیارات سے اس کی سند کے ساتھ عبد الرحمن غفوی سے مروی ہے ایک حدیث میں وہ کہتا ہے خدا کی قسم بیزید کو جلدی موت آگئی اور ان کے قتل (یعنی حسین کی شہادت) کے بعد تمتع اور فائدہ نہ اٹھا سکا اور وہ اچانک ہی گرفتار ہوا مسما کی حالت میں رات کو سویا اور صبح کو متغیر حالت میں پایا گیا گواہ اس پر تک ملی گئی ہے بڑی افسوسناک حالت میں گرفتار ہوا

اور کوئی شخص نہیں پہچان میں سے کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے قتل میں اس کی پیروی کی یا اس جنگ کے بلا میں شریک تھا گمیریہ کہ وہ جنوں، جذام باریص کی بیماری میں مبتلا ہوا اور یہ چیز ان کی نسل میں وراثہ چلی

لہذا محمد بن یوسف قمرانی کی اخبار الاول میں ہے کہ یزید بچپن میں بھلیں ہجری میں پیدا ہوا اور وہ موطا تازہ تھا اس پر گوشت اور بال زیادہ تھے اور اس کی ماں یسویٰ بنت جحدل کہی تھی یہاں تک کہ کہا ہے نوفل بن ابوقرأت نے کہا میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا پس ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا پس کہا امیر۔۔۔ یزید نے کہا تو مرے کہا تو امیر المؤمنین کہتا ہے اور حکم دیا تو اس کو بیس کوڑے لگائے گئے۔

روایاتی نے اپنے مسند میں نقل کیا ہے ابو درود سے وہ کہتا ہے کہ یہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے سنا پہلا شخص جو میری سنت کو بدلے گا بنی امیہ کا ایک شخص ہو گا جسے یزید کا جائے گا۔

یزید ماہ ربیع الاول سن یونسؑ ہجری میں ذات الجنب (نویا) سے مقام حوران میں مرا اور اسے دمشق اٹھا کر لائے اس پر اس کے بھائی خالد اور بعض نے کہا اس کے بیٹے معاویہ نے غمانہ بڑھائی اور باب الصغیر کے مقبرہ میں دفن ہوا اور موجودہ زمانہ میں اس کی قبر قرطبہ (کوڑا کرکٹ) کی جگہ اور اس کی عمر سینتیس سال تھی اور اس کی خلافت و حکومت تین سال نو ماہ تھی۔ کتاب نفس المہموم فی مقتل الحسین المظلوم جمعہ کے دن عصر کے وقت میں جادای الاخریٰ ۳۳۵ھ اور وہ دن ہے ہمارا سردار قاطلہ زہر اصلوات اللہ علیہا وعلیٰ ایہا وعلیہا وبنیہا کی ولادت کا اس کے مولف مجرم و مبینی

(عباس بن محمد رضا قمر، عفی اللہ عنہما کے ساتھ سے مکمل ہوئی قید مظہر
 رضویہ کے سامنے علی صاحبہا الاف التسلیم والتحیہ، والحمد للہ اولاد
 آخر و صلی اللہ علی محمد وآلہ الطہیین الطاہرین المعصومین ہو الموفق والمغین۔
 قس المہموم کا ترجمہ تاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۷۱ء
 بروز پیر بوقت پونے بار بجے بر مکان عزیز محمد حسن فرزند سید شہناز علی
 کراچی حقیقہ پر تقصیر سید صفدر حسین بھٹی فرزند سید غلام سرور نقوی مرحوم
 کے ہاتھوں اختتام پذیر ہوا

الحمد للہ رب العالمین والصلوة علی خیر خلقہ محمد وآلہ الطہیین۔



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى وبعد - یہ ایک مختصر سالہ ہے کہ جسے ہم نے اس لیے تحریر کیا ہے تاکہ اسے ہماری کتاب نفس المہموم فی مقتل الحین المظلوم صلوات اللہ علیہ کے ساتھ ملحق کیا جائے یہ چند فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے جس کا نام میں نے نفثۃ المصدور قیما بتجدد بہ حزن یوم العاشور (سینہ کا درد رکھنے والے کی ہوں عاشور کے دن کے حزن و ملاں کی تجدید کرنے والے امور میں) رکھا ہے -
اللہ سے مدد طلب کرتی ہے اور تمام امور میں اسی پر توکل ہے -

پہلی فصل

حسین علیہ السلام کے چند ایک مناقب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسینؑ کی معرفت مومنین کے بولچن اور دلوں میں چھپی ہوئی ہے اور شیخ صدوقؒ نے حسین بن علیؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس ابی بن کعبؓ موجود تھا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا میرا جاتیہ میرے لیے اے ابابکرؓ اے اسماعیلؓ اور زینؓ کی زینت تو آپؑ سے ابی نے کہا یا رسول اللہ آپ کے علاوہ کوئی شخص کس طرح آسمانوں اور زمین کی زینت ہو سکتا ہے تو آپؑ نے فرمایا اے ابی قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ حسین بن علیؑ آسمان میں بنبت زمین کے زیادہ بڑا اور عظمت رکھتا ہے بیشک خدا کے عرش کی دائیں جانب کھلے کہ وہ ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہے اور شیخ حلیل ثقہ علی بن محمد خزائنی نے اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں تھا اور ابو بکرؓ، عمرؓ، فضل بن عباسؓ، زید بن حارثہؓ اور عبد اللہ بن

مسعود کہ اچانک حسین بن علی علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں داخل ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے انہیں پکڑ لیا اور ان کے بوسہ لیے اس کے بعد فرمایا اے کمزور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاؤ اور اوپر چڑھو کمزور آنکھ والے اور آپ نے اپنا منہ حسین کے منہ پر رکھ دیا اور فرمایا خدایا میں اسے دوست رکھتا ہوں پس تو اسے دوست رکھ اور اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اے حسین تو امام ہے امام کا بیٹا ہے تو اماموں کا باپ ہے جو تیری اولاد میں سے امیر ابراہیم ۔

علامہ مجلسی رحمہ اللہ بحاری کی کیا ہے اور طبرانی کی حدیث میں ہے عمدہ اسناد کے ذریعہ ابو ہریرہ سے وہ کتاب ہے میرے ان دو کانوں نے سنا اور میری ان دو آنکھوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اور وہ جناب اپنی دو ہتھیلیوں کے ساتھ حسن یا حسینؑ کو پکڑے ہوئے تھے اور ان کے دونوں قدم رسول اللہ کے دونوں قدموں پر تھے اور آپ فرما رہے تھے ۔
(حزقة حزقة ترقه عين بقرة) اے ضعیف دکھو چھوٹے چھوٹے قدم رکھا اوپر کو چڑھو اے کمزور آنکھ والے

اے بعض کتب معتبرہ کی وساطت سے طاووس یمانی سے روایت ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام جب کسی تاریک جگہ بیٹھتے تو لوگ آپ تک آپ کی پشانی اور گردن کی بیفیدی سے ہدایت حاصل کرتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اکثر اوقات ان کی پشانی اور گردن کے بوسہ لیا کرتے تھے اور ایک دن جبرئیل نازل ہوئے پس جناب زہرا علیہا السلام کو سویا ہوا پایا اور حسین علیہ السلام گہوارے میں رو رہے تھے وہ تو انہیں بہلاتے رہے اور تسلی

دیتے رہے یہاں تک کہ جناب سیدہ بیدار ہوئیں اور اس کی آواز سنی جو
 بہلا رہا تھا پس ادھر ادھر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
 نے انہیں خبر دی کہ وہ حیرانمیل تھا مولف کہتے ہیں اس روایت کے مدارک
 اشارہ کرتی ہے وہ روایت کہ جس میں ہے کہ جناب رباب نے اپنے شوہر
 حسین علیہ السلام کا مرثیہ پڑھا جب وہ تشہیر ہوئے اور کہا۔ (ان الذی کان
 نوراً بسرة بکر بلا قتیل غیر مدحون۔ جو ایسا قہر تھا کہ جس سے روشنی حاصل کی
 جاتی تھی کہ بلائیں و قن کے بغیر مقتول پڑا ہے اور میں نے بعض کتب علم
 اخلاقی میں دیکھا جس کے الفاظ یہ ہیں عمار بن معطلق کہتا ہے میں مدینہ میں
 گیا تو میں نے حسین بن علی علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی اچھی روش اور اچھا
 منظر اور اس نے اس بغض و صدمہ کو ابھارا کہ جسے میرا سینہ ان کے باپ
 کے لیے چھپائے ہوئے تھا تو میں نے ان سے کہا تم ابوتراب کے بیٹے ہو
 فرمایا ہاں پس میں نے انہیں اور ان کے والد کو برا بھلا کہنے میں اتہار کر
 تو آپ نے میری طرف عطف و رؤف (شفیق و مہربان) کی طرح دیکھا اس
 کے بعد فرمایا۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلین واما ینزغنی عن الشیطان
 نزع فاسقذ باللّٰہ انہ سمیع علیم الذین اتقوا اذا امسہم طائف من الشیطان
 تذکروا فاذا هم مبصرون واخوانهم عدو نهم فی الغیثم لا یقصرون
 میں اللہ سے شیطانِ ریم سے پناہ مانگتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان
 اور ریم ہے درگزر کرنا اختیار کرو اور اچھے کام کا حکم دو اور جاہلوں
 کی طرف سے منہ پھیر لو اور اگر شیطان کی طرف سے تمہاری (امت کے)

دل میں کوئی دغدر پیدا ہو تو تم حد سے پناہ مانگو کیونکہ اس میں تو شک ہی نہیں وہ بڑا سننے والا واقف کار ہے بیشک جو لوگ پرہیزگار ہیں جب کبھی نہیں شیطان کا خیال بھی چھو گیا تو وہ چوتک پڑتے پھر فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ان کا قروں کے بھائی بند شیطان ان کو (دھوکا دے کے) مگر اسی کی طرف گھیسٹتے ہیں پھر کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے پھر منہ سے فرمایا کہ کو آسان کرو میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں اگر تم ہم سے مدد چاہتے ہو تو ہم تمہاری مدد کرتے ہیں اور اگر عطا و بخشش چاہتے ہو تو ہم عطا و بخشش کے لیے تیار ہیں اور اگر رشد و ہدایت کے طلبکار ہو تو ہم ہدایت کرنے کو تیار ہیں عصام کہتا ہے کہ آپ نے مجھ سے ندامت پشیمانی کے آثار و علامات محسوس ہوئے اس چیز سے کہ جو میں نے زیادتی کی تھی تو آپ نے فرمایا آج سے تم پر کوئی الزام نہیں خدا تمہیں بخشے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے کیا تم اہل شام میں سے ہو میں نے کہا جی ہاں تو فرمایا یہ عداوت و طبیعت ہے کہ جسے میں اغزم سے جانتا ہوں (یعنی ہمیں گالیاں دیتا نبی امیہ کا شیوہ ہے اور انہوں نے تمہیں سکھایا ہے) خدا ہمیں اور تمہیں زندہ و سلامت رکھے اپنے حاجات میں اور جو امور کچھ غلط ہوں کھلے دل سے انہیں پیش کیجئے تو اپنے بہترین مگن کے ساتھ باؤگے انشاء اللہ عصام کہتا ہے کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود فخر پر تنگ ہو گئی اور میں دوست رکھتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے اندر و جنس دے پھر میں آہستہ آہستہ آپ سے کھسکنے لگا اور روئے زمین پر ان سے اور ان کے باپ سے کھٹی شخص زیادہ غیور نہیں تھا مؤلف کہتے ہیں لا تضر ربکم کا معنی ہے

تم پر کوئی سرزنش اور ملامت نہیں ہے صاحب کشفائے یوسف صلیق کے اپنے
 بھائیوں کو معاف کرنے اور آپ کے قول لا یتدیب علیکم کے سلسلہ میں
 ایک روایت ذکر کی ہے کہ جس کا یہاں ذکر کرنا مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے اور
 وہ یہ ہے کہ یوسفؑ کے بھائیوں نے جب انہیں پہچان لیا تو یوسفؑ کے
 پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمیں صبح و شام اپنے کھانے پر بلاتے ہیں حالانکہ
 ہمیں آپ سے شرم و حیا آتی ہے اس چیز کی وجہ سے کہ جو پہلے ہم سے زیادتی
 ہو چکی ہے تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اہل مصر کا اگر چہ اب میں مالک ہو چکا
 ہوں وہ اب بھی میری طرف پہلی نگاہ کی طرح دیکھتے اور کہتے ہیں منور اور
 پاک ہے وہ خدا کہ جس نے اس غلام کو جو بدین درہم میں بکا تھا پہنچا دیا
 یہاں پہنچا دیا اور اب میں تمہاری وجہ سے شریف و عظیم ہو گیا لوگوں کی
 آنکھوں میں کیونکہ اب انہیں معلوم ہوا ہے کہ تم میرے بھائی ہو اور میں
 حضرت ابراہیمؑ کی زریعت و اولاد میں سے ہوں، تو یوسف صلیق کی اس
 کریم عادت و طریقہ کو اپنے بھائیوں سے دیکھے اور گویا شاعر نے ان کی
 زبان حال کو نظم کیا ہے اپنے اس قول سے (قلت ثقلت اذا قلت مولداً
 قال ثقلت کاہلی بالا یادی، قلت طولت قال لا بل تطولت۔

وا برمت قال جسد و دادی۔ میں نے کہا میں بار بار اگر تم
 پر بوجھ بن گیا ہوں، اس نے کہا کہ میرے کندھے تیرے احسانوں سے بوجھ
 ہو گئے ہیں، میں نے کہا تو نے کرم کیا تو اس نے کہا تیں تو نے کرم و بخشش کی
 اور میری محبت کی رسی کو مضبوط کر دیا۔

”شنة اعرفها من اخرم“ یہ شعر کا دوسرا مصرعہ ہے اس کا پہلا مصرعہ

ان بنی ضر جو فی بالدم۔ یہ شعر حاتم کے باپ کے دادے کا ہے اس کا ایک بیٹا تھا جسے اخزم کہتے تھے کہا گیا ہے کہ وہ عاتی و نافرمان تھا پس وہ مر گیا اور چھوٹے چھوٹے گیارہ ایک دن اخزم کے باپ اپنے دادے پر کھڑے اور اسے زخمی کر دیا تو اس نے کہا میرے بیٹے کہ جنہوں نے مجھے زخمی کر دیا یہ اسی عادت ہے کہ جسے میں اخزم سے پہچانتا ہوں یعنی یہ عقوق و نافرمانی میں اپنے باپ کے مشابہ ہیں۔ ششستہ کا معنی طبیعت مزاج اور عادت ہے شاید امام حسین نے اس ضرب المثل کو ذکر کر کے یہ بتانا چاہا ہو کہ یہ سب دشتم عادت و طبیعت ہے کہ جسے میں اہل شام سے جانتا ہوں کیونکہ معاویہ نے یہ قبیح عادت و طریقہ ان میں جاری کیا تھا وہ طے الامان حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو منبروں پر سب اور لعن کرتے تھے۔

روایت ہے کہ جب امیر المومنین کو معاویہ کی خبر ملی ادد یہ کہ وہ ایک لاکھ فوج میں ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ فوج کس قوم میں سے ہے تو لوگوں نے بتایا اہل شام میں سے تو آپ نے فرمایا اہل شام نہ کہو بلکہ کہو اہل شوٹم و نحوست وہ اصل میں مصر کے رہنے والے ہیں جنہیں واؤ کی زبانی لعنت کا گنا ہے پس ان میں بندر اور سور بنائے گئے۔

اور ہمارے مولا باقر علیہ السلام نے فرمایا شام بہترین زمین ہے اور اس میں رہنے والے بری قوم ہیں۔

نصر بن مزاحم سے روایت ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر اہل شام میں سے ایک شخص نکلا اور کہا کون ہے جو میرے مقابلہ میں آئے گا پس حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص نکلا دونوں نے کچھ دیر تک جنگ کی پھر

سراقی نے شامی کے پاؤں پر تلوار مار کر اسے کاٹ دیا پھر کچھ دیر جنگ کی پھر اس کا ہاتھ تلوار مار کر کاٹ دیا تو شامی نے اپنی تلوار بائیں ہاتھ سے شامیوں کی طرف پھینک دی اور پھر کہا اے اہل شام میری یہ تلوار پکڑ لو اسے اپنے دشمن کے خلاف مدد حاصل کرنا پس انہوں نے اسے اٹھایا تو معاویہ نے اس مقتول کے وارثوں سے وہ تلوار دس ہزار درہموں میں خرید لی۔

شیخ جمال الدین یوسف بن حاتم حاکم علی حقیقی قدس سرہ کی کتاب الدر المنظم میں سند کے ساتھ حسین بن علی علیہ السلام کے ایک غلام سے روایت کی ہے اس نے کہا ایک سائل ایک رات نکلا مدینہ کی گلیوں سے چلتا ہوا حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے دروازے تک آیا اور دروازہ کھٹکھٹا کر یہ شعر پڑھا شرعاً کیا لم یخب الا ن من رجاءك ومن حركك من خلف بابك الحلقۃ اس وقت جس نے آپ سے امید رکھی اور آپ کے دروازے کا حلقہ کھٹکھٹایا وہ ناامید نہیں پلٹ سکتا اور امام حسینؑ اس وقت اپنے محبوب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے آپ نے اپنی نماز کو فتر کیا اور دروازے کی طرف آئے اچانک انہیں ایسا سائل نظر آیا کہ جس کے بدن پر لباس نہیں تھا تو آپ نے اس سے کہا اے سائل اسی جگہ رکو یہاں تک کہ میں تمہاری طرف لوٹ کر آؤں پھر آپ نے اپنے غلام کو بلایا اور اس سے فرمایا اے غلام تمہارے پاس کوئی چیز ہے تو اس نے کہا میرے پاس دو ہزار درہم ہیں جو آپ نے کل مجھے دیئے تھے تاکہ میں انہیں آپ کے گھر کے افراد اور غلاموں پر تقسیم کروں تو آپ نے فرمایا اے غلام وہ لے آؤ کہ وہ آیا ہے جو میرے گھر والوں اور غلاموں سے زیادہ مستحق ہے اور آپ کے اوپر دو یعنی چادریں تھیں آپ نے وہ دو فتر درہم

ان میں سے ایک میں باندھے اور وہ سائل کو دے دی اور یہ شعر پڑھا۔
(خذ هاتانی اليك معتذرا و اعلم باني عليك ذو شفقة) یہ لے لو اور
اس کے باوجود میں معذرت چاہتا ہوں اور تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں تجھ پر
شفقت و مہربانی رکھتا ہوں

پس سائل نے وہ درہم لے لیے اور یہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔
(مطهرين نقيات شيا بهم تجرى الهلة عليهم اينما ذكروا،
وانتم السادة الاعلون عندكم، علم الكتاب ما و جاشت به السور
من لم يكن علويا حسين تبسه، فواله في قديم الدهر تبتوه پاک و پاکیزہ ہیں
ان کے دامن پر پلیدگی سے پاک صاف ہیں جہاں ان کا ذکر ہو ان پر درود بھیجا
جاتا ہے تم وہ بلند ترین سید و سرور ہو کہ تمہارے پاس کتاب کا علم ہے اور
جو کچھ اس کی سورتوں میں آیا ہے جو شخص علوی نہیں ہے قیدی زمانہ سے اس کے
لیے کوئی غم کی بات نہیں ہے

اور شیخ فقیہ اقدم ابو محمد حسن بن علی بن شعبہ جو ہمارے متقدمین علماء میں سے
ہیں اور کتاب تحف العقول کے مؤلف ہیں نے روایت کی ہے کہ عین کی خدمت
میں انصار میں سے ایک شخص آیا وہ چاہتا تھا کہ کسی حاجت کے بارے میں آپ
سے سوال کرے تو آپ نے فرمایا اے بھائی انصاری بچا اپنے چہرے کو سوال
کے لیے مرقہ کرتے ہیں (یا سوال کی ذلت سے) اور اپنی حاجت رقعہ میں لکھ کر
لے آئیں انشاء اللہ تجھے خوش اور راضی کر دوں گا پس اس نے آپ کو رقعہ دکھا
اے ابا عبد اللہ ظلال شخص کے میرے ذمہ پانچ سو دینار ہیں اس نے بہت زیادہ
امرا کیلئے لہذا آپ اس سے بات کریں کہ وہ کشادگی تک مجھے عہدت دے

جب امام حسینؑ نے رقعہ پڑھا تو اپنے گھر کے اندر گئے اور ایک تحصیل کالی میں ہزار دینار سمے اور اس سے کہا اس میں سے پانچ سو دینار سے تو اپنا قرض ادا کر اور باقی پانچ سو سے اپنے زمانہ کے خلاف مدد حاصل کر اور اپنی حاجت کسی کے سامنے پیش نہ کر مگر تین میں سے ایک صاحب دین، صاحب مروت اور صاحب حب

مؤلف کہتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے والد گرامی صلوات اللہ علیہ کی اقتدا کی ہے سائل کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی حاجت لکھ کر آئے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور آپؑ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین میری آپؑ کی خدمت میں ایک حاجت ہے تو آپؑ نے فرمایا اسے زمین پر کھو کیونکہ میں واضح طور پر تمہیں مقرر و تکلیف میں دیکھ رہا ہوں اس نے زمین پر کھکا کہ میں فقیر و محتاج ہوں تو آپؑ نے فرمایا اے قبیر اس کو دو حلے و کپڑے دیدے پس اس شخص نے یہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔

کسوتنی حلة بتلی محاستہاء فسوف اکسوک من حسن الشا
حللاء ان نلت حسن ثنائی نلت مکرمۃ ولست تبغی بما قد نلتہ
بدلاء ان الشاء یسی ذکر صاحبہ = کالغیت یحیی نداء اسهل
والجلا لاترہد الدھر فی عرف بدأت بہ ع فکل عبد سیمجری بالذی فعلاء
آپؑ نے مجھے ایسا لباس پہنایا ہے کہ جس کے عاں پرانے ہو جائیں گے لیکن میں غمگین ابھی تعریف کے کئی لباس آپؑ کو پہناؤں گا، اگر آپؑ نے میری حمد و ثنا حاصل کی ہے اور جو کچھ آپؑ نے حاصل کیا ہے آپؑ اس کا بدل نہیں چاہتے مدح و ثناء اپنے ساتھی کے ذکر کو رندہ رکھتی ہے جیسے کہ یارش کی تہری ہل و چل

کو زندہ رکھتا ہے جس نیکی کی آپ نے اپنا کیا ہے وہ زمانہ سے نہ روک ہر بندے کو اس کے کئے کی جزا ملے گی۔

آپ نے فرمایا اس کو سو دینار بھی دید و تو آپ سے کیا گیا اے امیر المؤمنین آپ نے اسے غنی کر دیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو کہتے سنا ہے لوگوں کو ان کی منزل و مقام پر رکھو اس کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا مجھے تعجب ہے ان لوگوں سے کہ جو اپنے مال سے غلام نو خرید کرتے ہیں لیکن اپنی نیکی سے آزاد لوگوں کو نہیں خرید کرتے۔

روایت ہے کہ امام حسینؑ کی پشت پر طف کر بلا کے دن کچھ نشان پائے گئے تو زین العابدینؑ سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ان غنبلوں کی وجہ سے ہیں کہ جنہیں اپنی پشت پر لاد کر یواؤں تہیوں اور مسکینوں کے گھر لے جاتے تھے۔



دوسری فصل

آنجناب کی شجاعت

روایت ہے کہ حسینؑ اور ولید بن عقیقہ کے درمیان ایک جاگیر کا جھگڑا تھا تو آپؑ نے ولید کا عمامہ اس کے سر سے اتار کر اس کی گردن میں سختی سے ڈال دیا جب کہ وہ اس وقت مدینہ کا گورنر تھا اور آپؑ نے مروان کا گلا پکڑ لیا اور آپؑ کی پکڑ بڑھی سخت تھی اس کو دبایا اور اس کا عمامہ اس کی گردن میں مروڑا تو وہ بیہوش ہو گیا پھر آپؑ نے اسے چھوڑ دیا۔

اور یم طف (کر بلا میں) آپؑ سے کہا گیا اپنے چچا زاد کے حکم کو تسلیم کر لیں تو آپؑ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم میں تمہیں اپنا ہاتھ ذیل کی طرح نہیں دوں گا اور نہ ہی غلاموں کی طرح جھاگ جاؤں گا اس کے بعد آپؑ نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس تکبر سے جو عیارت و حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

اور آنجناب علیہ السلامؑ نے فرمایا عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے اور آپؑ نے اپنی شہادت کے دن یہ شعر پڑھا الموت خیر من رکوب العار والعار اولیٰ من خول ان موت ننگ و عار برداشت کرنے سے بہتر ہے

اور ننگ و عارِ جہنم کی آگ میں جلنے سے اولیٰ و انسب ہے اور میدانِ مہلک میں آپ کی اس شجاعت کا مظاہرہ ہوا ہے کہ جس سے تعجب ہوتا ہے بعض راوی کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے بہت زیادہ مصیبت زیادہ کر کے جس کے بیٹے اہل بیت اور ساتھی مارے گئے ہوں اور وہ آپ سے زیادہ مضبوط اور قویٰ دل ہو پیادہ فوج آپ پر حملہ کرتی تھی تو تلواریں کراس سختی سے آپ ان پر بھینٹتے تھے کہ وہ آپ کے سامنے اس طرح بکھر جاتے تھے کہ جن طرح بکیر یاں بھڑے کے حملہ سے تتر بتر ہو جاتی ہیں اور آپ ان پر حملہ کرتے تھے حالانکہ وہ کھلی تین ہزار تھے تو آپ کے سامنے ٹڈی دی کی طرح شکست کھا کر منتشر ہو جاتے تھے پھر آپ اپنے مرکز کی طرف واپس آتے اور کہتے تھے ۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

مؤلف کہتے ہیں کہ حسین علیہ السلام کی شجاعت ضرب المثل ہے اور آپ کے مقام نے جنگ کے مواقع میں پہلے اور پچھلے لوگوں کو عاجز و ناتوان کر دیا ہے اور آپ کا صبر کرنا اعداء کی کثرت اور انصار کی قلت کے باوجود صغین و جن میں آپ کے والد کے صبر کا مانند سے کوئی حرج نہیں کہ ہم آپ کے والد گرامی کی مختصر سی شجاعت کی طرف اشارہ کریں اور یہاں ہم اس پر اکتفا کریں گے کیونکہ آپ سب سے زیادہ اپنے والد سے مشابہت رکھتے تھے آپ کی شجاعت ان کی شجاعت کی حکایت و ترجمانی کرتی تھی آپ کی رفتار ان کی رفتار سے نہیں چوکتی تھی۔

عمر سعد نے شمر سے کہا خدا کی قسم حسین کبھی بھی بزدلی کی بیعت قبول نہیں کریں گے (ان نفس ابیہ بین جنبیہ) ۔ اس کے باپ کا دل اس کے

پہلوؤں میں دھڑکتا ہے۔ اور کتاب الدرائیٹم کے مولف نے جنگ جمل کے واقعہ میں مسلم جاشعی کے قتل کے بعد کہ جس نے امیر المومنین سے قرآن لیا تھا اور لوگوں کو جو کچھ قرآن میں ہے اس کی طرف دعوت دی تھی کہا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں پھر حضرت علیؑ نے جب دیکھا کہ لوگ جنگ کے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں اور متعصم ارادہ کر چکے ہیں تو آپؑ نے محمد بن حنفیہ کی طرف کسی کو بھیجا کیونکہ جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا اے ابن خولہ آگے بڑھو اور اس قوم میں گھس جاؤ تو انہوں نے کہا جی ہاں پس دوبارہ بھیجا کہ اے خولہ کے بیٹے گھس جاؤ تو کہا جی ہاں اور محمد کے سامنے تیر انداز تھے جنہوں نے محمد پر تیر برسائے اور انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا پس محمدؐ مجھے بیٹھ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں نے تم پر تیر برسائے ہیں اور تمہیں زخمی کر دیا ہے اور وہ اپنے تیروں کو ترکشوں میں اندھیں رہے ہیں دوبارہ تیر اندازی کے لیے پھر ان پر حملہ کرنا پس علیؑ نے تیسری مرتبہ پیغام بھیجا اور محمدؐ سے کہا اے خولہ کے بیٹے گھس جا انہوں نے کہا جی ہاں جب محمدؐ نے دیر کی تو آپؐ فخر سے گھوڑے پر سوار ہوئے اور تنواری پیام سے نکالی اور محمد کی طرف تیزی سے گئے اور مجھے سے ان کے پاس آکر اپنا بایاں ہاتھ ان کے دائیں کندھے پر رکھا پھر محمدؐ کو اٹھایا یہاں تک کہ زمین سے اٹھایا اور فرمایا آگے بڑھو محمدؐ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں مجھے آپؐ کا یہ واقعہ کبھی یاد نہیں آتا مگر یہ کہ گویا مجھے آپؐ کی خوشبو عروس ہوئی ہے پس آپؐ نے علم میرے ہاتھ سے لے لیا اور پھر ان

لوگوں پر حملہ کر دیا اور یہ اتوار کے دن زوال آفتاب کے وقت کی بات ہے
آپ انہیں مارتے بھی تھے اور یہ بھی اشعار پڑھتے تھے۔

(اطعن بھاطعن ایبک تعدد لاخلیر فی الحرب اذالم تو قد
بالمشرقی والقنا المسدد والضرب بالخطی والمہند اپنے باپ کی طرح
نیزہ و تلوار مارتے تیری تعریف ہو گئی وہ جنگ اچھی نہیں جس کی جگہ آگ
نہ بھڑکے مشرقی تلوار اور سیدھے نیزے سے اور ضرب قطعی نیزے اور
ہندی تلوار سے ہو پھر آپ نے ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان کے وسط میں پہنچ
گئے اور ان میں ڈوب گئے پس لوگوں نے گھمان کی جنگ کی پھر آپ ان کے
درمیان سے نکلے جب کہ آپ کی تلوار ٹیڑھی ہو گئی تھی آپ نے اسے گھٹنے سے
سیدھا کیا اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد جمع ہو گئے اور عرض کیا اے
امیر المؤمنین ہم آپ کی کفایت کرتے ہیں آپ نے ہم میں سے کسی کو کوئی جواب
نہ دیا اور آپ کی دشمنوں پر نگاہ لگی ہوئی تھی پھر آپ نے دوبارہ حملہ کیا
اور ان میں ہی گم ہو گئے پس ہم نے آپ کی ہیکیر کی آواز سنی کچھ دیر کے بعد
اور آپ کی گونج شیر کی گونج کی طرح تھی۔

مولف کہتے ہیں گویا شیخ حسین بن شہاب الدین نے اسی مقام کی طرف
اشارہ کی ہے امیر المؤمنین کی مدح میں

فخاض امیر المؤمنین بسيفه نظاها واملاك السماء جند
وصاح عليهم صيحة هاشمية عتكد لها شمس الشوامخ تنهد
غمام من اعناق تهطل بالدماء ومن سيفه برق ومن صوته
رعد وصى رسول الله وارث علمه ومن كان في خم له لعل

کے ساتھ جنگ کی آگ بھڑکانے میں گھس گئے اور آسمان کے فرشتے آپ کا شکر
تھے اور ان پر ہاشمی نعرہ مارا کہ قریب تھا اس سے بلند ترین پہاڑ چھٹ جائے
گردنوں کے بادل موسلہ و حار خون کی بارش برساتے لگے اور آپ کی تلوار سے
بھلی اور آپ کی آواز سے اس کی کوٹک ٹھکی، رسول اللہؐ نے وحی اور ان کے علم
کے وارث اور وہ کہ حل و عقد کا میدان تم میں جنہیں اختیار دیا گیا۔

پھر لوگ آپ سے اگے ہوئے اور آپ کے گرد پراگندہ ہوئے تو ہم آپ
سے ہٹے اور کھڑے ہوئے تھے اور آپ کے دھن مبارک سے مست اونٹ
اور زئیر کی طرح اور سر و کندھے اور دھڑ آپ کے گرد سے پشتوں پر اٹھا
جا رہے تھے پس ہم نے عرض کیا ہم آپ کی کفایت کریں گے اے امیر المؤمنین
تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اس سے میرا مقصد اللہ
کی ذات اور آخرت کے گھر کے علاوہ کچھ نہیں پھر آپ واپس آگئے اور علم
نہد کو دے دیا اور فرمایا اے خولہ کے بیٹے اس طرح حکم کرو
مؤلف کہتے ہیں اگر آپ اس سے مزید چاہتے ہیں تو پھر آپ کی شجاعت
میدان صیقین میں خصوصاً بیلۃ الہریر میں دیکھو۔

داوی کہتا ہے ہم نے کسی رئیس کے بارے میں سنا جب سے خدا نے آسمان
اور زمین پیدا کی ہے کہ اس کے ہاتھ سے اتنے افراد مارے گئے ایک دین میں
جتنے آپ کے ہاتھ سے مرے جیسا کہ شمار کرنے والوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ
نے پانچ سو زیادہ عربوں کے سردار و بڑے لوگ قتل کیے اپنی تلوار کے
ساتھ میدان سے نکلے تو وہ بیڑھی ہوئی تھی تو فرماتے اس سے میں اللہ سے
اور تم سے قدرت چاہتا ہوں میں نے چاہا کہ اسے توڑ دوں لیکن مجھے اس

چیز نے اس سے روک دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ کو کہتے سنا کہ ۔

لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی

جب کہ میں آپ کے سامنے جنگ کر رہا تھا اور وحی کتاب ہے کہ ہم آپ سے تلوار لیکر اسے سیدھا کرتے ہیں پھر آپ اسے ہم سے لیکر دشمن کی صف کے عرض میں گھس جاتے خدا کی قسم میں نے شیر کو بھی آپ سے زیادہ دشمن کو قتل کراتے اور زخمی کرتے نہیں دیکھا

اور لیلۃ الہریر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ نے کسی بہادر کا سامنا نہیں مگر یہ کہ اس کا خون بہایا اور کوئی شجاع نہیں تھا کہ جس کے قدم نہ ڈمک گئے ہوں اور کوئی برے ارادہ سے نہیں آیا مگر یہ کہ اسے وادی عدم بھیجا اور کوئی ستمگر نہیں تھا کہ جس کی زندگی کم نہ کی ہو اور اس کی پشیمانی نے طول نہ بکڑا ہو اور کوئی منافقین کی جماعت نہیں تھی کہ جسے متفرق نہ کیا ہو اور کوئی گمراہی کی عمارت نہیں تھی کہ جسے منہدم نہ کیا ہو اور جب کسی شاہسوار کو قتل کرتے تو تیگر کا صدا بلند کرتے پس لیلۃ الہریر میں آپ کی تکبیریں شمار کی گئیں تو وہ پانچ سو تیس تکبیریں تھیں پانچ سو تیس تارویں گتے قتل کرنے پر اور کہا گیا ہے کہ اس رات آپ نے اپنی زرہ کا تنگ جگہ میں شکاف کر دیا تھا اس خون کے یو بھ کا وجہ سے جو آپ کی ذرائع ہاتھ پر بہتا تھا۔

بعض نے کہا کہ اس دن آپ کے مقتول پہنچاتے گئے کیونکہ آپ کی ضربیں ایک طرز کی تھیں طول میں مارتے تو برابر کے دو حصے کرتے اور اگر عرض میں مارتے تو گتے گویا وہ ضرب میں گرم کی ہوتی ۔

جنگ حنین کے سلسلہ میں روایت ہے اور یہ وہ جنگ تھی کہ جس میں صحابہ

میدان سے بھاگ گئے تھے اور حضرت علی بنی ہاشم کے چند افراد کے ساتھ ثابت قدم رہے کہ آپ نے اس دن چالیس رز کے طول میں برابر کے دو حصے کئے یہاں تک کہ ناک اور شرمگاہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہوئے آپ کی قریب بکر ہوا کرتی تھیں یعنی ایک ہی ضرب لگاتے دوسری دفعہ مارنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

غیر میں مر جب کافر کے سر پر ضرب لگائی تو عمامہ، تودہ، سر، گلا اور جوزرہ اسی تے پہنٹی ہوئی تھی آگے اور پیچھے سے یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے کیے پھر ستر شاہسواروں پر حملہ کیا اور انہیں پرہ گندہ کر دیا اور آپ کے اس کارنامہ پر دو نو قرنی جبران تھے۔

اور جنگ احد میں آپ نے صواب نامی شخص کو جو کہ شجاعت میں مشہور تھا دو حصوں میں کاٹ دو اس کے پاؤں پیچھا اور ساتیں نہین پر کھڑی رہیں مسلمان اسے دیکھ کر اس سے پستے تھے جیسے آپ کی جنگ کے بارے میں کہاہے۔ (کان اذا الحرب مزقها القناء، عنها البہا لیل، یمشی الی القرن وفی کفہ ۛ بیض ماضی الحد معقول

العفرنا بین اشبالہ ۛ ابوزہ للقنص الغیل۔ جب جنگ کو نیرے چیر چاڑ رہے ہو اور سرداران لشکر پیچھے ہٹ رہے ہو تو دم مقابل کی طرف آپ جاتے ہیں جب کہ آپ کے ہاتھ میں حقیقت شدہ تیز دھار والی چمکیلی تلوار ہوتی ہے جیسے شیر اپنے بچوں کے ساتھ چلے کہ جیسے بیشہ تنکا کے لیے نکالا ہو۔

مؤلف کہتے ہیں کہ میں جب سید حمیری کے یہ اشعار پڑھتا ہوں تو مجھے

وہ روایت یاد آجاتی ہے جسے قصر بن مزاحم نے جنگ صفین کے بارے میں زید بن وہب سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس دن حضرت علیؓ میرے قریب سے گزر رہے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے بھی تھے اور اکیلا ربیعہ قبیلہ تھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ تیرا آپ کے بازو اور کندھے کے درمیان سے گزر رہے تھے اور آپ کا ہر بیٹا آپ کو اپنی جان کے ذریعہ بچاتا پس حضرت علیؓ اسے ناپسند کرتے اور آپ آگے بڑھ جاتے اور اس کے اور اہل شام کے درمیان ہو جاتے اور اپنے ہاتھ میں تیرے کرتے پھینک دیتے اور آپ کو بنی امیہ کے بولا اور غلام امرتے دیکھ لیا اور وہ شجاع و بہادر تھا پس اس نے کہا خدا مجھے قتل کرے اگر میں اسے قتل نہ کروں لہذا وہ آپ کی طرف بڑھا تو حضرت علیؓ کا غلام کیسان اس کی طرف نکلا دو نو طرف سے ضرب کا رو دو بدل ہوا تو امرتے اسے قتل کر دیا اور وہ حضرت علیؓ کی طرف جھپٹا تاکہ آپ کو تلوار مارے آپ نے اس کی زورہ کی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے گھوڑے سے کھینچ کر اپنے کندھے پر ڈال دیا خدا کی قسم گویا میں اس کے دو نو پاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت کی گردن میں لٹک رہے ہیں پھر اسے زمین پر پٹخ دیا کہ جس سے اس کا کندھا اور بازو ٹوٹ گئے اور آپ کے بیٹے حسینؓ اور محمدؓ نے اسے تلوار میں مار کر ٹھکڑا کر دیا گویا میں حضرت علیؓ کو کھڑے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور آپ کے دو نو شیر نیچے اس شخص کو مار رہے ہیں جیب اس کو مار دیا تو اپنے باپ کی طرف آئے انتہی



تیسری فصل

حسینؑ کے اصحاب کی مدح اور ان میں بعض کے کچھ حالات
 حسین کے اصحاب رضوان اللہ علیہم قیامت کے دن تمام شہداء کے
 سردار ہوں گے وہ خدا سے راضی ہیں اور خدا ان سے راضی ہے اور
 تہا اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ شہادت حسینؑ کے اخبار میں ان کے بارے میں
 اپنے اس قول میں خردی اور وہ اس دن ایسی جماعت میں ہو گا گویا وہ
 آسمان کے ستارے ہیں جو قتل ہونے میں ایک دوسرے کو اپنی جان کا ہدیہ
 دیتے تھے (یا ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے قتل ہونے چلتے تھے) گویا
 میں ان کی لشکر گاہ کو اور ان کے ساز و سامان کی جگہ اور ان کی تربیت کو
 دیکھ رہا ہوں۔

اور ابن عباس نے آنحضرت کو حسینؑ کی شہادت کی رات عالم خواب
 میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی اور بوتلی ہے کہ جس میں آپ خون
 جمع کر رہے ہیں تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا حسینؑ اور ان کے
 اصحاب کے خون ہیں انہیں اٹھا کر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔
 اور جناب ام سلمہؓ نے بھی حضور کو دیکھا کہ آپ کا رنگ متغیر ہے اور آپ
 محزون و غمزدہ ہیں تو عرض کیا کیا وجہ ہے میں آپ کو متغیر حالت میں محزون و غمزم

دیکھ رہی ہوں اسے اللہ کے رسولؐ فرمایا میں آج رات حسینؑ اور اس کے ساتھیوں کی قبریں کھودتا رہا۔

اور میثمؑ نے جیلہ مکہ سے کہا تھا تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ حسینؑ قیامت کے دن سید الشہداء ہوں گے اور ان کے اصحاب کا باقی شہداء سے درجہ بلند ہے۔

اور کعب الاحبارؑ نے کہا ہماری کتاب میں ہے کہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اولاد میں سے ایک شخص شہید ہو گا جس کے اصحاب کے گھوڑوں کا ابھی پسینہ خشک نہیں ہو گا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اور حورالعین سے معافہ کریں گے۔

اور صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب مختلف زمینوں اور پانیوں نے ایک دوسرے پر فخر و مباہات کیا تو کریمؐ نے زمین کے پانی میں اللہ کی مقدس و مبارک زمین ہوں میری مٹی اور میرے پانی میں شفاء ہے لیکن کوئی فخر نہیں بلکہ خاضع اور خاشع اور ذلیل ہوں اس کے لیے کہ جس کی وجہ سے مجھے یہ رتبہ ملا ہے اور میں اپنے علاوہ پر فخر نہیں کرتی بلکہ اللہ کا شکر ہے پس اللہ نے اسے کرم و عظم قرار دیا اور اس کو زیادہ شرف بخشا حسینؑ اور آپؑ کے اصحاب کی وجہ سے اس کے تواضع کرتے اور اللہ کا شکر بجالانے کی وجہ سے اور خدا تعالیٰ کے قول (ورد دنا لکم الکرة علیہم) ”پھر ہم تمہیں ان پر پٹائیں گے“ کے بارے میں روایت ہے کہ اس سے مراد حسینؑ کا خردن ہے اپنے ستر اصحاب کے ساتھ کہ جن پر سونے کی خودیں ہوں گی ہر خود کے دو منہ ہوں گے جو لوگوں

تک یہ صدا پہنچائیں گے۔

یہ حسین علیہ السلام ہیں کہ جنہوں نے خروج کیا ہے تاکہ مومنین کو اس سلسلہ میں کوئی شک نہ ہو۔

شیخ کثی فرماتے ہیں کہ حبیب رحمہ اللہ ان ستر افراد میں سے ایک ہیں کہ جنہوں نے صیٹن کی نصرت و مدد کی تھی اور لوہے کے پہاڑوں سے چوڑے گڑھے تھے جنہوں نے اپنے سینوں کے ساتھ تیروں کا اور چہروں کے ساتھ تلواروں کا استقبال کیا ان پر امان پیش کی جاتی تھی اور وہ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے ہمارے پاس بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ میں کوئی عذر نہیں اگر حسین شہید ہو گئے اور ہم میں سے کسی کی آنکھ پھوٹتی رہی یہاں تک کہ وہ آپ کے ارد گرد دھند ہو گئے۔۔۔

اور میں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ السلام علی الراح المیختہ بقبر ابی عبد اللہ المحسین علیہ السلام، السابقون الی المکارم والعلیاء والی ثزوں غدا حیاض الکوشر لولا صوارمهم ووقع بنالهم ولم یسمع الاذان صوت مکبر الے وہ ارواح کہ جنہوں نے حسین کی قبر پر اپنی سوادیاں بٹھائیں تم پر سلام ہو جو مکارم اخلاق اور بلند کردار کی طرف سبقت کرنے والے تھے اور جو کل حوض کوثر پر قبضہ کرنے والے ہیں، اگر ان کی تلواریں اور تیرے و تیرے نہ ہوتے تو کان مکبر و آذان کہنے والے کی آواز نہ سننے اور میں ان کے متعلق اپنی کتاب نفس المہموم میں ذکر کر چکا ہوں اور مسعودی سے ایک روایت بھی وارد کی ہے کہ کہ بلا دالے اور جنگ بدر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب

پر راضی ہونے کے بارے میں ہے اس کی شرح میں کہا ہے اور حدیث میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار مجھے اپنی مخلوق میں سے اپنا زیادہ محبوب اور ان میں سے زیادہ عبادت کرتے والا رکھا تو خدا نے انہیں مکم دیا سمندر کے کنارے فلاں بستی میں جاؤ اور انہیں خبر دی کہ فلاں جگہ جس کا نام نشان بتایا اسے پاؤ گے پس حضرت موسیٰ اس جگہ پہنچے تو ایک ایسے شخص کو پایا کہ جو جزا فی زمین گیر برص کی بیماری میں مبتلا تھا جب کہ وہ اللہ کی تسبیح کر رہا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل کہاں ہے وہ شخص کہ جس کے متعلق میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا ہے کہ مجھے دکھائے تو جبرائیل نے کہا اے کلیم خدا وہ یہی ہے تو انہوں نے کہا اے جبرئیل میں تو پسند کرتا تھا کہ اسے ہر ہمیشہ کا روزہ دار اور ہمیشہ کا عبادت گزار دیکھوں تو جبرائیل نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب اور اس کا زیادہ عبادت گزار ہے ہمیشہ روزے رکھنے اور ہمیشہ عبادت کرنے والے سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی دو آنکھیں لے لوں پس سنو کہ وہ کیا کہتا ہے پس جبرائیل اس کی دو آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ اس کے دو نور خساروں پر بہہ گئیں تو اس نے کہا تو نے مجھے ان دو تو سے فائدہ پہنچایا جب تک چاہا اور انہیں مجھ سے چھین لیا جب چاہا اور تو نے اپنی ذات میں میری طویل امید باقی رکھی اے نیکی کرنے اور صلہ دینے والے تو حضرت موسیٰ نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے اگر تو پسند کرے تو میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ جو تیرے اعضاء و جوارح چلے گئے ہیں پلٹے اور تجھے اس بیماری سے اچھا کر دے تو میں ایسا کروں تو اس نے کہا میں ان

میں سے کوئی چیز نہیں چاہتا کیونکہ اس کا میرے لیے کسی چیز کو پسند کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی چیز کو اپنے لیے پسند کروں اور یہی خالص رہا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں پس حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا میں نے تجھ سے تجھے کہتے سنا ہے یا بار بادصول اسے نیکی کرنے والے اور اے صلہ دینے والے یہ نیکی اور یہ صلہ کو تسلیم ہے جو تجھے تیرے پروردگار کی طرف سے پہنچا ہے تو اس نے کہا اس شہر میں میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا کہ جو مجھے اس کی ذات کے علاوہ جانتا ہو تو حضرت موسیٰؑ کو تعجب ہوا اور کہا و آتقواہ اہل دنیا میں سب سے زیادہ عابد ہے۔

اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کو تعجب ہوا اس سے کہ جو اللہ کی قضا و فیصلہ پر راضی تھا میں تعجب ہے اس شخص سے کہ جو راضی ہوا اس چیز کے فیصلہ پر کہ جو نفسوں کے ضائع ہونے اقتصاد و جوارح کے تلف ہونے اور اولاد و ازواج کے جدا ہونے تک پہنچانے تک پہنچانے والا تھا مثل زہیر بن قین بجلی مسلم بن عوسجہ اسدی ابو جحل مشہر حبیب بن مظاہر اور ان جیسے افراد رضی اللہ عنہم و ابلاغہم من رحمۃ اللہ غایۃ الرضا (خدان سے راضی رہے اور انہیں انتہائے درجہ رضا تک پہنچائے) کیونکہ انہوں نے وہ ہے کے سمندر دیکھے جن کے نیچے دنیا کے بندے جل رہے تھے پس وہ ان میں گھس گئے قضا و قدر پر راضی ہوتے ہوئے اور رضائے الہی کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے مولف کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ خصوصیت کے ساتھ عابس بن ابوشبیبہ ثاکری بیض اللہ وجہہ کا ذکر بھی کیا جائے کیونکہ وہ رجال الشیعہ میں سے ہونے کے علاوہ رئیس شجاع مغیب عبادت گزار اور تہجد خواں تھے اور نبوت کا کہ

چوتھی فصل

بہترین عمل

رطب راوندی نے کتاب الدعوات میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کبھی تو نے میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے عرصہ کیا نماز تیرے لیے پڑھی روزہ تیرے لیے رکھا صدقہ تیرے لیے دیا اور ذکر تیرے لیے کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نماز تیری دلیل و برہان ہے اور روزہ تیرے لیے ڈھال ہے اور صدقہ تیرے لیے سایہ ہے اور ذکر تیرے لیے نور و روشنی ہے پس میرے لیے تو نے کونسا عمل کیا ہے حضرت موسیٰ نے عرض کی مجھے رہنمائی فرما اس عمل کی طرف جو تیرے لیے ہے ارشاد ہوا اے موسیٰ کیا تو نے میرے ولی و دوست سے دوستی اور میرے دشمن سے دشمنی بھی کبھی رکھی ہے تو حضرت موسیٰ نے جان لیا کہ تمام اعمال سے افضل اللہ کے لیے محبت و دوستی اور اللہ کے لیے بغض و دشمنی ہے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے امام رضاؑ نے اپنے مکتوب میں کن محب الال محمد وان كنت فاسقا و محبا لہم وان كانوا سيقن آل محمد کا غیب و دوست ہو جا چلے تو فاسق بھی ہو اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کر چاہے وہ فاسق ہوں۔

اور شیخون الحدیث سے منقول ہے کہ یہ مکتوب اور آپ کا خط اب بھی بعض اہل کرمند کے پاس موجود ہے جو ایک سستی ہے ہمارے اطراف میں مہمان

ماہی کی طرف اور اس خط کا قصہ یہ ہے کہ اس گاؤں کا ایک شخص جہاں تھا۔ ہمارے مولا ابوالحسن رضا علیہ السلام کا جیب آپ خراسان کی طرف آرہے تھے جب اس نے واپس جانا چاہا تو آپ سے عرض کیا اے فرزند رسول خدا مجھے شرف کیجئے اپنے خط میں سے کس چیز کے ساتھ کہ جس سے میں یرکت حاصل کروں اور وہ شخص عامر (اہل سنت) ہیں سے تھا تو آپ نے اسے یہ تحریر دی تھی)

قطب راوندی رحمہ اللہ نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے اس کے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو حکم دیا کہ دو ایک گربے میں داخل ہو کہ ایک شخص جنت میں داخل ہو سکے جب آپ داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی اور وہاں یہودی تورات کی تلاوت کر رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی تعریف و توصیف تک پہنچے تھے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو رک گئے اور اس گربے کے کرنے میں ایک بیمار شخص بھی پڑا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کیا ہوا تمہیں کہ رک گئے ہو تو بیمار نے کہا وہ تبی معلوم کی امت کی تعریف تک پہنچے تھے کہ رک گئے پھر وہ بیمار گھٹنوں کے بل چلنا ہوا آیا یہاں تک کہ اس نے تورات لے کر اسے پڑھا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اور آپ کی امت کی آخری صفت تک پہنچا اور کہا یہ آپ کی امت کی تعریف و توصیف ہے اور میں گواہ دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد وہ بیمار مر گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے (اپنے اصحاب سے) کہا اپنے بھائی کے غسل و کفن و قبو کا انتظام و انصرام کرو۔

(بخاری ۶۶/۶۵۲)

مؤلف کہتے ہیں کہ قدرِ مشابہ ہے اس بیمار آزاد مرد کی حالت مرین
 یزید راجی کی حالت کے ساتھ جیسا کہ مبط بن جوزی نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے
 اس نے ذکر کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہید بن ربیع، بخاری، عقیس بن اشعث
 یزید بن عمارت کو یہ تہاد دینے کے بعد کہ کیا تم مجھے لکھا تیس تھا کہ چل کر
 چکے ہیں اور سبزہ لہلہا رہے ہیں اور آپ تیار شدہ لشکر پہ پہنچیں گے پس
 آپ آئے اور ان ملائین نے آپ کے جواب میں کہا کہ ہم نے نہیں کیا اور ہمیں
 پتہ نہیں آپ کیا کہتے ہیں راوی کہتا ہے اور مرین یزید یہ ربوئی ان کے سرداروں
 میں سے تھا تو اس نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم نے خطوط لکھے اور ہم ہی آپ کو یہاں
 لے آئے ہیں یا پس خدا باطل اور اس کے اہل کو دور رکھے خدا کی قسم میں دنیا
 کو آخرت پر ترجیح نہیں دوں گا پھر اس نے اپنے گھوڑے کے سر پہ چابک مارا
 اور حسین علیہ السلام کے لشکر میں داخل ہو گیا تو حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا
 اہلاً و سہلاً تو خدا کی قسم دنیا و آخرت میں حریج ہے انتہی

معلوم ہونا چاہیے کہ چونکہ ہمارے مولانا حسین علیہ السلام باب و سبیل تھے
 اور رخصت کے خزانوں کی چابی تھے اور ہدایت کے چراغ اور نجات کی کنجی تھے
 تو یغید نہیں کہ اکثر جو آپ کے یار سے میں رقت و نرمی اور گریہ کرنا اور مطالبہ
 واصرہ کرنا کہ مجھے چھوڑ دو اور مجھے قتل نہ کرو ان لوگوں پر شفقت و
 مہربانی کہ ان قبیح جرائم کے مرتکب نہ ہوں کہ جن کی عالم انسانیت کی کوئی
 بدترین امت بھی مرتکب نہیں ہوئی اور شاید یہی راز ہے آپ کے بار بار
 کے استغاثہ کا اور ناصر و معین طلب کرنے کا کیونکہ آپ کو اپنے نفس مقدس
 کے باقی رہنے کا حرص و طمع نہیں تھی بلکہ ان کی نفاذ اور ان میں سے بعض کی

میں سے کوئی چیز نہیں چاہتا کیونکہ اس کا میرے لیے کسی چیز کو پسند کرنا مجھے زیادہ
محبوب ہے کہ میں کسی چیز کو اپنے لیے پسند کروں اور یہی خالص رخصا ہے جیسا کہ
آپ دیکھ رہے ہیں پس حضرت موسیٰ نے اس سے کہا میں نے تجھ سے تجھے کہتے سنا
ہے یا بار بادصول اسے نیکی کرنے والے اور اے صلہ دینے والے نیکی اور
یہ صلہ کو تسلیم ہے جو تجھے تیرے پروردگار کی طرف سے پہنچا ہے تو اس نے
کہا اس شہر میں میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا کہ جو تجھے اس کی ذات کے علاوہ
جانتا ہو تو حضرت موسیٰ کو تعجب ہوا اور کہا واقعاً یہ اہل دنیا میں سب سے
زیادہ عابد ہے ۔

اور میں طرح حضرت موسیٰ کو تعجب ہوا اس سے کہ جو اللہ کی قضا فیصلہ
پر راضی تھا ہمیں تعجب ہے اس شخص سے کہ جو راضی ہوا اس چیز کے فیصلہ پر کہ جو
نصوں کے قائل ہونے انصار و جوارح کے تلف ہونے اور اولاد و ازواج
کے جدا ہونے تک پہنچانے تک پہنچانے والا تھا مثل زہیر بن قین بجلی مسلم بن
عوسجہ اسدی ابو جحل مشر حبیب بن مظاہر اور ان جیسے افراد رضی اللہ
عنہم و ابغہم من رحمۃ اللہ غایۃ الرضا (خدا ان سے راضی رہے اور انہیں
انتہائے درجہ رضا تک پہنچائے) کیونکہ انہوں نے نوہے کے سمندر دیکھے کہ
جن کے نیچے دنیا کے بندے جل رہے تھے پس وہ ان میں گھس گئے قضا و قدر
پر راضی ہوتے ہوئے اور رضائے الہی کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے
مولف کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ خصوصیت کے ساتھ عابس بن ابوشیبہ ثاکری
بعض اللہ و جہہ کا ذکر بھی کیا جائے کیونکہ وہ رجال الشیعہ میں سے ہونے کے
علاوہ رئیس شجاع خلیفہ عبادت گزار اور تہجد خواں تھے اور بنو شاکر

آئینہ غیر ارشوروش و دیوانگی است
اندیس رہ روی دیوانگی است

آزمودم مرگ من در زندگی است
چون رسم زین زندگی یا زندگی است

وقت آگیا ہے کہ میں عزیاں ہو جاؤں جسم کو بھونک کر جان بن جاؤں جو
کچھ شورش و دجوالگی کے علاوہ ہے اس راستہ میں جانا بیگانگی ہے میں نے آزمایا
ہے کہ میری موت زندگی میں ہے اس زندگی سے نجات پاؤں تو پائندگی
اور ہمیشگی ہے۔

پھر لوگوں پر بھراؤید حملہ کر دیا۔ زاوی کہتا ہے خدا کی قسم میں نے اسے دیکھا کہ دو سو سے زیادہ افراد کو وہ وحشیں رہا تھا پھر وہ ہر طرف سے اس کی طرف مڑے تو وہ شہید ہو گیا خدا کی رحمت اس پر نازل ہو۔۔۔۔۔

آپ پر سلام ہو اے عاب بن الجوشیب شاگردی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس راستہ پر چلے کہ میں پر اصحاب بدر اور اللہ کی راہ میں جہاد

کرنے والے گزرے۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ عوف بن حارث جو کہ عفرہ کا بیٹا ہے اس نے جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے کہا یا رسول اللہ بندے کی کوئی چیز خدا کو اچھی معلوم ہوتی اور وہ اسے پسند کرتا ہے تو آپ نے فرمایا اس کا اپنا ہاتھ دشمن کے خون میں ڈبو ناجب کہ وہ زہرہ نہ پہنتے ہوئے ہو عوف نے اپنی زہرہ جو پہن رکھی تھی اتار کر پھینک دی پھر تلوار لے کر دشمن سے جنگ کرنے لگا یہاں تک کہ شہید ہو گیا اس پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

اور معلوم ہونا چاہیے کہ شاذب شاکر کا قبیلہ مولیٰ (ان میں اگر رہا تھا) یا ان کا ہم قسم تھا نہ کہ عابس کا ملازم یا غلام تھا اور شاید اس کا مقام و مرتبہ عابس سے زیادہ تھا کیونکہ اس کے حق میں علماء نے کہا کہ وہ شیعوں میں تقدم رکھتا تھا۔

اور کتاب ابصار العین میں ہے کہ شاذب رجال شیعہ اور ان کے رؤساء میں سے اور گئے پختہ شاہسواروں میں سے تھا اور وہ حافظ حدیث اور اس کا امیر المؤمنین کی جانب سے حامل تھا۔

اور مؤلف الحدائق اور دیہ کا کہنا ہے کہ شاذب شیعوں کے بے یمنیتا تھا اور وہ اس سے آکر حدیث کی تعلیم حاصل کرتے اور وہ ان کا چہرہ مہرہ تھا



چوتھی فصل

بہترین عمل

(قطب راوندی نے کتاب الدعوات میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کبھی تو نے میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے عرصہ نماز تیرے لیے پڑھی روزہ تیرے لیے رکھا صدقہ تیرے لیے دیا اور ذکر تیرے لیے کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نماز تیری دیں ویرہاں ہے اور روزہ تیرے لیے ڈھال ہے اور صدقہ تیرے لیے سایہ ہے اور ذکر تیرے لیے نور و روشنی ہے پس میرے لیے تو نے کونسا عمل کیا ہے حضرت موسیٰ نے عرض کی مجھے رہنمائی فرما اس عمل کی طرف جو تیرے لیے ہے ارشاد ہوا اے موسیٰ کیا تو نے میرے ولی و دوست سے دوستی اور میرے دشمن سے دشمنی بھی کبھی رکھی ہے تو حضرت موسیٰ نے جان بیا کہ تمام اعمال سے افضل اللہ کے لیے محبت و دوستی اور اللہ کے لیے بغض و دشمنی ہے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے امام رضاؑ نے اپنے مکتوب میں کن محبالا ل محمد وان كنت فاسقا و محبا لہم وان کاوانا سقین آل محمد کا غیب و دوست ہو جا چلے گا تو فاسق بھی ہو اور ان سے محبت کرنے والوں سے غیبت کر چاہے وہ فاسق ہوں۔

اور شیخون الحدیث سے منقول ہے کہ یہ مکتوب اور آپ کا خط اب بھی بعض اہل کرمند کے پاس موجود ہے جو ایک بستی ہے ہمارے اطراف میں صفحہ

ہامی کی طرف اور اس خط کا قصہ یہ ہے کہ اس گاؤں کا ایک شخص جہاں تھا۔ ہمارے مولا ابو الحسن رضا علیہ السلام کا جیب آپ خراسان کی طرف آرہے تھے جب اس نے واپس جانا چاہا تو آپ سے عرض کیا اے فرزند رسول خدا مجھے مشرف کیجئے اپنے خط میں سے کس چیز کے ساتھ کہ جس سے میں برکت حاصل کروں اور وہ شخص عامر (اہل سنت) میں سے تھا تو آپ نے اسے یہ تحریر دی تھی

قطب راوندی رحمہ اللہ نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے اس کے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو حکم دیا کہ وہ ایک گرجے میں داخل ہو کہ ایک شخص جنت میں داخل ہو سکے جب آپ داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی اور وہاں یہودی توڑت کی تلاوت کر رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی تعریف و توصیف تک پہنچے تھے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو رک گئے اور اس گرجے کے کونے میں ایک بیمار شخص بھی پڑا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کیا ہوا تمہیں کہ رک گئے تو بیمار نے کہا وہ نبی علم کی امت کی تعریف تک پہنچے تھے کہ رک گئے پھر وہ بیمار گھٹنوں کے بل چلتا ہوا آیا یہاں تک کہ اس نے توڑت لے کر اسے پڑھا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اور آپ کی امت کی آخری صفت تک پہنچا اور کیا یہ آپ کی امت کی تعریف و توصیف ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد وہ بیمار مر گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے (اپنے اصحاب سے) کہا اپنے بھائی کے غسل و کفن وغیرہ کا انتظام ادا فرما کر دے۔

(بخاری ۶۶/۶۵۲)

مؤلف کہتے ہیں کس قدر مشابہ ہے اس بیمار آزاد مرد کی حالت مرین
 یزید ریاحی کی حالت کے ساتھ جیسا کہ سبط بن جوزی نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے
 اس نے ذکر کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہید بن ربیع، حجار، قیس بن اشعث
 یزید بن حارثہ کو یہ ہمداد دینے کے بعد کہ کیا تم مجھے لکھا تیں تھا کہ پھل پک
 چکے ہیں اور بنو لہلہا رہے ہیں اور آپ تیار شدہ لشکر پر پہنچیں گے پس
 آپ آئے اور ان ملائین نے آپ کے جواب میں کہا کہ ہم نے نہیں کیا اور ہمیں
 پتہ نہیں آپ کیا کہتے ہیں راوی کہنا ہے اور مرین یزید بن ربیع ان کے سرداروں
 میں سے تھا تو اس نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم نے خطوط لکھے اور ہم ہی آپ کو یہاں
 لے آئے ہیں پس خدا باطل اور اس کے اہل کو دور رکھے خدا کی قسم میں دنیا
 کو آخرت پر ترجیح نہیں دوں گا پھر اس نے اپنے گھوڑے کے سر پر چابک مارا
 اور حسین علیہ السلام کے لشکر میں داخل ہو گیا تو حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا
 اہلاً و سہلاً تو خدا کی قسم دنیا و آخرت میں حربے اچھے
 معلوم ہونا چاہیے کہ چونکہ ہمارے مولا حسین علیہ السلام باب و سید تھے
 اور رحمت کے خزانوں کی چابی تھے اور ہدایت کے چراغ اور نجات کی کنجی تھے
 تو عید نہیں کہ اکثر جو آپ کے یار سے میں رقت و نرمی اور گریہ کرنا اور مطالبہ
 و اصرار کرنا کہ مجھے چھوڑ دو اور مجھے قتل نہ کرو ان لوگوں پر شفقت و
 مہربانی کہ ان قبیح جرائم کے ترکیب نہ ہوں کہ جن کی عالم انسانیت کی کوئی
 بدترین امت بھی ترکیب نہیں ہوئی اور شاید یہی راز ہے آپ کے بار بار
 کے استغاثہ کا اور ناصر و معین طلب کرنے کا کیونکہ آپ کو اپنے نفس مقدس
 کے باقی رہنے کا حرص و طمع نہیں تھی بلکہ ان کی تقاضا اور ان میں سے بعض کی

نجات پاتے تھے بعد اس کے کہ سب کی نجات مشکل ہو گئی تھی۔

پس پہلا استغاثہ جو آپ سے صادر ہوا جب آپ نے دیکھا کہ یہ قوم آپ سے جنگ کرتے کا مسہم ارادہ کر چکی ہے اور یہ تعارض و مواضع کہ جن سے قوموں کے دل قریب ہے کہ یکل جائے اور بچے گھواروں میں کھڑے ہو جائیں ان کے لیے نفع مند نہیں ہیں پس آپ نے پکارا۔ امان عفیث یغیثنا لوجه اللہ امان ذاب یذب عن حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی فریاد رس تبیں کہ جو اللہ کی ذات اور اس کی رضا کے لیے ہماری فریاد کو پہنچے کیا کوئی نہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اہل حرم سے دشمنوں کو روکے تو جب حرم نے دیکھا کہ یہ قوم حسین سے جنگ کرتے کا مسہم ارادہ کر چکی ہے اور آپ کی فریاد و پکار سنی تو عمر سعد کے قریب گیا اور کہا اے عمر کیا تم اس مرد بزرگوار سے جنگ کرو گے اس نے کہا ہاں خدا کی قسم اسی جنگ کہ جس کا آسان کام یہ ہے کہ سر گرے گی اور ہاتھ کٹیں گے تو اس نے کہا کیا تم اس چیز پر کہ جسے انہوں نے پیش کیا ہے راضی نہیں ہو سکتے تو عمر نے کہا اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں ضرور ایسا کرتا لیکن تیرے امیر نے انکار کر دیا ہے پس حرم کے بڑھاپا تک کہ لوگوں سے ایک موقت پر کھڑا ہوا اور اس کو کپکپی شروع تھی یعنی سر زد طاری تھا اور یہی اللہ کی طرف ازایہ درجوع اور خدا کی ہونے والی چیز تھی حرم سے ہاجر بن اوس نے کہا تیرا معاملہ شک میں ڈالتے والے خدا کی قسم میں نے تیرا اس قسم کا موت کبھی نہیں دیکھا اگر مجھ سے پوچھا جاتا کہ ان کو فہم میں سے سب سے زیادہ شجاع و بہادر کون ہے تو میں تجھ سے تجاؤ نہ کرتا تو یہ کیا حالت ہے جو میں تجھ سے دیکھ رہا ہوں تو عمر نے اس سے کہا خدا کی قسم

میں اپنے نفس کو حنیت اور جہنم کے درمیان اختیار دے رہا ہوں خدا کی قسم
میں جنت پر کس بھی چیز کو ترجیح نہیں دوں گا اگرچہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
جاؤں۔

پھر حبیبؑ کی طرف قصد و ارادہ کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کو مارا اور اس کا
ہاتھ اس کے سر پر تھا اور وہ کہہ رہا تھا خدا یا میں تیری طرف پلٹ رہا ہوں
تو یہ قبول کر میں نے تیرے اولیاء اور تیرے نبی کی بیٹی کی اولاد کے دل درا
ہیں پس امام حسین علیہ السلام سے آملے۔

جب ان سے قریب آیا تو اپنی ڈھال دی تو انہوں نے کہا کہ امن کا طلبگار
ہے یہاں تک کہ جب اسے پہچان لیا تو حمرنے حسینؑ پر سلام کیا اور آپؑ کی خدمت
میں عرض کیا میں آپؑ پر قربان جاؤں اے رسول اللہؐ کے فرزند میں آپؑ کا
وہی ساتھی ہوں۔ کہ جس نے آپؑ کو واپس جانے سے روکا اور راستہ بھرا آپؑ
کے ساتھ چلتا رہا اور میں نے آپؑ کو اس جگہ تنگ کر دیا لیکن مجھے یہ گمان نہیں
تھا کہ یہ لوگ تمام وہ باتیں رو کر دیں گے جو آپؑ تھے ان کے سامنے پیش کی
ہیں اور آپؑ کے ساتھ وہ اس منزل تک نہیں پہنچ جائیں گے خدا کی قسم اگر مجھے
علم ہوتا کہ وہ اس مقام تک پہنچ جائیں گے کب سے میں دیکھ رہا ہوں تو پھر میں
آپؑ کے ساتھ اس سلوک کا ارتکاب نہ ہوتا جو میں نے کیا ہے اب میں اللہ کی بارگاہ
میں اپنے کئے پر توبہ کرتا ہوں تو کیا آپؑ سمجھتے ہیں کہ میری توبہ قبول ہو جائیگی۔
تو امام حسینؑ نے حمرے سے فرمایا ہاں خدا تمہاری توبہ کو قبول کرے گا اتراؤ
تو حمرنے کہا کہ میں گھوڑے پر سوار رہوں تو آپؑ کے لیے بہتر ہوں پیدل ہوتے
سے میں ان سے گھوڑے پر ہی کچھ دیر جنگ کروں گا اور میرا حمری معاملہ گھوڑے سے

اترنا ہوگا تو حسین علیہ السلام نے اس سے کہا خدا تجھ پر رحم کرے جو تمہارے جی
میں آتا ہے وہ کرو پس وہ حسینؑ کے سامنے آگے بڑھ گیا اور کہا اے اہل کوفہ تمہارا
مائیں تمہیں منقود رہائیں اور تم پر روتی رہیں اس عبد صالح کو تم نے بلایا اور حبیب
وہ تمہارے پاس آگیا تو تم نے اسے دشمن کے سپرد کر دیا۔

مولف کہتے ہیں میں احتمال دیتا ہوں کہ حر کا آپ کے حکم کی اطاعت نہ
کرنا گھوڑے سے اترنے میں اور آپ سے اذن لینا اس قوم کی طرف نکلنے کا
اس چیز کی بناء پر تھا جو اس سے آپ کے بارے میں صادر ہو چکی تھی گویا حر کو
شرم آتی تھی کہ وہ آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے۔



jabir.abbas@yahoo.com

پانچویں فصل

شعراء کی قصیدہ خوانی

حکیمیت بن زید اسدی اپنے زمانہ کا ایک شاعر صاحب قصیدہ ہاشمیات
 مدح آل احمد بہت ہی زیادہ جلالت و عظمت کا مالک ہے علاوہ اس کے کہ
 وہ اہل بیت رسالت کا مدح تو ان تھا خطیب فقیہ نسایہ بہترین خطاط شاہسوار
 تیراندازی میں ماہر سچی اور دہن دار تھا جس وقت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت
 میں حاضر ہوا۔

اور اس نے اپنا مشہور قصیدہ ”من لقلب میثم مستہام“ کو بے
 اس دل کے لیے جو عشق آل محمد میں سرگرداں ہے پڑھا اور اس شعریک پہنچا
 (وقلیل بالطف غودر فہم عین غوغاء امة وطفام) اور میدان لطف
 میں شہید ہونے والا کہ جو امت کے ادب و کینہ و گون میں گھرا ہوا تھا،
 تو آنحضرت کے گریہ کیا اور فرمایا اے حکیمت اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم تجھے
 عطا کرتے لیکن تیرے لیے وہ کلام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 بن ثابت کے لیے فرمائی تھی ”لازلت مؤید ابروح القدس ما ذبیت عناہی“
 جب تک ہم اہل بیت سے دفاع کرتا رہا روح القدس سے تیری تائید ہوتی
 رہے گی۔

اور صاحب معاہدہ التنبیص نے محمد بن سہل سے جو حکیمت کا دوست ہے نقل کیا

ہے وہ کتاب ہے کہ میں کمیت کے ساتھ حضرت صادق کی خدمت میں حاضر ہوا
 امام تشریف (گیارہ، بارہ، تیرہ) میں تو کمیت نے عرض کیا آپ پر قربان
 جاؤں آپ اذن دیتے ہیں کہ میں آپ کے لیے (کچھ اشعار پڑھوں) یہ ایام
 عظام ہیں یہ عظیم و شریف دن ہیں یعنی مناسب نہیں ہے ان دنوں میں
 اشعار پڑھنا تو عرض کیا وہ اشعار آپ اہل بیت کے حق میں ہیں فرمایا اے
 پھر آپ نے حکم بھیجا کہ آپ کے بعض گھروالے نزدیک آئے تاکہ وہ بھی سین میں
 کمیت نے اپنے اشعار پڑھے اور بہت زیادہ گریہ ہوا یہاں تک کہ وہ اس
 شعر تک پہنچا بیضیب یہ الرامون عن قوس غیرہم فیا آخراً اسدی
 الہ الغی اول "وہ اسے دوسروں کی کمان سے تیرا رتے ہیں پس آئے
 آخری کہ جس کے لیے پہلے نے گمراہی کا سانا بانا بنا، تو حضرت نے اپنے ہاتھ
 بلند کئے اور عرض کیا اللہم اغفر لکمبیت ما قدم وادخر دعا اسیر
 داعلن داعطہ حتی یضی) خدا یا کمیت کے اگلے پھلے اور پرشیدہ و علی گناہ معاف
 کر دے اور اس کو اتنا دے کہ راضی ہو جائے یہ شعر ان اشعار کا حصہ ہے
 کہ جن میں بنی اسد میں سے جو انسا رحین ہیں ان کی مدح کی ہے اور وہ چھ افراد
 ہیں۔

پہلا :- حبیب بن مظہر کی پیش اور خط و نقطہ دار کی زبرد کے ساتھ
 ابو القاسم تفعی اسدی حبیب صحابی تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 کو دیکھا تھا کلمی نے ذکر کیا ہے اور حبیب پچازاد تھے ربیع بن حوط بن
 رباب کے جس کی کنیت ابو ثور تھی جو شاعر و شاعر و شاعر تھا۔

اہل میر کا کہنا ہے کہ حبیب کو قہ میں آرہے اور تمام جنگوں میں حضرت علیؑ

کاماتھ دیا اور وہ انتخاب کے خواص اور حاملین علوم میں سے تھے انتہی اور میں نے ان کی شہادت نفس المہموم میں ذکر کی ہے اور ان کی جلالت کے لیے وہ کچھ کافی ہے کہ جسے لوط بن یحییٰ از دی نے محمد بن قیس سے روایت کیا ہے کہ جب حبیب بن مظاہر شہید ہو گئے تو اس سے حسین علیہ السلام کا دل ٹوٹ گیا اور فرمایا اپنے نفس اور فداکار اصحاب کی شہادت اللہ کے حساب میں ڈالتا ہوں۔

بشارت جعفریہ جو حسینی بارگاہ میں حبیب کی جلالت کی کاشف ہے

اور وہ چیز کو جو جناب حبیب قدس اللہ روحہ کی جلالت و عظمت کی گواہ ہے وہ حکایت ہے کہ جسے ہمارے شیخ اجل محدث متجوری تہذیبی اور اللہ مرقدہ نے کتاب دارالسلام میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا عالم جلیل معظم نبی شیخ اعظم ربیع الشان لامع ابرہان کشف خفائے شریعہ طرائف بیان کے ساتھ کہ جسے ان سے پہلے کسی جن و انسان نے نہیں چھوا ناموس رہے اور فرید عصر بدر انور شیخ المسلمین شیخ جعفر تستری اس سال جن کے وجود مبارک سے غری و نجف کی سرزمین مزین ہوئی دام ظللہ تعالیٰ کہا کہ کہ جب میں شہد قردی (نجف اشرف) سے علوم دینی کی تعلیم و تحصیل سے فارغ ہوا اور ان کی نشر و اشاعت اور وجوب انذار کا وقت آیا تو میں اپنے وطن کی طرف لوٹا اور اس چیز کے اوکرتے کے لیے قیام کیا جو مجھ پر واجب تھی لوگوں کو ان کے مختلف مراتب میں ان کی ہدایت کرنا اور چوتھ میں ان آثار و اخبار میں قوی دتوانا نہیں تھا جن کا تعلق موا عظ و مصائب کے

ساتھ ہے تو میں اکتفاء کئے ہوئے تھا کہ منبر پر اپنے ہاتھ میں تفسیر صافی لیے
 رہوں اور اس میں سے پڑھوں ماہ رمضان اور جمعوں میں اور رختہ الشہداء
 مولیٰ حسین کا شفی کی ایام عاشوراء میں اور میں ان لوگوں میں سے نہیں تھا کہ جن
 کے لیے دغظ و انداز کرتا اور رلانا ممکن ہے ان مطالب کے ذریعہ جو اس کے
 سینہ میں ودیعت ہیں یہاں تک مجھ پر ایک سال گزر گیا محرم الاحرام کا ہنیتہ قریب
 آ گیا تو ایک رات میں نے اپنے دل میں نے اپنے دل میں کہا میں کب تک کتاب
 دیکھ کر پڑھتا رہوں گا اور کتاب سے جدا نہیں ہو سکا پس میں کھڑا ہوا اور
 تدبیر سوچنے لگا اس سے بے پردہ ہوتے اور مستقل خطاب کرتے کی اور
 میں نے اپنی فکر کا قاصد اس کام کے اطراف میں بھیجا یہاں تک کہ میں اس سے
 تنہک گیا اور مجھے یقین آ گئی پس میں نے دیکھا کہ گویا میں زمین کر بلا میں ہوں
 ان دنوں کو جب حسین کا رداں اس میں آترا اور ان کے خیمے لگے ہوئے ہیں
 اور دشمنوں کے لشکر ان کے آسنے سامنے ہیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے
 پس میں سید الانام اباعبداللہ علیہ السلام کے خیمہ میں داخل ہوا اور آپ کی
 خدمت میں سلام کیا آپ نے مجھے قریب دزدیک کیا اور حبیب بن مظاہر
 سے کہا فلاں شخص اور میری طرف اشارہ کیا ہمارا مکان ہے پانی تو ہمارے
 پاس موجود نہیں ہے البتہ آٹا اور گھی موجود ہے پس اٹھ کھڑے ہو اور ان
 دو تو سے اس کے لیے کھانا تیار کرو اور اس کے پاس لے آؤ پس حبیب
 اٹھے اور اس سے کوئی چیز نہائی اور وہ میرے پاس رکھ دی اور اس کے
 ساتھ ایک چمچ بھی تھا پس میں نے اس سے چند لقمہ کھائے اور میں بیدار ہو گیا
 اور اچانک میں ایسے حقائق و اشاروں کی طرف مصائب میں اور لطافت

دنیا کی طرف ان پاکیزہ مہنتوں کے آثار میں ہدایت حاصل کرتے لگا کر بن کی طرف
مجھ سے پہلے کسی نے سبقت نہیں کی اور اس میں ہر رات اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ ماہ
رمضان آگیا اور وعظ و بیان میں غایت الاحرام و مقصد کا پہنچا اٹھی ۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جناب حبیب سے حدیث کی روایت بھی ہوئی
ہے پس بجا رہی ہے کہ محمد بن بحر شیبانی نے کہا ہم سے حبیب بن مظاہر اسدی
بیسن اللہ وجہ تے روایت کی کہ انہوں نے حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام
سے کہا آپ حضرات کیا تھے اس سے نہیں کہ اللہ عزوجل آدم کو پیدا کرے تو آپ
نے فرمایا ہم فور کے اشتباہ تھے ہم سرش رحمن کے گرد گردش کرتے تھے اور
ہم ملائکہ کو بیچ دہلیں و تہجد سکھاتے تھے ۔

دوسرا انس بن حارث اسدی کا ملّا ہے اور کاہن اسدین منزلیہ کی ایک
شاخ ہے ۔

انس بہت بڑے صحابی رسول تھے کہ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا
اور آپ سے حدیث سنی ان روایات میں سے کہ جنہیں انہوں نے سنا اور آگے بیان
کیا وہ روایت ہے کہ جسے عامہ اور خاصہ کے جم غفیر نے ان سے بیان کیا ہے
کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو کتے ہوئے سنا جب کہ
حسین بن علی علیہما السلام آپ کی گود میں تھے یقیناً میرا یہ بیباک عراقی کی ایک زمین
میں شہید کیا جائے گا یا در کھو جو کوئی بھی موجود ہو اسے اس کی مدد کرنا چاہیے
اس حدیث کو جزیری نے اسد الغابہ میں اور ابن حجر نے الاصابہ میں اور ان کے
علاوہ دوسرے محدثین نے بھی ذکر کیا ہے پس جب انس نے آپ کو عراق میں
دیکھا اور مشاہدہ کیا تو آپ کی نفرت کی اور آپ کے ساتھ شہید ہوا ۔

مؤلف کہتے ہیں ہم ان کی شہادت نفس المہموم میں ذکر کر چکے ہیں لہذا اب
 اعادہ نہیں کرتے لیکن ایک پزیر تہنیتیہ کہنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب میں سے ایک جماعت حسین علیہ السلام کے ساتھ
 شہید ہوئی کہ جن میں سے ایک بن کاہلی تھے جن کا ذکر ہو رہا ہے اور ایک حبیب
 بن مظلہ تھے جیسا کہ ابوعبید اللہ بن العین نے ابن حجر سے نقل کیا ہے اور ان میں سے مسلم
 بن یوسجہ اسدی تھے جیسا کہ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے اور کوفہ میں
 شہید ہونے والے ہانی بن عروہ تھے اسباب میر نے لکھا کہ ان کی عمر اسی سال سے
 اوپر تھی اور عبداللہ بن یقطر حمیری تھے جو حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی تھے
 عبداللہ کی ماں امام حسین کی دائی اور مربیہ تھی جیسا کہ قبسین ذریعہ کی ماں حسن
 کی دائی و مربیہ تھی لیکن آپ نے اس کا دودھ نہیں پیا تھا لیکن آپ کو اس کا
 رضاعی بھائی کہا جاتا تھا کیونکہ اس کی ماں آپ کی خاتنہ اور مربیہ تھی اور
 فضل بن عباس کی والدہ بباہ بھی امام حسین علیہ السلام کی مربیہ اور خاتنہ تھی
 لیکن اس نے بھی آپ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ صحیح اخبار میں ہے آپ نے
 سوائے اپنی والدہ گرامی طاہرہ علیہا السلام کے پستان اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ کے انگوٹھے سے ایک مرتبہ اور آپ کے لعاب دھن سے دوسری دفعہ
 کے علاوہ کسی کا دودھ نہیں پیا ابن حجر نے کہا ہے اسلاف میں کہ عبداللہ بھابی
 تھا کیونکہ جو حسین علیہ السلام کا ہمسن ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابو فراس کے قصیدہ کی شرح میں امام حسین اور آپ کے
 اصحاب کی شہادت ذکر کے موقع پر ہے راوی کہتا ہے اس کے بعد جابر بن
 عروہ غفاری نکلے اور وہ بہت بڑھاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

کے ساتھ بدر وحین میں حاضر تھے پس وہ اپنی کمر کو اپنے عمامہ سے باندھنے لگے پھر اپنے ابرو ایک پٹی سے باندھ دیے یہاں تک کہ انہیں اپنی رر نو آنکھوں سے اونچا کر لیا اور حسین علیہ السلام ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے شکو اللہ سبیک یا شیخ اے بزرگ خدا تمہاری کوشش کی قدر دانی کرے پس حملہ کیا اور جہاد کرتے رہے یہاں تک ساٹھ افراد کو قتل کیا اور پھر شہید ہوئے ان پر اللہ کی رحمت اور اس کی رضوان ہو۔

تیسرا - ابو شجاع یزید بن زیاد بن حناصر (صادق کے ساتھ) کندی باہلی وہ مرد خدا شریف و بزرگ شجاع و بہادر و بیباک تھے کو قہ سے امام حسینؑ کی طرف نکلے اس سے پہلے کہ تراب آئے ملا اور ہم حر کی طرف ابن زیاد کے قاصد سے ان کی گفت گو ذکر کر چکے ہیں نیران کی شہادت بھی نفس المہموم میں

چوتھا - ابو جہل اور وہ مسلم بن عوسجہ بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن سعد بن خزیمہ اسدی وہ شریف و بزرگ غرور عابد و زاہد انسان تھے۔ ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں کہا ہے (یہ ابن سعد ابو عبد اللہ محمد بن سعد زہری بصری ہے) جو واقفہ کا کاتب اور کتاب طبقات الصحابہ و انبا بعین کا مؤلف ہے سلطانہ کمرہ میں اس سے نقل کرتا ہے سن دو سو تیس میں فوت ہوا باقی راویہ ابن سعد جس نے امام حسین بن علی علیہما السلام سے جنگ کی تو وہ عمر بن سعد بن ابی وقاص ہے جسے مختار نے سن ۵۵ ہجری میں قتل کیا۔

ابن بحر نے کتاب تقریب میں کہا ہے عمر بن سعد بن ابی وقاص ہے تو مدینہ

کارہنے والا ہے لیکن کوفہ میں آباد ہو گیا تھا۔ بہت سچا ہے۔ لیکن لوگ اسے بہت ہی مبغوض رکھتے تھے کیونکہ یہ اس لشکر کا امیر تھا کہ جس نے حسین بن علی سے جنگ کی یہ دوسرے طبقہ میں سے تھا (اہل سنت کے ہاں پہلا طبقہ ہے صحابہ کا دوسرا طبقہ بڑے تابعین کا تیسرا طبقہ عام تابعین کا ہے) جسے غدار نے سن پینڈھ ہجری میں یا اس کے بعد قتل کیا اور اسے اشتباہ اور دھم بھروسے کر جس نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے کیونکہ ان معین نے جزی فیصلہ دینے سے کہ یہ عمر اک دن پیدا ہوا جس دن عمر بن خطاب فوت ہوئے انتہی

کہ مسلم بن عوسجہ صحابی رسول اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا اور شعبی نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے اور وہ شاہسوار شجاع اور بہادر تھے اسلامی جنگوں اور فتوحات میں ان کا ذکر آتا ہے انتہی۔

اور کتاب مقتل النفس المہموم میں ہم ان کا ذکر کر چکے ہیں۔

پانچواں۔ قیس بن مسر صیداوی وہ شریف و باعزت شخص تھے نبی صیدا میں شجاع و بہادر اور محبت اہل بیت میں غلص تھے اور کیت کے اس قول سے دہمرا ہیں ویشخ بنی الصیداء قد فاظ قبلہم صیدا بنی اسد کی ایک شاخ ہے نبی صیدا کا بزدگ ان سے پہلے موت کا پیام بی چکا

اور کتاب مقتل (نفس المہموم) میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قیس بن حسین علیہ السلام کے قاصد تھے اہل کوفہ کی طرف پس ابن زیاد نے انہیں گرفتار کر لیا اور حکم دیا کہ انہیں قصر الامارہ کی بلندیوں سے پھینکا جائے لہذا انہیں وہاں سے ہی پھینکا گیا پس وہ موت سے ہم کنار ہوئے خدا ان پر رحم کرے، جب ان کی شہادت

کی خبر حسین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں اور آپ اپنے آنسو نہ روک سکے اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی فَنَهَمَ مِنْ قَضٰی خُبْرِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدْلًا اِنْ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدْلًا اِنْ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ اور ان میں سے کچھ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

خدا ہمارے لیے اور ان کے لیے جنت کو اتارے اور مہمانی کی جگہ قرار دے اور یہیں اور انہیں اپنی رحمت کے جائے استقرار میں اور ذخیرہ شدہ پر تشدید ثواب میں اکٹھا کر دے۔

چٹا۔ موقع (بروزن معظم) بن ثمانہ اسدی اور کمیت کے اس قول سے (دان، باموسی اسیر) (ابو موسیٰ بیڑیوں میں جکڑا ہوا سیر تھا ایہی ہیں موقع کا اصل معنی مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ لیکن مشہور مرتع ہے اور ثمانہ (شاکا پیش کے ساتھ ہے۔)

ایصار ایہیں میں ہے کہ موقع ان افراد میں سے ہیں کہ جو امام حسینؑ کی طرف میدانِ طغی میں آئے اور وہ دسویں کی رات لشکر ابن سعد سے نکلے دوسرے نکل آئے والوں کے ساتھ۔

ابو مخنف نے کہا ہے کہ موقع میدان میں گرے تو ان کی قوم انہیں چھڑا کر لے گئی اور انہیں کو فرے آئی اور چھپائے رکھا ابن زیاد کو ان کی خبر مل ہی اپنے آدمی بھیجے تاکہ انہیں قتل کرے بنی اسد کی ایک جماعت نے سفارش کی تو انہیں قتل نہ کیا لیکن انہیں بیڑیاں پہنا کر مقام زارہ کی طرف جلا وطن کر دیا اور وہ ان زنجیروں کی بناد پر بیمار تھے جو انہیں کربلا میں لگے تھے پس زارہ میں بیمار اور بیڑیوں میں قید رہے یہاں تک کہ ایک سال کے بعد فوت ہو گئے زارہ خان کے

علاقہ میں ایک جنگ اور زیادہ اور اس کا بیٹا اہل بصرہ اور کوفہ میں سے جسے پابتا جلا وطن کر سکتا تھا۔

یہ بھی معلوم ہوتا چاہیے کہ انصارِ حسین علیہ السلام میں جو بعد میں زخموں سے فوت ہوئے موقع کے علاوہ بھی دو افراد تھے۔

پہلا ان میں سے سوار بن منعم بن حابس بن ابوعبیر بن نہم ہمدانی تھی تھابہ بھی ان افراد میں سے تھا جو حسین کی طرف آیا صلح و امن کے دنوں میں اور پہلے ہی حملہ میں جنگ کی اور زخمی ہو کر گرا

الحدائق اور وہ یہ میں کہا ہے کہ سوار نے جنگ کی یہاں تک کہ جیب گر پڑا تو اسے قید کر کے عمر سعد کے پاس لے آئے پس اس نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس کی قوم نے سفارش کی اور وہ اپنی قوم کے پاس رنجی حالت میں رہا اور پورے چھ ماہ کے بعد فوت ہو گیا۔

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ وہ عید میں رہا یہاں تک کہ وفات پائی اور اس کی قوم کی صرف قتل کو دفع کرنے کے بارے میں تھی۔

اور اسحٰب بات کا گواہ ہے وہ حضرت تائم علیہ السلام کا انعامیات میں ارشاد اسلام علی البحر صح الماثور سوار بن ابوعبیر بھی سلام ہوز رنجی اور قیدی سوار بن ابوعبیر بھی پر اگرچہ ممکن ہے کہ عبارت کو ان کی ابتدائی قید پر حمل کیا جائے۔

اور دوسرا عمرو بن عبد اللہ ہمدانی جنہ علی ہے جو جند ع (برزن قفقہ) قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ ہے (ایصار البین) میں ہے کہ عمرو ان افراد میں سے ہے کہ جو حسین کی خدمت میں میدانِ طلف میں صلح و امن (یعنی جنگ شروع ہونے سے پہلے) کے وقت آیا اور آپ کے ساتھ رہا۔

اور المحدثی میں کہا ہے کہ اس نے امام حسینؑ کی معیت میں جنگ کی پس زخموں سے چور ہو کر گرے سر پر ایک ضرب لگی کہ جو دماغ تک پہنچ گئی پس اس کی قوم اسے اٹھا کر لے گئی اور اس ضرب سے بستر پر سال بھر بیمار پڑا رہا پھر پورے سال کے بعد فوت ہو گیا رضی اللہ عنہ اور اس کا شاہد حضرت حجت علیہ السلام کا اتمامیات میں ارشاد ہے السلام علی الجریح المرتضیٰ عمر و المجتہد (المرتضیٰ) سلام ہوں زخموں سے چور عمر و جند علی پر۔



jabir.abbas@yahoo.com

پھٹی فصل

جزع فزع

بحار میں ہے بعض مؤلفات اصحاب میں ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جب ہم جنگ حنین میں تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بلایا اور ان سے فرمایا اے بیٹا معاویہ کے لشکر پر حملہ کرو پس ٹھہرتے میسرہ پر حملہ کیا یہاں تک میدان سے انہیں ہٹا دیا پھر باپ کی طرف زخمی پلٹ کر آئے اور عرض کیا یا ابی اس پیاس پس آپ سے انہیں پانی پلایا اور باقی پانی کان کی زرہ اور بدن کے درمیان پھر کاڑ کیا خدا کی قسم میں نے خون کی بوندیں ان کی زرہ کے حلقوں سے ٹپکتی ہوئی دیکھیں پس کچھ دیر انہیں مہلت دے کر پھر فرمایا اے بیٹا میسرہ پر حملہ کرو پس ٹھہرتے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے کئی شاہسوار قتل کیے پھر باپ کی طرف روتے ہوئے واپس آئے انہیں زخموں نے بوھیں بنا دیا تھا پس ان کے باپ ان کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کی دودھ آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ان سے کہا تجھ پر تیرا باپ قربان جائے تو نے مجھے خوش کیا ہے خدا کی قسم اے بیٹا اپنے اسی میرے سامنے جہاد سے پس کیوں روتے ہو کیا خوشی سے یا جزع و فزع سے تو ٹھہرنے کہا اے یا ابی اس طرح ندوں حالانکہ آپ نے تین مرتبہ مجھے موت کے سامنے پیش کیا اور اللہ نے مجھے سلامتی بخشی اور یہ بیٹھے میں ترخی ہوں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور جب بھی میں

آپ کی طرف پلٹ کر آتا تھا تا کہ کچھ دیر کے لیے آپ مجھے جنگ سے مہلت دیں تو آپ مجھے مہلت نہیں دیتے تھے اور یہ میرے دو نو بھائی حسین و حسین ہیں انہیں آپ جنگ کے لیے کبھی بھی حکم نہیں دیتے پس امیر المومنین اٹھ کر محمد کی طرف گئے اور ان کے منہ کے بوسے لیے اور ان سے فرمایا اے بیٹا تم میرے بیٹے ہو اور یہ دو نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بیٹے ہیں کیوں میں انہیں قتل ہونے سے نہ بچاؤں تو محمد نے عرض کیا جی ہاں اے بابا جان خدا مجھے آپ کا صدقہ اور ان دو نو کا صدقہ قرار دے ہر برائی سے اتھتی

مولف کہتے ہیں جب حسین جنگ صفین میں موجود تھے اور مشاہدہ کر رہے تھے جو کچھ امیر المومنین نے اپنے بیٹے محمد سے کیا جب وہ دشمنوں سے جہاد کر کے العطش العطش پیاس پیاس کہتے ہوئے لوٹے کہ اتیں پانی پلایا اور باقی پانی ان کی زہرہ اور بدن کے درمیان ڈالا تا کہ گرم ہوے جو حرارت ان کے زخموں کو پہنچی اس سے انہیں سکون دیں تو آپ کی کیا حالت ہوگی عاشور کے دن جب اپنے بیٹے علی بن الحسین کو دیکھا جب وہ دشمنوں سے پلٹ کر آئے اور انہیں بہت سے زخم لگے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے بابا پیاس نے مجھے قتل کر دیا اور بوسے کے بوجھ نے مجھے تھکا دیا ہے اور اپنے باپ کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی اور آپ کی زہرہ کے گرم بوسے کے ان کے زخموں پر لگنے کی شدت کا گلا کیا لیکن ان کے باپ کے پاس پانی نہیں تھا کہ جن سے وہ ان کے جگر کو ٹھنڈک پہنچاتے اور ان کے زخموں کی حرارت کو سکون پہنچاتے پس آپ رو پڑے اور فرمایا و اتوثاہ (ہے کوئی فرماؤں) اے بیٹا تھوڑی دیر جنگ کرو بہت جلد تم اپنے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے

ملاقات کرو گے اور وہ تمہیں اپنے بھرے ہوئے کاسہ سے ایسے شربت سے میرا کر دیں گے کہ جس کے بعد تم کبھی بھی پیاسے نہیں ہو گے۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ جناب علی بن الحسین کی نقل الحدید (لوہے کے بوجھ) سے مراد خائف لشکر کی کثرت اور ان سے جو مصیبت وہ بھیل رہے تھے کیونکہ آنجناب سلام اللہ علیہ شہداء کو بلا کے درمیان زیادہ عملوں اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑنے کے ساتھ مخصوص تھے یہاں تک کہ راوی نے آپ کے حق میں کہا ہے کہ انہوں نے لوگوں پر کئی مرتبہ حملہ کیا اور ان میں سے کثیر جماعت کو قتل کیا یہاں تک کہ ان کے کثیر لوگوں کے قتل کرنے کی وجہ سے شورغل اٹھا اور بعض تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام کے حملے بارہ تک پہنچے۔

باقی رہا لشکر کو وہ سے تعبیر کرنا تو یہ تعبیر شائع و ذائع ہے اور شیخ کسی کا کلام حبیب بن مظہر کے بارے میں گزر چکا ہے اور حبیب ان ستر افراد میں سے تھے جنہوں نے حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد کی تھی اور وہ لوگ وہ بے کے پہاڑ سے نکلے۔

اور چونکہ وہ علی اکبر علیہ السلام کی شہادت نفس المہجوم میں ذکر چکا ہوں لہذا یہاں میں ان کا مقتل و شہادت اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

علی بن الحسین سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ خلقت اخلاق اور گفتار میں تمام لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے چچا حسن اور اپنے باپ حسین کی گود میں پرورش پائی تھی اور ان دونوں سے آداب سے مزین تھے جیسا کہ اس امر کا

وہ الفاظ دیتے ہیں جو کافی، تہذیب اور ترقیہ سے معتبر متقول زیارت میں ہیں جس میں آپ پر سلام ہے "السلام علیک یا بن الحسن والحسین"۔

پس جب عاشور کے دن ان کے باپ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا سوائے ان کے اہل بیت کے تو ان کے غیرت مند نفس نے انہیں اہل غزایت و گمراہی کے گھڑ سواروں سے ٹکرانے پر ابھارا اور ہاشمی محبت نے انہیں حرکت دی اہل ضلالت کے ارواح کو شکار کرنے پر تو آپ اس قوم کی طرف نکلے حبیب کہ وہ اپنی زمرہ کے دامن زمین پر گھسیٹ رہے تھے زندگی سے مایوس تھے موت کا عزم باجمہر کر چکے تھے اور ان کا مظلوم باپ ان کی طرف حسرت و یاس سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ان کا دل جل رہا تھا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے حزن و ملال کو ظاہر کر رہا تھا جیسا کہ بعض معتبر متقابل ہیں ہے کہ امام حسینؑ نے اپنی ریش مبارک کو آسمان کی طرف بلند کیا اور آپ کی زبان حال یہ تھی مجھے دردناک مصیبت اور عظیم مصیبت پہنچا ہے میں اپنی پراگندگی شدت غم اور حزن و ملال کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں کیونکہ ڈاڑھی کو پکڑ کر بلند کرنا حزن و ملام اور غم و فتنہ کے هجوم کی ملامت ہے جیسا کہ ہمارے شیخ و بزرگ رئیس المحدثین ابو جعفر بن بابویہ قمر نے اس طرف اشارہ کیا ہے

شیخ ابن بابویہ قمر نے علل الشرائع میں لکھا ہے حضرت موسیٰ کے اپنے بھائی کی داڑھی اور سر پکڑنے کی حکمت و فلسفہ یہ ہے۔ حضرت موسیٰ اپنے بھائی کا سر اور داڑھی اس طرح پکڑی جیسے انسان اپنا سر اور داڑھی پکڑتا ہے اس عادت کی بنا پر کہ جو لوگوں میں جاری و ساری ہے کہ جب کوئی شخص غمزدہ ہوتا ہے یا اس پر کوئی عظیم مصیبت آن پڑتی ہے تو اپنے وہ سر پہ ہاتھ رکھ لیتا ہے اور جب کوئی

عظیم صدمہ اسے لاحق ہوتا ہے تو اپنی ڈاڑھی پکڑ لیتا ہے گویا آپ نے جو کچھ کیا اس سے جناب ہارون کی بتایا کہ ان کے لیے غم و غصہ کرنا اور جزع و فزع کرنا اس فعل پر جو قوم بجا لائی ہے واجب و ضروری ہے اور ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو مصیبت میں سمجھیں اس چیز سے کہ جو انہوں نے کی ہے کیونکہ امت نبی اور تحت خدا سے بمنزلہ بیٹروں کے ہے چرواہے سے اور کوئی زیادہ حق رکھتا ہے غم منانے کا بیٹروں کے پر اگندہ ہونے اور ہلاک ہونے سے ان کے چرواہے سے جب کہ وہ ان کی حفاظت پر موکل ہے اور ان کی اصلاح کیلئے اسے رکھا گیا اور اس کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور خدا نے ثواب کا وعدہ دیا ہے ان کی ہدایت و ارشاد کرتے اور اچھی نگہبانی کرنے پر اور عقاب و عذاب کی دھمکی دی تھی اس کی ضد پر جو انہیں ضائع پھوڑ دینا ہے اور اس طرح نضام حسین کا عمل جب آپ کو یاد آئی وہ قوم جو آپ سے ٹر رہی تھی آپ کے احترامات کے باوجود کہ جن کی وہ رعایت نہیں کر رہے تھے تو آپ نے اپنی ڈاڑھی پکڑ لی اور گفتگو کی جو کی انتھی

تو اس سے امام حسین کا اپنی ڈاڑھی مبارک کو ان کے بیٹے علی کے قتال کی طرف جانے کے وقت پکڑنے کا راز معلوم ہوا جیسا کہ جناب ام کلثوم کے اپنا ہاتھ کو شہادت حسین کے بعد منڈیر کرتے ہوئے سر پر رکھتے اور والحمد لہ ہذا حسین بالبراء قد سلب العمامۃ والرداء۔

پس جناب علی اکبر نے اس قوم پر حملہ کیا اور وہ کہہ رہے تھے ”انا علی بن الحسین بن علی عنین و بیت اللہ اولی بالنبی۔ اضرکم بالسیف حتی ینشیئ ضرب غلام ہاشمی علوی“

ولا ازال الیوم احمی عن ابی تالله لایحکم فینا ابن الدعی
 میں تمہیں تنوار سے آٹنا ماروں گا کہ وہ مڑ جائے گی یہ ہاشمی علوی نوجوان کی ضرر
 ہوگی۔ آج میں سسل اپنے باپ کی حمایت کرتا رہوں گا خدا کی قسم غلط باپ
 کی طرف جو بلایا جاتا ہے۔ اس کے بیٹے کا حکم ہم پر نہیں چلے گا۔
 پس لوگوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا اور انہیں ان کے امان و مواقع سے
 اٹھایا یہاں تک کہ پیاس کے باوجود ایک سو بیس نادریوں کو فی انداز کیا۔
 ابو الفرج کہتا ہے کہ آپ ان پر حملے کرنے لگے پھر اپنے باپ کی طرف
 پلٹ آتے اور کہتے بابا پیاس اور سین ان سے کہتے میرے پیارے مبر کو تم
 شام نہیں کرو گے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ تمہیں اپنے مخصوص پیالے
 سے میرا پ کر دیں گے اور وہ جناب کے بعد دیگرے حملہ کرنے لگا۔
 یہاں تک کہ انہیں ایسا تیرا مارا گیا کہ جو آپ کے حلق میں لگا پس اسے پھاڑ
 دیا اور وہ جناب اپنے خون میں لوٹنے پڑے اس کے بعد پکارا اے بابا
 آپ پر میرا سلام یہ میرے مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں جو آپ کو سلام
 دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں جلدی ہمارے پاس آئے اور شہزادہ نے
 ایک پیچ ماری اور دنیا سے جدا ہو گئے۔



ساتویں فصل

نصرت ابوطالب

اصل سیر و اخبار نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ قریش کے ایک گروہ کے نزدیک سے گزرے جنہوں نے ایک اونٹ کو سخر کر رکھا تھا کہ جس کا نام وہ فہیرہ رکھتے تھے اور اسے کعبہ کے گرد کہ بتوں کے لیے قرار دیتے تھے آپ نے ان پر سلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ داوا سندودہ تک پہنچ گئے اور دار مکہ میں ایک جگہ ہے کہ جسے قصی بن کلب نے بنایا تھا اور یہ ایک ایسا مکان تھا کہ جس میں اہل مکہ مشورہ کے لیے جمع ہوتے تھے اور بعد میں انہوں نے اسے اپنے بیٹے عبدالدار کے لیے قرار دیا اور وہ آج کل مسجد الحرام سے ملا ہوا ہے معاویہ نے اسے خرید کر دار الامارہ بنالیا تھا پھر بعد میں اسے مسجد کا حصہ بنا دیا گیا مراد اللہ اطلاع ۵۰۸ھ میں اس طرح طے شد تو قریش نے کہا کیا ابن ابی کبشہ (رسالت مآب کو کفار قریش اس نام سے پکارتے تھے ابو کبشہ مروار کا باپ) ہمارے قریب سے گزرتا ہے اور ہم پر سلام نہیں کرتا پس کون اس کے پاس جاتا اور اس کی نماز خراب کرتا ہے تو عبد اللہ بن زبیر نے سہمی نے کہا میں ایسا کروں گا تو اس نے گویا در خون لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ تک پہنچا جب کہ آپ سجدہ میں تھے پس وہ آپ کے لباس کو اس سے بھر دیا پس نبی کریم واپس آئے یہاں تک کہ اپنے چچا ابوطالب تک آئے اور کہا لے

بچائیں کون ہوں آپ نے کہا کیوں اے پیارے یحییٰ جی تو حضور نے وہ قصہ بیان کیا جناب ابوطالب نے کہا آپ نے انہیں کہاں پھوڑا ہے آپ نے فرمایا وادی الطح میں تو جناب ابوطالب نے اپنی قوم کو پکارا اے آل عبدالمطلب اے آل ہاشم اے آل عبد مناف پس ہر طرف سے لیک لیک کتے ہوئے آگے بڑھے تو ابوطالب نے ان سے کہا تم کتے ہو انہوں نے کہا چالیس جوان کہا کہ اپنے ہتھیار اٹھا لو انہوں نے اپنے ہتھیار اٹھالیے پس انہیں لیکر چلے ہاٹنک کہ ان تک پہنچ گئے جیب قریش نے ابوطالب کو آتے دیکھا تو چاہا کہ پرہ گندہ ہو جائیں تو ابوطالب نے کہا اے مکان کے مالک کی قسم (کہہ) تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا مگر یہ کہ میں اسے نوار سے اٹھاؤں گا پھر ایک سخت پتھر کی طرف آئے جو الطح میں پڑا تھا اس پر تین ضربیں لگائیں اور اس کے تین ٹکڑے کئے پھر کہا اے محمدؐ تو نے سوال کیا تم کون ہو پھر ابوطالب نے یہ اشعار کہنے شروع کئے

انت الامین محمد ء قرم انمر مسود ء لسودین اکرم عطا ابوطالب
المولد ء نعم الارومة اصلها عمرو الحظم الاوحد ء هشم الربیكة فی
الجفان ء وعیش مکہ انک ء فجرت بذلک ستة ء فیہا الخبیزہ تشرد
ولنا السقایة للیحیج ء عبہایماث العنجد ء والمأزمان وماحوت ء
عرفاتما والمسجد انی تضام ولم امت ء وانا الشباع العربی ء وبنو بیك
کانہم ء اسد العربین تو قد ولقد عهدتک صادق ء فی القول تشفند ء
مازلت تنطق بالصواب . وانت طفل امر دمبدی النصیحة جاہدا ء و بک
الغمامة ترعد ء یسقی بوجهک صوبہاء قطراتما والحید جد جبک الوسيلة فی الشداء وندو الربیع المرف

تم ان میں ہو اے محمد قوم کے سردار شریف و بزرگ قوم جسے سردار بنایا گیا ہے محترم سرداروں کا بویا پاک و پاکیزہ ہیں اور جن کی ولادت پاکیزہ ہے جن کی اصلی وجہ بہترین ہے جو عمرو (ہاشم) سردار قوم بردبار اور بہت عطا کرنے والا ہے جو یہ نہ روزگار تھا جس نے کھانا (جو ردغن خرما اور دمی سے بنایا گیا ہو) چور چور کیا رٹے رٹے پیالوں میں جو اب کہ مکہ کی زندگی بہت سخت تھی۔ پس اسی پر سنت جاری ہوئی اس میں روٹیوں کو تئید کیا جانے لگا۔

اور ہمارے لیے ہے حاجیوں کو پانی پلانا کہ جس میں کشمش ڈالی جاتی ہے اور ہمارے لیے ہے مقام مازان (وہ تنگ جگہ جو مکہ و منی کے درمیان ہے) اور وہ کہ جسے میدان عرفات نے گھر رکھا ہے اور مسجد احرام تم پر کس طرح ظلم ہو سکتا ہے حالانکہ میں ابھی نہیں مرا اور میں سخت قسم کا اڑدھا ہوں، اور تمہارے باپ کے بیٹے گویا کہ بلیہ کے شیر ہیں اور بڑھتی آگ ہیں، میں تجھ سے سچا وعدہ کرتا ہوں اور تجھ سے جھوٹ نہیں بولا جائے گا تم ہمیشہ درست و صحیح بات کرتے تھے جب کہ تم بچے تھے اور ابھی تمہیں داڑھی ہی نہیں آئی تھی۔ آپ پسند و نصیحت کو ظاہر کرنے والے ہیں راہ خدا میں کوشش کرنے والے ہیں اور آپ کی وجہ سے بادل گر جھلے اور تیرے چہرے کے صدقے میں اس کے قطرات اور زیادہ پانی میرا پکڑتا ہے آپ ہی خداوند میں وسیلہ و ذریعہ ہی اور عطا کرنے والی موسم ہمار ہیں۔

پھر ابوطالب نے کہا اے محمد ان میں سے کون تھا جس نے آپ سے ادبی کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ابن ربیع کی طرف اشارہ کیا پس اسے

جناب ابوطالب نے اپنے قریب بلایا پس اس کی ناک پر کھے مارے کہ اس کا خون بہنے لگا پھر گویا خون منگوئے کا حکم دیا اور وہ اس جماعت کے سر پر پھیرا اس کے بعد کہا اے میرے پیارے بیٹے کیا اب آپ راضی ہیں تم نے سوال کیا تھا کہ تم کون ہو تم محمد بن عبد اللہ ہو پھر حضرت آدمؑ تک ان کا نسب پڑھا اور کہا خدا کی قسم ان میں سے زیادہ شریف حسب والا زیادہ بلند منصب و مقام والا یا جماعت قریش جو تم میں سے چاہے کہ وہ کوئی حرکت کرے تو کہہ دیجئے میں وہ ہوں کہ جسے تم جانتے ہو،

مؤلف کہتے ہیں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی حضرت ابوطالبؑ کے ہاتھ اور زبان سے نصرت کرتے اور آپ سے وقار کرنے کے سلسلہ میں وارو ہوا ہے اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اسے ذکر کیا جائے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ جب غاصرے کے و فوں میں تھے تو جب بستر پر سوتے اور لوگ سو جاتے تو ابوطالب آتے اور آنحضرت کو ان کے بستر سے اٹھاتے اور حضرت علیؑ کو ان کی جگہ سلاتے اور آنجناب پر اپنی اولاد اور اپنے بھائیوں کی اولاد کو موکل و نگران مقرر کرتے پس علی علیہ السلام نے کہا اے بابا میں اس رات قتل ہو جاؤں گا تو ابوطالب سلام اللہ علیہ نے کہا "اصبرن یا بنی فالصبر احب ع کل حی مصیرہ لشعوب قد بلوناک والبلاء شدید لغداء العجیب وابن العجیب ان تصبک المتون بالنیل تتری فمصیب منها وغیرہ مصیب ع کل حی وان تطاول عمراء آخذ من لہا ماہا بنصیب" اے بیٹا ضرور صبر کرو کیونکہ صبر ہی زیادہ بہتر ہے ہر زندہ موت کی طرف جاتا ہے ہم نے تیرا امتحان کیا ہے اور امتحان شدید و سخت ہے عجیب

بن نجیب پر مذہب و قربان ہونے کا اگر موت تجھے پے در پے تیرا رے تو کوئی
لگے گا کوئی نہیں لگے گا ہر زندہ اگر چہ طویل عمر گزارے اس کے صورت میں سے
اپنا حصہ لے گا۔

تو حضرت علیؑ نے جواب میں کہا ”اتامرنی بالصبر فی نصر احمد و اللہ
ما قلت الذی خلت جازعا و لکنی اجبت ان تر نصرتی و تعلم انی لم
ازل لك طائعا و سعی لوجه الله فی نصر احمد و بنی الہدیٰ المحمود طفلان و انما
کیا آپ مجھے احمد مجتبیٰ کی نصرت میں صبر کرنے کا حکم دیتے ہیں اور خدا کی قسم
جو بات میں نے کہی ہے وہ جزع و فزع یا گھبراہٹ کی بنا پر نہیں، لیکن میں
دوست رکھتا ہوں کہ آپ میری نصرت و مدد کو دیکھیں اور جائیں کہ میں ہمیشہ
سے آپ کا مطیع تھا اور میری کوشش احمد کی نصرت میں جو کہ نبی اور ہادی
برحق اور پچپن اور جوانی میں قدم رکھتے ہوئے قابل تعریف ہیں اللہ کی
رضا ہے“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہمیشہ قریش مجھے اذیت پہنچاتے
سے بزدل تھے یہاں تک کہ ابوطالب فوت ہوئے اس کے علاوہ بھی ان کے ایمان
و ایقان اور نصرت و مدد کے بہت سے دلائل ہیں۔

اور بہت کہا ہے ابن ابی الحدید نے ”لولا ابوطالب وابنہ لما مثل
الدین شخص فقائم۔ اگر ابوطالب اور ان کے بیٹے نہ ہوتے تو دین اپنا شخص
برقرار رکھ کر قائم نہیں ہو سکتا تھا۔

فذاك بمكة أدى وحامى و ذاك بيشرب جراحا ما عا اس نے مکہ میں
اسے پناہ دی اور اس کی حمایت کی اور اس نے یشرب اور مدینہ میں موت کو

کھینچا اور اس کی سختی برداشت کی۔

مؤلف کہتے ہیں اور اس بارے میں ان دو ٹوکی ہمارے آقا و سردار عباس بن ابی طالب علیہ السلام نے اقتدار کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے فرزند کی نصرت کرنے اور ان سے مواسات و ہمدردی کرنے میں پس ان کا انکا کردار اپنے باپ داؤا کے کردار کے مشابہ تھا پس آپ دیکھیں جناب ابوطالب کے اس قول کو جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نصرت میں محاصرو کے دفوں میں کہا ہے (فلا تحسبونا خاذلین محمد الدی عربۃ منا دلا متقرب و ستمنعہ منا ید ہاشمیہ و مرکبہا فی الناس اخشن مرکب ہمارے بارے میں یہ گمان نہ کرنا کہ ہم محمد کو مسافرت میں یا وطن میں چھوڑ دیں گے تحقیق ہم میں سے ہاشمی ہاتھ ان کی حفاظت کریگا اور ان کی سواری لوگوں میں زیادہ سخت سواری ہے۔

پھر آپ دیکھیں ان کے پوتے ابو الفضل العباس علیہ السلام کا قول عاشور کے دن فرزند رسول اللہ کی نصرت و مدد میں واللہ ان قطعتم یمینی عنی احاصی ابداعن دینی۔ وعن امام صادق الیقین عن نجل النبی الطاہر الامین خدا کی قسم اگرچہ تم نے میرا وایاں ہاتھ کاٹ دیا ہے میں ہمیں اپنے دین سے دفاع اور جماعت کو تار ہوں گا۔

اور صادق الیقین امام سے کہ جو پاک و پاکیزہ امین بنی کا بیٹا ہے، اس کے علاوہ بھی ان کا کلام ہے اور شاید اسی طرف اشارہ کیا گیا آپ کی اس زیارت میں جو شیخ مفید وغیرہ سے اس فقرہ کے ساتھ منقول ہے (فالخلق اللہ بدرجۃ ابا ثلث فی دارجنات النعیم۔ پس خدا آپ کو ملحق کرے آپ کے باپ داؤا کے درجہ کے ساتھ جنات نعیم میں)

آٹھویں فصل

مصائبِ کربلا کے اثرات

شیخ اجل علی بن محمد خزاعی نے جناب عمار سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ایک جنگ میں تھے تو نبی اکرم نے اپنی ایک گفتگو میں ان سے کہا اے عمار غم قریب میرے بعد فتنہ و فساد بپا ہوگا جب ایسا وقت آئے تو علی اور ان کی جماعت کی پیروی کرنا کیونکہ علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے اے عمار تحقیق تم غم قریب میرے بعد علی کی معیت میں یحییٰ میں بیعت توڑنے والوں اور حق سے منہ توڑنے والوں سے جنگ کرے گا پھر تجھے باغی کر دے گا قتل کرے گا عمار کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ اللہ اور آپ کی رضا اور خوشنودی میں نہیں ہوگا فرمایا ہاں یہ تیرا جہاد اور قتل ہونا اللہ اور میری رضا و خوشنودی میں ہوگا اور تیرا آخری زاد راہ دو کاشتربت ہوگا جسے تو پئے گا۔

پس جب جنگ یحییٰ کا زمانہ آیا تو عمار بن یاسر امیر المؤمنین کی طرف نکلے اور ان سے عرض کیا اے رسول اللہ کے بھائی کیا آپ مجھے اذن جہاد دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا ابھی ٹھہرو خدا تم پر رحم کرے ٹھوڑی دیر کے بعد یہی بات دوہرائی تو آپ نے اسی قسم کا جواب دیا جب تیسری مرتبہ دہرائی تو امیر المؤمنین علیہ السلام رو پڑے تو عمار نے آپ کی طرف دیکھا اور عرض کیا

یا امیر المؤمنین یہ وہی دن ہے کہ جس کے بارے میں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ تے بتایا تھا پس امیر المؤمنین اپنی نچر سے اترے اور عمار سے معاف کر کیا اور انہیں وداہ کیا اس کے بعد فرمایا اے ابوقحطان خدا تمہیں اللہ اور اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے تم اچھے بھائی تھے اور تم اچھے ساتھی تھے پھر آپ بھی روئے گئے اور عمار بھی رو پڑے اس کے بعد کما خدا کی قسم اے امیر المؤمنین میں نے آپ کی اتباع نہیں کی مگر بصیرت کے ساتھ کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو حنین کے دن کہتے ہوئے سنا اے عمار غریب میرے بعد فتنہ و فساد پیا ہو گا جب ایسا ہو تو علیؑ اور اس کی جماعت کی پیروی کرنا کیونکہ وہ حق کے ساتھ ہے اور حق اس کے ساتھ ہے اور غریب تم میرے بعد ناکثین اور قاسطین (بیعت توڑنے اور حق سے منہ موڑنے والوں سے) جنگ کرو گے پس خدا آپ کو اے امیر المؤمنین اسلام کی طرف سے بہترین جزا دے کہ آپ نے حق ادا کیا اور اسلام کی تبلیغ کی اور نصیحت کی اور خلوص دکھایا پھر عمار سوار ہوئے اور امیر المؤمنین بھی سوار ہو گئے۔ پھر میدان قتال کی طرف عمار نکلے پھر پانی مانگا تو کہا گیا ہمارے پاس پانی نہیں ہے پس انصار میں سے ایک شخص اٹھا اور انہیں دودھ کا شربت پلایا عمار نے اسے پی لیا اور پھر کہا اسی طرح مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے وعدہ کیا تھا کہ دنیا میں سے میرا آخری زاد راہ دودھ کا شربت ہو گا پھر دشمن قوم پر حملہ کیا اور اٹھارہ افراد کو قتل کیا پس اہل شام میں سے دو مردان کی طرف نکلے پس ان دو تو نے انہیں نیزے مارے کہ جس سے شہید ہو گئے ان پر اللہ کی رحمت ہو جب رات ہوئی تو امیر المؤمنینؑ نے مقتولین میں پھر لگایا پس عمار کو پڑا ہوا

دیکھا تو ان کا سراپا ران پر رکھا اس کے بعد روپڑے اور یہ اشعار پڑھنے لگے
 ”الا ایہا الموت الذی لست تاریکی ارضی فقد افینت کل خلیل
 اراک بصیراً بالذین احبهم کانک تنوحونم بدلیل“ اے وہ موت جو مجھے چھوڑنے والی
 نہیں ہے مجھے راحت و آرام پہنچا دے کیونکہ تو تے میرا ہر دوست نابود کر دیا
 ہے میں تجھے با بصیرت سمجھا ہوں ان لوگوں کے بارے میں کہ جن سے میں محبت
 کرتا ہوں کیونکہ ان کی طرف تو کسی دیں درمہر کے ساتھ جاتی ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین کی یہ حالت ہے عمار کے قتل و شہاد
 کے بعد تو ان کے فرزند حسین کی کیا حالت ہوگی ان کے بھائی اور ان کے ناصر
 مددگار جناب عباس کی شہادت کے بعد کہ جنہیں آپ نے زمین پر اس حالت
 میں دیکھا کہ ان کے ہاتھ کئے ہوئے ہیں دو نور خاں خاک آلود ہیں جو خون میں
 لت پت چٹیل میدان میں ریت صحرا پر پڑے ہیں۔

روایت ہے کہ جنگ اور میں جب حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کا
 شکم پارہ کر کے ان کا جگر نکال لایا اور ان کا مثمد (ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹنا)
 کیا گیا جب جنگ ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے فرمایا میرے بچا حمزہ
 کا کسے پتہ اور علم ہے آپ کی خدمت میں حارث بن صمہ نے عرض کیا میں ان کی
 جگہ کو جانتا ہوں پس وہ آیا یہاں تک کہ جناب حمزہ کی لاش پر رک گیا پس اس نے
 پسند کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف پلٹ کر جائے اور انہیں ان کی
 خیر و پس رسول اللہ نے امیر المومنین سے فرمایا یا علی اپنے بچا کو تلاش کرو
 پس حضرت علی آئے اور حمزہ کی لاش پر کھڑے ہو گئے اور ناپسند کیا کہ رسول اللہ
 کی طرف پلٹ جائیں پس رسول اللہ خود آئے یہاں تک کہ ان کی لاش پر کھڑے ہو گئے

جب دیکھا اس چیزِ دُعا کو جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا تو رونے لگے اسی کے بعد کہا
خدا یا حمد تیرے لیے ہے اور شکایت بھی تیری ہی بارگاہ میں ہے اور تجھ سے ہی
مدد چاہی جاسکتی ہے اس چیزِ بچہ کہ جسے میں دیکھ رہا ہوں (پھر فرمایا اگر میں
کامیاب ہوا تو مسئلہ کروں گا اور پھر مسئلہ کروں گا تو عزوجل نے یہ آیت نازل
کی (و ان عاقبتہم فعاقبوا) مثل ما عوقبتہ بہ ولئن صبرتم لهو خیر
للصابرین۔ اور اگر عقاب کرو تو آنا عقاب کرو و تبتاہن
دیا گیا ہے اور اگر صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ نے فرمایا میں صبر کروں گا میں صبر کروں گا۔

اور روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے جنابِ حمزہ پر اپنی چادر
ڈال دی جو آپ نے پہن رکھی تھی لیکن جب سر کی جانب اسے بڑھاتے تو ان کے
پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب پاؤں کی طرف بڑھاتے تو سر ظاہر ہو جاتا تو سر
کی طرف بڑھایا اور ان کے پاؤں پر گھاس پوس ڈال دیا انہ
لیکن عباس سلام اللہ علیہ کا سر عاشور کے دن (گرنے کے وار سے) کھل گیا تھا
اور ان کے دو لوہا تھک گئے تھے اور آپ زخموں سے چور چور ہونے کے بعد
شہید ہوئے اور حکیم بن طفیل خدا سے ذلیل و رسوا کرے نے آپ کا لباس اتارا
تھا جب حسین نے انہیں دیکھا تو رونے لگے اور آنجناب علیہ السلام سے حکایت
ہوئی ہے کہ فرمایا الان انکسر ظہری و قلت حیلتی اس وقت میری
مکڑ ٹوٹ گئی اور میری تدبیر و چارہ کار تھوڑا اور کم ہو گیا۔

اور آپ حق رکھتے تھے کہ یہ کہیں کیونکہ حکایت ہوئی ہے حضرت لقمانؑ
سے واپس آئے تو راستہ میں ان کا ملائم انہیں ملا تو لقمان نے پوچھا کہ میرے والد کا

کیا ہوا اس نے کہا قوت ہو گئے تو کہا کہ میں اپنے امر و معاملہ کا فو مالک ہو گیا
پوچھا میری بیوی کا کیا ہوا اس نے کہا وہ بھی قوت ہو گئی ہے تو تقان نے کہا کہ
فرش و بستر کی تجدید ہوئی پوچھا میری بہن کیا ہوئی کہا کہ وہ بھی مر گئی ہے تو کہا
کہ میری پردہ پرشی ہوئی پوچھا میرا بھائی کیا ہو جب اس نے کہا کہ وہ بھی قوت
ہو گیا ہے تو کہا کہ میری کمر توٹ گئی۔

اور حکایت ہے کہ جب جناب سید رضی اللہ عنہ قوت ہوئے پھر عمر
س چار سو پچھیس تو وزیرِ فرما ملک تو تمام اعیان و اشراف اور سب تاضی ان
کے جنازہ اور نماز پر حاضر ہوئے لیکن ان کے بھائی سید مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ
عنه ان پر جزع و فزع و دکھ و درد کی وجہ سے اپنے جدا مجد موسیٰ بن جعفر صلوٰ
اللہ علیہ کے مشہد اور مزار پر چلے گئے کیونکہ ان میں طاقت و توانائی تیس تھی
کہ اپنے بھائی کے جنازہ اور ان کے دفن ہونے کو دیکھ سکیں اور ان کی نماز
جنازہ فرما ملک ابو غالب نے پڑھائی اور پھر خود دن کے آخری حصہ میں سید
مرتضیٰ کے پاس مشہد کا غمی سلام اللہ علی مشرفین گئے اور انہیں گھر کی طرف لازمی
طور پر واپس جانے پر مجبور کیا۔

اور مجھے بہت زیادہ رقت طاری ہوتی ہے جناب عباس کی والدہ گرامی
فاطمہ ام البنین رضی اللہ عنہا کے مرثیہ سے کہ جسے ابو الحسن انفص نے شرح کامل
میں پیش کیا ہے اور وہ محذرہ ہر روز جنت البقیع کی طرف نکلتی تھیں اور
ان کا مرثیہ پڑھتیں اور ان کے بیٹے حبیب اللہ کو اٹھائے ہوتے پس ان کا مرثیہ
سننے کے لیے اہل مدینہ جمع ہو جاتے اور ان میں مروان بن حکم بھی ہوتا پس
اندو حناک ہو کر روتے وہ مذہب اس محذرہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہوتا یا

یا من رأی العباس علی جمامیسر النقد و دراعه من ابنا و جیلا
 کل لیث ذولید و انیشت ان ابنی احبیب براسه مقطوع ید و یدی
 علی شبلی امال و براسه ضرب العمد و لو کان سیفک فی یدیک
 لسا دنی عنه احد۔ اے وہ کہ میں نے شیر کو دیکھا ان بیٹروں کی جماعتوں
 پر حملہ کرتے جن کے پاؤں چھوٹے اور پہرے قیغ تھے اور اس کے پیچھے حیدر
 کے بیٹے تھے جو ہر ایک شیر تھا تہہ بہ تہہ بیٹھے ہوئے گردن کے بالوں والا مجھے
 خیر دی گئی ہے کہ میرے بیٹے کے سر پر ضرب لگی ہے اور اس کا ہاتھ بھی کٹ
 گیا ہے ہائے افسوس میرے شیر بچے پر جس نے اپنے سر کے ساتھ عمری ضرب
 کو چھیرا اگر تیری توار تیرے ہاتھوں میں ہوتی تو اس کے قریب نہ آتا۔
 نیز اسی خاتون کے اشعار ہیں

لا ید عونی ویک ام البنین و تن کرینی بلیوت العربین
 کانت بتون لی ادعی ہلم و الیوم اصحت و لا من بنین
 اوبعدہ مثل نسور الربی و قد واصلوا الموت بقطع الوتین
 تنازع الخرصان اشلاہم و کلہم امسی صریعا طعین
 یالیت شعری اکما اخبر واء بأن عیاسا قاطیع الیمین
 دے ہو تجھ مجھے ام البنین کہہ کر نہ پکار کہ اس سے مجھے تو ہمیشہ کے شیر یاد
 دلاتی ہے تھے میرے بیٹے کہ جن کی وجہ سے میں پکاری جاتی تھی آج میں اکیلی
 رہ گئی ہوں اور بیٹے نہیں ہیں چار تھے ٹیڈوں کی گھروں ایسے جنہوں نے شاہ رگ
 کے گٹنے سے موت سے وصال کیا ہے نیز وہ نے ان کے اعضاء و جوارح میں
 نزاع کیا پس ان میں سے ہر ایک نیزہ زنی سے پچھاڑا گیا ہے ہائے افسوس کیا

ایسے ہے جیسا کہ مجھے لوگوں نے خبر دی ہے کہ عباس کا دایاں (بایاں) بازو کٹ گئے تھے غموں و احزان کی آگ کا بھر کٹا فاطمہ علیہا السلام کے مرثیہ کے ذکر سے جبرائیل نے اپنے باپ پر کیا جبرائیل اور جنوں کے سردار تھے۔

موصوف کہتے ہیں جب میں نے ام البنین کا مرثیہ ذکر کیا تو میرے دل میں آیا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے جو اپنے باپ کا مرثیہ کہا ہے اسے بھی ذکر کروں بعد اس کے کہ ہم ان کے کچھ حزن و ملال و گریہ و بکا کا تذکرہ کرتے ہیں۔

آپ کو معلوم رہے میں وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی رحلت ہوئی تو مدینہ ایک ہی چیخ و پکار بن گیا پس نہیں تھا اس میں کوئی مگر رونے والی عورت اور مذہب کرنے والا مرد اور مذہب کرنے والی عورت اور آپ کی مصیبت سب سے زیادہ آپ کے پاکیزہ اہل بیت پر تھی خصوصاً آپ کے چچا زاد اور بھائی امیر المومنین صلوات اللہ علیہ پر پس آپ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات سے وہ مصیبت نازل ہوئی تو گمان نہیں کہ اگر پہاڑ اسے اٹھاتے تو برداشت کر سکتے اور آپ کے اہل بیت میں سب سے زیادہ حزن و ملال ہماری سردار مظلومہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو تھا ان پر آتا حزن و ملال وارد ہوا کہ جسے اللہ عز و جل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور ان کا حزن و ملال اور گریہ و بکا تازہ و صحت و شدید ہو رہا تھا نہ ان کا کراہنا ساکن ہوتا تھا اور نہ ہی ان کے رونے کی آواز میں سکون آتا تھا اور جو نیا دن آتا تھا ان کی بکا و گریہ پہلے دن کی نسبت زیادہ ہوتا۔

ایک دن جناب سیدہ نے فرمایا میں چاہتی ہوں کہ میں اپنے باپ کے

مؤذن کی آذان کی آواز سنوں یہ بات بلال تک پہنچی اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد آذان کہتی پھوڑ دی تھی۔ پس انہوں نے آذان کہنی شروع کی جب ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کہا تو جناب سیدہ علیہا السلام کو اپنے باپ اور ان کا زمانہ یاد آیا پس گریہ پر قابو نہ پاسکیں جب بلال اپنے قول اشہد ان محمد ام رسول اللہ۔ تک پہنچے تو فاطمہ سلام اللہ علیہا نے پیچ ماری اور منہ کے بل گمہ پڑیں اور بیہوش ہو گئیں پس لوگوں نے بلال سے کہا رک جاؤ اسے بلال رسول اللہ کی بیٹی دیا سے جدا ہو گئیں اور انہیں گمان ہوا کہ آپ فوت ہو گئیں پس بلال نے آذان توڑ دی اور اسے مکمل نہ کیا جب جناب فاطمہ علیہا السلام کو آفاقہ ہوا تو بلال سے خواہش کی کہ وہ آذان کو مکمل کریں تو بلال نے ایسا نہ کیا اور عرض کیا کہ اے خواتین کی سرور! مجھے اس چیز سے خوف ہے جو آپ اپنے نفس پر وارو کر لیتی ہیں جب میری آذان کی آواز سنتی ہیں پس جناب سیدہ نے انہیں معاف کر دیا اس سے

راوی کہتا ہے کہ آپ باپ کے بعد ہمیشہ سر پر ٹپی باندھے رہتیں اور مکرور جسم ہو گئیں آپ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو گئیں ہر وقت آنکھوں میں آنسو رہتے دل جلتا رہتا لعلہ بلعجم پر غشی طاری ہو جاتی اور اپنے دونوں بچوں سے کہتیں کہاں گئے تمہارے وہ بابا تو تمہاری عزت و اکرام کرتے اور یکے بعد دیگرے تمہارے اٹھائے رکھے کہاں ہیں وہ تمہارے باپ کہ جو سب سے زیا دہ تم پر شفیق و مہربان تھے جو تمہیں زمین پر نہیں چلنے دیتے تھے اور میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا کہ اس دروازے کو کھولتے مگر یہ تمہیں کندھوں پر اٹھائے ہوئے جیسا کہ ویسے بھی تمہارے ساتھ ان کا یہی عمل تھا۔

پس آپ اسی طرح تھیں جیسا کہ ان کے ان دونوں کے بارے میں ان کے والد گرامی نے خبر دی تھی عزون و مکروب اور روتی و گریہ کرتی ہوئیں کبھی اپنے گھر سے وحی کے منقطع ہونے کا ذکر کرتیں اور کبھی اپنے والد کی جدائی کو یاد کرتیں اور جب رات بھا جاتی تو وحشت غسوس کرتیں اس آواز کو مفقود یا کر کہ جو ان کی سنتی تھیں جب آپ تہجد میں قرآن کی تلاوت کرتے پھر اپنے آپ کو ذیل دیکھتیں بعد اس کے کہ باپ کے زمانہ میں عزیز و محترم تھیں اور اپنے باپ کا مرثیہ پڑھتے ہوئے کہتیں اذا اشتد شوقی زرت قبرك يا كياء النوح واشكو لا اراك مجاولی۔ حیا ساکن المصراء علمتی البكاء و ذکرک انسانی جمیع المصائب۔ فان كنت غنی فی الدربا یمقبا ۛ فما كنت عن قلبی الحزین بغائب جب میرا شوق شدت اختیار کر لیتا ہے تو میں روتے ہوئے تیری قبر کی زیارت کرتی ہوں میں نوحہ کرتی ہوں اور تجھ سے شکایت و گلہ کرتی ہوں لیکن تجھے جواب دیتے نہیں دیکھتی اے صہراؤ مٹی میں رہنے والے تو نے ہی مجھے رونا سکھایا ہے اور میری یاد نے مجھے تمام مصائب بھلا دیئے ہیں اگرچہ تو مجھ سے مٹی میں غائب ہو گیا ہے لیکن تو میرے عزون دل سے غائب نہیں ہے نیز یہ بھی انہیں نے اپنے باپ کے مرثیہ میں اشعار کہے ہیں جیسا کہ شیخ جمال الدین یوسف شامی کی کتاب الدر النظیم میں ہے۔

قل للمغیب تحت اُتواب الثریٰ ان کنت تسمع صغرتی و نداء یتیا
صبت علی مصائب لوانہما ۛ صبت علی الایام صرن لیا لیا
قد کنت ذات حمی بظل محمد ۛ لا اخش من ضمیم وکان محالیا

فاليوم اخضع الذليل و اتقى ء ضيبي و ادفع ظالمي بردائيا
فاذا بكت قمرية في ليلها ء شجينا على غصن بكيت صليبا
فلا جعلن الحزن بعد الاموتى ء ولا جعلن الدمع فيك و شاحيا

کہہ دے مٹی کے لباس کے نیچے غائب ہونے والے سے اگر تو میری پیچ و پکا
اور نہ استسا ہے تو مجھ پر وہ مصیبتیں پڑیں ہیں کہ اگر وہ دونوں میں پڑتیں تو سیاہ
راتیں ہو جاتے ہیں غم کے سائے میں محفوظ تھی اور میں کسی ظالم سے نہیں ڈرتی
تھی اور آپ میرے لیے حفاظت گاہ تھے لیکن آج میں ایک ذلیل کے سامنے
خضوع کرتی ہوں اور اپنے اوپر ظلم ہونے سے ڈرتی ہوں اور اپنے اوپر ظلم
کرنے والے کو اپنی رواد چادر سے روکتی ہوں جب قمری غم اندوہ سے رات
کے وقت روکتی ہے کسی ٹہنی پر تو میں صبح کو روتی ہوں میں نے تیرے بعد خزن و
ملال کو اپنا مونس و مددگار بنالیا ہے اور تیرے بارے میں آنسو کو اپنا ہتھیار
بنایا ہے۔

شیخ علی بن محمد غزالی نے محمود بن لبید سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی رحلت ہوئی تو جناب طاہرہ علیہا السلام
شہداء کی قبور پر آئیں اور جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کو قبر پر آئیں اور وہاں
روئیں ایک دن میں جناب حمزہ کی قبر پر آیا تو میں نے جناب سیدہ کو وہاں
روتے دیکھا میں نے اتنا انتظار کیا کہ انہیں سکون آجائے تو میں ان کے پاس
آیا اور سلام کیا اور عرض کیا اے خواتین کی سیدہ و سردار خدا کی قسم آپ کے
رونے سے میرے دل کی رگ کٹ گئی ہے تو آپ نے فرمایا اے ابو عمر میں نے
کام حق رکھتی ہوں کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ جیسا بہترین باپ پایا

واشوقاۃ الی رسول اللہ - کتنا شوق ہے مجھے رسول اللہ کی بارگاہ میں جانے کا پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا (اذا مات یوم امیت قل ذکرہ و ذکر الی مذا مات واللہ اکثر۔ جب کسی دن مرجاتا ہے تو اس کا ذکر کم ہو جاتا ہے لیکن میرے باپ جس دن سے فوت ہوئے ہیں ان کا ذکر بڑھتا جا رہا ہے۔

اور محقق رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مقبر میں اور شیخ شہید (قدہ) نے الذکر میں کہا ہے روایت ہے کہ اس محذره صلوات اللہ علیہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر کی مٹی سے مٹی بھر مٹی لی اور اسے اپنی آنکھ پر رکھا اور کہا ”ما ذا علی المثلثم تریۃ احمداء ان لایشم مدی الزمان غو الیاء صت علی مصائب لو انہما صبت علی الایام صرن لیا لیا۔“

جو شخص احمد مجتبیٰ کی قبر کی مٹی کو سونگھے تو اسے ضرورت نہیں کہ وہ مدت تک خوشبو نہ سونگھے مجھ پر اتنی مصیبتیں پڑیں کہ اگر دنوں میں پڑتیں تو راتیں ہو جاتے۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے آپ کی پاکیزہ مٹی کے ساتھ وہ کچھ کیا جو گلاب دریا خان سے کیا جاتا ہے نبی اکرم سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پاس دریا خان (کوئی خوشبودار پودا آئے تو اسے وہ سونگھے اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھے کیونکہ وہ جنت میں سے ہے۔

اور یہاں مناسب ہے اس چیز کا ذکر کہ جسے شیخ جمال الدین بوسف شامی محقق کے شاگرد نے قدس اللہ وجہانہ شام بن محمد سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب حسین علیہ السلام کی قبر پر پانی چھوڑا گیا تو چالیس دن کے بعد پانی زمین کے اندر چلا گیا اور قبر کا نشان و اثر مٹ گیا پس ایک اعرابی نبی اسد میں سے آیا اور وہ شروع ہوا ایک ایک مٹی بھرنا اور اسے سونگھتا یہاں تک کہ

وہ حسین علیہ السلام کی قبر پر جا پڑا تو جب اسے سونگھا تو رو پڑا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ کس قدر خوشبو ہیں اور کس قدر آپ کی قبر اور آپ کی تربت خوشبو دار ہے پھر اس نے یہ شعر پڑھا شروع کیا

(ارادوا لیخفوا قبرہ عن ولیہ وحبیب تراب القبر وذل علی القبر)
انہوں نے پچھا کہ اس کے دوستوں سے اس کی قبر کو غفی کر دیں حالانکہ قبر کی مٹی کی خوشبو قبر کی طرف رہنمائی کرتی ہے

مولف کہتے ہیں میں نے نفس المہموم میں ذکر کیا ہے کہ متوکل نے قبر حسین علیہ السلام پر ہل چلائے اور قبر کو مٹانے اور اس کے گرد کے مکانات کو خراب کرنے کا حکم دیا تھا پس انہوں نے اس پر ہل چلائے اور اس کے گرد پانی چھوڑا اور ہتھیار بند سپاہی کھڑے کئے ایک چوتھی اور دوسروں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہوتا کوئی زائر زیارت نہ کرتا مگر یہ کہ اسے گرفتار کر کے متوکل کے پاس بھیجتے تھے۔

ابوالفرج کتاب ہے فجر سے محمد بن حسین اثنانی نے بیان کیا وہ کتاب خوف کی بناء پر میں زیارت حسین علیہ السلام سے ان دنوں بعید العہد ہو گیا تھا پھر میں نے اپنے نفس کو اس خطرے میں ڈال کر یہ عمل کیا اور عطار بن یس سے ایک شخص نے بھی میری اس سلسلہ میں مساعدت اور مدد کی پس ہم دونوں زیارت کے لیے نکلے دن کو ہم چھپے رہتے اور رات کو چلتے یہاں تک کہ ہم غازیہ کے فوجی علاقہ میں پہنچے اور وہاں سے آدھی رات کے وقت نکلے اور ہم دو چوبیسوں کے درمیان سے چلے جب کہ ہتھیار بند سپاہی سوئے ہوئے تھے یہاں تک کہ ہم قبر مبارک پر آئے تو وہ ہم سے غفی ہو چکی تھی پس ہم علامتوں سے اسے پہچانتے

اور درست راستہ تلاش کرتے یہاں تک کہ ہم اس تک پہنچ گئے جب کہ وہ صندوق
جو قبر کے گرد تھا اکھاڑا جا چکا تھا اور اسے جلا دیا گیا تھا اور قبر پر پانی
چھوڑا ہوا تھا پس اینٹوں والی جگہ دھنس گئی تھی اور صندوق ایسی ہو گئی تھی پس ہم
نے زیارت کی اور اس پر منہ کے بل گر پڑے۔ اور اس سے ہم ایسی خوشبو
سونگھی تھی تو میں نے اس عطار سے کہا جو میرے ساتھ تھا یہ کونسی خوشبو ہے
تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس قسم کا کوئی معطر نہیں سونگھا پس ہم نے وداع
کیا اور قبر کے گرد کچھ علامتیں قرار دیں چند ایک جگہوں پر تو جب متوکل یمن
مارا گیا تو ہم طالبین اور شیعوں ہیں ایک جماعت کے ساتھ جمع ہوئے یہاں تک
کہ ہم قبر تک آئے اور وہ علامات نکالیں اور اسے دوبارہ اسی جگہ پر رکھا
جہاں وہ تھی۔

مولف کہتے ہیں پس وہ جناب صلوات اللہ علیہ کس قدر حقدار ہیں اس بلند
فقرے کے جو آپ کی زیارت شریفہ میں ہے اشمہد لقد طیب اللہ بک التراب
واضع بک الکتاب میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے وہ مٹی خوشبو دار و
پاکیزہ ہوئی اور آپ کے ذریعہ کتاب خدا کی وضاحت ہوئی۔

”تمہیں
فرمائش بی بی فاطمہ“

میں نے اپنے سید و سرور شہید اجل السید نصر اللہ حائری قدس روحہ
کے دیوان میں دیکھا کہ کہ ان سے اہل بحر میں حماہا اللہ عن ملوارة الزمان
میں سے ایک ان کے نزدیک قابل وثوق شخص نے حکایت بیان کی کہ بعض اخبار
وصالح شخص نے عالم خواب میں جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو ہم ستر عورتوں کے

زمرہ میں دیکھا اور وہ حسین مظلوم پر ایک شعر کے ساتھ نوہر پڑھ رہی تھیں اور وہ اس طرح تھا - واحیناہ ذبیحامن قفاء واحیناہ غسیلا بالدماء - واحیناہ کہ جسے پس گردن شہید کیا گیا واحیناہ کہ جسے خون سے غسل ملا - اور اسی کے مشابہ ہے وہ حکایت جو بعض دوا دین سے منقول ہے کہ نیک اور لمحاء میں سے ایک شخص نے عالم خواب میں دیکھا ہماری سیدہ و سرور فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو کہ وہ اس سے فرما رہی ہیں ایک کے نیک موابیوں میں سے کسی ایک شاعر کو کہجے کہ وہ سید الشہداء کا مرثیہ کہے کہ جس کا پہلا شعر یہ ہو (من غیر جرم الحسین یقتل - بغیر جرم کے حسین قتل کیے جاتے ہیں تو سید مائری مذکور نے عذومہ کے حکم کا امثال کرتے ہوئے مرثیہ کیا من غیر جرم الحسین یقتل و بالدماء جسمہ یغسل الخ حسین بغیر جرم و خطا کے مارے گئے اور خون سے ان کے بدن کو غسل دیا گیا (دارالسلام میں پورا مرثیہ رویا و منام کی فصل میں موجود ہے - کتاب اغانی کی ساتویں جہز کے ابتداء میں ہے سید حمیری کے واقعات میں ہے اور تمیمی نے ذکر کیا ہے اور وہ علی بن اسماعیل ہے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ میں ابو عبد اللہ جعفر بن محمد علیہ السلام کے ہاں موجود تھا کہ اچانک آپ کے دربان نے سید حمیری کو اذن دخول دیا پس آپ نے حکم دیا اس کو لے آنے کا اور آپ نے اپنے اہل حرم پر دس کے پیچھے ٹھہرائے سید آیا اور سلام کہہ کے بیٹھ گیا - تو آپ نے اسے اشعار پڑھنے کے لیے کہا تو سید نے اپنے اس قول سے پڑھنا شروع کیا -

امرو علی جدت الحسین و قتل الاعظم الزکیۃ - گذشتہ حسین کی قبر سے اور ان کی

پاکیزہ بڈیوں سے کہہ اُ اعظما الا زلت من ع و طفاء ساکبۃ رویہ اے بڈیاں
ہمیشہ ریتے والے یا دل سے سیراب رہو۔

واذا امرت بقبرۃ فاطل بہ وقف المطیہ جب اس قبر سے گورے تو وہاں
طول دے اور سواری کو روک لے۔

وابک اعظم للمطہر والمطہرۃ النقیۃ اور رلا پاکیزہ کو پاکیزہ مرد اور پاک
صاف خاتون کے لیے۔

کیکاء معولۃ انت و یوما واحدہا المنیۃ مثل اس عورت کے بلند آواز سے روتے
پر کہ جس کا اکلوتا بیٹا مر گیا ہو۔

راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ جناب جعفر بن محمد علیہ السلام کے آنسو آپ کے رخساروں
پر ڈھل رہے ہیں اور آپ کے گھر سے بھی چیخ و پکار اور گریہ و زاری کی آواز بلند
ہے یہاں تک کہ آپ نے رک جانے کا حکم دیا تو سید رک گئے۔

(شیخ ابن قویہ قمی قدس الشہ روحہ نے ابو ہارون مکیوف (نابینا) سے
روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت ابو عبد اللہ صادق کی خدمت میں حاضر
ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اشعار (ذکر حسین) کے پڑھو تو میں نے شعر پڑھنے
شروع کئے آپ نے فرمایا نہیں اس طرح شعر اور مرثیہ حسین پڑھو جس طرح آپ کی
قبر کے پاس پڑھتے ہو پس میں نے آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھے

امر علی جدن الحسین فقل عظم الزکیہ۔ گور حسین کی قبر سے اور ان کی پاکیزہ بڈیوں
سے کہہ۔ جب آپ روئے تو میں رک گیا آپ نے فرمایا اور پڑھو پس میں نے پڑھا
پھر فرمایا مزید پڑھو وہ کہتا ہے میں نے یہ اشعار پڑھے یا مریم قومی واندبی
مولاء و علی الحسین ناسعدی بیکالہ اے مریم کھڑی ہو جا اور اپنے مولا کا مذہب کہہ

اور حسینؑ پر اپنے رونے کے ساتھ مدد کرنا راوی کہتا ہے کہ آپؑ نے گریہ کیا اور عورتوں میں علیؑ جان بپا ہوا راوی کہتا ہے جب وہ خاموش ہو گئیں تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہارونؓ جو حسینؑ کے بارے میں اشعار پڑھے اور میں آدمیوں کو رلائے تو اس کے لیے جنت ہے پھر آپؑ ایک ایک کرتے گئے یہاں تک کہ ایک تک پہنچے اور فرمایا جو حسینؑ کے بارے میں اشعار پڑھے پس ایک ہی شخص کو رلائے تو اس کے لیے جنت ہے پھر فرمایا جو آپؑ کا ذکر کرے اور آپؑ کو یاد کرے اور رلائے تو اس کے لیے جنت ہے (حاشیہ)



نویں فصل

شیخ ابو محمد عبد الملک بن ہشام بصری نزیل مصر جو مصر میں ۲۱۳ھ دوسو تیرہ
یاد و سواٹھارہ میں فوت ہوئے انہوں نے کتاب السیرۃ النبویہ میں کہا ہے عدی
بن حاتم سے روایت ہے راوی کہتا ہے کہ عدی کہا کرتا تھا ان باتوں میں سے
جو مجھ تک پہنچی تھیں یہ کہ کوئی شخص عرب میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
کے لیے زیادہ ناپسندیدہ جب اس کا ذکر سنتے مجھ سے زیادہ نہیں تھا لیکن میں
ایک شریف مرد تھا اور نصرانی مذہب پر تھا اور میں اپنی قوم میں مریع پرچتا
تھا (یعنی غنیمت و منفعت کا چوتھا حصہ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کے
سرداروں کی عادت تھی) پس میں اپنے نفس میں ایک دین کا پیر و تھا اور اپنی
قوم کا بادشاہ تھا اس بنا پر جو مجھ سے سلوک ہوتا تھا جب میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے سنا تو میں نے انہیں ناپسند کیا اور میں نے اپنے
عربی غلام سے کہا جو کہ میرے اونٹ پر آیا کرتا تھا تیرا باپ نہ ہو میرے بیٹیا
رکھ میرے اونٹوں میں سے تیز رفتار موٹے تارے چند اونٹ اتہیں میرے قریب
رہ کے رکھ جب تو سنے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا لشکر اس علاقہ کو روند رہا ہے
تو مجھے خبر دینا پس اس نے مذکورہ پر و گرام پر عمل کیا اور پھر ایک صبح میرے پاس
آیا اور کہا اے عدی جو کچھ آپ کرنے والے ہیں اس وقت جب محمد کے گھوڑے

آپ کو ڈھانپ لیں وہ ابھی کیجئے کیونکہ میں نے کچھ جھنڈے دیکھے ہیں اور ان کے بارے میں سوال کیا ہے تو لوگوں نے بتایا ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے لشکر ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ میرے اونٹ میرے قریب لے آؤ پس وہ انہیں قریب لایا پس میں نے اپنی بیوی بچوں کو ان پر سوا دیا اور کہا کہ اپنے دین والوں کے ساتھ جو کہ نصاریٰ ہیں شام میں بٹال پس میں ایک گناہ اور قطع رحمی کا کام کیا اور حاتم کی ایک بیٹی کو وطن میں چھوڑ گیا جب میں شام میں پہنچا تو وہاں قیام کر لیا اور میرے پیچھے رسول اللہ کے گھوڑے آتے ہیں تو جن کو قید کرتے ہیں ان میں حاتم کی بیٹی بھی تھی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں لے جاتے ہیں قبیلہ طی کے قیدیوں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف بھاگ جانے کی خبر سن چکی تھی وہ کتا ہے پس حاتم کی بیٹی قرار دی گئی اس باڑے میں جو مسجد کے دروازے کے ساتھ تھا اور قید اس میں رکھے جاتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ حاتم کی بیٹی کے قریب سے گزرے تو وہ ان کے لیے کھڑی ہو گئی اور وہ قفل مندا اور درست رائے رکھی تھی اس نے کہا اے اللہ کے رسول باپ مر گیا اور سر پرستی کرنے والا کم ہو گیا مجھ پر احسان کیجئے خدا آپ پر احسان کرے تو آپ نے فرمایا تیرا والد تو لم پرست کون ہے اسی نے کہا کہ حدی بن حاتم آپ نے فرمایا جو اللہ ادا اس کے رسول سے بھاگ گیا ہے وہ کہتی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ غصے چھوڑ کر چلے گئے یہاں تک کہ جب دوسرا دن آیا تو آپ میرے قریب سے گزرے تو میں آپ سے ہی گزارش دہرائی اور آپ نے غصے وہی کچھ کہا جو کل کہا تھا وہ کہتی ہے کہ جب تیسرا دن آیا تو آپ پھر میرے قریب سے گزرے جب کہ میں آپ سے مایوس ہو چکی تھی تو میری طرف اس مرد نے اشارہ کیا جو آپ کے پیچھے پیچھے تھا کہ اٹھ کر آپ سے اپنی بات کرو وہ کہتی ہے

پس میں اٹھ کر ان کے پاس گھا اور کیا رسول اللہ یاب مر گیا اور سر پرستی کرنے والا غائب و گم ہو گیا ہے پس مجھ پر احسان کیجئے خدا آپ پر احسان کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا میں نے کہا ہے یہاں سے نکلنے میں جلدی نہ کر جب تک تیری قوم کا کوئی ایسا فرزند نہ مل جائے جو تیرے نزدیک قابل و ثوق ہو تاکہ وہ تمہیں تمہارے علاقہ میں پہنچا دے تو پھر مجھے اطلاع دینا پس میں نے کسی سے پوچھا اس مرد کے بارے میں جس نے میری طرف اشارہ کیا تھا کہ میں آنحضرت سے بات کروں تو مجھے کہا گیا کہ یہ علی بن ابی طالب ہیں پس میں وہاں رہی یہاں تک کہ ایک قافلہ بلی قبیلہ یا قصاصہ کا آیا وہ کہتی تھی کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنے بھائی کے پاس جاؤں شام میں پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک گروہ میری قوم کا آیا ہے کہ جن میں میرے نزدیک قابل و ثوق اور مجھے میرے مقصد تک پہنچانے والے موجود ہیں وہ کہتی ہے پس رسول اللہ نے مجھے لباس پہنایا اور سواری دی اور سفر خرچہ دیا پس میں ان کے ساتھ مدینہ سے نکلی اور اثنائاً آئی انتہی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی سیرت دیکھنے کفار کے ساتھ اور حضرت کے اس قول کی طرف کہ اگر مو، کریم کل قوم بر قوم کے کریم و شریف کی عزت کرو پھر آپ کے اہل بیت کے ساتھ نبی امیہ کی بیعت کو دیکھو۔

اہل سیرت نے کہا ہے کہ حسین علیہ السلام کے اہل و عیال ابن زیاد کے دربار میں داخل کئے گئے کہ جن میں سے ایک زینب بنت علی بھی تھیں جو متفکر اور اجنبی شکل میں داخل ہوئیں اور انہوں نے گھٹیا قسم کا لباس پہنا ہوا تھا پس آپ چلتی ہوئیں قہر الامارہ کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گئیں اور انہیں ان کی کنیزوں نے گھبرایا

تو ابن زیاد نے کہا یہ کون ہے جو ایک طرف جا بیٹھی ہے اور اس کے ساتھ اس کی عورتیں اور کنیزیں ہیں جناب زینب نے اسے کوئی جواب نہ دیا اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ اپنی بات کا اعادہ کیا اور آپ کے بارے میں سوال کیا تو آپ کی کنیزوں میں سے ایک نے کہا حدہ زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ یہ اہل قافلہ کی بیٹی ہیں کہ جو رسول اللہ کی بیٹی تھیں پس ابن زیاد اس عجزہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا الحمد للہ الذی خضعکم و قتلکم و الذی احدثکم محمد ہے اس خدا کی جس نے تمہیں رسول کیا اور تمہیں قتل کیا اور تمہارے اہل خانہ کو جھوٹا کر دکھایا تو جناب زینب نے فرمایا الحمد للہ الذی اکرمتنا بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ والہ و طهرنا من الرجس انما یفتضح الفاسق و یکذب الفاجر و هو غیرنا و الحمد للہ محمد ہے اس خدا کی جس نے ہمیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذریعہ عزت بخشی اور ہمیں ریس و پلیدگی سے پاک رکھا جو پاک رکھنے کا حق ہے رسول تو فاسق ہوتا اور جھوٹ فاجر بولتا ہے اور وہ ہمارا غیر ہے اور محمد اللہ ہی کے لیے (ہے) ابن زیاد کہنے لگا کس طرح تم نے اپنے اہل بیت کے ساتھ اللہ کا فعل و سلوک کرنے دیکھا تو آپ نے فرمایا میں نے جو کچھ بھی دیکھا جس میں داغ و بیکھا یہ ایک قوم تھی کہ جن پر اللہ نے قتل ہونا لکھ دیا تھا پس یہ اپنی قبروں اور بیٹھنے کی جگہوں کی طرف نکلے اور مقترب اللہ تھے اور انہیں اٹھا کر لے گا پس تم سے نزاع اور ٹھیکڑا ہو گیا اور تجھ سے غاصحت و عماکہ ہو پس دیکھ کر کامیاب کسے ہوتی ہے تیری ماں تیرے غم میں روئے اسے مر جانے کے پوت پس ابن زیاد و غصہ میں آگیا اور شیخ پا ہو گیا۔

مؤلف کہتے ہیں اسے ننگ عاود دلایا زینب سلام اللہ علیہا نے اس کی ماں مر جانے کے ساتھ کہ جو مشہور زانیہ و بدکار تھی کہ جس کی طرف جناب زینب کے پاس

سلام اللہ علیہ اشارہ کیا میثم تمار کے بارے اپنے ارشاد میں اذولیاخذتک العتد
الزینم ابن الامۃ الفاجرة عبید اللہ بن زیادؓ مقرر تھے کہ قمار کریگا سرکش کہنے (منہ بولا
بیٹا) جو قمار بدکار کنیز کا بیٹا ہے عبداللہ بن تریاد اور اسی کی طرف اشارہ کیا
ہے سراقہ باہلی نے اس بیت میں (لعن اللہ حدیث حل زیادؓ وابنہ العجوز ذات البعل
خدا لعنت کرے زیادہ وہ جہاں کہیں اترے اور اس کے بیٹے پر اور اس بڑھیا پر کہ
جس کے کٹی شوہر بیک وقت تھے جیسا کہ جناب زینب نے یزید کو عار دلائی کہ اس کی
نسبت اس کی داوی ہند کی طرف ہے جو عجب خوارہ ہے اپنے اس خطبہ میں جو یزید
کے دربار میں دیا جہاں آپ نے کہا وکیف یرتبی مراقبۃ من لفظ خورۃ الکید
الازکیاء ونبت لحمہ من دعاء الشہداء۔

اور کس طرح احتیاط و نگہبانی اور پاسداری کی امید اس شخص سے رکھی جاسکتی
ہے کہ جس کے منہ تے پاکیزہ لوگوں کے جگر اگلے اور جس کا گوشت شہداء کے خون
سے اگلا اور جو شخص اس تعبیر میں غور و فکر کرے تو جان سکتا ہے کہ آپ نے کس طرح
سے یزید یمن کے دل کو جلایا اور خدا سے رسوا کرے اور اس پر لعنت کرے اور
کس طرح اسے کلام کرنے سے گونگا کر دیا اور یہ اس لیے کہ یزید نے خندف ایلاس
بن مصر کی زوجہ مدد کر جو کہ قریش کے اجداد میں سے ایک ہے کی ماں کے ساتھ فخر کیا
کیا تھا اپنے اس قول میں ”لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد
ماکان فعل“ میں خندف کی اولاد سے نہیں اگر میں محمدؐ نے جو کچھ کیا تھا اس کی
اولاد سے اس کا انتقام نہ لوں ”گیا جناب زینب نے اس سے کہا کہ خندف کا
مندکہ چھوڑ دو کہ تیرے اور اس کے درمیان تیرہ پشتوں کا فاصلہ ہے بلکہ اپنی سگی داوی
ہند اور اس کے کردار و افعال کا ذکر کرو۔

دسویں فصل

بعد از کربلا

جناب حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام جلیل القدر شخص تھے جو کہ اپنے زمانہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام کے حدیثات کے متولی تھے اور ان کا جناح کیسا تھا بھی ایک واقعہ ہے اور وہ اپنے چچا حسین کے ساتھ کربلا میں بھی شریک ہوئے جب حسین شہید ہو گئے اور آپ کے پسماندگان کو قید کیا گیا تو اسماعیل بن جعفر آیا اور اس نے انہیں قیدیوں میں سے نکال لیا اور بعض کہتے ہیں کہ حسن بن حسن بھی قید ہوئے اور انہیں اتنے زخم لگے تھے کہ جن کی وجہ سے وہ موت کے کنارے پہنچ گئے تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ انہوں نے اپنے چچا سے ان کی دو بیٹیوں میں سے ایک کی خواستگاری کی تو آپ نے ان سے کہا ان دونوں میں سے جو تمہیں زیادہ اچھی لگے اسے انتخاب کر لو پس حسن بن حسن کو شرم آگئی تو ان کے چچا نے ہی ان کے لیے جناب فاطمہ بنت الحسین کا انتخاب کیا کیونکہ وہ ان دونوں بہنوں میں سے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔

جب حسن بن حسن کی وفات ہوئی تو ان کی عمر پینتیس سال تھی اور ان کی زوجہ جناب فاطمہ بنت الحسین نے ان کی قبر پر پختہ نصب کیا اور وہ جناب دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو عبادت کرتی رہیں ایک سال تک یہ بات شیخ مفید اور بہت سے شیعہ اور سنی علما نے نقل کی ہے اور یہ چیز شائع اور عام تھی ان محترم خواتین میں جو

غزوہ مہربان تھیں۔

ابن اثیر نے جناب رباب زوجہ عمرہ امام حسین کے بارے میں کہا ہے کہ وہ آپ کے بعد ایک سال زندہ رہیں کسی مکان کی چھت نے ان پر سایہ نہیں کیا یہاں تک کہ لاغر و ضعیف ہو گئیں اور اسی غم و دکھ میں فوت ہو گئیں اور بعض نے کہا ہے کہ جناب رباب نے حسین کی قبر پر ایک سال قیام کیا اور پھر مدینہ کی طرف واپس آئیں اور آپ پر غم و افسوس کرتے فوت ہو گئیں انتھی

اور حکایت ہے کہ جب بید بن ربیعہ شاعر (جو حزام جناب ام البنین کے والد کے چچا وہ ام البنین جو ماں ہیں جناب عباس بن امیر المومنین علیہ السلام) کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنی دو بیٹیوں کو اپنے اوپر سال بھر نوہ کرنے کی وصت کی پس کہا (و نأتمن تنديان بعاقلة في ثقة لا عين منه ولا اثر فقوموا وقولا بالذي تعلمانه ولا تمنشوا وجها ولا تخلقا شعرا الى المحول ثم اسم السلام عليكماء ومن يبك حولا كاملا فقد اعتذر۔

اے دو نوہ کرنے والیوں نہ کہہ کر اس عاقل پر کہ جو قابل وثوق جس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا پس کھڑی ہو جاؤ تم دو نوہ اور اس کے بارے وہ بات کہو جسے تم جانتی ہو اور چہرہ کو نہ خراشنا اور نہ بال کاٹنا ایک سال تک نوہ و زاری کرو پھر تم دو نوہ پر سلام کا نام ہے اور جو مکمل ایک سال روئے تو اس نے ندر پورا کر دیا۔

پس اس کی دو تو بیٹیاں ایک سال مکمل اس پر نوہ کرتی رہیں جب کہ حسین پر ایک سال دن نوہ ہوتا رہا۔

اور حکایت ہے جناب فاطمہ حسن بن حسن کی زوجہ کے جب سال پورا ہو

گیا تو انہوں نے موالی (غلام دھڑبند و تقارب سے کہا جب رات تاریک ہو جائے تو اس نیمہ کو اکھاڑ لینا جب رات تاریک ہوئی اور انہوں نے نیمہ اکھاڑ لیا تو اس بی بی نے کسی کہنے والے کو ستا (ہل وجد دامافقد وا -) کیا اسے پایا جسے منقود پایا تو دو مہر سے جواب دیا (بل یثسوا فانقلبوا) بلکہ یوں ہو کر واپس پلٹ گئے کہتے ہیں پس جناب فاطمہ سے پسید کے شعر سے نقل کیا رالی الحول ثم اسم السلام علیکما ومن بیث حولا کاملا فقد اعتداس - ایک سال تک پھر تم پر سلامتی ہو اور جو ایک سال مکمل روچکے تو اس نے مدد پورا کر دیا۔



jabir.abbas@yahoo.com

گیارہویں فصل

تمثنتہ حالت

معلوم ہونا چاہیے کہ حلب کے قریب ایک مشہد و مزار ہے جو مشہد السقط اور مشہد الدکتہ کے نام سے موسوم ہے جو شہنشاہ پہاڑ پر جو کہ حلب پر مشرف ہے جس میں شیعوں کے مشاہد و مقابر ہیں۔

ان میں سے ایک مقبرہ ہے قطب المحدثین ابن شہر آشوب کا صاحب مناقب کا اور ایک مقبرہ ہے عالم فاضل جلیل القیم سید اجل ابو الکلام ابن زہرہ حسینی حلبی کا اور بنی زہرا کا گھرانہ حلب میں شریف گھرانہ ہے اور ان کے لیے مشہور شریعت ہے۔ اور ایک مقبرہ ہے احمد بن منیر عالمی کا جس کے حالات اہل الادل میں مذکور ہیں اور ان کے علاوہ بھی ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین

اور سقط دہی حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہیں ان کی زیارت سے اسی سال مشرف ہوا ہوں اور یہ سن تیرہ سو بیالیس ہے بیت اللہ رسوا کی زیارت سے دابھی پر اور میں نے مشہد شریف کی عمارت کا مشاہدہ کیا ہے جو بڑے بڑے پتھروں سے انتہائی متقن و محکم بنی ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ حلب میں جو جنگ ہوئی ہے اس کی وجہ سے اس کی دیواریں گر گئی ہیں اور وہ اس وقت گرا ہوا خرابہ کہ جس کی دیواریں اس کی پھتوں پر گر گئی ہیں خادیۃ علی عرو شہا کا سماں ہے۔

حموی نے معجم البلدان میں کہا ہے جو شہنشاہ ایک پہاڑ ہے حلب کے مغربی جانب اور اسی سے ہی سرخ تانبا لیا جاتا ہے اور اس کی کان ہے اور کہا گیا ہے جب سے حسین بن علی علیہما السلام کے قیدی وہاں سے گزرے وہ کان غراب ہو گئی اور حسین علیہ السلام کی ایک بیوی حاملہ تھیں وہاں ان کا بچہ سقط ہو گیا اس پہاڑ میں کام کرنے والوں سے روٹی یا پانی مانگا تو انہوں نے اس خاتون کو برا بھلا کہا اور روٹی پانی نہ دیا پس اس نے بد دعا دی تو اسی وقت سے جو کوئی بھی اس میں کام کرتا ہے اسے نفع نہیں ہوتا اور پہاڑ کے لگے حصہ میں ایک مشہد ہے جو مشہد السقط اور مشہد الدکتہ نام سے مشہور ہے اور سقط کا نام حسن بن الحسن رضی اللہ عنہ رکھا گیا انتہی ۔

مؤلف کہتے ہیں اور اہل حلب انہیں شیخ حسن (م) کی فتح اور شہنشاہ کسرہ والی کی شد کے ساتھ سے تعبیر کرتے ہیں میرے معلومات کے مطابق سب سے پہلے سیف الدولہ حرانی تھے اس کی تعمیر کرائی حیا الدین یوسف بن یحییٰ بن حسین صنعانی متوفی ۷۱۱ھ نے کتاب نسمۃ السمرند کہ من تشیع و شیعہ میں کہا ہے اور سخی اس کی ایک جلد مشہد غروی (نجف اشرف) علی ساکنہ اسلام میں دیکھی ہے اس نے سیف الدولہ کے حالات میں کہا ہے اور ابن علی تاریخ حلب میں کہا ہے کہ سیف الدولہ وہاں ہے کہ جس نے مشہد الدکر جو حلب کے سامنے ہے تعمیر کیا اس بناء پر کہ اس نے اس جگہ فوراً اور روشنی دیکھی جب کہ وہ حلب میں کسی منتظر میں تھا جب صبح ہوئی تو سوار ہو کر وہاں تک آیا اور حکم دیا کہ دوڑے کا پس وہاں ایک پتھر دیکھا جس پر لکھا تھا

هذا المحسن بن الحسين بن علي بن ابي طالب عليه السلام پس عابدین کو جمع کیا اور ان سے سوال کیا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ جب پتھر پر لکھا کہ زمانہ قید پر

کو لے کر حلیہ سے گزرے تو حسین علیہ السلام کی ایک زوجہ کا ایک بچہ یہاں سقط ہوا
توسیف الدولہ نے اس کی تعمیر کرائی اور کہا کہ اللہ نے مجھے اذن دیا ہے اس کی تعمیر
کرنے کا اپنے بچہ کی بیٹی کے نام پر اور وہ بچہ جوش کے نام سے مشہور ہے انتہی۔

چند ایک فوائد

پہلا فائدہ :- معلوم رہے کہ ان افراد میں سے کبر جو امام حسین علیہ السلام
کے ساتھ تھے ان کے اہل بیت ہیں اور قتل نہیں ہوئے تو قتل نہ ہونے والوں میں
ایک محمد بن عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور وہ صاحب فضل و
جلالت تھے۔

ہمارے شیخ اقدم ثقفہ فقیہ اجل ابو صلاح تقی الدین بن نجم حلبی نے تقریب
المعارف سے غمکی میں کہا ہے اور علماء نے عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب
علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ محمد بن عمر بن حسن کو
دیکھا اور یہ وہی ہیں کہ جو حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں تھے اور شیعہ انہیں
ابو جعفر علیہ السلام کے بمنزلہ سمجھتے اور ان کے حق و فضل کو پہچانتے تھے۔

عبید اللہ کہتا ہے کہ میرے باپ محمد بن محمد بن عمر بن حسن سے ابو فلاں کے
بارے میں بات کی تو محمد بن عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے میرے
باپ سے کہا خاموش رہو کیونکہ تم عاجز و ناتواں ہو خدا کی قسم ”وہ دونوں“ البتہ دونوں
حسین علیہ السلام میں شریک ہیں۔

مولف کہتے ہیں اور اس کا باپ محمد بن عمر بن حسن قاسم اور عبد اللہ جو دو توشن کے

بیٹے تھے کی ماں سے تھا اور ان تینوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

شیخ مقبدر نے ارشاد میں کہلے باقی رہا عمر، قاسم اور عبداللہ بن علی علیہما السلام کے بیٹے تیرہ تینوں اپنے چچا حسین بن علی علیہ السلام کے سامنے شہید ہوئے میدان لطف میں خدا ان سے راضی ہوا اور یہ خدا سے راضی ہوں۔

دوسرا فائدہ :- کتاب بحار میں مقصّل بن عمر کی صادق علیہ السلام سے حدیث میں کربلا کی فضیلت میں ہے آپ نے فرمایا وہ ڈول یا طشت کہ جس میں حسین علیہ السلام کے سر کو دھویا گیا اسی میں جناب مریم نے حضرت عیسیٰ کو غسل دیا تھا اور ان کی ولادت کی وجہ سے نور غسل کیا تھا۔

تیسرا فائدہ :- کتاب مکارم الاخلاق میں ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا حسین علیہ السلام اپنے سر پر وہمہ کا خضاب لگاتے تھے اور آپ کے سر میں درد ہوتا تھا اور ہمارے پاس ان کے سر کا لٹا ہوا موجود ہے کہ جس کو آپ اپنے سر پر لپٹتے تھے۔

خاتمہ

اس میں کافی ددانی بند و نصاب اور شافی مواظبتیں۔

اہل منبر اور عباسی مذاہب نے دلوں کو چند ایک چیزوں کی مراعات کرنا چاہیے تاکہ وہ ان افراد میں سے قرار پائیں جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتے ہیں اور اللہ کے بندوں کی ہدایت کی انہیں توفیق دی گئی ہے۔

پہلی۔ خلوص نیت اور دیکار سے اجتناب و احتراز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا جس چیز کا مجھے تم

پر زیادہ خوف ہے وہ چھوٹا شرک ہے عرض کیا گیا چھوٹا شرک کیا ہے اے اللہ کے رسول آپ نے فرمایا ریاکاری آپ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ عزوجل جب بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو کسے گا ان کی طرف جاؤ کہ جن کو دکھانے کے لیے تم دنیا میں مل کر تے تھے کیا ان کے پاس اپنے اعمال کا ثواب پاتے ہو اور حضرت صادقؑ نے عباد بن کثیر بصری سے مسجد میں فرمایا واٹھے ہو تجھ پر اے عباد پچو تم ریاکاری سے کیونکہ جو شخص غیر اللہ کے لیے عمل کرے تو خدا سے اسی کے سپرد کر دے گا جس کیلئے اس نے عمل کیا ہے۔

لہذا واعظ کو چاہیے کہ وہ اپنے وعظ و نصیحت سے اللہ کی ذات اور اس کے حکم کے امتثال و اطاعت کرنے اور اپنے نفس کی اصلاح اور اللہ کے بندوں کو معالم و احکام دین کے ارشاد و ہدایت کرنے کا مقصد و ادا دہ کرے اور اس سے اس کا مقصد مال و دینا نہ ہو ورنہ ان لوگوں میں سے ہو گا جو اعمال کے لحاظ سے زیادہ خسارے میں ہیں کہ جن کی کوشش غم ہو جائے گی دنیا کی زندگی میں حالانکہ وہ گمان کر رہے ہوں گے کہ وہ اچھا اور نیک کام کر رہے ہیں۔

اور اخلاص کا مرتبہ بہت زیادہ مقدار رکھتا ہے اس کی بڑی قدر و منزلت ہے لیکن اس کا معنی و مفہوم بڑا دقیق ہے اس کی طرف ارتقاء اور جانا بہت سخت ہے اس کا طالب دقیق نظر اور مکمل مجاہد اور کوشش کا محتاج ہے اور اسے چاہیے کہ جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرے تاکہ اس کی مثال اس چراغ ایسی نہ ہو جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے آپ کو جلاتا ہے

دوسری - پیچ بولنا

پس حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے کوئی نبی

مبوث نہیں کیا مگر سچ بولنے اور اچھے بہے کی امانت ادا کرنے کے ساتھ ۔
 ابو حمش سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے ابو عبد اللہ سے عرض کیا کہ عبد اللہ
 بن ابوعبید نے آپ کو سلام کیا ہے تو آپ نے فرمایا تجھ پر اور اس پر سلام جب
 تم عبد اللہ کے پاس جاؤ تو اس کو میرا سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ جعفر بن محمد
 تجھ سے کہتے ہیں اس چیز کو دیکھو کہ جس کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہاں پہنچے تو اس کو لازم پکڑو کیونکہ حضرت علی رسول اللہ
 کے نزدیک پہنچے ہی مقام پر پہنچے سچ بولنے اور امانت ادا کرنے کی بناء پر اور
 ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا کسی مروے کے طویل رکوع و سجود کو نہ دیکھو کیونکہ یہ ایک
 ایسی چیز ہے کہ جس کا وہ عادی ہو چکا ہے اگر اس کو چھوڑ دے تو اس کی وجہ
 سے دشت میں پڑ جائے گا لیکن اس کی گفتگو کی سچائی اور امانت کی ادائیگی کی
 طرف دیکھو ۔

پس اہل منبر اور مجلس پڑھنے والا اللہ تعالیٰ اور اس کے حج (انبیاء و ائمہ)
 اور علماء پر جھوٹ و افتراء بند ہی سے اجتناب کرے اور حدیث میں خلط ملط
 نہ کرے اور تدریس و ملاوٹ نہ کرے اور جھوٹ کی زبان سال کے ساتھ بیان
 نہ کرے ۔

ابو جعفر باقرؑ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے شر اور برائی کے
 کچھ نملے قرار دیئے ہیں اور ان تالوں کی چابیاں شراب کو قرار دیاہے اور
 جھوٹ بولنا شراب پینے سے بدتر ہے اور انہیں جناب سے مروی ہے آپ
 نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا وہی دین کی خرابی و بربادی ہے اور امیر المؤمنینؑ
 نے فرمایا کوئی بندہ ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک جھوٹ کو نہ چھوڑے

چاہے اس کا کسی بنیاد اور نچتہ امر کے ساتھ تعلق ہو یا مزاح اور خوش طبعی سے اور علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا چھوٹے اور بڑے جھوٹ سے ہر نچتہ امر اور مزاح دو تہذیبوں میں جھوٹ سے بچو کیونکہ مرد جب چھوٹی چیز میں جھوٹ بولتا ہے تو بڑے معاملہ میں بھی جرات کرنے لگ جاتا ہے یہ اور اس کے علاوہ بہت سے احادیث و ارشادات معصومین ہیں۔

تیسرا لگانے اور غنا سے اجتناب کرنا

بشار الانوار میں تفسیر عیاشی سے ابو جعفر سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ آپ سے ایک نے سوال کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں اپنے بیت الخلاء میں جاتا ہوں اور میرے کچھ بڑے دوسریں ان کے پاس کچھ کینیزیں ہیں کہ جو گاتی ہیں اور طنز و بھائی ہیں تو بعض اوقات میں بیٹھنے کو طول دیتا ہوں میرے ان کے گانے کی طرف کان دھرنے کی بنا پر تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو تو اسی شخص نے عرض کیا خدا کی قسم یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کے پاس میں اپنے پاؤں کے ساتھ آیا ہوں یہ تو ایک سنا ہے کہ جسے میں نے کانوں سے سنا تو آپ نے فرمایا (خدا کی قسم ہے) تل (تجھ کو) (ایسا نہ کیا کرو) کیا تو نے اللہ کو کہتے نہیں سارا ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مستورا (۱) یقیناً سمع و بصر (سنے اور دیکھنے کی طاقت اور دل ان لب سے سوال کیا جائے گا تو اس نے عرض کیا جی ہاں خدا کی قسم گویا میں نے یہ آیت کبھی بھی اللہ کی کتاب سے کسی جگہ یا عربی سے نہیں سنی تھی میں انشاء اللہ دوبارہ ایسا نہیں کروں گا اور میں اللہ سے استغفار کروں گا تو آپ نے اس سے کہا کھڑا ہوا ہو جا اور جا کر غسل کر اور قنبا جی میں آئے نماز پڑھو (نماز تو یہ) کیونکہ تم ایک عظیم اور بہت بڑی چیز میں پھنسے ہوئے تھے

کئی قدر تم بری حالت میں ہوتے اگر اسی طرح مرجاتے اللہ کی حمد و ثنا کرو اللہ سے استغفار کرو (خ) اور اس سے ہر اس چیز سے توبہ کا سوال کرو کہ جسے وہ اپنہ کرتا ہے کیونکہ وہ ناپسند نہیں کرتا مگر قبیح و بری چیز کو ان کے لیے چھوڑ دو جو اس کے اہل ہیں کیونکہ ہر چیز کے کچھ اہل ہوتے ہیں۔

چوتھا۔ یہ کہ باطل کی ترویج نہ کرے اور فاسق و فاجر کی مدح و ثناء نہ کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب فاجر و بدکار کی مدح کی جائے تو عرش ہلنے لگ جاتا ہے اور پروردگار دیکھا غضبناک ہوتا ہے۔

پانچواں۔ یہ کہ عظام اور بزرگان دین کی توبین نہ کرے۔

چھٹا۔ یہ کہ آل محمد صلیہ السلام کے اسرار کا افشاء نہ کرے۔

ساتواں۔ یہ کہ وہ ترین میں فساد نہ کرے اور قلعہ کو برا نہ لکھتے نہ کرے۔

آٹھواں۔ یہ کہ ظالموں کی اعانت و مدد نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ يَنْكُرُوكُمْ لِيَخْرُجُوا إِلَىٰكُمْ أَوْ يُخْرِجُوكُمْ ۚ وَمَن يُخْرِجْكُم مِّنْ دِيَارِهِمْ فَخُذُوا فِيهَا صَبْرًا ۚ إِنَّكَ بِعَيْنِنَا ۚ لَمَّا تَبْكُونَ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِالْآيَاتِ فَسَوْفَ يَكُونُ لِشَرِّ الْأُمَمِ مُثَلًا ۚ وَمَن يَفْعَلْ مِثْلَ هَٰذَا مِن بَاطِلٍ فَإِنَّهُ يَكُونُ لِي عَذَابًا مُّهِينًا ۚ وَمَن يَفْعَلْ هَٰذَا مِن بَاطِلٍ إِلَّا لِيُفْضِلَ عَلَىٰ النَّاسِ مَالًا يَدْرِي ۚ إِنِّي أَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنِّي عَلِيمٌ ۚ وَمَن يَفْعَلْ هَٰذَا مِن بَاطِلٍ إِلَّا لِيُفْضِلَ عَلَىٰ النَّاسِ مَالًا يَدْرِي ۚ إِنِّي أَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنِّي عَلِيمٌ ۚ وَمَن يَفْعَلْ هَٰذَا مِن بَاطِلٍ إِلَّا لِيُفْضِلَ عَلَىٰ النَّاسِ مَالًا يَدْرِي ۚ إِنِّي أَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنِّي عَلِيمٌ ۚ“

نہ جھکورو نہ تمہیں جہنم کی آگ میں کرے گا اور ایک خبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کے دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہاں ہیں ظالم اور ان کے اعوان و مددگار میں نے ان کے لیے دوات میں صوف ڈالی اور ان کی قبلی باندھی تھی یا ان کا قلم نہ اٹھاتا پس انہیں انہیں کے ساتھ غمخوار کرو اور امیر المؤمنین کی کیلیں سے وصیت میں ہے اے کیلیں پھر ظالموں کے دروازوں کو کھٹکھٹانے سے اور ان سے میل جول نہ رکھو یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اے کیلیں جب تم مضطرب و مجبور ہو جاؤ ان کے پاس حاضر ہونے کے لیے تو مسلسل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور اسی پر توکل کرو اور ان کے شر سے اللہ سے پناہ مانگو اور ان کی طرف سے سر جھکائے رہو

اور ان کے فعل و عمل کو دل سے برا سمجھو اور ان کا رکو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا علی الاعلان اظہار کرو تاکہ انہیں سزاؤ کیونکہ اسی سے وہ تجھ سے ڈریں گے اور ان کے شر سے تمہاری کفایت کی جائے گی اور علی بن العسین علیہ السلام نے فرمایا اپنے اس خط میں جو زہری کو لکھا بعد اس کے کہ اسے ظالموں کی ان کے ظلم میں اعانت کرنے سے ڈرایا گیا تھے خصوصیت کے ساتھ اس نے بلا کر جب اس نے تجھے بلایا ہے انہوں نے تجھے قطب اور وہ کیلی نہیں قرار دیا کہ جس کے ذریعہ انہوں نے اپنے مظالم کی چکی کو گردش دی ہے اور پل نہیں قرار دیا کہ تجھ پر سے عبور کر کے وہ اپنے ابتلائات میں جاتے ہیں اور بیٹھ جاتی ہیں اپنی گراہی کی طرف، بلانے والا ان کی گراہی کی طرف چلتے والا ان کے راستہ پر، تیرے ذریعہ وہ علماء کو شک و شبہ میں ڈالتے ہیں اور تیرے ہی ذریعہ جاہلوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں ان کے فصوص ترین وزراء میں سے اور زیادہ قوی احوان و انصار میں سے کوئی شخص نہیں پہنچ سکا مگر اس سے کم کہ جہاں تو پہنچا ہے ان کے فتنہ و فساد کے درست کرنے میں اور خواص و عوام کے ان کے ہاں آنے جانے میں پس کس قدر کم ہے مقدار کے لحاظ سے وہ چیز جو انہوں نے تمہیں دی ہے اس کے مقابلہ میں کہ جو انہوں نے تجھ سے لی ہے اور کس قدر معمولی ہے وہ چیز کہ جو انہوں نے تمہارے لیے تعبیر کی ہے اس چیز کے پہلو میں کہ جسے تجھ سے خراب و برباد کیا ہے پس تم اپنے نفس کے لیے غور و فکر کرو کیونکہ اس کے لیے سوچ و پکارا علاوہ کوئی نہیں کرے گا اور اس کا حساب کتاب کہ جس طرح مسؤل اور اس سے حساب لیا جاتا ہے کہ جسے کس کام کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

نواں - یہ کہ مجرموں کو غرور و دھوکہ میں نہ ڈالو اور ایسی بات نہ کرے۔
کہ جس کی وجہ سے فاسق و فاجر لوگ و اہل کفر کیونکہ صحیح معنی میں مکمل نیک ہے

کہ جو لوگوں کو نہ تو اللہ کی رحمت سے ناامید کرے اور نہ اللہ کی روح و ریحان سے مایوس کرے اور نہ ہی اللہ کے عذاب سے مامون قرار دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی ان وصیتوں میں ہے کہ جو آپ نے ابن مسعود کو فرمایا کسی گناہ کو تغیر و بھڑکانہ بھجواد کر یا ٹرو بڑے گناہوں سے تو بہر حال اجتناب کرو کیونکہ بندہ جب قیامت کے دن اپنے گناہوں کی طرف دیکھے گا تو اس کی دو فواکھوں سے پیپ اور خون کے آنسو نکلیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یوم تجد کل نفس ما عملت من سوء تود لو ان بینہا و بینہ اصداب عیداً)۔

وہ دن کہ جس میں ہر نفس جو برائی کر چکا ہے اسے پائے گا اور وہ دوست رکھے گا کہ کاش اس کے درمیان اس برائی کے درمیان دور کا فاصلہ ہوتا۔

ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا بچو ان گناہوں سے کہ جنہیں تغیر و معمولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ نہیں بخشے جائیں گے میں نے عرض کیا وہ عقرات (جنہیں تغیر و معمولی سمجھا جاتا ہے وہ کون سے گناہ ہیں آپ نے فرمایا ایک شخص گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے میرے لیے طوبی و خوشخبری اگر میرے لیے اس گناہ کے علاوہ کوئی گناہ نہ ہو۔

اور انہیں جناب سے ہے آپ نے فرمایا جب کوئی کام اللہ کی معصیت و نافرمانی شروع کر دیتی ہے تو اگر وہ سوار ہوں تو ابلیس کی گھڑ سوار فوج بن جاتے ہیں اور اگر وہ پیدل ہیں تو شیطان کی پیدل فوج بن جاتے ہیں۔

گیارہواں۔ یہ کہ قرآنی آیات کی اپنی رائے کے ساتھ تفسیر نہ کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ سے کہ جو آنحضرت کے قائم مقام ہیں علیہم السلام صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ قرآن کی تفسیر کرنا صحیح نہیں مگر اثر صحیح اولیٰ صریح

سے اور ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص قرآن میں علم کے بغیر کوئی بات کرے تو وہ اپنے پیٹھ کی جگہ جہنم کی آگ میں سمٹے اور عامہ (اہل سنت) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص قرآن کی اپنی رائے سے خود تفسیر کرے پس حق کو پہنچ جائے تب بھی اس نے غلطی کی ہے۔

بارہواں - یہ کہ اخبار و روایات کے فاسد اور خراب و باطل معانی نہ کرے اور نہ ہی ان میں ٹھنڈے اور تفرقات کرے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں شائع و ذائع ہے ہمیں خدا اپنی پناہ میں رکھے۔

تیسرہواں - یہ کہ احکام شرعی میں فتویٰ نہ دے جب کہ وہ فتویٰ دینے کا اہل نہیں ہے اور اس مقام پر سید اجل، ادرع، ازہد، اسعد، قدو العارفین، مصباح المتہجدین صاحب الکرامات الباہرۃ ابو القاسم رضی الدین السید ابن طاووس قدس اللہ سرہ و رفع فی الملأ الاعلیٰ ذکرہ - نے اپنی گفتگو میں فرمایا میں نے اپنی مصلحت اور بچاؤ اپنی دنیا و آخرت میں یہی سمجھا اور دیکھا کہ احکام شرعی میں فتویٰ دینے سے فارغ رہوں چونکہ ہمارے علماء فقہاء میں تکالیف مغلیہ کی روایت میں اختلاف پایا ہے اور میں نے اللہ جل جلالہ کا کلام سننا ہے جو اس شخص کے بارے میں کہتا ہے جو تمام مخلوق سے اس کے ہاں زیادہ عزت و توقیر رکھتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں۔

اور اگر بعض باتوں میں ہمارے اوپر نہ کہی بات کی نسبت دیتا تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے گرفت میں لے لیتے الایات، اور اگر فقہ میں کسی کتاب میں لکھتا کہ میرے

بعد جن پر عمل ہوتا رہتا تو میرے فتوے سے احتراز کرنے اور بچنے میں نقص واقع ہوتا اور یہی آیت کی طرف اشارہ ہوا ہے اس کے خطرے کے ماتحت داخل ہوتا ہوتا کیونکہ اللہ جل جلالہ کی جب یہ تہدید اور دھمکی ہے عزیز و اعلم رسول کے لیے اگر وہ کسی قول کی اس کی طرف غلط نسبت دے تو میری کیا حالت ہوگی جب میں اس کی طرف اس کے کہے بغیر نسبت دوں جل جلالہ اور میں فتویٰ دوں یا کوئی خطایا غلط طور پر تصنیف کر دوں جس دن میں اس کے سامنے پیش ہوں گا آخر کلام یہ کہ جس کو سید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔

چودھواں۔ ایسی بات نہ کرے جس سے انبیاء عظام اور اوصیاء کرام کی تنقیص ہوئی ہو جس وقت کہ ائمہ علیہم السلام کے مقامات کی بلندی اور رفعت کو بیان کرنا چاہیے پندرہواں یہ کہ اصول دین کے مسائل میں شبہ ذکر نہ کرے جب انیس لوگوں کے اذہان سے دور کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو احسن اور زیادہ اچھے بیان کے ذریعہ اور مسلمانوں کے اصول دین کی اساس و بنیاد کو تہ توڑے اور خراب نہ کرے۔

سولہواں۔ یہ کہ نرمی اور رفق استعمال کرے اور نرمی و رفق بہت عظیم اصل و بنیاد تمام امور میں اور حضرت خضر نے جو آخری وصیت کی تھی موسیٰ علیہ السلام کو اس میں تھا کہ کسی کو کسی گناہ کی عار نہ دلا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے نیا وہ محبوب امور تین ہیں سعی و کوشش میں میا نہ روی اختیار کرنا اور قدرت رکھنے ہوئے معاف کر دینا اور اللہ کے بندوں کے ساتھ نرمی و رفق سے پیش آنا کوئی شخص کسی کے ساتھ دنیا سے نرمی نہیں برتے گا مگر یہ کہ اللہ عزوجل تیبات کے دن اس سے نرمی سے پیش آئے گا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا یقیناً یہ دینِ متین دینِ نجات ہے پس اس میں ترمی کے ساتھ داخل ہو اور اپنے نفس کی طرف اللہ کی عبادت کو مغوص نہ بنا کیونکہ سفر میں جو وہ گیا ہو اور اس کی سواری ہلاک ہو گئی ہو تو وہ زمین کو قطع و عبور کر سکتا ہے اور نہ سواری کی پشت اس کے پاس ہے کہ جس پر سامان رکھے اور سوار ہو ستر حوالہ کہ فاسد و بری اغراض کے لیے کلام کو طول نہ دے اور اغراضِ شنیعہ کو چھوڑ دے۔

اٹھار حوالہ۔ مناسب ہے کہ مصائب کے ذکر کرنے میں خصوصاً محرم کے دنوں کے علاوہ رعایت کرے کہ ایسی چیزیں بیان نہ کرے جو دلوں کو قسبی و سخت کرتی ہیں اور ان سخت مصائب کو آسان نہ سمجھے مثلاً درونا کی مشکل اور گرانبار مصائب پڑھنا بچہ سے عورت فاضل مؤرخ متبحر میرزا ہادی خراسانی بخفی ایہ اللہ نے کہا میں نے عالم خواب میں دیکھا گویا میں امیر المؤمنین علیہ السلام کے صحن میں ہوں اس کے ایک حجرہ میں جب کہ تمام ائمہ علیہم السلام یا ان میں سے اکثر وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اہل منبر میں سے ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ مجلس پڑھ رہا ہے اور ائمہ سنی رہے ہیں یہاں تک کہ جب اپنے اس قول تک پہنچا کہ شمر نے خواب سیکھ سے کہا (معاذ اللہ) اے خادجی کی بیٹی تو میں نے دیکھا کہ اس کی اس گفتگو سے امیر المؤمنین علیہ السلام کی طبیعت کڑھ رہی ہے اور آپ سخت متیقن ہیں اور آپ کے چہرہ مبارک پر تغیر و ترشی کے آثار نمایاں ہوئے ہیں جب میں نے دیکھا تو میں نے اس پڑھنے والے شخص کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جا کیا دیکھتے ہیں ہوا امیر المؤمنین علیہ السلام کہ ان کی راحت مبارک و مقدس پر کیا اثر پڑ رہا ہے تو مجھ سے امیر المؤمنین نے کہا جو کچھ نونے کھل کھا تھا وہ بھی اس سے کم نہیں تھا تو بھئی یاد آیا کہ میں نے حضرت

ابراہیم الخلیلؑ کے سر کی مصیبت پڑھی تھی کہ اسے گھوڑے کے سینہ کے ٹکایا گیا تھا تو میں آنجناب کی خدمت میں معذرت کی اور توبہ کی۔

انیسواں۔ یہ کہ امر بالمعروف اور نہی ازمنکر کرے نبی اکرمؐ تے فرمایا جب میری امت میں بدتمیز ظاہر ہوں تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کرے ورنہ اس پر اللہ کی ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اور روایت ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے خطبہ پڑھا پس اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اب بعد تم سے پہلے لوگ جو ہلاک ہوئے ہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جب وہ گناہ کرتے تھے تو اللہ والے عابد و زاہد اور احبار و علماء انہیں اس سے روکتے تھے اور یہ کہ جب وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں گناہوں میں اور ربائیوں اور احبار و علماء انہیں اس سے منع نہیں کرتے تو ان پر مقتولین اور عذاب نازل ہوتے ہیں پس امر بالمعروف اور نہی ازمنکر کرو اور جان لو کہ امر بالمعروف و نہی ازمنکر نہ کبھی اجل و موت کو قریب لے آتے ہیں اور نہ ہی سرگزشتی کو منقطع کرتے ہیں مگر آسمان سے زمین کی طرف اتنا سا ہے مثل بارش کے قطروں کے ہر نفس کے لیے جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے زیادہ یا کم

اور شیخ کبیری وغیرہ نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ اللہ عز و جل نے دو فرشتوں کو ایک شہر والوں کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس شہر کو اس کے رہنے والوں پر اٹھادیں جب وہ فرشتے شہر تک پہنچے تو انہوں نے ایک شہر کو پایا کہ وہ خدا سے دعا اور تفرغ و زاری کر رہا ہے تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کیا اس دعا کرنے والے کو دیکھتے نہیں ہو تو اس نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے لیکن جو کچھ میرے پور و دیگار نے حکم دیا ہے اس کو کرگزرو تو



تو پہلا فرشتہ کہنے لگا میں کوئی کام نہیں کرتا جب تک اپنے پروردگار سے مراجعہ نہ کروں پس وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف لوٹ گیا اور عرض کیا اے پروردگار میں شہر میں پہنچا تو میں نے تیرے فلاں بندے کو دھاکرتے اور تیری بارگاہ میں تفرغ و زاری کرتے دیکھا تو ارشاد ہوتا ہوں کام کر و جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے کیونکہ اس شخص کا پہرہ کبھی بھی میری وجہ سے غیض و غضب میں متغیر نہیں ہوا اور حضرت رخصا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کہا کرتے تھے جیسے میری امت امر بالمعروف اور نہی ازمنکر کا معاملہ ایک دوسرے پر ڈالے گی تو اللہ تعالیٰ سے جنگ کے لیے انہیں تیار ہونا چاہیئے (یا اللہ کا طرف سے عذاب کے نزول کے لیے تیار ہونا چاہیئے)۔

اور ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا ایک بزرگ عمر رسیدہ عبادت گزار تھا جو نبی اسرائیل میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اسے آٹھ سو کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور وہ اپنی عبادت میں تھا کہ اچانک اس نے دو چھوٹے بچوں کو دیکھا کہ انہوں نے ایک مرغ یا کچڑا رکھا ہے۔

اور وہ اس کے پردوں کو کھینچ رہے ہیں وہ اپنی عبادت ہی کی طرف متوجہ رہا اور انہیں اس کام سے منع نہ کیا تو اللہ نے زمین کی طرف وحی کی کہ میرے اس بندہ کو اپنے اندر نگل لے پس زمین نے اسے نگل لیا پس وہ درودن جو کہ سمندر کے وسط میں ایک جگہ ہے ہمیشہ ہمیشہ اور رہتی دنیا تک نیچے چلا جا رہا ہے۔

اور انہیں خیاب علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے کہ تمہاری کیا حالت ہو گی جب کہ تمہاری عورتیں

ناسد و خراب ہو جائیں گی اور تمہارے جوان ناسق و بے دین ہو جائیں گے اور تم نیک کاموں کا حکم نہیں دو گے اور بے کاموں سے منع نہیں کرو گے تو آپ سے عرض کیا گیا تو کیا ایسا ہو کے رہے گا اے اللہ کے رسول فرمایا بلکہ اس سے بھی زیادہ برا ہو گا پس کیا حال ہو گا تمہارا جب کہ تم بری چیزوں کا حکم دو گے اور اچھی چیزوں سے منع کرو گے پس آپ سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ایسا بھی ہو گا فرمایا ہاں بلکہ اس سے بھی برا ہو گا پس تمہاری کیا حالت ہو گی اس وقت کہ جب تم اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا سمجھو گے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہمیشہ لوگ خیر و خوبی میں رہیں گے جب تک امر بل معروف اور نہی از منکر کرتے رہے اور نیکی پر ایک ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہے جب ایسا نہیں کریں گے تو میں ان سے برکات چھین لوں گا اور بعض دوسرے بعض پر مسلط ہو جائیں گے اور زمین و آسمان میں ان کا کوئی نام و مددگار نہیں ہو گا۔

بلیسواں - ایسی بات نہ کرے کہ جو ابو عبد اللہ الحسین اور ان کے اہل بیت مکرم و معظم علیہم السلام کی ذلت کا باعث ہو کیونکہ آپ اہل نبوت محبت کے سردار تھے کہ جنہوں نے لوگوں کو تلواروں کے سائے میں مرزاؤت و خواری پر اختیار کرنا سکھایا اور بلند آواز میں عاشور کے دن پکار کر کہا خبردار یاد رکھو کہ دعی ابن دعی (غلط بات کی طرف منسوب جو غلط باپ کی طرف منسوب کا بیٹا تھا) نے دو چیزوں پر ڈٹ گیا ہے تلوار سے جنگ کرنے اور ذلت کے درمیان لیکن ذلت کو قبول کرنا ہم سے کوسوں دور ہے خدا، اس کا رسول اور مومنین ہم سے اس کا انکار چاہتے ہیں۔

اور ہمارے شیخ و بزرگ محدث متبحر حاج مرزا حسین نوری نور اللہ مرقدہ نے
 دارالاسلام میں ذکر کیا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مجلس پڑھنے والے سید نے
 عالم خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو چکی ہے اور لوگ و ثمت و دہشت
 میں ہر شخص کو اپنی لگی ہوئی ہے اور موکل فرشتے لوگوں کے حساب و کتاب کی طرف
 لے جا رہے ہیں ہر ایک کے ساتھ سائق و شہید (ہانکھنے والا اور گواہی دینے والا)
 یہاں تک کہ کما۔ پس ہمیں موقف حساب کی طرف ہانک کر لے گئے اچانک ایک
 بہت اونچا منبر ہے کہ جس کے بہت سے درجے اور درجے ہیں اس کی چوٹی پر
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور اس کی پہلی سیڑھی پر خاتم الاحیین علیہ السلام
 ہیں اور وہ لوگوں کے حساب کتاب میں مشغول ہیں اور لوگ آپ کے سامنے صف
 بستہ کھڑے ہیں یہاں تک کہ معاملہ عجیب تک پہنچا پس مجھے سرزنش کرتے ہوئے خطاب
 کرتے ہوئے فرمایا تے کیوں میرے مرید بیٹے حسین علیہ السلام کے تذلل کو کیوں
 ذکر کیا اور ان کی طرف ذلت کی نسبت کیوں دی ہے تو میں آپ کے جواب میں
 پریشان ہو گیا اور مجھے کوئی حیلہ نظر نہ آیا مگر انکار کرنے کا پس نے انکار کر
 دیا تو گویا میرے بازو پر کسی چیز سے در و عسوس ہو گیا وہ منہ تھی کہ جو اس
 میں داخل کی گئی پس میں اپنے پہلو کی طرف ملتفت ہوا تو میں نے ایک شخص کو
 دیکھا کہ جس کے ہاتھ میں ایک طومار ہے جو اس نے مجھے دیا میں نے اسے کھولا تو
 اس میں میری جمالی کی تقویر کشی ہے اور ان چیزوں کی تفصیل تھی جو مختلف مجالس
 میں ذکر کی تھیں ہر ایک جگہ اور وقت کی تفصیل تھی اور اس میں وہ کچھ بھی تھا
 جس کا آپ نے مجھ سے سوال کیا تھا اور میں نے اس کا انکار کیا تھا آخر خواب
 تک جو ہونا تھا کہ جس کی وجہ سے سید نے اپنا یہ شغل چھوڑ دیا اور شیخ نے

روایت کی ہے کہ سید عمری اور جعفر بن عوفان طائی کسی جگہ اکٹھے ہوئے تو سید نے اس سے کہا دائے ہو تم پر آل محمد علیہم السلام کے بارے میں کہتے ہو ۔
 ما بال یدیتکھ تخرب لقفہ عوثیا بکم من اذل الاثواب
 کیا حالت ہے آپ کے گھروں کی کہ ان کی پھت خراب ہو گئی ہے اور آپ کا لباس
 پست ترین لباس ہے ۔

جعفر نے کہا اس میں کون سی خرابی آپ کو نظر آئی ہے تو سید نے اس سے کہا
 کہ جب تم اچھی طرح سے ان کی مدح و ستائش کر سکتے تو خاموش رہو کیا آل محمد
 علیہم السلام کی اس طرح تعریف کی جاتی ہے لیکن میں تمہیں معذور سمجھتا ہوں چونکہ
 تمہاری طبیعت و مزاج اور علم و مقام بھی ہے اور میں نے ان کے بارے میں
 کہا کہ جو تیری مدح میں جو ان کے لیے ننگ و عار ہے اسے مٹا دیا ہے ۔

اقسم باللہ و آیاتہ والمرء عما قال مستول عن علی بن
 ابی طالب علی التقی والبرمجبول عکان اذا العرب مزقها القنادا حجت
 عنہا البہا لیلید میمشی الی القرن وفی کفہ عابيض ماضی الحد معقول
 مشی العفرتابین اشبالہ ابرزہ للقتص الغیل عذک الذی سلمہ فی
 لیلۃ علیہ میکال وجبریل میکال فی الف وجبریل فی عالف وتیلوم سرائیل
 لیلۃ بدردد انزلوا کانہم طبرا یا بیل ع میں اللہ اور اس کی آیات کی قسم کھاتا
 ہوں اور انسان جو کچھ کہتا ہے اس کا جواب دہ اور ذمہ دار ہے بیشک علی بن ابی
 طالب تقویٰ اور نیکی پر خلق ہوئے ہیں، جنگ کو بب نیزے پیرتے ہیں اور اس سے
 شجاع و بہادر سمجھے جاتے ہیں تو یہ مد مقابل کی طرف بڑھتے ہیں جب کہ ان کے
 ہاتھ میں چمکدار تیز و صاف شمشیر تلواریں ہوتی ہیں، چمکدار شیر اپنے بچوں کے

درمیان کر جسے بیشہ نے شکار کی طرف نکالا ہو، یہ وہ ہیں کہ شب بھرت جہنم میں کھیل
و جبرائیل نے آکر سلام کیا، میکائیل نے ہزار فرشتوں کے ساتھ اور جبرائیل نے بھی
ہزار فرشتوں کے ساتھ، اور جنگ بدر کی رات بطور امداد نازل ہوئے گویا وہ ابابیل
پر بندے تھے۔

ان کی شان میں اس طرح کہا جاتا ہے اے جعفر اور تیرے جیسے اشعار خنیں
اور سہت و کمزور لوگوں کے پیچھے جاتے ہیں پس جعفر نے سید کے سر کا بوسہ لیا
اور کہا آپ خدا کی قسم اس فن کے سر ہیں اے ابو ہاشم اور ہم دم ہیں۔
یہاں تک کہ ختم ہوا جو مقصود تھا اس رسالہ شریفہ سے اور یہ گیارہ زلیقہ
حرام ۱۳۴۲ھ تیرہ مویا لیس ہجری کی بات ہے اور وہ ہمارے مولا و آقا ابو الحسن
علی بن موسیٰ رضا صلوات اللہ علیہ کی ولادت کا دن ہے ان کی قبر مبارک کے حوا میں۔
اس کا ترجمہ تاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۸ء بروز پیر
آٹھ بجے شب بر مکان سیٹھ نواز شمس علی سیٹھ بلاور ۸۱ اے ماڈل ٹاؤن لاہور
اور یہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی ولادت کا دن ہے جس پر تقبیر
سید صفدر حسین نجفی فرزند سید غلام سرور نقوی مرحوم کے ہاتھوں الحمد للہ
اولاد آخر الاولیٰ اللہ علی محمد وآلہ





فہرست کتب



ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ جنگ

<p>زنگانی حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا</p> <p>از آقائے آیت اللہ دستغیب</p>	<p>مفتاح الحجۃ (مجلس)</p> <p>از آقائے مقدس زنجانی</p>
<p>زنگانی حضرت زینب سلام اللہ علیہا</p> <p>از آقائے آیت اللہ دستغیب</p>	<p>انوار خمسہ (مجلس)</p> <p>از آقائے مقدس زنجانی</p>
<p>ملاقات بہ امام زمان علیہ السلام</p> <p>از آقائے حسن اطمی</p>	<p>ریاض القدس ۲ جلدیں</p> <p>از آقائے صدر الدین قزوینی</p>
<p>پرواز روح</p> <p>از آقائے حسن اطمی</p>	<p>معالی السبطین ۲ جلدیں</p> <p>از آقائے محمد مہدی زاندرانی</p>
<p>طالع فی القرآن</p> <p>مؤلفہ آقائے صادق حسینی شیرازی</p>	<p>الدمعۃ اکسا کتب ۲ جلدیں</p> <p>از آقائے محمد باقر مدنی</p>
<p>مہدی فی القرآن</p> <p>مؤلفہ آقائے صادق حسینی شیرازی</p>	<p>ریاض الاحزان</p> <p>از آقائے سید محمد حسن قزوینی</p>
<p>مہدی موعود امام زمانہ</p> <p>از آیت اللہ دستغیب</p>	<p>نفس المہموم</p> <p>از آقائے شیخ عباس قمی</p>
<p>جزیرۃ خضراء</p> <p>مؤلفہ آقائے ناجی البخار</p>	<p>انوار زہرا سلام اللہ علیہا</p> <p>مؤلفہ آقائے سید حسن اطمی</p>
<p>حالم عجیب ارواح</p> <p>از آقائے حسن اطمی</p>	<p>سید الشہداء</p> <p>از آقائے آیت اللہ دستغیب</p>

ملنے کا پتہ:

افتخار بک ڈپور جسر ڈ اسلام پورہ لاہور فون: 7223686



التاس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱[شیخ صدوق	۱۳(سید حسین عباس فرحت	۲۵(بیگم و اخلاق حسین
۲[علامہ مجلسی	۱۴(بیگم و سید جعفر علی رضوی	۲۶(سید ممتاز حسین
۳[علامہ طاہر حسین	۱۵(سید نظام حسین زیدی	۲۷(بیگم و سید اختر عباس
۴[علامہ سید علی نقی	۱۶(سیدہ زہرہ	۲۸(سید محمد علی
۵[بیگم و سید عابد علی رضوی	۱۷(سیدہ رضویہ طاہرہ	۲۹(سیدہ رضیہ سلطان
۶(بیگم و سید احمد علی رضوی	۱۸(سید نجم الحسن	۳۰(سید مظفر حسین
۷(بیگم و سید رضا احمد	۱۹(سید مبارک رضا	۳۱(سید باسط حسین نقوی
۸(بیگم و سید علی حیدر رضوی	۲۰(سید تنہیت حیدر نقوی	۳۲(غلام محی الدین
۹(بیگم و سید سبط حسن	۲۱(بیگم و مرزا محمد ہاشم	۳۳(سید ناصر علی زیدی
۱۰(بیگم و سید مردان حسین جعفری	۲۲(سید باقر علی رضوی	۳۴(سید نور علی حیدر زیدی
۱۱(بیگم و سید جبار حسین	۲۳(بیگم و سید باسط حسین	۳۵(ریاض الحق
۱۲(بیگم و مرزا اتو حیدر علی	۲۴(سید عرفان حیدر رضوی	۳۶(خورشید بیگم